نزہۃ الواعظین

ترجمہ

درۃ الناصحین

اوّل

مصنّف

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

محبوب احمد چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۲۲/۵۵)

نزهة الواعظين

ترجمہ

دُرة الناصحين

﴿جلد اوّل﴾

مصنف

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی مدظلہ

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰- اُردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... نزهة الواعظين ترجمہ درة الناصحين

مصنف .... الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

من علماء قرن الثالث عشر للهجرة

مترجم .... مولانا محبوب احمد چشتی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تحریک .... استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی

تائید .... استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی

مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

تصحیح .... مولانا نور محمد قادری خطیب جامعہ مسجد حنفیہ بیڈن روڈ لاہور

کمپوزنگ .... words maker Tel 7231391

بار اوّل .... ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء

صفحات ۴۸۰

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

۴۰ بی اُردو بازار لاہور

نشانِ منزل

مولانا محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

پندونصائح اور وعظ وتبلیغ' انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت متواترہ ہے جسے سید المرسلین' رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عروج وکمال کی بلندیوں پر پہنچایا۔ صحابہ کرام و اولیاء عظام اور علمائے ذی الاحترام نے حرز جان بنایا۔ جن کی مساعیٔ جمیلہ سے قرآن وسنت کی بہاریں قائم ودائم ہیں۔

دنیائے اسلام میں بڑے بڑے عظیم البیان مقررین و واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیدائی و فدائی بنے۔ جنہیں تاریخ نے خوب پذیرائی بخشی اور صفحات دہر میں ان کا نام زندہ و پائندہ ہوگیا۔

مگر لسانی مواعظ وتبلیغ کا دائرہ واعظ وخطیب اور مقرر ومبلغ کی حیاتِ ظاہری تک محدود رہتا ہے۔ جب آنکھ بند ہوئی ان کے پندونصائح کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس کے برعکس ان مبلغین و واعظین' خطباء اور مقررین کے کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جنہوں نے اپنے مواعظ حسنہ کے لئے قلم کو وسیلہ بنایا اور اس سلسلہ میں نہایت نکتہ رس' ایمان افروز' روح پرور اور دلکش خطبات ومواعظ کو کتابوں کی صورت دی۔ تصانیف کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا اور نہ صرف ان کی حسین حیات سے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ صدیاں گزر گئیں' زمانے بیت گئے' مگر ان کی قلمی تبلیغ سے اہل علم وعمل خاص و عام سبھی مستفید ہوتے آرہے ہیں۔

قرآن کریم جو اوّل و آخر خداوند عالم جل و تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے مواعظ کا سب سے فائق‘ اعجاز آفرین مجموعہ وعظ و تبلیغ ہے۔ اس میں بھی قلم کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے خالق لوح وقلم از خود ”ن والقلم وما یسطرون“ کے قدیمی کلمات سے قسمیں فرما رہا ہے۔ احادیث مبارکہ جن کا ایک ایک نقطہ‘ حرف‘ کلمہ‘ جملہ پند ونصائح کا مرقع ہے اسے قلم نے ہی ہم تک پہنچایا۔ لہٰذا یقین کیجئے قلم کا سکہ ہمیشہ چلتا رہے گا‘ قلم کے فیضان سے علوم وفنون کے جہاں بارونق رہیں گے نوک قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کو تا قیامِ قیامت فنا نہیں۔

پیش نظر نہایت جامع اور مستند مواعظ حسنہ پر مبنی کتاب ”نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین“ بھی قلمی برکات کی شاہکار تصنیف ہے جسے عزیز القدر مولانا علامہ محبوب احمد صاحب چشتی مہاروی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور‘ مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور‘ خطیب محکمہ اوقاف پنجاب لاہور نے عربی سے اُردو میں لانے میں کامیاب کوشش کی ہے۔ موصوف جدید و قدیم علوم سے خوب خوب شناسائی کے مالک ہیں۔ اُردو‘ پنجابی اور سرائیکی میں نہایت عمدہ تقریر کا ملکہ رکھتے ہیں۔ تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت پاکستان کے امتحانات میں ہمیشہ اعلیٰ اور ممتاز نمبروں پر کامیابی و سرفرازی حاصل کرتے رہے۔ میرے تلامذہ میں سے جنہیں کتب درسیات کے علاوہ قلمی اوصاف پر گہرائی اور گیرائی حاصل ہے ان میں مولانا محبوب احمد چشتی زید مجدہ‘ ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ موصوف کے اکابر اساتذہ کرام میں حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ اور حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں قلمی جولانیوں سے مزید بہرہ مند کرے اور ان کا یہ شاہکار ترجمہ ”نزہۃ الواعظین“ مقبولیت کا حامل قرار پائے۔ (آمین)

محترم جناب ملک شبیر حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جو اہل علم کی قلمی خدمات کو عوام و خواص تک پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں۔ دعا ہے موصوف کا ادارہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن رہے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تصانیف کی اشاعت ان کا مقصد حیات رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء

فہرست مضامین نزہۃ الواعظین (جلد اوّل)

جلسہ نمبرا

ماہِ رمضان کی فضیلت

آیت مبارکہ:- شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینت من الهدی والفرقان٥(البقرة ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ رمضان کی نحوی تحقیق (شہر رمضان)

لفظ شہر رمضان مبتداء ہے اور خبر اس کا مابعد ہے یا مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ اس کی مقدر عبارت ذلکم شھر رمضان۔ یا محذوف شدہ مضاف الصیام سے بدل ہے۔ یعنی کتب علیکم الصیام صیام شھر رمضان اور اسکو صوموا کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا گیا ہے۔ یا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی وان تصوموا اور اس میں ضعف ہے یا یہ ایام معدودات سے بدل ہے۔

لغوی تحقیق لفظ شہر شہرت سے ماخوذ ہے اور رمضان رمض کا مصدر ہے۔ رمض کا معنی جب جلایا جائے پس اس کی طرف مہینہ کو منسوب کیا یعنی اس کو علم بنا دیا گیا اور یہ (رمضان) علمیت اور الف نون زائد تان کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ جس طرح کہ دایة ابن دایة میں جو کہ ایک کوے کا نام ہے علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان "من صام رمضان" (جس نے رمضان کا روزہ رکھا) مضاف کے محذوف ہونے کی بنا پر تا کہ التباس کی وجہ سے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان کو رمضان اس وجہ سے کہتے ہیں کہ بھوک اور پیاس کی گرمی سے انسان جلتا ہے اس مہینہ میں گنہگاروں کے گناہوں کے جلنے کی وجہ سے یا رمضان کے گرمی کے دنوں میں واقع ہونے کی وجہ سے۔

قرآن حکیم اور دیگر کتب سماویہ کے نزول کی تاریخ

(الذی انزل فیه القرآن) "وہ جس میں قرآن کو نازل کیا گیا"۔ یعنی قرآن کے

نازل کرنے کی ابتداء کی گئی اور یہ شب قدر کی تھی یا اس رات، میں سارا قرآن آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ پھر تھوڑا تھوڑا دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ یا رمضان کی شان میں قرآن نازل کیا گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان (کتب علیکم الصیام) تم پر روزے فرض کئے گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رمضان المبارک کی پہلی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف نازل ہوئے۔ تورات چھ رمضان کو نازل کی گئی۔ انجیل تیرہ اور زبور اٹھارہ رمضان المبارک کو نازل ہوئی جب کہ قرآن پاک چوبیسویں کو نازل ہوا۔

"(الذی) اسم موصول اپنے صلہ سمیت مبتداء کی خبر یا مبتداء کی صفت ہے اور خبر فمن شھد اور فامبتدا کے وصف کی وجہ سے جو کہ شرط کے معنی کو متضمن ہے اور اس میں نشانی ہے اس بات کی کہ بے شک رمضان میں قرآن کا نازل ہونا۔

روزے کے وجوب کے ساتھ اس کے اختصاص کا سبب ہے (ھدی للناس وبینات من الھدی و الفرقان) "لوگوں کیلئے ہدایت اور فرقان و ہدایت کی کھلی نشانیاں۔" ھدی یہ لفظ قرآن سے حال ہے یعنی قرآن پاک رمضان میں نازل کیا گیا اور وہ لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اپنے اعجاز اور واضح آیات کی وجہ سے کہ جن سے حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور اس سے حق و باطل کے درمیان فرق ہو جاتا ہے اس میں حکم اور احکام کے ہونے کی وجہ سے" قاضی بیضاوی"

رمضان کا احترام نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو یعنی اسے ذلت و حقارت لاحق ہو۔" کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود و سلام نہ پڑھے اور اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو کہ جس کے پاس اس کے والدین میں سے دونوں یا ایک ہو۔ پس اس نے ان دونوں کے حق میں کوئی ایسا نیک عمل نہ کیا کہ جس کے سبب سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا اور اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو کہ اس پر رمضان داخل ہوا اور مکمل ہو گیا اس سے پہلے کہ اس کی مغفرت ہو اس لئے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے۔ پس جس کی اس میں بخشش نہ ہو وہ نقصان میں ہے" زبدۃ الواعظین"۔

جمعہ کا دن اور درود وسلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود و سلام پڑھے۔ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہو گا اس نور کو اگر تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ تو تحقیق یہ نور زیادہ وسیع ہو جائے۔ ''ایضاً''

رمضان المبارک اور بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان المبارک کے داخل ہونے کی وجہ سے خوش ہوا۔ اللہ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کون ہم سے محبت کرتا ہے پس ہم بھی اس سے محبت کریں کون ہے جو ہمیں چاہتا ہے پس ہم بھی اسے چاہیں پس کون ہے جو ہم سے بخشش طلب کرتا ہے پس ہم اس کو رمضان المبارک کی حرمت کے پیش نظر بخش دیں۔ پس اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو رمضان المبارک میں نیکیوں کے لکھنے اور برائیوں کے نہ لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کے گزشتہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

کتب سماویہ کے نزول کی ترتیب

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف رمضان المبارک کی پہلی رات میں نازل کیے گئے تورات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف کے سات سو سال بعد چھ رمضان المبارک کو نازل ہوئی زبور توراۃ کے نزول کے پانچ سو سال بعد بارہ رمضان کو نازل کی گئی جب کہ انجیل چھ سو بیس سال بعد نازل ہوئی۔ (کتاب الحیوۃ)

ہر مہینہ رمضان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر میری امت والے جانتے کہ رمضان المبارک میں کیا ہے تو وہ سارا سال رمضان ہونے کی تمنا کرتے۔ کیونکہ نیکیاں اس میں جمع کی جاتی ہیں عبادات و دعائیں قبول ہوتی ہیں گناہ بخشے جاتے ہیں اور جنت ان کیلئے

85196

مشتاق ہوتی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

چار خوش نصیب انسان

حفص کبیر سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں داؤد طائی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رمضان المبارک کی پہلی رات مجھ پر نیند نے غلبہ کیا۔ میں نے جنت کو دیکھا میں پس گویا کہ میں یاقوت اور موتی کی نہر پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اچانک میں نے جنت کی حوروں کو دیکھا ان کے چہرے سورج کی طرح چمکتے تھے پس میں نے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ پس انہوں نے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ ہم رمضان المبارک کے مہینے میں سجدہ کرنے والے رکوع کرنے والے روزہ رکھنے والے اور تعریف کرنے والوں کیلئے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت چار شخصوں کی محتاج ہوگی یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والوں زبان کی حفاظت کرنے والوں۔ بھوکوں کو کھلانے والوں اور ماہ رمضان کے روزہ رکھنے والوں کیلئے۔ (رونق المجالس)

امت محمدیہ کیلئے خوشخبری

حدیث شریف میں ہے جب رمضان المبارک کا چاند نظر آتا ہے عرش، کرسی، فرشتے اور ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ آواز دیتے ہیں اور کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے خوشخبری ہے اس مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ سورج چاند اور ستارے ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں پرندے ہوا میں مچھلیاں پانی میں، رات اور دن میں ہر ذی روح زمین پر ان کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ شیاطین پر لعنت ہو پس مسلمان جب وہ صبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑتا مگر اسے بخش دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم رمضان میں اپنی تسبیح اور نماز کو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بنا دو۔

حکایت

ایک آدمی کہ جس کا نام محمد تھا۔ وہ ادائیگی نماز میں سستی کرتا تھا پس جب رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہوتا تو وہ اپنے آپ کو اچھے کپڑوں کے ساتھ مزین کرتا اور نماز پڑھتا اور جو کچھ فوت ہو چکا ہوتا اس کی قضا کرتا۔ اسے کہا گیا تو اس طرح کیوں کرتا ہے؟ اس

نے کہا یہ برکت، رحمت اور توبہ کا مہینہ ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار پر فضل کرے جب وہ شخص مرگیا۔ تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رمضان شریف کی تعظیم اور حرمت کے سبب بخش دیا جو میں کیا کرتا تھا۔

ہم تو مائل باکرم ہیں

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک رمضان کے مہینے میں نیند سے بیدار ہو اپنے بستر پر حرکت کرے اور ایک طرف سے دوسری طرف پلٹے فرشتہ اسے کہتا ہے تو کھڑا ہو اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تجھ پر رحم فرمائے۔ پس جب وہ نماز کی نیت سے کھڑا ہوتا ہے۔ تو بستر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ اسے بلند فراش عطا فرما اور جب وہ کپڑا پہنتا ہے تو کپڑا اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یا اللہ اسے جنت کے حلے عطا فرما اور جب وہ اپنا جوتا پہنتا ہے تو جوتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں اور وہ دونوں کہتے ہیں یا اللہ اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھ اور جب وہ کسی برتن میں کھانا کھاتا ہے تو برتن اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ اسے جنت کے برتن عطا فرما اور جب وہ وضو کرتا ہے تو پانی اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو اسے گناہوں اور خطاؤں سے پاک فرما اور جب وہ نماز کی طرف کھڑا ہوتا ہے تو گھر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کی قبر کو روشن کر اور اس پر رحم کرنے میں اضافہ فرما اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعا کے وقت فرماتا ہے اے میرے بندے تیری طرف سے دعا اور میری طرف سے قبول کرنا ہے تیری طرف سے مانگنا اور میری طرف سے عطا کرنا ہے۔ تیری طرف سے مغفرت طلب کرنا ہے اور میری طرف سے بخشش فرمانا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

شفاعت رمضان

حدیث شریف میں آیا ہے بے شک رمضان المبارک قیامت کے دن اچھی صورت آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرے گا پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رمضان

اپنی حاجت مانگو پس جس نے تیرا حق پہنچانا اس کا ہاتھ پکڑ لے پس وہ میدان محشر میں پھرے گا پس وہ ہر اس شخص کا ہاتھ پکڑ لے گا جس نے اس کا حق پہنچانا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے رمضان تو کیا چاہتا ہے؟ پس وہ کہے گا میں چاہتا ہوں کہ اسے عزت کا تاج پہنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار تاج پہنائے گا پھر وہ ستر ہزار کبیرہ گناہوں والوں کی سفارش کرے گا۔ پھر اس کا نکاح ستر ہزار حوروں کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ ہر حور کے ساتھ ستر ہزار خادم ہوں گے پھر وہ اسے براق پر سوار کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رمضان تو کیا چاہتا ہے؟ پس وہ کہے گا کہ میری حاجت پوری ہو چکی اے رب تیرا مرتبہ کہا ہے؟ پس وہ اسے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کے سو شہر عطا فرمائے گا اور ہر شہر میں ہزار محل ہوں گے۔ (زہرۃ الریاض)

درود و سلام قرب نبوی کا ذریعہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے نزدیک مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے ہوں گے۔

حضرت زید بن رفیع نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں۔ آقا نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ (زینۃ الواعظین)

رمضان کی ہر رات قابل رشک

حضرت ابوہریرہ یعنی امام بخاری نے ان سے روایت کیا۔ جس شخص نے رمضان میں قیام کیا۔ یعنی شب قدر کے علاوہ اس کی راتوں کو عبادت کے ساتھ زندہ کیا۔ یا اس کا معنی ہے کہ اس میں نماز تراویح ادا کی۔ ایمان کی حالت میں یعنی اس کے ثواب کی تصدیق کی بنا پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔ یعنی بطور اخلاص۔

ایماناً اور تصدیقاً حال ہونے کی وجہ سے منسوب ہیں یا اس بنا پر کہ وہ قام فعل کے مفعول ہیں۔

اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مشارق الانوار)

ماہ صیام میں کثرت ذکر کے فیوض و برکات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے۔ عرش کے نیچے سے میثرہ نامی ہوا چلتی ہے اور جنت کے درختوں کے پتے حرکت کرتے ہیں پس اس سے ایک آواز سنی جاتی ہے سننے والوں نے اس سے اچھی آواز نہیں سنی۔ پس حورعین اس کی طرف دیکھتی ہیں پس وہ کہتی ہیں یا اللہ اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے شوہر بنا۔ پس نہیں ہے کوئی ایسا بندہ جس نے رمضان میں روزہ رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ خیمہ میں ان حوروں کے ساتھ نکاح فرما دے گا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں ارشاد فرمایا۔"حور مقصورات فی الخیام" اور ان میں سے ہر ایک حور پر مختلف رنگوں کے ستر حلے ہوں گے اور ہر ایک عورت کیلئے موتیوں سے مزین سرخ یاقوت کا تخت ہوگا اور ہر ایک تخت پر ستر بستر، ستر مختلف کھانوں کے دسترخوان ہوں گے۔ یہ اس شخص کیلئے جس نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا سوائے نیک اعمال کے پس ایک مومن کیلئے مناسب ہے کہ وہ رمضان کے مہینے کا احترام کرے۔ برائیوں سے اجتناب کرے۔ نماز، تسبیح، ذکر اور تلاوت قرآن پاک جیسی عبادات میں مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام والسلام سے ارشاد فرمایا کہ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور عطا فرمائے تا کہ ان کو دو تاریکیاں نقصان نہ دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! اے رب وہ دو نور کیا ہیں۔ پس حضرت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک رمضان کا نور اور دوسرا قرآن کا نور......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب وہ دو تاریکیاں کونسی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک قبر کی تاریکی اور دوسرا قیامت کے دن کی تاریکی۔ (درۃ الواعظین)

مجلس علم کی برکت

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان میں علم کی مجلس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے سال کی عبادت کا ثواب لکھ دے گا اور وہ میرے ساتھ عرش کے نیچے ہوگا

جس شخص نے رمضان میں با جماعت نماز پڑھنے پر ہمیشگی کی تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے ایک ایسا شہر عطا فرمائے گا جو اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہوگا' اور جس شخص نے رمضان میں اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت پائے گا' اور میں جنت میں اس کا ضامن ہوں گا اور جو عورت رمضان میں اپنے خاوند کی رضا طلب کرے تو اس کیلئے حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ثواب ہوگا اور جو شخص رمضان میں اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ایک ہزار حاجت پوری فرمائے گا۔

چراغ کے بدلے قبر کا نور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں چراغ روشن کیا تو اس کی قبر میں اس کیلئے نور ہوگا اور اس کیلئے اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کا ثواب لکھا جائے گا اور فرشتے اس کیلئے استغفار طلب کرتے ہیں جب تک وہ چراغ مسجد میں رہے گا عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

(ذخیرۃ العابدین)

رمضان اور کثرت مغفرت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے سرکش جنوں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے۔ کیا ہے کوئی سائل؟ کہ میں اس کو عطا کروں کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں کیا ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا؟ کہ میں اس کو بخش دوں اور اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر دن میں لاکھوں آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے۔ مہینے کی ابتداء سے جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا تھا اتنی تعداد کے برابر اور لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

اہم بات

شک کے روزے کی سات صورتیں ہیں ان میں سے تین کراہت کے ساتھ جائز ہیں اور تین بغیر کراہت کے جائز ہیں اور ایک بالکل جائز نہیں...... بہر حال وہ تین جو کراہت کے ساتھ جائز ہیں۔ پس پہلا وہ کہ رمضان کی نیت کے ساتھ شک کے دن روزہ رکھے دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ دوسرے واجب کی نیت کرے تیسرا یہ تردد کی حالت میں روزہ رکھے۔ یعنی اگر رمضان المبارک ہوا تو رمضان المبارک کا روزہ اگر شعبان ہوا تو شعبان کا روزہ پس یہ تین صورتیں جائز ہیں۔

بہر حال وہ تین صورتیں جو کراہت کے بغیر جائز ہیں پس وہ یہ کہ شک کے دن روزہ رکھے۔ نفل کی نیت کے ساتھ یا شعبان کی نیت کے ساتھ یا مطلق نیت کے ساتھ۔

بہر حال وہ صورت جو بالکل جائز نہیں۔ پس وہ یہ کہ شک کے دن روزہ رکھے اس طور پر کہ رمضان المبارک ہوا تو میں روزہ دار ہوں۔ اگر رمضان المبارک نہ ہوا تو میں روزہ دار نہیں۔ پس یہ بالکل جائز نہیں۔ (قاضی خاں)

جلسہ نمبر۲

فضیلتِ روزہ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے یعنی تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں پر اور اس حکم میں تاکید ہے۔ فعل کے بارے میں رغبت ہے۔ نفس کے لئے خوشی۔

صیام کی لغوی تحقیق

صیام کا لغوی معنی رکنا! رکنا یعنی اس چیز سے جس کی طرف نفس کا میلان ہو۔

اصطلاحی تعریف

روزہ شریعت میں! تین مفطرات سے رکنا' دن کی سفیدی میں' پس بے شک یہ بڑی ہیں ان چیزوں میں سے جس کی طرف نفس کی خواہش ہو۔ گناہوں کی طرف۔

(لعلکم تتقون) تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

پرہیز گاری کا حصول

بے شک روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نوجوانو! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو۔ پس وہ شادی کر لے بے شک روزہ نظروں کو جھکانے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اس پر روزہ رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ اس کیلئے وجاء (توڑنا) ہے۔ یا اس کے قدیم اور اصل ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا۔

تفسیری نکات

(ایاماً معدودات) گنتی کے دن۔

یعنی معلوم تعداد کے ساتھ وقت مقرر کیا گیایا تھوڑے۔ پس بے شک مال میں سے جو قلیل ہوا سے شمار کیا جاتا ہے اور کثیر کو ڈالا جاتا ہے ڈالنا' اور یہ صیام کی وجہ سے منصوب نہیں ہے ان دونوں کے درمیان فعل کے وقوع کی وجہ سے بلکہ یہاں پر صوموا پوشیدہ ہے اس پر صیام کی دلالت کی وجہ سے اور اس سے مراد رمضان ہے۔

بہر حال اس سے پہلے جو روزہ واجب اور منسوخ ہوا۔ وہ عاشوراء کا روزہ یا ہر مہینے کے تین دن کے روزے سے یا دونوں۔ طاقت کے مطابق تم پر فرض کئے گئے اور کہا گیا اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے روزے دنوں کی تعداد کے لحاظ سے انکے روزوں کیطرح ہیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ عیسائیوں پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے لیکن جب رمضان سخت گرمی یا سردی میں واقع ہوتا۔ تو اس کو موسم بہار کی طرف پھیر لیتے اور اس پھیرنے کے کفارے کے طور پر بیس دنوں کا اضافہ کر دیتے اور یہ بھی کہا گیا وہ اضافہ اس بات کی وجہ سے کرتے جو ان کو راحت پہنچتی تھی۔

(فمن کان منکم مریضا) پس تم میں سے جو مریض ہو۔ ایسے مرض کے ساتھ کہ روزہ اسکو نقصان دے یا روزے کے ساتھ اسکو مشقت ہو (او علی سفر) یا مسافر ہو۔ یا سفر کا ارادہ کرنے والا ہو اور اسمیں اشارہ ہے اس بات کیطرف کہ جو شخص دن کے دوران سفر کرے اور اس نے افطار نہ کیا۔ (فعدۃ من ایام اخر) پس گنتی دوسرے دنوں میں پوری کرے یعنی اس پر لازم ہے مرض کے دنوں کی تعداد۔ یا سفر کے دنوں کی تعداد کے برابر دوسرے دنوں میں اگر اس نے افطار کیا (یعنی روزہ نہ رکھا) (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور جنت

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ پر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور جس کے لئے فرشتے استغفار کریں' وہ اہل

جنت میں سے ہوتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

روزہ کی جزا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ وہ بطور حکایت اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ انسان کا ہر عمل اس کیلئے ہے جب کہ روزہ بے شک وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس لئے کہ روزہ ایک راز ہے اسمیں کوئی ایسا عمل نہیں۔ جو اس کے لئے گواہی دے بخلاف باقی عبادتوں کے اور روزہ ایک ایسی عباذت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پس اس کی جزا اس کے ذمہ کرم پر لازم ہے۔

فضیلتِ روزہ

آیت مبارکہ:-یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥ البقرۃ ۱۸۳

ایا ما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر٥

ترجمہ:۔اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جوکوئی بیمار یا سفر میں ہو۔

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بہشت

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک پروں والی قوم آئے گی انکے پر پرندوں کے پروں کیطرح ہونگے۔پس وہ جنت کی دیوار پر اس کی وجہ سے اڑیں گے۔پس خازن جنت ان سے کہے گا۔تم کون ہو؟ پس وہ کہیں گے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں پس وہ کہے گا کیا تم نے حساب دیکھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔پھر وہ کہے گا کیا تم نے پل صراط کو دیکھا؟ وہ کہیں گے نہیں وہ کہے گا کس وجہ سے تم نے اتنے مراتب حاصل کیے؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے دار دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ عبادت کی اور اس نے ہمیں پوشیدہ طور پر جنت میں داخل کر دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

روزہ افطار کرنے کی اجازت

جب روزے دار کو بھوک اور پیاس کی وجہ سے اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو۔یا وہ مریض ہو پس اسے مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو اس کیلئے افطار کرنا جائز

ہے۔اس لئے کہ یہ ضرورت کی حالت ہے اور ضرورت ممنوع چیز کو جائز کر دیتی ہے۔
(روضۃ العلماء)

امت محمد یہ اور پانچ نعمتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور نے فرمایا! میری امت کو پانچ چیزیں عطاء کی گئی جوان سے پہلے کسی ایک کو نہیں ملی۔

اول: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کیطرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے پھر اس کے بعد وہ ہمیشہ اسے عذاب نہیں دیگا۔

دوم: اللہ تعالیٰ امت محمد یہ کیلئے فرشتوں کو مغفرت طلب کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سوم: روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چہارم: اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے کہ تو ان امت محمد یہ کیلئے آراستہ ہو اور فرماتا ہے کہ مومن بندوں کیلئے خوشخبری ہو کہ وہ میرے دوست ہیں۔

پنجم: اللہ تعالیٰ امت محمد یہ کو بخش دیتا ہے۔

روزہ رکھنے سے گذشتہ گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

رمضان المبارک کی ہر ساعت میں لاکھوں کی بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر گھڑی میں چھ لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن کے لیے عذاب لازم ہو چکا تھا اور یہ سلسلہ شب قدر تک رہتا ہے اور لیلۃ القدر میں اُسی قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جتنے مہینہ کی ابتداء میں کئے اور عید الفطر والے دن رمضان المبارک کی ابتداء سے لیکر فطر کے دن تک جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا اسی تعداد کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

رمضان کے جانے پر ہر چیز کا غم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے حضور نے ارشاد فرمایا جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے تو زمین' آسمان اور فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مصائب پر روتے ہیں ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی مصیبت ہے ؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (یہ مصیبت) رمضان المبارک کا چلے جانا کیونکہ اس میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں ۔ صدقات قبول ہوتے ہیں نیکیوں کو بڑھا دیا جاتا ہے اور عذاب دور کیا جاتا ہے پس رمضان المبارک کے جانے سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہو سکتی ہے ۔ زمین و آسمان ہماری وجہ سے روتے ہیں اور ہم اس رونے اور افسوس کے زیادہ حقدار ہیں ۔ جب ہم سے یہ فضیلتیں اور کرامات منقطع ہوں ۔ (حیات القلوب)

عجیب وغریب فرشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ۔ جس کے چار چہرے ہیں ۔ ایک چہرے سے دوسرے چہرے تک کا فاصلہ ہزار سال کی مسافت ہے ایک چہرے سے وہ قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرے گا اور سجدہ میں کہتا ہے ۔ سبحانک ما اعظم جمالک تیرے لیے پاکی ہے تیرا جمال کتنا بڑا ہے اور ایک چہرے سے وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہلاکت اس شخص کے لئے جو اس میں داخل ہوا اور ایک چہرہ سے وہ جنت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے خوشخبری اس کیلئے جو اس میں داخل ہوا اور ایک چہرے سے وہ رحمان کے عرش کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب تو رحم فرما اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو تو عذاب نہ دے ۔ (زہرۃ الریاض)

نیکیاں لکھنے اور برائیاں نہ لکھنے کا حکم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو رمضان المبارک میں حکم دیتا ہے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی نیکیاں لکھو اور برائیاں نہ لکھو اور گناہوں کو بخش دیتا ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے

گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ (زہرۃ الریاض)

روزہ کے درجات

روزہ کے تین درجے ہیں۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خاص لوگوں کا روزہ (۳) خاص الخاص لوگوں کا روزہ۔

عوام کا روزہ پس پیٹ اور شرمگاہ کو شہوت کے پورا کرنے سے روکنا۔

خاص لوگوں کا روزہ پس وہ نیک لوگوں کا روزہ ہے جو اعضاء کو گناہوں سے روکنے اور یہ پانچ چیزوں پر ہمیشگی اختیار کرنے سے مکمل ہوتا ہے۔

نمبر ۱: آنکھ کو ہر اس چیز سے بند کر لینا جو شرعاً مذموم ہو۔

نمبر ۲: زبان کی غیبت، جھوٹ، چغل خوری اور جھوٹی قسم سے حفاظت کرنا ... کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جنکی برائی حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں روزے کو یعنی اس کے ثواب کو باطل کرتی ہیں۔ یعنی جھوٹ، غیبت، چغل خوری، جھوٹی قسم اور شہوت کیساتھ نظر کرنا۔

نمبر ۳: کانوں کو شرعاً ناپسندیدہ چیز کے سننے سے روکنا۔

نمبر ۴: تمام اعضاء کو مکروہات سے روکنا اور ایسے روزہ کا کوئی فائدہ نہیں کہ وہ حلال کھانے سے ہو پھر وہ افطار حرام کھانے سے ہو۔ پس اسکی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ارشاد فرمایا کتنے روزے دار ہیں۔ کہ انکو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نمبر ۵: افطار کے وقت حلال رزق اس قدر نہ کھائے کہ جس سے اس کا پیٹ بھر جائے۔ اسی وجہ سے حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیٹ کو حرام سے بھرنے سے کوئی برا برتن نہیں ہوتا۔

خاص الخاص لوگوں کا روزہ

بہر حال خاص الخاص لوگوں کا روزہ دل کو دینی غموں اور دنیاوی افکار سے پاک کرنا اور اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کے ماسواہر چیز سے مکمل طور پر روک دینا۔ پس جب یہ روزہ دار اللہ

تعالیٰ کے ماسوا کیلئے غور وفکر کرے گا تو اس کا روزہ افطار ہو جائیگا اور یہ انبیاء اور صدیقین کا رتبہ ہے بیشک اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے غیر سے پھر جانا ہے۔ (زہرۃ الواعظین)

روزہ اور اسکی جزا

بے شک روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس پر بندوں کے حواس واقع نہیں ہو سکتے۔ پس اس کو روزہ دار اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ چنانچہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو رب اور بندے کے درمیان ہے اور جب یہ ایسی عبادت وطاعت ہوئی کہ جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اور فرمایا ''الصوم لی وانا اجزی بہ'' کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دونگا۔

نیز کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنی طرف منسوب کیا اس لئے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی شرکت واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو بتوں کیلئے عبادت اور سجدہ کرتے ہیں سورج اور چاند کیلئے نماز پڑھتے جبکہ بتوں کیلئے صدقہ دیتے ہیں اور وہ کفار ہیں اور بندوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو بت سورج چاند اور دن کیلئے روزہ رکھے۔ بلکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ تو اس کو اس نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا دونگا پس اللہ تعالیٰ کا فرمان وانا اجزی بہ اور میں اسکو جزا دونگا۔ یعنی روزہ کے بارے میں اپنی ربوبیت اور کرم کے مطابق بدلہ دونگا نہ عبودیت کے استحقاق کے مطابق۔

حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وانا اجزی بہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر عبادت کا ثواب جنت ہے اور روزہ کی جزا میری ملاقات ہے۔

میں بندے کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتا ہے وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ بغیر کسی رسول اور ترجمان کے کلام کرتا ہوں۔

شرعی مسئلہ

ہمارے نزدیک رمضان میں روزہ دار کیلئے اپنی بیوی کو چھونا اور بوسہ لینا جائز ہے جبکہ

اسکو اپنے نفس پر امن کا اطمینان ہو اگر اسکو ایسا کرنے سے جماع یا انزال کا خوف ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

روزہ کی حالت میں بوسہ کا ممنوع ہونا

سعید ابن حسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا روزہ دار کیلئے بوسہ لینا اور چھونا ناجائز نہیں ۔ چاہے اسکو خوف ہو یا نہ ہو انکی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے کہ ایک نوجوان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے کہا میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا نہیں ۔ پھر آپکے پاس ایک بوڑھا حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں تو فرمایا ہاں ۔آپ کی طرف وہ نوجوان دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے اس کیلئے وہ چیز حلال کردی جو مجھ پر حرام کر دی تھی حالانکہ ہم دونوں ایک ہی دین پر ہیں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بوڑھا ہے جو اپنے نفس پر قدرت رکھتا ہے اور تو نوجوان ہونے کی وجہ سے اپنے نفس پر قدرت نہیں رکھتا۔ (روضۃ العلماء)

عقل اور نفس کی بات

بعض نے کہا روزہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن کو سزا دینا ہے ۔کیونکہ شیطان کا ذریعہ شہوت ہے اور شہوت کھانے پینے سے مضبوط ہوتی ہے ۔ پس روزہ کے ذریعے شیطان اور شہوت پر غلبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب نفس کو ذلیل کیا جائے اور کھانے کیلئے کم دیا جائے جیسا کہ روزے کی مشروعیت کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور کہا کہ سامنے آ تو عقل سامنے آ گئی ۔فرمایا پیچھے ہو جا تو عقل پیچھے ہٹ گئی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عقل تو کون ہے؟ اور میں کون ہوں؟ عقل نے عرض کیا۔تو میرا رب ہے اور میں تیرا عاجز بندہ ہوں ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عقل میں نے تجھ سے زیادہ معزز کوئی مخلوق پیدا نہیں کی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نفس امارہ کو پیدا فرمایا اس نے کہا کہ سامنے آ ۔اس نے کوئی جواب نہ دیا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نفس تو کون ہے ؟اور میں کون ہوں پس نفس امارہ نے کہا کہ میں میں ہوں ۔ اور تو تو ہے پس اللہ تعالیٰ نے سو سال تک اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا پھر اس کو نکالا پس فرمایا تو کون ہے؟ اور

میں کون ہوں پس نفس امارہ نے پہلے کی طرح جواب دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک بھوک کی آگ میں رکھا پھر اس سے سوال کیا تب اس نے اقرار کیا کہ وہ (نفس) بندہ اور وہ (اللہ) رب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے روزہ کو اس (نفس) پر واجب کر دیا۔
(مشکوٰۃ)

تیس روزے فرض ہونے کی حکمت

روزہ کے تیس دن فرض ہونے کی حکمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام نے جب جنت میں درخت سے کھایا تو آپکے پیٹ میں تیس دنوں کی مقدار باقی رہ گئی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تیس دن اور رات روزہ رکھنے کا حکم دیا اس لئے کہ دنیا کی لذت چیزوں میں ہے (۱) کھانا (۲) پینا (۳) جماع (۴) سونا۔ یہ چاروں چیزیں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت پر دن کو روزہ فرض فرمایا اور رات کے وقت کھانے کو جائز کیا گیا اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے۔

(بہجۃ الانوار)

ایمان افروز حکایت

ایک مجوسی نے رمضان المبارک میں اپنے بیٹے کو بازار میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کو مارا اور کہا کہ تو رمضان المبارک کی حرمت کا خیال نہیں کرتا۔ پس مجوسی مر گیا ایک عالم نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک عزت والے تخت پر ہے بس اس عالم نے اس سے کہا کیا تو مجوسی نہیں تھا۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن میں نے موت کے وقت اپنے اوپر سے ایک نداء سنی۔ اے میرے فرشتو! ہم اسکو مجوسی نہیں رہنے دینگے پس تم اسکو رمضان المبارک کی عزت کرنے کی وجہ سے اسلام کیساتھ عزت دو۔ پس اس میں اشارہ ہے کہ جب ایک مجوسی نے رمضان کا احترام کیا تو اس نے ایمان کی دولت حاصل کر لی۔ تو اس شخص کا کیا حال ہو گا کہ جو رمضان المبارک میں روزہ بھی رکھے اور اس کا احترام بھی کرے۔ (زبدۃ المجالس)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بطور حکایت روایت فرمایا ہر نیک عمل جو

انسان کرتا ہے۔اس بندے کیلئے اس نیکی کے اجر کو سوائے روزے کے دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان 'الاالصوم فانه لی وانا اجزی به' کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا باوجود یکہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور وہی اس کی جزا دیتا ہے۔

سات اقوال

اہل علم کے اس بارے میں سات قول ہیں۔

نمبرا: روزے میں دکھلاوا نہیں ہو سکتا جس طرح کہ دوسرے اعمال میں ہو سکتا ہے اس لئے کہ ریا انسان سے ہو جاتی ہے۔جبکہ روزہ ایک ایسی چیز ہے جو دل میں ہے وہ اس لئے کہ جتنے اعمال ہیں وہ حرکت کے ذریعے ہوتے ہیں۔سوائے روزے کے کیونکہ روزہ ایک ایسی نیت کے ذریعے ہوتا ہے جو کہ لوگوں پر مخفی ہوتی ہے۔

نمبر۲: وانا اجزی کے قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کی مقدار اور اس کے اجر کے دگنا ہونے کے جاننے کے بارے میں یکتا ہے۔جب کہ باقی عبادات کے اجر و ثواب پر دوسرے لوگ بھی مطلع ہو سکتے ہیں۔

نمبر۳: الصوم لی وانا اجزی به کے قول کا معنی یہ ہے کہ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عبادت ہے۔

نمبر۴: روزے کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔یہ اضافت شرافت و کرامت ہے۔جس طرح کہا جاتا ہے بیت اللہ (اللہ کا گھر)

نمبر۵: کھانے اور اس کے علاوہ شہوت کی چیزوں سے بے نیاز ہونا۔یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے پس جب روزے دار ان چیزوں کے ساتھ متصف ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے موافق ہیں تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے روزے کو اپنی طرف منسوب کیا۔

نمبر۶: الصوم لی وانا اجزی به کا معنی یہی ہے لیکن فرشتوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس لئے کہ یہ صفات فرشتوں کی ہیں۔

نمبر۷: روزے کے علاوہ تمام عبادات دوسروں کا حق پورا کرنے کیلئے دی جا سکتی ہے۔

فائدہ: اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الاالصوم فانه لی وانا

اجزی بہ میں روزے سے مراد وہ روزہ ہے جو قولاً اور فعلاً ہر قسم کے گناہ سے محفوظ ہو۔

(مفتاح الصلوۃ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

جلسہ نمبر ۳

علم کی فضیلت کے بیان میں

آیت مبارکہ: وعلم ادم الاسمآء کلھا ثم عرضھم علی الملئکة فقال انبئونی باسمآء ھولآء ان کنتم صدقینO قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیمO

(البقرہ ۳۱، ۳۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (تمام اشیاء کے) نام سکھائے۔ پھر سب (اشیاء کو) ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا۔ سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

جلسہ نمبر ۳

علم کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(وعلم آدم الاسماء کلھا) ''اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کوتمام چیزوں کے نام سکھائے۔'' یا تو ان کے بارے میں ضروری علم کے پیدا کرنے کے ساتھ یا آپ کے دل میں ان چیزوں کے ڈالنے کے ساتھ اور اس میں سابقہ اصطلاح کی طرف محتاجی نہیں جس سے تسلسل لازم آئے ..... اور تعلیم وہ فعل ہے جس پر غالباً علم مرتب ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ علمته فتعلم میں نے اسے تعلیم دی پس وہ علم والا ہو گیا۔

لفظ آدم - آذر اور شالخ کی طرح عجمی اسم ہے اور یہ الادمة یا الادمة سے مشتق ہے۔ جس کا معنی گندم گوں ہونا ہے۔ یا یہ ادیم الارض سے مشتق ہے۔ ''یعنی زمین کا ظاہری حصہ''۔

اولاد آدم کے مختلف ہونے کی وجہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین سے ایک مٹھی مٹی کی لی۔ اس کو نرم اور برابر کیا پس آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کیا اسی وجہ سے آپ کے بیٹے مختلف ہیں۔

(ثم عرضھم علی الملئکة) ''پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا۔'' عرضھم میں ضمیر مسمیات کیلئے ہے جو کہ ان پر ضمناً دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ پوشیدہ عبارت یہاں اسماء المسمیات ہے۔ جس طرح واشتعل الراس شیباً میں ہے۔ اس لئے کہ معروضات کے اسماء کو سوال کیلئے پیش کرنا۔ پس بالخصوص معروض نفس اسماء نہیں ہو گا اگر مراد الفاظ لئے جائیں

اور اس سے مراد اشیاء کی ذوات یا الفاظ کے مدلولات ہوں۔

(فقال انبونی باسماء ھؤلاء) ''پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان تمام اشیاء کے ناموں کے بارے میں خبر دو۔'' ان کو سرزنش کرنے کیلئے اور ان کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ خلافت کا امین بننے سے عاجز ہیں کیونکہ موجودات میں تصرف اور تدبیر کرنا اور معرفت کے تحقق سے پہلے انصاف قائم کرنا استعداد کے مراتب پر واقفیت حاصل کرنا اور حقوق کی مقدار پر واقفیت محال ہے اور یہ تکلیف بھی نہیں ہے کہ تکلیف مالا یطاق کے باب سے بن جائے۔

(ان کنتم صٰدقین) ''اگر تم سچے ہو'' اپنے گمان کے مطابق کہ بے شک تم اپنی عصمت کے پیش نظر خلافت کے زیادہ حق دار ہو۔

فرشتوں کی معذرت

(قالوا سبحانک لا علم لنا الاماعلمتنا) ''انہوں نے کہا تیرے لئے پاکی ہے ہمیں اس چیز کا علم ہے۔ جس کا علم تو نے ہمیں دیا۔'' اس میں ہمیں اپنی عاجزی اور قصور کا اعتراف ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا سوال پوچھنے کی غرض سے تھا اعتراض کے طور پر نہ تھا انسان کی فضیلت اور اس کے پیدا کرنے میں جو پوشیدہ حکمت تھی وہ ان پر ظاہر ہوگئی اور جس نعمت کو انہوں نے پہنچانا اس کے شکر کا اظہار ہے اور جو کچھ ان پر مخفی تھا وہ ان کیلئے واضح ہوگیا اور سارا علم حضرت آدم علیہ السلام کو سونپے جانے پر ان کے ادب کی رعایت ہے۔

(انک انت العلیم) ''بے شک تو جاننے والا ہے'' یعنی وہ ذات کہ جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(الحکیم) حکمت والا ''نئی چیزوں کا حکم کرنے والا'' کہ جن کو وہ انتہائی حکمت کی وجہ سے کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور نجات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تم سے اپنی مصیبتوں اور مواطن سے وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہو گا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف

پڑھے۔(شفا شریف)

عالم کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص علم کے راستے پر چلا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کو جنت کے راستے کی طرف چلائے گا اور بے شک عالم دین کیلئے زمین و آسمان کی مخلوق یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں مغفرت طلب کرتی ہیں۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

تعلیم قرآن کی اہمیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے ابوذر! اگر تم ہر صبح کو قرآن مجید کا ایک باب پڑھو۔ تو یہ سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم ہر صبح کو قرآن مجید کا ایک باب سکھاؤ چاہے اس پر عمل کرو یا نہ کرو تو یہ ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے علم کا ایک باب سیکھا اس نیت سے کہ وہ لوگوں کو آگے سکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

عالم دین کی مجلس کی برکت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص عالم دین کے پاس دو گھڑیاں بیٹھا۔ یا اس کے ساتھ دو لقمے کھائے یا اس سے دو کلمے سیکھے یا اس کے ساتھ دو قدم چلا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دو جنتیں عطا فرمائے گا کہ ان میں سے ہر ایک جنت دو دنیا کی مثل ہوگی۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اہل علم امت مصطفیٰ کے چراغ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اہل علم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں آپ کی امت کے چراغ ہیں خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس نے ان کو پہچانا اور جس شخص نے ان کی اہانت کی اور ان کو ناراض کیا تو اس کیلئے ہلاکت ہے۔ (کواشی)

علم کی برکت سے چھ چیزوں کا حصول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور علم کے حلقے میں بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کو چھ چیزیں عطا فرمائے گا۔ (۱) حلال رزق (۲) عذاب قبر سے نجات (۳) نامہ اعمال کا دایاں ہاتھ میں ملنا (۴) پلصراط سے بجلی کی طرح آنکھ جھپکنے میں گزرنا (۵) انبیاء کے ساتھ حشر ہونا (۶) جنت میں سرخ یاقوت کا گھر کہ جس کے چالیس دروازے ہوں گے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطا فرمانا۔ (زبدۃ الواعظین)

درجات علماء

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا علماء کیلئے مومنین کے درجوں کے اوپر سات سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

علم کا عمل سے افضل ہونا

علم عمل سے پانچ وجوہ سے افضل ہے۔

نمبر۱: علم بغیر عمل کے ہوسکتا ہے جب کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہوسکتا۔

نمبر۲: علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے جب کہ عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔

نمبر۳: عمل لازم ہے اور علم چراغ کی طرح روشن کرنے والا ہے۔

نمبر۴: علم انبیاء کا مقام ہے جس طرح کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

نمبر۵: علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت بندوں کی صفت سے افضل ہوتی ہے۔ (تفسیر التیسیر)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی پسندیدہ چیز

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم اور ملک کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے علم کو اختیار کیا پس ان کو علم اور ملک دونوں عطا کئے گئے۔

لفظ علم اور تین نعمتیں

بعض عارفین نے فرمایا کہ علم کے تین حروف ہیں۔

(۱) عین (۲) لام (۳) میم۔ عین علیین سے مشتق ہے لام لطف سے مشتق ہے۔ میم ملک سے مشتق ہے پس عین عالم کو علیین تک لے جائے گی اور لام اسے لطیف بنا دے گی اور میم اسے مخلوق پر بادشاہ بنا دے گی۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (قل رب زدنی علماً) علم کی شرافت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تمام علوم عطا فرمائے اور علم کے علاوہ کسی چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا نہ فرمایا۔

(مجالس الابرار)

حکایت

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے کی طرف تشریف لائے تو آپ نے شیطان کو مسجد کے دروازے کے پاس دیکھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو یہاں کیا کرتا ہے؟ تو شیطان نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہونا چاہتا ہوں تا کہ میں اس نمازی کی نماز کو فاسد کر دوں۔ لیکن میں اس سوئے ہوئے آدمی سے ڈرتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابلیس تو نمازی سے کیوں نہیں ڈرتا؟ حالانکہ وہ عبادت میں ہے اور اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے اور تو سونے والے سے ڈرتا ہے حالانکہ وہ غفلت میں ہے شیطان نے کہا نماز پڑھنے والا جاہل ہے اور اس کو فساد میں مبتلا کرنا آسان ہے۔ جب کہ سونے والا عالم ہے جب میں نمازی کو بھٹکاؤں گا اور اس کی نماز کو فاسد کر دوں گا۔ تو میں اس عالم کے بیدار ہونے اور جلدی سے اس کی اصلاح کرنے سے ڈرتا ہوں۔ (منہاج المسلمین)

علم کو محفوظ کرنے کا طریقہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص علم کی حفاظت چاہتا ہے اس پر پانچ خصلتوں کو اپنانا لازم ہے۔ (۱) رات کو نماز پڑھنا اگرچہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ (۲) ہمیشہ باوضو رہنا (۳) ظاہری اور مخفی طور پر پرہیزگاری اختیار کرنا (۴) تقویٰ کیلئے کھانا نہ کہ

شہوت کے لئے (۵) مسواک کرنا۔

علم کی شرافت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا اور آخرت کی بہتری نیز دنیا اور آخرت کی شرافت علم کے ساتھ ہے ایک عالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیات کے اعتبار سے ہزار شہیدوں سے بڑا ہے۔ اس حدیث پاک میں عالم سے مراد وہ عالم ہے کہ جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

علماء کے پاس بیٹھنے کی برکت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک عرش پیدا فرمایا جس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا انبیاء کی زیارت کی اور اس وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

ایک ہزار درخت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے نور کا ایک شہر پیدا فرمایا جو کہ دس دنیا کے برابر ہے اس میں موتی' یاقوت زمرجد' لؤ لؤ اور مرجان کے ہزار درخت ہیں۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے پتے کھلیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے علم کی مجلس میں بیٹھتے تھے آج کے دن وہ ان درختوں کے سائے کے نیچے آجائیں پس وہ ان درختوں کے نیچے بیٹھ جائیں گے پھر ان کے آگے ایک نور کا دستر خواں رکھا جائے گا جس میں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی نفس خواہش کرے گا اور آنکھیں اس سے لذت حاصل کریں گی۔ پس ان سے کہا جائے گا کہ تم اس تمام سے کھاؤ۔ (مکاشفۃ الاسرار)

موت العالم' موت العالم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن ایک عالم کی موت پر غمگین ہوتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار عالم اور ہزار شہیدوں کا ثواب لکھ دیتا ہے...... اور اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ایک عالم کی موت جہان کی موت ہے۔

عجیب فقہی مسئلہ

اور کواشی میں ہے جو شخص ایک عالم آدمی کو جماع کے کلمے کے ساتھ گالی دیتا ہے تو امام محمد رحمتہ اللہ اور اہل فقہ کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور صدر الشہید نے فتاویٰ بذیع الدین میں فرمایا جو شخص عالم دین کی اہانت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے۔

علماء کو چھوڑنے کی وجہ سے تین آفتیں

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری امت پر عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ وہ علماء اور فقہاء سے بھاگیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا فرمادے گا۔ ان میں سے پہلی یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظالم بادشاہ کو مسلط کردے گا اور تیسری یہ کہ وہ دنیا سے بغیر ایمان کے نکلیں گے۔ (مکاشفۃ الاسرار)

چار خوش نصیب انسان

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کے پاس چار جماعتوں کو بغیر حساب و عذاب دیکھے لایا جائے گا۔

نمبر۱: اس عالم کو جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

نمبر۲: اس حاجی کو جس نے بغیر کسی عمل فاسد کے حج کیا۔

نمبر۳: اس شہید کو جو میدان جنگ میں شہید کیا گیا۔

نمبر۴: اس سخی کو جس نے حلال مال کمایا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بغیر ریا کے خرچ کیا۔

روح الامین کا روح پرور فیصلہ

پس ان میں سے بعض بعض کے ساتھ جنت میں پہلے داخل ہونے کے بارے میں جھگڑہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے سب سے پہلے وہ شہید سے سوال کریں گے پس فرمائیں گے کہ تو نے دنیا میں کونسا

اچھا عمل کیا؟ کہ تو جنت میں پہلے داخل ہونا چاہتا ہے پس شہید کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے میدان جنگ میں لڑا۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تو نے کس سے شہید کے ثواب کے بارے میں سنا تھا۔ پس وہ شہید کہے گا علماء سے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ تو ادب کر اور اپنے معلم سے آگے نہ بڑھ۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاجی کی طرف متوجہ ہوں گے اور اسی طرح اس سے فرمائیں گے پھر سخی کی طرف توجہ کریں گے پس اس سے بھی اسی طرح فرمائیں گے پھر عالم دین کہے گا کہ یا اللہ میں نے سخی کی سخاوت اور اس کے احسان کے سبب سے علم دین حاصل کیا پس اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے کہ عالم دین نے سچ کہا اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دے۔ یہاں تک کہ سخی جنت میں داخل ہو جائے اور اس طرح اس کے بعد۔ (مشکاۃ الانوار)

علم والے کی بزرگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح کہ میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر...... اسی طرح رب ذوالجلال نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں علیم ہوں اور علم والے کو پسند کرتا ہوں۔

عالم دین کے قلم کی سیاہی

حضرت حسن رحمتہ اللہ نے ارشاد فرمایا علماء کے قلم کی سیاہی قیامت کے دن شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کی جائے گی۔ پس عالموں کی سیاہی کو شہداء کے خون پر ترجیح دی جائے گی۔

دنیا میں کرنے کا کام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے انسان تو عالم متعلم سامع بن جا اور تو چوتھی چیز نہ بن پس تو ہلاک ہو جائے گا۔

افضل ترین عمل

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ پس حضور نے ارشاد فرمایا العلم باللہ یعنی علم دین اس لئے کہ تھوڑا عمل علم کے ساتھ نفع دیتا ہے اور

زیادہ عمل جہالت کے ساتھ نفع نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے شک علم عبادت سے ایک اعلیٰ جوہر ہے۔ لیکن بندے کیلئے علم کے ساتھ عبادت کرنا لازمی ہے۔ ورنہ اس کا علم غبار پراگندہ ہوگا۔

عالم دین کی زیارت

"اور فرمایا کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔"

اور مخلوق کا دعا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کے معلم (عالم دین) کیلئے بہتری کی دعا کرتی ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

انسان اور آٹھ خصلتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آٹھ خصلتوں پر بنایا۔ ان میں سے چار اہل جنت کی خصلتیں ہیں۔ (۱) نمکین چہرہ (۲) فصیح زبان (۳) پرہیز گار دل (۴) سخی ہاتھ ...... اور ان میں سے چار اہل نار کی خصلتیں ہیں۔ (۱) ترش رو (۲) فاحش زبان (۳) سخت دل (۴) بخیل ہاتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

ان سے بچو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین قسم کے لوگوں سے پرہیز کرو۔ (۱) غافل علماء (۲) بے دین فقراء (۳) جاہل اصفیاء۔

دنیا کی پائیداری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کی مضبوطی چار چیزوں سے ہے۔ (۱) علماء کا علم (۲) بادشاہوں کا عدل (۳) اغنیاء کی سخاوت (۴) اور فقراء کی دعا سے۔

اگر علماء کا علم نہ ہو تو جاہل ہلاک ہو جائیں۔ اگر اغنیاء کی سخاوت نہ ہو تو فقراء ہلاک ہو جائیں اگر فقیروں کی دعا نہ ہو تو اغنیاء ہلاک ہو جائیں اگر بادشاہوں کا عدل نہ ہو تو بعض

لوگ بعض لوگوں کو کھا جائیں جس طرح بھیڑیا بکریوں کو کھایا جاتا ہے۔

طالب علم پر خرچ کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے طالب علم پر ایک درہم خرچ کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں احد پہاڑ کی مثل سرخ سونا خرچ کیا۔

منافقت سے بری ہونے کا طریقہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چالیس دن تک با جماعت نماز ادا کی اور اس سے ایک رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے منافقت سے بری لکھ دے گا۔

ذکر کی برکات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس میں سونے اور چاندی کے ستر محل عطا فرمائے گا۔

نیز نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تمہارے دروازے پر جاری ہو اور اس میں ہر دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں تو آقا نے ارشاد فرمایا اس طرح نماز گناہوں کو دھوڈالتی ہے۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر۴

رمضان المبارک کے مہینے کی فضیلت

آیت مبارکہ: واذا سالک عبادی عنی فانی قزیب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدونo (البقرۃ ۱۸۶)

ترجمہ: اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

جلسہ نمبر۴

رمضان المبارک کے مہینہ کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(واذ اسئالک عبادی عنی فانی قریب) ''اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو پس میں قریب ہوں۔''

یعنی آپ ان سے فرمادیں کہ میں قریب ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے افعال واقوال کو مکمل طور پر جاننے کی مثال ہے اور ان کے احوال پر مطلع ہونے کی مثال ہے ایسے حال کے ساتھ کہ وہ مکان کے لحاظ سے ان کے قریب ہے۔

شانِ نزول

روایت کیا گیا ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا رب قریب ہے۔ تو ہم اس سے مناجات کریں یا وہ بعید ہے۔ تو ہم اس کو ندا کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(اجیب دعوة الداع اذا دعان) ''میں دعا کرنے والے کی دعا کو دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے دعا کرے۔'' یہ قرب اور دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرنے کے وعدے کی تقریر ہے۔ (فلیستجیبوالی) ''پس وہ میرا حکم مانیں۔''

یعنی جب میں ان کو ایمان اور طاعت کی طرف بلاؤں جس طرح کہ میں قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے مشکلات میں پکاریں۔

(ولیؤمنوا بی) ''اور وہ مجھ پر ایمان لائیں'' یہ اس پر ہمیشگی اور ثابت قدم رہنے کا حکم ہے۔
(لعلھم یرشدون) ''یقیناً وہ ہدایت پائیں گے۔'' وہ ہدایت تک پہنچنے کی امید کرنے والے ہیں اور حق تک پہنچنا ہے۔

قاضی بیضاوی کی تحقیق

اور جان تو! کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب ان کو ایک ماہ روزہ رکھنے، گنتی کی رعایت کرنے اور ان کو قیام پر تکبیر اور شکر کے وظائف کے ساتھ حکم دیا تو اس کے بعد اس آیت کریمہ کو ذکر فرمایا جو کہ اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے احوال کی خبر رکھنے والا۔ ان کی باتوں کو سننے والا انکی دعاؤں کو قبول کرنے والا۔ ان کے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے یہ اس کیلئے تاکید اور مزید اس پر ابھارنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور دعا کی قبولیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہر دعا اور آسمان کے درمیان ایک حجاب (پردہ) ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے پس جب آپ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور جب یہ نہ کیا جائے تو دعا لوٹا دی جاتی ہے۔

روح پرور حکایت

ایک نیک آدمی تشہد کیلئے بیٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے فرمایا! کہ تو مجھ پر درود پڑھنا کیوں بھول گیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی ثنا اور عبادت میں اس قدر مشغول ہوا کہ آپ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا پس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا تو نے میرا یہ فرمان نہیں سنا؟ کہ اعمال موقوف ہو جاتے ہیں دعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر درود پڑھا جائے اور اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دیناوالوں کے برابر نیکیاں لے کر آیا اور اس میں میری ذات پر درود شریف پڑھنا نہ ہوا۔ تو اس کی نیکیاں رد کر دی

جائیں گی اور اس میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی جائے گی۔ (زبدۃ الواعظین)

رمضان المبارک کا مہینہ اور قرب خداوندی

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا یا اللہ جس طرح تو نے مجھے عزت بخشی ہے میری مثل کسی کو تو نے معزز کیا۔ اس طرح کہ تو نے مجھ کو اپنا کلام سنایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ میرے کچھ بندے ہیں۔ جن کو میں آخری زمانے میں نکالوں گا پس ان کو رمضان المبارک کے مہینے کے سبب معزز کروں گا اور میں تجھ سے زیادہ ان کے قریب ہوں گا پس بے شک میں نے تیرے ساتھ کلام کیا حالانکہ میرے اور تیرے درمیان ستر ہزار پردے ہیں پس جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت روزے رکھے گی ان کے ہونٹ سفید ہوں گے' ان کے رنگ زرد ہوں گے تو میں روزہ افطار کرنے کے وقت ان پردوں کو اٹھا لوں گا۔

اے موسیٰ علیہ السلام خوشخبری ہے۔ اس شخص کیلئے جس نے رمضان میں اپنے جگر کو پیاسا اور اپنے پیٹ کو بھوکا کیا ان کی جزا میری ملاقات ہو گی چنانچہ مناسب ہے عقلمند کیلئے کہ وہ اس مہینہ کی حرمت کو پہنچانے اور اپنے دل کو حسد اور مسلمانوں کی دشمنی سے محفوظ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھنے والا ہو کہ اس کا روزہ قبول کیا جائے گا یا نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں کا روزہ قبول کرتا ہے۔ روزہ دار کا قبر سے اٹھنے کے وقت اعزاز و اکرام روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے اور اپنے روزوں کو پہنچانیں گے ان کو دسترخواں' تحائف اور پانی کے کوزے پیش کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ حالانکہ تم بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور تم پیؤ حالانکہ تم پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیر ہو کر پیتے تھے تم آرام کرو۔ پس کھاؤ اور پیؤ جب کہ دوسرے لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

رمضان کی ہر رات میں انوار کی بارش

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف میں نماز تراویح کے فضائل کے بارے میں پوچھا

گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مومن رمضان المبارک کی پہلی رات میں گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت گناہوں سے پاک تھا۔

رمضان المبارک کی دوسری رات میں اس کے مومن والدین کو بخش دیا جاتا ہے۔

ماہ رمضان کی تیسری رات عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے کہ تو اپنے عمل کو خالص کر لے اللہ تعالیٰ نے تیرے پہلے گناہوں کو بخش دیا۔

رمضان شریف کی چوتھی رات میں اس کیلئے توراۃ' انجیل' زبور اور قرآن مجید کے پڑھنے کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

پانچویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والے شخص کے برابر ثواب دیتا ہے۔

چھٹی رات میں رب ذوالجلال اس کو بیت المعمور کا طواف کرنے والے شخص کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کیلئے ہر پتھر اور ڈھیلا مغفرت طلب کرتا ہے۔

ساتوں رات میں اس قدر ثواب ہے گویا کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پا لیا اور اس کی فرعون و ہامان کے خلاف مدد کی گئی۔

آٹھویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر عطا فرماتا ہے جتنا اس نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا۔

نویں رات میں گویا کہ اس نے اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔

دسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی بہتری عطا فرماتا ہے۔

گیارھویں رات میں وہ دنیا سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

بارھویں رات میں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

تیرھویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہوگا۔

چودھویں رات کی بزرگی یہ ہے کہ فرشتے آئیں گے اور اس کیلئے گواہی دیں گے کہ بے شک اس نے نماز تراویح پڑھی پس اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن حساب نہیں لے گا۔

پندرھویں رات کا یہ مقام ہے اس کیلئے عرش اور کرسی اٹھانے والے فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

سولھویں رات کی یہ عزت ہے کہ اس کیلئے دوزخ سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری مل جاتی ہے۔

رمضان المبارک کی سترھویں رات میں رب ذوالجلال اس کو انبیاء کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

اٹھارھویں رات میں ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیرے والدین سے راضی ہو گیا۔

انیسویں رات میں خداوند قدوس جنت الفردوس میں اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

رمضان المبارک کی بیسویں شب میں اسے شہداء اور صالحین کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔

اکیسویں رات میں اس کیلئے جنت کے اندر نور کا ایک گھر بنایا جاتا ہے۔

بائیسویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ آدمی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ ہر قسم کی پریشانی اور غم سے محفوظ ہو گا۔

تیئسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے۔

چوبیسویں رات کا مرتبہ یہ ہے کہ اس کیلئے چوبیس مقبول دعائیں ہوں گی۔

پچیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر کو اٹھا لے گا۔

چھبیسویں رات اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چالیس سال کا ثواب بڑھا دیتا ہے۔

ستائیسویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ پل صراط سے اس کا گزر تیز بجلی کی طرح ہو گا۔

اٹھائیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک ہزار درجے بڑھا دے گا۔

انتیسویں رات میں خداوند قدوس اس کو ایک ہزار مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

تیسویں شب میں رب ذوالجلال اس سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے جنت کے پھل تو کھا سلسبیل کے پانی سے تو غسل کر اور حوض کوثر سے تو پی میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ (مجالس الابرار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعتکاف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اعتکاف کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (خ-م)

(فائدہ: خ سے مراد بخاری شریف اور میم سے مسلم شریف)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں آخر عمر تک اعتکاف بیٹھتے تھے آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھتی رہیں۔ اس وجہ سے فقہاء نے کہا ہے کہ عورتوں کیلئے اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا مستحب ہے۔ (شرح المشارق)

جلسہ نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشاہدہ سے دل کے اطمینان پانے کا بیان

آیت مبارکہ: واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلٰی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذاربعةً من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزءًا ثم ادعھن یاتینک سعیًا واعلم ان اللہ عزیز حکیمO (البقرۃ ۲۶۰)

ترجمہ: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا۔ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

جلسہ نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشاہدہ کیساتھ اطمینان قلب

آیت کی تفسیر

(واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتٰی) ''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو کیسے مردوں کو زندہ فرمائے گا۔'' بے شک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سوال اس لئے کیا تا کہ ان کو حقیقی علم حاصل ہو جائے۔

(قال اولم تؤمن) ''ربِ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کیا تو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔'' یعنی کہ میں اجزاء اور زندگی کو واپس لوٹانے کے ساتھ زندہ کرنے پر قدرت رکھنے والا ہوں۔

(قال بلی ولکن لیطمئن قلبی) ''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں؟ اور لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے۔'' یعنی کیوں نہیں؟ میں ایمان لایا لیکن میں نے وحی اور استدلال کی طرف معائنہ کی نسبت کرنے کے ساتھ سکون قلب اور بصیرت میں اضافہ کرنے کیلئے سوال کیا۔

(قال فخذ اربعة من الطیر) ''خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پکڑ لو'' کہا گیا کہ ان میں مور' مرغ' کوا اور کبوتر شامل تھے۔

(فصرھن الیک) ''پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ۔'' پس ان کو پالو اور ان کو اپنے ساتھ ملا لو۔ تا کہ تو ان کو جان لے اور ان کی حقیقت کو پہچان لے تا کہ زندہ کرنے کے بعد تجھ پر کوئی

ملتبس نہ ہو جائے۔

(ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ا) "پھر ان کے اجزاء کر کے تمام پہاڑوں پر رکھ دو۔" یعنی پھر ان کو ٹکڑے ٹکڑے بناؤ۔

(ثم ادعھن) پھر تم ان کو بلاؤ۔" تم ان سے کہو کہ تم اللہ کے اذن کے ساتھ آؤ۔

(یا تینک سعیا) "وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔" تیز تیز دوڑتے ہوئے جلدی سے اڑ کر یا چل کر۔

(واعلم ان اللہ عزیز) اور تو جان کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے۔" وہ جس چیز کا ارادہ کرے اس سے عاجز نہیں ہوتا۔

(حکیم) "حکمت والا" وہ مکمل حکمت والا ہے۔ ہر اس چیز کے بارے میں جسے وہ کرنا چاہے یا چھوڑنا چاہے۔ (قاضی بیضاوی)

(واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی) اور جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔"

سوال کرنے کی وجہ

حضرت حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کرنے کا سبب یہ تھا۔ کہ آپ ایک مردہ جانور پر سے گزرے۔

ابن جریج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سمندر کے کنارے پر ایک مردار گدھا پڑا ہوا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ جس کو خشکی اور تری کے جانور نوچ رہے تھے۔ پس جب دریا کا ریلا آتا تو مچھلیاں اور سمندری جانور آتے اور اس سے کھاتے جو کچھ ان سے بچ جاتا وہ سمندر کی نذر ہو جاتا۔

اور جب دریا کا پانی خشک ہو جاتا تو درندے آ جاتے پس اس سے کھاتے اور جو کچھ زمین پر بچ جاتا وہ مٹی کی نذر ہو جاتا۔ جب درندے چلے جاتے تو پرندے آ جاتے اور اس سے کھاتے جو کچھ ان سے رہ جاتا اس کو ہوا فضا میں اڑا کر لے جاتی پس جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھا تو اس سے تعجب کیا اور عرض کیا کہ اے میرے رب اس بات کا مجھے یقیناً علم ہے کہ تو ان کو درندوں کے پیٹ سے پرندوں کی انتڑیوں سے اور سمندری جانوروں کے پیٹ سے جمع کرے گا پس تو مجھے دکھا کہ تو کیسے زندہ کرے گا تا کہ معائنہ

کرنے سے میرا یقین اور بڑھ جائے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(قال اولم تؤمن قال بلٰی) ''رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو اس پر ایمان نہیں رکھتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں؟'' اے میرے رب میں نے جانا اور ایمان لایا۔

(ولکن لیطمئن قلبی) ''لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے۔''یعنی میرا دل مشاہدہ اور معائنہ سے سکون حاصل کرلے یعنی آپ نے علم الیقین اور عین الیقین کا ارادہ فرمایا۔

(قال فخذ اربعة من الطیر) ''رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ آپ چار پرندے پکڑلیں۔

مجاہد نے کہا کہ آپ نے مور، مرغ، کبوتر اور کوے کو پکڑا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے سبز رنگ کی بطخ، کالے رنگ کا کوا، سفید کبوتر اور سرخ مرغ کو پکڑا۔

(فصرھن الیک) پس ان کو اپنے پاس اکٹھا کرو یعنی ان کو کاٹو اور پیس ڈالو اور کہا گیا کہ ان کو اکٹھا کرو اور اپنی طرف سے ان کو ایک دوسرے میں ملا دو۔

(ثم اجعل علٰی کل جبل منھن جزءا) پھر ان کے تمام اجزا کو تمام پہاڑوں پر رکھ دو۔''

چار پرندوں کو ذبح کرنے کی حکمت

مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پرندوں کے ذبح کرنے ان کے پروں کو اکھاڑنے اور کاٹنے خون اور گوشت کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا حکم دیا۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اجزا کو پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا۔

علماء نے پہاڑوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کے چار اجزاء بنانے اور ان کو چار چار پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا اور کہا گیا کہ ایک پہاڑ مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف، ایک شمال کی طرف جب کہ ایک جنوب کی طرف تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے سات حصے کیے گئے۔ اور ان کو سات پہاڑوں پر رکھا

اور ان کے سروں کو اپنے پاس رکھا پھر ان کو اپنے اس قول کے ساتھ بلایا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ آؤ۔ چنانچہ ہر پرندے کے خون کا قطرہ دوسرے قطرہ کی طرف ہر پرندے کے پر دوسرے پروں کی طرف اور ہر ایک کی ہڈی دوسری ہڈی کی طرف اور ہر ایک بعض اپنے دوسرے بعض کی طرف اڑنے لگا۔ جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں یہاں تک ہر جسم کا بعض حصہ اپنے بعض حصہ کے ساتھ بغیر سروں کے آسمان میں مل گئے۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے سروں کی طرف آنے کی کوشش کی پس جب پرندہ آتا تو سر اڑتا۔ اگر وہ پرندے اپنے سر کو پاتا تو اس کے قریب ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ اپنے سر کو نہ پاتا تو پیچھے ہٹ جاتا یہاں تک کہ ہر پرندہ اپنے سر کے ساتھ مل گیا پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

(ثم ادعھن یاتینک سعیا) پھر آپ کو ان بلائیں تو وہ بھاگتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے۔"

اور یہ بھی کہا گیا کہ سعی سے مراد جلدی چلنا اور بھاگنا مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے چلنا مراد ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (فاسعوا الی ذکر اللہ) پس تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آؤ۔

اور اڑنے کے علاوہ چلنے میں حکمت ہے کہ اس سے کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا یعنی شبہ سے دور ہے۔ اس لئے کہ وہ پرندے اگر اڑتے تو اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ یہ ان پرندوں کے علاوہ اور پرندے ہیں اور یہ کہ ان کے پاؤں صحیح سلامت نہیں ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ سعی کا معنی اڑنا ہے۔

(واعلم ان اللہ عزیز حکیم) اور آپ جان لیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

عجیب وغریب بیل اور مچھلی

روایت کیا گیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب زمین اور آسمان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو زمین و آسمان کے برابر ایک سبز جوہر کو پیدا کیا پھر اس کی طرف نظر ہیبت کے ساتھ دیکھا تو وہ سارا پانی بن گیا پھر پانی کی طرف دیکھا تو وہ جوش مارنے لگا اور اس سے جھاگ بخارات اور دھواں اٹھنے لگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپنے لگا اور اس وجہ سے یہ پانی

قیامت کے دن تک کانپتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس دھواں سے آسمان اور اس جھاگ سے زمین پیدا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا۔ پس وہ زمین پر اترا یہاں تک کہ سات زمینوں کے نیچے داخل ہو گیا اور اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اس کا ایک ہاتھ مشرق میں اور دوسرا ہاتھ مغرب میں دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اس نے ساتوں زمینوں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو مضبوطی سے پکڑ لیا لیکن اس کے قدموں کے لئے کوئی قرار کی جگہ نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس سے ایک بیل اتارا کہ جس کیلئے ستر ہزار سینگھ اور چالیس ہزار پاؤں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کے قرار کی جگہ اس کی کوہان کو بنایا پس اس کے قدموں کو قرار حاصل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے اعلیٰ درجے کے سبز یاقوت کو اتارا اور اس کو پانچ سو سال کی مسافت کے طے ہونے کے عرصے تک اسے سخت کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بیل کی کوہان اور اس کے دم کے درمیان رکھ دیا تو فرشتے کے دونوں قدم اس پر قرار پا گئے جب کہ اس بیل کے سینگھ زمین کے کناروں سے خارج ہیں لیکن وہ بیل سمندر میں ہے اور وہ ہر دن میں دو مرتبہ سانس لیتا ہے پس جب وہ سانس لیتا ہے تو وہ سمندر پھیل جاتا ہے اور جب وہ اپنے سانس کو روکتا ہے تو وہ سمندر سکڑ جاتا ہے۔ لیکن اس بیل کے پاؤں کیلئے کوئی قرار کی جگہ نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے ساتوں زمینوں اور آسمانوں کی تختی جیسا ایک سخت پتھر پیدا کیا تو اس پر بیل کے پاؤں نے قرار پکڑا پھر اس پتھر کیلئے کوئی جائے قرار نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی پیدا فرمائی اور اس بڑی مچھلی کا نام نون' اس کی کنیت یلھوب اور اس کا لقب یہموت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس سخت پتھر کو اس کی پشت پر رکھ دیا جب کہ اس کا باقی جسم خالی ہے پس وہ مچھلی سمندر پر ہے اور سمندر ہوا کی پیٹھ پر اور ہوا قبضہ قدرت میں ہے۔

مچھلی کو شیطان کا مشورہ

حضرت کعب احبار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیطان ایک مرتبہ اس مچھلی کی طرف آیا جس کی پیٹھ پر ساری زمین' درخت چوپائے اور ان کے علاوہ چیزیں ہیں اور مچھلی سے کہا کہ تو ان تمام بوجھوں کو اپنی پشت سے پھینک دے تو وہ فرماتے ہیں کہ مچھلی نے سمجھا کہ وہ ایسا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک چوپایہ بھیجا۔ جو اس کی ناک سے داخل ہو کر اس کے دماغ تک جا پہنچا تو مچھلی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس چوپایہ کو

اجازت دی اور باہر نکل گیا۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک وہ اس کی طرف دیکھتا ہے اور وہ اس کی طرف دیکھتی ہے پس اگر وہ اس سے کسی چیز کا قصد کرے تو وہ اس حالت پر لوٹ جائے جس پر وہ تھی۔

اور یہ وہ مچھلی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ن و القلم وما یسطرون) "نون (مچھلی) کی قسم اور قلم اور اس کے لکھنے کی قسم۔" اللہ عظیم نے سچ فرمایا۔ (تفسیر ثعالبی)

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ بلند بالا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

دنیا اور آخرت کے احوال

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی شخص کے پاس اپنے بھائی کی ظلم سے حاصل کی ہوئی چیز عزت یا مال سے ہو تو وہ مظلوم سے طلب کرے کہ وہ اسے ھبہ کر دے۔ یا اس کیلئے (اجازت مل جانے کی وجہ) سے حلال ہو جائے۔ یا اس سے پہلے اس کے حق کو پورا کر دے کہ اس دن میں وہ اس کا دشمن بن جائے کہ جس دن درہم اور دینار موجود نہ ہوں گے۔

حکایت

ایک شکاری نے ایک مچھلی شکار کی تو اس سے ایک طاقتور زبردست آدمی نے وہ مچھلی لے لی اور اسے مارا تو اس شکاری نے عرض کیا کہ اے میرے رب تو نے مجھے کمزور اور اسے طاقتور پیدا کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا تو اپنی مخلوق میں سے کوئی مخلوق اس پر مسلط فرما اور اسے مسلمانوں کیلئے باعث عبرت بنا۔

پس جب وہ ظالم آدمی اپنے گھر گیا تو اس نے مچھلی کو بھونا جب اسے دسترخوان پر رکھا اور اسے کھانے کا ارادہ کیا تو اس مچھلی نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے ڈنگ مار دیا اس کے ہاتھ کو ایک کیڑے نے پکڑ لیا اسے صبر کرنے کی طاقت نہ رہی اس کیڑے نے اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا پھر اس نے اس کی کہنی تک سرایت کی اور اسے بھی کاٹ دیا پھر وہ سو گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو حقدار کو اس کا حق لوٹا دے

تا کہ تو اس بیماری سے نجات پائے جب وہ بیدار ہوا تو اس نے جان لیا۔ چنانچہ وہ شکاری کے پاس آیا اور اسے دس ہزار درہم عطا کئے اور اس سے معذرت کی جب وہ معذرت کرنے لگا تو کیڑے نے وہاں سے نکلنا شروع کر دیا تو اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس طرح ٹھیک ہو گیا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ایک آدمی مر جائے اور اسے قبر میں رکھ دیا جائے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اسے عذاب دیتا ہے اور ایک کوڑے کے ساتھ ایک ایسی ضرب لگاتا ہے کہ اس کے سارے اعضاء کٹ جاتے ہیں اور وہ قبر میں چیختا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے اللہ کے اذن کے ساتھ تو اٹھ پس جب وہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایک ایسی چیخ نکالتا ہے کہ جس کو زمین و آسمان میں رہنے والی ہر مخلوق جنوں اور انسانوں کے علاوہ سنتی ہے۔ پھر وہ میت اس فرشتے سے کہتی ہے کہ تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ اور مجھے عذاب کیوں دیا؟ حالانکہ میں نمازیں پڑھتا' زکوٰۃ دیتا اور رمضان المبارک کے روزے رکھتا تھا پس وہ فرشتہ فرمائے گا میں تجھے عذاب اس لئے دیتا ہوں کہ ایک دن تو مظلوم کے پاس سے گزرا اور اس نے تجھ سے مدد طلب کی پس تو نے اس کی مدد نہ کی اور ایک دن تو نے نماز پڑھی لیکن اپنے پیشاب کے قطروں سے نہیں بچا اور اسی وجہ سے کہا گیا کہ مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مظلوم کو دیکھا اور اس نے اس سے مدد طلب کی لیکن اس نے مدد نہ کی تو اسے قبر میں آگ کے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

تین سو آگ کے دروازے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسلمان عورت یا غیر مسلم عورت چاہے وہ آزاد ہو یا لونڈی اس کے ساتھ زنا کیا اور وہ بغیر توبہ کئے مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کی قبر میں تین سو آگ کے دروازے کھول دے گا جس سے قیامت کے دن تک اسے عذاب دیا جائے گا جب قیامت کا دن ہو گا تو اسے دوزخ میں داخل ہونے والوں کے

ساتھ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ (حیات القلوب)

سوال و جواب

حضرت حسن بصری، مالک ابن دنیا اور ثابت بنانی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم رابعہ عدویہ پر داخل ہوئے پس حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اے رابعہ تو ہم میں سے کسی ایک کو چن لے کیونکہ نکاح کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے...... رابعہ نے کہا میرے کچھ سوال ہیں جو شخص مجھے ان کا جواب دے گا۔ میں اس سے نکاح کرلوں گی پس انہوں نے سب سے پہلے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا۔ یثاق کے دن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ لوگ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ میں کس گروہ سے ہوں گی؟ تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب فرشتے نے رحم میں میری صورت بنائی تو میں کیا نیک بخت تھی یا بد بخت؟ اس پر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب ایک جماعت سے کہا جائے گا کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور ایک جماعت سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں تو میں کس گروہ سے ہوں گی اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو گا۔ تو میری قبر کیسے ہو گی...... وہ فرمانے لگے میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جس دن چہرے سفید ہوں گے اور جس دن چہرے سیاہ ہوں گے تو میرا چہرہ کیسا ہو گا؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

وہ کہنے لگی کہ جب قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا دے گا خبردار فلاں ابن فلاں سعادت مند ہو گا اور فلاں ابن فلاں بد بخت ہو گا تو پس میں کس میں سے ہوں گی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا پس وہ سارے کے سارے حضرت رابعہ کے پاس سے چلے گئے۔ (بہجۃ الانوار)

چار سوال و جواب

جب حضرت رابعہ عدویہ کا خاوند فوت ہو گیا تو ان پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو حضرت رابعہ نے ان کو داخل ہونے کی اجازت دے کر پردہ کو لٹکا دیا اور پردے کے پیچھے خود بیٹھ گئیں...... پس حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ کا شوہر فوت ہو گیا اور کوئی اسکا بدل نہیں ہو سکتا حضرت رابعہ نے فرمایا کہ ہاں! لیکن تم میں سے کون سب سے زیادہ عالم ہے یہاں تک کہ میں اس سے نکاح کر لوں ساتھیوں نے کہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت رابعہ عدویہ نے کہا کہ اگر آپ میرے چار سوالوں کا جواب دے دیں تو میں آپ کیلئے ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا پوچھو اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں آپ کو جواب دوں گا۔

تو وہ کہنے لگی آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں مر جاؤں اور دنیا سے چلی جاؤں تو کیا میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ غیب کی بات ہے اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

وہ کہنے لگی کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے قبر میں رکھ دیا اور مجھ سے منکر نکیر سوال کریں تو کیا مجھے ان دونوں کا جواب دینے کی طاقت ہو گی یا نہیں؟ آپ نے فرمایا یہ غیب ہے اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ کہنے لگی جب لوگوں کو قیامت کے دن اکٹھا کیا جائے گا اور نامہ اعمال تلیں گے تو کیا مجھے نامہ اعمال میرے دایاں ہاتھ میں ملے گا یا بایاں ہاتھ میں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی غیب ہے۔

پھر وہ کہنے لگی جب لوگوں کو ندا دی جائے گی کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں تو میں ان دو گروہوں میں سے کس گروہ سے ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی غیب ہے۔

تو وہ فرمانے لگیں جس کو یہ چار غم لگے ہوئے ہوں تو وہ نکاح کرنے میں کیسے مشغول ہو سکتی ہے۔

پھر وہ کہنے لگیں کہ اے حسن مجھے آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے کتنے حصے پیدا کیے۔ آپ نے فرمایا دس حصے نو حصے مردوں کیلئے اور ایک حصہ عورتوں کیلئے۔

پھر وہ کہنے لگیں کہ اے حسن اللہ تعالیٰ نے شہوت کے کتنے حصے پیدا کیے آپ نے فرمایا دس حصے' نو حصے شہوت عورتوں کیلئے اور ایک حصہ شہوت مردوں کیلئے۔

پھر وہ فرمانے لگیں کہ اے حسن میں شہوت کے نو حصوں پر عقل کے ایک حصے کی محافظت کر سکتی ہوں اور تو عقل کے نو حصوں کے ساتھ شہوت کے ایک حصے پر کنٹرول نہیں کر سکتا پس حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رو پڑے اور حضرت رابعہ عدویہ کے پاس سے چلے گئے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

جلسہ نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دینے کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃُ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشآء واللہ واسع علیم○ (البقرۃ: ۲۶۱)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں' ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

جلسہ نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ دینے کی فضیلت

تفسیری نکات

(مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبة) ''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کی طرح ہے۔''یعنی ان کے خرچ کرنے کی مثال دانے کی طرح ہے۔ یا ان کی مثال دانہ اگانے والے کی طرح ہے۔

(انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة) ''کہ اس نے سات سٹے اگائے اور ہر ایک سٹے میں سو دانے ہیں'' اگانے کی نسبت دانے کی طرف کرنا اس وقت ہے کہ جب اسباب میں سے ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح اسکی نسبت زمین اور پانی کی طرف کردی جائے جب کہ حقیقی اگانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

اور معنی یہ ہے کہ اس سے ایک ساق نکلتی ہے پھر اس سے سات شاخیں نکلتی ہیں اور ہر شاخ پر ایک سٹہ ہے اور ہر سٹہ میں سو دانے ہیں اور وہ ایسی تمثیل جو اپنے وقوع کا تقاضہ نہیں کرتی اور کبھی وہ اگنے میں 'باجرہ میں' گندم میں اور کبھی بعض زمینوں میں سے سخت قسم کی زمین میں ہوتا ہے۔

(واللہ یضاعف) ''اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔''

(لمن یشاء) ''جس شخص کیلئے وہ چاہتا ہے۔'' اپنے فضل کے ساتھ خرچ کرنے والے کے حال کے مطابق اس کے اخلاص کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس وجہ سے اعمال ثواب کی مقدار میں مختلف ہو جاتے ہیں۔

(واللہ واسع) اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا ہے۔ جو اس کے فضل سے زیادہ ہو جاتا

ہے اس پر تنگی نہیں فرماتا۔

(علیم) ''وہ جاننے والا ہے'' خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کرنے کی مقدار کو جاننے والا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول

یہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے پر ابھارا۔ جب آپ نے غزوۂ تبوک کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے اپنے خاندان اور اپنی ذات کے لئے چار ہزار درہم رکھے اور چار ہزار درہم میں نے اپنے رب کو قرض کے طور پر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کچھ تو نے رکھا اور جو کچھ آگے پیش کیا اس میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس شخص کو زادِ راہ میں دوں گا۔ جس کے پاس خرچ نہ ہو تو اس پر یہ آیت کریمہ مثل الذین ینفقون (آلایۃ) نازل ہوئی۔ (ابو اللیث)

کلبی اور مقاتل نے کہا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ان کے پاس چار درہم تھے۔ جن کا ان کے علاوہ اور کوئی مالک نہ تھا۔ جب صدقہ پر ابھارنے کے بارے میں حکم نازل ہوا تو آپ نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم علانیہ طور پر خرچ تو اس پر یہ آیت کریمہ (مثل الذین ینفقون) نازل ہوئی۔ (ابو اللیث)

درود شریف و دعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک لوگوں میں سے مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ صاحب دعا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے پس جب وہ یہ کام کرتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور اس کی دعا قبول و منظور ہو جاتی ہے۔

صدقہ کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس نے حرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر اس پر رکھ دیا تو وہ قرار پکڑ گئی تو فرشتوں نے تعجب کیا اور وہ عرض کرنے لگے کہ اے رب کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! لوہا پس انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب کیا تو نے لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں! آگ تو انہوں نے عرض کیا کہ اے رب کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! پانی ...... انہوں نے عرض کیا اے رب کیا تو نے پانی سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں! ہوا (پھر انہوں نے عرض کیا اے رب کیا تو نے ہوا سے زیادہ سخت کوئی چیز پیدا فرمائی ہے تو رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہاں! انسان جب وہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے جو بائیں ہاتھ سے پوشیدہ ہو تو وہ اس (ہوا) سے زیادہ سخت ہے لیکن کچھ امور کی رعایت رکھنے کے بعد۔

صدقہ دینے والے کیلئے شرائط

۱- صدقہ کو پوشیدہ رکھا جائے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم (البقرۃ: ۲۷۱) ''اور اگر تم صدقہ کو پوشیدہ رکھو اور فقراء کو دو تو پس یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اسی سبب سے بزرگان دین نے اپنے صدقوں کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانے کی کوشش کی یہاں تک کہ انہوں نے بعض اوقات اندھے فقیر کو صدقہ دیا تا کہ وہ صدقہ دینے والے کو نہ پہنچان سکے اور بعض بزرگان دین نے فقیر کے کپڑے میں باندھ دیا جب وہ سویا ہوا ہوتا تھا اور بعض بزرگوں نے اپنے صدقہ کو فقراء کے راستے میں ڈال دیا تا کہ وہ اسے لے لیں۔

۲- صدقہ کرنے والا احسان جتلانے اور اذیت دینے سے بچے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (یایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس) ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح کہ جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے۔''

۳- صدقہ اپنے پاکیزہ مال میں سے دے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تم اپنا پسندیدہ مال خرچ کرو'' تاکہ تو اس شخص کی طرح نہ ہو جائے جس کے بارے میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا (ویجعلون للہ مایکرھون) ''اور اللہ تعالیٰ کیلئے وہ مال خرچ کرتے ہیں جو ان کو پسندیدہ نہ ہو۔'' ''آلایۃ'' اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک یعنی حلال مال کو قبول فرماتا ہے۔ اور اسی طرح سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں حرام مال خرچ کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے پیشاب کے ساتھ اپنے کپڑوں کو پاک کیا جب کہ کپڑا صرف پاک پانی سے پاک ہوتا ہے اور گناہ حلال مال خرچ کرنے سے پاک ہوتا ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال خرچ کیا جائے وہ ہشاش بشاش اور کھلے چہرے سے دینا چاہیے۔ اس میں ناپسندیدگی کا اظہار نہ ہو جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا۔

(الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لایتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عندربھم ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون) ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر احسان نہیں جتلاتے اور نہ اذیت دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کیلئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے...... اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم ہزار درہموں پر سبقت لے جاتا ہے۔ یعنی وہ حلال رزق کا ایک درہم جو بخوشی خرچ کیا جائے ان ہزار درہموں سے بہتر ہے جو ناپسندیدگی کے ساتھ خرچ کئے جائیں۔

۵- تو اپنا صدقہ خرچ کرنے میں محل (جگہ) کے بارے میں کوشش کر یہ کہ تو

پرہیزگار عالم دین کو دے جو اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مدد اور طاقت حاصل کرے یا کسی نیک بزرگ کو تو صدقہ دے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(انما الصدقات للفقراء والمساکین) ''بے شک صدقات مسکینوں اور فقیروں کیلئے ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا صدقہ جب اپنے مالک کے شہر سے باہر نکلتا ہے تو وہ پانچ کلمات کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ (۱) میں چھوٹا تھا پس تو نے مجھے بڑا کر دیا (۲) تو میرا نگہبان تھا اب میں تیرا نگہبان ہو گیا۔ (۳) میں دشمن تھا پس تو نے مجھے دوست بنا لیا۔ (۴) میں فنا ہونے والا تھا پس تو نے مجھے باقی رہنے والا بنا دیا۔ (۵) میں تھوڑا تھا پس تو نے مجھے زیادہ کر دیا...... جس طرح کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔

صدقہ دینے والا جہنم سے دور

(من جاء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها) ''جو شخص ایک نیکی لایا۔ پس اس کیلئے دس گنا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اسے پانی پلائے یہاں تک کہ اسے سیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے دور فرمائے گا اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دے گا۔ دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کے برابر فاصلہ ہو گا اور جہنم ندا کرے گی اے میرے رب تو مجھے اپنے لئے سجدہ شکر ادا کرنے کی اجازت دے۔ پس تحقیق تو نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کو میرے عذاب سے بچانے کا ارادہ فرمایا اس لئے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی تھی کہ میں حضور کی امت کے صدقے کرنے والے کو عذاب دوں جب کہ میرے لئے تیری اطاعت کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ حضور کی امت کا صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔ پس میرے لئے تیری فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ایک روٹی کا لقمہ یا کھجور کی مٹھی صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔

حکایت

بنی اسرائیل میں کئی سال تک شدید قحط رہا۔ ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا۔ اس نے اسے کھانے کیلئے منہ میں رکھا کہ اچانک دروازے پر ایک سائل نے آ کر صدا دی کہ مجھے اللہ کے راستے پر ایک لقمہ عطا کیا جائے اس عورت نے اپنے منہ سے وہ نوالہ نکالا اور اس سائل کو دے دیا پھر وہ عورت جنگل کی طرف لکڑیاں کاٹنے کیلئے گئی اور اس کے ساتھ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ پس اچانک ایک بھیڑیا آیا اس نے بچے کو اٹھایا اور وہ چلا گیا پس وہ عورت چلائی اور اس بھیڑیئے کے پیچھے چلنے لگی اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے اس کے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے نکال کر اس کی ماں کو دے دیا اور کہا کہ اے اللہ کی بندی کیا تو اس لقمہ پر راضی ہے یہ اس لقمہ کے بدلے جو تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ (تفسیر حنفی)

عورت کا دردناک واقعہ

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس کا دایاں ہاتھ خشک ہو چکا تھا پس اس عورت نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو درست فرما دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا ہاتھ خشک ہو چکا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا قیامت قائم ہو چکی ہے جہنم کو سلگایا گیا اور جنت کو سنوارا گیا میں نے دوزخ کی آگ میں اپنی والدہ کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں چربی اور دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کپڑا ہے ان دونوں سے وہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا آپ کو کیا ہوا کہ میں تجھے اس گڑھے میں دیکھتی ہوں حالانکہ تو اپنے رب کی عبادت کرنے والی اور اپنے خاوند کو راضی رکھنے والی تھی۔ اس عورت نے کہا اے میری بیٹی میں دنیا میں بخل کرتی تھی اور یہ بخیلوں کی جگہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے ہاتھ میں چربی اور چھوٹا سا کپڑا کیا ہے؟ اس نے کہا ان دونوں چیزوں کا دنیا میں میں نے صدقہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی صدقہ نہ دیا۔

میں نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے تو وہ کہنے لگی کہ وہ سخی تھا اور سخی لوگوں کی جگہ میں ہو گا پھر میں جنت کی طرف آئی میرا والد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حوض پر کھڑا لوگوں کو پانی پلا رہا تھا میں نے کہا اے میرے ابا جان میری والدہ اپنے رب کی فرمانبردار تھی

اور آپ بھی اس سے راضی تھے وہ دوزخ کی آگ میں جل رہی ہے اور آپ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پانی پلا رہے ہیں پس آپ مجھے حوض سے ایک چلو عطا کریں میرے باپ نے کہا اے میری بیٹی اللہ تعالیٰ نے بخیلوں اور گنہگاروں پر نبی پاک کے حوض کا پانی حرام فرما دیا ہے پھر میں نے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر ایک پیالہ اٹھایا اور میں نے اپنی پیاسی ماں کو وہ پلا دیا پھر میں نے کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کو خشک کر دے تو نے گنہگار بخیل عورت کو نبی پاک کے حوض کا پانی پلا دیا بس میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ خشک ہو چکا تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب حضور نے اس عورت کی بات سنی تو اپنے عصا مبارک کو اس کے ہاتھ پر رکھ دیا پھر فرمایا یا اللہ اس خواب کے طفیل جو اس نے بیان کیا تو اس کے ہاتھ کو درست فرما دے۔ چنانچہ اس کا ہاتھ اسی طرح ٹھیک ہو گیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔

سخاوت کا عظیم درخت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں پس جس شخص نے اس کی ٹہنی کو پکڑ لیا تو وہ اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

اور بخل دوزخ کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس شخص نے اس کی شاخ کو پکڑا تو وہ اسے دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی آدمی اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے قریب ہے اور بخیل رب ذوالجلال اور مخلوق سے دور ہے جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اگرچہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

بخیل اربود زاہد بحر و بر   بہشتی نباشد بحکم خبر

حکایت

ایک چیل حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے پاس آئی اس نے کہا کہ ایک آدمی کا درخت ہے اور میں اس درخت پر بچے دیتی ہوں وہ شخص میرے بچوں کو اٹھا لیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے درخت کے مالک کو بلایا اور اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور

آپ نے دو شیطانوں سے فرمایا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جب دوسرا سال آئے اور یہ آدمی چیل کے بچوں کو اٹھا لے تم اس کو پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں پھینک دینا۔ جب آئندہ سال آیا درخت کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان بھول گیا اور اس نے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا جب کہ وہ ایک لقمہ صدقہ کر چکا تھا اس نے پرندے (چیل) کے بچے اٹھا لئے پس وہ پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں اس درخت کے مالک کی شکایت کرنے کیلئے آیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں شیطانوں کو بلا کر سزا دینے کا ارادہ کیا اور آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ جس چیز کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا وہ تم نے کیوں نہیں کیا ان دونوں شیطانوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اس درخت کے مالک نے جب درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا ہم نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا لیکن وہ ایک مسلمان آدمی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بطور صدقہ دے چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف آسمان سے دو فرشتے بھیجے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے ہم میں سے ہر ایک کو پکڑا اور اس کے بدلے ہمیں پھینک دیا ہم میں سے ایک کو مشرق کی طرف اور دوسرے کو مغرب کی طرف اور اللہ تعالیٰ نے صدقہ کی برکت سے اس کو ہمارے شر سے محفوظ کر لیا۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا ایک فقیر مالدار آدمی کے گھر آیا اور اس سے کہا کہ تم روٹی کے ٹکڑے کا اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کرو۔ اس کی طرف غنی آدمی کی لڑکی نکلی اور اسے ایک گرم گرم روٹی دی تھوڑی دیر کے بعد گھر کا بخیل مالک آیا اور اس نے اپنی بیٹی کا ہاتھ کاٹ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے حالات تبدیل کر دیئے اس کا مال ختم ہو گیا۔ وہ فقیر بن گیا اور اس ذلت کی حالت میں مر گیا اور اس کی لڑکی سائل بن کر ہر دروازے پر پھرنے لگی وہ بہت خوبصورت تھی ایک دن وہ ایک مالدار آدمی کے دروازے پر آئی امیر آدمی کی والدہ باہر نکلی اس نے اس لڑکی اور اس کے حسن و جمال کو دیکھا اسے وہ اپنے گھر لے گئی اور اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا جب اس کے ساتھ نکاح ہو گیا رات کے کھانے کیلئے دستر خوان بچھایا گیا پس اس لڑکی نے کھانا کھانے کیلئے اپنا بایاں ہاتھ باہر نکالا تا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھائے تو اس کے خاوند نے کہا کہ میں نے سنا ہوا تھا

کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں تو اپنا دایاں ہاتھ باہر نکال اس نے دوبارہ وہی بایاں ہاتھ باہر نکالا اس کے شوہر نے کئی مرتبہ اسے واپس کر دیا دروازے کے ایک کونے سے ہاتف غیبی نے آواز دی اے اللہ کی بندی تو اپنا دایاں ہاتھ نکال تو نے ہمارے راستے پر روٹی دی تھی اور یقیناً ہم تمہیں ہاتھ عطا کریں گے پس اس نے اللہ کی قدرت سے اپنا مکمل دایاں ہاتھ باہر نکالا اور اپنے خاوند کے ساتھ کھانا کھایا...... اے اہل بصیرت اس سے عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو تا کہ تم دنیا اور آخرت کی سعادتیں حاصل کرسکو۔

(زبدۃ الواعظین)

مہمان کی تعظیم کرنے کے فوائد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مہمان کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے میری تعظیم کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی۔

جس شخص نے مہمان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ہاتھ بغض کیا جس نے میرے ساتھ بغض کیا پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغض کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مہمان جب مومن کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس مہمان آتا ہے پس وہ اسکی عزت کرے اس کھانے کے ساتھ جو اس کے پاس ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کیلئے دروازہ کھول دے گا اور جس نے خراب کو آباد کیا یعنی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

اور جس شخص نے بھوکے آدمی سے کھانے کو روک لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا فضل روک لے گا اور اسے دوزخ میں عذاب دے گا اور جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے بھوکے کو کھانا کھلایا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

تین بہترین کام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر افضل ترین تین عمل ہیں۔ (۱) علم کا طلب کرنا (۲) جہاد کرنا (۳) حلال رزق تلاش کرنا۔ علم کو طلب کرنے والا اللہ تعالیٰ

کا دوست ہے مجاہد اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ حلال روزی کمانے والا کریم علی اللہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم آگ سے بچو! یعنی اس کے اور اپنے درمیان وقایہ بناؤ یعنی صدقہ کرنے کا پردہ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو یعنی اس کھجور کا ایک کنارہ یا اس کا نصف کیونکہ وہ جان کو باقی رکھتی ہے۔ بالخصوص بچے کیلئے پس صدقہ کرنے والا اس کو حقیر نہ جانے...... عدی ابن حاتم کی روایت پر امام بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا۔ (کذا فی الجامع الصغیر)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا بہت بڑے اجر تک پہنچنے کا سبب ہے اور دنیا اور آخرت کی مصیبتوں سختیوں اور ڈر سے نجات کا ذریعہ ہے۔ جس طرح کہ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ مصیبت کی ستر اقسام کو روکتا ہے اور ان میں سے ہلکی ترین برص اور کوڑھ کی بیماری ہے۔

جلسہ نمبر ۷

سود کھانے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کمایقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا واحل اللہ البیع وحرم الرباؕ (البقرۃ ۲۷۵)

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر کھڑا ہوتا ہے وہ جسےآسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی سود کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔

جلسہ نمبر ۷

سود کھانے کی مذمت کے بیان میں

تفسیری نکات

(الذین یاکلون الرباء) ''جو سود کھاتے ہیں'' یعنی اس کو لیتے ہیں اکل (کھانا) کو ذکر کیا کیونکہ وہ مال کے بڑے منافع میں سے ہے اور اس لئے بھی کہ ربا (سود) کھانا مشہور ہے اور وہ مدت میں زیادتی کرنا بایں طور کہ ایک کھانے کو دوسرے کھانے کے بدلے یا ایک نقدی کو دوسری نقدی کے بدلے ایک مدت تک بیچا جائے۔ یا وہ سامان میں زیادتی ہو بایں طور کہ ایک آدمی ایک چیز کو اسکی جنس کے بدلے زیادتی کے ساتھ بیچے۔

(لایقومون) ''وہ کھڑے نہیں ہوں گے'' جب ان کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا۔

(الاکما یقوم الذی یتخبطه الشیطان) ''مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے دیوانہ کر دیا ہو'' مگر ان کا قیام بچھاڑے ہوئے کے قیام کی طرح اور وہ وارد ہے اس چیز پر جس کے بارے میں وہ گمان کرتے ہیں۔ شیطان نے انسان کو زور سے گرایا پس وہ بچھاڑا گیا...... خبط ٹیڑھا پن کی ایک قسم ہے جس طرح کہ عشواء اونٹنی کا ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔

(من المس) ''مس سے'' یعنی جنون سے اور یہ بھی ان کے گمانوں میں سے ہے کہ بے شک جن نے اسے چھوا پس اس کی عقل خلط ملط ہو گئی اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے جن الرجل آدمی مجنون ہو گیا۔

نحوی تحقیق

من المس جار مجرور کس کے متعلق ہیں۔ اس بارے میں تین احتمال ہیں۔

۱- یہ لایقومون کے متعلق ہو معنی یہ ہوگا کہ وہ مس کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوتے جو ان کے ساتھ ہے سود کے کھانے کے سبب سے۔

۲- یہ متعلق ہے یقوم کے۔

۳- اس کا متعلق یتخبطہ ہو۔ پس ان کا کھڑا ہونا اور گرنا بچھاڑے ہوئے لوگوں کی طرح ہوگا۔ نا کہ ان کی عقلوں کے خلط ملط ہونے کی وجہ...... لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے پیٹ میں جو چیز سود کی وجہ سے انہوں نے کھائی اس کو بڑھایا اور اسے بوجھل کر دیا۔

(ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا) "یہ اس لئے ہے کہ انہوں بیع کو سود کی طرح کہا۔"

یعنی یہ سزا اس سبب سے ہے کہ انہوں نے سود اور بیع کو ایک لڑی میں پرو دیا ان دونوں کے نفع کی طرف ابھارنے کی وجہ سے پس انہوں نے اس کو حلال کر لیا اصل میں انما الربا مثل البیع (سود بیع کی طرح ہے) تھا۔ لیکن اس کا برعکس مبالغہ کی وجہ سے ہے۔ گویا کہ انہوں نے سود کو اصل قرار دے کر بیع کو اس پر قیاس کیا اور فرق واضح ہے۔

جس شخص نے دو درہم ایک درہم کے بدلے دیئے اس نے ایک درہم کو ضائع کر دیا اور جس شخص نے ایک سامان جو کہ ایک درہم کے برابر ہے اس کو دو درہموں کے بدلے خریدا...... پس اس سامان کی حاجت کی وجہ سے ایسا ہوا یا اس غبن کے مجبوراً لینے کا رواج عام ہو۔

(واحل اللہ البیع و حرم الربا) "اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا۔" یہ انکار ان کے برابر جاننے کی وجہ سے ہے اور نص کے مقابلے میں ان کے قیاس کو باطل کرنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بہترین بدلہ

حضرت زید ابن حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کہا اللھم صلی علی محمد وانزلہ المنزل المقرب عندک یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما اور اپنے پاس سے ان کو ایک مقرب منزل (جگہ) پر اتار۔ تو قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ (شفا شریف)

چار بدنصیب لوگ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو جنت کی نعمتیں چکھائے۔(۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانیوالا (۳) ناحق طور پر یتیم کا مال کھانے والا (۴) والدین کا نافرمان۔ (رواہ الحاکم)

اس میں دو تاویلیں ہیں۔

۱- جس شخص نے یہ کام کیا پھر اسکو حلال سمجھا۔

۲- سلامتی والے اور کامیابی حاصل کرنے والے لوگوں کے ساتھ پہلے ان لوگوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا پہلے جنت میں داخل نہ ہونے کا بدلہ لیا جائے گا پھر اس کے بعد وہ جنت مین داخل کر دے گا اور کبھی بدلہ نہیں لے گا بلکہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

ہلاک کرنے والی سات باتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق کسی جان کو قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد والے دن بھاگ جانا یا پیٹھ پھیر جانا (۷) پاکیزہ مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا گناہ تینتیس بار زنا کرنے سے بڑا ہے۔ ایسا زنا کہ جو انسان اسلام کی حالت میں کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آدمی سود کا ایک درہم کھاتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (حیاۃ القلوب)

سود کے کاروبار میں شامل لوگ لعنتی ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی ایک درہم کو دو درہم کے بدلے ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے۔ پس تحقیق اس نے سود لیا پس جب وہ کسی چیز کے بارے میں

حیلہ کا عمل کرے تو اس نے سود لیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق کیا۔ (فردوس اکبر)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اس کے وکیل' اسکے لکھنے والے اور اسکی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی۔ (رواہ مسلم)

سود والے کیلئے دردناک عذاب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء کے قصے کے بارے میں فرمایا...... حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ بہت سے لوگوں کی طرف چلے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی کا پیٹ موٹے اونٹ کے پیٹ کی طرح ہے۔ آل فرعون کے راستے پر ان میں سے بعض بعض پر گرنے والے ہیں۔ آل فرعون ان کو روندر ہے ہیں۔ وہ آگ پر صبح اور شام پیش کئے جاتے ہیں بھاگنے والے اونٹوں کی طرف وہ آگے بڑھتے ہیں یعنی اس اونٹ کی طرح کہ جو آواز نکالتا ہے تاکہ وہ چلنے کا راستہ پائے یا اس حریص کی طرح جو بھوک کی وجہ سے کھانے کیلئے شہوت میں آ کر بہت زیادہ حرکت کرے وہ پتھروں اور درختوں کو روند ڈالتے ہیں نہ تو وہ کچھ سنتے ہیں اور نہ انہیں عقل ہے۔ جب ان پیٹ والوں کو معلوم ہوتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں پس ان کے پیٹ لوٹ آتے ہیں پس وہ پچھاڑ کھا کر گرتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے تو اس کا پیٹ لوٹ آتا ہے پس وہ پچھاڑ کھا کر گرتا ہے پس وہ لوٹنے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی وہ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑ سکتے کہ آل فرعون ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ یعنی ان کو روند ڈالتے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں یہ ان کا عذاب برزخ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آل فرعون کہتے ہیں یا اللہ قیامت ہمیشہ قائم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(ادخلوا آل فرعون اشد العذاب) ''تم آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔''

میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ یہ آپ کی امت کے سودخور ہیں۔ (لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس) ''وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اس شخص کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس کو شیطان نے

جنون سے ٹیڑھا کر دیا ہو۔"

سود کھانے والا خونی نہر میں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب صبح کی نماز پڑھا لی تو ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ پس اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے۔ (تو جس نے دیکھا ہوتا) وہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق بیان کرتا...... پس ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کسی شخص نے رات کو خواب دیکھا (صحابہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا نہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے دو شخصوں کو خواب میں دیکھا۔ وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے پاکیزہ زمین کی طرف لے گئے پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم خون کی نہر کے کنارے پر پہنچ گئے اس میں ایک کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا تھا کہ جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے جو شخص نہر میں کھڑا تھا وہ سامنے کی طرف آیا۔ پس جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا کنارے پر کھڑے ہوئے آدمی نے اس کے منہ پر پتھر پھینکا۔ پس اسے وہیں لوٹا دیا جہاں پر وہ تھا۔ پس جب کبھی وہ باہر نکلنے کیلئے آتا تو کنارے والا آدمی پتھر مار کر اسے پیچھے ہٹا دیتا۔ پس میں نے کہا یہ کون شخص ہے۔ جس کو میں نے نہر میں دیکھا۔ تو اس نے کہا سود کھانے والا۔ (رواہ البخاری)

جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک عمل

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چاندی کی ایک پازیب فروخت کی۔ آپ نے ایک ہتھیلی میں پازیب اور دوسری ہتھیلی میں درہم رکھا تو وہ پازیب درہم سے تھوڑی سی بھاری تھی۔ پس آپ نے قینچی لی تا کہ اسکو کاٹ دیں حضرت ابو رافع فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے جانشین زیادتی آپ کیلئے ہے۔ پس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زیادتی دینے والا اور زیادتی طلب کرنے والا دوزخ میں ہے۔ (موعظہ)

سود اور بیع میں فرق

بعض علماء نے بیع اور سود میں فرق کا ذکر کیا جب ایک آدمی نے ایک کپڑا دس درہم کی مالیت کا بیس درہم کے بدلے بیچا پس اس نے اس کپڑے کو بیس درہم کے مقابلے میں حاصل کیا جب اس تقابل پر رضامندی حاصل ہوگئی دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک مالیت میں ایک دوسرے کے مقابل ہوگیا پس کسی ساتھی نے کوئی چیز بغیر عوض کے نہ لی۔

بہر حال جب ایک آدمی نے دس درہم کو بیس درہم کے بدلے فروخت کیا تو اس نے دس زائد درہم بغیر عوض کے لئے اور یہ کہنا ممکن نہیں کہ بے شک عوض مقررہ مدت میں مہلت دینا ہے کیونکہ مہلت دینا نہ تو مال ہے اور نہ ہی ایسی چیز ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جائے تا کہ وہ دس زائد درہم کا عوض بن جائے پس دونوں صورتوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ (حیات القلوب)

سود کی حرمت کے اسباب

سود کی حرمت کے درج ذیل اسباب ہیں۔

۱- ربا (سود) دوسرے کا مال بغیر عوض کے لینے کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ جو شخص ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے نقدی یا ادھار بیچتا ہے تو اسے درہم کی زیادتی بغیر عوض کے حاصل ہوگئی اور یہ حرام ہے۔

۲- ربا کے عقد کو حرام کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ لوگوں کو تجارت میں مشغول ہونے سے روکتا ہے اس لئے جب ایک صاحب درہم ربا کے عقد پر قدرت رکھتا ہے۔ تو اسے زیادتی کا حاصل کرنا بغیر تھکاوٹ اور مشقت کے آسان ہے۔ پس یہ چیز تجارت کے ساتھ لوگوں کے منافع اور زیادتی کے طلب کرنے کو منقطع کرنے کی طرف ابھارتی ہے۔

۳- بے شک سود لوگوں کے درمیان قرض دینے کی نیکی کے انقطاع کا سبب ہے۔ جب سود کو حرام کیا گیا۔ تو لوگ اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کرنے کے باعث محتاجوں کو قرض دینے اور اس کی مثل واپس لینے کے باعث خوش ہوں گے۔

۴- ربا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہو چکی اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ تمام اوامر و نواہی کی حکمت مخلوق کو معلوم ہو۔ پس سود کی حرمت قطعی ہے۔ اگر چہ ہمیں اس کی حرمت کے سبب کی حکمت معلوم نہ ہو۔ یہ اس بات پر تصریح ہے کہ نص قیاس کو باطل کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حرام کرنا اور حلال کرنا ان کے قیاس کے بطلان پر دلیل ہے۔

چھ چیزوں کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سونے کو سونے کے بدلے۔ چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے بدلے، جوء کو جوء کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے نہ بیچو۔ مگر برابر برابر، معین کے بدلے معین، ہاتھوں ہاتھ، لیکن تم سونے کو چاندی کے بدلے، چاندی کو سونے کے بدلے، گندم کو جوء کے بدلے اور کھجور کو نمک کے بدلے ہاتھوں ہاتھ جیسے تم چاہو زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہو۔ یہ زیادتی ربا نہیں ہے۔ کیونکہ جنس معدوم ہو چکی۔

سود کی حرمت کے بارے میں منصوص چیزیں

ربا کی حرمت پر جن چیزوں کے بارے میں نص آ چکی ہے اگر وہ کیلی ہیں تو ہمیشہ کیلی رہیں گی جیسے گندم جوء اور کھجور یا وہ چیزیں کہ جن کی حرمت کے بارے میں نص آ چکی اگر وہ وزنی ہیں تو ہمیشہ وزنی رہیں گی جیسے سونا اور چاندی اگرچہ عرف عام اس کے خلاف ہو۔ اس لئے کہ نص قطعی ہے اور وہ عرف عام سے اقویٰ ہے اور اقویٰ کو ادنیٰ کے مقابلہ میں ترک نہیں کیا جائے گا اور وہ چیزیں کہ جن کے بارے میں نص نہ ہو انہیں عرف عام پر محمول کیا جائے گا۔ سوائے ان چھ مذکورہ چیزوں کے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں مذکور ہیں کہ تم سونے کو سونے کے بدلے وغیرہ کو نہ بیچو۔ آخر تک

آیا حیلہ جائز ہے

سود سے بچنے کیلئے شرعی حیلے اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہیں مگر وہ بعض کے نزدیک مکروہ ہیں اور یہی قول راجح ہے۔

شرعی حیلے کی صورت

ایک آدمی نے دس درہم قرض لینے کا دوسرے شخص سے ساڑھے دس درہم کے بدلے ایک ماہ کی مدت تک لینے کا ارادہ کیا۔ مثلاً ایک آدمی دوسرے کے پاس ایک کپڑہ فروخت

کرے جو دس درہم کے برابر ہو۔ اس کو سپرد کرنے کے بعد اس سے دس درہم لے لے۔ پھر دوسرا اس مجلس میں اس سے کہے میں اس کپڑے کو ساڑھے دس درہم کے بدلے بیچتا ہوں۔ قرض لینے والا اتنی قیمت اور ایک ماہ کی مہلت کے بدلے خریدے اس صورت میں ربا نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا حیلہ نہ کیا جائے کیونکہ تقویٰ بہر حال فتویٰ سے بہتر ہے۔

ایک سامان بیچنے والا سامان لینے والے کو بارہ درہم کی قیمت کے برابر کا کپڑا ایک معین مدت کیلئے دے دے پھر قرض خواہ اسے ایک اجنبی کے پاس دس درہم کے بدلے فروخت کر دے پھر وہ اجنبی بائع اول یعنی مقروض کو دس درہم کے بدلے دیدے اور اسے کہے کہ تو فلاں شخص کو دس درہم دے دے جس سے میں نے یہ کپڑا خریدا۔ پس جب بائع اول جو کہ اجنبی سے خریدنے والا ہے یہ سامان دس درہم کے بدلے قرض خواہ کو دیدے تو اس قرض خواہ کو یہ قرض بارہ درہم کے بدلے حاصل ہو گا۔ اس صورت بھی زیادتی سود نہیں ہے۔ لیکن مومن کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ غیر شرعی معاملے سے احتراز کرے تا کہ دار آخرت میں اس کا مواخذہ نہ ہو۔

اس مسئلہ کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے تجھ پر ان اصل کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ جن سے یہ عربی زبان میں ترجمہ نقل کیا گیا اور تو اس کے ناقل کیلئے دعا خیر کر تا کہ تو معروف طریقے پر عمل کرنے کے بعد شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں پر جن عظیم نعمتوں کا فیضان کرتا ہے تو ان کے بارے میں شک نہ کرتا کہ تو سرمدی سعادتوں سے محروم نہ ہو اور تو دیکھ کہ میں نے ان چیزوں کو جس دقت نظری اور گہرائی کے ساتھ تیرے سامان پیش کیا۔

جلسہ نمبر ۸

باجماعت نماز ادا کرنیکی فضیلت

آیت مبارکہ: ان الذین امنوا وعملوا الصلحات واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ (البقرہ:۲۷۷)

ترجمہ: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

جلسہ نمبر ۸

با جماعت نماز کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(ان الذین امنوا) ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے'' اللہ اور اس کے رسول اور جو کچھ وہ لے کر آئے ان پر۔

(وعملوا الصالحات واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ) ''اور انہوں نے نیک عمل کئے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی'' ان دونوں کا عطف ہر اس چیز پر ہے جو ان دونوں کو شامل ہو کیونکہ ان دونوں کی تمام اعمال صالحہ کی طرف نسبت ہے۔

(لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم) ''ان کیلئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہے'' آنے والی چیز کا۔

(ولا ھم یحزنون) ''وہ نہ غمگین ہوں گے'' فوت ہونے والی چیزوں کے بارے میں۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور بلندیٔ درجات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے؟ آپ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اس دوران ایک نوجوان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم کی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوپر اپنی ایک طرف اسے بٹھا دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی اور فرمایا اے ابوبکر میں نے اسے تجھ سے اعلیٰ جگہ پر بٹھا دیا اس لئے کہ دنیا میں اس سے زیادہ مجھ پر کوئی درود پڑھنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ صبح و شام کہتا ہے۔ یا اللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان

لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود شریف پڑھا اور تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما ان لوگوں کی تعداد کے مطابق جنہوں نے آپ پر درود نہیں پڑھا اور تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا تو پسند کرتا ہے کہ ان پر درود پڑھا جائے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا تو نے ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا کہ ان پر درود شریف پڑھا جانا مناسب ہے اس وجہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے اسے تجھ سے اوپر والے درجے پر بٹھایا۔

پانچ نمازوں کے بدلے پانچ چیزیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو اس کیلئے پانچ چیزیں ہیں۔(۱) دنیا میں وہ کبھی فقیر نہیں ہو گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر اٹھا لے گا۔ (۳) اسے نامہ اعمال دایاں ہاتھ میں ملے گا۔ (۴) پل صراط سے وہ اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔ (۵) اللہ تعالیٰ اسے بغیر عذاب اور حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مصابیح)

نماز با جماعت پڑھنے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا گھر میں اکیلے چالیس سال کی نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اور روایت کیا گیا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

نماز کیلئے تیاری کرنا

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جمع فرمائے گا جن کے چہرے ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے فرشتے ان سے کہیں گے تمہارے کیا اعمال ہیں؟ پس وہ کہیں گے کہ جب ہم اذان سنتے تھے تو ہم طہارت اور وضو کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اس کے علاوہ ہم کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ (اور اللہ تعالیٰ ایک اور قوم کو جمع فرمائے گا) جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں

گے۔ پس وہ سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم مسجد میں جا کر اذان سنتے تھے۔ (درۃ الواعظین)

نماز شروع کرتے ہی گناہوں کا ختم ہونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ نماز کیلئے تکبیر کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کی گردن سے گناہ اٹھا لو تا کہ وہ پاکیزہ ہو کر میری عبادت کرے۔ پس فرشتے اس کے سارے گناہ اٹھا لیتے ہیں۔ جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہمارے رب کیا ہم (گناہوں) کو اس پر لوٹا دیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے کرم کے لائق معاف کرنا ہے تحقیق میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

قیامت کے دن مساجد کی حالت

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنیا کی تمام مساجد کو اکٹھا کرے گا گویا کہ وہ سفید اونٹ ہیں ان کے پائے عنبر کے ان کی گردنیں زعفران کی ان کے سر کستوری کے ان کے کان سبز زبرجد کے موذن ان کو کھینچے گے آئمہ ان کو ہانکیں گے پس وہ میدان قیامت سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزریں گے، پس اہل قیامت کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں یا انبیاء ومرسلین ہیں پس ندا دی جائے گی نہیں بلکہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امتی ہیں جو اپنی نمازیں با جماعت ادا کرتے تھے۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جاری پانی کے ساتھ وضو کیا قاری امام کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ رحمت باری تعالیٰ کا مستحق ٹھہرا۔ (زبدۃ واعظین)

حضرت جبرائیل علیہ السلام، اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اچھی صورت پر پیدا کیا اور اس کیلئے چھ سو پر بنائے ہر پر کی لمبائی مشرق ومغرب کے درمیانی فاصلے کے برابر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی طرف دیکھا۔ پس عرض کیا یا اللہ کیا تو نے مجھ سے زیادہ بھی کوئی حسین صورت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کے دو نفل پڑھے پس آپ نے ہر رکعت میں بیس ہزار

سال کے عرصے کے برابر قیام فرمایا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام جس طرح میری عبادت کا حق تھا تو نے اس طرح عبادت کی تیری عبادت کی طرح کسی ایک نے میری عبادت نہ کی۔ لیکن آخری زمانے میں ایک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو میرے محبوب ہیں تشریف لائیں گے جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے گا۔ آپ کی گنہگار کمزور امت دو رکعتیں سہو اور نقصان کے ساتھ ایک مختصر گھڑی میں افکار کثیرہ اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ پڑھے گی۔ پس مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ان کی نمازیں تیری نماز سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ ان کی نماز میرے حکم کے مطابق ہو گی جب کہ تو نے میرے حکم کے بغیر نماز پڑھی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے اے میرے رب تو نے ان کو ان کی عبادت کے مقابلے میں کیا عطا فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو جنت عطا کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بہشت کو دیکھنے کی اجازت طلب کریں گے پس ان کو اذن مل جائے گا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے تمام پر کھولے پھر اڑے۔ جب وہ اپنے دو پروں کو کھولتے تو تین ہزار سال کی مسافت طے کرتے اور جب ان پروں کو ملاتے تو اس قدر طے کرتے تو اس طریقے سے وہ تین سو سال تک چلتے رہے پھر وہ عاجز آ کر ایک درخت کے نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا آپ نے اپنے سجدہ میں عرض کیا یا اللہ کیا میں بہشت کے آدھے فاصلے یا تہائی یا چوتھے حصے تک پہنچ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام اگر تو تین سو ہزار سال تک اڑے اور میں تجھے تیری طاقت کے مطابق اور طاقت دے دوں تیرے پروں کے مثل اور پر دیدوں۔ پس تو اتنی مقدار اڑے جتنا کہ تو اڑ چکا تو تو جو کچھ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں میں سے دو رکعتوں کے بدلے میں دیا اس کے دسویں حصے تک نہیں پہنچ سکتا۔

(مشکوٰۃ الانوار)

درود شریف پڑھنے کے بدلے طلب مغفرت کیلئے فرشتہ کی تخلیق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری تعظیم کے پیش نظر مجھ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس درود پڑھنے کے بدلے اس کیلئے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جس کے دو پر ہوں گے۔ ایک پر مشرق میں اور ایک پر مغرب میں اور اس کے قدم ساتوں

زمینوں کے نیچے اس کی گردن عرش کے ساتھ متصل اور اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے ارشاد فرمائے گا تو مغفرت طلب کر میرے بندے کیلئے جس طرح کہ اس نے میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پس وہ فرشتہ اس بندے کیلئے قیامت کے دن تک مغفرت طلب کرتا رہے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

حدیث قدسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی وہ میرا دوست ہے اور جس شخص نے ان کو ضائع کیا وہ میرا دشمن ہے صحابہ اکرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیزیں آپ نے فرمایا۔

(۱) نماز پڑھنا (۲) روزہ رکھنا (۳) اور جنابت کا غسل کرنا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ تینوں چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان امانت ہیں۔ اس نے ان کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور مراد اس سے یہ ہے کہ فرائض' واجبات اور سنتوں کے مکمل کرنے کے ساتھ ان کے اوقات میں ان کو ادا کرنا۔

نماز کو ضائع کرنا

اگر ایک آدمی نے غیر وقت میں نماز پڑھی تو گویا اس نے اس کو ضائع کر دیا اس بنا پر کہ جس طرح حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو اپنے سروں پر مارتے ہیں ان کے دماغ ایک بڑی نہر کی طرح بہہ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہائے افسوس ہائے ہلاکت۔ میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیر وقت میں اپنی نماز پڑھتے تھے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات) "پس پیچھے آئے ان کے بعد جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور شہوات کی اتباع کی۔" (الایۃ)

نماز با جماعت کو ترک کرنے پر وعید

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کی جس طرح کہ روایت کیا گیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا

کہ میرے ایک ہاتھ میں اکیس دینار ہیں اور دوسرے ہاتھ میں چار ہیں۔ پس بیس دینار میرے ہاتھ سے گر پڑے اور چار سرخ ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تیرے ہاتھ سے جماعت کی فضیلت ساقط ہوئی جو کہ تجھ سے فوت ہو گئی۔ بہر حال چار وہ تو نے اپنے گھر میں پڑھیں لیکن وہ تجھ سے قبول نہیں کی گئیں۔ (زہرۃ الریاض)

نجات اور عدم نجات کا دارومدار نماز پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازوں کی حفاظت کی تو اس کیلئے قیامت کے دن وہ نور، برہان اور نجات کا ذریعہ بن گئیں اور جس شخص نے نمازوں کی حفاظت نہ کی تو اس کیلئے نور، برہان اور نجات نہیں ہو گی۔ (تمبین المحارم)

بدنصیب لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمیوں کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (۱) جس آدمی نے بغیر قرات کے اکیلے نماز پڑھی (۲) جو آدمی نماز پڑھے لیکن زکوۃ ادا نہ کرے (۳) ایک آدمی قوم کی امامت کرائے جب کہ وہ اسے ناپسند جانیں (۴) وہ آدمی جو بھاگا ہوا غلام ہو (۵) ہمیشہ شراب کا عادی انسان (۶) وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو (۷) وہ عورت جو بغیر دوپٹے کے نماز پڑھے (۸) امام جابر ظالم (۹) سود خور آدمی (۱۰) وہ آدمی کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے۔

نماز پڑھنے کے باوجود محرومی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس شخص کو نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے تو اس کی نماز اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذاب اور دوری کا سبب ہے۔

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب نماز تجھے بے حیائی سے نہ روکے تو تو حقیقت میں نماز پڑھنے والا ہی نہیں ہے اور قیامت کے دن تیری نماز تیرے منہ پر ماری جائے گی۔ سخت اور غلیظ ٹاٹ کی طرح۔ (مکاشفۃ القلوب)

سات آسمان اور ملائکہ کی عبادت

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں فرماتے ہیں جب معراج کی رات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا آپ نے پہلے آسمان پر فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے دیکھے جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا دوسرے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے رکوع کرتے دیکھا جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا وہ اپنے سروں کو بھی نہیں اٹھاتے تیسرے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو سجدہ کرتے دیکھا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا وہ اپنے سروں کو نہیں اٹھاتے مگر جس وقت ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا انہوں نے اپنوں سروں کو اٹھایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے دوبارہ سجدہ کیا اور یہ قیامت کے دن تک ہوگا۔ چوتھے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو تشہد کی حالت میں دیکھا پانچویں آسمان پر فرشتوں کو تسبیح کرتے ہوئے دیکھا۔ چھٹے آسمان پر فرشتوں کو تکبیر کہتے ہوئے اور کلمہ پڑھے ہوئے دیکھا۔ ساتویں آسمان پر آپ نے فرشتوں کو سلام پڑھتے ہوئے دیکھا جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ارادہ ہوا اور آپ نے خواہش فرمائی کہ آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے یہ ساری عبادات ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قصد اور اشتیاق کو جان لیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادات کو جمع فرمایا اور اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز فرمایا اور فرمایا کہ جس شخص نے پانچ نمازیں ادا کیں اس نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب حاصل کرلیا۔

(روضۃ العلماء)

نماز اور انیس چیزوں کا حصول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز رب کی رضا' انبیاء کی سنت' فرشتوں کی محبت' معرفت کا نور' ایمان کی اصل' دعا کے واجبات' اعمال کی قبولیت' مال میں برکت' دشمنوں کے خلاف اسلحہ' شیطان کی ناپسندیدگی' اپنے صاحب اور ملک الموت کے درمیان سفارشی' قیامت کے دن تک اپنے صاحب کی قبر کا چراغ' قیامت کے دن اس کے سر پر سایہ' اس کے سر پر تاج اس کے جسم پر لباس' جہنم اور اس کے درمیان پردہ۔ رب کے سامنے حجت' میزان میں بھاری' پل صراط سے گزرنے والی اور جنت کے لئے چابی ہے۔

پانچ شخصوں کیلئے وعید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب قیامت کا دن ہو گا جہنم سے حریش نامی ایک چیز نکلے گی۔ وہ بچھو کی اولاد میں سے ہے۔ اس کی لمبائی زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر اس کی چوڑائی مشرق سے لے کر مغرب تک۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے اے حریش! تو کہاں جاتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے؟ پس وہ کہے گا پانچ شخصوں کو۔ (۱) نماز کو چھوڑنے والا (۲) زکوۃ نہ دینے والا (۳) والدین کا نافرمان (۴) شراب پینے والا (۵) مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والا۔ پس اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وان المساجد للہ فلاتد عوا مع اللہ احداً) ''مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایک کو نہ پکارو۔'' اے اہل بصیرت عبرت حاصل کرو اور تم غافل لوگوں میں سے نہ ہو۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۹

توحید کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائماً باالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيمo ان الدين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ماجآء هم العلم بغياً م بينهم ومن يكفر بايات الله فان الله سريع الحسابo (آل عمران ۱۹-۱۸)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا۔ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا منکر ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

جلسہ نمبر۹

توحید کی فضیلت

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
(مولانا محمد علی جوہر رحمتہ اللہ علیہ)

آیت کی تفسیر

(شهد الله انه لا اله الا هو) ''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں'' اللہ تعالیٰ نے توحید پر دلالت کرنے والے دلائل ذکر کرکے اپنی واحدانیت کو بیان فرمایا نیز اس بارے آیات ناطقہ نازل فرمائیں۔

(والملائكة) ''اور فرشتے'' اقرار کرنے کے ساتھ۔

(واولوا العلم) ''اور علم والے'' ان پر ایمان لاکر اور اس پر دلائل قائم کرکے۔

(قائماً بالقسط) ''انصاف کو قائم کرنیوالے'' اس کی قسم اور اس کے حکم میں عدل کو قائم کرنے والے۔

نحوی تحقیق

قائماً بالقسط لفظ اللہ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کے سبب اس کو مفرد لانا جائز ہے اور جاء زید وعمرو راکبا کا ضابطہ جاری نہیں ہوگا۔ التباس نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ووھبنا له اسحق و يعقوب نافلة اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے بطور نافلہ۔

یا قائماً ...... الا هو میں ھو سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب اور اس میں جملہ کا

معنی عامل ہے۔ یعنی قائما کو مفرد ذکر کیا یا وہ زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ وہ حال موکد ہے یا مدح کی بنا پر یا منفی کی صفت ہونے کی وجہ سے اور اس میں کیلئے ضعف ہے اور وہ مشہود بہ میں درج ہے۔ جب تو اسے ضمیر سے حال یا صفت بنائے۔

القائم بالقسط میں القائم کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے۔ ھو ضمیر سے بدل ہونے کی وجہ سے یا خبر محذوف ہونے کی بنا پر۔

(لا الٰہ الا ھو) ''نہیں کوئی معبود مگر وہ ہی'' ان کلمات کا تکرار تاکید کی بنا پر ہے اور اس سے توحید کے دلائل کی معرفت میں زیادہ مشقت اٹھانے کیلئے ہے۔ حجت کے قائم ہو جانے کے بعد اس کا حکم دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فرمان (العزیز الحکیم) غالب حکمت والا کی بنیاد ہو۔

پس معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں صفتوں کے ساتھ موصوف ہے اس میں عزیز کو مقدم کیا گیا۔ کیونکہ اس کی قدرت کا علم اس حکمت کے علم پر مقدم ہے۔

العزیز الحکیم ضمیر سے بدل ہونے کی وجہ سے یا شھد کے فاعل کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔

اللہ کی وحدانیت کی گواہی

اس کی فضیلت میں روایت کیا گیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کی گواہی دینے والے کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا بے شک میرے اس بندے کیلئے میرے پاس ایک عہد ہے اور میں عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہوں میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ یہ بات علم اصول دین اور ان کے اہل کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(ان الدین عند اللہ الاسلام) ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے یہ ایک نیا جملہ ہے جو پہلے کیلئے تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ اسلام توحید اور جو شریعت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لے کر آئے اس کا نام ہے۔

(وما اختلف الذین اوتوا الکتاب) ''اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی'' یہود و نصاریٰ میں سے یا دین اسلام میں پہلی کتابوں والے لوگوں میں سے۔

پس ایک قوم نے کہا کہ بے شک وہ حق ہے اور ایک قوم نے یہ کہا کہ یہ صرف عرب کے ساتھ خاص ہے اور دوسروں نے اس کی مطلقاً نفی کی۔

توحید کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا نصاریٰ تین خداؤں کا کہنے لگے۔ جب کہ یہود نے کہا کہ حضرت عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی جنہوں نے اس کے بعد اختلاف کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ نصاریٰ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملے میں اختلاف کیا۔

(الامن بعد ماجاء ھم العلم) مگر یہ کہ ان کے پاس علم آ جانے کے بعد" یعنی جب انہوں نے معاملے کی حقیقت کو جان لیا یا انہوں نے دلائل اور آیات کے ذریعے علم حاصل کیا۔

(بغیاً بینھم) "ان کے درمیان سرکشی کرتے ہوئے" ان کے درمیان حسد کی وجہ سے اور ریاست کو طلب کرنے کیلئے تا کہ معاملے میں ان کو شبہ تھا یا کوئی معاملہ پوشیدہ تھا۔

(ومن یکفر بآیات اللہ فان اللہ سریع الحساب) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ ان لوگوں کیلئے وعید ہے۔ جنہوں نے کفر کیا۔ (قاضی بیضاوی)

درود شریف اور چار فرشتے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل، اسرافیل، عزرائیل اور میکائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط سے گزار دوں گا اور حضرت میکائیل نے عرض کیا میں اسے آپ کے حوض سے پانی پلاؤں گا اور حضرت اسرافیل نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا۔ میں اس وقت تک اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش نہ دے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں اس کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح کہ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو قبض کیا۔

ایک اور تفسیر

شھد کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور فیصلہ فرمایا اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ دلائل کے بیان کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وحدانیت کی معرفت تک پہنچنا ممکن ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اپنی وحدانیت کی معرفت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ (تنویر اللباب)

اللہ تعالیٰ کی شہادت کا معنی ہے خبردار کرنا اور آگاہ کرنا۔ ملائکہ اور مومنین کی شہادت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف اور اقرار کرنا۔

اولوالعلم کون؟

اولوالعلم کے بارے میں اختلاف ہے۔ (۱) اس سے مراد انبیاء کرام ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔ (۲) اس سے مراد رسول اللہ کے صحابہ کرام ہیں جو انصار و مہاجرین میں سے تھے۔ (۳) اس سے مراد تمام مومنین علماء مراد ہیں۔ (تفسیر الخازن)

بعض نے کہا کہ یہ آیت کریمہ علم کی فضیلت اور علماء کی شرافت پر دلیل ہے اس لئے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کرام سے زیادہ شرافت والا ہوتا تو علماء کے سوا اللہ تعالیٰ اس کے نام کو فرشتوں کے نام کے ساتھ ذکر فرماتا۔

شانِ نزول

اور بزازی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (ان الدین عنداللہ الاسلام) اس وقت نازل ہوا جب مشرکین نے اپنے ادیان پر فخر کیا اور ان میں سے ہر ایک فریق نے یہی کہا کہ ہمارا دین ہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو معبوث فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان ان الدین عند اللہ الاسلام کے ساتھ ان کو جھٹلا دیا جو دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے وہی دین حق ہے۔ (شیخ زادہ)

آیات قرآنیہ پڑھنے کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جب الحمد للہ رب العالمین۔ آیۃ الکرسی شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو اور قل اللھم مالک الملک..... الی قولہ بغیر حساب آیات نازل

ہوئیں۔ تو عرش کے ساتھ لٹک گئیں اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب کیا تو نے ہمیں ایسی قوم پر نازل کیا جو برے اعمال کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جو میرا بندہ ہر فرضی نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا میں اسے بخش دوں گا اسے جنت الفردوس میں ٹھہراؤں گا اور ہر دن میں اس کی طرف ستر دفعہ دیکھوں گا اور ان کی ستر حاجات پوری کروں گا۔ ان میں ادنی حاجت مغفرت ہے اور آپ نے یہ آیات پڑھی شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة و اولوالعلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔ پس فرمایا کہ میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ طبرانی کے لفظ اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک تو ہی غالب حکمت والا معبود ہے۔

آگ کا حرام ہونا

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو حرام کر دیا۔

(الدرمنشور للامام السیوطی)

درود شریف اور عجیب فرشتہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت ہے آقا نے ارشاد فرمایا جب مومن بندہ لا اله الا الله محمد رسول الله کہتا ہے تو اس کے منہ سے ایک سبز پرندے جیسا فرشتہ نکلتا ہے اس کے دو خوبصورت سفید پر ہیں جو موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے ہیں ان میں سے ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جب وہ ان دونوں کو پھیلائے تو وہ مشرق و مغرب سے آگے چلے جاتے ہیں پس وہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح ہے۔ اسے عرش کو اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عزت کے سامنے ٹھہر جا پس وہ کہے گا کہ میں اس وقت نہیں ٹھہروں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس درود کے پڑھنے والے کو بخش نہ دے پس اللہ تعالیٰ اسے ستر ہزار زبانیں عطا فرمائے گا پس وہ تمام زبانیں اپنے صاحب کے لئے قیامت کے دن تک مغفرت طلب کریں گی۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ فرشتہ آئے گا اور اپنے

صاحب کا ہاتھ پکڑے گا۔ اس کو پل صراط سے گزار کر وہ جنت میں داخل کرے گا۔
(روضۃ العلماء)

ذکر کی فضیلت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمان کی طرف بلند کیا گیا تو میں نے ایک نور کا شہر عرش کے نیچے نور کی زنجیروں کے ساتھ ہزار دنیا کے برابر لٹکا ہوا دیکھا اور اس کے ایک لاکھ مستقل دروازے ہیں ہر دروازے کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آراستہ ایک باغ ہے اور ہر باغ میں ایک نور کا محل ہے۔ ہر محل میں نور کا گھر ہے اور ہر گھر میں ستر نور کے حجرے ہیں اور ہر مکان میں ایک نور کا گھر ہے اور ہر باغیچے کیلئے چار سو دروازے ہیں ہر دروازے کے دو پاٹ ہیں ایک پاٹ سونے کا اور ایک پاٹ چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کے بچھونے ہیں اور ہر بچھونے پر حورعین میں سے ایک لونڈی ہے اگر ان میں سے ایک اپنی چھوٹی انگلی کو دنیا کی طرف ظاہر کرے تو اس کی چھوٹی انگلی کا نور سورج اور چاند کے نور پر غالب آ جائے پس میں نے کہا اے میرے رب کیا یہ کسی نبی کیلئے ہے یا صدیق کیلئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس قدر انعام ان لوگوں کیلئے ہے جو رات کے وقت اور دن کے اطراف میں ذکر کرنے والے ہیں اور ان کیلئے میرے نزدیک اس سے زیادہ ہے اور میں زیادہ وسعت والا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ انعام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن غمگین بیٹھے ہوئے تھے اس دوران آپ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا غم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دی۔

اول: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اپنے بندے کے مطابق ہوں اور اس کے گمان کے خلاف نہیں کرتا۔

دوم: جو شخص دنیا میں ایک دن کسی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے

دن رسوانہیں کرے گا۔

سوم: آپ کی امت پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ جب تک کہ وہ غرور نہ کرے۔

چہارم: جو شخص زمین کے بھرنے کے برابر گناہ لائے تو اس کے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد ان خطاؤں کو بخش دے گا۔

پنجم: زندہ لوگوں کی دعا کرنے کے سبب سے مردوں سے عذاب کو دور کر دیا جاتا ہے۔ (زہرۃ الریاض)

ایک اور تفسیر

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام کے پیدا کرنے سے چار ہزار سو سال پہلے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے رزقوں کو ارواح کے پیدا کرنے سے چار ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی ذات کیلئے گواہی دی۔ جس وقت کہ وہ تھا اس وقت نہ آسمان تھے نہ زمین تھی اور نہ خشکی وتری تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة واولوالعلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔**

(تفسیر الخازن)

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں بیت اللہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ پس جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو وہ تمام بت سجدہ میں گر گئے اور اس بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کیا۔ (ابو السعود)

بڑی شہادت

قلبی نے کہا شام کے علماء میں سے دو عالم مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ کو دیکھا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ شہر نبی آخرالزماں کے شہر کے مشابہ ہے۔ پس جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان دونوں نے حضور کو صفت نبوت سے پہچان لیا اور ان دونوں نے آپ سے کہا

کیا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور ان دونوں نے عرض کیا کیا آپ احمد ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں پس اگر آپ نے ہمیں اس کے بارے میں خبر دے دی تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں سوال کرو پس ان دونوں نے کہا کہ آپ ہمیں کتاب اللہ کی بڑی شہادت کے بارے میں خبر دیں پس اللہ تعالیٰ نے شهد الله الخ یہ آیت کریمہ نازل فرمائی پس انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ (ابو السعود)

قیامت کے دن تمام عبادات کا آنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقا نے فرمایا قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ تاکہ وہ اپنے صاحب کیلئے حجت بنیں اور اس کیلئے سفارش کریں پس نماز آئے گی اور کہے گی اے میرے رب میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تو خیر پر ہے صدقہ آئے گا وہ کہے گا اے میرے رب میں صدقہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تو خیر پر ہے روزہ آئے گا وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم خیر پر آئے پھر اسلام آئے گا۔ اسلام کہے گا کہ یا اللہ میں اسلام اور سلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو خیر پر ہے۔ میں تیرے سبب سے مواخذہ کروں گا اور تیرے سبب سے عطا کروں گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ اس لئے ہے کہ اسلام تمام عادات کو جمع کرنے والا ہے۔ (سنانیہ)

صدقہ اور دھوبی کی حفاظت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گزرے اور اس بستی میں ایک دھوبی تھا۔ بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ دھوبی پانی کو روک لیتا ہے اس پانی میں کتا ہے اور اسے خراب کر دیتا ہے۔ پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس کو وہیں لوٹا دے جہاں پر یہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ ایک سانپ کو بھیج جو اس کو زندہ نہ چھوڑے۔ دھوبی پانی کی طرف کپڑوں کے دھونے

کیلئے گیا اور اس کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب وہ دھوبی پانی کی جگہ میں ٹھہر گیا تو اس کے پاس ایک عابد آیا جو جبل میں عبادت کرتا تھا۔ اس نے سلام کیا اور کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو آپ مجھ کو کھلائیں یا پیش کریں تاکہ میں اس کی طرف دیکھوں اور اس کی خوشبو کو سونگھوں۔ میں نے فلاں فلاں وقت سے کوئی چیز نہیں کھائی۔ دھوبی نے اس عابد کو ایک روٹی دے دی عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش کر تیرے دل کو پاک کرے۔ دھوبی نے عابد کو دوسری روٹی دے دی۔ عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادے۔ دھوبی نے عابد کو تیسری روٹی دے دی اس عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے لئے جنت میں ایک محل تیار فرمائے۔

دھوبی بستی کی طرف واپس لوٹ گیا بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی۔ دھوبی تو واپس آ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے میرے طرف بلاؤ۔ لوگوں نے اسے بلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی تم مجھے بتاؤ آج تم نے کیا نیکی کی ہے تو دھوبی نے اپنے پانی' روٹیاں اور ان دعاؤں کا قصہ بیان کیا جو عابد نے دھوبی کیلئے کی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دھوبی سے فرمایا اپنے کپڑوں کی گٹھری لاؤ جب وہ لے کر آیا تو آپ نے اسے کھولا تو اس میں ایک بہت بڑا سیاہ سانپ موجود تھا جسے لوہے کی لگام لگی ہوئی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے سیاہ سانپ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کیا میں نے تجھے اس کے پاس نہیں بھیجا تھا؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں؟ لیکن ایک سائل پہاڑ کی جانب سے آیا اور اس نے کھانا طلب کیا اس دھوبی نے اسے کھانا کھلایا اس عابد نے اس کیلئے تین دعائیں کیں۔ جب کہ ایک فرشتے نے آمین کہا اللہ تعالیٰ نے میری طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے مجھے لوہے کی لگام پہنا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دھوبی نئے سرے سے عمل کرو پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

حکایت

حضرت ابراہیم واسطی رحمتہ اللہ تعالیٰ مقام عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ہاتھ میں سات کنکر تھے۔ آپ نے فرمایا اے کنکرو تم اس بات کی گواہی دینا جو میں کہتا ہوں۔ آپ نے کہا لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ یہ فرمانے کے بعد اس رات آپ سو گئے

آپ نے خواب میں دیکھا قیامت برپا ہو چکی۔ ان کا حساب کتاب ہوا اور ان کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا۔ تو وہ پتھر بھی جہنم کے دروازے کی طرف ان کے ساتھ چلے گئے ان کنکروں میں سے ایک کنکر نے اپنے آپ کو جہنم کے دروازے پر ڈال دیا عذاب کے فرشتے اسے اٹھانے کیلئے جمع ہوئے۔ لیکن اسے نہ اٹھا سکے پھر وہ ان کو جہنم کے دوسرے دروازے کی طرف لے گئے۔ تو ان سات کنکروں میں سے ایک کنکر اس دروازے پر گر پڑا فرشتے اسے اٹھانے پر بھی قادر نہ ہو سکے یہاں تک کہ فرشتے ان کو دوزخ کے ساتوں دروازوں پر لے گئے تو ہر ایک دروازے پر ان ساتوں کنکروں میں سے کوئی نہ کوئی کنکر ہوتا اور وہ سارے کنکر کہتے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اس نے لا الٰہ الا اللہ ان محمداً رسول اللہ کی گواہی دی ہے۔ پھر وہ فرشتے ان کو عرش کی طرف لے گئے پس رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا تو نے کنکروں کو گواہ بنایا تو انہوں تیرے حق کو ضائع نہ کیا۔ پس میں تیرے حق کو کیسے ضائع کروں گا اور میں تیری شہادت پر گواہ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں جنت میں داخل کر دو۔ پس جب وہ جنت کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنت کے دروازوں کو بند پایا۔ پس لا الٰہ الا اللہ کی شہادت آئی اور سارے دروازے کھل گئے پس وہ آدمی داخل ہو گیا۔ (کذافی المواعظ)

جلسہ نمبر ۱۰

توبہ کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: والذین اذا فعلوا فاحشة اوظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصرواعلی مافعلوا وهم یعلمون اولئک جزاء هم مغفرة من ربهم وجنات تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ونعم اجر العاملین○ (آل عمران ۱۳۶:۱۳۵)

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں۔ ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا اجر ہے۔

جلسہ نمبر ۱۰

توبہ کی فضیلت کے بیان میں

تفسیری نکات

(والذین اذا فعلوا فاحشة) ''اور وہ لوگ کہ جب انہوں نے کھلا گناہ کیا'' یعنی انتہائی قبیح فعل جس طرح کہ زنا ہے۔

(اوظلموا انفسھم) ''یا انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' بایں طور کہ انہوں نے گناہ کیا۔ جو بھی گناہ ہو اور کہا گیا کہ فاحشہ سے مراد کبیرہ گناہ ہے اور ظلم النفس سے صغیرہ گناہ مراد ہے اور شاید کہ الفاحشہ وہ برائی ہے کہ جو متعدی ہوتی ہے اور ظلم النفس وہ اس طرح کی برائی نہیں ہے۔

(ذکر وا اللہ) ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا'' یعنی اس کی وعیدوں یا اس کے حکم یا اس کے حق عظیم کو یاد کیا۔

(فاستغفروا لذنوبھم) '' پس انہوں نے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی'' ندامت اور توبہ کے ساتھ۔

(ومن یغفر الذنوب الا اللہ) اور گناہوں کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی بخشے گا۔ یہ استفہام نفی کے معنی میں ہے۔ جو کہ دو معطوفوں کے درمیان عارض ہے اور اس سے مقصود اس کی رحمت کی وسعت' عام مغفرت' مغفرت طلب کرنے پر ابھارنا اور توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ ہے۔

(ولم یصرواعلی مافعلوا) ''اور انہوں نے اپنے کیے پر اصرار نہیں کیا'' یعنی وہ اپنے گناہوں پر مغفرت طلب کرنے کے علاوہ قائم نہیں رہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے مغفرت طلب کی اس نے اصرار نہیں

کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ لوٹے۔

(وھم یعلمون) اور وہ جانتے ہیں یہ لم یصروا سے حال ہے یعنی وہ اپنے افعال کی قباحت کو جانتے ہوئے اس پر مصر نہیں۔

(اولئک جزاء ھم مغفرۃ من ربھم و جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا) ''ان لوگوں کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسی جنتیں ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ الذین کو اگر مبتدا مانا جائے تو یہ اس کی خبر ہے اگر اس کا عطف متقین الذین ینفقون پر ہو تو اپنے ماقبل کے لحاظ سے ایک نیا جملہ ہوگا...... اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنت صرف پرہیز گاروں اور توبہ کرنے والوں کیلئے ہے۔ یہ ان کے کیلئے جزا ہے اور اس میں مصر لوگ داخل نہیں ہوں گے۔ جس طرح دوزخ کے تیار کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صرف کافروں کیلئے ہے۔ یہ انہی کی جزا ہے اور ان کے علاوہ دوزخ میں اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

اور بہشت۔ (ونعم اجر العاملین) اور عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے اس لئے کہ اپنی کوتاہیوں کا تدارک کرنے والا عمل کرنے والے کی طرح ہے۔ ان بعض چیزوں کے حاصل ہونے کی وجہ سے جو اس سے فوت ہوئیں اور کتنے ہی تدارک کرنے والے احسان کرنے والے۔ محبوب اور اجر پانے والے ہیں اور شاید جزا کے لفظ کو اجر کے ساتھ اس نکتہ کی وجہ سے تبدیل کیا گیا ہو مخصوص با محذوف ہے۔ مقدر عبارت یوں ہے ونعم اجر العاملین ذلک یعنی المغفرۃ و الجنات اور عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے یہ یعنی مغفرت (قاضی بیضاوی)

درود کی برکات

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ مگر یہ کہ ان پر حسرت ہوتی ہے اس بات پر کہ وہ ثواب حاصل کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے۔

حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی نے بعض اہل علم سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی مجلس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کی بدولت اس کو اس مجلس میں آنے والوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ (شفا شریف)

صاحب کشاف کا موقف

یہ آیت کریمہ ایک کھجور بیچنے والے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک عورت اس سے کھجوریں خریدنے کیلئے آئی تو وہ اس عورت کو دکان کے اندر لے گیا اور اس کا بوسہ لیا پھر اس سے جو گناہ سرزد ہوا اس کے بارے میں وہ پریشان ہوا اور زنا وغیرہ کی وجہ سے اس سے جو کبیرہ گناہ سرزد ہوا اس کی توبہ طلب کی۔

والذین کا عطف لفظ متقین پر ہے۔ یعنی وہ (جنت) متقین اور توبہ کرنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے اور اولئک سے ان دونوں فریقوں کی طرف اشارہ ہے نیز والذین کو مبتداء اور اولئک کو خبر بنانا بھی جائز ہے۔ (تفسیر کشاف)

فاستغفروا...... اس میں بندوں کے نفوس کو خوش کرنا نیز توبہ کرنے کی رغبت دینا اور چست کرنا ہے توبہ پر ابھارنا اور مایوسی سے بچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلانا ہے اور گناہ اگرچہ بڑھ جائیں لیکن اس کا معاف کرنا اجل اور اس کا کرم عظیم ہے۔ (تفسیر کشاف)

لذنوبھم...... یعنی ان کے گناہوں کی وجہ سے پس انہوں نے ان (گناہوں) سے توبہ کی اور گناہوں ک اکھیڑ ڈالا۔ ساتھ ہی وہ یہ عزم کرنے والے ہیں کہ وہ آئندہ اس کی طرف نہیں لوٹیں گے اور یہ توبہ کے مقبول ہونے کی شرائط ہیں۔ (تفسیر الخازن)

وھم یعلمون...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ جانتے ہیں کہ گنا معصیت ہے اور کہا گیا کہ وہ اس بات کو جانتے ہیں گناہ پر اصرار کرنا نقصان دہ ہے...... اور کہا گیا وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے بخشنے کا مالک ہے کہ بے شک ان کا رب گناہوں کو بخش دے گا نیز یہ بھی کہا گیا وہ جانتے ہیں گناہ اگرچہ زیادہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا معاف فرما دینا اس سے عظیم ہے اور کہا گیا وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے مغفرت طلب کی تو انہیں بخش دیا جائے گا۔ (تفسیر اللباب)

توبہ کا وقت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی روح حلق میں نہ رک جائے۔ (من المصابیح)

توبہ قبول نہ ہونے کا وقت

الغرغرۃ کا معنی ہے روح کا حلق میں متردد ہونا مطلب یہ ہے کہ گنہگار کی توبہ قبول ہے جب تک کہ روح حلق تک نہ پہنچ جائے اس لئے کہ غرغرہ کے وقت یہ بات معین ہو جاتی ہے کہ رحمت کی طرف متوجہ نہیں ہوا یا وہ بختی کی وجہ سے محروم رہا تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا اسے وہ توبہ نفع بھی نہیں دے گی اور نہ ہی اس کا ایمان ہے اس لئے کہ توبہ کی شرائط میں سے یہ ہے کہ گناہ کے چھوڑنے پر مکمل عزم کرنا اور دوبارہ اس کی طرف لوٹنا نہیں یہ تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جب توبہ کرنیوالے کیلئے ممکن ہو اور یہ اس سے متحقق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ اس پر قادر نہیں۔ (مجالس الرومی)

توبہ اور بخشش

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش کے اردگرد لکھا ہوا تھا جس شخص نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا تو میں ان کو بخشنے والا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

آپ کی رحمت کے کیا کہنے

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کیا گیا وہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پس عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی امت میں سے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل لمبی امید اور غفلت کی کثرت کی وجہ سے میری امت کیلئے ایک سال زیادہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے پھر دوبارہ لوٹ آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کر لی۔ تو اس کی توبہ قبول ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میری امت کیلئے ایک مہینہ زیادہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے جا کر پھر حاضر ہوئے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب فرماتا ہے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک دن پہلے توبہ

کی اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جرائیل علیہ السلام میری امت کیلئے ایک دن زیادہ ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام چلے گئے اور پھر حاضر ہوئے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے اپنے مرنے سے ایک گھڑی پہلے توبہ کی۔ اس کی توبہ قبول ہو گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جرائیل میری امت کیلئے ایک گھڑی بھی زیادہ ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے پھر حاضر ہوئے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سلام فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ جس شخص نے اپنی تمام زندگی گناہوں میں گزار دی اور وہ ان گناہوں سے اپنے مرنے سے پہلے ایک سال' ماہ' دن اور ساعت تک واپس نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس کی روح حلقوم تک پہنچ گئی اس کیلئے زبان سے بولنا اور معذرت کرنا ممکن نہ ہو اور وہ اپنے دل میں نادم ہوا۔ تو تحقیق میں نے اسے بخش دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

دل میں توبہ اور بخشش

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے پاس گیا اس پر نزع کی حالت طاری تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اس نے اپنی زبان سے کوئی عمل نہ کیا اور اس نے آسمان کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کو گھمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مریض نے اپنی زبان سے توبہ نہ کی۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور دل سے شرمندہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو! بے شک میرا بندہ زبان سے توبہ کرنے سے عاجز ہوا اور وہ اپنے دل میں نادم ہوا تو میں اس کی توبہ اور دلی ندامت کو ضائع نہیں کروں گا۔ تم گواہ ہو جاؤ بے شک میں نے اسے بخش دیا۔ درۃ المجالس)

اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں ارشاد فرمایا (وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المومنون لعلکم تفلحون) ''اے مومنو! تم سارے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

توبہ کی چار نشانیاں

بعض حکماء نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اول: وہ اپنی زبان کو فضول باتوں، غیبت، چغل خوری اور جھوٹ سے روکتا ہے۔
ثانی: وہ لوگوں میں سے کسی ایک کیلئے بھی اپنے دل میں حسد اور دشمنی نہیں رکھتا۔
ثالث: وہ برے ساتھیوں کو چھوڑ کر ان میں سے کسی کو دوست نہیں بناتا۔
رابع: وہ موت کیلئے تیار، گناہ پر نادم، سابقہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنیوالا اور اپنے رب کی عبادت کرنے میں کوشش کرنے والا ہوتا ہے۔

قرآنی حکم

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا (یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً) ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو، یعنی توبہ میں سچے ہو اور کہا گیا توبہ میں تم خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔

توبۃ النصوح

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی برے عمل سے توبہ کرے اور اس میں ہمیشہ کیلئے نہ لوٹے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً کے بارے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا توبۃ نصوح دل سے۔ مغفرت طلب کرنا زبان سے اور دل اس کی طرف ہمیشہ کیلئے نہ لوٹے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا زبان سے مغفرت طلب کرنے والا اور گناہ پر اصرار کرنیوالا ایسے ہے جیسے کوئی اپنے رب سے استہزاء کر رہا ہو۔ (روضۃ العلماء)

شیطان کا رونا

حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ شیطان اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو وہ رویا۔ (تفسیر اللباب)

شیطان کی ہلاکت

حضرت ابوبکر سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر لا الٰہ الا اللہ اور استغفار لازم ہے ان دونوں کا تم کثرت سے ذکر کرو کیونکہ ابلیس لعنتی نے کہا میں

نے لوگوں کو گناہ اور معاصی سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے ان میں یہ بات دیکھی۔ تو میں نے ان کو خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا اور وہ اس گمان میں ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ (درمنثور)

طلب مغفرت اور نجات

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت ہے آپ نے فرمایا شیطان نے کہا کہ اے میرے رب تیری عزت کی قسم میں ہمیشہ اولاد آدم کو گمراہ کروں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم اے لعنتی۔ جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا۔

شیطان اور اس کا لشکر

حضرت عطا بن خالد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون) ''اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اس چیز پر اصرار نہیں کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں'' نازل ہوا تو لعنتی شیطان اپنے لشکروں سمیت چلایا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال لی اور ہلاکت کی دعا کی یہاں تک کہ بحر و بر کے لشکری اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار آپ کو کیا ہوا۔ اس نے کہا کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت نازل ہو چکی جس کے بعد اولاد آدم گناہوں پر اصرار نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا وہ کونسی آیت ہے تو شیطان نے ان کو اس آیت کے بارے میں خبر دی تو ان لشکریوں نے کہا کہ ہم ان کیلئے خواہشات کے دروازے کھول دیں گے نہ تو وہ توبہ کریں گے نہ ہی مغفرت طلب کریں گے اور ساتھ وہ یہ بھی سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں اس بات سے شیطان راضی ہو گیا۔ (درمنثور)

زمین و آسمان کے برابر گناہ اور بخشش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان تو نے مجھ سے دعا کی اور مجھ سے امید رکھی تو میں نے تیرے وہ سب گناہ بخش دیئے جو تجھ سے ہو چکے تھے اور مجھے پرواہ نہیں اے انسان اگر تیرے گناہ آسمان کی

بلندی کے برابر ہو جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ اے انسان اگر تو زمین کے برابر گناہ لائے پھر تو میری بارگاہ میں اس طرح حاضر ہو کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا کروں گا۔ (اخرجہ الترمذی)

غموں سے نجات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغفرت طلب کرنے کو لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر تنگی کی جگہ سے ایک نکلنے کی جگہ بنائے گا اور ہر غم سے چھٹکارا اور رزق اسے اس جگہ سے ملے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہو گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر دفعہ توبہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا اور توبہ کرتا ہوں۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ میں ایک دن میں اس کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

بہترین خطا کار

ایک اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان خطا کار ہے بہترین خطا کار توبہ کرنیوالے ہیں۔

جلدی توبہ کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب توبہ کرنے والے ہلاک ہوں گے اور مسوف اس شخص کو کہتے ہیں جو کہے کہ میں عنقریب توبہ کرلوں گا۔ حالانکہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے معاملے کی بنا بقا پر رکھتا ہے جو کہ اس کے سپرد نہیں ہے۔ شاید کہ وہ باقی نہ رہے اگر وہ باقی بھی رہے تو جس طرح وہ آج گناہوں کے ترک کرنے پر قادر نہیں۔ تو کل بھی وہ گناہ کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہو گا کیونکہ فی الحال اس کا گناہ کے کام کو ترک نہ کرنا غلبہ شہوت کی وجہ سے ہے۔ تو یہ شہوت کل بھی اس سے جدا نہیں ہو گی' بلکہ دوگنی ہو گی اور اعادہ

کرنے سے مزید پختہ ہوگی، پس جو شہوت انسان اعادہ کرنے کے ساتھ پختہ کرے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اسے موکد نہیں کیا گیا۔

امتی زیادہ توبہ کرنے کے لائق ہے

اے اہل مجلس اور اے اہل انصاف تم اس بات پر غور کرو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغفرت طلب کرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں تمام کے گناہ بخش دیئے۔ پس جس شخص کا حال ظاہر نہ ہو کہ اس کی بخشش ہوگی یا نہیں تو وہ کیسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کرے اور ہمیشہ اپنی زبان کو مغفرت طلب کرنے میں نہ رکھے اور وہ کیسے اپنے بخشنے والے مالک کا ذکر نہ کرے حالانکہ وہی ذات اس کو دوزخ کے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

(یہ مجالس الابرار کا خلاصہ ہے)

سزا میں جلدی اور تاخیر

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے جلدی دنیا میں سزا دیتا ہے اگر وہ ذات کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرمائے تو وہ اسے گناہ پر ٹھہراؤ دیتا ہے۔ تاکہ وہ قیامت کے دن اس سے پورا بدلہ لے۔

جلسہ نمبر ۱۱

رجب المرجب کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموا ت والارض اعدت للمتقین٥ (آل عمران ۱۳۳)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آ جائیں پرہیز گاروں کیلئے تیار کر رکھی ہے۔

جلسہ نمبر ۱۱

رجب المرجب کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(وسارعوا) ''اور تم جلدی کرو'' یعنی تم دوڑو اور آؤ۔

(الی مغفرۃ من ربکم) ''اپنے رب کی مغفرت کی طرف'' یعنی ایسی چیز کی طرف جس کے سبب سے تم جنت کے مستحق بن جاؤ۔ جس طرح کہ اسلام' توبہ اور اخلاص ہے۔

(وجنۃ عرضھا السموات والارض) ''اور جنت کہ اس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔'' یعنی جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین کا ذکر فرمایا مثال کے طور پر کشادگی میں اس کا وصف بیان کرتے ہوئے اس لئے کہ وہ لمبائی کے علاوہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کی طرح اگرچہ ان میں سے بعض بعض تک پہنچتے ہیں۔

(اعدت للمتقین) ''جو پرہیزگار لوگوں کیلئے تیار کی گئی'' یعنی اس کو ان کے لئے بنایا گیا اس فرمان میں یہ دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے جو کہ اس جہان سے خارج ہے۔ (قاضی بیضاوی)

(وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم) ''یعنی تم ایسے اعمال کی طرف بڑھو اور سبقت کرو جو کہ بخشش کو واجب کر دیں۔''

کون سے امور پیش قدمی کے لائق ہیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے اسلام کی طرف پیش قدمی کرنا مراد ہے اور انہی سے ایک قول توبہ کا بھی روایت کیا گیا ہے۔ جب کہ حضرت

علی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ادائے فرائض کی طرف آنا مراد سمجھتے ہیں اور حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اس سے ہجرت کی طرف سبقت کرنا مراد ہے حضرت ضحاک نے جہاد کی طرف اور حضرت مقاتل نے نیک اعمال کی طرف آنے کا قول کیا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تکبیر اولیٰ کا قول روایت کیا گیا۔

(وجنة) یعنی جنت کی طرف۔

(عرضها السموات والارض) یعنی جنت کا عرض زمین و آسمان کے عرض کے برابر ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں ارشاد فرمایا (وجنة عرضها كعرض اسماء والارض) یعنی اس کی کشادگی اور عرض (چوڑائی) کو بطور مبالغہ خاص کیا گیا کیونکہ ہر ایک چیز کا طول اس کے عرض سے اکثر طور پر زیادہ ہوتا ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ یہ تو اس کے عرض کی صفت ہے تو اس کا طول کیسا ہوگا۔

زہری نے کہا کہ اس کے عرض کی صفت تو یہ ہے جب کہ اسکے طول کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ مثال سمجھانے کیلئے ہے نہ کہ حقیقتاً اس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے نہ اس کے علاوہ کوئی معنی ہے کہ تمہارے گمان کے مطابق ساتوں زمین و آسمان کے برابر اس کا عرض ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(خالدين فيها مادامت السموات والارض) کہ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان ہیں۔ یعنی تمہارے گمان کے مطابق ورنہ وہ تو دونوں فنا ہونے والے ہیں۔

جنت کہاں؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں تو آپ نے فرمایا کہ کونسا آسمان اور زمین وسعت میں جنت کے برابر ہو سکتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا وہ ہے کہاں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جنت عرش کے نیچے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جب کہ دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

(معالم التنزیل)

درود پڑھنے والا جنتی ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر درود وسلام پڑھے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور جس کیلئے فرشتے دعائے مغفرت کریں وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔

تکبیر اولیٰ کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پالے تو وہ اس کیلئے ہزار حج اور عمرے سے بہتر ہے اور اس کیلئے احد پہاڑ کے برابر مساکین پر صدقہ کرنے کا اجر ہے اور اس شخص کیلئے ہر رکعت کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے دوزخ اور منافقت سے بری لکھ دیتا ہے وہ دنیا سے نکلنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا اور وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ تکبیر اولیٰ کی حد کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ امام فاتحہ سے فارغ ہو جائے۔ بعض نے کہا کہ امام قرات کی ابتداء کرے اکثر مفسرین کا پہلا قول ہے۔ (مجالس الانوار)

رجب کی پہلی رات میں عبادت کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رجب شریف کی پہلی رات کو زندہ کیا (یعنی اس میں عبادت کی) تو جب سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔ اس کا دل نہیں مرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سر پر خیر و برکت کو نازل فرمائے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو اور وہ ایسے ستر ہزار گنہگاروں کی سفارش کرے گا جن کیلئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ مولانا تاج العارفین کی کتاب لب الالباب میں اسی طرح ہے۔

(اعرجیہ)

بیس رکعتوں کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس شخص نے رجب اصب کی کسی رات نماز

مغرب کے بعد اس طرح بیس رکعتیں پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ شریف اور سورۂ اخلاص پڑھی اور دس سلام پھیرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گھر والوں کو اور اس کے عیال کو دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب میں روزہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خبردار! رجب شریف اللہ تعالیٰ کا شہر اصم ہے جس شخص نے اس میں ایک دن ثواب سمجھتے ہوئے اور ایمان کی حالت میں روزہ رکھا بڑائی والے اللہ تعالیٰ کی رضا اس کیلئے واجب ہو جائے گی۔

جس شخص نے اس بابرکت مہینہ میں دو دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بندہ کی جتنی عزت و کرامت ہے اس کا وصف زمین و آسمان کے تعریف کرنیوالے بیان نہیں کر سکتے۔

جس شخص نے اس مہینہ میں تین دن روزے رکھے تو وہ دجال کے فتنے برص، کوڑھ، پاگل پن، آخرت کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سے امن میں رہے گا۔

جس شخص نے اس ماہ کے سات روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

جس شخص نے اس مہینہ میں آٹھ دن روزے رکھے تو اس کیلئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

جس شخص نے دس دن روزے رکھ لئے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا خداوند کریم اسے عطا فرما دے گا۔

جس شخص نے پندرہ دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ سارے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا نیز اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے اجر بڑھا دے۔ (زبدۃ الواعظین)

عجیب نہر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے معراج کی رات ایک ایسی نہر دیکھی جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور

کستوری سے زیادہ خوشبودار۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ نہر کس شخص کیلئے ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس آدمی کیلئے جو رجب شریف میں آپ کی ذات پر درود و سلام پڑھے۔

حضور کی امت کیلئے فرشتوں کی آہ وزاری

حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پہاڑ قاف کے پیچھے ایک سفید زمین ہے۔ اس کی مٹی چاندی کی طرح اس کی کشادگی سات دنیا کی مثل جو کہ فرشتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اگر ایک سوئی بھی گر جائے تو وہ بھی انہی پر گرے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایسا جھنڈا ہے جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے تو وہ سارے فرشتے رجب شریف کے ہر جمعہ والے دن قاف پہاڑ کے اردگرد جمع ہوتے ہیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی سلامتی کیلئے آہ وزاری کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما اور ان کو عذاب نہ دے۔ وہ صبح تک مغفرت طلب کرتے اور آہ وزاری کرتے رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں نے ان کو بخش دیا۔ (مجالس الابرار)

لفظ رجب کے فیوض و برکات

کہا گیا کہ رجب میں تین حرف ہیں اس کی راء اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اس کی جیم بندے کے جرم پر اور اس کی باء اللہ تعالیٰ کے بر یعنی احسان پر دلالت کرتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں نے تیرے جرم اور تیری جنایت کو اپنے احسان اور رحمت کے درمیان کر دیا اور اب رجب شریف کی حرمت کے پیش نظر کوئی جنایت نہیں رہی۔ (مجالس الانوار)

ماہ رجب ماہ اصم ہے

اور کہا گیا کہ جب رجب کا مہینہ گزر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے مہینے کیا لوگوں نے تیرے ساتھ محبت کی اور تیری تعظیم کی؟ تو وہ خاموش ہو جاتا ہے اور کوئی کلام نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دوسری اور تیسری مرتبہ سوال کرتا ہے پھر رجب عرض کرتا ہے اے میرے رب تو عیوب کو چھپانے والا

ہے اور تو نے اپنی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کو چھپائیں اور تو نے میرا نام اصم (بہرہ) قاصد رکھا ہے۔ میں نے لوگوں کی فرمانبرداری کو سنا۔ لیکن ان کے گناہوں کو نہ سنا اس وجہ سے میرا نام اصم (بہرہ) رکھا گیا پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تو میرا معیوب مہینہ ہے اور میرے بندے معیوب ہیں تو میں نے تیری حرمت کے پیش نظر ان معیوب لوگوں کو قبول کیا جس طرح کہ میں نے تجھے قبول کیا حالانکہ تو معیوب ہے تیرے اندر میں ایک ندامت کے ساتھ انکو بخش دوں گا اور تیرے اندر ہونے والے ہم ان کے گناہ نہیں لکھیں گے۔ (اعرجیہ)

اور کہا گیا کہ اسے اصم اس وجہ سے کہا گیا کیونکہ کراماً کاتبین تمام مہینوں میں نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں جب کہ اس ماہ مقدس میں وہ صرف نیکیاں لکھتے ہیں اور اس میں برائیاں نہیں لکھتے وہ اس میں کوئی برائی سنتے ہی نہیں کہ جس کو لکھا جائے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

رجب اللہ کا مہینہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب اللہ کا شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

روزے کم، ثواب زیادہ

ابو محمد خلال نے رجب شریف کے فضائل کے بارے میں ایک روایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی آپ نے فرمایا رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سالوں کا کفارہ ہے دوسرے دن کا روزہ دو سالوں کا کفارہ جب کہ تیسرے دن کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کا کفارہ ہے جس طرح کہ جامع صغیر میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے رمضان کے بعد صرف رجب اور شعبان کے روزے رکھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حدیث نقل کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے تو جو شخص رجب شریف میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔ (اعرجیہ)

رجب کی وجہ تسمیہ

اور اس مہینہ کا نام رجب اس لئے رکھا گیا کہ عرب لوگ اس میں رجبی کرتے یعنی اس کی تعظیم کرتے تھے تو رجبت الشئی اس وقت کہے گا جب تو اس کی تعظیم کرے۔

اور عرب لوگوں کے تعظیم کرنے سے ایک یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کے خادم اس پورے مہینہ میں خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں جب کہ باقی تمام مہینوں میں وہ صرف سوموار، جمعرات کو دروازہ کھولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ رجب اللہ کا مہینہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور بندے اللہ تعالیٰ کے بندے۔ تو اللہ تعالیٰ کے مہینے میں اللہ کے گھر سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو منع نہیں کیا جائے گا۔ (اعرجیہ)

حکایت

بیت المقدس میں ایک عبادت گزار عورت رہتی تھی۔ جب رجب شریف کا مہینہ آتا تو وہ ہر روز اس مہینہ کی تعظیم کے لئے بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتی۔ ریشم کے لباس کو اتار دیتی اور ٹاٹ کا لباس پہن لیتی۔ وہ رجب کے مہینہ میں بیمار ہوگئی اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ اسے ٹاٹ کے لباس کے ساتھ دفن کردے اس کے بیٹے نے لوگوں کو دکھانے کیلئے اپنی ماں کو اعلیٰ کپڑوں میں کفن دیا اس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے تو نے میری وصیت پر کیوں عمل نہ کیا میں تجھ سے خوش نہیں ہوں وہ پریشان ہو کر اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اپنی والدہ کی قبر کو کھولا اس نے قبر میں اپنی ماں کو نہ پایا وہ حیران ہوا اور سخت رویا اس دوران اس نے ایک آواز سنی ندا دینے والا کہنے لگا کیا تو نہیں جانتا کہ جو شخص ہمارے مہینہ رجب المرجب کی تعظیم کرے تو ہم قبر میں اس کو اکیلے نہیں چھوڑتے۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب کا روزہ اور بخشش

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا جب رجب شریف کی پہلی جمعرات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان کے سارے فرشتے کعبۃ اللہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ پس وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے

رب ہماری حاجت یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کی بخشش فرما جو رجب شریف میں روزہ رکھے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

قیامت کے دن کی سیرابی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔قیامت کے دن انبیاء کرام اور ان کے اہل اور رجب' شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے والوں کے علاوہ سارے لوگ بھوکے ہوں گے۔ وہ سیر ہوں گے نہ تو ان کو بھوک ہوگی اور نہ ہی پیاس ہوگی۔ (زبدۃ الواعظین)

رجبی کرنیوالوں کی فضیلت

خبر میں روایت کیا گیا جب قیامت کا دن ہوگا تو نداء دینے والا ندا دے گا رجبی کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ پس ایک نور نکلے گا یہ نور حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کے پیچھے ہوگا اور رجبی کرنے والے ان کے پیچھے ہوں گے پھر وہ پل صراط سے بجلی کے چھکنے کی طرح گزریں گے پھر وہ پل صراط سے صحیح سلامت گزر جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے رجبی کرنے والو تم آج اپنے سروں کو اٹھا لو تم نے میرے مہینے میں دنیا کے اندر سجدوں کو پورا کر لیا اب تم اپنے ٹھکانے کی طرف چلے جاؤ۔ (رونق المجالس)

حکایت

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھے ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو حضور وہاں ٹھہر گئے اور بہت روئے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا اے ثوبان ان لوگوں کو اپنی اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا میں نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب ہلکا کر دیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے ثوبان اگر یہ لوگ رجب میں ایک دن روزہ رکھتے اور ایک رات میں نہ سوتے تو ان کے قبروں میں عذاب نہ دیا جاتا۔ پس حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں رجب میں ایک دن روزہ رکھو اور ایک رات میں قیام

کروں تو قبر کا عذاب روک دیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثوبان! مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا جس مسلمان مرد اور عورت نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے رجب المرجب کا روزہ رکھا اور ایک رات میں قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک ایسے سال کی عبادت کا ثواب لکھ دے گا جس میں اس نے دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا۔ (زبدۃ الواعظین)

رجب میں روزہ کا استحباب اور مخصوص نماز کا نہ ہونا

ماوردی نے اقناع میں فرمایا رجب المرجب اور شعبان المعظم کا روزہ رکھنا مستحب ہے اس میں کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں جو اس کے ساتھ ہی خاص ہو۔ تو اس بنا پر مناسب ہے کہ جس شخص کو دیانت اور عقل حاصل ہو تو وہ اس زمانے میں جو کچھ لوگ کرتے ہیں اس کی طرف توجہ نہ کرے دارالاسلام میں اس کی شہرت کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے رجب شریف کے پہلے جمعہ کی رات میں صلوٰۃ الدغائب کے بارے میں بڑے شہروں میں اس کے کثرت سے وقوع کی وجہ سے فریب میں نہ آئے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو نئے امور سے بچاؤ۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بری بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا کام دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام برے کام محدثات (نئی بات) ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں اس کے بدعت اور گمراہی ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ محدثات میں سے ہے کیونکہ یہ امور صحابہ کرام' تابعین اور آئمہ مجتہدین کے زمانے میں نہیں تھے۔ بلکہ یہ ہجرت نبویہ کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے اسی وجہ سے متقدمین انہیں نہیں پہچانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس بارے میں کلام کیا۔ جب کہ متاخرین علماء نے اس کی مذمت کی اور انہوں نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ بدعت قبیحہ ہے جو کہ منکرات (بری باتوں) پر مشتمل ہے پس اے مخاطب! تو اس کو چھوڑ دے اور فرمانبرداری کو مضبوطی سے تھام لے تا کہ تو بلند بہشت اور بلند و بالا درجات اور مراتب حاصل کر سکے۔ (مجلس رومی)

رسول اللہ کی مخالفت عذاب کا باعث ہے

جس طرح کہ صاحب مجمع البحرین نے اپنی شرح میں فرمایا کہ ایک آدمی نے میدان

میں عید سے پہلے نماز عید پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو منع فرمایا تو آدمی نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دیتا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ اس فعل پر ثواب نہیں دیتا۔ جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ کریں اور اس کی رغبت نہ دلائیں تو تیری نماز عبث (بیکار) ہوگی اور عبث حرام ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے عذاب دے جو کچھ میں نے تحریر کیا تو اس کو لے لے اور مشتبھین میں سے نہ ہو۔ (مجالس رومی ملخصاً)

حوروں کے جسم کی بناوٹ

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حوروں کے چہروں کے چار رنگ بنائے۔ (۱) سفید (۲) سبز (۳) پیلا (۴) سرخ اور ان کے بدن (جسم) کو زعفران مشک (کستوری)' عنبر کافور سے پیدا فرمایا اور ان کے بال قرنفل سے پیدا کئے...... ان کی پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنے تک پاکیزہ زعفران سے ان کے گھٹنے سے لکر ناف تک مسک (کستوری) سے ناف سے لے کر گردن تک عنبر سے اور گردن سے لے کر سر تک کافور سے پیدا کیا۔ اگر ایک حور دنیا میں اپنی تھوک پھینک دے تو ہر طرف کستوری کی خوشبو پھیل جائے...... ہر حور کے سینے میں اس کے خاوند کا نام اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ ہے اس کے دونوں ہاتھوں میں سے ہر ایک ہاتھ دس سونے کے کنگن ہیں اور اس کی انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہیں اور اس کے پاؤں میں جواہر اور موتیوں کی پازیبیں ہیں۔ (دقائق الاخبار)

عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ ہ (النساء ۳۴)

ترجمہ: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں۔ خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔

جلسہ نمبر۱۲

عورتوں پر مردوں کی فضیلت کے بیان میں

آیت کی تفسیر

(الرجال قوامون علی النساء) ''مرد عورتوں پر قوی ہیں'' مردوں کو عورتوں پر اسی طرح برتری حاصل ہے۔ جس طرح کہ حاکم کو اپنی رعایا پر اور اس کا سبب دو امر ہیں ایک وھبی اور دوسرا کسبی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(بما فضل اللہ بعضھم علی بعض) ''اس چیز کے سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔'' مردوں کی عورتوں پر فضیلت کا سبب کمال عقل، حسن معاملہ شعائر کو قائم کرنا۔ فیصلہ کے مجمع میں گواہی دینا' جہاد اور جمعہ کا واجب ہونا اور ان دونوں چیزوں کی مثل عصبہ ہونے کی وجہ سے میراث میں زیادہ حصہ ملنے کی وجہ سے اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہونے کی وجہ سے ہے۔

(وبما انفقوا من اموالھم) ''اور اس چیز کی وجہ سے جو وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' ان کے نکاح کے بارے میں جس طرح حق مہر اور نان ونفقہ ہے۔

شانِ نزول

روایت کیا گیا کہ حضرت سعد بن ربیع جو کہ اشراف انصار میں سے ایک تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی حبیبہ بنت زید بن زھیر نے جھگڑا کیا تو حضرت سعید نے اسے ایک تھپڑ مار دیا تو حبیبہ کا باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے قصاص لے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ایک امر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے

بھی ایک امر کا ارادہ فرمایا اور جس امر کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا وہ خیر ہے۔
(فالصالحات قانتات) ''پس نیک عورتیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی اور اپنے خاوندوں کے حقوق کو پورا کرنے والی ہیں۔
(حافظات للغیب) ''جو غیب میں نگہبانی کرنے والی ہیں'' غیب میں جن کی حفاظت واجب ہے یعنی وہ خاوند کی عدم موجودگی میں اس چیز کی حفاظت کرتی ہیں۔ جن کی حفاظت کرنا ان کیلئے واجب ہے۔ یعنی وہ اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔
(بما حفظ اللہ) ''اس چیز کے ساتھ کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی ایسے امر کے ساتھ غیب کی حفاظت پر وعدہ اور وعید پر ابھارنے کے ساتھ اور اس کی توفیق کے ساتھ یا اس چیز کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جو مہر اور نفقہ اور قیام واجب کر کے ان کی حفاظت فرمائی اور گناہ سے ان کو محفوظ فرمایا۔
بما حفظ اللہ میں لفظ اللہ کو منصوب پڑھا گیا ہے اس بنا پر کہ شروع موصولہ ہے۔ پس اگر وہ ما مصدریہ ہوتو یہ حفظ کا فاعل نہیں ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ اس امر کے ساتھ کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا حق یا اس کی اطاعت محفوظ ہوئی اور وہ مردوں پر مہربانی اور شفقت ہے۔ (قاضی بیضاوی)

دوسری روایت

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی محمد بن مسلمہ کی بیٹی کو طمانچہ مارا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی حضور نے بدلہ لینے کا حکم فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی وقت یہ آیت لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (الرجال قوامون علی النساء) یعنی مرد عورتوں کے معاملات اور ان کو ادب سکھانے میں تسلط رکھنے والے ہیں۔ (ابو اللیث)

دعا سے پہلے اور بعد میں درود

فضیل ابن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی اس نے کہا یا اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی۔ جب

تو نماز پڑھ لے تو بیٹھ جا اللہ تعالیٰ کی حمد کر جس کا وہ اہل ہے اور میری ذات پر درود پڑھ پھر تو دعا کر۔ پھر دوسرے آدمی نے اس کے بعد نماز پڑھی اس نے اللہ تعالیٰ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمایا اے نمازی دعا مانگ قبول کی جائے گی۔ تو دعا کر منظور کی جائے گی اسی طرح شخص نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا کو قبول فر گا۔

بہترین بیوی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے اگر تو اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کر دے اور اگر تو اس کو کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو اس سے غا رہے تو وہ تیرے مال اور اپنی عزت کی حفاظت کرے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (الرجال قوامون علی النساء) تلاوت فرمائی یعنی مرد عورتوں کو ادب سکھانے ان کے معاملات میں برتری رکھنے والے ہیں۔

عورت کیلئے چار کام کرنے پر جنت کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورت جب پانچ نمازیں پڑھے' رمضان المبارک روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ (تو ا اجازت ہوگی) وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (رواہ ابونعیم

شوہر کی خدمت کا اجر

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نیک عورت ہزار غیر صالح مردوں سے بہتر جس عورت نے سات دن اپنے شوہر کی خدمت کی تو اس پر دوزخ کے سات دروازے کر دیئے جائیں گے اور اس کیلئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے ج دروازے سے وہ چاہے گی بغیر حساب کے داخل ہو جائے گی۔

حیض کے خون کیوجہ سے گزشتہ گناہوں کا کفارہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کو حیض کا خون آتا ہے تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اگر وہ پہلے دن میں کہے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور کہے کہ میں ہر گناہ کی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو دوزخ سے بری' پل صراط پر سے آسانی سے گزرنے والی اور عذاب سے محفوظ لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات میں اس عورت کیلئے چالیس شہیدوں کے درجات کے برابر درجے بلند فرماتا ہے جب کہ وہ حیض کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی ہو اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان نیک عورتوں کیلئے ہے جو امور شرعیہ میں اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرنے والی ہوتی ہے۔

شوہر کی اطاعت اور بیوی کی بخشش

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے گھر سے جہاد کرنے کیلئے نکلا۔ اس آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تک میں تیری طرف واپس نہ آؤں تو نے اس گھر سے باہر نہیں نکلنا۔ اس عورت کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک قاصد بھیجا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے خاوند کی اطاعت کر اور اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پیغام بھیجا۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تو اس عورت نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اور وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلی اس کا باپ مر گیا۔ لیکن اس عورت نے اس کا منہ نہ دیکھا بلکہ صبر کیا۔ یہاں تک کہ اس عورت کا خاوند اس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کی وجہ سے بخش دیا۔

شوہر کی خدمت کرنے پر بے شمار اجر

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے کپڑے دھوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس

کیلئے ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس عورت کے ہزار گناہ بخش دیتا ہے اور اس عورت کیلئے ہر وہ چیز بخشش طلب کرتی ہے جس پر سورج طلوع ہوا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہزار درجے بلند فرما دیتا ہے۔ (ابو منصور نے اسے مسند الفردوس میں روایت کیا)

مختلف گناہوں کی وجہ سے عورتوں کا عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کو رونے کی حالت میں پایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی وجہ سے آپ رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف سیر کرائی گئی تو میں نے عورتوں کو سخت عذاب میں دیکھا۔ مجھے ان کی حالت یاد آ گئی اور میں رو پڑا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا چیز دیکھی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا ہاتھ اس کی پشت سے بندھا ہوا تھا اور اس کے حلق میں قطران گر رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جو اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے پستانوں کے ساتھ معلق تھی اور زقوم اس کے حلق میں ٹپکایا جا رہا تھا۔ (زقوم دوزخ کے درختوں میں سے ایک درخت ہے) اور میں نے ایک عورت کو لٹکا ہوا دیکھا اس کے دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے تھے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے...... اور میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کھاتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ آگ کو اس کے نیچے سے جلایا جا رہا تھا...... اور میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کاٹتے ہوئے دیکھا اور آگ اس کے نیچے جل رہی تھی...... اور میں نے ایک عورت دیکھی جس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے کاٹا جا رہا تھا...... اور میں نے ایک سیاہ چہرے والی عورت دیکھی جو کہ اپنی انتڑیوں کو کھا رہی تھی...... اور میں نے ایک گونگی، اندھی اور بہری عورت دوزخ کے تابوت میں دیکھی اس کا دماغ مغز سے نکل رہا تھا اور اس کا جسم برص اور کوڑھ کی بیماری کی وجہ سے بدبودار تھا...... اور میں نے ایک ایسی عورت دیکھی کہ جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور اس کا جسم گدھے کے جسم کی طرح اس کیلئے لاکھوں قسم کے عذاب تھے...... اور میں نے ایک عورت کتے کی شکل کی طرح دیکھی۔ اس کی فرج اور

اس کے منہ سے بچھو اور سانپ داخل ہوتے اور اس کے پیچھے سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس عورت کے سر پر آگ کے گرز مار رہے تھے...... حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کھڑی ہو گئیں اور عرض کرنے لگیں کہ اے میرے باپ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے آپ ان عورتوں کے اعمال کے بارے میں خبر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جو عورت اپنے بالوں کے ساتھ معلق تھی وہ اپنے بالوں کو مردوں سے نہ چھپاتی تھی۔

زبان دراز عورت کی سزا

اور جو عورت اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی تو وہ اپنی زبان سے اپنے خاوند کو اذیت دیتی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت زبان سے اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی زبان کو ستر گز لمبا کر دے گا پھر اس کو اس کی گردن کے پیچھے باندھ دے گا...... اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور ناراضگی ہے اور اس پر فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند سے کہے کہ میں نے تیرے ہاں کوئی خیر (بھلائی) نہیں دیکھی تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے ستر سال کے اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ عورت دن کو روزہ اور رات کو قیام کرتی رہی ہو۔

اور جو عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی تو وہ دوسرے کے بچوں کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنا دودھ پلاتی تھی اور جو عورت اپنے پاؤں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلتی تھی اور حیض و نفاس سے بھی وہ غسل نہ کرتی تھی۔

بہر حال وہ عورت جو اپنے جسم کو کھا رہی تھی تو وہ اپنے آپ کو لوگوں کیلئے مزین کرتی اور لوگوں کی غیبت کرتی تھی۔

اور جو عورت دوزخ کی آگ کی قینچی سے اپنے جسم کو کاٹ رہی تھی تو وہ لوگوں کیلئے اپنی ذات کی شہرت کرتی تھی۔ تاکہ لوگ اس کی زینت کو دیکھیں اور مردوں میں سے جو بھی

اس کی زینت کو دیکھے وہ اسے پسند کرے۔

اور جس عورت کے پاؤں اس کے ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے تھے سانپ اور بچھو اس پر مسلط تھے وہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے پر قدرت رکھتی تھی نہ وہ وضو کرتی اور نہ ہی نماز پڑھتی اور وہ جنابت سے غسل بھی نہیں کرتی تھی۔

اور جس عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا تو وہ عورت چغل خور اور جھوٹ بولنے والی تھی۔

اور جس عورت کی شکل کتے کی طرح تھی وہ فتنہ باز تھی اور اپنے خاوند سے بغض رکھتی تھی۔

خاوند کو برا کہنے والی کی سزا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ عورت ظالم ہے اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں سے اس پر ناراض ہوتا ہے ثقلین (یعنی جنوں اور انسانوں) کے علاوہ ہر چیز اس پر لعنت کرتی ہے۔

عورت شوہر کو غمگین نہ کرے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند کو نان و نفقہ جیسے معاملات کیلئے غمگین کرتی ہے جس کی اس کا شوہر طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نہ تو اس عورت کی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفلی عبادت قبول فرمائے گا۔

عورت کے اعمال کا ضائع ہونا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اگر وہ سونا اور چاندی بن جائے اور عورت اس کو اٹھا کر اپنے خاوند کے گھر لے آئے پھر دنوں میں سے کسی دن اس بات کے ساتھ فخر کرے تو کون ہے؟ یہ مال تو میرا ہے۔ تیرا کوئی مال نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع فرما دے گا۔ اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟

بغیر اجازت گھر سے نکلنے کی مذمت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو ہر وہ چیز اس پر لعنت کرتی ہے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

شوہر کا بیوی کی بری عادت پر خوش ہونے کیوجہ سے وعید

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے گھر کے دروازے سے مزین ہو کر اور خوشبو کے ساتھ معطر ہو کر نکلی ایسا کرنے پر اس کا خاوند خوش ہوا تو اس عورت کے شوہر کیلئے ہر قدم کے بدلے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا ہم اللہ مالک جبار سے پناہ مانگتے ہیں۔

شوہر سے بدتمیزی کی سزا

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عورت اپنے شوہر سے ترش رو ہو اور وہ اس وجہ سے غمگین ہو تو وہ عورت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے جب تک وہ اپنے شوہر کو نہ ہنسائے کہ جس سے وہ خوش ہو جائے۔

مرد بلائے اور عورت نہ آئے تو اس پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے وہ نہ آئے اور خاوند نے ناراضگی میں رات گزار دی تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔(امام بخاری امام مسلم اور انکے علاوہ نے اسے روایت کیا)

خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی تعلیم

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں جب وہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور ان کا رنگ متغیر ہو جاتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری لخت جگر تمہیں کیا ہوا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ رات میرے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مزاح کی کوئی بات ہوئی تو گفتگو کے دوران میرے منہ سے ایک ایسا کلمہ نکل گیا جس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوئے۔ جب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رنجیدہ دیکھا تو میں نادم اور غمگین ہوئی میں نے ان سے کہا کہ اے میرے حبیب آپ مجھ سے راضی ہو جائیں میں نے ان کے اردگرد بہتر چکر لائے یہاں تک کہ وہ مجھ سے خوش ہو گئے اور وہ خوشی کے ساتھ میرے سامنے مسکرا دیئے۔ حالانکہ میں اپنے رب سے خائف تھی۔

شوہر کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری لخت جگر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا۔ اگر تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کرنے سے پہلے مر جاتی تو میں تیری نماز جنازہ نہ پڑھتا۔ پھر حضور نے فرمایا اے میری بیٹی! کیا تو نہیں جانتی کہ شوہر کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خاوند کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

اے میری بیٹی! جو عورت مریم بنت عمران کی عبادت کی طرح عبادت کرے پھر اس سے اس کا خاوند خوش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اے میری نور نظر، عورتوں کے اعمال میں سے افضل ترین عمل خاوند کی فرمانبرداری ہے اور اس کے بعد چرخہ کاتنے سے افضل کوئی عمل نہیں۔ اے میری لخت جگر ایک گھڑی کیلئے چرخہ کاتنے کیلئے بیٹھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ان کیلئے ہر کپڑے کے بدلے شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے یعنی ان کے چرخہ کاتنے سے جو کپڑا بنا جائے گا۔

اے میری بیٹی! جب عورت چرخہ کاتے یہاں تک کہ اس سے اس کا خاوند اور اس کے بچے کپڑے پہنے تو اس عورت کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑوں کی ہر گانٹھ کے بدلے جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا۔

دو بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنیکی سزا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کی دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان، نان و نفقہ میں انصاف نہ کرے لیٹنے میں کھانے میں اور پینے میں ان کے ساتھ برابر سلوک

نہ کرے تو وہ مجھ سے بری ہے اور میں اس سے بیزار ہوں جب تک وہ توبہ نہ کرے میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کی دو بیویاں ہوں اور اس کی رغبت ایک کے ساتھ ہو سوائے دوسری کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک حصہ مارا ہوا ہوگا۔

(مرشد المتاھلین)

جلسہ نمبر۱۳

والدین کے ساتھ نیکی کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتامی والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً o.(النساء ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے' بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

جلسہ نمبر۱۳

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت

تفسیری نکات

(واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا) ''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔'' یعنی بت یا اس کے غیر کو یا شرک جلی اور خفی میں سے کوئی چیز کرنا۔

(وبالوالدین احسانا) ''اور تم والدین کے ساتھ احسان کرو۔'' یعنی ان دونوں (ماں اور باپ) کے ساتھ احسان کرو۔

(وبذی القربیٰ) ''اور اپنے قریبیوں کے ساتھ'' یعنی جو صاحب قرابت ہو۔

(والیتامی والمساکین والجار ذی القربیٰ) ''اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسائیوں کے ساتھ'' یعنی وہ ہمسایہ جو پڑوس میں قریب رہتا ہو اور کہا گیا کہ جس کو جوار کے ساتھ قرب حاصل ہو اور اس کو اختصاص کے طور پر ان کی عظمت کی حفاظت کیلئے منصوب پڑھا گیا۔

(والجار الجنب) ''اور دور کا پڑوسی'' یعنی دور رہنے والا یا جس کیلئے قرابت نہ ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پڑوسی تین ہیں اور ایک پڑوسی کیلئے تین حق ہیں۔ (۱) پڑوس کا حق (۲) اسلام کا حق (۳) اور قرابت کا حق۔

اور ایک پڑوسی کیلئے دو حق ہیں۔ (۱) پڑوس کا حق (۲) اسلام کا حق اور ایک پڑوسی کیلئے صرف ایک حق ہے۔ (۱) پڑوس کا حق اور وہ اہل کتاب میں سے شرک کرنے والا ہے۔

(والصاحب بالجنب) ''اور پہلو کا ساتھی'' یعنی جو اچھے معاملے میں ساتھی ہو جس

طرح کہ ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنا' اکٹھا معاملہ کرنا اکٹھا کام کرنا یا اکٹھا سفر کرنا۔ وہ تیرا ساتھی ہے' اور تجھے پہلو میں حاصل ہوا اور کہا گیا کہ ساتھی سے مراد بیوی ہے۔

(وابن السبیل) "اور راستے کا بیٹا" یعنی مسافر یا مہمان۔

(وما ملکت ایمانکم) ''اور جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔'' یعنی غلام یا لونڈیاں

(ان اللہ لایحب من کان مختالا) ''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' یعنی جو رشتہ داروں' پڑوسیوں اور ساتھیوں کو تنگ کرتا ہے اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

(فخورا) ''فخر کرتے ہوئے'' یعنی ان پر فخر کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

زیادہ درود بخشش کا ورود

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے درود شریف پڑھا تو فرشتے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں جس طرح کہ اس نے میری ذات پر درود شریف پڑھا چاہے تو بندہ اسے قلیل کرلے چاہے تو کثیر کرلے۔ (شفا شریف)

والدین اور حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وقضی ربک) ''اور تیرے رب نے فیصلہ فرمایا'' یعنی اس نے اپنے بارے میں قطعی حکم دیا۔

(ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا) ''یہ کہ تم خاص اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو' بایں طور کہ تم والدین کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ دونوں (والدین) وجود اور عیش کا ظاہری سبب ہیں۔

(اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف) ''تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف نہ کر'' جو ان دونوں سے تمہیں ناپسندیدہ چیز لگے اور ان کی مشقت کی وجہ سے بوجھ محسوس ہو تو اس کی وجہ سے تو ان کو نہ جھڑک جھڑکنے سے مراد وہ آواز ہے جو جھڑک پر دلالت کرتی ہے۔

(ولا تنھرھما) ''اور تو ان دونوں کو نہ جھڑک'' یعنی ان کی سختی کی وجہ سے جو چیز تمہیں پسند نہ آئے تو اس کے سبب سے ان کو نہ جھڑک۔

(وقل لهما قولا کریما) اور تو ان سے اچھی بات کہہ یعنی خوبصورت۔
(واخفض لهما جناح الزل) اور تو ان کیلئے عاجزی کے پر بچھا دے۔ یعنی ان کے لئے عاجزی کر اور ان دونوں سے انکساری کر۔
(من الرحمة) ''رحمت سے'' یعنی ان دونوں کیلئے تیری زیادہ مہربانی ہو ان دونوں کی فقیری کی وجہ سے تیری ان پر کرم نوازی ہو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ان کی طرف تیری زیادہ محتاجی تھی۔
(وقل رب ارحمهما) اور تو کہہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما یعنی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اپنی باقی رہنے والی رحمت کے ساتھ ان پر رحم فرمائے۔
(کما ربیانی صغیرا) جس طرح کہ ان دونوں نے بچپنے میں میری تربیت کی۔ یعنی مہربانی ان کی اس مہربانی کی مثل جو مجھ پر تھی اور بچپنے کی حالت میں ان کیلئے جو میری رہنمائی اور تربیت تھی۔ (قاضی بیضاوی)

عبادت کا مستحق وحدہ لاشریک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رحمٰن کی عبادت کرو۔ یعنی عبادت میں اس کو یکتا مانو۔ کیونکہ عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس شخص نے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
(لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین) ''اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خاسرین میں سے ہوگا'' پس عقل مند آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ خالص اپنے رب کی عبادت کرے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
(فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحاً ولا یشرک بعبادة ربه احدا) ''جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو پس چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

باپ کے حقوق

والد کیلئے اس کے بیٹے پر دس حقوق ہیں۔

(۱) کھانا کھلانا اگر وہ محتاج ہو (۲) اگر ضرورتمند ہو تو اس کی خدمت کرنا (۳) اگر بلائے تو اس کو جواب دینا (۴) اگر گناہ کے علاوہ کوئی حکم دے تو فرمانبرداری کرنا (۵) سختی کے علاوہ نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو کرنا (۶) اگر اسے کپڑوں کی ضرورت ہو تو اسے طاقت کے مطابق کپڑے پہنائے (۷) اور والد کے پیچھے چلنا (۸) اور اس کیلئے وہی چیز پسند کرنا جو وہ اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے (۹) اور اس کیلئے اس چیز کو ناپسند کرنا جسے وہ خود نہ پسند کرتا ہو (۱۰) جس وقت وہ اپنے لئے دعا کرے تو اپنے والد کیلئے مغفرت کی دعا کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

بعد از وصال والدین کو راضی کرنا

حضرت فقیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ان والدین کے بارے میں سوال کیا گیا جب وہ لڑکے پر ناراض ہو کر فوت ہو گئے تو کیا ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کو راضی کرنا ممکن ہے؟ تو کہا گیا کہ تین طرح ممکن ہے؟۔ (۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لڑکا نیک ہو جائے (۲) والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرے (۳) اپنے والدین کیلئے مغفرت طلب کرے۔ ان کیلئے دعا کرے اور ان کی طرف سے صدقہ کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایمان کا پختہ ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا ایمان پختہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان پختہ نہ ہو اور مومن اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا' جب تک کہ اس کی زبان سے اس کا پڑوس محفوظ نہ ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پڑوسی کی عزت کی اس کیلئے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص نے اپنے پڑوسی کو اذیت دی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (حیاۃ القلوب)

مہمان کے آنے پر رحمتوں کا نزول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مہمان پر ایک درہم خرچ کیا تو

اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہزار درہم خرچ کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آئے ہوئے مہمان کی عزت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

حکایت

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق کار یہ تھا۔ کہ جب ان کے پاس کوئی مہمان آتا تو آپ بذات خود اس کی خدمت سرانجام دیتے۔ ان سے جب اس بارے میں عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس گھر میں مہمان ہو اس گھر میں فرشتے کھڑے رہتے ہیں تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں بیٹھا رہوں اور فرشتے کھڑے ہوتے ہوں۔ (اعراجیہ) (عراجیہ)

مہمان کی آمد پر گناہوں کی بخشش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی اور عرض کیا جب ایک مہمان اپنے مسلمان بھائی کے گھر داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ کیوں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ میزبان کو ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس لقمہ کے بدلے جو کہ مہمان نے کھایا ایک مقبول حج اور ایک مقبول عمرہ کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور جس شخص نے مہمان کی عزت کی اس نے گویا ستر نبیوں کی عزت کی۔ (کنز الاخبار)

مرنے کے بعد ثواب کا ملنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے سوا سب اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) نیک اولاد کو جو اس کیلئے مغفرت کی دعا کرے (۳) اور ایسا علم کہ جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

صدقہ کی بزرگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صدقہ کرو کیونکہ صدقہ جہنم سے چھٹکارا دلانے والا ہے۔ اور بعض اہل علم سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بھرے ہوئے پیٹ کو روزے سے بھوکا رکھنا تمام اعمال سے افضل عمل ہے۔ (اخلص الخالصہ)

صحابہ کا صدقہ کرنا

روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے پر اس وقت ابھارا جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف خروج کا ارادہ فرمایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کیلئے چار ہزار درہم رکھے اور میں نے ان میں سے چار ہزار درہم اپنے رب کو بطور قرض دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ تو نے گھر رکھا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا خداوند قدوس اس میں برکت عطا فرمائے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر لازم ہے ہر اس شخص کو جنگی سامان دینا جس کے پاس سامان نہ ہو تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم) ''اور ہر سٹے میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا بڑھا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔''

صدقہ کا زیادہ ثواب

فقیہ نے فرمایا صدقہ کرنے والا کھیتی بونے والے کی مثل ہے اگر کھیتی بونے والے اپنے کام میں ماہر ہو بیج عمدہ ہو اور زمین اچھی ہو تو کھیتی بہت ہی زیادہ پاکیزہ ہوگی پس اس طرح جب صدقہ کرنے والا نیک ہو۔ مال طیب و حلال ہو اور اس کو خرچ کرنے کی جگہ پر خرچ کرے تو اس کیلئے زیادہ ثواب ہوگا۔ (شفالماندوعی)

والدین راضی تو اللہ راضی

اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے توراۃ، انجیل، زبور، قرآن مجید اور تمام

اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا اور ان تمام کتابوں میں حکم دیا اور اپنے تمام رسل کی طرف وحی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اس کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا پھر والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (تنبیہ الغافلین)

تین آیتوں کا نزول

تین آیتیں دوسری تین آیتوں کے ساتھ مل کر نازل ہوئیں تو ان میں سے ایک دوسری کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔

الاولی: اللہ تعالیٰ کا فرمان (اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکاۃ) ''تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔'' جس شخص نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

الثانی: رب ذوالجلال کا فرمان (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول) ''تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔'' جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی تو اس کی اطاعت قبول نہ کی جائے گی۔

الثالث: خداوند قدوس کا فرمان (ان اشکرلی ولوا لدیک) ''تم میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔'' جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنا شکر قبول نہ فرمائے گا اس بات پر دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔'' کہ جس شخص نے اپنے والدین کو راضی کیا تو اس نے اپنے خالق کو راضی کیا اور جس شخص نے اپنے والدین کو ناراض کیا تو تحقیق اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

ماں کی دعا سے اعلیٰ منازل کا حصول

حضرت سلیمان علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک مرتبہ زمین و آسمان کے درمیان سفر کیا یہاں تک کہ آپ بحر عمیق میں پہنچ گئے آپ نے اس بحر میں ایک ہائل موج کو دیکھا آپ نے ہوا کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا تو ہوا رک گئی آپ نے عفریت جن کو اس بحر میں غوطہ لگانے کا حکم فرمایا۔ عفریت نے غوطہ لگایا جب وہ اس کی گہرائی میں پہنچا تو اس

نے ایک سفید موتیوں کا قبہ دیکھا کہ جسے کوئی سوراخ نہ تھا۔ عفریت نے اسے باہر نکالا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا آپ اسے دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس قبہ کا دروازہ کھل گیا اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک نوجوان سجدہ کر رہا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کون ہے؟ فرشتہ ہے جن ہے یا انسان ہے؟ اس نے کہا میں انسان ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو نے یہ عزت کس طرح حاصل کی اس نے عرض کیا اپنے والدین کی خدمت کرنے کے سبب سے۔

جب میری والدہ ماجدہ بوڑھی تھی تو میں اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھاتا تھا تو وہ میرے لئے یہ دعا کرتی تھی یااللہ تو اسے قناعت عطا فرما۔ میرے مرنے کے بعد اس کا ٹھکانہ ایسی جگہ بنا جو نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں جب وہ فوت ہوگئیں تو میں سمندر کے کنارے پر گھومتا رہتا تھا۔ میں نے اس میں موتیوں کا ایک قبہ دیکھا میں اس کے قریب ہوا تو وہ قبہ میرے لئے کھل گیا میں اس میں داخل ہوا تو وہ قبہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے بند ہو گیا تو مجھے کوئی علم نہیں کہ میں فضا میں ہوں یا زمین پر ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس میں رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر تجھے کس طرح رزق دیتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میں ایک پھل دار درخت کو پیدا فرما دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے روزی دیتا ہے اور جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو اس سے پانی ابلتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تجھے رات اور دن کا جس طرح علم ہوتا ہے تو اس نے عرض کیا جب صبح ہوئی تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ اب دن ہے اور جب سورج غروب ہو جائے تو اس قبہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ رات آ گئی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ قبہ پہلے کی طرح ہو گیا۔

(مجمع اللطائف)

ایمان افروز حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جنتی ساتھی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال سے عرض کیا کہ یااللہ مجھے میرا جنت کا ساتھی دکھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو فلاں شہر کے فلاں بازار کی طرف جا وہاں ایک

قصاب آدمی ہے جس کا چہرہ اس طرح ہے تو وہ جنت میں تیرا ساتھی ہوگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کی دکان پر گئے اور وہاں غروب کے وقت تک ٹھہرے رہے اس قصاب نے کچھ گوشت لیا اور اسے زنبیل میں ڈالا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توجہ کی اور فرمایا کیا تو مہمان نوازی کر سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں! تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور اسی گوشت سے بہترین شوربہ تیار کیا پھر اپنے گھر سے وہ ایک زنبیل نکال لایا جس میں ایک بوڑھی عورت تھی۔ گویا کہ وہ کبوتری کا گھونسلا ہے تو قصاب نے زنبیل سے اس بوڑھی عورت کو نکالا وہ کھانا کھلانے لگا۔ وہ کھانا اس کے منہ میں رکھتا رہا یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر گیا اور اس قصاب نے اس کے کپڑے دھوئے اور ان کو خشک کیا اور اسکو وہ کپڑے پہنائے پھر اسکو زنبیل میں رکھ دیا تو اس بوڑھی عورت نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کے ہونٹوں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ''یا اللہ تو میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنا۔'' پھر آدمی نے اسے اٹھایا اور ایک سہل پر لٹکا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو جس کے ساتھ تو نے یہ کیا یہ کون ہے؟ تو اس قصاب نے عرض کیا کہ یہ میری والدہ ہے جو کہ اس قدر ضعیف ہو چکی ہے کہ بیٹھنے پر قدرت نہیں رکھتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے بشارت ہو۔ میں موسیٰ ہوں اور تو جنت میں میرا ساتھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاکیزہ اسماء کی حرمت کے پیش نظر مسرور کرے اور اس ذات کے طفیل کہ جو تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

روح پرور حکایت: (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی)

ایک مجوسی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ان سے کھانا طلب کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ جب تک تو اپنے دین سے نہ نکل جائے اور مجوسیت کو نہ چھوڑے اور اس سے نہ پھرے اس وقت تک میں تجھے کھانا نہ کھلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے اس وقت تک اس کی مہمان نوازی کیوں نہ کی جب تک کہ وہ اپنے دین کو نہ چھوڑے۔ اگر آپ اس رات میں اس کو کھانا کھلا دیتے تو آپ کیلئے کوئی ضرر نہ تھا۔ ہم اسے ستر سال سے کھلا اور پلا رہے ہیں حالانکہ وہ ہمارا انکار کرتا ہے جب صبح ہوئی تو حضرت

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس مجوسی کو تلاش کیا آپ نے جب اس کو پا لیا تو اس سے حلف لیا (یعنی اس کی دعوت کی) اس مجوسی نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ معاملہ کیا کہ کل آپ نے مجھے دھتکار دیا اور آج مجھے تلاش کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے خبر دی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیرے معاملے میں میری طرف اس طرح وحی فرمائی ہے اس مجوسی نے عرض کیا کہ کیا رب ارباب میرے ساتھ یہ معاملہ فرماتا ہے؟ اور میں اس کا انکار کرتا ہوں؟ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک آپ (حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

''اسی طرح وعظ کی بعض کتابوں میں ہے۔ نیز آپ کو حضرت شیخ سعدی نے اپنی کتاب بوستاں میں ذکر فرمایا ہے۔''

صدقہ کرنے میں پانچ خوبیاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرنے میں پانچ خوبیاں ہیں۔

الاولی: صدقہ کرنے والوں) کے مال میں اضافہ کرتا ہے۔

الثانی: مرض کیلئے دوا ہے۔

الثالث: اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے سے اپنے بندوں سے مصیبتوں کو اٹھا لیتا ہے۔

الرابع: صدقہ کرنے والے پل صراط سے بجلی کے جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے۔

الخامس: صدقہ کرنے والے جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے داخل ہوں گے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال میں سے افضل پانچ نمازیں ہیں اور تمام اخلاق میں سے افضل خلق عاجزی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

(دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر۱۴

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ومن یطع اللہ والرسول فاؤلئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین. وحسن اولئک رفیقاً ○ (النساء ۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

جلسہ نمبر۱۴

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت

آیت کی تفسیر

(ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم) ''اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا' اطاعت کے بارے میں زیادہ رغبت دلانا تمام مخلوق میں سے معزز لوگوں کی موافقت کاوعدہ کرنا۔ جو مرتبہ کے اعتبار سے بہت عظیم ہیں۔

(من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین) ''وہ انبیاء' اصدقا' شہداء اور صلحاء کی جماعت ہے'' یہ الذین کا بیان ہے الذین سے حال ہے۔ یا اس کی ضمیر سے' اللہ تعالیٰ نے ان کو علم اور عمل میں مراتب کے اعتبار سے چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور تمام لوگوں کو اس بات پر ابھارا تا کہ وہ ان سے پیچھے نہ رہ جائیں وہ انبیاء کرام ہیں جو اپنے علم اور عمل کے کمال کی وجہ سے کامیاب ہونے والے ہیں۔ تکمیل کے درجے تک وہ کمال کی حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

پھر اصدقاء لوگ ہیں کہ جن کے نفوس نے کبھی تو آیات اور دلائل میں نظر کر کے سعادت حاصل کی اور کبھی وہ عرفان کی بلندی تک مشقت اور صفائے قلب کی سیڑھیوں کے ذریعے سعادت مند ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اشیاء پر اطلاع حاصل کی اور جس ماہیت پر وہ تھیں ان کی حقیقت کے بارے میں خبر دی۔

پھر شہداء وہ لوگ ہیں جنہوں نے فرمانبرداری پر حرص کیا حق کے ظاہر کرنے میں کوشش کی یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی کیلئے قربان کر دیا۔

پھر صلحاء امت وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں

گزاریں اور اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا۔

(وحسن اولٰئک رفیقا) ''اور کیا یہ اچھے ساتھی ہیں۔'' یہ تعجب کے معنی میں ہے رفیقاء حال یا تمیز ہونے کی وجہ سے اور اس کو جمع نہیں لایا گیا اس لئے کہ یہ واحد اور جمع میں سے ہر ایک کے لئے صدیق کی طرح آتا ہے۔ یا اس لئے کہ اس سے مراد لیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک اچھا رفیق ہے۔ (قاضی بیضاوی)

صبح شام درود پڑھنے کا فیضان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر صبح کو دس مرتبہ اور شام کو دس مرتبہ درود شریف پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بہت بڑے رنج سے محفوظ رکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ انبیاء اور اصدقاء کے ساتھ ہوگا۔ (زبدۃ الواعظین)

اہم بات کی وضاحت

(من النبیین) ''انبیاء میں سے'' جن لوگوں پر انعام کیا گیا ان کا بیان ہے۔ اس سے تمام انبیاء کرام کی معیت سمجھ آتی ہے جب کہ کلام صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بارے میں ہے۔ نزول کے اسباب میں ان کا ذکر جاری ہونے کی وجہ سے باوجود اس کے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام انبیاء کی اطاعت کو متضمن ہے۔ کیونکہ آپ کی شریعت تمام انبیاء کرام کی شریعتوں کو شامل ہے کہ جن میں زمانے کے بدلنے کے ساتھ کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

(ابوالسعود)

(والصالحین) ''اور صلحاء میں سے'' یعنی جو لوگ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ رب ذوالجلال کی اطاعت میں اور اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے خرچ کرنے والے ہیں معیت سے مراد نہ تو درجہ میں متحدہ ہونا ہے اور نہ جنت کے داخل ہونے میں مطلقاً شریک ہونا ہے بلکہ اس میں ان کا اس حیثیت سے ہونا۔ (ابوالسعود)

آیت کا شان نزول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیہ

کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید ترین محبت رکھنے والے اور آپ کی جدائی پر قلیل صبر کرنے والے تھے وہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے چہرے کا رنگ متغیر، جسم کمزور اور ان کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس حال کے بارے میں دریافت فرمایا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے نہ تو کوئی درد ہے اور نہ ہی میں بیمار ہوں لیکن جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو مجھ پر ایک سخت وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ پس مجھے آخرت یاد آ گئی مجھے ڈر یہ لاحق ہوا کہ میں وہاں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ انبیاء کرام کی جماعت کے ساتھ ارفع و اعلیٰ مقام پر ہوں گے اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو میرا ٹھکانہ بہت نچلے درجے پر ہوگا اور اگر میں جنت میں داخل نہ ہو سکا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کو نہ دیکھ سکوں گا تو آخرت میں میرا کیسے حال ہوگا؟ تو اس پر آیت نازل ہوئی۔ (ومن یطع اللہ والرسول) الآیہ (تفسیر)

محبت کی بنا پر کثرت سے یاد کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اس کا اکثر ذکر کرتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی رحمت اور اپنی بخشش سے یاد کرتا ہے اور اسے جنت میں اپنے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ جگہ عطا فرماتا ہے اور اپنے جمال کے دیدار کرانے کے ساتھ ان کو معزز کرتا ہے، اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے تو آپ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس بندے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور جنت میں آپ کی صحبت نصیب ہوگی۔ (کذا فی الجامع الصغیر)

معیت رسول کے حصول کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس شخص نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پانا چاہتا ہے تو وہ آپ سے شدید ترین محبت رکھے اور محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ کی

سنتوں کی پیروی کرے اور آپ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر خیر کثرت سے کرتا ہے۔ (رواہ فی الفردوس)

انبیاء کی معیت

حضرت عمر بن مرہ جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قضاء سے ایک آدمی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے خبر دیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور آپ کے رسول حق ہونے کی گواہی دوں اور میں پانچ نمازیں پڑھوں اور رمضان المبارک کے مہینے میں دن کو روزہ رکھوں اور رات کو قیام کروں اور زکوٰۃ ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جو شخص ایسی حالت پر مر گیا تو وہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح ہوگا اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا جب کہ اس شخص نے اپنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو اس لئے کہ والدین کا نافرمان رحمان کی رحمت سے دور ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

دخول جنت اور دس انگوٹھیاں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مومنین کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جن کے ساتھ ہدیہ اور جنتی لباس ہوتا ہے جب وہ جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ ان سے کہتا ہے کہ رک جاؤ کیونکہ میرے ساتھ رب العالمین کی طرف سے ہدیہ ہے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ ہدیہ کیا ہے؟ تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ یہ دس انگوٹھیاں ہیں۔

۱- جن میں سے ایک پر لکھا ہے۔ (سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین) "تم پر سلام ہو تمہیں مبارک ہو جنت میں تم داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔
۲- دوسری پر لکھا ہے۔ "تم سلامتی کے ساتھ محفوظ ہو کر اس میں داخل ہو جاؤ۔"
۳- تیسری میں لکھا ہے۔ "میں نے تم سے غم اور پریشانیوں کو دور کر دیا۔"
۴- چوتھی میں تحریر ہے۔ "ہم نے تم کو جنتی حلے پہنا دیئے۔"

۵- پانچویں میں مکتوب ہے۔ ''ہم نے تمہارا نکاح حورعین کے ساتھ کر دیا۔''
۶- چھٹی میں لکھا ہوا ہے'' بے شک میں نے آج ان کے صبر کی جزا دی بیشک وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔''
۷- ساتویں میں یہ موجود ہے تم نوجوان ہو گئے اب ہمیشہ کیلئے تم بوڑھے نہیں ہوں گے۔''
۸- آٹھویں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ ''تم محفوظ ہو گئے اب تمہیں ہمیشہ خوف نہیں ہوگا''
۹- نویں میں لکھا ہے ''تمہارے ساتھی انبیاء' صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔
۱۰- دسوین میں تحریر ہے۔ ''تم کریم وعظیم عرش والے رحمان کے جوار میں ہو۔''
پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور کہیں گے تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو ہم سے غم کو لے گیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا شکور ہے۔ (سفینۃ الابرار)

سنت پر عمل کرنے کا ثواب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری امت کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت میری ایک سنت پر عمل کیا اس کیلئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ترمذی)

حضرت زید بن طلحہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا آغاز غرباء سے ہوا اور عنقریب غرباء کی طرف لوٹے گا پس ان غرباء کیلئے خوش خبری ہے جو اس وقت اصلاح کریں گے جب کہ میرے بعد لوگ میری سنت میں فساد ڈالیں گے۔ (الطریقۃ المحمدیہ)

جنت میں داخل ہونے والے دس جانور

مقاتل نے کہا دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔ (۱) ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا (۲) اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ (۳) صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۴) یونس علیہ السلام کی مچھلی (۵) موسیٰ علیہ السلام کی گائے (۶) عزیر علیہ السلام کا گدھا (۷) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی (۸) بلقیس علیہ السلام کا ہدہد (۹) اصحاب کہف کا کتا (۱۰) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا براق وہ سارے کے سارے ایک دنبہ کی شکل پر ہو جائیں گے پھر بندوں کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس دن نہ کوئی ملک مقرب باقی رہے گا نہ نبی مرسل اور نہ شہید مگر یہ گمان ہوگا کہ شاید وہ نجات نہ پائے اس دن کی ہولناکی' عذاب وحساب کی شدت دیکھنے کی وجہ

سے مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

کامیاب انسان

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے بہرام عجمی کو ایک دن قبروں کو اکھاڑتے ہوئے بردوں کو سروں کو لیتے ہوئے کان کے سوراخ میں عصا چھوتے ہوئے دیکھا۔ اگر ان کا عصا کان کے ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ سے آگے نکل جاتا تو وہ اس سر کو مارتے۔ اگر سوراخ کے اندر بالکل نہ جاتا تب بھی وہ مارتے تھے اور اگر دماغ تک پہنچ کر وہ عصا رک جاتا تو آپ اس سر کو بوسہ دیتے اور اسے دفن کر دیتے میں نے ان سے اس بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے ایک کان کے سوراخ سے ہو کر دوسرے سوراخ سے عصا نکل گیا۔ وہ' وہ شخص ہے جس نے نصیحت اور قول حق کو سنا پس وہ دونوں ایک کان سے داخل ہوئے اور دوسرے کان سے نکل گئے اور اس کے دماغ میں اس نے قرار نہ پکڑا اور اس نے ان دونوں کو نہ لیا تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور وہ شخص جس کے اندر عصا بالکل ہی نہ گیا تو وہ' وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے نفس کی مراد کو پورا کیا اور شہوات میں مشغول رہا اس میں بھی خیر نہیں ہے بہر حال وہ شخص کہ جس کے دماغ میں عصا نے قرار پکڑا تو پس وہ وہ شخص ہے کہ جس نے نصیحت پر عمل کیا اور قول حق کو اپنایا اور وہ دونوں اس کے دماغ میں موجود رہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے تو میں ایسے شخص کو بوسہ بھی دیتا ہوں اور دفن بھی کرتا ہوں۔ (حیاۃ القلوب)

رب کی مخلوق

امام احمد' امام بخاری' امام مسلم' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جس طرح کہ جامع الصغیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے بنایا یعنی میں نے تیار کیا۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ جنت رب کی مخلوق ہے جس طرح کہ مناوی نے فرمایا ''اپنے نیک بندوں کیلئے'' یعنی اس چیز کو قائم کرنے والے جوان پر اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے حقوق میں سے واجب ہوئی۔ ''جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا'' یعنی ایسی چیز کو جس کو تمام آنکھوں نے نہیں دیکھا کیونکہ آنکھ نفی کی بندش میں ہے جو کہ استغراق کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی مثل اس کا قول ''اور نہ کسی کان نے سنا'' عین اور اذن کی تنوین کے ساتھ اور ان دونوں کو مفتوح بھی

روایت کیا گیا ''اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا'' اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں نعمتیں' نیکیاں اور لذتیں اس قدر اکٹھی کر رکھی ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی طریقوں میں سے کسی طریقے کے ساتھ بھی ان پر مطلع نہیں ہوسکتا۔ (کذا ذکرہ المناوی)

تین اہم امور

جان لو کہ بندے کیلئے تین امور ہیں وہ اسکی نیکی کی صفتیں ہیں اور وہ اس کے دل کا عمل ہے اور وہ تصدیق ہے وہ نہ تو اس کو دیکھتا ہے اور نہ ہی سنتا ہے بلکہ جانتا ہے اور اس کی زبان نے عمل کیا حالانکہ وہ سنتا ہے اور اس کے اعضاء نے عمل کیا حالانکہ وہ دیکھتا ہے جب کوئی بندہ ان اشیاء کے ساتھ نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مسموع کو وہ چیز بنا دیتا ہے جسے کسی کان نے نہیں سنا اور اس کی مرئی کو وہ چیز بنا دیتا ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور اس کے دل کے عمل کو وہ چیز بنا دیتا ہے جس کا کسی انسان کے دل پر خیال نہیں گزرا۔ پس بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ طاعات پر ہمیشگی اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے اجر میں سے کوئی چیز کم نہیں کرتا بلکہ وہ جنت اور درجات عطا فرماتا ہے۔ (سنانیہ)

جھوٹا شخص

حضرت حاتم زاہد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے تقویٰ کے بغیر مولا کریم کی محبت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کے بغیر جنت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے سنت نبوی کی اتباع کے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے فقراء اور مسکینوں کے ساتھ مجلس کے بغیر محبت کے درجات کا دعویٰ کیا وہ بھی جھوٹا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک بزرگ اور لفظ اللہ

حضرت سعدون مجنون سے روایت ہے (ان کا طریق کار یہ تھا) کہ وہ اپنی ہتھیلی میں لفظ ''اللہ'' لکھتے تھے۔ ان سے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سعدون تم کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اور میں نے اپنے دل میں اپنے رب کا نام لکھ لیا تا کہ اس میں کوئی غیر نہ ٹھہرے اور اب میں نے اسے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیا تا کہ میں اس کی طرف اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور میری نگاہ اس میں مشغول رہے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

حکایت

حضرت سمنون نے اپنی آخری عمر میں ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی اس کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جب وہ لڑکی تین سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے دل میں اس کے ساتھ تعلق پایا اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہر نبی اور ولی کے جھنڈے نصب ہو چکے ان تمام کے اوپر ایک بلند جھنڈا ہے کہ جس کا نور سارے افق پر چھایا ہوا ہے تو انہوں نے اس کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ خالص محبین کا جھنڈا ہے حضرت سمنون رحمتہ اللہ نے اپنے آپ کو بھی انہی لوگوں میں دیکھا تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے ان کو ان کے درمیان سے باہر نکال دیا تو حضرت سمنون نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہوں اور یہ جھنڈا محبین کا ہے تو مجھے کیوں نکالتا ہے؟ تو اس فرشتے نے کہا کہ ہاں تو اللہ تعالیٰ کے محبین میں سے ہے۔ جب تیری محبت تیری بچی کیلئے تقسیم ہوگئی تو ہم نے تیرا نام اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں میں سے مٹا دیا۔ پس حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ روئے اور نیند میں آہ و زاری کرنے لگے اور عرض کیا یا اللہ اولاد میرے لئے تجھ سے مانع ہے تو تو اس کو مجھ سے اٹھا لے تاکہ میں تیری مہربانی اور کرم کے صدقے تیرے قریب ہو جاؤں تو آپ نے چیخنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ہائے افسوس! آپ بیدار ہوئے تو آپ نے کہا یہ چیخ و پکار کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ کی بیٹی سطح سے گر کر مر گئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو مجھ سے مانع (رکاوٹ) کو لے گیا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اطاعت الٰہی کا ثمرہ

حضرت ذی النون مصری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو فضا میں چار زانو کی حالت میں بیٹھا ہوا دیکھا جو کہ اللہ کہہ رہا تھا تو میں نے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں میں نے کہا کہ آپ نے یہ عزت کس طرح حاصل کی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی خواہشات کو اس کے فرمان کیلئے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فضا پر بیٹھا دیا۔

مسجد کی قندیلوں کو وعظ

اور اس طرح حضرت سمنون مجنون سے روایت ہے کہ وہ اپنے مولا کی محبت میں مشہور

تھے تو لوگوں نے آپ کا نام سمنون مجنون رکھ دیا حضرت خواص نے ان کا نام سمنون محب رکھا جب کہ وہ (سمنون) اپنا نام سمنون کذاب رکھتے تھے ایک دن وہ لوگوں کو وعظ کرنے کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگوں نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ کی تو انہوں نے لوگوں کو چھوڑ دیا اور مسجد کی قندیلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے قندیلوں تم سمنون کی زبان سے ایک عجیب خبر سنو تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ قندیلیں رقص کرنے لگیں اور ٹوٹ پھوٹ گئیں اور حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کی تاثیر کی وجہ سے گر پڑیں۔ (زبدۃ الواعظین میں اس طرح ہے) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری انبیاء اولیاء اور صلحاء کی دوستی کا سبب ہے۔

انسان کس کے ساتھ ہوگا؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے کیا وہ ان کے ساتھ لاحق ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ (کذافی المصابیح)

اللہ اور اسکے رسول سے محبت کا پھل

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کا اکثر ذکر کرتا ہے تو اس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور بخشش سے یاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے اپنے جمال کے دیدار کے ساتھ معزز کرے گا۔

اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو وہ آپ پر کثرت سے درود و سلام پڑھتا ہے تو اس کا ثمرہ یہ ہے کہ وہ آپ کی شفاعت اور جنت میں آپ کی صحبت تک پہنچے گا۔ (سنائیہ)

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم ایک مجلس میں بیٹھتی ہے اور مجھ پر درود و سلام پڑھتی ہے تو ان کو حسرت ہی رہے گی کہ وہ جنت میں جا کر جو ثواب دیکھیں گے۔ (شفا شریف)

جلسہ نمبر ۱۵

سلام کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او ردوها ان الله على كل شئى حسيباO (النساء ۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

جلسہ نمبر ۱۵

سلام کرنے کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(واذا خییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها) '' اور جب تمہیں کسی کلمہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو اس سے اچھے کلمات کے ساتھ جواب دو یا اسی کلمہ کو لوٹا دو۔'' جمہور مفسرین کرام اس آیت کے بارے متفق ہیں کہ یہ سلام کرنے کے بارے میں ہے اور سلام کا جواب دینے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ بہر حال اس سے اچھا وہ یہ کہ جواب دینے میں ورحمتہ اللہ کا اضافہ کرے۔ اگر سلام کرنیوالے نے السلام علیکم و رحمتہ اللہ کہا تو جواب دینے والا و برکاتہ کا اضافہ کرے اور یہی اس کی انتہا ہے۔۔۔۔۔ اور بہر حال اس کی مثل جواب دینا جس طرح کہ روایت کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا السلام علیک تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا السلام علیک ورحمتہ اللہ اور دوسرے شخص نے آ کر کہا السلامعلیک ورحمتہ اللہ تو حضور نے فرمایا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اور ایک تیسرے شخص نے آ کر کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ و برکاتہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا وعلیک اس آدمی نے عرض کیا آپ نے میرے لئے کم کر دیا پس کہا اللہ تعالی نے ارشاد نہیں فرمایا اور اس نے آیت تلاوت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میرے لئے کوئی فضیلت نہ چھوڑی تو میں نے تجھ پر اس کی مثل لوٹا دیا اور یہ مطالب کی اقسام کو جمع کرنے کیلئے نقصان دینے والے سے سلامتی۔ منافع کا حصول اور اس کا ثبوت۔۔۔۔۔ اور اسی سے ہے جو کہا گیا فحیوا باحسن منها او ردوها میں جو او ہے یہ تردید کیلئے ہے یعنی ایک مسلمان بعض لفظ سلام کے ساتھ سلام کرنے اور دوسرا تمام کے ساتھ سلام کرے ان کے درمیان کیلئے اور یہ وجوب علی الکفایہ ہے اور سلام کی حیثیت شروع ہے سلام کا جواب خطبہ کے دوران قرآن مجید کی تلاوت کے دوران، حمام میں اور قضائے

حاجت کے وقت اور اس کی مثل جگہوں پر نہیں دیا جائے گا۔
(ان اللہ علی کل شئی حسیباً) "بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ثواب دینے والا ہے"
یعنی وہ تمہیں سلام کرنے پر اور اس کے علاوہ پر ثواب عطا فرمائے گا۔ (قاضی بیضاوی)

اللہ کے نام کو پھیلانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "السلامُ اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے ایک اسم ہے۔ پس تم اس کو اپنے درمیان پھیلاؤ۔"

سلام کا جواب نہ دینے پر وعید

اور ایک روایت میں ہے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر سلام کرے اور وہ اس کا جواب دے تو اس کیلئے فرشتے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتے ہیں اگر وہ اس کے سلام کا جواب نہ دے تو وہ شخص سلام کا جواب دے جو اس کے ساتھ ہے پھر وہ فرشتے اس پر ستر مرتبہ لعنت کرتے ہیں۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ایک قوم پر گزرتے تو وہ ان پر سلام نہ کرتے اور فرماتے کہ مجھے سلام کرنے سے کوئی چیز منع نہیں کرتی۔ مگر مجھے ڈر اس بات کا ہوتا ہے کہ وہ مجھے سلام کا جواب نہ دیں اور فرشتے ان پر لعنت کریں۔ (بحر العلوم)

کون سلام کرے؟

اور "بستان العارفین" میں ذکر کیا گیا جب تم ایک قوم پر گزرو پس ان پر سلام کرو۔ جب تم نے ان کو سلام کیا تو ان پر جواب دینا واجب ہے...... اور فرمایا کہ چلنے والا بیٹھنے والے پر، چھوٹا بڑے پر، سوار پیدل چلنے والے پر گھوڑے پر سوار ہونے والا گدھے پر سوار ہونے والے کو سلام کرے اور وہ شخص سلام کرے جو تیرے پیچھے سے آتا ہے اور لوٹانے والا اس کے سلام کو سنے۔ اس لئے کہ جب اس نے سنا نہیں تو اس پر جواب دینا بھی لازم نہیں اور اپنے گھر والوں پر سلام کرے جب گھر میں داخل ہو اگر وہ گھر میں داخل ہو اور اس میں کوئی بھی نہ ہو تو پس وہ کہے۔ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین "ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ کیونکہ فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس سے زیادہ اور

مکمل برکت حاصل ہوتی ہے۔

کیا بچوں کو سلام کیا جائے؟

علماء کرام نے بچوں پر سلام کرنے کے بارے میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ ان پر سلام کیا جائے اور بعض نے کہا کہ ان پر سلام نہ کیا جائے اور بعض نے کہا سلام کرنا اس کے چھوڑنے سے افضل ہے اور مصنف کا یہی مختار ہے۔

اور زبدۃ المسائل ہے اگر ایک شخص نے کہا کہ اے زید تم پر سلام ہو اس کا جواب عمرو نے دے دیا تو وہ زید سے ساقط نہیں ہوگا۔

اور روضۃ العلماء میں ہے جب ایک آدمی ایک سے ملے تو اس بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا۔

شہر والے کا دیہاتی کو سلام کرنا

بعض نے کہا کہ جو شخص شہر سے آیا وہ اس شخص پر سلام کرے جو دیہات سے آیا اس لئے کہ شہر والا امن سے آیا پس وہ اس شخص پر سلام کرے جو بستی سے آیا تا کہ یہ شہر کے حالات کی سلامتی کی خبر ہو۔

اور بعض نے کہا کہ جو بستی سے آیا وہ اس شخص پر سلام کرے جو شہر سے آیا اس لئے کہ وہ شہر سے آیا نیز افضل جگہ سے آیا اور یہ بات ہدایت کیلئے کافی ہے اگر تو قناعت کرنے والا ہو۔ اور تو طلوع کرنے والے کی روشنی کو لوگوں کے درمیان پھیلا اور تو چمکنے والی تلوار کے ساتھ علماء کرام سے ڈرنے والا ہو۔ (شرح)

کتاب میں حضور کا نام دیکھ کر درود پڑھنا

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف پڑھا تو جب تک کتاب میں میرا نام رہے گا تو فرشتے اس کیلئے ہمیشہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

جواب دینے کی شرعی حیثیت

کہا گیا کہ سلام کی ابتداء کلام یا حاجت سے پہلے کرنا واجب نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور اس کا سننا مستحب بلکہ صحیح قول کے مطابق واجب ہے اور سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے

اور اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اگر پوری جماعت میں سے ایک آدمی نے سلام کیا تو وہ تمام کی طرف سے کفایت کر جائے گا اگر وہ سارے سلام کریں تو یہ افضل و اکمل ہے اور اس طرح اس کا جواب دینا واجب ہے اگر سلام کرنے والے نے جواب نہ سنا تو اس سے فرض ساقط نہیں ہوگا...... یہاں تک کہا گیا وہ شخص کہ جس کو سلام کیا گیا اگر بہرہ ہو تو سلام کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہونٹوں کو حرکت دے اور اس کو دکھائے اس حیثیت سے کہ اگر وہ بہرہ نہ ہوتا تو اس کو سن لیتا۔ (انتہی)

سلام کا جواب دینے کا طریقہ

اور کہا گیا کہ جب ایک آدمی نے اکیلے السلام علیک کہا تو کہہ وعلیکم السلام جمع کے ساتھ۔ کیونکہ جب اس شخص نے یہ کہا تو اس نے فرشتوں کو محروم کردیا اور اپنے آپ کو فرشتوں کے جواب سے محروم کر دیا اگرچہ فرشتے ہمارے سلام سے بے نیاز ہیں لیکن تو رحمت کے ساتھ ان کے جواب سے بے نیاز نہیں ہے۔

اور بہر حال جواب دینے کا طریقہ افضل یہ ہے کہ وعلیکم السلام واؤ کے ساتھ کہے۔ حذف کرنا جائز ہے لیکن وہ فضیلت کو چھوڑنے والا ہے اور جو شخص سلام کرنا چاہے اگر چاہے تو معرفہ یعنی السلام اور اگر چاہے تو نکرہ بھی سلام کہہ کر سلام کر سکتا ہے اور نماز کے سلام میں معرفہ یعنی السلام پڑھا جائے۔

جواب دینے میں جلدی کرنا

سلام میں شرط یہ ہے کہ اس کا جواب فوراً دیا جائے اگر اس نے جواب تاخیر کر کے دیا تو وہ جواب شمار نہیں ہوگا اور وہ جواب ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اس لئے کہ سلام کا جواب نہ دینے میں مسلمان کی اہانت ہے اگر غائب کی طرف سے قاصد نے سلام دیا یا خط میں سلام تحریر کر کے بھیجا گیا تو اس کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ بدعتیوں، کافروں اور کھیل کود میں مصروف ہونیوالوں کو سلام نہ کیا جائے۔

کافر کو جواب نہ دیا جائے

کافروں کو سلام کرنے اور ان کیلئے آغاز کرنے کے بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا پس ہمارا مذہب ہے کہ ان کیلئے ابتداء کرنا حرام اور اس کے رد کا وجوب ان پر۔

اس طرح کہنا علیک بغیر واؤ کے اور وعلیک مثلہ...... ابتداء نہ کرنے کے بارے میں بطور دلیل آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ''یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے کیلئے تم ابتداء نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی ایک کو راستے میں ملو تو اس کو منع کی طرف مجبور کر دو اس لئے کہ سلام کے ساتھ آغاز کرنا یہ ان کیلئے اعزاز ہے اور کفار کو عزت دینا جائز نہیں۔

سلام کو رواج دینے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم کامل مومن نہ بنو جنت میں داخل نہ ہوسکو گے اور جب تک تم محبت نہ کرو ایمان دار نہیں بن سکتے خبردار! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جب تم اسے کرو تو تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے۔ اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔ (رواہ امام مسلم و ابوداؤد)

اس حدیث شریف میں سلام کے پھیلانے کی عظیم رغبت ہے اور تمام مسلمانوں کو سلام کرنے کا حکم ہے چاہے تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ۔ (انتہی)

سلام کرنا کب مکروہ ہے

تاتارخانیہ میں ہے۔ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن وہ تلاوت کرنے والا سلام کا جواب دے کیونکہ وہ دو فضیلتوں کو حاصل کرنے پر قادر ہے۔ قرآن پڑھنے کی اور سلام کا جواب دینے کی فضیلت اور اسی طرح قرآن کو سننے والے پر اور اسی طرح علم کے مذاکرے کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے جو لوگ علم کا مذاکرہ کر رہے ہو ان میں سے کسی ایک پر بھی سلام نہ کیا جائے اور اگر کسی نے سلام کیا تو وہ گنہگار ہو گا اور اسی طرح اذان اور تکبیر کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان اوقات میں سلام کا جواب نہ دیا جائے اگرچہ وہ آہستہ ہی کیوں نہ ہو۔ (انتہی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کی وصیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ نے مجھے کسی چیز کے بارے میں نہیں فرمایا جو میں نے کر لی۔ کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے بارے میں کہ تو نے کیوں نہیں کیا؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے انس میں تمہیں ایک وصیت

کرتا ہوں تو اس کو یاد کر لے رات کو کثرت سے نماز پڑھو محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو ان کو سلام کر اللہ تعالیٰ تیری برکات میں اضافہ کر دے گا اور اگر تو طاقت رکھتا ہو اپنے بستر پر پاک وصاف ہو کر سو تو یہ کر پس بے شک تو اسی حالت میں فوت ہو گیا تو ٗتو شہید ہو کر مرا اور جب تو اپنے گھر والوں سے رخصت لے کر آئے تو ہر ملنے والے کو سلام کر اللہ تعالیٰ تیری نیکیوں کو بڑھا دے گا اور تو بڑے مسلمانوں کی تعظیم کر اور چھوٹے مسلمانوں پر رحم کر میں اور تم جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ نے سبابہ اور درمیانی انگلی میں تشبیک کی۔

اور تو جان لے اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے ایک لقمہ کی وجہ سے خوش ہو جاتا ہے جس کو بندہ کھائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس پانی کے گھونٹ پینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے سے خوش ہو جاتا ہے جس کو پی کر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔ (حدیث)

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آقا نے فرمایا اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز پڑھو تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

خوبصورت کمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جنت میں تمام رنگوں سے بنا ہوا ایک کمرہ ہے اس میں ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نعمتیں کس کیلئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اس شخص کیلئے جو سلام پھیلائے کھانا کھلائے ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز پڑھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا عنقریب میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دوں گا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملا اور اس کو سلام کیا تو تحقیق اس نے سلام کو پھیلایا اور جس شخص نے اپنے اہل وعیال کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو تحقیق اس نے کھانا کھلایا اور جس شخص

نے رمضان اور شوال کے چھ روزے رکھے تو تحقیق اس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور جس شخص نے رات کی آخری نماز یعنی عشا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو تحقیق اس نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ سارے لوگ سوئے ہوئے تھے اور وہ یہودی، عیسائی اور مجوسی ہیں جس طرح کہ امام اندلسی نے اس کی تصریح فرمائی۔

سلام کرنا مکروہ ہے

حدیث کی روایت کے وقت اذان اور اقامت کے وقت بھی جب قوم اذان اور تکبیر سننے میں مشغول ہو سلام کرنا مکروہ ہے سلام کرنے والا گناہ گار ہوگا لیکن سننے والے اس کا جواب دیں اور جو شخص بیت الخلاء میں ہو تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ شخص زبان کے علاوہ دل کے ساتھ سلام کا جواب دے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ بالکل جواب نہ دے جب کہ حضرت امام محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد سلام کا جواب دے۔

اور نماز پڑھنے والے پر سلام کرنا مکروہ ہے اس حالت میں بھی سلام کرنے والا گناہ گار ہوگا اس سلام کا جواب نہ دیا جائے۔

سائل پر سلام کرنا مکروہ ہے اگر سائل سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب نہیں اور قاضی جب عدالت میں ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے اس پر بھی سلام کا جواب دینا واجب نہیں اور استاد کو سبق پڑھاتے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اگر سلام کیا گیا تو ان کو جواب دینا ضروری نہیں اور شطرنج کے کھیلنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے نرد وغیرہ کے کھیلنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے اور بدعتی، ملحد، بے دین، استہزاء کرنے والے، جھوٹے قصہ کو پڑھنے والے پر، کھیل کود والے، گالیاں بکنے والے، ہجو کرنے والے، راستے پر اس لئے بیٹھنے والے کہ وہ خوبصورت عورتوں کو اور خوبصورت لڑکوں کو دیکھیں ان کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

ننگے لوگوں پر برابر ہے کہ وہ حمام میں ہوں یا کسی اور مقام پر ہوں اور مزاح کرنے والے پر، جھوٹے پر، لوگوں کو گالیاں دینے والے پر، بازار میں مشغول ہونے والے پر، بازار میں یا دکان پر کھانا کھانے والے کو اس حال میں کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گانا گانے والے پر، کبوتر اڑانے والے پر اور کافر پر سلام کرنا مکروہ ہے۔

السلام قبل الکلام

(ابن کمال پاشا اللہ تعالیٰ اسے خوش کرے السلام قبل الکلام والی حدیث میں جو کچھ چاہا کہا)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام کرنے سے پہلے کلام کرے اس کو جواب نہ دو۔

شیطان لعین کی پریشانی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک لعنی شیطان مومن کے سلام کرنے کے وقت روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! یہ دو مومن جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان دونوں کو بخش دیا جائے گا۔ (الحدیث)

سلام کا صحیح طریقہ

علماء نے فرمایا کہ منہ پر ہاتھ رکھنا عیسائیوں کا سلام ہے۔ انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا یہودیوں کا سلام ہے۔ جھکنا مجوسیوں کا سلام ہے۔ حیاک اللہ (اللہ تعالیٰ تجھے زندہ کرے) کہنا عربوں کا سلام ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا مسلمانوں کا سلام ہے اور یہ تمام سلام کے طریقوں سے افضل ہے۔ (من المنقولات)

سلام کا جواب اور چالیس نیکیاں

حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیکم آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا تیرے لئے دس نیکیاں ہیں۔ ایک دوسرے آدمی نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا تیرے لئے تیس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور شخص آپ کی بارگاہ میں ہوا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مغفرتہٗ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تیرے لئے چالیس نیکیاں ہیں۔ (کذافی مشکوٰۃ المصابیح)

جلسہ نمبر ۱٦

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کا بیان

آیت مبارکہ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

جلسہ نمبر ۱۶

نبی اکرم ﷺ کی اس دارفانی سے رحلت

آیت کی تفسیر

(الیوم اکملت لکم دینکم) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا'' یعنی مدد کے ساتھ اور تمام ادیان پر غلبہ کے ساتھ یا عقائد کے قوائد اور شریعت کے اصولوں پر واقفیت اور قوانین اجتہاد پر نص کی وجہ سے۔

(واتممت علیکم نعمتی) ''اور میں نے تم پر اپنی نیکی کو مکمل کیا'' ہدایت اور توفیق کے ساتھ یا دین کو مکمل کرنے کے ساتھ یا مکۃ المکرمہ کو فتح اور جاہلیت کے منار کو گرانے کے ساتھ۔

(ورضیت لکم الاسلام دینا) ''اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔'' یعنی میں نے اسے اختیار کیا تمام ادیان میں سے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اسلام ہی دین ہے نا کوئی اس کے علاوہ۔ (تفسیر بیضاوی)

درود پڑھنے والی مچھلی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوہ قاف کے پیچھے ایک سمندر کو پیدا کیا ہے اور اس سمندر میں ایک مچھلی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتی ہے پس جو شخص اس سمندر سے مچھلی کو پکڑے اس کے ہاتھ خشک ہو جاتے ہیں اور وہ مچھلی پتھروں میں سے ایک پتھر بن جاتی ہے۔

اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے اور پانچ نمازیں با جماعت ادا کرتا ہے تو وہ دوزخ کے عذاب اور برائی چاہنے والوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔

حضرت فاروق عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا ''اے عمر تجھے کس چیز نے رلا دیا'' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ مجھے اس بات نے رلا دیا کہ ہم دین کے معاملے میں ترقی میں تھے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو گیا (تو یہ قانون ہے) کہ جب کوئی چیز کمال کو پہنچتی ہے تو اس میں کمی ضرور آتی ہے۔

''ہر کمال لا زوال'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو نے سچ کہا۔ (ابوسعود)

شانِ نزول

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوئی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں ایک اونٹ پر سوار تھے اور اس کے بعد فرائض میں سے کوئی چیز نازل نہ ہوئی۔ پس جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مفہوم و معانی کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پس آپ نے اپنی اونٹنی کے ساتھ سہارا لیا تو وہ بیٹھ گئی۔ پس حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے پس انہوں نے عرض کیا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ کے دین کا معاملہ مکمل ہو گیا ہے۔ جو آپ کے رب نے حکم دینا تھا یا جس چیز سے منع کرنا تھا وہ سلسلہ منقطع ہو چکا پس آپ اپنے صحابہ کرام کو جمع کریں اور ان کو خبر دیں کہ بے شک میں (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آج کے بعد آپ کے پاس حاضر نہیں ہوں گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مغموم ہونا

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس مدینہ منورہ کی طرف تشریف لائے آپ

نے اپنے تمام صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان کو یہ آیت بتائی اور جو کچھ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تھا صحابہ کرام کو اس کی خبر دی۔ پس صحابہ کرام خوش ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا دین مکمل ہو گیا۔ جب کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے مکمل ہونے کی خبر سن کر مغموم ہو گئے۔ اپنے گھر تشریف لائے دروازے کو بند کیا اور دن رات رونے میں مصروف ہو گئے۔

صحابہ کرام نے جب آپ کے رونے کی آواز سنی تو وہ اکٹھے ہو کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر کیوں رو رہے ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نہیں جانتے کہ تمہیں کتنے مصائب پہنچنے والے ہیں۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ جب کوئی معاملہ تمام ہو جاتا ہے تو پھر اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے اور یہ آیت ہمیں جدائی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یتیم ہونے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بیوہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔

پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان چیخ و پکار شروع ہو گئی اور سب کے سب رونے لگ گئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے دوسرے لوگوں نے رونے کی آواز سنی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں جانتے کہ صحابہ کرام کا کیا حال ہے؟ ہم نے تو صرف ان کے رونے اور آہ و زاری کی آواز سنی ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ مبارک تبدیل ہو گیا جلدی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضور صحابہ کرام تک آ گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کو اس حال میں دیکھا پس حضور نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ بے شک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو سنی ہے اور کہا وہ اس آیت سے آپ کی وفات پر استدلال کرتے ہیں؟ نبی پاک صاحب

لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور تحقیق میرا رحلت فرمانا قریب ہے اور میرے تم سے جدا ہونے کا وقت ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے زیادہ علم والے تھے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی آپ نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہو گئے سب صحابہ کرام پریشان ہو گئے اور سب پر خوف طاری ہو گیا اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ زور زور سے رونے لگے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے پہاڑ ان کے ساتھ رونے لگے۔ آسمان کے فرشتے رونے لگے خشکی اور تری کے چھوٹے چھوٹے کیڑے اور حیوانات رونے لگے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کو الوداع کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور آپ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وصیت فرمائی پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نازل ہونے کے صرف دو ماہ اکیس دن زندگی کے گزارے۔

وصال کا وقت قریب

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب یہ آیت (یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ) ''آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں آپ فرمائیں کہ کلالہ کے بارے اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے۔'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضورؐ نے ایک ماہ بیس دن ظاہری زندگی کے گزارے۔

اور جب یہ آیت (لقد جاء کم رسول من انفسکم) ''تحقیق تمہارے پاس تمہارے نفسوں سے رسول آئے۔'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ پانچ دن گزارے۔

قرآن مجید کی آخری آیت

جب یہ آیت (واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ) ''اور تم ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیس دن رہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضور نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس سے آنکھیں رو پڑی دل کانپ اٹھے جسم تھرتھرا گئے نیز

آپ نے خوش خبری سنائی اور ڈرایا۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ نماز کیلئے اذان پڑھیں ۔ پس حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی۔ مہاجرین وانصار صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو مختصر رکعتیں پڑھائیں۔

بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایسا خطبہ کہ جس کو سن کر دل خوف زدہ ہو گئے۔ آنکھیں اشک بار ہو گئیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ بے شک میں تمہارے لئے نبی اور ناصح تھا اور رب ذوالجلال کے اذن کے ساتھ اسی طرف بلانے والا اور میں تمہارے لئے ایک مشفق بھائی اور مہربان باپ کی طرح تھا۔

میں نے تم میں سے کسی ایک ساتھ زیادتی کی ہو تو وہ پوری جماعت میں سے اٹھ کھڑا ہو اور قیامت کے دن قصاص لینے سے آج ہی وہ مجھ سے قصاص لے حاضرین میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے یہی بات دوسری اور تیسری مرتبہ ارشاد فرمائی۔

پس ایک آدمی نے کہا جس کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو اگر آپ بار بار ارشاد نہ فرماتے تو میں بھی اس حوالے سے آپ سے کوئی گزارش نہ کرتا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میری اونٹنی آپ کی اونٹنی کے برابر ہوئی پس میں اپنی اونٹنی سے نیچے اترا اور آپ کے قریب ہوا۔ تا کہ میں آپ کی ران مبارک کو بوسہ دے سکوں۔ پس آپ نے اپنی چھڑی مبارک اٹھائی جو آپ اونٹنی کو تیز چلانے کیلئے اسے مارتے تھے۔ تو آپ نے وہی چھڑی میرے پہلو پر ماری لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آپ نے وہ چھڑی مجھے قصداً ماری ہے یا آپ کا ارادہ اونٹنی کو مارنے کا تھا۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عکاشہ بخدا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے مارنے کا ارادہ بالکل نہیں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جاؤ اور وہ چھڑی لے کر آؤ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے مسجد سے باہر نکلے۔ پس کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بنفس نفیس قصاص دینے کیلئے تیار ہو گئے ہیں انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دروازے پر کون ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی لینے کیلئے آیا ہوں۔ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد گرامی چھڑی سے کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا اے حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپکے والد گرامی حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود قصاص دینے کیلئے آمادہ ہیں تو حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کس کا دل چاہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لے؟ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھڑی لے کر مسجد میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھڑی لے کر حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی۔

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو دیکھا تو یہ دونوں حضرات کھڑے ہو کر کہنے لگے اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم دونوں تیرے سامنے ہیں اور تو ہم سے قصاص لے اور تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے قصاص نہ لے۔

(یہ منظر دیکھ کر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں بیٹھ جاؤ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہارے مرتبے کو جانتا ہے۔

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زندہ ہوں تو میرا دل نہیں چاہتا کہ تو (میری موجودگی میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لے یہ میری پیٹھ اور میرا پیٹ حاضر ہیں تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے قصاص لے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مجھے چھڑی

مار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً رب ذوالجلال تیری نیت اور تیرے مقام کو جانتا ہے۔

چنانچہ حسنین کریمین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو ہمیں نہیں جانتا؟ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ ہم سے قصاص لینا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص لینا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم بیٹھ جاؤ۔

پھر نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مار۔ اگر تو مارنا چاہتا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ نے مجھے مارا تو مجھ پر کپڑا نہیں تھا (یعنی میرا پیٹ ننگا تھا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا ہٹا لیا۔ تو مسلمان یہ منظر دیکھ کر چیخ چیخ کر رونے لگے۔ جب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی سفیدی کو دیکھا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ کی پشت مبارک کو چوم لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری روح آپ پر قربان ہو۔ کس کا دل چاہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کریم سے قصاص لے؟

یہ سب کچھ میں نے اس امید پر کیا کہ میرا جسم آپ کے جسم شریف سے مس ہو جائے اور آپ کی حرمت کی وجہ سے میرا رب مجھے آگ سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس شخص (یعنی عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔ پس مسلمان فرط جذبات کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کو بوسہ دیتے اور کہتے اے عکاشہ تیرے لئے خوش بختی ہے تو اعلیٰ درجات حاصل کر لئے اور جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ حاصل کر لیا۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں

جھولی ہی میری تنگ ہے در پہ تیرے کمی نہیں
تیرے کرم سے بے نیازؔ کیا کیا شے ملی نہیں

یااللہ ہمارے لئے اپنی عزت اور جلال کے صدقے نبی پاک کی شفاعت کو آسان فرما۔ (اچھے وعظ و نصیحت سے)

خوف خدا کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ نے فرمایا تمہارے لئے مرحبا! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تحقیق جدائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف نیز جنۃ الماویٰ کی طرف پلٹنے کا وقت قریب ہے۔

تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت

مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیں۔ مجھ پر حضرت فضل ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانی گرائیں۔ اگر تم چاہو تو مجھے اپنے ان کپڑوں یا سفید یمنی حلہ میں کفن دینا۔ جب تم مجھے غسل دے لو تو مجھے میرے اس گھر میں میرے لحد کے کنارے چارپائی پر رکھ دینا پھر کچھ وقت کیلئے تم سارے اس کمرے سے باہر چلے جانا۔

سب سے پہلے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی ذات رحمت نازل فرمائے گی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر درود شریف پڑھیں گے پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ پھر تمام فرشتے مجھ پر درود پڑھیں گے۔ پھر تم گروہ در گروہ مجھ پر داخل ہو کر درود و سلام پڑھنا۔

صحابہ کرام کی حالت زار

جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے بارے سنا تو وہ چیخ اٹھے اور زار و قطار روئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے رسول ہیں۔ ہمارے معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ ہمارے معاملات کے شہنشاہ ہیں۔ جب آپ ہم سے تشریف لے جائیں گے تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں گے؟

رسول خدا کی طرف سے دو ناصح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے تمہیں واضح راستے اور دلیل پر چھوڑا ہے میں نے تمہارے لئے دو نصیحت کرنے والے چھوڑے ہیں جن میں سے ایک ناطق اور دوسرا صامت (خاموش) ہے۔ پس واعظ ناطق قرآن مجید اور واعظ صامت موت ہے۔ جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرو اور جب تمہارے دل سخت ہو جائیں تو موت کے احوال کے اعتبار کرنے کا قصد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر کے آخر میں بیمار ہوئے اور حضور تقریباً اٹھارہ دن علیل رہے۔ اس دوران لوگ آپ کی عیادت کرتے ابتدائی مرض جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ وہ "دردسر" تھا جو حضور کو لاحق ہوا۔

نبی پاک صاحب لولاک سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور اسی دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے جب سوموار کا دن آیا تو آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی اذان دی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔" حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت خاتون جنت کے کلام کا مفہوم نہ سمجھا جب صبح روشن ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سن لیا تو حضور نے فرمایا کہ اے بلال اندر آ جاؤ۔ میں اپنے آپ میں مشغول تھا اور میری بیماری نے شدت اختیار کر لی ہے۔

اے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھ کر روتے ہوئے باہر نکلے اور وہ آواز دے رہے تھے ہائے مصیبت ہائے امیدوں کا منقطع ہونا ہائے کمر کا ٹوٹنا' اے کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا (یہ کہتے ہوئے) وہ مسجد میں داخل ہوئے اور آ کر کہا کہ اے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور آپ سے فرما رہے ہیں کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور وہ اپنے آپ میں مصروف ہیں۔ (یعنی ان کا آخری وقت ہے)

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محراب کو آپ سے خالی دیکھا تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے ایک سخت قسم کی چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے۔ مسلمانون نے بھی ان کے ساتھ مل کر آہ و زاری شروع کر دی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی آہ و زاری کو سن لیا۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہ یہ کیا چیخ و پکار اور آہ و زاری ہے؟

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ کہ مسلمان اپنے آپ سے آپ کے جدا ہونے کی وجہ سے فریاد کر رہے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور ان دونوں کے ساتھ سہارا لے کر باہر مسجد کی طرف تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام کو سوموار کے دن کی فجر کی نماز پڑھائی پھر اپنے چہرۂ اقدس کو لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا اے صحابہ کرام کی جماعت۔ تم اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہو۔ تم پر رب ذوالجلال کا ڈر اور اس کی اطاعت لازم ہے میں دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔ میرا یہ آخرت کی زندگی پہلا اور دنیا کی زندگی کا آخری دن ہے۔ (سوموار) آپ اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے۔

ملک الموت کا حاضر خدمت ہونا

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تو اچھی صورت میں میرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ کی روح قبض کرنے میں نرمی اختیار کر۔ اگر وہ آپ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دیں تو داخل ہو جانا اور اگر اندر آنے کی اجازت نہ دیں تو اندر مت داخل ہونا اور واپس لوٹ آنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں نیچے اترے اور آ کر کہا اے اہل بیت نبوت اور رسالت کا مخزن السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ کے بندے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ (یعنی آپ کا آخری وقت ہے) پھر

حضرت ملک الموت نے دوبارہ آواز دیا اور کہا اے اہل بیت نبوت اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آواز کو سن لیا اور فرمایا اے فاطمۃ دروازے پر کون ہے؟ حضرت خاتون جنت نے عرض کیا ایک دیہاتی آدمی ہے جس نے آ کر آواز دی ہے چنانچہ میں نے کہا کہ حضور پاک اپنے آپ مشغول ہیں۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ آواز دی تو میں نے پہلے کی طرح اسے جواب دیا اس نے میری طرف اس طرح دیکھا میرے جسم پر ایک کپکپی طاری ہو گئی میرا دل خوفزدہ ہو گیا میرے ہوش وحواس اڑ گئے میرا رنگ تبدیل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمۃ رضی اللہ عنہا کیا تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لذتوں کو ختم کرنے والے۔ شہوات کو منقطع کرنے والے گروہوں میں جدائی ڈالنے والے۔ گھروں کو ویران کرنے والے قبروں کو آباد کرنے والے۔ (یعنی حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام)

(یہ سن کر) حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت روئیں اور کہا ہائے افسوس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی موت۔ ہائے مصیبت خیر الاتقیا کا وصال اور سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا ہونے کی وجہ سے۔ ہائے حسرت آسمان سے وحی کے منقطع ہونے کی وجہ سے پس تحقیق میں آج کے دن سے آپ کے کلام سے محروم ہو گئی اور آج کے بعد میں آپ کا سلام نہیں سن سکوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نہ رو تو سب سے پہلے میرے وصال کے بعد مجھے ملنے والی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت دینا

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے ارشاد فرمایا کہ تو اندر داخل ہو چنانچہ وہ اندر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور حضور نے فرمایا اے ملک الموت تجھ پر بھی سلام ہو۔ کیا تو زیارت کرنے کیلئے آیا ہے یا روح قبض کرنے کیلئے؟ حضرت ملک الموت نے عرض کیا زیارت اور روح قبض کرنے کے ارادے سے آیا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہاں چھوڑا ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آسمان دنیا پر چھوڑا ہے اور فرشتے ان کا قصد کیے ہوئے ہیں پس وہ ایک لمحے کیلئے بھی نہ ٹھہرے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا آپ نہیں جانتے کہ معاملہ قریب ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

جبرائیل علیہ السلام کا خوش خبری سنانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھے خوش خبری سناؤ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں میرا کس قدر مرتبہ و مقام ہے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور فرشتے آسمان میں صفیں بنا کر آپ کی روح اقدس کی انتظار کر رہے ہیں یقیناً جنت کے دروازے کھول دیے گئے اور تمام حوریں بن سنور کر آپ کی پاکیزہ روح کیلئے سراپا انتظار ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا الحمد للہ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غم کا زائل ہونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو مجھے خوشخبری سناؤ کہ قیامت کے دن میری امت کیسے ہو گی؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہو۔ اس طرح تمام امتوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب میرا دل خوش ہو گیا اور میرا غم زائل ہو گیا ہے۔

حضور کی روح کا پرواز کرنا

پھر آپ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا اے ملک الموت میرے قریب ہو۔ پس وہ قریب ہوئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو قبض کریں جب آپ

روح مبارک نکلتے نکلتے حلق پر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام کا موت کا ذائقہ کتنا کڑوا ہے؟۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا چہرہ حضور سے ایک طرف کرلیا آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا تو میرے چہرہ کو دیکھنا (نعوذ باللہ) ناپسند کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کون طاقت رکھتا ہے کہ وہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھے جب کہ آپ پر سکرات موت لگی ہوئی ہو۔

دم آخر نماز کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک آپ کے سینے میں تھی اور وہ یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں نماز کی اور جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں تھوڑی دیر ہی گزری کہ آپ نے ان دونوں چیزوں کے بارے وصیت فرمائی اور آپ کی روح مبارک پرواز کرگئی۔ یہاں تک کہ آپ کا کلام منقطع ہوگیا۔

امت کی یاد

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سانس مبارک تھے تو آپ نے اپنے ہونٹ مبارک کو دو مرتبہ حرکت دی۔ میں نے اپنے کان حضور کے منہ کے قریب کئے تو میں نے سنا۔ حضور آہستہ آہستہ فرمارہے تھے۔

''میری امت میری امت''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ربیع الاول شریف کے مہینے میں سوموار کے دن ہوا۔

فلوکانت الانبیاء تدوم لواحد
لکان رسول اللہ ﷺ فیھا مخلداً

اگر دنیا کسی ایک کیلئے بھی ہمیشہ رہتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمیشہ رہتے۔

آخری غسل حضرت علی نے دیا

بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو

تختہ پر رکھا تا کہ وہ آپ کو غسل دیں۔ اچانک ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دو کیونکہ آپ طاہر اور مطہر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرے دل میں خیال آیا (کہ حضور نے تو ہمیں غسل دینے کے بارے حکم دیا ہے) چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آواز دینے والے تو کون ہے؟ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غسل دینے کے بارے حکم دیا ہے۔

اچانک ایک اور آواز دینے والے نے آواز دی اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیں۔ پہلا آواز دینے والا شیطان لعین تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حسد کرتے ہوئے اور اس بات کا ارادہ کرتے ہوئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں قبر میں داخل ہوں کہ آپ کو غسل نہ دیا ہوا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے مجھے خبر دی کہ وہ پہلا آواز دینے والا لعنتی شیطان تھا۔ لیکن آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت حاضر ہوا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل دیا حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پانی گرایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے خوشبو لے کر حاضر ہوئے۔

چنانچہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں بدھ کی رات نصف شب کے وقت دفن کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ منگل کی رات تدفین ہوئی۔

قبر انور پر کھڑے ہو کر ام المومنین کا ارشاد فرمانا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی قبر انور پر کھڑی تھیں اور یہ ارشاد فرما رہی تھیں۔ اے وہ ذات کہ جس نے ریشم نہیں پہنا اور نرم بستر پر نیند نہیں فرمائی اے وہ ذات کہ جو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی بھی جو کی روٹی کے ساتھ اپنے پیٹ کو نہیں بھرا اے وہ ذات کہ جس نے تخت کی بجائے چٹائی کو اختیار کیا اے وہ ذات کہ جو جہنم کے خوف کی وجہ سے رات کو زیادہ دیر تک سوتے نہ تھے۔

جلسہ نمبر ۱۷

شراب پینے والے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: یاایھا الذین امنوا انما الخمرو المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون○

(المائدہ ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

جلسہ نمبر ۱۷

شراب پینے والے کی برائی

آیت کی تفسیر

(یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر و الانصاب) (سورۃ المائدہ) ''اے ایمان والو! بے شک شراب' جوا اور بت'' (انصاب) سے مراد وہ بت ہیں۔ جن کو عبادت کیلئے گاڑھا جاتا ہے۔ (والازلام) اس کی تفسیر سورۃ کے شروع میں گزر گئی (رجس) ''ناپاک'' رجس سے مراد وہ چیز ہے۔ جو عقل ماؤف کر دے لفظ رجس کو مفرد لایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ الخمر کی خبر ہے اور باقی معطوفات کی خبر محذوف ہے یا یہ محذوف مضاف کی خبر ہے گویا کہ اس نے کہا کہ اس کو خمر اور میسر کی موافقت میں لایا گیا ہے۔

(من عمل الشیطان) ''شیطان کے کام'' اس لئے کہ شیطان ان کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اور ان کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔

(فاجتنبوہ) ''پس تم اس سے بچو'' ''ہ'' ضمیر کا مرجع رجس ہے یا شیطان ہے یا دیگر معطوفات ہیں۔

(لعلکم تفلحون) تا کہ تم اجتناب کر کے فلاح حاصل کرو۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب اور جوا کی حرمت کو تاکید کے ساتھ ذکر کیا۔

۱- جملہ کے شروع میں انما کو ذکر فرمایا۔

۲- شراب اور جوا کے ساتھ بتوں اور تیروں کا ذکر کیا اور ان دونوں کو رجس یعنی ناپاک فرمایا۔

۳- ان دونوں (شراب اور جوا) کو شیطان کا عمل قرار دیا اس بات پر خبردار کرنے کیلئے کہ ان دونوں میں مصروف ہونا محض برائی' اور اکثر برائی ہے۔

۴- خاص طور پر ان دونوں سے بچنے کا حکم دیا اور اجتناب کو فلاح کا سبب قرار دیا۔

۵- پھر اس بات کو پختہ کیا کہ بے شک ان دونوں میں دین اور دنیا کی برائیاں ہیں ایسی خرابیاں کہ جو ان کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہیں۔ (تفسیر بیضاوی)

درود شریف اور کثرت رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبکوئی مومن مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ملک الموت اسے قبضہ میں لے کر اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ میری قبر انور تک اس کو پہنچاتا ہے پھر وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کی امت میں سے فلاں شخص نے آپ کی ذات پر درود پڑھا ہے تو میں اس فرشتے سے فرماتا ہوں۔ میری طرف سے اس تک دس رحمتیں پہنچا دو اور اسے جا کر کہو کہ تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہوگئی ہے۔

پھر فرشتہ اوپر کی طرف چڑھنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ وہ عرش تک جا پہنچتا ہے پس وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! بے شک فلاں بن فلاں نے تیرے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے اس تک دس رحمتیں پہنچا دو۔

پھر اللہ تعالیٰ اس درود شریف کے ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ اس فرشتہ کے تین سو ساٹھ سر ہیں اور ہر ایک سر میں تین سو ساٹھ چہرے ہیں اور ہر ایک چہرے میں تین سو ساٹھ منہ ہیں اور ہر ایک منہ میں تین سو ساٹھ زبانیں ہیں۔

وہ فرشتہ ہر ایک زبان کے ساتھ کلام کرتا ہے اور تین سو ساٹھ طرح کی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے اور قیامت تک اس کا ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔

شراب کی سات تاثیریں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی بیل کاشت کی لیکن وہ

سرسبز نہ ہوئی شیطان لعین آپ کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی اگر آپ چاہتے ہیں کہ انگور کی بیل سرسبز ہو تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں سات چیزوں کو ذبح کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا ہی کر چنانچہ شیطان نے (۱) شیر' (۲) ریچھ' (۳) چیتا' (۴) گیدڑ' (۵) کتا' (۶) مرغ اور (۷) لومڑ کو ذبح کیا اور ان تمام کا خون انگور کی بیل کی جڑوں میں گرا دیا تو وہ انگور کی بیل اسی وقت سرسبز و شاداب ہوگئی اور اس انگور کی بیل پر ستر رنگ کے انگور لگ گئے جب کہ اس سے پہلے اس بیل پر ایک ہی رنگ کے انگور لگتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ شراب کو پینے والا شیر کیطرح بہادر ریچھ کی طرح طاقتور' چیتے کی طرح غضبناک' گیدڑ کی طرح باتیں کرنے والا۔ کتے کی طرح لڑنے والا' لومڑ کی طرح بدلا لینے والا اور مرغ کی طرح اپنے آپ کو بچانے والا۔ (حیات القلوب)

مومن شراب نہیں پیتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا' کوئی چور ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا اور کوئی شرابی ایمان کی حالت میں شراب نہیں پیتا۔ (رواہ البخاری)

''وھو مومن'' میں واو حال کیلئے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شراب پینے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔

عمل صالح ایمان کی جز؟

عمل صالح ایمان کی جز ہے یا نہیں۔ اس بارے دو مذہب ہیں۔

۱- امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک عمل ایمان کامل کی جز ہے۔

۲- امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک عمل ایمان کامل کی جز نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تارک عمل امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مومن نہیں ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے نزدیک عمل کو ترک کرنے والا مومن ہے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول لایشرب شارب الخمر حین یشربها فهو مومن ''شراب پینے والا ایمان کی حالت میں شراب نہیں پیتا۔'' کے بارے سوال کیا تو آپ نے زمین پر ایک وسیع دائرہ کھینچا پھر اس کے اندر ایک اور دائرہ کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ پہلا دائرہ اسلام اور دوسرا

دائرہ ایمان ہے۔ اگر کوئی بندہ شراب پئے یا زنا کرے یا چوری کرے تو وہ ایمان کے دائرے سے نکل کر اسلام کے دائرے کی طرف آ جاتا ہے مگر یہ کہ شرک کے ساتھ نعوذ باللہ۔

احناف کے نزدیک ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔ اس پر دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔ (ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین) ''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور چیز کو بطور دین پسند کرے تو اس کو اس کی طرف سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے'' خاسرین کا معنی ہے مغبونین یعنی جن سے دھوکا کیا گیا اس لئے کہ اس نے جنت کے گھر کے بدلے دوزخ کے گھر کو پسند کیا۔

میکدہ میں جانا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ تو وہ ایسے دستر خواں پر نہ بیٹھے کہ جس پر شراب پی جاتی ہو۔ (رواہ الطبرانی)

ایمان کا نکل جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس بندہ سے ایمان کو اس طرح کھینچ لیتا ہے۔ جس طرح ایک انسان اپنے سر سے قمیص کو اتار لیتا ہے۔ (رواہ الحاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ زنا کرے یا شراب پئے تو اس سے اس کا ایمان نکل جاتا ہے اور وہ سائے کی طرح اس کے سر کے اوپر رہتا ہے۔ جب وہ آدمی اس عمل بد سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اس کی طرف واپس لوٹ آتا ہے۔ (رواہ البخاری)

دس بری خصلتیں

حضرت فقیہ ابو لیث رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو شراب سے بچاؤ کیونکہ شراب

کے پینے میں دس بہت ہی بری خصلتیں ہیں۔

۱- جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو وہ مجنون آدمی کی طرح بن جاتا ہے۔ بچے اس کے ساتھ ہنسی اور مذاق کرتے ہیں اور یہ بات عقلاء کے نزدیک بہت ہی بری ہے۔

۲- شراب عقل کو زائل کرنے اور مال کو برباد کرنے کا سبب ہے۔

۳- بے شک شراب کا پینا دوستوں اور بھائیوں کے درمیان دشمنی کا سبب ہے۔

۴- شرب خمر نماز اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منع کرتا ہے۔

۵- شراب کا پینا شرابی کو زنا پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ جب وہ شراب پی لے تو ہو سکتا ہے کہ وہ نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اسے شعور تک نہ ہو۔ (خدانخواستہ اس کے بعد وہ اس عورت کے ساتھ وطی کرے تو یہ زنا شمار ہوگا۔)

۶- شراب کا پینا ہر برائی کی چابی ہے اس لئے کہ جب کوئی آدمی شراب پی لے تو پھر سارے گناہ اس کیلئے آسان ہو جاتے ہیں۔

۷- بے شک شراب کا پینا کراماً کاتبین کو برائی کی مجلس میں داخل کر کے اذیت کا سبب بنتا ہے۔

۸- شرابی پر حد جاری ہوتی ہے یعنی اس کو اسی کوڑے مارے جاتے ہیں۔ اگر یہ کوڑے شرابی کو دنیا میں نہ مارے جائیں تو پھر اسے آخرت میں آگ سے بنے ہوئے کوڑے کے ساتھ تمام لوگوں کے سامنے مارے جائیں گے۔ اس کے دوست اور اس کے والدین اس کو دیکھ رہے ہوں گے۔

۹- شراب پینے والا اپنے اوپر آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے اس لئے کہ چالیس دن تک اس کی نیکیاں اور اس کی دعا بلندی کی طرف نہیں اٹھائی جاتی۔

۱۰- شراب پینے والے پر ڈر یہ ہے کہ موت کے وقت اس سے ایمان نہ سلب کر لیا جائے۔

یہ سزا شراب پینے والے کے لئے پہلے پہل دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں سخت ہے۔

پس عقلمند آدمی کیلئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ (جنت) کی طویل لذت کے بدلے دنیا کی قلیل لذت کو اختیار کرے۔

شرابی اور جنت میں داخلہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

(۱) شراب پینے پر ہمیشگی اختیار کرنے والا۔

(۲) قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتے کو توڑنے والا)

(۳) جادوگروں کی تصدیق کرنے والا۔

جو شخص شراب پینے پر ہمیشگی اختیار کرتے ہوئے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نہر غوطہ سے سیراب کرے گا۔ یہ وہ نہر ہے جو زانیاں عورتوں کی شرم گاہ سے جاری ہوگی اور اس کی بدبو سے دوزخ والوں کو تکلیف ہوگی۔ (رواہ احمد وابن عدی)

شرابی کا بائیکاٹ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص شراب پئے (اپنی لڑکیاں) اس کے نکاح میں نہ دو اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

پس مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنایا۔ شراب پینے والے پر توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے۔

جو شخص شرابی کو ایک لقمہ کھلائے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھوں کو مسلط کر دے گا۔

اور جس شخص نے شرابی کی حاجت کو پورا کیا تو اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی اور جس نے شراب پینے والے کو قرض دیا تو اس نے ایک مومن کے قتل کرنے پر مدد دی اور جس شخص نے شرابی آدمی کی ہم نشینی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوگی۔ (آخر حدیث تک)

کبیرہ گناہ

کبیرہ گناہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (یعنی شرک کرنا)' (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا' (۳) شراب پینا' (۴) زنا کرنا' (۵) لواطت کرنا' (۶) پاک دامن مردوں اور عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا' (۷) مسلمان والدین کی قول وعمل کے ساتھ نافرمانی کرنا' (۸) میدان جنگ میں ایک آدمی یا دو آدمیوں سے بھاگ جانا' (۹) ناجائز طور پر یتیم کے مال کو کھانا' (۱۰) جھوٹی گواہی دینا' (۱۱) سود کھانا' (۱۲) رمضان کے مہینہ میں بغیر کسی عذر کے دن کو جان بوجھ کر کھانا' (۱۳) قطع رحمی کرنا (۱۴) جھوٹی قسم اٹھانا (۱۵) مسلمان کا مال ناحق کھانا' (۱۶) تولنے اور وزن کرنے میں کمی کرنا (۱۷) وقت پر نماز کو مقدم کرنا' (۱۸) مسلمان کو ناحق طور پر مارنا' (۱۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی دینا' (۲۰) جان بوجھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا' (۲۱) بغیر عذر کے گواہی کو چھپانا' (۲۲) رشوت لینا' (۲۳) خودکشی کرنا' (۲۴) اپنے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو کاٹنا' (۲۵) بے غیرتی (۲۶) بیوی اور شوہر کے درمیان لڑائی کیلئے کوشش کرنا' (۲۷) ظالم کے پاس کسی کی ناجائز شکایت لے کر جانا' (۲۸) جادو کرنا' (۲۹) زکوٰۃ دینے سے منع کرنا' (۳۰) برائی کا حکم دینا' (۳۱) نیکی سے منع کرنا' (۳۲) اہل علم کی غیبت کرنا' (۳۳) آگ کے ساتھ جانوروں کو جلانا' (۳۴) عورت کا بغیر کسی عذر کے اپنے پاس آنے سے شوہر کو منع کرنا یہ اوپر ذکر کردہ سارے کے سارے کبیرہ گناہ ہیں۔

شراب تمام برائیوں کی جڑ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آقا نے ارشاد فرمایا کہ شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو عبادت کرتا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ ایک بدکار عورت اس کے پیچھے پڑ گئی۔

اس عورت نے اس عبادت گزار کے پاس نوکر کو بھیجا اس نے آ کر کہا کہ ہم آپ کو گواہی دینے کیلئے بلا رہے ہیں۔ وہ شخص کمرہ میں داخل ہوا تو اس عورت نے ایک کام

شروع کر دیا جب بھی وہ آدمی دروازے سے اندر داخل ہوتا تو وہ پیچھے سے دروازہ کو بند کر دیتی یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ تک پہنچ گیا جہاں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک بوتل کہ جس میں شراب تھی۔

اس عورت نے کہا کہ ہم نے تمہیں گواہی دینے کیلئے نہیں بلایا بلکہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا کہ آپ ان تین کاموں میں سے کوئی کام ضرور کریں۔

۱- اس لڑکے کو قتل کریں۔

۲- اس عورت نے کہا کہ میرے ساتھ زنا کریں۔

۳- شراب کا ایک پیالہ پئیں۔

اگر آپ نے انکار کیا تو یہ آپ کیلئے درست نہیں ہوگا بلکہ ہم تمہیں رسوا کریں گے۔

حضور فرماتے ہیں کہ جب اس آدمی نے سوچا کہ ان تین کاموں میں سے ایک کام میں نے لازمی طور پر کرنا ہے تو اس نے عورت سے کہا کہ مجھے شراب کا پیالہ پلا دیں۔ اس نے عبادت گزار کو شراب کا ایک پیالہ پلا دیا جس سے اس کی عقل جاتی رہی چنانچہ اس نے اس عورت کے ساتھ جماع کیا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔

تم شراب سے اجتناب کرو کیونکہ انسان کے سینے میں ایمان اور شراب کا ہمیشہ پینا اکٹھے نہیں ہو سکتے مگر یہ ان میں سے ایک دوسرے اپنے ساتھی کو نکال دیتا ہے۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

عبرتناک واقعہ برصیصا عبادت گزار کا

کیا تم نے برصیصا کا قصہ سنا ہے کہ جو شراب پینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا قصہ کچھ اس طرح ہے۔

برصیصا نے دو سو بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بے ریا عبادت کی اس دوران اس نے لمحہ بھر کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی اس کے ساٹھ ہزار شاگرد تھے جو اس کی عبادت کی برکت کی وجہ سے فضا میں اڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی عبادت پر فرشتوں نے تعجب کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتوں تعجب نہ کرو بلکہ ''انی اعلم مالا تعلمون'' جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بے شک برصیصا میرے علم میں کفر کرے گا اور شراب پینے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

شیطان لعین دشمن انسان نے اس بات کو سن لیا اور جان لیا کہ اس کی ہلاکت میرے ہاتھ پر ہے۔

ایک دن شیطان برصیصا کی عبادت کی طرف ایک عابد کی شکل وصورت اختیار کر کے آیا اس وقت اس نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا تھا اور آ کر آواز دی برصیصا نے کہا کہ تو کون ہے؟ اور تو کیا چاہتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں عبادت گزار ہوں میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حوالے سے تیرا معاون بن سکوں۔ برصیصا نے کہا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کیلئے کافی ہے پس شیطان نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی اور وہ تین دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا اس دوران وہ نہ سویا' نہ کچھ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ برصیصا نے کہا کہ میں افطار کرتا ہوں سوتا ہوں کھاتا ہوں پیتا ہوں اور اے شیطان تو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حالانکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی دو سو بیس سال تک عبادت کی ہے میں اکل وشرب کے ترک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

شیطان نے کہا کہ میں نے اس قدر گناہ کئے ہیں جب وہ گناہ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھ سے نیند اڑ جاتی ہے اور کھانے کا خیال نہیں رہتا۔ برصیصا نے کہا کہ میرے لئے کیا حیلہ ہو سکتا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں؟ شیطان نے کہا کہ تو جا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رب ذوالجلال رحیم وکریم ہے یہاں تک کہ تو عبادت کی حلاوت پائے گا۔ برصیصا نے کہا کہ میں کیا کروں؟

شیطان نے کہا کہ تو زنا کر' برصیصا نے کہا کہ میں زنا تو نہیں کروں گا۔

شیطان نے کہا کہ تو مومن کو قتل کرنا' اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

شیطان نے کہا کہ تو نشے کیلئے شراب پی کیونکہ یہ ادنیٰ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر ناراض ہو گا۔

برصیصا نے کہا کہ میں شراب کو کہاں پاؤں گا؟ شیطان نے کہا کہ اس بستی کی طرف چلے جاؤ۔ وہ چلا گیا وہاں جا کر اس نے ایک حسین وجمیل عورت دیکھی برصیصا نے اس سے شراب خریدی اور اسے پی لیا جس کی وجہ سے اسے نشہ ہو گیا اور اس نے اسی عورت کے ساتھ زنا کیا اس دوران اس عورت کا شوہر آ گیا اس نے اسے مارا قریب تھا کہ اسے قتل کر

دیتا۔

پھر شیطان نے ایک آدمی کی شکل وصورت اختیار کی اور اسے حاکم وقت کے پاس لے کر آیا حکومتی کارندوں نے برصیصا کو پکڑ لیا۔ شراب کی وجہ سے اسے اسی کوڑے مارے اور زنا کے جرم کی وجہ سے اسے سو کوڑے مارے اور خون کی وجہ سے اسے پھانسی دینے کا حکم جاری کیا۔ جب برصیصا کو سولی پر لٹکایا گیا تو شیطان اسی شکل میں اس کے پاس آ گیا اور آ کر کہا تیرا کیسا حال؟ برصیصا نے کہا کہ جو برے ساتھی کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کا انجام اسی طرح ہوتا ہے۔

شیطان نے کہا کہ میں دو سو بیس سال سے تیری وجہ سے مصیبت میں تھا اور آج میں نے تجھے پھانسی پر چڑھایا ہے۔

اگر تو چاہتا ہے تو میں اب بھی تجھ کو بچا سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کسی طریقہ سے بچ جاؤں۔ شیطان نے کہا کہ مجھے ایک سجدہ کرو برصیصا نے کہا میں لکڑی پر سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا شیطان نے کہا کہ اشارہ کے ساتھ مجھے سجدہ کرو۔ برصیصا نے اشارہ سے اسے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کفر کیا اور وہ دنیا سے بے ایمان ہو کر رخصت ہوا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ (حیاۃ القلوب)

آیت کا شانِ نزول

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی دعوت کی۔ اس میں ان کو کھانا اور شراب پیش کی یہ اس زمانے کی بات ہے جب شراب کا پینا جائز تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھانا کھایا اور شراب کو پیا جب ان پر نشہ کی کیفیت طاری ہو گئی تو اسی دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا صحابہ کرام نے ایک آدمی کو آگے کر دیا تا کہ وہ ان کو نماز پڑھائے تو اس نے قرات کرتے ہوئے پڑھا قل یایھا الکافرون اعبد ما تعبدون وانتم عابدون ما اعبد یعنی ان کلمات کو بغیر "لا" کے پڑھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ) "تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔"

پھر صحابہ کرام نماز کے اوقات کے دوران شراب نہیں پیتے تھے۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو شراب پیتے اور وہ صبح نہیں کرتے تھے۔ مگر ان کا نشہ ختم ہو چکا ہوتا تھا اور وہ

جانتے جو کچھ کہتے تو پھر شراب کی حرمت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(انما الخمر والمیسر)......الخ

(لا تقربوا الصلوٰۃ) ''نماز کے قریب نہ جاؤ'' کا معنی یہ ہے کہ تم نماز کیلئے نہ اکٹھے ہو اور نہ کھڑے ہو اور نشے کی حالت میں نماز سے کنارہ کشی اختیار کرو جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اپنی مساجد اپنے بچوں اور اپنے پاگلوں سے بچاؤ۔''

(تفسیر کشاف)

تفسیر کشاف کی تصریح

جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال ہو گا جو فوت ہو گئے اور مرنے سے پہلے وہ شراب پیتے تھے اور جوا کا مال کھاتے تھے۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (اذا مااتقوا وامنوا وعملو الصالحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا) ''الآیۃ''

''جب وہ ڈرے اور وہ ایمان لائے اور نیک عمل کئے پھر وہ ڈرے اور ایمان لائے پھر وہ ڈرے اور نیکی کی۔''

یعنی ان ایمان داروں پر کوئی گناہ نہیں۔ کسی چیز کے بارے میں بھی جو مباح چیزوں میں سے انہوں نے کھایا جب کہ وہ حرام کردہ اشیاء سے بچتے رہے پھر وہ ڈرے اور ایمان لائے پھر انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کا کام کیا معنی یہ ہے کہ وہ اسی صفت پر تھے ان کی تعریف کرتے ہوئے احسان' ایمان اور تقویٰ کے بارے میں ان کے احوال کی توصیف بیان کرتے ہوئے اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے جو کچھ کیا اس پر گناہ ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ امر مباح ہے پس تو کہے کہ امر مباح کے بارے میں کسی پر گناہ نہیں ہے۔ جبکہ وہ محارم سے بچے تو وہ نیکی کرنے والا مومن ہے تو یہ چاہتا ہے کہ زید پرہیزگار مومن احسان کرنے والا ہے تو جو کچھ اس نے کیا اس پر اسکا کوئی مواخذہ نہیں۔

(تفسیر کشاف ملخصا)

جلسہ نمبر ۱۸

حسد کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ: واتل علیهم نبا ابنی ادم بالحق اذ قربا قرباناً فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما يتقبل الله من المتقين ٥(المائدہ ۲۷)

ترجمہ: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر۔ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

جلسہ نمبر ۱۸

حسد کی برائی کا بیان

آیت کی تفسیر

(واتل علیھم نبا ابنی آدم) ''اور آپ ان پر حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر پڑھیں۔'' یعنی قابیل اور ھابیل۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ ان دونوں سگے بہن بھائیوں کا دوسرے جڑواں بہن بھائیوں کے ساتھ نکاح کرے۔ ان میں سے قابیل ناراض ہو گیا کیونکہ اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن خوبصورت تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل اور ھابیل دونوں سے کہا کہ تم قربانی کرو۔ تم میں سے جس کی قربانی قبول ہوگی وہ اس کے ساتھ نکاح کرے گا چنانچہ ہابیل کی قربانی منظور ہوئی بایں طور کہ آسمان سے آگ اتری اور اسکی قربانی کو کھا گئی اس سے قابیل کی ناراضگی اور زیادہ ہوگئی اور اس نے جو کچھ کرنا تھا کیا۔

(بالحق) ''حق کے ساتھ''

اس کلمہ کی نحوی تحقیق

۱- یہ مصدر محذوف کی صفت ہے یعنی تلاوۃ متلبسۃ بالحق۔

۲- یہ اتل کی ضمیر سے حال ہے یا نبا ابنی آدم سے حال ہے۔

معنی یہ ہے کہ ملتبساً بالصدق ''سچ کے ساتھ ملنے والا۔''

موافقاً لما فی کتب الاولین ''جو کچھ پہلی کتابوں میں ہے اس کے موافق۔

(اذ قربا قرباناً) ''جب ان دونوں نے قربانی کی۔

نحوی تحقیق: (۱) یہ مفعول فیہ ہے نباء کیلئے۔

(۲) یا اس سے حال ہے۔

(۳) یا مضاف محذوف سے بدل ہے۔

معنی یہ ہے کہ آپ ان پر ان دونوں (قابیل وھابیل) کی خبر اس وقت کی نبر پڑھیں۔

نوٹ

قابیل کاشت کاری کرتا تھا اور اس نے اپنی طرف سے گندم کا ڈھیر قربانی کیلئے رکھا جب کہ ہابیل مال مویشی والا تھا اس نے ایک موٹی بکری قربان کی۔

(فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر) ''پس ان دو میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی طرف سے قبول نہیں کی گئی۔''

اس لئے کہ اس (قابیل) نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور قربانی کرنے کیلئے نیت کو خالص نہ کیا۔ جبکہ ھابیل نے جو کچھ بھی اس کے پاس تھا۔ اس کو حسن نیت کے ساتھ کیا۔

(قال لاقتلنک) ''(قابیل) نے (ھابیل) سے کہا کہ میں تجھے ضرور ضرور قتل کروں گا۔

یعنی قابیل نے ھابیل کی قربانی کے قبول ہونے پر حسد کی وجہ سے اس کو قتل کی دھمکی دی۔ اس وجہ سے ھابیل نے قابیل کے جواب میں کہا۔

(قال انما یتقبل اللہ المتقین) (ھابیل) نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاری (قربانی) قبول فرماتا ہے۔

ھابیل نے قابیل سے کہا کہ تو نے پرہیزگاری کو ترک کرتے ہوئے اپنی وجہ سے یہ قربانی کی ہے نا کہ میری وجہ سے لہٰذا تو مجھے قتل کیوں کرے گا؟

فائدہ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حسد کرنے والا اپنی محرومی کو اپنی کوتاہی کی وجہ سے سمجھے اور اس چیز کے حاصل کرنے میں کوشش کرے جس سے محسو (یعنی جس کے ساتھ حسد کیا گیا) محفوظ رہے۔ تا کہ اپنے حصہ کو زائل کرنے میں کوشش کرے کیونکہ یہ بات اس کیلئے نقصان دہ ہے تا کہ نفع مند اور عبادت صرف اور صرف مومن پرہیزگار سے قبول کی

جاتی ہے۔ (تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

درود اور مقربین کا ساتھ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جبرائیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ پر سلام پڑھے میں اس پر سلامتی بھیجتا ہوں اور جو آپ پر درود شریف پڑھے میں اس پر رحمت کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللھم صل علی محمد (اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج) کہا۔ اے اللہ قیامت کے دن میں اس شخص کو مقربین کے مرتبہ میں جگہ دوں گا اور قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت لازم ہو چکی ہے۔ (شفا شریف از قاضی بیضاوی)

قولہ (ابنی آدم) ''آدم علیہ السلام کے دو بیٹے''

اس بارے میں بھی کہا گیا کہ ان دو سے حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے مراد نہیں بلکہ اس سے مراد بنی اسرائیل کے دو آدمی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے حق میں کہا گیا (من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا) ۵/۲۳

''اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی۔''

(کنز الایمان ص۱۶۲)

لیکن صحیح وہی ہے جو جمہور مفسرین کا موقف ہے کہ ان دو سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔ (فبعث اللہ غراباً) ''اللہ تعالیٰ نے کوا بھیجا۔'' اس لئے کہ قاتل کو علم نہیں تھا کہ وہ مقتول کے ساتھ کیا کرے یہاں تک اس نے کوے کے فعل سے جان لیا۔ (تفسیر خازن)

''دونوں بھائیوں کی قربانی''

ھابیل نے اپنی بکریوں میں سے ایک خوبصورت بکری کو قربان کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ جب کہ قابیل نے گندم کا ایک گٹھا قربان کیا۔ دونوں نے پہاڑ پر اپنی اپنی قربانی رکھ دی پھر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بیت اللہ

شریف کی زیارت کیلئے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی اور اسی دوران وہ ان سے غائب ہو گئے۔ چنانچہ قابیل نے ھابیل کا قصد کیا اور وہ اپنی بکریوں میں موجود تھا قابیل نے وہاں پہنچ کر ھابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا ہابیل نے کہا کہ تو مجھے کیوں قتل کرے گا؟ قابیل نے کہا (اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول فرمالیا ہے اور میری قربانی کو رد کر دیا ہے اور تو چاہتا ہے کہ میری خوبصورت بہن کے ساتھ نکاح کرے اور میں تیری بدصورت بہن کے ساتھ نکاح کروں اور لوگ کہیں گے کہ تو (ھابیل) مجھ (قابیل) سے بہتر ہے اور تیری اولاد میری اولاد پر فخر کرے گی۔ (تفسیر خازن)

تاریخی پس منظر

محمد ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے پہلی کتابوں میں سے نقل کیا کہ بے شک حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں لغزش تک پہنچنے سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ جماع کیا چنانچہ وہ قابیل اور اسکی بہن (اقلیما) کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس دوران حضرت حوا علیہا السلام کو نہ حاملہ عورتوں کی طرح خواہش ہوئی نہ کوئی درد ہوا' نہ ہی دردزہ کی تکلیف ہوئی اور نہ ہی آپ نے بیٹے بیٹی کو جنم دیتے وقت کوئی خون دیکھا۔

جب حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر اتار دیا گیا تو حضرت ابو البشر نے حضرت حوا کے ساتھ جماع کیا اس وقت آپ ھابیل اور اس کی جڑواں بہن (لیوذا) کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس دوران آپ کو حاملہ عورتوں کی خواہش کی طرح خواہش ہوئی درد بھی محسوس کیا' دردزہ کی تکلیف ہوئی اور ان دونوں کو جنم دیتے وقت خون دیکھا۔

اس دوران ہر مرد اپنی اس بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا تھا۔ جو اسکی جڑواں بہن نہ ہو۔ جب قابیل اور ھابیل جوان ہوئے ان دونوں کے درمیان دو سال کا وقفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ قابیل کا لیوذا کے ساتھ اور ھابیل کا اقلیم اخت قابیل کے ساتھ نکاح کر دیں اقلیما حسن و جمال میں لیوذا سے زیادہ تھی۔ جب آدم علیہ السلام تک یہ حکم پہنچا تو ھابیل نے آپ کی بات پر رضامندی کا اظہار کیا۔ جب کہ قابیل ناراض ہو گیا اور کہا کہ اقلیما میری بہن ہے۔ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں اور ہم دونوں اس زمانے کی اولاد ہیں۔ جب ہمارے والدین جنت میں تھے جب کہ ھابیل اور لیوذا کی پیدائش زمین پر ہوئی۔ (آخر قصہ تک) (تفسیر خازن)

چالیس بیٹے بیٹیاں

بعض روایات میں ذکر کیا گیا حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہر پیٹ سے جڑواں بیٹا اور بیٹی جنم دی تو انہوں نے بیس دفعہ حاملہ ہو کر چالیس بیٹے بیٹیاں جنم دیں ان میں سے سب سے پہلے قابیل اور ان کی جڑواں بہن اقلیما پیدا ہوئے اور سب سے آخر میں عبدالمغیث اور امۃ المغیث پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں برکت عطا فرمائی۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے سے پہلے تک آپ کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) تک پہنچ چکی تھی۔

تفسیر خازن کی وضاحت

مورخین نے قابیل اور ھابیل کی ولادت کے بارے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے ساتھ زمین کی طرف اترنے کے سو سال بعد جماع کیا تو حضرت حوا نے ایک ہی پیٹ سے قابیل اور اسکی جڑواں بہن اقلیما کو جنم دیا۔ پھر دوسری بار حاملہ ہونے کے بعد ھابیل اور اس کی جڑواں بہن لیوذا کو جنم دیا۔ (تفسیر خازن)

قتل کرنے کا طریقہ

ابن جریج نے کہا کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ قتل کرنے کا طریقہ نہیں جانتا تھا۔ شیطان لعنتی نے انسانی صورت اختیار کی اور اس نے ایک پرندہ کو پکڑ کر اس کا سر ایک پتھر کے اوپر رکھا اور ایک دوسرا پتھر اوپر سے اس کے سر پر مارا۔ قابیل یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے شیطان سے قتل کرنے کا طریقہ سیکھ لیا اور اس نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے شیطان کو کرتے دیکھا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو وہ سویا ہوا تھا۔

ھابیل کہاں قتل ہوا؟

ھابیل کو کس جگہ قتل کیا گیا اس بارے تین مختلف روایتیں ہیں۔

۱-حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ھابیل کو جبل ثور پر قتل کیا گیا۔

۲-جبل حراء کے پیچھے قتل کیا گیا۔

۳-بصرہ میں بڑی مسجد کے مقام پر ھابیل کو قتل کیا گیا۔ (تفسیر خازن)

جسم کا سیاہ ہو جانا

جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو اپنے اس برے فعل پر شرمندہ ہوا اس لئے کہ اسے اس معاملہ میں بڑی حیرانگی تھی اور قابیل نے ھابیل کی لاش کو ایک سال یا اس سے زیادہ اپنے کندھے پر اٹھائے رکھا اور اس کے قتل کا طریقہ کوے سے سیکھنے کی وجہ سے قابیل کا رنگ سیاہ ہو گیا اور اسکے والد (حضرت آدم علیہ السلام) اس سے بیزار ہو گئے کیونکہ روایت میں ہے کہ جب قابیل نے ھابیل کو قتل کیا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ جب آدم علیہ السلام نے قابیل سے اس کے بھائی ھابیل کے بارے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تو نے اس کو قتل کیا ہے اسی وجہ سے تیرا جسم سیاہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ قابیل کے والد اس سے بیزار ہو گئے اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام ایک سو سال تک زندہ ہے اور کبھی آپ مسکرائے نہیں اس وجہ سے جو کام بھی کرتا اس کو کامیابی نہ ہوتی۔ (قاضی بیضاوی)

سب سے پہلا مشرک

قابیل قتل کرنے کے بعد ملک یمن میں عدن شہر کی طرف چلا گیا لعنتی شیطان وہاں اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ تم جانتے ہو۔ آگ نے ھابیل کی قربانی کو کیوں کھایا؟ اور تیری قربانی کو چھوڑ دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آگ کی پوجا کرتا تھا۔ (اس وجہ سے اس کی قربانی منظور ہوئی) اگر تو چاہتا ہے کہ تیری قربانی قبول ہو تو بھی اسی طرح کر جس طرح اس نے کیا چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا قابیل وہ پہلا شخص ہے جس نے آلات لہو ولعب کو اختیار کیا شراب پینے' بتوں کی عبادت کرنے' زنا اور اس کے علاوہ بے حیائی کے کاموں کے کرنے کی وجہ سے گناہوں میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو طوفان نوح میں غرق کر دیا اور جس نے اس طرح کے برے کاموں کا ارتکاب کیا تو اس کا حشر قیامت

کے دن قابیل اور اسکی اولاد کے ساتھ ہوگا۔ (رونق المجالس)

سب سے پہلا قاتل

حدیث شریف میں ہے "لاتقتل نفس ظلما الا وعلی قابیل کفل" ناحق کسی جان کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر اس کا گناہ قابیل پر ہے یعنی اس خون کے گناہ کا حصہ کیونکہ قابیل ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔ اسی طرح کہا گیا کہ آسمانوں میں سب سے پہلے جس نے حسد کیا وہ لعنتی شیطان ہے پھر یہ سلسلہ جاری ہوگیا اور زمین میں سب سے پہلے جس شخص نے حسد کیا وہ قابیل ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائی ھابیل کے ساتھ حسد کیا پھر یہ سلسلہ جاری ہوگیا اور عقلمند آدمی کیلئے ان دونوں یعنی شیطان اور قابیل کے حال سے نصیحت حاصل کرنا کافی ہے۔

اللہ دشمن ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا بہترین دشمن ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلم وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ حسد کرتے ہیں ان نعمتوں پر جو اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہیں۔

برائیوں کی جڑ تین چیزیں

بعض حکماء نے فرمایا کہ تمام برائیوں کی جڑ تین چیزیں ہیں۔

(۱) حسد' (۲) حرص' (۳) تکبر

(۱) بحرحال تکبر اس کی بنیاد شیطان نے رکھی۔ بایں طور کہ غرور کیا اور سجدہ سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ لعنتی ہوا۔

(۲) بحرحال حرص' یہ حضرت آدم علیہ السلام میں تھا' اس طرح کہ آپ کیلئے کہا گیا کہ جنت کی ہر ایک چیز آپ کیلئے جائز ہے سوائے ایک درخت کے تو حرص نے اس شجرہ ممنوعہ کے کھانے پر آپ کو برانگیختہ کیا چنانچہ آپ جنت سے باہر نکالے گئے۔

(۳) بحرحال حسد' اس کی بنیاد قابیل نے رکھی۔ اس طور پر کہ اس نے اپنے بھائی ھابیل کو قتل کیا اور اس کے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے کافر ہوگیا۔

جن کی دعا قبول نہیں ہوتی

اسی طرح فقیہ ابولیث سمرقندی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۱) حرام کھانے والا (۲) غیبت کرنے والا (۳) جس کے دل میں مسلمانوں کیلئے کھوٹ ہو یا وہ مسلمانوں کے ساتھ حسد رکھتا ہو۔

غصہ اور وضو

عطیہ بن عوزہ سعدہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی کے ساتھ آگ بجھ جاتی ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

غصہ کے لحاظ سے بہتر شخص

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے اور تم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور دیر سے ختم ہوتا ہے تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کو دیر کے ساتھ غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور دیر سے ختم ہو۔ (زبدۃ الواعظین)

حاسدین کیلئے آٹھ مصیبتیں اور انکے دلائل

فائدہ: حاسد کیلئے آٹھ آفات ہیں۔

۱- حسد کرنے والے کی عبادت باطل اور بیکار ہو جاتی ہے۔

دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے آپکو حسد کرنے سے بچاؤ۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی اور روٹی کو کھا جاتی ہے یا حسد حاسد کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

۲- حسد گناہ کے کام کی طرف ابھارتا ہے اس لئے کہ عام طور پر حسد غیبت، جھوٹ اور گالی گلوچ سے خالی نہیں ہوتا اسی طرح دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونے سے بھی

خالی نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

دلیل: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہتے اگر وہ حسد نہ کریں۔

۳- حاسد شفاعت سے محروم ہے۔ (طبرانی)

دلیل: حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاسد، چغل خور، کاہن اور بددیانت ہم میں سے نہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبیناً۔ ۳۳/۵۸

اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان ص ۶۱۳)

۴- حاسد کا آگ میں داخل ہونا۔

دلیل: حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی چھ باتوں کی وجہ سے حساب و کتاب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا۔

(۱) امراء ظلم کی وجہ سے (۲) اہل عرب عصبیت (کسی کی طرف داری کر کے لڑنا، حق کو طلب کرنے کے بغیر) کی وجہ سے (۳) دہقان تکبر کے سبب سے (۴) تاجر خیانت کے سبب سے (۵) دیہات والے جہالت کی وجہ سے اور (۶) علماء حسد کی وجہ سے حسد اپنے علاوہ دوسرے کو نقصان دینے تک پہنچاتا ہے۔

دلیل: اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جس طرح کہ ہمیں شیطان رجیم کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا جیسے فرمانِ خدا: ومن شر حاسد اذا حسد۔ ۱۱۳/۵

اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ (کنز الایمان ص ۱۷)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حاجت کے پورے ہونے کیلئے پوشیدہ طور پر مدد مانگو۔ کیونکہ ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔

۵- حاسد بے فائدہ غم اور رنج اٹھاتا ہے بلکہ اسے گناہ اور بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔

دلیل: حضرت ابن سماک رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کوئی ظالم نہیں دیکھا۔ جو حسد کی وجہ سے مظلوم کے مشابہ ہو۔ نفس اس کا برائی کرتا ہے عقل غمگین رہتی ہے اور غم اسے لازم رہتا ہے۔

۷۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے دل کا اندھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قریب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے کسی حکم کو بھی نہ سمجھ سکے۔

دلیل: حضرت سفیان فرماتے ہیں ''لا تکن حاسداً تکن سریع الفھم'' حاسد نہ بن بلکہ زود فہم بن۔

۸۔ حسد کرنے والے کا مقدر محرومی اور رسوائی ہوتی ہے قریب نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے اور اپنے دشمن پر فتح و نصرت حاصل کر سکے۔

دلیل: چنانچہ کہا گیا کہ حسد کرنے والا سردار اور پیشوا نہیں ہو سکتا۔ (طریقہ محمدیہ)

جلسہ نمبر ۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے دسترخوان کے اترنے کا بیان

آیت مبارکہ: واذا وحیت الی الحوارین ان امنوا بی وبرسولی قالوا امنا واشهد باننا مسلمونo اذ قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدةً من السمآء قال اتقوا الله ان کنتم مومنینo قالوا نریدان ناکل منها وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قدصدقتنا ونکون علیها من الشاهدینo قال عیسیٰ ابن مریم ربنا انزل علینا مائدة من السمآء تکون لنا عیداً لاولنا واخرنا وآیةً منک وارزقنا وانت خیر الرازقینo قال الله انی منزلها علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبه عذاباً لا اعذبه احداً من العالمین o (المائدہ ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵)

ترجمہ: اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تمہارا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰ ابن مریم

نے عرض کی اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بیشک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے میں کسی پر نہ کروں گا۔

جلسہ نمبر ۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعا کرنے کی وجہ سے دسترخوان کا اترنا

آیت کی تفسیر

(واذ اوحیت الی الحواریین) ۱۱۱/۵

''اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا۔'' کنز الایمان ص۱۸۱

یعنی میں نے ان کو اپنے رسولوں کی زبانی حکم دیا۔

(ان امنوا بی وبرسولی) ۱۱۱/۵

''کہ مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ۔'' (کنز الایمان ص۱۸۱)

جائز ہے کہ ان مصدریہ ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ ان تفسیر یہ ہو۔

(قالوا امنا واشهد باننا مسلمون) ۱۱۱/۵

''بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں'' (کنز الایمان ص۱۸۱)

یعنی ہم مخلص ہیں۔

(اذ قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم) ۱۱۲/۵

''جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم'' کنز الایمان ص۱۸۱

(عیسیٰ ابن مریم) یہ اذکر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

یا قالوا کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اس پر نصب ہے۔

یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ ان کے اس قول کے ساتھ اخلاص کا دعویٰ بھی ہے۔

(هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء) ۵/۱۱۲

''کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے''

کنز الایمان ص۱۸۲

نہیں ہوگی اس کے بعد تحقیق اور معرفت کا استحکام۔ نیز کہا گیا کہ استطاعت سے مراد وہ استطاعت ہے جس کا تقاضہ حکمت اور ارادہ کرتا ہے تا کہ وہ استطاعت جس کا تقاضہ قدرت کرتی ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ آپ کا رب طاقت رکھتا ہے؟ یعنی آپ کی دعا کو قبول کرتا ہے اور یہاں پر استطاع' اطاع کے معنی میں ہے جیسا کہ استجاب اجاب کے معنی میں ہوتا ہے۔

(قال اتقوا اللہ) ۵/۱۱۲

''کہا اللہ سے ڈرو'' کنز الایمان ص۱۸۲

یعنی اس قسم کا سوال کرنے سے

(ان کنتم مومنین) ۵/۱۱۲

''اگر ایمان رکھتے ہو'' کنز الایمان ص۱۸۲

یعنی اس کی قدرت کے کامل ہونے اور میری نبوت پر (ایمان رکھتے ہو) یا اپنے دعویٰ ایمان میں تم سچے ہو۔

(قالوا نرید ان ناکل منھا) ۵/۱۱۳

''بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں۔'' کنز الایمان ص۱۸۲

یہ ان کے عذر کی تمہید یا سوال کرنے کے دعویٰ کا بیان ہے۔

(وتطمئن قلوبنا) ۵/۱۱۳

''اور ہمارے دل ٹھہریں''

اس کے کمال قدرت کی وجہ سے ہم علم الیقین کو عین الیقین کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔

(ونعلم ان قد صدقتنا) ۵/۱۱۳

''اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا'' کنز الایمان ص۱۸۲

یعنی نبوت کا دعویٰ کرنے میں اور یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرماتا

ہے۔

(ونکون علیها من الشاهدین) ۱۱۳/۵

''اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔'' کنز الایمان ص۱۸۲

جب ہم آپ سے گواہی طلب کریں یا دیکھ کر گواہی دینے والے ہو جائیں نا کہ صرف بھلائی کی بات سننے والے رہ جائیں۔

(قال عیسیٰ ابن مریم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیداً) ۱۱۴/۵

''عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو۔'' (کنز الایمان ص۱۸۲)

یعنی اس دسترخوان کے اترنے کا دن ہمارے لئے عید بن جائے تا کہ ہم اس کی تعظیم کریں اور یہ بھی کہا گیا کہ عید کا معنی ہوتا ہے لوٹ کر آنے والی خوشی اور عید کے دن کو بھی عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔

(لاولنا و آخرنا) ۱۱۴/۵

''ہمارے اگلے پچھلوں کی۔'' (کنز الایمان ص۱۸۲)

یہ لنا سے بدل ہے عامل کے اعادہ کی وجہ سے یعنی ہمارے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کیلئے عید ہو۔ (از مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(وآیة منک) (ایضاً)

''اور تیری طرف سے نشانی'' (ایضاً)

آیۃً کا عطف عیداً پر منک یہ اس کی صفت ہے۔ یعنی آپ کی طرف سے ایسی نشانی ہو جو تیری قدرت اور میری نبوت پر کامل دلیل ہو۔

(وارزقنا وانت خیر الرازقین) ۱۱۴/۵

''اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا'' کنز الایمان ص۱۸۲

تو ہمیں دسترخواں اور اس پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یعنی خیر وہی ہے جو وہ عطا فرمائے اس لئے کہ رزق کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔

(قال اللہ انی منزلها علیکم) ۱۱۵/۵

''اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں۔'' کنز الایمان ص۱۸۲

یعنی تمہارے سوال کو پورا کرتے ہوئے۔

(فمن یکفر بعدمنکم فانی اعذبه عذابا) ۱۱۵/۵

پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا۔ یعنی عذاب دینا۔ (کنز الایمان ص۱۸۲)

(لا اعذبه احداً من العالمین) ۱۱۵/۵

''کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا۔'' کنز الایمان ص۱۸۲

لا اعذبه میں (ہ) ضمیر کا مرجع مصدر ہے یا عذاب ہے۔

ان کے زمانے کے جہان والے یا مطلقاً سب جان والے۔

(تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

تین حقیر اشیاء

احادیث میں ذکر کیا گیا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

۱- ایسی نماز جو بغیر خشوع اور خضوع کے پڑھی جائے۔

۲- غفلت کے ساتھ ذکر کرنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غافل کے دل کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

۳- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے بغیر آپ کی ذات پر درود شریف پڑھنا اگرچہ وہ قصداً ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انما الاعمال بالنیات۔ یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

دستر خواں کا نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ تم تیس دن روزے رکھو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا چنانچہ انہوں نے روزے رکھے۔ جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اگر کسی ایک کا کام کرتے تو اس سے پورا

پورا کھانا لیتے۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دسترخواں کا سوال کیا تو فرشتے دسترخواں کو اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے اس پر سات چپاتی روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے اس دسترخواں کو حواریوں کے سامنے رکھ دیا پس اس سے لوگوں میں سے آخری شخص نے اسی طرح کھایا جس طرح پہلے شخص نے کھایا۔

دسترخواں میں کیا تھا

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اوندھی کوئی چیز اتری جس کو لے کر فرشتے آسمان اور زمین کے درمیان اڑتے رہے اس پر سوائے گوشت کے ہر قسم کا کھانا تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پر جنت کے پھلوں میں سے پھل تھے۔

غطیہ عوفی نے کہا کہ آسمان سے ایک مچھلی اتری جس میں ہر چیز کا ذائقہ تھا اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دسترخواں کا سوال اپنی ذات کیلئے کیا۔ یا اپنی قوم کیلئے کیا۔ اگرچہ بظاہر آپ نے اس کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے۔ لیکن اس کے نزول کے طلب کرنے میں دونوں باتوں کا احتمال ہے۔ (حاکم نیشاپوری)

جب حواریوں نے اس وعید شدید کو سنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبه) ۱۱۵/۵

"کہ اس کے بعد جو بھی تم سے کفر کرے تو بے شک میں اسے عذاب دوں گا۔

تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں ان میں سے بعض کفر نہ کریں چنانچہ انہوں نے مغفرت طلب کی اور کہا۔ اگر آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا تو رب ذوالجلال نے اس کو کیوں اتارا۔

مجاہد اور حسن نے کہا صحیح وہی بات ہے جس پر امت کے جمہور لوگ ہیں کہ تحقیق یہ آیت نازل ہوئی۔

نزول کی کیفیت

جس طرح کہ روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غسل کیا، اون کا لباس زیب تن فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اپنے سر کو جھکایا آنکھوں کو بند فرمایا دعا کی اور قبول

ہوئی جو کچھ قبول ہوا اچانک دو بادلوں کے درمیان ایک دسترخواں اترا۔ ایک بادل اس کے اوپر اور دوسرا بادل اس کے نیچے تھا اور حواری اسے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے جاگرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا اللھم اجعلنی من الشکرین۔ یا اللہ مجھے شکر کرنے والوں میں سے بنا۔

اللھم اجعلھا رحمۃ للعالمین ولا تجعلھا مثلۃ وعقوبۃ — یا اللہ اس کو تمام جہان والوں کیلئے رحمت بنا اس کو مثلہ اور سزا نہ بنا۔

پھر آپ کھڑے ہوئے وضو فرمایا نماز پڑھی اور گریہ زاری کی پھر آپ نے حواریوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے حسین و جمیل شخص کھڑا ہو جائے اور اس دسترخواں سے پردہ اٹھائے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ کر اس سے کھائے۔

پس شمعون نے کہا اے روح اللہ آپ تمام حواریوں کے سردار ہیں اور اس کام کے آپ زیادہ لائق ہیں۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے وضو فرمایا نماز پڑھی اور گریہ زاری کی پھر آپ نے رومال کو اٹھایا اور کہا بسم اللہ خیر الرازقین ''اللہ کے نام سے شروع جو بہترین رزق دینے والا'' تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھنی ہوئی مچھلی ہے جس میں نہ چھلکا ہے نہ کانٹا اور اس سے روغن بہہ رہا ہے اور اس کے سر کی طرف نمک موجود ہے اور اس کے دم کی طرف سرکہ رکھا ہوا ہے اور اس کے اردگرد قسم قسم کی سبزیاں موجود ہیں سوائے ''کراث'' کے ''کراث'' کا معنی ہے بدبودار قسم کی سبزی۔

اور اس دسترخواں پر پانچ چپاتی روٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کے اوپر زیتون دوسری پر شہد تیسری روٹی پر گھی چوتھی پر پنیر اور پانچویں روٹی پر خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔

خاص قسم کا کھانا

شمعون نے عرض کیا اے روح اللہ یہ دنیا کے کھانوں میں سے ہیں یا آخرت کے کھانوں میں سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا اور آخرت میں سے کسی سے نہیں یہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عالیہ سے پیدا فرمایا ہے تم بس کھاؤ اور سوال نہ کرو اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرمائے گا اور

اپنے فضل سے اس میں اضافہ فرمائے گا حواریوں نے کہا کہ اے روح اللہ علیہ السلام آپ اس نشانی کے ساتھ میں ایک اور نشانی دکھائیں۔

مچھلی کی حالت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی سے ارشاد فرمایا اے مچھلی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ چنانچہ اس نے حرکت شروع کر دی پھر آپ نے مچھلی سے ارشاد فرمایا کہ تو اسی طرح ہو جا جس طرح تو پہلے تھی تو وہ مچھلی پہلے کی طرح بھنی ہوئی ہو گئی۔ پھر وہ دسترخوان اوپر چلا گیا اس کے بعد انہوں نے نافرمانی کی اور ان کی صورتیں مسخ ہو کر خنزیر اور بندر بن گئیں چنانچہ کہا گیا کہ ان کی یہ حالت چالیس دن تک رہی۔ وقتاً فوقتاً اس دسترخوان پر فقراء اور امراء چھوٹے اور بڑے اکٹھے ہوتے اور اس میں سے کھاتے یہاں تک کہ جب سایہ ڈھل جاتا تو وہ دسترخوان اوپر کی طرف چلا جاتا اور لوگ اس کے سائے کو دیکھتے رہتے۔

اس دسترخواں سے جس محتاج نے کھایا تو وہ مالدار بن گیا اور جس بیمار نے کھایا وہ تندرست ہو گیا اور کبھی بھی بیمار نہیں ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اس دسترخواں کو محتاجوں اور بیماروں کیلئے خاص کر دو اس سے کوئی مالدار اور تندرست نہ کھائے اس سے لوگوں میں شک پیدا ہو گیا چنانچہ ان میں سے بعض کی شکلیں مسخ ہو گئیں اور وہ خنزیر بن گئے وہ چلتے تھے راستوں میں اور کنیسوں یعنی عبادتگاہوں میں اور وہ خشک گھاس میں گندگی کھاتے تھے جب لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو وہ آہ و زاری کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور جن کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں اور ان پر وہ رو رہے تھے۔

جب خنزیروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ رو پڑے اور آپ کے اردگرد چکر لگانے لگے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے وہ لوگ (جو خنزیر بن چکے تھے) روتے تھے اور اپنے سروں کے ساتھ اشارہ کرتے بولنے پر وہ قدرت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی طرح تین دن تک زندہ رہے اس کے بعد ہلاک ہو گئے۔

عجیب وغریب قصہ

اے برادرانِ اسلام! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ سے کھانے کا سوال کیا۔ فرمایا کہ تم روزے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی بخشش مانگو اور عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سال میں دو مرتبہ لوٹ کر آتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رمضان المبارک کے روزے رکھو تو پھر عیدگاہ کی طرف چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ہر عمل کرنے والا اپنے کام کو مکمل کرنے کے بعد اجر کا مطالبہ کرتا ہے۔ میرے بندوں نے مکمل ایک مہینے کے روزے رکھے اور عیدگاہ کی طرف جا کر اپنے اجر کا مطالبہ کرر ہے ہیں تم گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا۔ چنانچہ ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تم اپنے گھروں کی طرف اس حال میں لوٹ کر جاؤ کہ تمہاری برائیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے۔ لوگ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں اور اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم نے میرے لئے روزہ رکھا میرے لئے افطار کیا پس تم کھڑے ہو جاؤ اس حال میں تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیدالفطر کے دن صدقہ دینے' نیک اعمال کرنے نماز اور زکوٰۃ سے نیکی کے بارے کوشش کرو۔ تسبیح وتہلیل زیادہ کرو کیونکہ یہ وہ دن ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیتا ہے تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہے نیز تمہاری طرف بخشش اور رحمت کے ساتھ نظر فرماتا ہے۔

حضرت وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ہر عید کے موقع پر شیطان غمزدہ ہو جاتا ہے تو چھوٹے چھوٹے شیطان اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔

عید کے دن شیطان کی پریشانی

شیطان کے چیلے کہتے ہیں کہ اے ہمارے سردار زمین و آسمان کے رہنے والوں میں

سے کس نے آپ کو غضبناک کیا ہے؟ یہاں تک کہ ہم اسے توڑ دیں۔ شیطان کہتا ہے کہ کسی نے مجھے غمگین نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ عید کے دن اس امت کو بخش دیتا ہے پس اے میرے چیلو! تم پر ضروری ہے کہ تم ان لوگوں کو آج (یعنی عید کے دن) ممنوعہ لذتوں اور شراب پینے میں مصروف رکھو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر ان کو عذاب دے۔ (زبدۃ الواعظین)

اے مخاطب تجھ پر لازم ہے کہ تو عمدہ طریقہ سے ان کاموں سے نکل جائے جس میں لوگ مصروف ہوں تا کہ تو جنت کے محل میں داخل ہو سکے۔

جلسہ نمبر۲۰

ماہِ شوال کے چھ روزے

آیت کی تفسیر

(من جاء بالحسنة فلهٔ عشر امثالها) ''جو نیکی کرے اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔''
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی مثل دس نیکیوں کا ثواب عطا فرمایا جائے گا۔
اس آیت کریمہ میں نیکیوں کو دگنا کرنے کا بیان ہے ایک مقام پر ستر تک اور ایک جگہ سات سو تک بڑھانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے کہا گیا کہ یہاں عشرۃ سے مراد کثرت ہے۔ نا کہ عدد معین۔
(ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الامثلها) ''اور جو کوئی برائی کا کام کرے تو اس کو اس کی مثل بدلہ دیا جائے گا یعنی اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا بھی اس طرح سے ہو گی۔
(وهم لايظلمون) ''اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا''
ثواب کو کم اور عذاب میں اضافہ کر کے ان پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔
(قاضی بیضاوی)

درود شریف کا ثواب

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صل على يوم الجمعة مائة مرة جاء يوم القيامة ومعه نور لو قسم ذلک النور بين الخلائق كلهم لو سعهم۔
جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہو گا اگر اس نور کو تمام مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان سب سے زیادہ ہو جائے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صل علی مرة فلا ذنب له ذرة ولا حبة

جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اس پر ایک ذرہ اور دانہ کے برابر بھی گناہ نہیں۔(زبدۃ الواعظین)۔

شوال کے چھ روزوں کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال كان كصيام الدهر كله

''جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ اس طرح ہے جس طرح اس نے سارا سال روزے رکھے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان (من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) کا یہی مطلب ہے اس لئے کہ ایک سال میں تین سو ساٹھ دن ہیں۔

رمضان کے مہینے کے روزے تیس دن کے روزے ہیں اور تین سو دنوں کے برابر ہیں (جب دس کو تیس کے ساتھ ضرب دی جائے) باقی ساٹھ دن رہ جاتے ہیں۔ اگر اس شخص نے شوال کے چھ دن کے روزے رکھ لئے تو وہ ساٹھ دنوں کے برابر ہوں گے (جب چھ کو دس کے ساتھ ضرب دی جائے) تو اس کا سال مکمل ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''**من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال كان كصيام الرهر كله**'' کا یہی مطلب ہے۔

سوال: بعض حضرات نے ان روزے رکھنے کو مکروہ کہا تا کہ فرض پر زیادتی کرنے سے اہل کتاب کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

جواب: عید الفطر کے دن کے فصل کے ساتھ مشابہت ختم ہو گئی۔ اس لئے عید الفطر سے پہلے کے روزے فرض ہیں اور عید کے بعد کے روزے نفلی ہیں۔(درۃ الواعظین)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال خرج من ذنوب كيوم ولدته**

امہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جس طرح کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنم دیا۔(الترغیب والترہیب)

قابل رشک عمل

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ خلق السموات والارض فی ستة ایام من شوال فمن صام تلک الستة کتب اللہ تعالیٰ له بعدد کل خلق من خلقه حسنة ویمحو عنه سیئاته ویرفع درجاته۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو شوال کے چھ دنوں میں پیدا فرمایا تو جس شخص نے یہ چھ روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ہر ایک مخلوق کی تعداد کے برابر اس کیلئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اتنی ہی تعداد کے برابر اس کے گناہوں کو مٹا کر اس کے درجات کو بلند فرماتا ہے۔

نیز نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للمیت ستمائة عضو علی کل عضو من اعضائه الف فم الاعلی القلب فانه موضع المعرفة فمن صام هذه الستة هون اللہ علیه سکرات الموت کشرب الماء البارد للعطشان۔

یقیناً میت کے چھ سو عضو ہیں اس کے اعضاء میں سے ہر ایک عضو پر ایک ہزار منہ ہیں۔سوائے دل کے' کیونکہ وہ معرفت کی جگہ ہے۔تو جس شخص نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر موت کی سکرات کو آسان فرمائے گا۔جس طرح کہ ٹھنڈا پانی پینے سے پیاسے آدمی کی پیاس ختم ہو جاتی ہے۔(درۃ الواعظین)

ایک درخت سے انوکھی مثال

ایک شخص پھل کو حاصل کرنے کیلئے درخت لگاتا ہے اس کے خشک ہونے کے وقت اس کو پانی دیتا ہے۔اس کے ٹھہرنے کی علامت یہ ہے کہ اس درخت کے پتے سرسبز رہیں۔جب وہ سبز رہے اور مدت کے گزرنے کے بعد پھر اسے سورج کی تپش پہنچتی ہے تو اس کے پتے خشک ہو جاتے ہیں معلوم ہوا کہ اب وہ باقی نہیں رہے گا جب اس کے پتے خشک نہ ہوں بلکہ بڑھتے جائیں تو معلوم ہوتا کہ یہ برقرار رہے گا پس رمضان میں یہی حال بندے

کا ہے کہ وہ جلدی سے روزہ نماز اور نیکی کے کاموں کی طرف بڑھتا ہے ماہ رمضان میں ان اعمال کے مقبول ہونے کی امید کی وجہ سے ان نیک اعمال کے قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک کے بعد بھی نیکی اور عبادات میں مسلسل کوشش کرتا رہے۔

(حیات القلوب)

قبر کی سختی دور

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تین سال تک رہا۔ اہل مکہ میں سے ایک آدمی ہر دن ظہر کے وقت بیت اللہ شریف کی طرف آتا اور بیت اللہ شریف کا طواف کرتا نماز پڑھتا پھر مجھے سلام کرتا اور واپس چلا جاتا۔ یہاں تک کہ میں اس سے مانوس ہو گیا اور وہ مجھ سے ایک دن وہ بیمار ہو تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو آپ نے مجھے غسل دینا ہے مجھ پر نماز پڑھنا۔ مجھے خود ہی دفن کرنا اور جب میری قبر کی پہلی رات ہو تو مجھے اکیلے نہ چھوڑنا میری قبر کے پاس رات گزارنا' نیز منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھے کلمہ توحید کی تلقین کرنا آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب باتوں کو پورا کرنے کی حامی بھر لی۔

چنانچہ جن چیزوں کے کرنے کا اس نے مجھے حکم دیا تھا۔ میں نے ان سب کو کیا اور اس کی قبر کے پاس رات گزاری۔ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ اچانک ایک منادی سے میں نے سنا۔

یاسفیان لاحاجة له الی حفظک وتلقینک فقلت بماذا؟ قال بصیام رمضان واتباعه ستامن شوال

اے سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے تیری حفاظت اور تیری تلقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کس وجہ سے؟ منادی نے کہا کہ رمضان کے روزے اور اس کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا۔ اپنے آس پاس کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور سو گیا پھر میں نے اس طرح کا خواب تین مرتبہ دیکھا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ رحمان کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان کی طرف سے میں اس شخص کی قبر سے چلا گیا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا۔ یا اللہ مجھے رمضان المبارک اور اس کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے

مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی۔ (بدر الدار)

امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ کی پسند

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنے والا۔ اس شخص کی طرح ہے کہ جو فرار کے بعد واپس لوٹ آئے۔ یعنی وہ شخص کہ جو روزہ رکھنے سے فارغ ہو گیا تھا پھر دوبارہ روزہ رکھنا شروع کردے۔ تو یہ اس شخص کی طرح ہے جو جہاد سے واپس آنے کے بعد پھر دوبارہ اس کی طرف لوٹ جائے۔ مراد اس سے یہ ہے وہ شوال المکرم کے چھ روزے رکھے۔

اس وجہ سے امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے۔ صوم یوم بعد رمضان احب الیہ من صوم الدھر کلہ

رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ رکھنا۔ ان کے نزدیک ہمیشہ روزہ رکھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (مناوی)

شوال المکرم کے چھ روزوں کی حکمت

حضرت عبدالوہاب سے منقول ہے کہ ان دنوں میں روزوں کے شروع ہونے میں یہ راز ہے کہ نفس عید کے دن شہوت وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس وجہ سے نفس کو غفلت اور حجاب حاصل ہو جاتا ہے تو گویا کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہی اور ادائیگی میں جو کمی رہ جاتی ہے شوال المکرم کے ان چھ روزوں سے اس کو پورا کر دیا جاتا ہے جس طرح کہ فرائض کے بعد سنتیں پڑھنا یا سجدہ سہو کرنا جس طرح سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جاتی ہے اسی طرح ان روزوں سے کمی دور ہو جاتی ہے۔

ادائیگی کس طرح ہو؟

شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کی کیفیت میں علماء کے دو قول ہیں۔

۱- متفرق طور پر رکھنا جائز ہے۔

۲- مسلسل یہ چھ روزے رکھے جائیں۔

بعض محقق علماء اور واصلین کی ایک جماعت نے پے در پے روزے رکھنے کو افضل

قرار دیا ہے۔

نیز بعض بزرگان دین نے فرمایا کہ ان چھ روزوں کو جدا جدا کر کے رکھنے کی بجائے مسلسل رکھنا باطن کی جلاء کا سبب ہے۔

چنانچہ علامہ علی زادہؒ نے فرمایا کہ ان روزوں کو اسی طرح رکھا جائے۔ جس طرح کہ رمضان المبارک کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت پابندی کی جائے۔ اس لئے کہ یہ روزے کمی اور نقصان کو پورا کرنے والے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسا کرنا افضل ہے اگر ایک شخص نے یہ روزے جدا جدا کر کے رکھے اور ان کو اول مہینہ سے موخر کر دیا تو رمضان المبارک کے بعد چھ روزہ رکھنے کا ثواب اسے بھی حاصل ہو جائے گا۔

ایثار کی برکت

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے اور آ کر فرمایا یا فاطمۃ ما یرید قلبک من حلوات الدنیا؟

اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا کی لذتوں میں سے آپ کا دل کیا چاہتا ہے؟

فقالت یا علی اشتھی رمانا

آپ نے فرمایا کہ اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دل انار کی خواہش کرتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر کیلئے سوچنے لگے کیونکہ اس وقت ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور بازار کی طرف چلے گئے ایک درہم قرض لیا اور اس کے ساتھ انار خرید فرمایا اور آپ اپنی اہلیہ محترمہ کی طرف واپس لوٹے آپ نے ایک بیمار آدمی کو دیکھا جو راستے میں پڑا ہوا تھا آپ اس کے پاس ٹھہر گئے اور اس سے فرمایا۔

مایرید قلبک یا شیخ؟

اے شیخ آپ کا دل کیا چاہتا ہے۔

فقال یا علی لی خمسة ایام ھنا وانا مطروح و مر الناس علی ولم یلتفت احد الی یرید قلبی رمانا

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے راستہ پر پڑے ہوئے پانچ دن گزر گئے ہیں اور کسی ایک آدمی نے بھی میری طرف توجہ نہیں کی میرا دل انار کی خواہش کر رہا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کیلئے سوچا اور اپنے دل ہی میں کہا کہ میں نے ایک ہی انار حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے خریدا ہے۔ اگر میں نے یہ انار اس سائل کو دے دیا تو حضرت فاطمۃ رضی الہ تعالیٰ عنہا محروم رہیں گی اور اگر میں نے یہ انار اس آدمی کو نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان (واما السائل فلا تنهر) ''آپ سائل کو نہ جھڑکیں'' کی خلاف ورزی لازم آئے گی اور اس طرح نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاتردوا السائل ولو کان علی فرس کہ تم سوال کرنے والے کو رد نہ کرو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے پر عمل نہ ہو سکے گا۔

بحر حال آپ نے اس انار کو توڑا اور اس آدمی کو کھلا دیا اس انار کے کھانے سے اس آدمی کو اسی وقت تندرستی مل گئی ادھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شفایاب ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لائے اور شرم محسوس کر رہے تھے۔

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو دیکھا تو آپ کھڑی ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں کیا آپ مغموم ہیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم کہ جب آپ نے وہ انار اس آدمی کو کھلایا تو اسی وقت میرے دل سے انار کھانے کی خواہش ختم ہو گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتون جنت کی یہ بات سنکر خوش ہوئے۔

اس دوران ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کون ہیں؟ دروازے پر آنے والے شخص نے کہا کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ آپ دروازہ کھولیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے دروازہ کھولا آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ہاتھ میں ایک طبق ہے جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا آپ نے وہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

من هذا یا سلمان؟ اے سلمان یہ کس کے پاس سے آئے ہیں؟

فقال من اللہ الی الرسول ومن الرسول الیک

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی طرف۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس برتن سے رومال کو ایک طرف کیا تو اس میں نو انار تھے۔

فقال یا سلمان لوکان ھذا الی لکان عشراً لقولہ تعالیٰ (من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ میری طرف آئے ہوتے تو وہ دس ہوتے اس لئے کہ رب ذوالجلال نے فرمایا "کہ جو نیکی کا ایک کام کرے اس کیلئے دس گناہ اجر ہے۔"

فضحک سلمان فاخرج رمانہ من کمہ فوضعھا فی الطبق فقال یا علی واللہ کانت عشرۃ ولکن اردت بذلک ان اجربک

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرائے اور آپ نے اپنی آستین سے ایک انار نکال کر اس کو طبق میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم بخدا یہ انار دس ہی تھے لیکن میں نے آپ کے بارے تجربہ کرنے کا ارادہ کیا۔

(روضۃ المتقین)

نیکیوں کو کیوں زیادہ کیا گیا؟

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگوں کی نیکیوں کو بڑھانے کے تین اسباب ہیں۔

۱- آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی زندگیاں پہلی امت کے لوگوں کے مقابلہ میں کم ہیں۔ زندگیوں کے کم ہونے کی وجہ سے عبادات بھی کم تھیں۔ جب کہ سابقہ امتوں کی زندگیاں اور نیکیاں زیادہ تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو باقی امتوں پر اعمال کو دوگناہ فرما کر اوقات کی فضیلت اور لیلۃ القدر دے کر فضیلت عطا فرمائی تا کہ ان کی نیکیاں سابقہ امت کی نیکیوں سے زیادہ ہو جائیں۔

جس طرح کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

یا رب انی وجدت فی التوراة امة تکتب حسناتهم عشر اوسیئاتهم مثلا فاجعلهم امتی قال الله تعالیٰ یا موسیٰ تلک امة محمد صلی الله علیه وسلم تجیئ فی آخر الزمان۔

اے میرے رب میں نے تورات میں ایک امت کے بارے پڑھا ہے کہ ان کی نیکیاں دس گنا بڑھا کر لکھی جائیں گی جب کہ گناہ کرنے کے برابر تحریر کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو میرے امت میں سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ جو آخری زمانے میں آئے گی۔

۲- جنت کے درجات کا مستحق وہ ہوگا کہ جس کے پاس خالص طاعت ہو اس میں کسی قسم کی کمی کوتاہی نہ ہو۔ اس امت کی طاعات کوتاہی کے ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل اور کرم کے ساتھ ان کو دوگنا فرما دیا تا کہ اس امت کی طاعات میں کوتاہی بڑھانے سے کامل ہو جائے۔ تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جنت کے درجات کو نیکیوں کو دوگنا کرنے سے حاصل کیا ہے۔

۳- نیکیوں کو بڑھانے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ قیامت کے دن حقدار اپنا حق وصول کرنے کیلئے جن سے حق لینا ہوگا ان کو چمٹ جائیں گے اور ان کے اعمال کو لے جائیں گے ان کے پاس صرف جو اضافہ کیا گیا ہوگا وہ باقی رہ جائے گا تو وہ حقدار کہے گا کہ اے میرے رب اس کے اضافہ میں سے بھی مجھے عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ یہ اضافہ اس کے فعل کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ یہ میری رحمت کی وجہ سے ہے میں اس سے اپنی رحمت واپس نہیں لوں گا۔ بلکہ میں نے تجھے اس کے جو کئے ہوئے اعمال تھے وہ عطا کر دیئے (ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة)

(روضة العلماء)

سخاوت کی برکات

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کرنے کیلئے گیا۔ اس دوران میں حجر اسماعیل کے پاس سویا ہوا تھا۔ کہ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ

بن مبارک جب آپ بغداد واپس جائیں تو فلاں محلہ میں بہرام نامی مجوسی کو تلاش کر کے میری طرف سے اس کو سلام دینا اور بعد ازاں اس سے کہنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا اور میں نے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا اور دل ہی میں کہا کہ یہ کوئی شیطانی خواب ہے چنانچہ میں نے وضو کیا۔ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مجھ پر جب نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا اور اس طرح میں نے تین مرتبہ دیکھا۔

جب حج مکمل ہو گیا میں بغداد کی طرف واپس لوٹا بتائے ہوئے محلہ میں جا کر بہرام نامی مجوسی کو تلاش کیا مجھے ایک بوڑھا آدمی ملا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہرام مجوسی ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کا پرانا طریقہ ترک کر کے نیا دین اختیار کیا ہے اور یہ میرے نزدیک بہتر ہے حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حرام ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ تیرا کوئی اچھا کام ہے؟ اس نے کہا ہاں!

میرے چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں میں نے ان سب کا ایک دوسرے سے نکاح کر دیا میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔

پھر میں نے اس مجوسی سے کہا کہ کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی کام ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں!

میری ایک انتہائی خوبصورت نوجوان بیٹی تھی جب میں نے اس کیلئے کوئی مناسب رشتہ نہ پایا تو میں نے اس کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا اور میں نے اس رات ولیمہ کیا اور اس ولیمہ میں ایک ہزار سے زائد مجوسی شریک ہوئے میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی تیرا کام ہے؟ اس نے کہا ہاں!

ایک رات میں نے اپنے بستر پر اپنی اس بیٹی جس کے ساتھ میں نے نکاح کیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہم بستری کا ارادہ کیا تو ایک مسلمان عورت آئی اور اس نے میرے چراغ کو روشن کر دیا اور چلی گئی میں نے اس چراغ کو بجھا دیا پھر وہ عورت دوسری مرتبہ داخل ہوئی اور اس نے چراغ روشن کیا اور چلی گئی میں نے اسے پھر بجھا دیا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ عورت چوروں کی کوئی جاسوس ہے۔ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا اور اس کے گھر میں

داخل ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی چار بیٹیاں ہیں جب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو اس کی بیٹیوں نے کہا کہ اے امی جان! آپ ہمارے لئے کیا لائی ہیں اب ہمارے لئے بھوک کو برداشت کرنا ممکن نہیں رہا۔ یہ بات سن کر اس عورت کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور اس نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور سے سوال کروں اور میں اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ کے دشمن سے بیان کروں جو کہ مجوسی ہے۔

بہرام نے کہا کہ جب میں نے اس عورت کی یہ بات سنی تو میں اپنے گھر کی طرف واپس آیا ایک طبق اٹھایا اشیاء سے اس کو بھر لیا اور خود ہی لے کر اس عورت کے پاس جا پہنچا اور وہ طبق میں نے اسے دیا تو وہ خوش ہوگئی۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیرا نیکی کا کام ہے اور تیرے لئے خوش خبری ہے پھر میں نے اس کے سامنے خواب کا سارا قصہ بیان کیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بہرام مجوسی نے کہا! اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اس وقت وہ غش کھا کر گرا اور مر گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی تاخیر کئے بغیر اس کو غسل دیا کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ یا عباد اللہ استعملوا السخاوۃ مع خلق اللہ تعالیٰ فانہ ینقل الرعداء الی درجۃ الاحباء ولہ الملک فی الارض والسماء غفر اللہ لنا بحق اعظم الاسماء وبحرمۃ معاشر الانبیاء۔

اے اللہ کے بندوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرو۔ کیونکہ یہ دشمنوں کو دوستوں کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کے صدقہ اور اپنے عظیم ناموں کے طفیل بخش دے۔ (آمین) (زبدۃ لواعظین)

نیکیاں کب بڑھائی جاتی ہیں

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا احسن احدکم اسلامہ فکل حسنۃ یعملھا تکتب بعشرۃ امثالھا الی سبع مائۃ ضعف وکل سیئۃ یعملھا

تکتب بمثلها حتی یلقی اللہ عزوجل

جب تم سے کوئی اسلام میں راسخ ہو جائے تو ہر جو وہ نیکی کا کام کرتا ہے اسے دس
بلکہ سات سو گنا تک بڑھا کر لکھا جاتا ہے اور جب وہ برائی کا کام کرتا ہے تو اس کا گناہ ا
کی مثل لکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

جلسہ نمبر ۲۱

دعا کیسے کی جائے؟

آیت کی تفسیر

(ادعو ربکم تضرعاً وخفیة) ”تم اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو“ یعنی عاجزی اور پوشیدگی سے کیونکہ اخفاء اخلاص کی دلیل ہے۔
(انه لا یحب المعتدین) ”بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“ جولوگ دعا کرنے اور اس کے علاوہ معاملات میں حدود کو پھلانگنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ جو دعا مانگنے والا ہے۔ وہ ایسی چیز کا مطالبہ نہ کرے جو مانگنے کے لائق نہ ہو جیسے انبیاء کے مراتب اور آسمان کی طرف بلند ہونے کو طلب کرنا۔

ایک قول یہ ہے اس میں چیخ چلا کر دعا مانگنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سیکون قوم یعتدون فی الدعاء وحسب المرء ان یقول اللھم انی اسئلک الجنة وما قرب ایھا من قول او عمل واعوذبک من النار وما قرب ایھا من قول او عمل ثم قرء (انه لا یحب المعتدین)

عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو دعا کرنے اور آدمیوں کے مراتب کے بارے میں حد سے تجاوز کرے گی ایک آدمی کہے گا کہ یا اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس عمل اور بات کا جو اس کے قریب کر دے اور وہ کہے گا کہ میں دوزخ سے اور جو چیز قول اور عمل کے اعتبار سے اس کے قریب کر دے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں پھر آپ نے یہ آیت انه لا یحب المعتدین پڑھی۔ (قاضی بیضاوی)

فقراء کے وسیلہ سے دعا

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے فقراء کے سبب سے فتح طلب کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ سے کفار کے خلاف کامیابی اور فتح و نصرت کی دعا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے۔

اللھم انصرنا علی الاعداء بحرمۃ عبادک الفقراء المھاجرین

یا اللہ اپنے بندوں مہاجر فقراء کی عزت کے سبب سے ہماری دشمنوں کے خلاف مدد فرما۔

یہ بات فقراء کی تعظیم ان کی دعا میں رغبت اور ان کے وجود سے برکت حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ (من حسان المصابیح)

چار چیزوں سے دنیا قائم

ترغیبات الابرار میں ذکر کیا گیا کہ دنیا چار چیزوں سے قائم ہے۔
(۱) علماء کے علم کی وجہ سے (۲) امراء کے انصاف کی وجہ سے (۳) اغنیاء کی سخاوت کے سبب (۴) فقراء کی دعاؤں کے سبب اگر علماء کرام نہ ہوں تو جاہل ہلاک ہو جائیں۔ اگر بادشاہ کا انصاف نہ ہوتو لوگوں میں سے بعض بعض کو کھا جائیں۔

اگر امراء کی سخاوت نہ ہوتو فقراء ہلاک ہو جائیں اور اگر فقراء کی دعائیں نہ ہوں تو زمین وآسمان ویران ہوجائیں۔ (موعظ)

تین مقبول دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث دعوات مستجابۃ لا شک فیھن دعوۃ الوالد لولدہ و دعوۃ المسافر و دعوۃ المظلوم۔

تین مقبول دعائیں ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱- باپ کا دعا کرنا اپنے بیٹے کیلئے

۲- مسافر کی دعا   ۳- مظلوم کی دعا

یہاں تک کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی دعا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے اوپر بلند کرتا ہے اس کے سبب سے آسمان کے دروازے کھولتا ہے اور رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور ضرور مدد کروں گا اگر اس وقت کے بعد بھی کیوں نہ ہو۔

رب ذوالجلال کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں تیرے حق کو ضائع نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری دعا کو رد کروں گا اگرچہ طویل زمانہ ہی کیوں نہ گزر جائے۔ اس لئے کہ میں حلیم ہوں میں اپنے بندوں کو جلدی سزا نہیں دیتا۔ شاید وہ ظلم کرنے سے رک جائیں اور مظلوم کو راضی کرلیں گناہوں سے باز آ جائیں اور توبہ کرلیں۔ (مجالس)

دعا کی فضیلت

دعا کی فضیلت اس روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت منصور ابن عمار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے تو اسی دوران ایک سائل کھڑا ہوا اور اس نے چار درہم طلب کئے۔

حضرت منصور ابن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے کہ جو اس کو چار درہم عطا کرے تو میں اس کیلئے چار دعائیں کروں گا۔

مسجد کے ایک طرف سے یہودی سردار کا ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا اس حبشی غلام کے پاس چار درہم تھے اس نے ان کو اکٹھا کیا اور اپنے ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا اس نے عرض کیا۔ اے شیخ میں چار درہم اس سائل کو دیتا ہوں لیکن میری شرط یہ ہے کہ آپ میرے لئے چار دعائیں کریں۔ میں جس طرح چاہتا ہوں اس طرح ہو جائے شیخ منصور ابن عمار نے فرمایا کہ ہاں حبشی غلام نے وہ چار درہم سائل کو دے دیئے اور کہا کہ اے شیخ میں غلام ہوں۔ آپ میرے لئے آزادی کی دعا کریں میرا آقا یہودی ہے اس کے مسلمان ہونے کی دعا کریں۔ میں فقیر ہوں میرے لئے مالداری کی دعا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے بے نیاز کردے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے۔

حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ نے یہ چاروں دعائیں فرمائیں جب وہ حبش غلام واپس آیا اس نے اپنے آقا کو دیکھا اور اسے سارے قصہ کی خبر دی۔ یہودی اس سے بڑا

خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے اپنا مال خرچ کر کے آزاد کر دیا اب تک میں تیرا آقا اور تو میرا غلام تھا۔ آج کے بعد تو میرا آقا اور میں تیرا غلام ہوں اس کے بعد یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد خاص اور اس کے سچے رسول ہیں۔

نیز اس آقا نے کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام مال کے اندر شریک کر لیا ہے۔

بہر حال تیری چوتھی حاجت کہ میں تجھے بخش دوں تو وہ میرے اختیار میں نہیں ورنہ میں تیرے سارے گناہ بخش دیتا۔ اس دوران اس نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی اس نے بیت اللہ شریف کے ایک کنارے سے آسمان سے یہ کہا کہ میں نے تم دونوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا میں نے تم دونوں سمیت حضرت منصور ابن عمار رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بخش دیا۔

(رونق المجالس)

حصولِ مقصد کا قوی سبب

علماء فرماتے ہیں کہ تکالیف کو دوا کرنے' مقصد کو حاصل کرنے کا قوی ترین سبب دعا ہے لیکن کبھی اس دعا کا اثر متحقق نہیں ہوتا۔ دعا کرنے والے کی طبیعت کے ضعف کی وجہ سے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ کیونکہ اس میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے یا اس کے دل کی کمزوری کی وجہ سے کہ اس میں حضور قلب نہیں ہوتا حالانکہ دعا کرتے وقت اطمینان قلب اور حضور قلب ضروری ہے۔ اسی طرح وہ دعا اس وجہ سے بھی درجہ قبولیت حاصل نہیں کرتی۔ کہ دعا کا کرنے والا حرام مال کھاتا ہے ظلم کرتا ہے اس کے دل پر گناہوں کا زنگ ہوتا ہے نیز اس کے دل پر غفلت سہو اور خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

واعلموا ان اللہ تعالیٰ لایقبل الدعا من قلب غافل

جان لو! کہ بے شک اللہ تعالیٰ غافل دل سے کی ہوئی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

(من المواہب)

زندگی بڑھانے کا نسخہ

بزرگان دین سے منقول ہے کہ چار باتیں انسان کی زندگی میں اضافہ کرتی ہیں۔

۱- آدمی کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔

۲- بائیں پہلو پر سونا

۳- جاری پانی کے ساتھ غسل کرنا۔

۴- سحری کے وقت سیب کھانا۔

دعا کی اثر آفرینی

منقول ہے کہ صالحین میں سے ایک نیک آدمی تھا۔ جو روزی اور رزق کے حوالے سے تنگ دست ہو گیا۔ ایک دن ان بزرگوں کی بیوی نے ان سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں رزق کے معاملے میں وسعت عطا فرمائے اس اللہ کے نیک بندے نے دعا کی بعد از دعا جب ان کی بیوی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے گھر کے ایک کونے میں سونے کی ایک اینٹ دیکھی۔ وہ خوش ہوئی اور اس اینٹ کو اٹھا لیا اس نیک بزرگ نے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا کہ تو جس طرح بھی اس کو خرچ کرنا چاہتی ہے خرچ کر لے۔

اس آدمی نے نیند کی حالت میں خواب دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ایک محل دیکھا کہ جس میں ایک اینٹ کی کمی ہے اس نے سوال کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل آپ کا ہے۔

فقال این هذه البنة؟ نیک بزرگ نے کہا کہ یہ اینٹ کہاں ہے؟

قیل بعثناها الیک جواب ملا کہ وہ اینٹ ہم نے آپکی طرف بھیج دی ہے

وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اینٹ لاؤ۔ اس کو لے کر اپنے سر کے پاس رکھا اور دعا کی کہ یا اللہ میں نے اسے آپ کی طرف واپس کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ اینٹ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی۔ اس مضمون کی تائید فرمان رسول سے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مااخذ احد لقمة من الدنيا الا وقد نقص الله تعالىٰ حصته من الاخرة

کوئی شخص بھی جب دنیا میں سے ایک لقمہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں سے اس کا حصہ کم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(من كان يريد حرث الاخرة نزدله فی حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نوته منها وما له فی الآخرة من نصيب)

"جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس میں سے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں۔"

آخرت کی آسائش کو ترجیح دینا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هو مضطجع على حصير وقد اثرا الحصير فی جنبيه

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس چٹائی کے نشان آپ کے دونوں پہلو مبارک پر ظاہر تھے۔

قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ادع الله فليوسع الدنيا عليک فان ملوک فارس والروم قدوسع عليهم وهم لايعبدون الله۔

(حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کیلئے دنیا کے مال و دولت کو بڑھا دے فارس و روم کے بادشاہ ہیں کہ ان کیلئے دنیا کے مال و دولت کو وسیع کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ادخر هذا لنا يا ابن الخطاب وهولاء قوم عجلت طيبعاتهم فی الدنيا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہمارے لئے ذخیرہ کی جا رہی ہے اور کفار قوم کہ ان کی طبیعتوں نے اس دنیا میں ہی اس بارے جلدی کی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اما ترضى ان تكون لهم الدنيا ولنا الاخرة

(اے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ

کافروں کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔

دو اہم اصول

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ تعالیٰ شاکراً صابراً من نظر فی دینہ الی من ھو فوقہ فاقتدی بہ ومن نظر فی دنیاہ الی من ھو دونہ فَحَمِدَ اللہ تعالیٰ علی ما تفضل بہ علیہ۔

جس شخص میں دو خصلتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا لکھ لیتا ہے۔

ایک وہ شخص کہ جو دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے پس وہ اس کی اقتداء کرے اور ایک وہ شخص کہ جو دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم مالیت والے شخص کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جو فضل وکرم فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئی علیما)

"تم اس چیز کی آرزو نہ کرو کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض میں سے بعض پر فضل فرمایا مردوں کیلئے ان کا حصہ ہے جو کچھ انہوں نے کمایا عورتوں کیلئے ان کا حصہ ہے۔ جو انہوں نے کمایا اور تم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

پسند اپنی اپنی

حضرت شقیق زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اختارا الفقراء ثلاثۃ اشیاء والاغنیاء ثلاثۃ اشیاء اختار الفقراء راحۃ النفس وفراغ القلب و خفۃ الحساب

واختار الاغنیاء تعب النفس وشغل القلب و شدۃ الحساب

(زبدۃ الواعظین)

فقراء نے تین چیز پسند کیں اور مالداروں نے بھی تین چیزوں کو پسند کیا۔
فقراء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔
(۱) دل کی راحت (۲) فارغ البالی (۳) حساب کی آسانی۔
مالداروں کی پسندیدہ تین چیزیں درج ذیل ہیں۔
(۱) جان کی تھکاوٹ (۲) دل کی مصروفیت (۳) حساب کی سختی۔

جلسہ نمبر۲۲

ایمان کا بیان

آیت کی تفسیر

(انم المومنون) ''جو ایماندار ہیں'' یعنی ایمان میں کامل وہ ہیں

(الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم) ''وہ لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں''۔

اس کے ذکر کی وجہ سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں اس کی عظمت اور اس کے جلال کی ہیبت کی وجہ سے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے کہ جب وہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

(واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا) ''اور جب ان پر اس کی آیات کو تلاوت کیا جاتا ہے تو وہ آیات ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔''

ایمان کی زیادتی احکام پر ایمان لانے کے ساتھ یا دلائل کے ظاہر ہونے کی وجہ سے یقین کے پختہ اور نفس کے اطمینان کے ساتھ۔ یا

آیات کے موجب پر عمل کرنے کے ساتھ۔

آخری یہ اس شخص کا قول ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ جب کہ گناہ کرنے سے ایمان کم ہوتا ہے اس بات کی بناء اس پر ہے کہ عمل ایمان میں داخل ہے۔

(وعلی ربھم یتوکلون) ''اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''

یعنی اپنے امور کو رب ذوالجلال کے سپرد کرتے ہیں وہ ڈرتے ہیں تو صرف اسی سے وہ لوٹتے ہیں تو صرف اسی کی بارگاہ کی طرف۔

(الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنا ھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا) ''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے اور پکے ایماندار ہیں۔'' اس لئے کہ انہوں نے اپنے ایمان کو پختہ کرلیا ہے۔ بایں طور کہ انہوں نے توکل اخلاص اور خشیت سے دل کے اعمال کی خوبیوں سے اپنے آپ کو مزین کرلیا اس طرح اعضاء کے افعال کو خوبیوں سے مزین کیا جو کہ اس کا معیار ہے۔ جیسے نماز اور صدقہ وغیرہ۔

(لھم درجات عند ربھم) ''ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں۔''

درجات سے مراد بزرگی' مراتب کی بلندی ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جنت کے درجات جن پر وہ اپنے اعمال کی وجہ سے چڑھیں گے۔

(ومغفرۃ و رزق کریم) ''ان کیلئے بخشش اور رزق کریم ہے۔''

بخشش تو ان کے نیک اعمال کی وجہ سے اور جنت میں ان کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جو لامحدود ہیں اور ہمیشہ رہنے والی کبھی ختم نہ ہونے والی۔ (قاضی بیضاوی)

کتاب کے رہنے تک ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من صل علی فی کتاب نزل الملئکۃ تستغفرلہ ما بقی اسمی فی ذلک الکتاب[1]

جس شخص نے کتاب میں (نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہوئے) میری ذات پر درود شریف پڑھا تو ایسے کرنے سے فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ اس کیلئے بخشش مانگتا ہے جب تک کہ آپ نے فرمایا کہ میرا نام اس کتاب میں رہے۔

بخشش ہوگئی

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعصمہ علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا۔

---

[1] کتاب الشفاء از قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ

ما فعل الله بک؟ — اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فقال غفر لی ربی — انہوں نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔

فقلت بم؟ — میں نے کہا کہ کس وجہ سے؟

قال ما ذکرت حدیثا الا صلیت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو عصمہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب بھی میں کوئی حدیث ذکر کرتا تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھتا۔ (زبدۃ الواعظین)

صاحب تفسیر خازن کی وضاحت

آیت کے آغاز میں کلمہ (انما) ذکر کیا گیا جو کہ مفید حصر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ ایماندار نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں۔ جو ایمان والے اپنے ایمان میں سچے ہیں ان سے مراد وہ مومن ہیں کہ جب ان کے سامنے رب ذوالجلال کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر خازن)

آیت مبارکہ میں مذکور (وجلت قلوبھم) کا معنی ہے۔ ''خافت'' یعنی ان کے دل خوف والے ہو گئے۔

اہل حق نے فرمایا کہ خوف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) سزا اور نافرمانی کا خوف (۲) ہیبت اور عظمت کا خوف

دوسری قسم کا خوف۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا خوف ہے کیونکہ وہ رب ذوالجلال کی عظمت کو جانتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو شدید ترین خوف ہوتا ہے۔

نافرمان لوگ بھی خداوند قدوس سے ڈرتے ہیں لیکن اس کی سزا سے پس مومن کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس کے مرتبہ کے مطابق ایماندار کا دل ڈر جاتا ہے۔ (تفسیر خازن)

آیت میں ذکر کردہ کلمات (زادھم ایمانا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے تو وہ اس پر ایمان لاتے ہیں جس سے ان کا ایمان اور تصدیق بڑھ جاتی ہے کیونکہ ایمان کی زیادتی اس کی زیادتی سے ہے اور یہ دو طرح سے ہے۔

۱۔ پہلی وجہ وہ ہے کہ جس پر عام اہل علم ہیں جس کو واحدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ

جب دلائل زیادہ اور قوی ہوں تو ان کا ایمان اور بڑھ جائے گا اس لئے کہ جب دلائل کی کثرت اور قوت حاصل ہو تو شک زائل ہو جاتا ہے اور یقین پختہ ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پختہ ہو جاتی ہے اور ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

۲- ایماندار لوگ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تکالیف پے در پے تھیں جب بھی ان کو کوئی قسم کی تکلیف ہوتی تو وہ اس کی تصدیق کرتے اس اقرار کرنے سے ان کی تصدیق اور ان کا ایمان اور بڑھ جاتا۔ (تفسیر خازن)

اللہ تعالیٰ کے فرمان (اولئک هم المؤمنون حقا) کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی اپنی ذات کے بارے میں یہ نہ کہے کہ وہ سچا مومن ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اقوام کی خود یہ صفت بیان فرمائی جو اس صفت کے ساتھ متصف ہیں اور ہر ایک کے وجود میں ان اوصاف میں سے ہر ایک وصف کا تحقق نہیں ہو سکتا۔

اس بات کا تعلق ایک اصولی مسئلہ کے ساتھ ہے۔ وہ یہ کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ انسان اپنے آپ کو انا مومن کہہ سکتا ہے۔

جب کہ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا کہ کوئی شخص اپنے آپ کو انا مومن حقا یا انا مومن ان شاء اللہ کہے متقدمین اصحاب احناف کا موقف یہ ہے کہ انسان اپنے بارے میں انا مومن حقا کہہ سکتا ہے۔ لیکن اس کو انا مومن ان شاء اللہ کہنا جائز نہیں ہے۔ ان حضرات نے اپنے موقف پر دو طرح سے دلائل دیئے ہیں۔

۱- متحرک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے انا متحرک انشاء اللہ اسی طرح قائم اور قاعد اپنے بارے یہ نہیں کہہ سکتا انا قائم ان شاء اللہ انا قاعد ان شاء اس طرح یہ مسئلہ ہے کہ انسان پر واجب کہ وہ انا مومن حقا کہہ اور اسے انا مومن ان شاء اللہ کہنا جائز نہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اولئک هم المؤمنون حقا) ان کے بارے یہ حکم فرمایا کہ وہ سچے مومن ہیں۔ یہ یقینی بات ہے جب کہ انا مومن ان شاء اللہ شک والی بات ہے ایسا کہنے سے خرابی یہ لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو قطعی اور یقینی قرار دیا ہے

اس میں شک کیا جائے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (تفسیر خازن)

آیت قرآنی کے حصہ (و مما رزقنھم ینفقون) کا مطلب ہے کہ جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصدقة تمنع سبعین نوعا من انواع البلایا اھونھا البرص

صدقہ مصائب کی انواع میں سے ستر قسم کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے ان میں سے جو کم درجہ کی مصیبت "برص" ہے۔ جس کے خاتمے کا یہ سبب بنتا ہے۔

رب ذوالجلال کے فرمان (لھم درجات) کا معنی یہ ہے "ان ایمان داروں کیلئے درجات ہیں۔"

یعنی ان میں سے بعض کے مراتب بعض سے ارفع و اعلیٰ ہوں گے کیونکہ ان اوصاف کو حاصل کرنے میں مومنین کے حالات مختلف قسم کے ہیں اس کیلئے جنت میں ان کے درجات بھی مختلف ہوں گے کیونکہ جنت کے درجات اعمال کی قدر و منزلت کے اعتبار سے نصیب ہوں گے۔

بعض نے کہا کہ جنت کے درجات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اہل جنت کو اس میں دی جائیں گی۔

جنت کے درجات کا فاصلہ

جنت کے درجات کے درمیانی فاصلہ کو بیان کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان فی الجنة مائة درجة مابین الدرجتین مائة عام۔

بے شک جنت میں سو درجات ہیں اور ہر دو درجہ کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان فی الجنة مائة درجة لو ان للعالمین اجتمعوا فی احداهن لو سعتهم
بے شک جنت میں سو درجات ہیں اگر سارے جہانوں والے ان میں سے کسی ایک میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سے کشادہ ہو جائے۔ (تفسیر خازن)

ذکر اللہ کا مقام

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیرلکم من انفاق الذھب والفضة وخیرلکم من ان تتقوا عدوکم وتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم؟ قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھو ذکر اللہ۔

کیا میں تمہیں اعمال میں سے بہتر جو کچھ تمہارے پاس مال ہے اس کو پاک کرنے والی درجات میں بلند کرنے والی چیز کی خبر نہ دوں!

اور ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ نیز وہ تمہارے لئے اس حوالے سے بھی بہتر ہے کہ تم اس کے ذریعے اپنے دشمنوں سے محفوظ رہو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا۔ کیوں نہیں (یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عمل ضرور بتائیں) آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (مصابیح)

ذکر کی دو قسمیں

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام قسم کی عبادات میں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وسیلہ ہیں۔ اس لحاظ سے ذکر خداوندی مطلب اعلیٰ اور مقصد اصلی قرار پائے گا۔ مگر یہ کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالجنان

ذکر بالجنان سے مراد دل کا ذکر ہے اور وہ ایسا ذکر ہے کہ جو نہ زبان سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی کانوں سے سنائی دیتا ہے۔ بلکہ وہ فکر اور دل کے ملاحظہ کرنے کا نام ہے اور یہ

ذکر کا اعلیٰ مرتبہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''تفکر ساعة خیر من عبادة سبعین سنة''
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گھڑی کیلئے غور وفکر کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ حضور قلب کے ساتھ زبان سے ذکر کرنے پر ہمیشگی اختیار نہ کی جائے یہاں تک کہ ذکر خداوندی انسان کے دل میں جاں گزیں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے اس کا دل خالی ہو جائے۔ (مجالس رومی)

خلیفہ اول کے ایمان کا مقام

ایک روایت میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجع ایمان ابی بکر۔
اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے ایک طرف یار غار کا ایمان ہو اور دوسری طرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت کا ایمان ہو تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔
اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جس کو حضرت ابوہریرہ انس بن مالک اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرة من الایمان۔
دوزخ سے ہر اس بندے کو ایک وقت نکال دیا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا''
اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی

احناف رحمھم اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی احناف نے اپنے موقف پر جو دلائل قائم کیے اس میں ذکر ہے کہ ایمان نقصان اور زیادتی کو قبول نہیں کرتا۔
رب ذوالجلال کے فرمان (لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم) (سورۃ فتح ۴)

تا کہ ان کا ایمان، ایمان کے ساتھ بڑھ جائے احناف کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ صحابہ کرام کے حق میں ہے اس لئے کہ قرآن ہر وقت نازل ہوتا تھا پس صحابہ کرام ایمان لاتے تو ان کا قلبی طور پر تصدیق کرنا پہلے پر زیادہ ہوتا تھا جب کہ یہ ہمارے حق میں نہیں اس لئے کہ وحی منقطع ہو چکی۔

اس ارشاد خداوندی (انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم) "بے شک ایماندار وہ لوگ ہیں (ان کے سامنے) جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں"۔

یہ ایمانداروں کی صفت ہے اور مومنین فرمانبرداری میں ایک دوسرے سے جداجدا ہوتے ہیں جب کہ نفس ایمان میں سب برابر ہیں۔

اسی طرح (زادتهم ایمانا) سے مراد یقین ہے نہ کہ نفس ایمان جس حدیث میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے تمام مخلوق سے بڑھ جانے کا ذکر ہے تو ان کو ثواب میں ترجیح دی گئی ہے اس لئے کہ وہ سابق الایمان ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"الدال علی الخیر کفاعله"

نیکی کے کام پر رہنمائی کرنے والا اس کو کرنے والے کی طرح ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یخرج من النار من کان فی قلبه مثقال ذرة من الایمان۔

"دوزخ کی آگ سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔"

تو اس حدیث پاک کو بھی احناف کے دلائل سے سمجھ آنے والے مفہوم پر محمول کیا جائے گا۔ (کذافی بحر الکلام)

دو ایمان

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا۔ اموٴمن انت؟ کیا آپ مومن ہیں؟ آپ نے فرمایا الایمان ایمانان۔ ایمان دو ایمان ہیں۔فان کنت تسئلنی عن الایمان بالله وملائکة وکتبه ورسله والیوم

الآخر والجنة والنار والبعث والحساب فانا مومن.

اگر آپ اللہ اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں آخرت کے دن' جنت' دوزخ' مرنے کے بعد اٹھنے اور حساب و کتاب پر ایمان لانے کے بارے سوال کرتے ہیں تو میں مومن ہوں۔

وان کنت تسئلنی عن قوله تعالیٰ (انما المومنون) فوالله لاادری انا منهم ام لا۔

اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے فرمان (انما المومنون) کے بارے سوال کرتا ہے تو میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

دعا کیسے قبول ہو

حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے ارد گرد جمع ہو گئے لوگوں نے عرض کیا اے ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرمایا۔

(ادعونی استجب لکم) ''تم مجھ سے دعا کرو میں اسے قبول کرتا ہوں''

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کافی عرصہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

یا اهل البصرة ماتت قلوبکم فی عشرة اشیاء کیف یستجاب دعاء کم۔

اے اہل بصرہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں تو تمہاری دعا کیسے قبول کی جائے؟

وہ دس چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اس کے حق کو ترجیح نہ دی۔

۲- تم نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل نہیں کیا۔

۳- تم شیطان کی مخالفت کا دعویٰ کرتے ہو اور تم اس کی موافقت کرتے ہو۔

۴- تم کہتے ہو کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں اور تم آپ کی سنت مطہرہ پر عمل نہیں کرتے۔

۵- تم جنت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن جن اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہونا ہے وہ اعمال تم نہیں کرتے۔

۶- دوزخ سے نجات کا تم دعویٰ کرتے ہو اور تم اپنے آپ کو اس میں پھینکتے ہو۔

۷- تم کہتے ہو کہ موت برحق ہے لیکن اس کیلئے تیاری نہیں کرتے۔

۸- اپنے بھائیوں کے عیب نکالنے میں تم مصروف ہو اور تم اپنے نفسوں کے عیوب نہیں دیکھتے۔

۹- تم اپنے رب کی نعمتوں کو کھاتے ہو لیکن تم اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰- تم اپنے مرنے والے دوستوں کو ہاتھوں سے دفن کرتے ہو لیکن تم عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (حیات القلوب)

جلسہ نمبر ۲۳

احکامات الٰہیہ کے ترک کا وبال

آیت کی تفسیر

(یاایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو'' یعنی فرائض اور سنتوں کو ترک کر کے یا اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ظاہر نہ کرو اس چیز کو جس کو تم اپنے دل میں پوشیدہ کرتے ہو۔ (ظاہر اور باطن ایک جیسا نہ ہو) اس سے مراد یہ ہے کہ مال غنیمت میں تم دھوکا نہ کرو۔

(وتخونوا امانتکم) ''اور تم امانتوں میں خیانت نہ کرو'' یعنی تمہارے آپس کے جو معاملات ہیں ان میں خیانت نہ کرو۔

(وانتم تعلمون) ''حالانکہ تم جانتے ہو'' تم دانستہ خیانت کرنے کے مرتکب ہوتے ہو۔ جب تم جانتے ہو تو تمہیں اچھے اور برے کی پہچان کرنی چاہیے۔

(واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة) ''اور تم جان لو! کہ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے۔''

کیونکہ یہ چیزیں گناہوں عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشقت میں واقع ہونے کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ تاکہ ان کی محبت تمہیں خیانت پر برانگیختہ نہ کرے گویا کہ میں ابولبابہ مروان ابن المنذر رہوں۔

(وان اللہ عندہ اجر عظیم) ''اور بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔'' اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ان سب چیزوں پر ترجیح دیتا ہے۔ رب ذوالجلال

کی حدود کی رعایت کرتا ہے تم اپنی ہستیوں کو اسی چیز کی طرف لگاؤ جو اس کی ادائیگی تک پہنچانے کا سبب ہے۔ (قاضی بیضاوی)

آیت کا شان نزول

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس راتوں تک یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے صلح کرنے کا ارادہ کیا جس طرح کہ ان کے بھائی بنو نضیر نے صلح کی۔ اس بات پر کہ وہ ملک شام سے مقام اریحاء اور ازرعات کی طرف چلے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرمایا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ابولبابہ مروان ابن المنذر کو بھیج دیں وہ ان کے خیر خواہ تھے۔ کیونکہ ان کے اہل و عیال اور مال ان کے پاس تھے۔ آپ نے ابولبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔

لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ماننے کے بارے کیا رائے ہے؟

تو انہوں نے حلقوم کی طرف اشارہ کیا اور اس سے مراد ذبح کرنا لیا یعنی اگر تم نے اس کا حکم مان لیا تو تمہیں ذبح کر دیا جائے گا۔

ابولبابہ کہتے ہیں کہ ابھی وہاں سے میرے قدم نہیں ہٹے تھے کہ میں نے جان لیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا۔

واللہ لااذوق طعاماً ولا شراباً حتی اموت اویتوب اللہ علی

قسم بخدا میں نہ کھانا کھاؤں نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے۔

سات دن وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ غش کھا کر گر پڑے پھر ان کی توبہ قبول ہوئی ان کو کہا گیا کہ آپ کی توبہ قبول کی جا چکی ہے اور آپ اپنے آپ کو ستون سے آزاد کر لیں تو ابولبابہ نے کہا نہیں۔

واللہ لااحل ھاحتی یکون رسول اللہ ھوالذی یحلنی فجاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فحلہ بیدہ۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے آپ کو اس ستون سے نہیں کھولوں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کھولیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اپنے دست شفقت سے ان کو رہا فرمایا ابولبابہ نے کہا۔

ان من تمام توبتی ان اھجر دار قومی التی اصبت فیھا الذنب وان انخلع من مالی۔

میری مکمل توبہ اس وقت ہوگی کہ جب میں اپنی قوم کے اس علاقہ کو چھوڑ دوں جہاں پر میں گناہگار ہوا اور یہ کہ میں اپنے مال و اسباب کو چھوڑ دوں۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے صرف ایک تہائی کافی ہے یعنی تو اتنے مال کو صدقہ کر دے۔

سنت کو ترک نہ کرو

تعطیل سنت سے مراد سنت کو ترک کرنا۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی عضوا علیھا بالنواجز۔

میری اس ظاہری دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور ان پر مضبوطی کے ساتھ کاربند ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیاتی علی الناس زمار تخلق سنتی فیہ کما یخلق الثوب علی الابدان وتحدث البدعۃ فمن اتبع سنتی یومئذ صار غریبا وبقی واحدا ومن اتبع بدعۃ الناس وجد خمسین صاحباً او اکثر۔

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں میری سنت بوسیدہ ہو جائے گی جیسے کپڑا جسموں پر بوسیدہ ہو جاتا ہے اور بدعت کا دور دورہ ہوگا۔ اس دور میں جس نے میری سنت کی اتباع کی وہ غریب ہوگا اور اکیلا رہ جائے گا اور جو لوگوں کی بدعت کی پیروی کرے گا وہ

اپنے پاس پچاس ساتھی یا اس سے زیادہ ساتھی پائے گا۔

افضل لوگ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ یہی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے بعد بھی کوئی ہم سے افضل ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ آپ کو دیکھیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کیا ان پر وحی نازل ہوگی؟

آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کیسے ہوں گے؟

آپ نے فرمایا کہ جیسے پانی میں نمک ہوتا ہے۔

ان کے دل ایسے پگھل جائیں گے جیسے نمک پانی میں مل جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ ایسے زمانہ میں کس طرح زندگی گزاریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے سرکہ میں کیڑا ہوتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ اپنے دین کی کس طرح حفاظت کریں گے؟

آپ نے فرمایا کہ جس طرح ہاتھ میں انگارا ہوتا ہے اگر اسے ہاتھ پر رکھا جائے تو وہ بجھ جائے۔

اگر اسے ہاتھ میں روکا جائے یا نچوڑا جائے تو ہاتھ کو جلا دے۔

علماء کرام فرماتے ہیں۔

فاعتبروا یاولی الابصار بقول رسول اللہ صلی اللہ الملک الغفار

اے آنکھوں والو! بخشنے والے بادشاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے عبرت حاصل کرو۔

فتنہ کا وقت اور سنت

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائة شھید

جس شخص نے میری امت کے فتنہ وفساد کے وقت میری ایک سنت پر عمل کیا تو اس کو سو شہیدوں کا اجر عطا فرمایا جائے گا۔

دس چیزوں کا سنت ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **عشرة مماعلمھن وعمل بھن ابوبکم ابراھیم علیہ السلام خمس فی الراس و خمس فی الجسد اماالتی فی الراس فالسواک والمضمضة والاستنشاق وقص الشارب وإعْضاءُ اللحیة۔**

واما التی فی الجسد فالختان و استحداد ونتف الابط وقص الاضفار

دس چیزیں ہیں کہ جن کو تمہارے جد اعلیٰ حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جانا اوران پر عمل کیا ان میں سے پانچ سر میں ہیں اور پانچ جسم میں ہیں۔

وہ پانچ جو سر میں ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مسواک کرنا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) موچھیں کاٹنا (۵) داڑھی بڑھانا۔

وہ پانچ چیزیں جو جسم میں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ختنہ کرانا (۲) موئے زیر ناف مونڈنا (۳) بغلوں کے بال اکھیڑنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) ہر عضو کا عبادت کرنا یہاں تک کہ ختنہ کی جگہ بھی ذکر کیلئے ہے۔

بھاری ذمہ داری قبول کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے امانت کو تمام مخلوق پر پیش کیا۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کو اٹھانے کی حامی نہیں بھری تو کیا جو کچھ اس امانت میں ہے آپ اس کو اٹھائیں گے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔

یا رب وما فیھا؟ اے میرے رب اس میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ نیکی کریں گے تو اس کا اجر ملے گا اور اگر گناہ کریں گے تو اس کی سزا دی جائے گی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھالیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر آپ نے اس کو اٹھالیا ہے تو میں اس سلسلہ میں تمہاری مدد کروں گا میں تیری آنکھوں کیلئے ایک پردہ بناتا ہوں اگر تجھے خوف ہو اس چیز کے دیکھنے کا جس کا دیکھنا تیرے لئے حلال نہیں ہے۔تو تو میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے اس پردہ کو اپنی آنکھوں پر ڈال لے۔

میں تیری زبان کیلئے دو کواڑ والا دروازہ بناتا ہوں جب تجھے فحش کلام کرنے کا خوف ہو تو تو میرے عذاب کے ڈر کیوجہ سے اپنی زبان کے دروازے کو بند کر دے میں تیرے لئے دو کان بناتا ہوں۔ جب تجھے خوف ہو اس کلام کے سننے کا جس کا سننا تیرے لئے جائز نہیں ہے تو اس کلام کے سننے سے اپنے کانوں کو محفوظ کر لے۔ میں تیری شرمگاہ کیلئے ایک لباس بناتا ہوں جب تجھے اس شرم گاہ کے کھلنے کا خوف ہو تو تو میرے عذاب کے ڈر کی وجہ سے اس لباس کے ساتھ تو اس کو ڈھانپ لے نیز تو اپنے ہاتھوں کو حرام میں پڑنے سے روک لے اور اپنے پاؤں کو بھی اس طرف چلنے سے روک لے جس طرف تیرے لئے جانا حلال نہیں تو میرے عذاب کو یاد کر۔

یہ مذکورہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ (موعظہ)

ہلاکت کا سبب

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب درہم اور دینار کو بنایا گیا تو لعنتی شیطان نے ان دونوں کو اٹھا کر چوما اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لیا اور شیطان نے کہا۔

الویل لمن احبکما من حلال والویل ثم الویل لمن احبکما من حرام

ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں سے محبت کرے تم کو حلال طریقہ سے حاصل کر کے اور ہلاک ہو پھر ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں کو حرام طریقہ سے حاصل کرنے کے بعد تم سے محبت کرے۔

دنیا کی مثال

ایک آدمی نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک علاقہ سے حاضر ہوا۔ اس نے آ کر اپنی زمین کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ نبی پاک

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین کی وسعت اور اس میں نعمتوں کی کثرت کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیف تفعلون؟ تم کیسے کرتے ہو؟

اس نے کہا انا نتخذ الوانا من الطعام وناکلها

ہم قسم قسم کے کھانے بناتے اور پھر ان کو کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ وہ کیا ہو جاتا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ وہی ہو جاتا ہے جو آپ جانتے ہیں یعنی وہ بول و براز بن جاتا ہے۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام کذلک مثل الدنیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مثال جو روایت کیا گیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا سچ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اسرار الوحی میں فرمایا۔

یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم لو صلی العبد صلوٰة اهل السموات والارض وصام صیام اهل السموات والارض ثم اری فی قلبه مقدار ذرة من حب الدنیا من ریاستها وزینتها لایجاورنی فی داری۔

اے حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بندہ زمین و آسمان والوں جتنی نمازیں پڑھے اور زمین و آسمان والوں جتنے روزے رکھے پھر زیب و زینت کے حوالے سے ایک ذرہ کے برابر بھی دنیا کی محبت کو اپنے دل میں وہ جگہ دے تو میرے گھر میں اسے میرا قرب نصیب نہیں ہوگا۔ (موعظہ)

قبول کرنے سے انکار

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی شرمگاہ کو پیدا فرمایا اور فرمایا کہ اے انسان یہ امانت ہے اور میں اس امانت کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔

شرمگاہ، پاؤں، ہاتھ، زبان، آنکھ اور کان یہ سب امانتیں ہیں۔

ولا ایمان لمن لا امانة له

جس شخص کو امانت کا پاس نہیں اس کا کامل ایمان نہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب امانتوں

کو پہاڑوں اور زمین و آسمان کی مخلوق پر پیش کیا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال)[۱]

"بے شک ہم نے پہاڑوں، زمین اور آسمان پر امانت کو پیش کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان سب مخلوق سے فرمایا کہ جو کچھ ان میں ہے کیا تم ان سب کو اٹھاؤ گی۔؟

مخلوق کی ہر چیز نے عرض کیا کہ ان میں کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اچھے اعمال کرو گے تو تمہیں اجر ملے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔

سب مخلوق نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہم تیرے حکم کے پابند ہیں ہمیں ثواب اور عذاب سے غرض نہیں۔ تو یہ ہم نے خوف و خشیت اور اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کی وجہ سے کہا ہے کہ ہم اسے قائم نہیں رکھ سکیں گے یہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے نہیں کہا۔

(فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولا)

"پس انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس امانت کو اٹھائیں اور وہ اس سے ڈرے اور اس امانت کو انسان نے اٹھالیا وہ نادان اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔"

کس کو ترجیح دیں

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احب دنیاه اضر باخرته ومن احب آخرته اضر بدنیاه فاثروا مایبقی علی مایفنی۔

جس شخص نے دنیا کو محبوب سمجھا تو اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا پس تم ترجیح دو اس چیز کو جو باقی رہے اس چیز پر جو فنا ہو جائے گی۔

سب برائیوں کی جڑ

ایک روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باتیں کر رہے تھے تو وہ سارے کے سارے سوائے

[۱] القرآن (الاحزاب ۷۲)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے لگے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینے پر رکھا پھر فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کے دشمن تو نکل جا۔ پس حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمود العین من قوۃ القلب وقوۃ القلب من کثرۃ الذنوب وکثرۃ الذنوب من نسیان الموت ونسیان الموت من طول الامل وطول الامل من حب الدنیا وحب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھولنے کی وجہ سے ہے اور موت کا بھولنا لمبی امید کی وجہ سے ہے اور لمبی امید دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

بلند درجات کا حصول

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جعل الشر کله فی بیت واحد و جعل مفتاحه حب الدنیا وجعل الخیر کله فی بیت واحد و جعل مفتاحه الزهد علیک فترکها تنل الدرجات العلیا

ساری برائی کو ایک گھر میں کر دیا اور دنیا کی محبت کو اس کی چابی بنایا اور ساری خیر کو ایک گھر میں کر دیا اور زہد کو اس کی چابی بنایا۔

اے انسان تجھ پر اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ تا کہ بلند درجات کو حاصل کر لے۔

جلسہ نمبر۲۴

سونا اور چاندی جمع کرنے کا وبال

آیت کی تفسیر

(والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ)
''اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو اکٹھا کرتے ہیں اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔''

جائز ہے کہ اس سے مراد یہودیوں اور عیسائیوں کے بڑے بڑے عالم مراد لئے جائیں مال کے بارے ان کے بخل اور حرص کو بطور مبالغہ ذکر کیا گیا ہے۔

یا اس سے مسلمانوں کے وہ لوگ مراد لئے جائیں جو مال کو جمع کرتے ہیں۔ اس کو ذخیرہ کرتے ہیں اس کے حق کو ادا نہیں کرتے اہل کتاب کو رشوت لینے والوں کے ساتھ ان کو ملانا سختی کے طور پر ہوگا۔

(فبشرھم بعذاب الیم) ''آپ ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیں۔''

(یوم یحمی علیھا فی نار جھنم) ''جس دن کے گرم کیا جائے گا ان کو دوزخ کی آگ میں'' یعنی جس روز جہنم کی آگ کو ان پر بھڑکایا جائے گا۔

(فتکوی بھم جباھھم و جنوبھم وظھورھم) ''پس ان دراہم ودینار سے ان کی پیشانیاں' ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔''

کیونکہ مال کا جمع کرنا اور اس کا روک رکھنا۔ لذیذ قسم کے کھانوں اور طرح طرح کے لباسوں سے خوش عیش اور مالدار بننے کے ساتھ طلب وجاہت کی وجہ سے تھا۔

(ھذا ما کنزتم) ''یہ وہ ہے جس کو تم خزانہ کیا کرتے تھے''

(لانفسکم) ''اپنی ذات کے لئے'' یعنی اپنی ذات کو نفع پہنچانے کیلئے تو یہ ان کی جانوں کیلئے عذاب دینے کا سبب اور بعینہ نقصان دینے کا سبب تھا۔
(فذوقوا ماکنتم تکنزون) ''پس تم اس کا مزہ چکھو جس کو تم ذخیرہ کیا کرتے تھے۔'' یعنی اپنے خزانہ کا وبال یا جو کچھ تم خزانہ کرتے تھے۔ (قاضی بیضاوی)

درود پاک کی کثرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرج من عندی جبرائیل آنفاً اخبرنی عن ربی عزوجل انه قال ای مسلم صلی علیک مرة واحدة الاصلیت انا وملائکتی علیه عشراً فاکثروا علی الصلوٰة یوم الجمعة فاذا صلیتم فصلوا علی تعظیما۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے انہوں نے مجھے میرے رب ذوالجلال کے بارے میں خبر دی انہوں نے کہا کہ جو مسلمان بھی آپ کی ذات پر صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اس پر میں اور میرے فرشتے دس مرتبہ درود پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو جب بھی تم نماز پڑھو تو مجھ پر بطور تعظیم کے درود شریف پڑھو۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من آتاه الله مالا ولم یودز کوٰته مثل ماله یوم القیامة شجاعا اقرع۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا وہ مال گنجا سانپ بن جائے گا۔

''شجاع اقرع'' سے وہ سانپ مراد ہے کہ جس سر پر بال نہ ہوں۔ اس کے زہر کی زیادتی کی وجہ سے اس کے سر پر بال نہ رہیں۔ نیز اس کی دونوں آنکھوں پر دو سیاہ قسم کے نقطہ ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يطوق ذلك الشجاع طوقا في عنقه فيعزبه عذاباً شديداً ويقول انا مالك الذى كنزته فى الدنيا ولم تودز كاته۔

وہ گنجا سانپ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اسے سخت ترین عذاب دے گا اور کہے گا کہ میں وہ تیرا مال جس کو تو دنیا میں اکٹھا کرتا تھا اور اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيرالهم بل هوشرلهم سيطوقون مابخلوابه يوم القيامة) [1]

''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا اس کے بارے میں وہ بخل کیا کرتے تھے اور وہ سمجھتے کہ یہ مال ان کیلئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے قیامت کے دن جس مال کے بارے وہ بخل کیا کرتے تھے اس کا طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی تو جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم کی آگ کے گرز بنا کر ان کو مارے جائیں گے اس مال پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی جس کے ساتھ وہ مال جل جائے گا نیز اس کی پیشانی' اس کے پہلو اور اس کی پشت جل جائے گی جب کبھی وہ ٹھنڈی ہوگی تو ایک دن میں اسے دوبارہ بھڑکا دیا جائے گا۔ ایک دن کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(وان يوما عندربك كالف سنة مما تعدون) [2]

''اور وہ دن تیرے رب کے پاس ایک ہزار سال کے برابر ہوگا جس کو تم شمار کرتے ہو۔''

یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا پس وہ آدمی بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

تین چیزیں تین چیزوں کے بغیر قبول نہیں ہوتی

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں نماز کو زکوۃ

---

[1] القرآن آل عمران ۱۸۰

کے ساتھ ذکر کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔
(اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ) تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"۔
ان دونوں کے درمیان حسن ترتیب یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے جب کہ زکوٰۃ بندوں کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ان دونوں کی رعایت کرنا واجب ہے نیز تمام عبادات کا محور و مرکز بھی یہی دو چیزیں ہیں نماز عبادت بدنیہ ہے جب کہ زکوٰۃ عبادت مالیہ ہے اور باقی تمام عبادات انہی دو چیزوں کی طرف منقسم ہوتی ہیں اسی وجہ سے کہا گیا تین آیات میں تین چیزوں کو اکٹھے ذکر کیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

وہ تین چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ)[۱] "اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"، جس شخص نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کی نماز قابل قبول نہیں۔

۲۔ ارشاد خداوندی ہے (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول)[۲] "تم اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو"، تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کی تو اس کی یہ اطاعت خداوندی قابل قبول نہیں۔

۳۔ رب ذوالجلال نے فرمایا (ان اشکر لی ولوالدیک) "یہ کہ تم میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا"

تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا لیکن اپنے والدین کا شکر ادا نہیں کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا قابل قبول نہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں کے روکنے سے پانچ چیزیں رک جاتی ہیں

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من منع نفسه عن خمس منع الله عنه خمساً کہ جو شخص پانچ چیزوں کو روک لے اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزوں کو روک دیتا ہے۔
الاول: من منع الزکاة من ماله منع الله حفظ ماله من الآفات جس شخص نے

---

[۱] القرآن الحج ۷۸ [۲] البقرہ ۴۳

اپنے مال کی زکوۃ روک لی اللہ تعالیٰ آفات سے اس کے مال کی حفاظت کو روک لیتا ہے۔

الثانی: من منع العشر ممایخرج من الارض منع اللہ تعالیٰ البرکۃ من کل کسبہ

زمین سے نکلنے والی پیداوار پر جو عشر ادا کرنے کو روک لے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام کمائی میں برکت روک لیتا ہے۔

الثالث: من منع الصدقۃ منع اللہ تعالیٰ عنہ العافیۃ جو شخص صدقہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک لیتا ہے۔

الرابع: من منع الدعاء لنفسہ منع اللہ تعالیٰ عنہ الاجابۃ جو شخص دعا کرنے کو روک لے رب ذوالجلال اس سے قبولیت کو روک لیتا ہے۔

الخامس: من منع الحضور مع الجماعۃ منع اللہ عنہ کمال الایمان فلایکون ایمانہ کاملاً جو شخص اپنے آپ کو نماز با جماعت ادا کرنے سے روک لے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کمال ایمان کو روک لیتا ہے۔ یعنی اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا۔

(زبدۃ الواعظین)

مصائب دور کرنے کا نسخہ

حدیث شریف میں ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حصنوا اموالکم بالزکوۃ وداووا امراضکم بالصدقۃ واستقبلوا انواع البلایا بالدعاء والتضرع

اپنے مال کو زکوۃ ادا کرکے محفوظ کرو صدقہ دے کر اپنے بیماروں کا علاج کرو عاجزی اور دعا کرنے سے اپنے آپ سے قسم قسم کی مصائب کو دور کرو۔

آپ نے جو فرمایا سچ فرمایا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام یہ حدیث صحابہ کرام سے بیان فرما رہے تھے آپ کے پاس سے ایک نصرانی گزرا۔ اس نے اس حدیث کو سنا وہ گیا اور اس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی اس کا ایک کاروبار میں شریک ساتھی تھا جو مصر کی طرف تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا اس نے کہا

---

۱ آل عمران ۱۳۲

کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بات میں سچے ہیں تو ان کا صدق ظاہر ہو جائے گا اور اگر میرا مال میرے شریک کاروبار کے ساتھ محفوظ رہے گا تو میں اسلام قبول کرلوں گا اور ان پر ایمان لے آؤں گا۔

اور اگر ان کا کذب ظاہر ہوا تو میں تلوار اٹھائے نکلوں گا اور ان کو (نعوذ باللہ) قتل کر دوں گا اچانک قافلہ والوں کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ چوروں نے قافلہ والوں کو لوٹ لیا ہے۔ ان ڈاکوؤں نے راہزنی کی ہمارے مال اور لباس کو چھین لیا اس کے علاوہ جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ وہ سب لے گئے جب نصرانی نے یہ سارا واقعہ سنا تو وہ مضطرب ہوا جو کچھ اس کے دل میں آیا اس نے کہا۔

نیز وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے تلوار سمیت نکلا۔

یہ ارادہ کرنے کے بعد اسے اپنے شریک کی طرف سے دوسرا خط ملا۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ آپ غمگین نہ ہو اور نہ ہی کسی پر تہمت لگائیں۔

میں قافلہ والوں کے پیچھے تھا چوروں نے اور قافلہ والوں کو لوٹا ہے لیکن میں محفوظ رہا اور سب کا سب مال میرے پاس حفاظت میں ہے۔

جب اس نصرانی نے دوسرے خط کو پڑھا تو اس نے کہا انہ صادق و بنی حق بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور نبی برحق ہیں۔

پھر وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے اسلام کو مجھ پر پیش کر چنانچہ وہ شخص ایمان لایا اور شرافتِ اسلام کے ساتھ معزز ہوا۔

(روضۃ العلماء)

پانچ شخصوں کیلئے وعید

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم میں سے ایک چیز نکلے گی جس کا نام حریش ہے اور وہ بچھو کی اولاد میں سے ہے اس کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ جب کہ اس کی چوڑائی اس قدر ہوگی جس قدر فاصلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس حریش سے فرمائیں گے۔

الی این تذهب یا خریش؟

اے حریش تو کس طرف جا رہا ہے؟

فیقول الی العرصات

وہ حریش کہے گا کہ میدانی علاقہ کی طرف۔

فیقول لمن تطلب؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے تو کس کو تلاش کر رہا ہے؟

فیقول اطلب خمسة نفر

حریش کہے گا کہ میں پانچ شخصوں کو تلاش کر رہا ہوں

الاول	تارک الصلوٰۃ	پہلا تارک نماز
الثانی	مانع الزکوٰۃ	دوسرا زکوٰۃ نہ دینے والا
الثالث	عاق الوالدین	تیسرا والدین کا نافرمان
الرابع	شارب الخمر	چوتھا شراب پینے والا
الخامس	المتکلم فی المسجد	پانچواں مسجد میں باتیں کرنے والا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا)[1]

''اور بے شک مساجد اللہ تعالیٰ کیلئے تم اللہ کے ساتھ کسی ایک کو نہ بلاؤ۔

(زبدۃ الواعظین)

فقراء جنت میں

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بلند بالا محل سے نیچے گروں (اور میرا جسم) ٹوٹ پھوٹ جائے تو یہ میرے نزدیک مالداروں کی مجلس میں بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا۔

ایاکم و مجالسة الموتی قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن الموتی؟ قال الاغنیاء

تم اپنے آپ کو مردوں کی مجلس سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] القرآن الجن ۱۸

مردے کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا "مالدار"

اسی طرح اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اطلعت على الجنة فرايت اكثر اهلها الفقراء واطلعت على النار فرايت اكثر اهلها الاغنياء

میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت فقراء کی دیکھی اور میں دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت مالداروں کی دیکھی۔

ایسے ہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انى رايت الجنة فرايت الفقراء المهاجرين والمسلمين يدخلون الجنة سعيا ولم ارمن الاغنياء من يدخلها معهم الاعبدالرحمن بن عوف رضى الله تعالىٰ عنه وهو من العشرة المبشرين بالجنة۔**

میں نے جنت کو دیکھا اس میں میں نے مسلمان اور مہاجرین فقراء کو دیکھا کہ جو جنت میں کوشش کر کے داخل ہو رہے تھے جب کہ میں نے مالداروں میں سے سوائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو کوشش کر کے ان کے ساتھ داخل ہو رہا ہو اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں۔ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔

عشرہ مبشرہ

وہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کو دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اغنیاء کی ہلاکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ویلٌ للاغنیاءِ من الفقراء یوم القیامة یقولون ربنا ظلمونا حقوقنا التی فرضت علیهم بقول الله تعالیٰ وعزتی وجلالی لابعدنهم ولا قربنکم وتلا رسول الله صلی الله علیه وسلم۔**

(والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم) ۱؎

ان مالداروں کیلئے ہلاکت ہے قیامت کے دن فقراء جن کے درپے ہوں گے۔ فقراء کہیں گے کہ ہمارے رب انہوں نے ہمارے حقوق کے بارے میں زیادتی کی وہ حقوق کہ جن کو تو نے ان پر فرض فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم میں ان کو (مالداروں) کو دور کردوں گا اور تمہیں اپنے قریب کردوں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"وہ لوگ کہ جن کے مالوں میں محروم اور سائل کے لئے حق معلوم ہے۔"

زکوٰۃ کتنی دی جائے

بعض اہل معرفت سے سوال کیا گیا کہ دوسو درہم میں کتنی زکوٰۃ واجب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عام لوگوں کیلئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ وہ دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ دیں (چالیسواں حصہ)

جب کہ ہم اہل معرفت پر سارا مال خرچ کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **(وانفقوا مما رزقناکم)**

"اور تم اس میں سے جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا خرچ کرو"

حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا۔

مالفرائض؟ فرائض کیا ہیں؟

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

محبۃ اللہ اللہ تعالیٰ محبت

سائل نے پھر عرض کیا۔

ماالسنن؟ سنن کیا ہیں؟

آپ نے جواباً فرمایا۔

ترک الدنیا دنیا کو چھوڑ دینا

سائل نے ایک اور سوال کیا۔

ما مقدار الزکوٰۃ؟ زکوٰۃ کی مقدار کتنی ہے؟

حضرت شبلی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

بذل الجمیع تمام مال کو خرچ کر دینا۔

اس شخص نے عرض کیا۔

الیس خمسۃ دراھم من مائتی درھم؟

کیا دو سو درھموں میں سے پانچ درھم زکوٰۃ نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا کہ۔

یہ مقدار بخلاء کیلئے ہے۔

اس نے پھر عرض کیا۔

من امامک فی ھذا المذھب؟

اس مذہب کے بارے آپ کا امام کون ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس ضمن میں ہمارے امام امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انہوں نے اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد ٹاٹ کا لباس زیب تن فرمالیا حتیٰ کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی اسی طرح کا لباس پہن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

سائل نے پھر سوال کیا۔

ھل لک حجۃ فی القرآن؟

کیا (آپ کے اس موقف پر) قرآن مجید سے کوئی دلیل ہے؟
حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ہاں
اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان
(ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم) [1]
"بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو خرید لیا ہے۔"
جب رب ذوالجلال نے ان کے مالوں کو خرید لیا ہے۔
تو اب اس مال کو سپرد کرنا ان کی ذمہ داری ہے اموال کا ذکر کر کے اس کا عام مفہوم مراد لیا گیا ہے۔

اللہ والوں کی کیا شان ہے؟

راقم الحروف کے ماموں جان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد بخش معینی جو کہ سچے عاشق رسول اور صاحب ذوق و شوق ہیں۔ انہوں نے بارہا یہ بات اپنے خطابات میں ارشاد فرمائی۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹ مٹھن والی سرکار کے لخت جگر حضرت خواجہ محمد بخش (المعروف نازک کریم سائیں رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے والد گرامی رحمۃ اللہ کے پاس مال و اسباب کی کمی نہیں تھی۔ زمین' جائیداد وافر مقدار میں آپ کی ملکیت تھی۔ لیکن جب آپ کا وصال ہوا تو آپ مقروض تھے اس کی کیا وجہ ہے۔

حضرت نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱- عام لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو مال کے انتالیس حصہ اپنے پاس رکھیں اور چالیسواں اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کریں۔
۲- خاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو انتالیس حصہ اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کریں اور صرف ایک حصہ اپنے پاس رکھیں۔
۳- خاص الخاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو چالیس کے چالیس حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیں۔
۴- اخص الخاص لوگوں کی زکوٰۃ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو چالیس حصہ اللہ تعالیٰ کے

نام پر خرچ کر دیں اس کے باوجود اگر کوئی سائل آ جائے تو دوسرے سے قرض لے کر اس کی ضرورت کو پورا کریں۔ حضرت نازک کریم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس چوتھے مرتبہ پر فائز تھے اس لئے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ مقروض تھے۔ (محبوب احمد چشتی)

قارون مال سمیت غرق

قارون بن یصھر ابن قاھت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ تورات کو دل سے پڑھتا تھا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا تھا۔ جس طرح کہ سامری نے آپ سے منافقت کی قارون فرعون کا عامل تھا۔ وہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہر وقت اذیت دیتا تھا جب کہ آپ قرابت داری کی وجہ سے اس کا خیال رکھتے تھے۔

جب زکوٰۃ کے حکم والی آیت نازل ہوئی کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اور ہر ہزار درھم پر ایک درھم۔

ان کیلئے حکم یہ تھا کہ وہ اپنے مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔

قارون نے اپنے سب مال کو اکٹھا کیا تو وہ ایک ٹیلہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جب اس کو مال زیادہ دکھائی دیا تو بخل کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا کرنے سے رک گیا۔

قارون کے خزانے کی چابیاں ساٹھ اونٹ اٹھاتے تھے۔ ہر خزانہ کی ایک چابی تھی اور چابی ایک انگلی کی مقدار کے برابر ہوتی تھی۔ (اس سے اندازہ کریں اس کے پاس کتنا مال تھا؟)

قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں۔ بنی اسرائیل نے قارون سے کہا کہ تو ہم میں سے بڑا مالدار ہے جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے ہمیں بھی اس چیز کا حکم دے۔

قارون نے کہا کہ تم میرے پاس فلاں زناکار عورت کو لے آؤ کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائے لوگ اس زانیہ عورت کو لے آئے۔

قارون نے ایک ہزار دینار اس فاحشہ عورت کو دیتے ہوئے یہ کہا کہ تو نے یہ کہنا ہے کہ۔

ان موسیٰ وطئنی وانا حامل منه

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ وطی کی ہے اور میں اس کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔

قارون نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور وہ دن بنی اسرائیل کیلئے عید کا دن تھا۔

قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

آپ ہمیں وعظ ونصیحت اور ڈر کی باتیں سنائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے وعظ فرمایا آپ نے دوران گفتگو یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

من سرق قطعنایده ومن قذف جلدناه ومن زنا وهو محصن رجمناه

جو شخص چوری کرے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو شخص جھوٹی تہمت لگائے گا ہم اسے کوڑے لگائیں گے اور جو شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہو گا ہم اسے رجم کریں گے۔

قارون نے یہ بات سن کر کہا کہ اگرچہ وہ آپ ہی کیوں نہ ہوں؟

آپ نے فرمایا اگرچہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔

قارون کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

ان بنی اسرائیل یزعمون انک زنیت بفلانة

بے شک بنی اسرائیل کا گمان یہ ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے بلاؤ۔

جب وہ زانیہ عورت حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے پیدا کیا سمندروں کو پیدا فرمایا تو رات کو نازل کیا تو اس بات کی تصدیق کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو سمجھ اور توفیق عطا فرمائی۔

اس نے عرض کیا۔

یا موسیٰ انت بریئ مما یقول ان قارون جعل لی الف دینار علی ان اقذفک بنفسی واخاف من اللہ تعالیٰ ان اقذف رسوله

اے موسیٰ علیہ السلام جو کچھ قارون کہتا ہے آپ اس سے بری ہیں۔ قارون نے مجھے

ایک ہزار دینار اس غرض سے دیئے کہ اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ پر جھوٹی تہمت لگاؤں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں کہ میں اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگاؤں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس بدکارہ عورت کی یہ بات سن کر سجدہ میں گر گئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔ اے میرے رب اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو تو مجھ پر کرم فرما اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ **یا موسیٰ انی جعلت الارض مسخرۃ فی امرک فمرھا ماشئت۔**

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں نے زمین کو تیرے فرمان کے تابع کر دیا ہے تو اس کو حکم دے جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

من کان مع قارون فیثبت معه ومن کان معی فلیعتزل عنه

تم میں سے جو قارون کے ساتھ ہے۔ وہ اس کے ساتھ رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے وہ اس سے الگ ہو جائے۔

فاعتزل الناس کلھم الارجلین

سارے لوگ قارون سے سوائے دو آدمیوں کے جدا ہو گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا کہ تو ان کو پکڑ لے زمین نے ان کو پکڑا یہاں تک کہ وہ درمیان تک دھنس گئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آہ و زاری کر رہے تھے پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ تو ان تینوں کو پکڑ لے زمین کے اندر وہ مزید دھنسنا شروع ہوئے اور گردن تک دھنس گئے ساتھ ہی وہ تینوں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عاجزی کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شدت غضب کی وجہ سے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔

آپ نے پھر زمین کو حکم فرمایا کہ تو ان کو مزید اپنے اندر لے جا۔ وہ تینوں زمین کے اندر چلے گئے اور زمین ان پر مل گئی۔

بنی اسرائیل آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے۔ انہوں نے یہ بات کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے بارے اس لئے بددعا کی ہے تا کہ اس کے

گھر اور اس کے مال کے وارث بن جائیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ بات سنی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یہاں تک کہ قارون کا گھر اور اس کا تمام خزانہ زمین میں دھنس گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(فخسفنا به وبداره الارض)

''ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا''۔

قارون کا گھر حرکت کرتا اور ہر دن وہ ایک آدمی کے قد کے برابر زمین میں دھنس جاتا۔ یہاں تک کہ وہ دھنستے دھنستے زمین کے بالکل نچلے درجے تک پہنچ گیا اور وہ اس جگہ پر اس دن تک باقی رہے گا جس دن صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

قارون کا برا انجام

بیان کیا جاتا ہے کہ قارون سفید رنگ کے خچر پر زیب و زینت کے ساتھ نکلتا تھا۔ اس کے خچر کے منہ میں سونے کی لگام ہوتی تھی۔

اس کے گھوڑوں پر سرخ رنگ کا ریشم ہوتا تھا۔

قارون کے دائیں جانب تین سو لڑکے اور بائیں جانب تین سو خوبصورت لونڈیاں ہوتی تھیں۔ ان پر زیورات اور ریشم ہوتا تھا قارون نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کر کے ان کے حکم کی مخالفت کر کے ان کے سامنے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے خزانے سے بھرے گھر سمیت زمین میں غرق فرما دیا۔ (موعظہ)

کالی کملی والے سرکار کے کیا کہنے

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج والی رات جبل قاف کے پیچھے ایک شہر دیکھا جو انسانوں سے بھرا ہوا تھا جب ان لوگوں نے میری زیارت کی تو انہوں نے کہا۔

الحمد لله الذی ارانا وجهک یا محمد صلی الله علیه وسلم

تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چہرے کی زیارت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان لائے اور میں نے ان کو احکام شرع کی تعلیم دی اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

انہوں نے عرض کیا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم بنی اسرائیل میں سے ہیں جب ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوا تو بنی اسرائیل کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا ان میں فتنہ وفساد واقع ہوا تو ان ظالموں نے ایک ہی گھڑی میں تنتالیس انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کر دیا۔

انبیاء کرام کے شہید ہو جانے کے بعد دو سو عابد زاہد لوگ ظاہر ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم اور برائیوں سے منع کیا۔ اسی دن بنی اسرائیل نے ان سب کو شہید کر دیا۔ ایسا کرنے سے ان کے درمیان مزید فتنہ وفساد کو فروغ ملا ہم انکے درمیان میں سے نکل گئے اور ہم سمندر کے ایک کنارے پر آ گئے نیز ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ہمیں ان ظالموں کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے۔

جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی بارگاہ میں عاجزی سے گڑگڑائے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور ہم اس میں چلے گئے ہم ڈیڑھ سال تک زمین کے نیچے رہے اس کے بعد ہم اس جگہ پر آ گئے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا تھا اذا رای **احدكم وجه محمد صلى الله عليه وسلم نبى آخر الزمان فسلموا عليه من فقالوا الحمد لله الذى ارانا وجهك۔**

جب تم میں سے کوئی ایک نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی زیارت کرے تو تم میری طرف سے ان کو سلام پیش کرنا نیز یہ کہنا کہ تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں تعلیم دیں۔ **فعلمهم النبى عليه الصلوٰة والسلام القرآن والصلوٰة والصوم واداء صلوة الجمعة وسائر الاحكام۔**

پس نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن، نماز، روزہ، نماز جمعہ کی ادائیگی اور تمام احکام کی تعلیم دی۔ (حمامیہ من لیس شریف)

جلسہ نمبر ۲۵

رجب کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافةً واعلموا ان الله مع المتقين ٥ (التوبہ ۳۶)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے زمین اور آسمان بنائے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

جلسہ نمبر ۲۵

رجب المرجب کی فضیلت کا بیان

آیت کی تفسیر

(ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً فی کتاب اللہ) ۳۶/۹

''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں''

(کنز الایمان ص۲۷۴)

یعنی ان کی تعداد کی گنتی عند اللہ یہ عدۃ کا معمول ہے اس لئے کہ وہ مصدر ہے فی کتاب اللہ اس کا معنی ہے۔ لوح محفوظ میں یا اللہ کے حکم میں اور یہ صفت اثناعشر کی۔

(یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم) ۳۶/۹

''جس سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔''

(کنز الایمان ص۲۷۵)

یہ متعلق اس کے جس میں ثبوت کا معنی موجود ہے یا کتاب کے متعلق ہے اگر اسے مصدر بنایا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اجسام اور زمانوں کو پیدا کیا اس وقت سے نفس الامر میں یہ بات ثابت ہے۔

(منھا اربعۃ حرم) ان چار میں سے ایک یکتا ہے اور وہ رجب شریف ہے اور ان میں سے تین اکٹھے ہیں اور ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم ہیں۔

(ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم) ۳۶/۹

''یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔''

(کنز الایمان ص۲۷۵)

یعنی ان چار مہینوں کی حرمت وہی سیدھا دین ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا دین ہے۔

اہل عرب اس کو حضرت خلیل اللہ اور حضرت ذبیح اللہ علیہما السلام کی وراثت سمجھتے تھے اور وہ حرمت والے مہینوں کی تعظیم کرتے تھے ان میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے باپ اور اپنے بھائی کے قاتل سے بھی ملتا تو وہ اس سے (ان مہینوں میں) مزاحمت نہیں کرتا تھا۔

(فیھن) کی ضمیر کا مرجع حرم ہے۔ یعنی حرمت والے مہینوں میں۔

حرمت کا سبب

یعنی ان مہینوں کی حرمت اور ان میں حرام کے ارتکاب نے تجھے حیرت میں ڈال دیا۔ جمہور کا یہی موقف ہے یا ان مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہے اور ان مہینوں میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں پر بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ حرم شریف اور احرام کی حالت میں گناہوں کے کرنے کا عظیم گناہ ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگوں کیلئے ان حرمت والے مہینوں میں اور حرم شریف میں لڑائی کے علاوہ جنگ کرنا جائز نہیں۔

اور پہلی بات کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور شوال' ذیقعد کے مہینہ میں ہوازن نے حسنین کے مقام پر لڑائی کی۔

(وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة واعلموا ان الله مع المتقين) ۹/۳۶

''اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو۔ جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (کنز الایمان ص ۲۷۵)

کافتہ کا معنیٰ ہے جمیعاً سب کے سب اور یہ مصدر ہے کف عن الشی کا معنیٰ ہوتا ہے روکنا یعنی تمام کو زیادتی سے روکا گیا ہے اور یہ ترکیب میں حال واقع ہو رہا ہے۔

واعلموا سے نیک لوگوں کے تقویٰ کی وجہ سے مدد کے ساتھ ان کے لئے ضمانت اور گواہی ہے۔ (تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

درود پڑھنے والے کیلئے نہر شیریں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات پانی کی ایک نہر دیکھی۔ جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا کستوری سے زیادہ خوشبو والا تھا۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ اے جبرائیل یہ نہر کس کے لئے ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ اس خوش نصیب کے لئے ہے جو رجب کے مہینہ میں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔

گناہ سے بچو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو اور حرمت والے مہینہ میں گناہوں سے اجتناب کرو اور وہ رجب کا مہینہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر) ۲/۲۱۷

''تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔''

(کنز الایمان ص ۴۸)

اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ حرمت والے مہینہ میں لڑائی کے بارے پوچھتے ہیں کیا جائز ہے یا نہیں؟ تو تم فرما دو کہ اس حرمت والے مہینہ میں لڑنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس میں دھوکہ کرنا اس کی حرمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے جس طرح کہ نیکی اس میں بڑھا دی جاتی ہے اور اس کا نام حرام رکھا لڑائی کے حرام ہونے کی وجہ سے پھر ان مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں۔

(واقتلوا ھم حیث ثقفتموھم) ۵/۹

''تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ۔'' (کنز الایمان ص ۲۶۷)

حرمت باقی ہے گناہ بخش دیئے گئے۔ عبادت قبول ہے اور اس کا ثواب حرمت والے ماہ میں دوگنا ہے۔ اس لئے کہ ایک نیکی باقی تمام مہینوں میں دس کے برابر ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

(من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) ۶/۱۶۱)

''جو ایک نیکی لائے' تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں۔'' (کنز الایمان ص۲۱۴)

نیکیوں میں زیادتی

رجب میں ایک نیکی کے بدلے ستر' اور شعبان المعظم میں ایک نیکی کے بدلے سات سو اور رمضان المبارک میں ایک نیکی کے بدلے ہزاراور یہ نیکیوں کا زیادہ ہونا خاص طور پر اس امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ (خزینۃ العلماء)

یاد خدا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم موت کے وقت پیاس سے راحت چاہتے ہو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتے ہو نیز شیطان سے نجات کا ارادہ ہے تو تم ان تمام مہینوں کا کثرت صیام اور گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت کے ساتھ احترام کرو تمام مخلوق کو پیدا کرنے والے کو یاد کرو تا کہ تم سلامتی کے ساتھ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (زہرۃ الریاضؒ)

رجب میں روزہ رکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا اور میں نے عرض کیا کہ اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور کی بارگاہ سے آرہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا؟ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے خلوص اور اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے رجب شریف میں ایک دن کا روزہ رکھا صرف رب ذوالجلال کی رضا حاصل کرنے کیلئے وہ جنت میں داخل ہو گیا حضرت انس فرماتے ہیں پھر میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت معاذ نے مجھے اس اس طرح خبر دی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا۔ (زہرۃ الریاض)

فائدہ: خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف اور قصص لطیفہ میں سے جو کچھ

بیان کیا جاتا ہے ان میں سے ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے قربانی کے خطبے میں ارشاد فرمایا خبردار! بے شک زمانہ زمین اور آسمان کے تخلیق کے دن کی طرح پھرتا ہے۔ سال کے بارہ مہینہ ہیں۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین پے در پے ہیں اور وہ ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم ہیں اور رجب الگ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مہینے اسی طرف لوٹیں گے جس طرح وہ تھے اور حج ذوالحجہ میں آئے گا یعنی زمانے کو جو مہینوں اور سالوں میں منقسم کیا ہے وہ اسی طرف لوٹیں گے جس طرح کے وہ تھے اور سال اپنے اسی اصلی حساب کی طرف لوٹے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش والے دن اختیار کیا اور حج اسی طرح ذوالحجہ میں آئے گا جب کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں نے مہینے پیچھے ہٹانے کی وجہ سے اسے اپنی جگہ سے بدل کر رکھ دیا تھا اور یہ وہ بات ہے جس کو انہوں نے خود پیدا کیا ہے اور وہ (النسیئ) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا۔

(انما النسیئ زیادۃ فی الکفر) ۹/۳۷

''ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔ (کنز الایمان ص ۲۷۵)

مہینہ کو موخر کرنا

حرمت والے مہینہ کو موخر کرنا اس مہینہ تک جو حرمت والا نہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ حرمت والے مہینوں کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی وراثت سمجھتے تھے اور وہ ان میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے النسیئ (مہینہ کو اپنے مقام سے ہٹانا) کو اختیار کیا اور حرمت کو تبدیل کر کے رکھ دیا اس لئے کہ وہ لوگ جنگوں والے اور لڑائی جھگڑے والے تھے پس اگر وہ لڑائی کر رہے ہوتے اور حرمت والے مہینوں میں سے کوئی مہینہ آ جاتا اور ان کو لڑائی کا چھوڑنا مشکل لگتا۔ پس وہ اس کو حلت والا مہینہ بنا دیتے اور اس کی جگہ دوسرے مہینہ کو حرمت والا مہینہ خیال کر لیتے یہاں تک کہ انہوں نے حرمت والے مہینوں کی حرمت کی تخصیص کو ترک کر دیا اور وہ سال کے مہینوں میں سے کوئی سے چار مہینوں کو حرمت والے سمجھ لیتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(لیواطئوا عدۃ ماحرم اللہ) ۹/۳۷

''کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی'' کنز الایمان ص ۲۷۵

تا کہ وہ گنتی چار کے موافق ہو جائے اور اس کے مخالف نہ ہو اور انہوں نے اس تخصیص کی مخالفت کی جو دو واجب چیزوں میں سے ایک تھی۔ نیز وہ مہینوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرتے۔ کبھی وہ سال کے تیرہ مہینے اور کبھی چودہ مہینہ بنا لیتے اور روایت کیا گیا کہ یہ برا طریقہ کنانہ میں ایجاد کیا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ فقراء ہونے کی وجہ سے لڑائیوں کے زیادہ ضرورت مند تھے۔

تفسیر کشاف کی وضاحت

اس معاملہ میں زمانہ جاہلیت کے اندر جنادہ بن عوف کنانی کی تابعداری کی جاتی تھی۔ ایک موسم میں وہ اونٹ پر کھڑے ہو کر بلند آواز کے ساتھ کہتا تھا کہ بے شک تمہارے خداؤں نے تمہارے لئے حرام کو حلال کر دیا ہے پھر وہ آئندہ سال دوبارہ اسی طرح اونٹ پر کھڑا ہو جاتا اور با آواز بلند کہتا کہ تمہارے خداؤں نے حلال کو حرام کر دیا ہے پس تم بھی اسے حرام جانو تو اس نسئی نے کفر میں اور اضافہ کیا اس لئے کہ کافر جب گناہ کرتا ہے تو اس کا کفر اور بڑھ جاتا ہے۔

(فزادتهم رجساً الی رجسهم) ۱۲۵/۹

''انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی'' (کنز الایمان)

جس طرح کہ ایک مومن جب نیکی کرتا ہے تو اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

(فزادتهم ایمانا وهم یستبشرون) (۱۲۴/۹)

''ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔'' کنز الایمان

(تفسیر کشاف)

تا کہ ان کیلئے وقت میں وسعت ہو اسی وجہ سے قرآن و حدیث میں مہینوں کی گنتی کے بارے میں نص وارد ہوئی۔

قرآن مجید کی آیت کا ذکر جس طرح کہ شروع میں ہوا۔

(ان عدة الشهور (عندالله اثنا عشر شهرا) ۳۶/۹

''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں'' کنز الایمان ص ۲۷۴

بارہ مہینے

اور حدیث شریف میں ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ سال کے بارہ مہینہ ہیں اور ان مہینوں کا سورج کے چلنے کے ساتھ اندازہ کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ اہل کتاب کرتے ہیں۔

اور ان قمری مہینوں میں سے چار حرمت والے ہیں ان میں سے تین پے در پے ہیں اور ذوالقعدہ ' ذوالحجہ اور محرم ہیں جب کہ ان میں سے ایک الگ ہے اور وہ رجب کا مہینہ ہے اور اس مہینہ کو قبیلہ مضر کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس طرح کہ حدیث پاک میں گزرا۔ اس لئے کہ اس کا قبیلہ اس مہینہ کی تعظیم اور احترام زیادہ کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اس ماہ رجب کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ نیز اس مہینہ میں زمانہ جاہلیت والوں کیلئے احکام تھے۔

ان میں سے ایک حکم یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت والے اس میں لڑائی کو حرام جانتے تھے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا اور قتال کی حرمت ابتداء اسلام میں بھی جاری تھی۔

لڑائی کا جواز اور عدم جواز

حرمت والے مہینوں میں لڑائی کو جاری رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ ان حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہے۔

انہوں نے اس بات سے استدلال کیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ملکوں کو فتح کرنے اور مسلسل جنگ کرنے اور جہاد کرنے میں مصروف ہے اور ان صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی حرمت والے مہینوں میں لڑائی سے توقف نقل نہیں کیا گیا یہ بات اس چیز کی واضح دلیل ہے کہ اس چیز کے منسوخ ہونے پر ان سب کا اجماع ہے۔

عتیرہ کیا ہے؟

زمانہ جاہلیت کے احکام میں سے ایک حکم یہ تھا کہ وہ لوگ اس زمانہ میں جو ذبیحہ ذبح کرتے اس کا نام عتیرہ رکھتے تھے۔

اسلام کے بعد علماء نے اس کے حکم میں اختلاف کیا اکثر کا موقف یہ ہے کہ اسلام

نے اس کو باطل کر دیا کیونکہ صحیحین میں یہ بات موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نہ فرع ہے اور نہ عتیرہ' فرع اس اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں جو سب سے پہلے پیدا ہو اور زمانہ جاہلیت والے لوگ اسے اس زمانے میں اپنے جھوٹے خداؤں کے نام پر ذبح کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

عتیرۃ: عتیرہ اس ذبیحہ کو کہا جاتا تھا۔ جس کو اہل جاہلیت رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے اور اس کا نام رجبی رکھتے تھے اور اس کے ذریعے جاہلیت والے زمانہ جاہلیت میں قربت حاصل کرتے اور آغاز اسلام میں اہل اسلام بھی اس سے برکت حاصل کرتے۔ پھر یہ بات اس حدیث لافرع ولاعتیرہ (نہ فرع ہے اور نہ عتیرہ) سے منسوخ ہو گئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام میں عتیرہ نہیں ہے اور عتیرہ زمانہ جاہلیت میں تھا۔ ان میں سے کوئی رجب کا روزہ رکھتا اور بغیر سوال کے بخشش کرتا اور اس میں ذبح عید کے موسم میں خوشی کرنے کے مشابہ ہو جاتا۔

عید کا دن

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی خاص مہینہ کو عید نہ بناؤ اور نہ کسی خاص دن کو عید بناؤ۔ اس کی اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اوقات میں سے کسی خاص وقت کو عید بنالیں۔ سوائے ان اوقات کے کہ جن کو شریعت نے عید قرار دیا ہے وہ درج ذیل عیدیں ہیں۔

۱- ہفتہ میں جمعہ کا دن عید ہے۔

۲- سال میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن نیز ایام تشریق عید ہیں۔

ان مذکورہ دنوں کے علاوہ کسی خاص موسم کو عید بنانا بدعت ہے اور ایسی بدعت کہ جس کی شریعت محمدیہ میں کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مشرکین کی عیدیں ہیں۔

کیونکہ مشرکین کی عیدیں کچھ زمانیہ ہوتی تھیں اور کچھ مکانیہ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام کو باطل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعیاد زمانیہ کی جگہ عیدالفطر' عیدالاضحیٰ اور اور ایام تشریق کی عیدیں عطا فرمائیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعیاد مکانیہ کی جگہ کعبہ' عرفات' منی اور مزدلفہ عطا فرمایا۔
(اللہ تعالیٰ ہمیں ان جگہوں کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے) (آمین)

ان موسموں کے علاوہ کوئی موسم اور ان جگہوں کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے وظائف میں سے کوئی وظیفہ ہو کہ جس کے ذریعے انسان قرب حاصل کرے اور نہ ہی اس کو خوشبو کے لطائف میں سے کوئی لطیفہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے فضل وکرم اور رحمت کے طفیل جہاں چاہے پہنچ سکے۔

خوش بخت وہ انسان ہے جو ان موسموں اور جگہوں کو غنیمت جانے اور ان مقامات پر پہنچ کر اپنے رب کی بارگاہ کا قرب حاصل کرے ان چیزوں کے سبب سے جو فرمانبرداری کے وظائف میں سے مشروع ہیں۔ تاکہ وہ ان خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو حاصل کر سکے اور دوزخ کے عذاب اور جو کچھ وہاں شدائد ہیں ان سے محفوظ رہے۔

رجب شریف میں روزہ رکھنے کی فضیلت

امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت درج فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھی' جو شخص رجب الرجب میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔ یہ تو رجب کے بعض روزے رکھنے کے بارے ہیں۔''

رجب شریف کے سارے روزے رکھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے بالخصوص کوئی چیز مروی نہیں ہے۔

حرمت والے تمام مہینوں میں روزہ رکھنے کے بارے روایات میں موجود ہے اور رجب شریف بھی انہی مہینوں میں سے ایک ہے پس لازم یہ ہے کہ اس میں روزوں سے منع نہ کیا جائے۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جنت میں رجب شریف کے اندر روزہ رکھنے والوں کیلئے ایک محل ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار تابعین میں سے ایک ہیں۔ اس کی مثل وہ نہیں کہتے مگر یہ کہ ان سے جو اوپر ہیں یعنی صحابی سے اور وہ براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر روایت کرتے

ہیں۔ہاں! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمام رجب کے روزے رکھنے کو مکروہ فرمایا ہے نیز حضرت امام احمد رحمتہ اللہ نے بھی مکروہ فرمایا اور فرمایا کہ اس میں سے ایک دن یا دو دن افطار کرے۔

انہوں نے حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان کیا لیکن اس روزے کی کراہت اس کے ساتھ ایک اور مہینہ روزہ رکھنے کے ساتھ زائل ہوسکتی ہے۔

ماوردی نے اقناع میں ذکر کیا کہ رجب اور شعبان کے روزے مستحب ہیں بہر حال اس کے اندر نماز جو اس کے ساتھ خاص ہو وہ ثابت نہیں جس کی تفصیل کو ہم نے اس سے قبل ذکر کیا۔ (من مجالس رومی)

قاعدہ کلیہ

امام ابن حمام رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادات میں سے جو عبادت واجب اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو اس کو کرنا احتیاط کے زیادہ لائق ہے۔

نیز جو عبادت سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو اس کو چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ بدعت کا ترک لازم ہے اور سنت کو ادا کرنا لازم نہیں اسی طرح وہ نماز جو سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو اس کا ترک کرنا متعین ہے۔اس کا کرنا کسی ایک کیلئے بھی حلال نہیں نہ اکیلے اور نہ ہی جماعت کے ساتھ اس لئے کہ اس میں جماعت بھی بدعت ہے۔

(من مجالس رومی)

عبادت کا ثواب

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رجب کے پہلے جمعہ کی رات کا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان میں کوئی فرشتہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سارے کے سارے کعبہ شریف میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے چنانچہ رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہوتا ہے اے میرے فرشتو! جو چاہتے ہو مانگو۔ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہماری حاجت یہ ہے کہ تو رجب میں روزہ رکھنے والے کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا کہ تحقیق میں نے ان تمام کو بخش دیتا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے سوائے انبیاء کرام اور ان کے اہل و عیال کے اور رجب' شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے والوں کے یہ سارے کے سارے آسودہ ہوں گے نہ انہیں بھوک ہو گی اور نہ پیاس۔
(زبدۃ الواعظین)

عبرت آموز حکایت

بیت المقدس میں ایک عورت عبادت کرتی تھی۔ جب رجب کا مہینہ آتا تو وہ اس ماہ مقدس کی تعظیم کی وجہ سے ہر روز گیارہ مرتبہ (قل هو الله احد) پڑھتی۔ فاخرانہ لباس اتار کر بوسیدہ کپڑے پہن لیتی۔ وہ رجب شریف کے مہینہ میں بیمار ہو گئی تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے انہیں پرانے اور بوسیدہ کپڑوں میں دفن کرنا اس کے بیٹے نے لوگوں کو دکھانے کیلئے اپنی والدہ کو اعلیٰ قسم کے کپڑوں میں کفن دیا۔ اس بیٹے نے ایک رات اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے' تو نے میری وصیت پر عمل کیوں نہیں کیا۔ میں تجھ پر راضی نہیں ہوں۔ بیٹا پریشان ہو کر بیدار ہوا اپنی والدہ کی قبر کو کھولا تو والدہ کی لاش کو قبر میں نہ پایا۔ وہ حیران ہوا اور چلا چلا کر رونا شروع کر دیا اس دوران اس نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ جو ہمارے مہینہ رجب شریف کی تعظیم کرے اسے قبر میں تن تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑا جاتا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۲۶

سخاوت کی فضیلت کا بیان

آیت مبارکہ: ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين○ فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون ○ (التوبۃ ۷۶،۷۵)

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات دیں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔

جلسہ نمبر ۲۶

سخاوت کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(منهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن و النكونن من الصالحين)

۷۵/۹

''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔

(کنز الایمان ص ۲۸۴)

شانِ نزول

یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ تو بہت کم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے بہتر ہے اس کے زیادہ مال دینے سے کہ تو اس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔

ثعلبہ بن حاطب دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور آ کر کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے تو ہر حقدار کو اس کا حق ادا کروں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ اسے بکریاں حاصل ہوئیں اور وہ بکریاں اس طرح بڑھیں جس طرح کیڑے بڑھتے ہیں۔ (اس قدر بکریاں کی کثرت ہو گئی) کہ مدینہ طیبہ کی جگہ ان کیلئے تھوڑی ہو گئی چنانچہ وہ وادی میں لے کر چلا گیا۔ ثعلبہ بن

حاطب با جماعت نماز پڑھنے سے اور جمعہ ادا کرنے سے رہ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بارے دریافت فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول ثعلبہ کا مال اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ وہ وادیوں میں نہیں ساتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افسوس ثعلبہ پر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو صدقات لینے کیلئے بھیجا۔ لوگوں نے صدقات دینے کے ساتھ ان دونوں (مصدقین) کا استقبال کیا۔ وہ دونوں ثعلبہ کے پاس گئے اور صدقہ کے بارے سوال کیا اور اسے وہ تحریر پڑھائی۔ جس میں صدقہ کے بارے احکام تھے۔ ثعلبہ نے کہا یہ کیا ٹیکس ہے؟ یا ٹیکس سے ملتی جلتی کوئی چیز ہے۔ تم دونوں واپس جاؤ میں سوچ و بچار کرنے کے بعد فیصلہ کروں گا۔ (کہ صدقہ دینا ہے یا نہیں) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ ثعلبہ صدقہ کا مال لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے صدقہ کو قبول کرنے سے مجھے منع فرما دیا ہے۔ ثعلبہ یہ بات سن کر اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تیرے عمل کی جزا ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا ہے لیکن تو نے میری فرمانبرداری نہیں کی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے پردہ فرمایا۔ تو ثعلبہ صدقہ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے بھی قبول نہیں فرمایا پھر وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آیا۔ لیکن آپ نے بھی قبول نہیں فرمایا یہاں تک کہ وہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گیا۔

(فلما آتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون) ۷۶/۹

"تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔"

یعنی انہوں نے اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی کی نیز وہ ایسی ہی قوم ہے کہ اعراض کرنا ان کی عادت ہے۔

(تفسیر بیضاوی از قاضی بیضاوی)

بخل کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے کیوجہ سے ثعلبہ بن حاطب کا خطرناک انجام

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے شان نزول کے بارے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ۔

ثعلبہ بن حاطب انصاری رات دن کا اکثر حصہ مسجد نبوی میں گزارتے تھے اور زمین اور پتھروں پر کثرت سجدہ کیوجہ سے اس کی پیشانی پر ایسے نشان لگ چکا تھا جیسے اونٹ کا گھٹنا ہوتا ہے۔ ایک دن وہ نماز پڑھنے کے بعد کسی تاخیر اور دعا اور بقیہ نماز میں مشغول ہونے کے بغیر فوراً چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک تعمل عمل المنافقین بتعجیل الخروج؟ تمہیں کیا ہے؟ کہ تم منافقوں کی طرح جلدی چلے جاتے ہو۔

ثعلبہ بن حاطب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اور میری بیوی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے جب میں اس کپڑے کو پہن کر یہاں پر نماز پڑھنے کیلئے آتا ہوں تو وہ گھر برہنہ تن بیٹھی ہوتی ہے۔ میں واپس جاکر اسے وہ کپڑا دیتا ہوں تب وہ نماز پڑھتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ثعلبہ تو قلیل مال پر اس کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے کہ تو زیادہ مال ملنے پر اس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

پھر ثعلبہ بن حاطب دوسری مرتبہ حاضر ہوا اور آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ نہیں؟

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر میں چاہوں کہ یہ پہاڑ میرے ساتھ سونا اور چاندی بن کر چلیں تو وہ اسی طرح ہو یعنی پہاڑ سونا اور چاندی بن کر چلیں۔

پھر وہ تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہوا اور آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال و دولت عطا فرمائے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچ کا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ''اللھم ارزق ثعلبة

مال ا'' یا اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما۔

چنانچہ اس نے ایک بکری لی اور وہ اس طرح بڑھی جس طرح کہ کیڑے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں ثعلبہ کی بکریوں کیلئے جگہ تنگ ہو گئی۔ چنانچہ وہ مدینہ سے ایک وادی کی طرف منتقل ہو گیا اور بکریاں وہاں پر کیڑوں کی طرح بڑھتی رہیں اس دوران ثعلبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے اور باقی تمام نمازیں بکریوں کے ریوڑ میں پڑھتے۔ پھر مال کی کثرت ہوئی بکریاں اور زیادہ ہو گئیں تو وہ ان کی وجہ سے مدینہ طیبہ سے دور ہو گیا۔ تو پانچ وقت نمازوں کی بجائے صرف جمعہ کے دن حاضر ہوتا۔ پھر جب مال اور زیادہ ہوا تو وہ مزید دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ جمعہ کی نماز اور باقی تمام نمازوں کے اوقات میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔

جب جمعہ کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مل کر ان کے احوال کے بارے معلومات حاصل کرتے تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ثعلبہ کیا کرتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے بکریوں کا کاروبار شروع کیا اب وادی میں اس کی بکریاں نہیں سماتی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا ثعلبہ پر افسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صدقات کے بارے احکام نازل فرمائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمی صدقہ وصول کرنے کیلئے بھیجے لوگوں نے اپنے اپنے صدقات پیش کئے انہوں نے ثعلبہ کے پاس پہنچ کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صدقات کے بارے فرمان دکھا کر مطالبہ کیا لیکن اس نے ادائیگی نہ کی بلکہ کہا یہ کیا ٹیکس اور تاوان ہے؟ اور کہا کہ تم واپس جاؤ تا کہ میں غور و فکر کر سکوں۔

جب وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے ساتھ کلام کرنے سے پہلے دو مرتبہ فرمایا اے ثعلبہ تعجب ہے!

تب سورۃ توبہ کی یہ آیت اتری۔ اس وقت ثعلبہ کا ایک قریبی آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے یہ بات سن کر ثعلبہ کو جا کر بتائی اور کہنے لگا کہ اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ رب ذوالجلال نے تیرے بارے اس طرح آیت نازل فرمائی۔

چنانچہ ثعلبہ بن حاطب صدقہ سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ ثعلبہ یہ سن کر اپنے سر میں مٹی ڈالنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تیرے اس عمل کی سزا ہے کہ میرے فرمانے کے باوجود تو نے عمل نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں وہ صدقہ لے کر آیا لیکن شیخین نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری طرف سے صدقہ قبول نہیں فرمایا تو ہم کیسے کریں۔ چنانچہ ان میں سے کسی نے وصول نہ کیا الغرض وہ دور عثمانی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کے پاس صدقہ لایا آپ نے بھی اسے رد فرما دیا۔ بالآخر وہ آپ کے دور خلافت میں مر گیا۔

الغرض یہ بخل، مال کی محبت اور زکوٰۃ کو چھوڑنے کی سزا ہے۔ اسی وجہ سے وعدہ خلافی کو منافقت کا سبب اور تہائی حصہ قرار دیا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ (۳) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (ابن کمال پاشا، حیات القلوب)

موت کی طلب و عدم طلب کا حکم

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ اس دار فانی سے رحلت فرما جائیں گے تو ہمارے لئے زمین کا اندر بہتر ہے یا زمین کا باہر۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تمہارے حکمران نیک ہوں مالدار سخی ہوں تمہارے معاملات مردوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر ہے۔

جب تمہارے حکمران برے ہوں، مالدار بخیل ہوں، تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں۔ تو تمہارے لئے زمین کا اندر اس کے باہر سے بہتر ہے۔ (موعظہ)

سخاوت کی اچھائی اور بخل کی برائی

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت کے درخت کی جڑیں جنت میں اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں۔ تو جو شخص اس کی شاخ کے ساتھ تعلق پیدا کرلے تو وہ اسے جنت میں لے جائے گی۔

بخل کی جڑیں دوزخ میں اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں جس نے کسی ایک ٹہنی سے تعلق جوڑا وہ اسے جہنم میں پہنچا دے گی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے اور اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرو۔ اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ کیوں نہ ہو؟ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی آیت سے اگر کتاب اللہ میں سے کچھ معلوم نہ ہو تو اپنے موتی کیلئے رحمت اور بخشش کی دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔

(حیات القلوب)

آقا علیہ السلام کی طرف سے چار کام کرنے کی ترغیب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا سونے سے پہلے چار کام کرو۔ (۱) قرآن مجید کا ختم کرنا' (۲) انبیاء کا تیرے لئے سفارش کرنا' (۳) تمام مسلمانوں کو راضی کرنا' (۴) حج اور عمرہ کرنا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتعلیم نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے اور آپ ابھی بستر پر تھیں جب آپ نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے چار چیزوں کے کرنے کے بارے میں فرمایا۔ میں ایک گھڑی میں یہ سارے کام کیسے کرسکتی ہوں؟ (یہ سن کر) آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب آپ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیں گی تو مکمل قرآن پاک کا ثواب ملے گا۔ مجھ پر اور انبیاء سابقین پر درود پڑھنے سے انبیاء کی شفاعت نصیب ہوگی۔ جب آپ تمام ایمان داروں کیلئے بخشش کی دعا کریں گی تو وہ سب آپ سے راضی ہوں گی جب سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنے سے حج اور عمرہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (تفسیر حسینی' حقی)

صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس نے رزق حلال میں سے ایک کھجور کی مثل صدقہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اسے اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی ایک گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ بڑھتے بڑھتے پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ معنی یہ ہے کہ اس میں اس قدر برکت اور اضافہ کرتا ہے کہ وہ اس کے فضل و کرم سے میزان میں بوجھل بن جائے گا۔ نیز اس کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(یمحق اللہ الربا) ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ اس کی برکت ختم کر دیتا ہے جس مال میں سود کا مال داخل ہو جائے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کے کام کو قبول نہیں کرتا۔

(ویربی الصدقات) ''اور صدقات کو بڑھاتا ہے''

دنیا میں اس میں برکت اور ترقی دیتا ہے اور آخرت میں ثواب دوگنا کر دے گا۔

سوال

صدقہ کے ثواب کو تمام اعمال سے افضل کیوں قرار دیا؟

جواب

مال کا دینا تمام اعمال سے نفس پر گراں گزرتا ہے۔ پر وہ عمل جس میں محبت زیادہ ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ''افضل الاعمال احمزها'' تمام اعمال سے افضل سخت عمل ہے اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں فرمایا۔

(لن تنالوا البر) ''تم ہرگز نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔'' یعنی نیکی کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

(حتی تنفقوا مما تحبون) ''یہاں تک کہ پسندیدہ چیز خرچ کرو۔''

اپنے مالوں میں سے وہ صدقہ کرو جو تمہیں محبوب ہوں۔

(وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم) نیکی کے کام میں جو تم خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔'' یعنی وہ رب ذوالجلال کے علم میں ہے اور اس پر اجر عطا فرماتا ہے۔

علانیہ اور پوشیدہ صدقہ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطبہ

دیا اور فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کرو۔ مصروف ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو کثرت ذکر اذکار سے اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق کو مضبوط کرو۔ پوشیدہ اور علانیہ کثرت سے صدقہ دو عطا کرو اور مدد کئے جاؤ۔ (خادمی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''الصدقة تسلسبعين بابامن السوء''

''صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔''

صدقہ کے چار درجے

صدقہ چار قسم کا ہے ایک کے بدلے دس نیکیاں ایک کے بدلے ستر نیکیاں' ایک کے بدلے سات سو نیکیاں' ایک کے بدلے سات ہزار نیکیاں۔ فقراء کو صدقہ دینے سے دس نیکیاں' رشتہ داروں پر صدقہ کرنے سے ستر نیکیاں بھائیوں کو صدقہ دینے پر سات سو نیکیاں جب کہ طالب علم کو صدقہ عطا کرنے پر سات ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔

(مثل الذين ينفقون اموالهم فی سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل فی كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشآء والله واسع عليم) (البقرہ ۲۶۱)

''ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال والا مال سے صدقہ کرے علم والا علم سے صدقہ کرے اور طاقتور اپنی طاقت کا صدقہ کرے۔ (جامع الازھار)

رب ذوالجلال کی قدرت کا شاہکار

خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق کیا تو وہ کانپنے اور تھرتھرانے لگی۔

رب ذوالجلال نے پہاڑ پیدا فرما کر اس کے اوپر رکھے تو وہ ٹھہر گئی فرشتے پہاڑوں کی ... کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے اے ہمارے پروردگار تیری مخلوق میں سے

پہاڑوں سے بھی کوئی سخت چیز ہے۔ فرمایا کہ لوہا لوہے سے سخت آگ' آگ سے سخت پانی' پانی سے سخت ہوا' فرشتوں نے عرض کیا ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں وہ انسان کہ جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو۔ ایسا صدقہ ہوا سے زیادہ قوت والا ہے۔ کیونکہ پوشیدہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو مٹا دیتا ہے اور اس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے۔

(وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیرلکم) (البقرہ ۲۷۱)

''اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔''

صدقہ کو پوشیدہ دینے میں بزرگان دین کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے سلف صالحین نے صدقہ کو مخفی دینے کا اہتمام کیا۔

بعض نابینا ضرورت مند کو تلاش کرتے تاکہ وہ دینے والے کو نہ دیکھ سکے۔

بعض صدقہ کا مال سوئے ہوئے فقیر کے کپڑے کے ساتھ باندھ دیتے۔ بعض فقیر کے راستے میں صدقہ کا مال رکھ دیتے تاکہ وہ اسے لے سکے۔ (موعظہ)

۱- ایمان افروز حکایت

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط کے دوران ایک فقیر امیر کے دروازے پر حاضر ہوا اور اللہ کے نام پر روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا۔ مالدار کی (نیک سیرت) بیٹی نے ایک گرم گرم روٹی لا کر جونہی اس کو دی تو اس بدبخت کنجوس مالدار نے اپنی بیٹی کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا۔

قدرت خداوندی سے اس کے برے دن آ گئے مال ختم ہونے کے ساتھ محتاج ہو گیا اور ذلیل ہو کر مر گیا۔ اس کی بچی در در سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتی۔ لیکن وہ تھی حسن و جمال کا پیکر ایک دن کسی امیر کے دراز ے پر اس بچی نے جا کر صدا لگائی تو اس کی والدہ باہر نکلی اس حسین وجمیل لڑکی کو دیکھ کر اپنے گھر لے گئی اور ارادہ کیا کہ پیکر حسن و جمال کو اپنی بہو بناؤ۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ رات کو جب میاں بیوی کھانا کھانے کیلئے دستر خواں پر بیٹھے تو اس نے کھانا تناول کرنے کیلئے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا کہ واقعی فقیر لوگ بے ادب ہوتے ہیں دائیں ہاتھ سے کھاؤ لیکن اس نے بامر مجبوری بایاں ہاتھ پھر بڑھایا۔ اس نے پھر ٹوکا اس دوران ہاتف غیبی

نے آواز دی کہ اللہ کی بندی تو نے جس ہاتھ سے روٹی دی تھی۔ اس کے صدقہ سے ہم نے تیرا ہاتھ درست کر دیا ہے چنانچہ اس نیک سیرت لڑکی نے دایاں ہاتھ آگے کیا اور اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھایا۔

۲- نیکی کا اچھا انجام

بنی اسرائیل میں متواتر کئی سال تک قحط شدید رہا۔ ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا۔ اس نے اسے کھانے کیلئے منہ میں رکھا کہ اسی دوران فقیر نے دروازے سے صدا دی اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک لقمہ۔ اس نیک سیرت خاتون نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اس ضرورت مند کو دے دیا۔ پھر وہ صحرا میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کیلئے چلی گئی اور اس کا ننھا منا بچہ بھی ساتھ تھا۔ بھیڑیا آیا بچہ کو اٹھایا اور چلا گیا ایک چیخ نکلی اس بچہ کی ماں بھیڑیے کے قدموں پر اس کے پیچھے چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے بچے کو درندے کے منہ سے نکال کر ماں کے حوالے کر دیا اور اس سے فرمایا کہ اے بندی خدا کیا تو اس لقمہ کے بدلے اس لقمہ پر راضی ہے؟ (تفسیر حسینی، حقی)

جلسہ نمبر ۲۷

رزق کا بیان

آیت مبارکہ:

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا کل فی کتاب مبین (ھود ٦)

ترجمہ:

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔

جلسہ نمبر ۲۷

رزق کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها) ''زمین میں جتنے چوپائے ہیں ان سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔'' یعنی ان کی غذا اور ضرورت کی اشیاء تاکہ اپنے فضل اور رحم سے ان کی کفالت کرے۔ قرآن مجید حرف ''علی'' ذکر کیا گیا جو کہ وجوب کو چاہتا ہے۔ رزق کے پہنچنے کے تحقق اور اس بارے اس کی ذات پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے۔

(ویعلم مستقرها ومستودعها) ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کی جائے قرار اور امانت رکھنے کی جگہ کو''

یعنی زندگی، موت، باپ کی پشت، ماں کے رحم میں ان کے رہنے کی جگہ یا بالفعل زمین میں ان کے رہنے کی جگہ اور جب انسان قوت والا ہو جائے۔ اس کے بعد ان کی جائے قرار اور امانت کو جانتا ہے۔

(کل) ''تمام'' یعنی چوپاؤں میں سے ہر ایک اور ان کے احوال۔

(فی کتاب مبین) ''روشن کتاب میں'' یعنی لوح محفوظ میں مذکورہ ہیں۔ گویا کہ آیت کریمہ میں اس بات کا ذکر ہے کہ وہ تمام معلومات کو جاننے والا ہے اور اس کے بعد اس چیز کو بیان فرمایا کہ وہ تمام ممکنات پر قادر ہے۔ اس سے پہلے جو وعدہ وعید گزر چکے ہیں اور توحید کیلئے یہ تاکید ہے۔ (قاضی بیضاوی) اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی ظاہری اور مخفی مصیبتوں کو دور فرمائے۔

نماز کا کامل ہونا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''لا صلوۃ لمن لم یصل علیٰ'' اس شخص کی نماز نہیں جو مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

ابن قصار نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''من صلی صلوٰۃ لم یصل فیھا علیٰ وعلی اھل بیتی لم تقبل منہ'' کہ جو شخص نماز پڑھے اور اس میں مجھ پر اور میری اہل بیت پر درود نہ پڑھے تو اس کی وہ نماز قابل قبول نہیں۔

دارقطنی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابوجعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے کہ اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اہل بیت پر درود شریف نہ پڑھوں تو میں سمجھتا کہ وہ میری نماز مکمل نہیں۔ (شفاء شریف)

خدا پر بھروسہ بڑی چیز ہے

الشیخ استاذ امام احمد کا فرمان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح فرمایا اور اسے اپنے کاشانہ اقدس کی طرف لے گئے اور آپ نے صحابہ کرام کو اپنے گھر جمع فرمایا اور ولیمہ کیا۔ کھانا قلیل تھا اور وہ کھانا آٹا کم ہونے کی وجہ سے رقیق تھا اور صحابہ کرام اسے نوش فرما رہے تھے اور کسی چیز کے بارے وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کس چیز کے بارے تم باتیں کر رہے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رزق کے بارے میں۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں رزق کے بارے وہ بات نہ بتاؤں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے بیان کی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن سمندر کے کنارے پر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ایک چیونٹی کو چلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے منہ میں ایک سبز پتا تھا۔ وہ سمندر کے کنارے چلائی کہ اس دوران ایک مینڈک باہر نکلا اس نے اس چیونٹی کو

اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور سمندر میں غوطہ لگا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چیونٹی پانی پر تیرتی ہوئی واپس لوٹی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تو میرے سامنے اپنا قصہ بیان کر۔

اس چیونٹی نے کہا کہ اس سمندر کے نیچے ایک پہاڑ ہے اور اس کے درمیان میں ایک کیڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق میرے ذمہ لگا دیا ہے چنانچہ میں ہر روز دو مرتبہ جو مجھے رزق ملتا ہے۔ میں اس کی طرف لے جاتی ہوں اور اس سمندر میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مینڈک کی صورت میں ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو مجھے اس تک اٹھا کر لے جاتا ہے۔ وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر مجھے اس پتھر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ وہ پتھر پھٹ جاتا ہے اور اس سے وہ کیڑا نکلتا ہے تو میں نے جو رزق اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ اس کو کھلا دیتی ہوں۔ پھر وہ مینڈک مجھے وہاں سے اٹھا کر پانی کے اوپر لے آتا ہے۔

جب وہ کیڑا رب ذوالجلال کا عطا کردہ رزق کھا لیتا ہے تو کہتا ہے۔ **سبحان الذی خلقنی وفی البحر صیرنی ولم ینسنی بالرزق امینی امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم من الرحمة؟** ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور اس سمندر میں مجھے ٹھکانہ دیا اور رزق عطا کرنے کے اعتبار سے مجھے نہیں بھلایا تو کیا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنی رحمت سے بھلا دے گا؟

(**ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ**) اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے وہی اس کیلئے کافی ہے۔'' (رونق المجالس)

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے والی آیت میں ذکر فرمایا **یعلم ما یسرون وما یعلنون** یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اس کے بعد اس چیز کو ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق اور ان کے ساتھ مختص مہمات کو جاننے والا ہے۔

آیت میں ذکر کردہ مسائل:

زجاج نے کہا کہ **الدابة** ہر حیوان کو کہتے ہیں کیونکہ لفظ **دابة ربیب** (رینگنے والا جانور) سے بنا ہے۔ اس کلمہ کو تائے تانیث کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اگرچہ اس کا اطلاق ہر

ذی روح جانور پر ہوتا ہے۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مونث جبکہ اہل عرب کے عرف کے اعتبار سے لفظ دابۃ کا اطلاق گھوڑا پر ہوتا ہے۔

و ما من دابۃ فی الارض میں لفظ دابۃ سے مراد اصلی جگہ مراد ہے۔ اس لحاظ سے اس میں تمام حیوانات داخل ہیں اور یہ بات تمام مفسرین کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ یقیناً حیوانات کی اجناس و اقسام کثیر ہیں اور یہ وہی اجناس ہیں جو خشکی و تری اور پہاڑوں میں رہتی ہیں۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ رب ذوالجلال ان کی طبیعتوں' اعضاء' احوال' غذاؤں' نقصان دہ چیزوں رہنے کی جگہوں' موافق' مخالف' سب کچھ جاننے والا ہے۔ الغرض وہی قادر مطلق زمین و آسمان کے طبقات کی تدبیر فرمانے والا ہے۔ (تفسیر کبیر)

سوال : رزق دینا اس کا فضل ہے اور کلمہ ''علی'' وجوب کیلئے آتا ہے۔ ان دونوں میں منافات ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل کا پہلا مرتبہ ہے۔ پھر جب اس چیز کا وہ ضامن ہوجاتا ہے اور انسان کی کفالت کرتا ہے تو وہ اس پر واجب ہوجاتا ہے اور یہ واجب ہونا دوسرے مرتبہ میں ہے لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں جیسے ایک آدمی عبادت کی نذر مانتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی نفلی روزہ شروع کرتا ہے اور اس کی نذر مانتا ہے تو وہ اس پر واجب ہوجاتا ہے۔

امام کشاف نے فرمایا کہ رزق وعدہ' فضل اور احسان کے اعتبار سے واجب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رزق باقی ہے۔ اس کے فضل کی بناء پر لیکن جب اس نے وعدہ فرمایا تو وہ اپنے وعدہ بطور وجوب کے بخل نہیں فرماتا۔

نیز رزق کا وجوب دو فائدوں کی وجہ سے ہے۔

۱- اس کے وصول کا تحقق ۲- اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کیلئے بندوں کو برانگیختہ کرنا۔ (حاشیہ کشاف)

اللہ تعالیٰ ہر جگہ رزق دیتا ہے

امام زاہدی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ رزق کے حصول کے بارے پختہ یقین کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس سے آگے ایک پہاڑ

کا قصد کیا اور ایک غار میں داخل ہو کر اس کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح رزق پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک قافلہ راستہ سے بھٹک گیا۔ اسی دوران بارش آ گئی۔ انہوں نے ایک پناہ گاہ طلب کی۔ بارش سے بچنے کیلئے وہ اسی غار میں داخل ہوئے جس میں امام زاہدی موجود تھے جب قافلہ والوں نے ان کو دیکھا تو کہا اے اللہ کے بندے لیکن انہوں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید اس کو سردی لگی ہوئی ہے اور وہ کلام کرنے پر قادر نہیں۔ قافلہ والوں نے ان کے قریب آگ جلائی' اس کو قریب کیا اور اس سے گفتگو کی لیکن اس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ فقیر بھوکا ہے نہوں نے اس کے سامنے دسترخواں لگا دیا اور کھانا تناول کرنے کیلئے اشارہ کیا لیکن اس نے اس کھانے میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کافی مدت سے اس جگہ پر موجود ہے اور اس نے کوئی چیز نہیں پائی لہٰذا اس کے لئے دودھ گرم کرو تا کہ وہ اس کو کھائے چنانچہ انہوں نے شکر سے تیار کردہ فالودہ بنایا اور اس کے آگے کر دیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ شاید اس کے دانت آپس میں مل چکے ہیں چنانچہ ان میں سے دو آدمی اٹھے اور ایک چھری لی تا کہ اس کے منہ کو کھولیں۔ ان دو دونوں نے اس کے منہ کو کھولا اور لقمہ اس کے منہ میں ڈالا تو وہ مسکرا پڑا۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ کیا تو مجنون ہے؟ امام زاہدی نے کہا کہ نہیں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ میں اس بات کا تجربہ کروں کہ میرا رب کس طرح مجھے رزق دیتا ہے۔ پس مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ وہ مجھے رزق پہنچاتا ہے اور اپنے ہر بندہ کو رزق دیتا ہے چاہے وہ بندہ جہاں ہو جیسا ہو اور جس جگہ ہو۔ (رونق المجالس)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا توبہ کرنا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے توبہ کرنے کا سبب یہ بنا کہ آپ ایک دن شکار کرنے کیلئے شاہی محل سے نکلے۔ آپ ایک مقام پر اترے اور دسترخواں کو بچھایا تا کہ کھانا تناول فرمائیں۔ اسی دوران ایک کوا آیا اور اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی چونچ میں لیا اور اڑ گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ اس سے بڑے متعجب ہوئے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کوے کے پیچھے چلے گئے۔ کوا پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور ان کی نظروں سے

اوجھل ہو گیا۔ آپ بھی اس کوا کو تلاش کرنے کیلئے اس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ نے دور سے اس کوے کو دیکھا جب آپ اس کوا کے قریب ہوئے تو وہ کوا اڑ گیا۔ اسی دوران آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔

جب حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے اس آدمی کو اس حالت میں دیکھا تو آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور اس کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ آپ نے اس کی حالت کے بارے پوچھا۔

آدمی نے بتایا کہ میں تاجر ہوں۔ مجھے ڈاکوؤں نے پکڑ لیا اور میرے پاس جو مال اسباب تھا۔ وہ سب کا سب چھین لیا۔ مجھے انہوں نے قتل تو نہیں کیا البتہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس جگہ پھینک دیا اور اس واقعہ کو سات دن گزر گئے ہیں۔ ہر روز یہ کوا میرے پاس روٹی لے کر آتا ہے۔ میرے سینے پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ کے ساتھ روٹی کے ٹکڑے کر کے میرے منہ میں ڈالتا ہے۔ ان سات دنوں میں ایک دن بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے بھوکا نہیں رکھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس آدمی کو اپنے پیچھے سوار کیا اور اس کو لے کر آپ اس جگہ پہنچے جہاں آپ اترے تھے۔

آپ نے صدق دل سے توبہ کی۔ فاخرانہ لباس اتار دیا۔ اون کے کپڑے پہن لئے۔ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اپنی جائیداد اور مال و دولت کو وقف کر دیا۔ اپنے ہاتھ میں عصا لیا اور مکہ کی طرف بغیر سواری راستہ کے خرچ کے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے چل پڑے اور زادراہ کیلئے کوئی انتظام نہ کیا چنانچہ آپ اس سفر کے دوران کبھی بھوکے نہیں رہے۔ کعبتہ اللہ میں پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (حدیث اربعین)

توکل کی چار اقسام:

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توکل کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ مال پر توکل ۲۔ نفس پر توکل ۳۔ مخلوق پر توکل ۴۔ رب پر توکل۔

جو مال پر توکل کرنے والا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا مال ہمیشہ بہت زیادہ رہے گا اور مجھے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔

جو نفس پر بھروسہ کرتا ہے۔ وہ کہتا کہ میرا جسم صحیح سلامت ہے۔ مجھے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی جو مخلوق پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہوتا ہے کہ فلاں ہمیشہ رہے گا لہٰذا مجھے کوئی غم نہیں۔ فرمایا کہ یہ تینوں جاہل لوگوں کا توکل ہے اور جو رب کی ذات پر بھروسہ کرنے والا ہے۔ وہ کہتا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں چاہے میں مالدار ہو جاؤں یا فقیر ہو جاؤں کیونکہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ جیسے چاہے گا۔ میرے معاملات کا انتظام فرما دے گا۔

(حدیث اربعین)

شکر کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ) تم اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔

حقیقت شکر یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے۔ اپنے تمام اعضاء کو رب ذوالجلال کی اطاعت میں مشغول رکھے۔ اپنے سات اعضاء کو حرام اور ناپسندیدہ کام سے بچاؤ تاکہ تجھ پر جہنم کے طبقات سمیت اس کے سات دروازے بند ہوں جب تو ان اعضاء کو خلوص قلب کے ساتھ عبادات میں مصروف رکھے گا تو تجھ پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (شرح المصابیح)

فائدہ

جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے۔ وہ یقیناً بھوکا نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک جاندار کو رزق عطا فرمانا۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس پر شاہد قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث کہ جن میں سوال کرنے کا جواز اور عدم جواز بیان ہوگا۔

بھیک مانگنے والے کا حال

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔

چہرے پر گوشت کے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں وہ انتہائی ذلیل اور رسوا

ہوگا۔ اس لئے کہ سوال کرنا بالکل حرام ہے اور یہ سوال کرنا انتہائی ضرورت کے وقت جائز ہے۔ بصورت دیگر حرام اور ناجائز ہے۔

بھیک مانگنا کیوں منع ہے؟

بھیک مانگنا اس لئے منع ہے کہ اس میں تین قباحتیں ہیں۔

۱- اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی شکایت کا اظہار ہے جیسے ایک کسی کا غلام ہو اور وہ کسی دوسرے سے سوال کرے تو اس غلام کا آقا اسے برا جانتا ہے۔ اسی طرح ایک بندہ کا دوسرے بندے سے سوال کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برا فعل ہے۔ اس وجہ سے سوال کرنا حرام ہے اور سوائے ضرورت کے جائز نہیں جیسا کہ مردار کھانے کی ضرورت کے وقت اجازت اور عام حالات میں کھانا حرام۔

۲- بھیک مانگنے میں اپنے نفس کو غیر اللہ کے سامنے ذلیل کرنا ہے۔ ایک مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ کے سوا کسی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

۳- جس سے بھیک مانگی جارہی ہے۔ اس کو اکثر طور پر اس سے اذیت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے وہ اپنی ذات پر مال کو خرچ نہیں کرتا اور اسے اس بات سے شرم محسوس ہوتا ہے کہ وہ مانگنے والے کو نہ دے اور لوگ اسے بخیل سمجھیں۔

خرچ کرنے میں مال کا نقصان ہے اور روک رکھنے میں عزت میں کمی آتی ہے اور ان دونوں باتوں سے اس کو اذیت ہوتی ہے۔ اس بناء پر سوال کرنا سوائے ضرورت کے حرام اور ناجائز ہے۔ اس حالت میں اگر وہ خرچ کرے تو اس کا یہ خرچ حیا اور ریاء کی وجہ سے ہوگا۔ اس صورت میں یہ مال اس لینے والے کیلئے حرام ہے جب تجھے یہ ممنوعات سمجھ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سمجھنا آسان ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السوال من الفواحش وما احل من الفواحش غیرہ ”یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سوال کرنا بے حیائی ہے اور بے حیائی کی باتوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں تو قابل غور مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اس چیز کا نام بے حیائی رکھا۔

سوال کرنے کے بارے علماء کی رائے

سوال کرنا کب جائز ہے۔ اس بارے علماء کے تین قول ہیں۔

۱- بعض علماء فرماتے ہیں کہ جورات دن کی خوراک کا مالک ہو۔ اسے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

۲- جو شخص کوئی ہنر جانتا ہو تو علماء فرماتے ہیں اس کو سوال نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں ایسا طالب علم جس کا سارا وقت طلب علم صرف ہوتا ہے۔ اس کیلئے جائز ہے۔

۳- بعض علماء نے فرمایا کہ اس بارے اندازہ مقرر نہیں بلکہ اس کا سمجھنا حالات پر موقوف ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا استغنوا بغنی اللہ تعالیٰ ' قالوا وما هو یارسول اللہ قال غدا یوم وعشاء لیلة ''کہ تم اللہ تعالیٰ کی غناء سے مستغنی ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی غنا کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا دن کا صبح کا کھانا اور رات کیلئے شام کا کھانا۔

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''ومن سال وله خمسون درهما اوعدلها من الذهب فقد سال الحافاً کہ جو شخص پچاس درہم ہوتے ہوئے یا اس کے برابر سونا رکھتے ہوئے سوال کرے تو تحقیق اس نے بغیر ضرورت کے سوال کیا۔

جبکہ ایک روایت میں اربعون درهما (یعنی چالیس درہم) کے الفاظ ہیں۔

تقدیرات میں روایات کے اختلاف کو لازمی طور پر مختلف احوال پر محمول کیا جائے گا۔

جو شخص دن رات کا کھانا رکھنے' پہننے کا لباس موجود ہونے اور رات گزارنے کیلئے گھر ہونے کے باوجود محتاج ہو تو اس کے سوال کرنے کا معاملہ مشکوک ہے۔

مستقبل کے بارے میں سوال کرنا

آنے والے وقت کیلئے سوال کے جواز وعدم جواز کے بارے میں تین قول ہیں اور یہ تینوں اقوال اس کی حالت کی بناء پر ہیں۔

۱- ان میں سے پہلا یہ ہے کہ وہ کل تک محتاج نہ ہو۔

۲- دوسرا حال یہ ہے کہ وہ چالیس یا پچاس دن کے بعد محتاج ہو۔

۳- تیسرا حال یہ ہوسکتا ہے کہ وہ سال کے بعد محتاج ہو۔

ہم اس سے یقیناً یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہے کہ جو اس کی اور اس کے اہل و عیال کی ضرورت کیلئے ایک سال تک کفایت کر جائے تو ایسے آدمی کو بھیک مانگنا حرام ہے اس لئے کہ اتنا کچھ ہونا تو انتہائی درجہ کا غنا ہے۔

اگر ایک شخص سال گزرنے سے پہلے محتاج ہو جائے لیکن فی الحال اس کے پاس مال موجود ہو تو اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز نہیں کیونکہ اسے موجودہ وقت میں مالداری حاصل ہے اور کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کل تک زندہ نہ رہے تو وہ سوال کرے گا ایسے وقت کیلئے جس میں وہ محتاج نہیں جبکہ اس کے پاس ایک دن رات کی خوراک موجود ہے اگر اس سوال کا موقع نہ ملے یعنی اس کے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں جو اسے عطا کرے اگر وہ سوال کو موخر کر کے بعد میں کرے تو اس کیلئے سوال کرنا مباح ہے کیونکہ سال تک زندہ رہنا کوئی بعید بات نہیں ہے۔

انتہائی ضرورت کے وقت سوال نہ کرنا جرم ہے

اگر ایک آدمی سوال کو موخر کرنے سے اس خوف میں مبتلا ہو کہ وہ عاجز اور مجبور ہے۔ اس شخص کی طرف کہ جو اس کو بے نیاز کر سکتا ہے۔ اس عرصہ میں وہ سوال کو موخر کر دے کہ جس میں وہ ضرورت مند ہے تو اس کا یہ ضبط قابل قبول نہیں۔ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے۔ اپنی حالت کو دیکھے۔ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر کے اس کے مطابق عمل کرے اور شیطان کے خوف دلانے کی طرف توجہ نہ کرے۔ اس لئے کہ شیطان انسان سے محتاجی کا وعدہ کرتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ ایسی بے حیائی کہ جو بوقت ضرورت مباح کر دی جاتی ہے۔

جو کما نہیں سکتا اس کیلئے سوال کا جواز

جو شخص کام کر کے کمانے سے عاجز ہو اس کی بھوک شدید ہو اور اپنی جان کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو ایسے آدمی کیلئے سوال کرنا بھی ایک قسم کا کسب ہے۔ اس پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان ہے۔ ''السوال اخر الکسب'' سوال کرنا آخری کسب ہے۔ اگر اس شخص نے اس تنگی کی حالت میں سوال کو ترک کر دیا اور وہ مر گیا تو وہ گناہگار ہوگا کیونکہ اس نے دانستہ طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے جبکہ اس حالت میں سوال کرنا اس کو اپنے آپ کو زندہ بچانے کیلئے کام دے سکتا تھا چنانچہ ایسی حالت میں سوال کرنا

کسب (کمانے) کے مترادف ہے اور اس حالت میں سوال کرنے میں ذلت نہیں ہے کیونکہ ذلالت اس وقت ہے کہ جب انسان بغیر ضرورت کے سوال کرے۔

چنانچہ جو شخص ایک دن کی خوراک کا مالک ہو تو اس کیلئے سوال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بلاضرورت ذلیل کر رہا ہے اور اس کا یہ فعل حدیث سابق کے مخالف ہیں۔(ملخصا از مجالس رومی)

جلسہ نمبر ۲۸

ظالم کی مدد کرنے کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔

ترجمہ

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے۔

جلسہ نمبر ۲۸

ظالم کی امداد کرنے کا بیان

آیت کی تفسیر

(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا) تم ظالموں کی طرف میلان نہ کرو۔
الرکون کا لغوی معنیٰ ہے۔تھوڑا سا میلان جیسے ان کی خوبیوں اوصاف کے ذکر کو بڑا سمجھنا۔

(فتمسکم النار) تمہارے ان کی طرف میلان کی وجہ سے آگ تم کو چھوئے گی جب ایک برائی کی طرف میلان کو ظلم قرار دیا گیا ہے تو جو ظلم کرنے والوں کے ساتھ میلان رکھتا ہے تو اس کے بارے تمہارا کیا گمان ہے؟ ''ظالمین'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو ظلم کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوئے نیز میلان سے مراد ظلم کی طرف انتہائی رغبت اور انہماک۔
یہ آیہ کریمہ ظلم سے منع کرنے میں بلیغ ترین نہی اور اس پر تہدید (جھڑکنا) ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب اور ان کے ساتھ مومنین کے ارشادات عدل پر استقامت اختیار کرنے اور ثابت قدم رکھنے کیلئے کافی ہیں۔
رغبت رکھتے ہوئے افراط و تفریط میں سے کسی ایک طرف جھکاؤ اپنے اوپر اور دوسرے پر ظلم کرنا ہے بلکہ یہ فی نفسہ ظلم ہے۔لغت تمیم کے مطابق ترکنوا تاء کی کسرہ کے ساتھ نیز اسے باب افعال سے مجہول کا صیغہ پڑھتے ہوئے ترکنوا بھی کہا گیا۔(ومالکم من دون اللہ من اولیاء) اور تمہارے لئے اللہ کے ماسوا کوئی مددگار نہیں۔''
یعنی ایسا کوئی ناصر و مددگار نہیں کہ جو تم سے عذاب کو دور کر سکے۔''ومالکم'' میں واؤ حالیہ ہے۔

(ثم لاتنصرون) ''پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔
جب اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ ہے کہ وہ تم کو عذاب دے تو وہ تمہاری مدد نہیں فرمائے گا

نیز اس کا فضل و کرم تم پر باقی نہیں رہے گا کیونکہ اس کی نصرت (مدد) ان سے دور ہو چکی ہے اور وہ ان کو عذاب دینے کی وعید سنا چکا ہے اور ان کے لئے عذاب کو واجب کر دیا۔ جائز ہے کہ یہ استبعاد کے معنی میں ہو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ ان کو عذاب دے گا تو غیر اللہ کو یہ قدرت نہیں کہ وہ ان کی مدد کرے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی بالکل مدد نہیں کی جائے گی۔ (قاضی بیضاوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی تشریف لائے اور ہم خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ اقدس پر دیکھ رہے تھے تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہوں کوئی آپ کا امتی آپ پر سلام پڑھتا ہے تو میں خدا ہو کر دس مرتبہ اس پر سلام بھیجتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے فرمایا کیوں نہیں؟ یعنی میں راضی ہوں۔ (رواہ احمد و ابن حبان)

ظالم کی تعظیم ناجائز

ایک روایت میں ہے کہ ایک ظالم نے ایک پرہیزگار عالم کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا جب وہ ظالم اس زاہد کے قریب ہوا تو انہوں نے اپنے چہرے کو چھپا لیا اور اس زاہد کے بیٹے نے معذرت کی کہ میرے والد گرامی سخت تکلیف میں ہیں اور اس وجہ سے انہوں نے اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیا ہے جبکہ اس نیک بزرگ نے اس ظالم سے کہا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں اور نہ ہی کوئی درد ہے لیکن میں نے ایسا اس لئے کیا تا کہ تجھ جیسے ظالم کا چہرے نہ دیکھوں۔

چنانچہ وہ ظالم تائب ہو کر بخشش طلب کرتے ہوئے واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے گناہ کو معاف کر دیا۔ اس نیک آدمی کی تو اس لئے کہ اس نے ایک ظالم کے چہرے کو دیکھنا تک گوارا نہ کیا اور ظالم کی کوتاہی سے اس لئے درگزر فرمایا کہ اس نے صدق

دل سے توبہ کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محترم رحمتہ اللہ علیہ سے اسی طرح سنا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ ''من دعا لظالم بالبقاء فقداحب ان یعصی اللہ فی ارضہ'' کہ جس شخص نے ظالم کی بقاء کی دعا کی۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی نافرمانی کرنے پر راضی ہوا۔

حضرت سفیان سے اس ظالم کے بارے سوال کیا گیا جو جنگل میں ہلاک ہونے کے قریب ہو۔ کیا اسے پانی کا گھونٹ پلایا جائے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ مزید کہا کہ اسے اسی حالت پر رہنے دیا جائے تاکہ وہ مر جائے۔ (کذافی الرجیتہ)

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ بادشاہ کے نزدیک رہنے میں دو خطرے ہیں۔ (۱) اگر تو بادشاہ کی فرمانبرداری کرے تو اس میں تیرے دین کا خطرہ ہے۔ (۲) اگر تو بادشاہ کی نافرمانی کرے تو اس میں تیری جان کو خطرہ ہے۔ بہتری اسی بات میں ہے کہ نہ تو اس کو پہچانے اور نہ وہ تجھے جانے۔ (تنبیہ الغافلین)

حکایت

ایک ظالم کمزور لوگوں پر ظلم کرتا تھا جب اس کا ظلم طویل ہوگیا تو ایک دن مظلوم نے اس ظالم سے کہا کہ اگر تو نے مجھ پر ظلم کیا تو یہ چار طرح سے بہتر ہے۔ (۱) موت ہمیں آجائے گی۔ (۲) قبر ہمیں چھپالے گی۔ (۳) قیامت ہمیں جمع کرے گی۔ (۴) حاکم ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

اچھا کام جاری کرنے کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''من سن سنۃ حسنۃ'' جس نے ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا یعنی اسلام میں ایک ایسا طریقہ جاری کیا کہ لوگ اس اچھے عمل کی پیروی کرتے ہیں۔

''فلہ اجرھا واجرمن عمل بھا'' اس کیلئے اس عمل کا اجر ثواب ہوگا اور ہر اس آدمی کی طرف سے بھی ثواب ملے گا جس نے اس نیک کام کو اپنایا یعنی اس آدمی کے بعد اس کے جاری کردہ نیک عمل کو جو بھی اپنائے گا۔ اس کا ثواب بھی جاری کرنے والے کو ملے گا۔

"ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها" جس نے ایک برائی کی بنیاد رکھی تو اس کا گناہ جاری کرنے والے کو ہوگا اور (بعد میں) جو بھی اس برے عمل کو اپنائے گا اس کا گناہ بھی جاری کرنے والے کو ہوگا۔

یعنی ایسا برا کام کہ جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اس کے بعد جو بھی اس برے کام پر عمل ہوگا تو اس کا گناہ بھی برائی جاری کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(من احادیث البخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین آدمی کے بارے سوال کیا گیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا "انفع الناس للناس" لوگوں میں سے رب ذوالجلال کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ انسان ہے جو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔

سب سے افضل کام کے بارے سوال کیا گیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ادخال السرور علی قلب المومن يطرد عنه جوعا او يكشف عنه كربا اويقضی له دينا ایک مومن کے دل کو خوشی سے بھر دینا۔ اس سے بھوک کو دور کرکے' کسی تکلیف کا ازالہ کرکے یا اس کا قرض ادا کرکے۔

جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ اس لئے چلتا ہے کہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط پر اسے ثابت قدم رکھے گا جبکہ قیامت کے دن لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

جس شخص نے اپنے غصہ پر کنٹرول کرلیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

بری عادت ایمان کو اسی طرح برباد کردیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔

حدیث کی تشریح

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے اور افضل ترین عمل یہ ہے کہ کسی مومن کے دل کو مسرور کرنا' اس سے بھوک' غم کو دور کرکے یا اس کو قرضہ سے نجات دلاکر۔

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اس لئے چلتا ہے کہ اس کی حاجت کو پورا کرسکے تو اس کے اس چلنے کا ثواب اس طرح ہے جس طرح اعتکاف سمیت مہینہ بھر کے

روزہ رکھنا۔

اور جو مظلوم کی مدد کرنے کیلئے اس کے ساتھ چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط پر اس کے قدموں کو پھسلنے سے محفوظ فرمائے گا۔ (کما مر آنفا)

مظلوم کی مدد کرنے کا اجر

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من اعان مظلوما حزینا مطروحاً کتب اللہ لہ ثلاثا وسبعون مغفرة واحدة منها اصلاح امره فی الدنیا واثنتان وسبعون درجة فی العقبیٰ۔

جو شخص ایک غمزدہ عاجز مظلوم کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تہتر (۷۳) مرتبہ بخشش لکھ دیتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا میں اس کے معاملات کی اصلاح فرما دیتا ہے اور آخرت میں اس کے بہتر درجے عطا فرمائے گا۔

نیز حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ من اصبح لاینوی الظلم علی احد غفرله ماجنی ومن اصبح ینوی نصرة المظلوم وقضاء حاجة المسلم کانت له کاجر حجة مبرورة۔

جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اس کی کسی پر ظلم کرنے کی نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی (دن بھر) کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور جس شخص نے یہ ارادہ کر کے صبح کی کہ وہ مظلوم کی مدد کرے گا۔ مسلمان کی ضرورت کو پورا کرے گا تو اس کی اس نیت کرنے سے اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا من فرج عن مسلم کربة فی الدنیا فرج اللہ عنه کربة من کرب یوم القیامة واللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیه۔

جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی ایک دنیاوی تکلیف دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک ایک آدمی اپنے بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہے۔

اسی طرح اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من

اعان مظلوما اعانه الله يوم القيامة فی الجواز علی الصراط وادخله الجنة۔

جو شخص کسی مظلوم کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط پر سے گزرنے میں اس کی مدد فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے پر وعید:

جس شخص نے ایک مظلوم کو دیکھا اور اس نے اس سے مدد طلب کی (اس کے باوجود) اس آدمی نے اس مظلوم کی مدد نہ کی تو قبر میں اسے آگ کے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

نو بد بخت لوگ اور ان کے پیروکار

احادیث میں آیا ہے کہ ان نو بد بخت لوگوں کو قیامت کے دن ان کی پیروی کرنے والوں سمیت بلایا جائے گا۔ وہ بد بخت لوگ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-فرعون ۲- قابیل ۳-کعب ابن اشرف یہودی ۴- ابو جہل ۵- ولید بن مغیرہ ۶-قوم لوط میں سے اجرع ۷- امرء القیس ۸-مسیلمہ کذاب ۹- ابلیس (شیطان)

اسی ترتیب سے ان کو میدان محشر میں لایا جائے گا۔

(۱) قیامت کے دن آواز دی جائے گی' کہا ہے "فرعون"۔

اسے اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے سر پر آگ کی ٹوپی ہوگی۔ قطران (لکت) کی قمیص پہنی ہوگی۔ خنزیر پر سوار ہوگا۔ پھر ندا آئے گی سرکش تکبر کرنے والے کہاں ہیں چنانچہ ان کو لایا جائے گا اور جہنم کی طرف ان کو ہانکا جائے گا اور یہ سارا قافلہ فرعون کی قیادت میں جہنم رسید ہوگا۔

(۲) پھر ندا ہوگی "قابیل" کہاں ہے۔ اس کے بعد حسد کرنے والوں کو پکارا جائے گا۔ ان حاسدین کو قابیل کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ جہنم کی طرف لے جانے میں ان کا امام ہوگا۔

(۳) پھر ندا ہوگی۔ یہودی علماء کا رئیس "کعب بن اشرف" کہاں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

"لوآمن لامن جميع اليهود" کہ اگر کعب بن اشرف ایمان لے آتا تو سارے یہودی مسلمان ہو جاتے۔ اسے بھی انہی کی طرح حاضر کیا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا۔ علم اور حق

کو چھپانے والے کہاں ہیں چنانچہ ان سب کو اکٹھا کر کے کعب بن اشرف کی قیادت میں ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا اور وہ ان کی امامت کرے گا۔

(۴) اسی طرح ''ابوجہل'' کے بارے ندا ہوگی جب اس کو لایا جائے گا تو پھر آواز دی جائے گی کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو ان سب کی امامت کرتے ہوئے ابوجہل جہنم رسید ہوگا۔

(۵) پھر ندا ہوگی۔ ولید بن مغیرہ کہاں ہے جب وہ لایا جائے گا تو اس کے بعد مسلمان فقراء کی استہزاء کرنے والوں کو یاد کیا جائے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو دوزخ میں لے جانے کیلئے امام ہوگا۔

(۶) اس کے بعد ندا ہوگی کہ قوم لوط کا اجرع (کان کٹا) کہاں ہے کہ جس نے طوالت کی رسم ڈالی جب اسے لایا جائے گا تو پھر ان لوگوں کو آواز دی جائے گی جو طوالت کے جرم میں ملوث رہے کہ وہ کہاں ہیں؟ جب ان کو پیش کیا جائے گا تو اجرع کی قیادت میں انہیں جہنم بھیج دیا جائے گا۔

(۷) پھر ندا ہوگی کہ امرء القیس کہاں ہے جب وہ آئے گا تو سارے شعراء کو اس کے اردگرد جمع کیا جائے گا یعنی وہ شعراء جنہوں نے جھوٹ کیا ہوگا تو وہ جہنم کی طرف ان کو لے جانے میں ان کا امام ہوگا۔

(۸) پھر ندا ہوگی۔ مسیلمہ کذاب کہاں ہے؟ اسے پیش کیا جائے گا۔ پھر ندا ہوگی کتاب کو جھٹلانے والے کہاں ہیں؟ تو مسیلمہ کذاب ان کو دوزخ کی طرف لے جائے گا جبکہ وہ خود ان کا امام ہوگا۔

(۹) پھر ندا ہوگی۔ ابلیس (شیطان) لعنتی کہاں ہے؟ اسے بھی اسی طرح لایا جائے گا۔
شیطان رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے انصاف کرنے والے حاکم مجھے میرا لشکر' میرے موذن' میرے قاری' میرے کاتب' میرے وزراء' فقہاء' میرے خزانے والے' میرے تاجر' طبلہ بجانے والے اور میرے حاشیہ بردار عطا کئے جائیں۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے ملعون اے راندۂ درگاہ تیرا لشکر کونسا ہے؟ شیطان کہے گا میرا لشکر حریص لوگ ہیں۔ میرے موذن گانے والے ہیں' میرے قاری گویے ہیں۔ میرے مصاحف بال گوندھنے والے اور گوندھوانے والے ہیں۔ میرے فقہاء وہ ہیں جو

مصیبت زدہ لوگوں کا مذاق اڑاتے تھے اور اچھی اچھی خوراک کھاتے تھے۔ میرے خزانے والے وہ ہیں جو نشہ والے دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ میرے تاجر وہ ہیں جو ڈھول اور طبلہ کو بیچتے تھے۔ پھر لوگ ان کو لے کر ڈھول اور دف بجاتے تھے۔ میرے حاشیہ برداز وہ لوگ ہیں جو نشہ کرنے کی وجہ سے منشیات کو کاشت کرتے تھے۔

چنانچہ ایک لمبا سانپ نمودار ہوگا جس کی گردن کی لمبائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ وہ ان کو اکٹھا کرے گا اور ان کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔

جنت میں داخل ہونے والوں کی ترتیب:

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے (مترجم)

جب سب مخلوق حساب و کتاب کیلئے میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے جبرائیل علیہ السلام سب سے پہلے میری جنت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔ اس شان کے ساتھ کہ آپ کے سر مبارک پر نورانی تاج سجایا جائے گا۔ سبز ریشم کا لباس پہنایا جائے گا اور آپ کے سامنے ستر ہزار جھنڈے اٹھائے جائیں گے۔

جبکہ لواء حمد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست اقدس میں ہوگا۔ پھر ندا ہوگی کہ کہاں ہیں۔ فقر کو اختیار کرنے والے فقراء کو اچھا جاننے والے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی پیروی کرنے والے' ان سب کو حکم ہوگا کہ تم بھی میرے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت میں تشریف لے جانے کے بعد حسب ذیل ترتیب سے لوگوں کو بلا بلا کر جنت میں بھیجا جائے گا۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اس شان کے ساتھ کہ نورانی تاج آپ کے سر مبارک پر ہوگا اور آپ کے سامنے اسی ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ حج اور عمرہ کرنے والے کہاں ہیں تو آدم علیہ السلام ان کی امامت فرماتے ہوئے سب سمیت جنت میں داخل ہوں گے۔

(۲) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس کے بعد تشریف لائیں گے تو آپ کے سامنے بیس ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر حکم دیا جائے گا۔ کہاں مہمانوں سے محبت کرنے والے غرباء کو ترجیح دینے والے۔ ان سب کو جنت میں داخلہ ملے گا اور حضرت خلیل علیہ السلام ان کے امام ہوں گے۔

(۳) پھر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی اور آپ کے سامنے دس ہزار جھنڈے ہوں گے۔ پھر ان لوگوں کو یاد کیا جائے گا کہ جنہوں نے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی طاقت کے باوجود ترک کر دیا تو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام ان لوگوں کی امامت فرماتے ہوئے ان سب کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۴) پھر حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو یاد کیا جائے گا۔ ان سب کی امامت کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۵) ان کے بعد حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی اور ساتھ ہی ان کو یاد کیا جائے گا کہ جو حق کا پرچار صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کرتے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو جنت میں لے جانے کے لئے امام ہوں گے۔

(۶) حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی جب جلوہ گری ہوگی تو ان کے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو اپنے دور حکومت میں عدل و انصاف قائم کرتے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام ان کے امام ہوں گے اور وہ سب آپ کے مقتدی بن کر جنت میں داخل ہوں گے۔

(۷) پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام آئیں گے اور اس وقت صبر کرنے والوں کو پکارا جائے گا کہ جو اپنے اپنے مرض کے وقت بے صبری کرنے کی بجائے صبر کرتے تھے تو حضرت ایوب علیہ السلام ان کی امامت کرتے ہوئے سب کو جنت میں لے جائیں گے۔

(۸) پھر خلیفہ اول بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یاد کیا جائے گا۔ آپ اس حال میں آئیں گے کہ آپ کے سر پر نورانی تاج ہوگا۔ سندس اور استبرق کا لباس پہنا ہوگا۔ پھر حکم ہوگا۔ سچ بولنے والے کہاں ہیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ صدیقین کے بروز محشر جنت میں داخلہ کیلئے امام ہوں گے۔

(۹) ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا۔ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے کہاں ہیں۔ ان سب کو جنت میں داخلہ ملے گا جبکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے امام ہوں گے۔

(۱۰) پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا۔ آپ نے حیاء کا لباس زیب تن کر رکھا ہوگا۔ اس وقت ان لوگوں کو یاد کیا جائے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کرتے ہوئے گناہوں کو ترک کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت کی طرف لے جانے کیلئے ان سب کے امام ہوں گے۔

(۱۱) ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا اور ساتھ ہی نمازیوں کو ندا دی جائے گی کہ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے اور کامیاب ہوکر لوٹتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو جنت میں لے جانے کیلئے امام ہوں گے۔

(۱۲) پھر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا جائے گا اور حکم ہوگا۔ مظلوم اور اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کہاں ہیں تو یہ دونوں شہزادے جنت کی طرف لے جانے میں اس گروہ کے امام ہوں گے۔

(۱۳) ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ فقہاء کہاں ہیں تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہونے کیلئے ان سب کے امام ہوں گے۔

(۱۴) پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا جائے گا اور اس وقت مؤذنین (اذان دینے والوں) کو یاد کیا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب مؤذنین کی امامت فرماتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر النفسیر)

کسی کو ستانا گناہ ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"من اذی مؤمنا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ ومن اذی اللہ تعالیٰ فلیتبوا مقعدہ من النار"

کہ جس شخص نے کسی مومن کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے

اذیت دی۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ستایا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے یعنی اس کی جگہ جنت سے تبدیل کر کے دوزخ میں بنا دی جائے گی۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو مظلوم ظالم کو پکڑ لے گا اور دشمن اپنے دشمن کو گھیر لے گا اور کہے گا کہ میرے اور تیرے درمیان انصاف فرمانے والا فیصلہ فرمائے گا یعنی ظالم جان لیں گے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا جب ان کی نیکیاں لے کر ان کے مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ (کذافی زبدۃ الواعظین)

ایک نصرانی کا دربار رسالت میں حاضر ہونا:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر نکلا تو اچانک کیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک نصرانی دروازے پر موجود ہے۔ اس نے پوچھا کیا یہاں حضرت محمد بن عبداللہ موجود ہیں چنانچہ میں نے اسے اندر بلا لیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں تو آپ میری مدد فرمائیں۔ اس شخص کے خلاف جس نے مجھ پر ظلم کیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا؟ اس نصرانی نے کہا کہ ابوجہل بن ہشام نے میرا مال ظلماً لے لیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ ہجرت کے زمانے کی بات ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوجہل کے قیلولہ کرنے کا وقت ہے تو اس وقت آپ کا جانا اس پر کہیں شاق نہ گزرے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ غضبناک نہ ہو جائے اور وہ کہیں وہ آپ کو اذیت نہ پہنچائے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری گزارش کو نہ سنا اور ابوجہل کی طرف تشریف لے گئے اور غضبناک ہو کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ابوجہل غضبناک ہو کر باہر نکلا تو اچانک دروازے پر کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

ابوجہل نے کہا اندر تشریف لائیں (اور ساتھ ہی کہنے لگا) کہ آپ میری طرف پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

کہ تو نے اس نصرانی کا جو مال لیا ہے تو اس کا وہ مال فوراً واپس کرو۔
ابو جہل نے کہا کہ کیا آپ اس کام کیلئے تشریف فرما ہوئے؟ اگر آپ اس بارے کسی آدمی کے ہاتھ پیغام بھیج دیتے تب بھی میں مال واپس کر دیتا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بات کو طویل نہ کرو اور تم اس نصرانی کا مال اس کو واپس کرو۔
ابو جہل نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نصرانی کا جتنا مال تو نے لیا ہے فوراً اس کو نکال کر اس کے حوالے کرو۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمی کیا تیرا مال تجھ تک پہنچ گیا ہے؟
نصرانی نے عرض کیا ہاں! سوائے ایک کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ٹوکری کے۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو جہل سے کہا کہ وہ ٹوکری فوراً نکالو۔ چنانچہ ابو جہل نے اسے اپنے گھر کے اندر تلاش کیا لیکن وہ ٹوکری نہ ملی۔ آخر کار ابو جہل نے اس کے بدلے اس سے بہتر ایک اور ٹوکری دی۔
ابو جہل کی بیوی نے ابو جہل سے کہا کہ قسم بخدا تو نے انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ ابو طالب کے یتیم کی تواضع کی ہے۔ ابو جہل نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تو دیکھ لیتی تو ایسی کی باتیں نہ کرتی۔ اس نے کہا کہ تو نے کیا دیکھا؟ ابو جہل نے کہا کہ میری قوت کے باوجود جو کچھ ہوا تو اس پر مجھے رسوا نہ کر۔
کہنے لگا کہ میں نے ان کے دونوں کندھوں پر دو شیر بیٹھے ہوئے دیکھے جب بھی میں یہ ارادہ کرتا کہ کہوں کہ میں مال واپس نہیں کرتا تو قریب تھا کہ وہ دونوں مجھے پھاڑ کھاتے۔ اس ڈر کے مارے میں نے ان کی عزت کی۔
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب نصرانی نے وہ سارا منظر دیکھا جو منظر ابو جہل دیکھ چکا تھا۔ اس نے زبان حال سے کہا یا محمد انک رسول اللہ و دینک حق کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلام کو قبول کرنا ایک مظلوم کی مدد کرنے کی برکت سے تھا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۲۹

قیامت کے دن لوگوں کے حالات کا بیان

آیت مبارکہ

وانذرالناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل- اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال- وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال-(ابراہیم ۴۴'۴۵)

ترجمہ

اور آپ لوگوں کو ڈرائیں جس دن ان پر عذاب آئے گا۔ پس وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا ''اے ہمارے رب! ایک نزدیکی مدت تک اس عذاب کو ہم سے مؤخر کردے۔ ہم تیری دعوت کو قبول اور رسل عظام کی پیروی کریں۔ کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہ اٹھائی تھیں۔ زوال سے تمہیں کیا ہے؟ تم پر یہ واضح ہوگیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ اور ہم نے تمہارے لئے مثالوں کو بیان فرمایا۔

جلسہ نمبر ۲۹

قیامت کے دن لوگوں کے حالات کا بیان

آیت کی تفسیر

(وانذر الناس) ''اور آپ لوگوں کو ڈرائیں''

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(یوم یاتیھم العذاب) ''جس دن ان پر عذاب آئے گا۔''

اس سے مراد قیامت یا موت کا دن ہے کیونکہ مرنے کا دن ان کے عذاب کا پہلا دن ہے۔''اور یہ انذر کا مفعول ثانی ہے۔''

(فیقول الذین ظلموا) ''پس وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی شرک یا تکذیب کر کے۔

(ربنا اخرنا الی اجل قریب) ''اے ہمارے رب ایک نزدیکی مدت تک اس عذاب کو ہم سے موخر کر دے۔''

وہ کہیں کہ اے ہمارے رب دنیا کے جس عذاب میں ہم گرفتار ہیں ہم سے اس کو مؤخر کر دے اور کچھ عرصہ کیلئے ہمیں مہلت دے یا عرض گزار ہوں گے کہ ہماری موت میں تاخیر فرما دے اور ہمیں اتنا عرصہ باقی رہنے دیں کہ جس میں ہم تجھ پر ایمان لائیں اور تیرے حکم کو قبول کریں۔

(نجب دعوتک ونتبع الرسل) ''ہم تیری دعوت کو قبول اور تیرے رسل عظام کی پیروی کریں۔'' ''یہ جواب امر ہے'' یعنی اگر تو مجھے ایک عرصہ کیلئے مہلت عنایت فرما دے تو میں تصدیق کرنے والا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔

(اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال) ''کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہیں اٹھائیں تھیں۔ زوال سے تمہیں کیا ہے۔

نوٹ: یہ اسی بات کا اعادہ ہے اور ومالکم قسم کا جواب ہے اس کو خطاب کے کلمے ذکر کیا مطابقت کی وجہ سے نہ کہ حکایت کے لحاظ سے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم نے قسمیں اٹھا رکھی تھیں کہ تم دنیا میں باقی رہو گے اور موت تمہیں ہٹا نہیں سکے گی۔

(وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم) اور تم ان لوگوں کے مسکن میں رہے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا'' کفر اور معاصی کی وجہ سے جیسے قوم عاد اور ثمود

(وتبین لکم کیف فعلنا بھم) ''تم پر یہ واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟''

یعنی تم ان کے منازل میں آثار ملاحظہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کس طرح عذاب نازل کیا اور اس کے بارے احادیث تم تک تواتر کے ساتھ پہنچی۔

(وضربنا لکم الامثال) ''اور ہم نے تمہارے لئے مثالوں کو بیان فرمایا'' ان کے احوال میں سے۔

یعنی ہم نے تمہارے لئے واضح فرما دیا کہ یقیناً تم بھی کفر کرنے عذاب کے مستحق ہونے اور جو کچھ کام انہوں نے کیلئے وہ کرنے میں انہی کی طرح ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا وہ غرابت میں بیان کردہ امثال کی طرح ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود پاک کی برکت سے جہنم سے آزادی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو میری ذات پر دس مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے دو برائتیں لکھ دیتا ہے۔ ایک منافقت سے بیزاری اور دوسری جہنم سے آزادی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا۔ (حیات القلوب)

قیامت کے دن لوگوں کے آنے کا منظر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

قیامت کے دن عین طریقہ سے لوگوں کو جب جمع کیا جائے گا۔

۱- کچھ پیدل چلنے والے ہوں گے ۲- کچھ سوار ہوں گے۔

۳- اور کچھ لوگ اپنے چہرے کے بل چل رہے ہوں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ اپنے چہرے کے بل کیسے چلیں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذات ان کو پاؤں پر چلانے پر قادر ہے تو وہ ان کو چہرے کے بل بھی چلا لے گی۔ (رواہ الترمذی)

پیدل چلنے والے وہ ہوں گے جو گناہگار ایماندار تھے اور جو سوار ہوں گے۔ ان میں وہ حضرات شامل ہوں گے جو متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور کافر وہ اپنے چہرے کے بل چل رہے ہوں گے اور ان کے اندر یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تین قسم کے لوگ ہوں۔

ایک قسم مسلمان لوگوں کی ہو اور وہ سوار ہوں گے اور کفار کی دو قسمیں ہوں۔ ایک وہ کافر جو متکبر اور سرکش قسم کے لوگ تھے کہ جو کسی قسم کے وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کو ان کے چہروں کے بل بلایا جائے گا اور دوسری قسم ان کے پیروکاروں کی ہوگی کہ وہ پیدل چل کر آئیں گے۔ (الحدیث)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "راغبین راھبین" رغبت رکھنے والے ڈرنے والے۔

قیامت کے دن وہ ایماندار جن کے گناہ اور نیکیاں خلط ملط ہوں گی تو پہلی قسم انہی اہل معصیت کی ہے۔ دوسری قسم ان سواروں کی ہے کہ جو اپنے لئے تیارشدہ جنت میں موجود نعمتوں کی طرف تیزی سے جائیں گے اور اس سے وہ لوگ بھی مراد ہیں جو مشتبہ امور سے اجتناب کرتے تھے اور یہی سبقت کرنے والے لوگ ہیں۔ (ابن مالک)

سب نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی اس روایت پر اتفاق کیا جس میں یہ ذکر ہے کہ "قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقوں سے جمع کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ وہ رغبت کرنے اور خوف رکھنے والے ہوں گے۔

ایک اونٹ پر دو آدمی' ایک اونٹ پر تین سوار ایک اونٹ پر چار سوار اور ایک اونٹ پر دس سوار" اعداد کی یہ تعداد کنایہ اور تمثیل کے طور پر ان کے مراتب کی تفصیل ہے اور جو سب

سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگا تو وہ ایک ہی اونٹ پر سوار ہوگا تو اس کے ساتھ ساتھیوں کی تعداد کی شرکت کم ہوگی۔ رفتار کی تیزی زیادہ ہوگی اور سبقت کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہوگا۔

سواروں کے بیٹھنے کی کیفیت

اگر مخاطب یہ سوال کرے کہ اونٹ پر سوار ہونے والے علی سبیل الاجتماع سوار ہوں گے۔ یا علی سبیل الاعقاب۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہوں گے لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ علی سبیل الاجتماع اونٹوں پر سوار ہوں کیونکہ ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھنے میں صرف دو آدمی یا تین آدمی حقیقتاً سوار نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

حدیث پاک میں صرف دس تک سواروں کی تعداد کا ذکر ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے لوگ ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔

اگر ایک اونٹ پر دس آدمی سوار ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کہ جتنی وہ طاقت رکھتی تھی۔ اونٹنیوں میں سے کوئی اونٹنی اس کی مثل طاقتور نہیں تھی۔ تعداد میں جن اعداد کا ذکر کیا۔ ان میں دو' تین' چار اور دس کا ذکر ہے جبکہ پانچ اور چھ کا عدد ذکر نہیں کیا اور ان کے علاوہ دس تک جو عدد ہیں۔ ان کا ذکر بھی اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا۔ نیز سابقین اولین کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ وہ تنہا تنہا ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ اس لئے کہ اس مقام پر ''الناس'' لوگوں سے مراد خواص کے علاوہ ہیں۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے انبیاء اور اولیاء کا مرتبہ مراد ہو۔

ان کے علاوہ باقی ماندہ جو لوگ ہوں گے۔ ان کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور یہ تیسرا گروہ ہوگا۔ تیسرا گروہ کفار کے ساتھ قیلولہ کرے گا۔ ظہر کے وقت انہی کے ساتھ صبح و شام کریں گے جیسے ان کے ساتھ صبح و شام رہتے تھے۔ یعنی تمام احوال میں دوزخ ان کے لئے ضروری ہے اور یہ کفار کا گروہ ہوگا۔

بعض حضرات نے کہا کہ ان کا یہ اٹھایا جانا۔ قیامت سے پہلے ہوگا۔ ان کے قیلولہ اور

ان کے رات کے گزارنے کے قرینہ کی وجہ سے ان کو شام کی طرف زندہ کیا جائے گا کیونکہ یہ سارے کے سارے احوال دنیا میں ہوں گے۔ اس لئے کہ لوگوں کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ننگے پاؤں ہوں گے۔ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوں گے اور یہ قیامت کی آخری نشانی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

''و آخر ذلک نار تخرج من قعر عدن تطرد الناس الی محشرھم''

قیامت کی آخری نشانی وہ آگ ہے جو عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے اکٹھے ہونے کی جگہ کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

امام تو رپشتی نے کہا کہ لوگوں کو قبروں سے اٹھنے کے بعد میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا کیونکہ جب حشر کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے بعد از موت اٹھنا مراد ہوتا ہے۔ اس کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحشر الناس یوم القیامۃ علیٰ ثلاثۃ اصناف'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین طرح سے اکٹھا کیا جائے گا جو ظلم کرنے والا ہے۔ اس کے بارے حدیث قدسی میں اس طرح ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ تعالیٰ انہ قال یا عبادی انی حرمت اظلم علیٰ نفسی و علیٰ عبادی الا فلا تظلموا۔ (رواہ مسلم والترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث قدسی کو روایت کیا جس میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے کو حرام کر دیا ہے۔ خبردار! تم ظلم نہ کرو۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری ذات ظلم کرنے سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

ظلم کرنا تاریکی ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ و اتقوا الشح فان الشح اھلک من کان قبلکم حملھم علیٰ ان سفکوا دماء ھم و استحلوا محارمھم''

تم ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ہے اور تم بخل

سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کیا نیز ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنوں کا خون بہائیں اور محارم کو حلال جانیں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کیونکہ ظلم ظالم کیلئے تاریکی کا باعث بنے گا اور وہ قیامت کے دن راستہ نہیں پاسکے گا جس طرح کہ ایماندار لوگوں کے سامنے اور ان کے دائیں جانب نور چلتا ہوا ان کی رہنمائی فرمائے گا۔

اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہاں ظلمات (تاریکیوں) سے مراد سختیاں ہوں۔

حضور کا یہ فرمان ''فان الشح اهلک من کان قبلکم'' کہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہلاکت سے مراد وہ ہلاکت ہے جس کی خبر دنیا اور آخرت میں دی گئی۔

لفظ الشح کی لغوی تحقیق:

ایک جماعت نے کہا کہ اس کا معنی بخل ہے۔

بعض نے کہا الشح کا معنی حرص ہے یعنی اس چیز پر کہ جو اس کے پاس نہ ہو اور بخل حرص کرنا ایسی چیز پر کہ جو اس کے پاس ہو۔

قیامت کے دن مظلوم کا گناہ ظالم کے ذمہ ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''من کانت عنده مظلمة لاخيه من عرض اومن شيئ آخر فليستحلله اليوم قبل ان لايكون دينار ولادرهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر رالمظلمة وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه وحملت عليه (رواہ البخاری والترمذی)

س: یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا' کے منافی ہے۔

جواب: ظالم حقیقتہ اپنے ظلم کے برابر سزا پائے گا اور مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ مظلوم کے بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے اور انصاف کے تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے۔

آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تیرا بوجھ اٹھاؤں گا تو

اس بات سے آخرت میں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

ظلم سب سے بڑا گناہ

حضرت فقیہ ابولیث نے کہا کہ ظلم سے بڑھ کر کوئی بڑا گناہ نہیں ہے اس لئے گناہ جب انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتو وہ بڑا ہی رحیم و کریم رب ہے جس وجہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کردے۔

اگراس گناہ کا تعلق ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہوتو مظلوم کو راضی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ظلم کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ ظلم سے توبہ کرے اور دنیا میں مظلوم کو راضی کرے اگر ظالم اس بات پر قادر نہیں ہے تو اس کیلئے پھر مناسب ہے کہ وہ مظلوم کیلئے بخشش طلب کرے اور اس کیلئے دعا کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا چھٹکارا ہوجائے۔

مظلوم مر جائے

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ایک انسان کسی دوسرے آدمی پر ظلم کرے اگر وہ اس سے معافی مانگنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ مظلوم مر گیا اور وہ شخص اس سے معافی نہ مانگ سکا تو اب ظلم کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ہر نماز کو ادا کرنے کے بعد اس کے لئے بخشش طلب کرے تو وہ اپنے گناہ سے پاک ہوجائے گا۔

ظلم کی تین اقسام

اہل معرفت نے کہا کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ایک وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے گا۔

(۲) ایک وہ ظلم جس کو رب ذوالجلال نہیں بخشے گا۔

(۳) ایک وہ ظلم جس کے بارے خداوند قدوس فیصلہ فرمائے گا۔

پہلی قسم کا ظلم جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے گا۔ وہ ظلم جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ہے جس طرح کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کو ترک کردینا اور حرام کاموں کا ارتکاب کرنا۔

وہ ظلم جس کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ وہ شرک ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء) ''کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کسی کو شریک کرنے کے گناہ کو معاف نہیں فرمائے گا اور جو اس کے علاوہ گناہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو معاف فرما دے گا۔''

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بغیر توبہ کئے مر جائے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اسے معاف فرما کر جنت کا مستحق بنا دے اور اگر چاہے تو اس کو جہنم میں عذاب دینے کے بعد پھر اپنے رحم اور احسان و کرم کا اظہار فرماتے ہوئے اسے جنت میں داخل فرما دے کیونکہ اللہ نے شرک کے سوا ہر گناہ کے معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور جو مشرک ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

تیسرا وہ ظلم جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے مراد وہ ظلم ہے جو بندے آپس میں ایک دوسرے پر کرتے ہیں جیسے غیبت' بہتان' چغل خوری' ناحق کسی کو قتل کرنا' مال حرام کا کھانا' مارنا' گالی دینا اور ان کے علاوہ جو بندوں کے حقوق ہیں۔

بہترین نصیحت

عاد کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام شداد اور دوسرے کا نام شدید تھا۔ یہ دونوں ظلماً بادشاہ بن گئے۔ شدید کے مرنے کے بعد شداد اکیلا دنیا کا بادشاہ بن گیا۔ وہ کتب پڑھتا تھا اور اس نے جنت کا ذکر سنا ہوا تھا (اس پس منظر میں) اس نے کہا کہ میں دنیا میں ہی روئے زمین پر اس جنت کی مثل ایک جنت بناؤں گا۔

جب اس نے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا اور کہا کہ میں ایسی جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی تعریف و توصیف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ امراء سلطنت نے کہا کہ حکم آپ کا ہونا ہے۔ ساری دنیا آپ کے حکم کے تابع ہے (جیسا کہ فرمان ہو' ہم کرنے کیلئے تیار ہیں)

شداد نے حکم دیا کہ مشرق و مغرب سے سونا اور چاندی اکٹھا کیا جائے نیز عمارتیں بنانے والے کاریگر جمع کئے جائیں۔

تین سو کاریگر منتخب ہوئے جن کی زیر نگرانی ہزاروں مزدور دس سال انہوں نے زمین کی تلاش میں لگا دیئے۔ آخر کار انہیں ایک زمین ملی جس میں درخت اور نہریں موجود تھیں۔

انہوں نے فرسخ درفرسخ جنت بنانی شروع کی کہ اس عمارت میں وہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگاتے تھے جب عمارت مکمل ہوگئی تو انہوں نے اس میں نہریں جاری کی۔ اس میں درخت لگائے جن کے تنے چاندی کے اور شاخیں سونے کی تھیں۔ کاریگروں نے اس جنت میں سرخ یاقوت اور سفید بلور کے محل بنائے۔ درختوں کی ٹہنیوں پر یاقوت اور موتی لٹکائے۔ جنت میں جاری نہروں میں موتی اور جواہرات گرائے۔ درختوں اور نہروں کے درمیان عنبر وکستوری کو بکھیرا۔

جب جنت کی تعمیر مکمل ہوگئی تو انہوں نے شداد کی طرف پیغام بھیجا اور اس کے مکمل ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ شداد ارکان سلطنت سمیت اس کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوا۔

شداد کے کارندے لوگوں سے ظلماً سونا اور چاندی لیتے تھے جس کے نتیجے میں کسی کے پاس بھی سونا اور چاندی نہ بچا۔

صرف ایک یتیم بچے کی گردن میں ایک ہار محفوظ رہا جس میں دو درہم کی مقدار سونا تھا جب حکومتی کارندوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس بچے سے وہ سونا بھی زبردستی لے لیا۔ ان کے اس ظالمانہ رویہ پر بچہ نے آسمان کی طرف اپنا چہرہ کرکے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

الٰھی انت تعلم بما یعمل ھذا الظالم بعبادک وامائک فاغثنا یاغیاث المستغیثین۔

یااللہ تو جانتا ہے کہ یہ ظالم تیرے بندوں اور تیرے غلاموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اے مدد طلب کرنے والوں کی امداد کو پہنچنے والے تو ہماری مدد فرما۔ بچہ کی اس دعا پر فرشتوں نے آمین کہی۔

اللہ تعالٰی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جب اس جنت تک پہنچنے میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت رہ گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان سے اس قدر زوردار چیخ ماری کہ شداد اپنے ارکان سلطنت سمیت تیار کردہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہلاک ہوگیا۔ ان میں سے فقیر اور مالداروں میں سے کوئی بھی نہ بچا اور نہ ہی کوئی بادشاہ باقی رہا۔ یہ نتیجہ تھا اس مظلوم بچہ کی دعا کا۔ (زبدۃ الواعظین)

عبرتے گیراز زمانہ اے جوان — تانباشی از شمار مدبران

اے نوجوان زمانے سے عبرت حاصل کرتا کہ تیرا شمار بدبختوں سے نہ ہو۔
چنانچہ دانا لوگوں کا کہنا ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے اور بدترین انسان وہ ہے جو دوسروں کیلئے باعث عبرت بنے۔(چشتی)

شاہی دربار میں جانا جائز نہیں

بادشاہوں کے دربار میں جانے سے تم اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ ان کے پاس بغیر ضرورت کے جانا ظلم اور گناہ کا کام ہے کیونکہ ان کے پاس چل کر جانے میں ان کیلئے عاجزی اور اکرام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

(فاعوض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الاالحیاۃ الدنیا)
''اے مخاطب تو اس سے اعراض کر جو ہمارے ذکر سے پھر گیا کیونکہ وہ صرف دنیاوی زندگی کو چاہتا ہے۔''

بادشاہوں کے پاس جانے سے ان کی جماعت کو زیادہ کرنا اور ظلم کرنے کیلئے ان کی مدد کرنا ہے۔
اگر بادشاہ کی طرف جانا اس کا مال حاصل کرنے کیلئے ہو تو یہ چل کر جانا حرام ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
''من تواضع لغنی لغناہ ذھب ثلثادینہ''
کہ جو شخص مالدار کے مال کی وجہ سے اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے تو فرمایا اس کا دوثلث دین ختم ہوگیا۔ یہ بات تو اس مالدار کے بارے میں ہے کہ جو نیک ہو تو ظالم مالدار کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔
مالدار کیلئے تواضع اور اکرام کا ذکر ہوا۔ اس لئے یہ جھکنا یا عاجزی کرنا دل کے ساتھ زبان کے ساتھ یا پورے جسم کے ساتھ ہوگا جب ایک آدمی کسی مالدار کے سامنے اپنے جسم اور زبان سے عاجزی کرتا ہے تو اس کا دوتہائی دین ختم ہوجاتا ہے
اگر ایک دلی طور پر مالدار کی فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے جیسے اس نے زبان اور جسم سے اس کی سامنے عاجزی کی ہے تو اس وقت اس نے اپنا سارا دین ختم کردیا۔
مختصراً یہ ہے کہ تیری حرکات وسکنات تیرے اعضاء سمیت تیرے حکم کے پابند ہیں تو

ان میں سے کسی عضو کو بھی بالکل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حرکت نہ دے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے راستے میں استعمال کر۔

فائدہ

اے مخاطب اگر تو مراقبہ کرنے میں کوتاہی کرے تو اس کوتاہی کا وبال یعنی اس کی سزا تجھ پر وارد ہوگی اور اگر تو اطاعت میں کوتاہی نہ کرے تو اس کا ثمرہ اور اس کا ثواب تیری طرف لوٹے گا۔ (یہ بات ذہن نشیں کرلے) کہ اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے اور تجھ سے بے نیاز ہے۔ بے شک ہر آدمی جو نیک کام کرتا ہے وہ اسی کے کام آئے گا۔

عقلمند اور احمق

اے مخاطب تو یہ بات کہنے سے اپنے آپ کو بچا کہ بے شک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور وہ نافرمانی کرنے والوں کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ یہ کلمہ حق ہے لیکن اسے باطل مراد لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ بات اس کی حقیقت حال کے اعتبار سے نہ کہے تو اسے احمق کہا جاتا ہے اور اسے یہ حماقت کا لقب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (الکیس) یعنی دانا عقلمند (من دان نفسه) یعنی جو اپنے آپ کو ذلیل کردے۔ (وعمل لما بعدالموت) اور وہ (نیک) عمل کرے مابعدالموت کیلئے۔

(والاحمق من اتبع نفسه هواها) ای شهواتها اور احمق وہ ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرے یعنی اپنی شہوات کی۔ (وتمنی علی الله الامانی) اور اللہ تعالیٰ سے امید کی تمنا کرے یعنی بغیر عمل کے امید کرے۔

یقیناً اس کی یہ بات اس شخص کے قول کے مشابہ ہے جو چاہتا ہے کہ فقیہ بن جائے۔ دینی علوم کا عالم ہو اور وہ گناہ کے کاموں میں مشغول ہوجائے۔ یہ اس شخص کی طرح ہے جو مال حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کھیتی باڑی' تجارت کو اور کام کرنے کو چھوڑ دیتا ہے۔

(بدایۃ الھدایہ للامام الغزالی)

جلسہ نمبر ۳۰

توبہ کا بیان

آیت مبارکہ

نبئ عبادی انی انا الغفورالرحیم. وان عذابی هوالعذاب الالیم. (الحجر ۴۹، ۵۰)

ترجمہ

میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں اور بے شک میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔

جلسہ نمبر ۳۰

توبہ کا بیان

آیت کی تفسیر

(نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم) ''آپ میرے بندوں کو خبر دیں کہ بے شک بخشنے والا مہربان ہوں۔''

(وان عذابی ھو العذاب الالیم) ''اور بے شک میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔''

یہ آیت کریمہ اس سے پہلے جو وعد اور وعید گزر چکے ہیں۔ ان کی تقریر ہے اور مغفرت کے ذکر میں اس بات پر دلیل ہے کہ وہ متقین کے ساتھ (عذاب کا) ارادہ نہیں فرمائے گا کہ جو تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے نیز اس آیت مقدسہ میں اللہ کی ذات کی صفت رحمت اور بخشش کا ذکر ہے نہ کہ عذاب دینے کا۔ وعدہ کا لوٹانا اور اس کی تاکید کرنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

آیت کا شانِ نزول:

ایک دن نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے تو وہ مسکرا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتضحکون وبین ایدیکم النار کہ کیا تم مسکرا رہے حالانکہ تمہارے سامنے دوزخ کی آگ ہے۔

(اسی وقت) حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس نہ کریں پس بے شک میں ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان پر رحم فرمانے والا ہوں۔ (عیون)

سب سے بڑا بخیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا انبئکم بابخل البخلاء الا انبئکم

باعجز الناس ؟ کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے زیادہ بخیل آدمی کی خبر نہ دوں؟ کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے عاجز آدمی کی خبر نہ دوں؟ یعنی مجھ پر درود شریف پڑھ کر رحمت کو طلب کرنے اور بخشش طلب کرنے سے جو عاجز ہے۔

ایک آدمی کے سامنے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک ذکر کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھے۔ آپ نے فرمایا "من ذکرت عنده فلم یصل علی" (سب سے بخیل اور عاجز وہ شخص ہے) کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔

اللھم صل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم و صحبہ واھل بیتہ وسلم۔

یااللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و رسل پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر آپ کے صحابہ پر اور آپ کے تمام اہل بیت اطہار پر رحمت نازل فرما اور سلامتی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو سننے کے بعد عاجز اور رحمت و خیر سے محروم شخص ہی آپ کی ذات پر درود شریف پڑھنے کو ترک کر سکتا ہے۔

مومن کے دو پر (خوف و امید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ (لو یعلم المومن ما عنداللہ من العقوبۃ ماطمع فی جنتہ احد) کہ اگر مومن جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر عذاب ہے تو مومنین میں سے کوئی ایک بھی جنت کی طمع نہ رکھتا)

حدیث پاک کے اس حصہ میں عذاب کی کثرت کا ذکر ہے کہ مومن اس کی رحمت کی وجہ سے مغرور نہ ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے۔

(ولم یعلم الکافر ماعنداللہ من الرحمۃ) ''اور اگر کافر جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر رحمت ہے۔'' یعنی عذاب کی طرف توجہ کرنے کے بغیر۔

(ماقنط من جنتہ) ''تو اللہ تعالیٰ کی جنت سے کوئی ایک ناامید نہ ہوتا۔ حدیث پاک

کے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کثرت کا بیان ہے تاکہ کافر عرصہ دراز تک کفر میں رہنے کے باوجود ایمان سے بے خوف نہ ہو۔

بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھے اور اس کی رحمت کی امید بھی رکھے۔ اس لئے کہ خوف اور امید مومن کے دو پر ہیں کیونکہ وہ انہی دو چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کی امید رکھتا ہے اس تک پہنچے گا اور جس سے وہ ڈرتا ہے اس سے محفوظ رہے گا۔

حضرت لقمان کی نصیحت

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ "یابنی ارج اللہ رجاء لاتامن فیه من مکره وخف اللہ خوفا لاتیاس فیه من رحمته."

اے بیٹے تو اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ کہ جس میں تو اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو اور تو رب ذوالجلال سے اتنا خوف رکھ کہ تو اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

خوف کی آٹھ علامتیں

فقیہ ابولیث نے فرمایا کہ خوف کی علامتیں آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱- خوف کا اظہار زبان سے ہوتا ہے کہ انسان اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور فضول کلام سے روکے اور اس کو مذاکرۂ علم، تلاوت قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھے۔

۲- انسان اپنے پیٹ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے کہ اپنے پیٹ میں حلال خوراک پہنچائے اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور رزق حلال سے اپنی ضرورت کے مطابق کھائے۔

۳- اپنی آنکھ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھے۔ حرام کی طرف اور دنیا کی طرف رغبت سے نہ دیکھے بلکہ اس کا دیکھنا بطور عبرت کے ہونا چاہئے۔

۴- اپنے ہاتھ کے بارے رب ذوالجلال سے ڈرے۔ بایں طور پر کہ اپنے ہاتھ کو حرام کی طرف بڑھانے سے روکے اور اس کو اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بڑھائے۔

۵- انسان اپنے قدموں کے بارے خوفزدہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں کی طرف قدم نہ بڑھائے بلکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں چلے۔

٦- انسان اپنے دل کے معاملے میں ڈرتا رہے۔ اپنے دل سے عداوت، بغض اور بھائیوں

کے حسد کو نکال دے۔ اپنے دل میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے شفقت کو داخل کرے۔

۷- اطاعت کے بارے میں انسان ڈرتا رہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہئے جبکہ ریا اور نفاق سے اپنے آپ کو بچائے۔

۸- انسان اپنے کانوں کے بارے خداوند قدوس سے ڈرتا رہے کہ ان سے سوائے حق کے اور کچھ نہ سنے۔ (سنانیہ)

پرہیزگار اور بلند مراتب

حضرت امام قشیری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مذکورہ پرہیزگاروں کی بات کا ذکر ہوا جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان (ان المتقین فی جنات وعیون) بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہیں۔"

جس سے پرہیزگاروں کے درجات رفیعہ کا پتہ چلتا ہے تو اس کے ساتھ ہی گنہگار لوگوں کے دلوں کی انکساری بھی معلوم ہوتی ہے۔

خداوند قدوس نے اپنے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے گنہگار بندوں کو خوشخبری سنائیں۔ (انی انا الغفور الرحیم) "بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں" یعنی اگر آپ فرمانبرداری کرنے والوں کیلئے شاکر اور کریم ہیں تو یقیناً میں بخشنے والا اور گناہگاروں پر رحم فرمانے والا ہوں۔

معافی مانگنے کا انوکھا انداز

حدیث مرفوع میں ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) ایک آدمی کے بارے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف۔ لے جایا جائے جب وہ ایک تہائی فاصلہ طے کرے لے گا تو پیچھے کی طرف دیکھے گا اور جب آدھا راستہ طے ہوجائے گا تو پھر وہ متوجہ ہوگا اور جب دوزخ تک کا فاصلہ صرف ایک تہائی رہ جائے گا تو پھر وہ گناہگار متوجہ ہوگا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا۔ اے میرے فرشتو! اسے دوبارہ واپس لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال فرمائے گا کہ تو بار بار کیوں متوجہ ہوا؟

تو وہ گناہگار عرض کرے گا کہ اے میرے رب جب صرف ایک تہائی تک پہنچا (ابھی دو

تہائی فاصلہ باقی تھا) تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (وربک الغفور ذوالرحمتہ) ''اور تیرا رب بخشنے والا، رحمت والا ہے'' میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یااللہ شاید تو مجھے بخش دے۔

جب میں آدھا فاصلہ تک پہنچ گیا تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (ومن یغفرالذنوب الا اللہ) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہ بخش دے'' تو میں نے سوچا شاید کہ یااللہ تو مجھے بخش دے۔

جب میں نے دو حصے فاصلہ طے کرلیا (اور صرف ایک تہائی) تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (قل یاعبا دی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ) ''اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنے آپ سے زیادتی کی کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو''

تو اس گناہگار نے عرض کیا یااللہ تیرا یہ فرمان یاد کرکے بخشش کے بارے میری امید اور بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوگا۔ اذھب فقد غفرت لک۔ اے میرے گناہگار بندے تو جا۔ پس تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ ایک عقلند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے۔ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ بے شک رب ذوالجلال توبہ قبول فرمانے والا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کو اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتا۔

اللہ کے خوف سے رونے کا اجر

بعض نیک لوگوں میں سے کسی ایک کی کسی کو خواب میں زیارت ہوئی تو اس نے اس کا حال دریافت کیا؟ اس بزرگ نے کہا کہ میں نے ہر مشقت کے بعد بالآخر نجات حاصل۔ خواب میں دیکھنے والے نے پھر عرض کیا کہ کس عمل سے آپ کو نجات ملی؟ تو نجات یافتہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے اور طلب مغفرت سے نجات ملی۔
(کذا فی الخالصۃ)

جنت کس قدر نزدیک

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے یعنی اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہنم بھی

ایک تسمہ کے قرب کی طرح نزدیک ہے یعنی جنت و دوزخ اسی طرح ہیں کہ قرب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں کیونکہ ان دونوں میں داخل ہونے کا سبب انسان کا عمل ہے اور وہ عمل صالح (جنت میں داخل ہونے کیلئے) اور برا عمل (جہنم میں داخل ہونے کیلئے) ہے اور وہ انسان کے نزدیک اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (شرح المصابیح)

رحمت خداوندی کے بغیر عمل کام نہیں آئیں گے

سبب سے مراد ظاہری سبب ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ لایدخل احدا منکم عمله الجنة ولایجیره من النار ولا انا ادخل الجنة بعملی الابرحمته الله کہ تم میں سے کسی ایک کو اس کا عمل نہ تو جنت میں داخل کرے گا اور نہ ہی جہنم سے اسے بچائے گا اور خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بھی جب تک رب ذوالجلال کی رحمت نہ ہو' اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوں گا یعنی اللہ کی رحمت جنت میں داخل کرے گی۔

اس سے کوئی عمل کی توہین مقصود نہیں بلکہ عمل کر کے غرور کرنے کی نفی ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

آنکھ کی نعمت پانچ سو سال کی عبادت سے زائد

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے دریا کے درمیان میں موجود پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر سو سال تک عبادت کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کے نیچے ایک میٹھے پانی کا چشمہ اور ایک انار کا درخت اس کیلئے پیدا فرمایا۔ ہر دن اس درخت پر ایک انار لگتا جب شام کا وقت ہوتا تو وہ عابد نیچے اتر کر اس چشمہ سے وضو کرتا اور اس انار کو کھاتا۔ پھر نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جاتا۔ اس عبادت گزار بندے نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ سجدے کی حالت میں میری روح کو قبض فرمانا نیز زمین میں سے اور اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو میرے جسم پر مسلط نہ کرنا اور جب مجھے اس جہان سے اٹھایا جائے تو میں سجدہ کی حالت میں ہو۔ چنانچہ اس کے ساتھ

اسی طرح ہوا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی ہم نیچے اترتے یا اوپر جاتے تو وہ اسی طرح سجدہ کی حالت میں ہوتا تھا اور ہمارے علم میں یہ بات تھی کہ قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے اس بندے کے بارے میں حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو میری رحمت کے سبب جنت میں داخل کردو تو وہ عبادت گزار کہے گا کہ نہیں بلکہ میرے عمل کے سبب سے مجھے جنت میں داخل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اس بندے کے اعمال اور میری نعمتوں کا موازنہ کیا جائے چنانچہ صرف آنکھ کی نعمت اس کی پانچ سو سال کی عبادت کو گھیر لے گی اور باقی نعمتیں بغیر عبادت کے اس کو عطا کی گئی ہوں گی۔ خداوند قدوس کی طرف سے حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو دوزخ میں ڈال دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ بندہ رک جائے گا اور عرض کرے گا یا اللہ تو اپنی رحمت کے سبب مجھے جنت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اس بندے کو میری بارگاہ میں حاضر کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے جب تو کوئی چیز نہیں تھا تو تجھے کس نے پیدا کیا تو وہ بندہ عرض کرے گا تو نے اے میرے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا یہ تیرے عمل کی وجہ سے تھا۔ یا میری رحمت کی وجہ سے تو وہ بندہ عرض کرے گا بلکہ تیری رحمت کے سبب سے پھر حکم خداوندی ہوگا کہ تجھے پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی طاقت کس نے عطا فرمائی اور سمندر کے درمیان پہاڑ پر تیرے لئے رزق کس نے نازل کیا۔ نمکین پانی کے درمیان میں سے تیرے لئے میٹھا پانی کس نے نکالا اور ہر رات انار کس نے عطا فرمایا حالانکہ اس درخت کو تو سال میں ایک مرتبہ پھل لگتا ہے اور سجدہ کی حالت میں تیری روح کو کس نے قبض کیا؟ تو بندہ عرض کرے گا تو نے اے میرے رب تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب یہ سب کچھ میری رحمت کی وجہ سے ہے تو اسی میری رحمت کے سبب سے تو جنت میں داخل ہو جا۔ (مشکوٰۃ)

مرنے کے بعد کی سختیاں:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان امامکم عقبة لایجوزها المثقلون من

الذنوب الا بمشقة عظيمة بے شک تمہارے سامنے ایسی سختی ہے کہ جس کو گناہوں سے بوجھل لوگ سوائے بہت بڑی مشقت کے عبور نہیں کر سکیں گے۔

اس سختی سے مراد مرنے کے بعد کی سختیاں ہیں جیسے قبر' حشر' محشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ حساب و کتاب پل صراط اور میزان۔

جو شخص ان تمام چیزوں کے وقوع کو یقیناً جانتا ہے تو وہ اپنے اس بوجھ کو ہلکا کرتا ہے۔ احکامات پر عمل اور ممنوعات سے اجتناب کر کے اور دنیا کے بارے عدم محبت کا اظہار کر کے اس لئے کہ قلیل دنیا محض اپنے مالک کیلئے فائدہ' بلندی رتبہ اور اپنی نیکیوں کو بڑھانے کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فقراء کیلئے تسلی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ فقراء نے اپنے ایک قاصد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ وہ قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقراء کی طرف سے قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مرحبا کہا اور ارشاد فرمایا کہ تم فقراء سے کس کام کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ہو تو ایسی قوم سے آیا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء عرض کرتے ہیں کہ بے شک اغنیاء سب کی سب خیر سمیٹ کر لے گئے۔ وہ حج کرتے ہیں جبکہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ وہ صدقات دیتے غلاموں کو آزاد کرتے ہیں ہمیں اس کی قدرت نہیں اور جب اغنیاء بیمار ہوتے ہیں تو وہ اپنے مال کے ذخائر میں سے زائد اللہ کے راستے پر خرچ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے فقراء کے بارے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء میں سے جو شخص صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ اس کیلئے تین اجر ایسے ہیں جن میں سے اغنیاء کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

(۱) جنت میں یاقوت احمر سے بنا ہوا ایک گھر ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دنیا والے ستاروں کو دیکھتے ہیں اس گھر میں نبی' شہید اور مومن فقیر داخل ہوں گے۔

(۲) فقراء آدھا دن پہلے اغنیاء سے جنت میں داخل ہوں گے۔ نصف یوم پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان ابن داؤد علیہما السلام انبیاء کے داخل ہوجانے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اس بادشاہت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی۔

(۳) جب کوئی فقیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو اسے ایسی چیز ملتی ہے جو مالدار آدمی کو دس ہزار درہم خرچ کرنے کے باوجود نہیں مل سکتی اور اس طرح سب نیکی کے کاموں کا حال ہے۔

فقراء کی طرف سے بھیجا گیا قاصد واپس ان کی طرف آیا اور ان کو ان سب باتوں کی خبر دی تو سب فقراء نے بیک زبان کہا رضینا یارب ''اے رب ہم راضی ہیں''۔

(تنبیہ الغافلین)

کثرت توبہ کا بیان:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

یاایھاالناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ بے شک میں ہر دن رب ذوالجلال کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اس حدیث پاک میں امت کو توبہ پر برانگیختہ کرنے کا ذکر ہیں۔ اس لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عظمت شان اور گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتے ہیں تو جو شخص رات دن بار بار اپنے اعمال نامہ کو گناہوں کی وجہ سے سیاہ کرتا ہے تو وہ کیسے توبہ کرنے میں مشغول نہ ہوگا۔ (بلکہ اسے تو بدرجہ اولیٰ توبہ میں کثرت کرنی چاہئے۔)

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں پر اصرار کرنے والا ہے۔ وہ کامل الایمان نہیں بلکہ ناقص الایمان ہے۔

گناہ کب چھوڑ سکتا ہے

گناہوں کا ترک کرنا صبر سے حاصل ہوتا ہے۔ صبر خوف سے میسر آتا ہے اور خوف تب حاصل ہوتا جب گناہوں کے ضرر کے بڑھنے کا علم ہو۔ گناہوں کے ضرر کے بڑھنے کا

علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے حاصل ہوتا ہے تو جس شخص نے گناہوں کو ترک نہیں کیا اور گناہوں پر اصرار کیا تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کی تو اس کی موت کے وقت ایک بہت بڑے معاملے کا ڈر ہے تو بعض اوقات ایسے شخص کی موت ایمان کے زائل ہونے کی وجہ سے ضرر (نقصان) پر ہوتی ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا۔ معاذ اللہ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اگر اس کا برا خاتمہ نہ ہو بلکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر چاہے تو اس کو جہنم میں داخل کرے اور اگر چاہے تو اس کے گناہوں کے مطابق اسے سزا دے کر اس کو دوزخ سے نکال لے اور جنت میں داخل کریں اگرچہ وہ کچھ عرصہ بعد ہو اگر چاہے تو اس کو معاف فرما دے اور بغیر عذاب کے اسے جنت میں داخل فرمائے اس لئے کہ یہ کوئی محال نہیں کہ اسے عام معافی نہ مل سکے۔ ایسے خفی سبب کی وجہ سے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ (مجالس رومی)

مقام زیادہ آزمائش زیادہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا زیادہ نزدیکی ہوتا ہے۔ دنیا میں اس پر مصائب کی کثرت ہوتی ہے اور سخت ترین اس پر بلائیں آتی ہیں۔ کیا آپ نے حضور کا یہ فرمان نہیں سنا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم العلماء ثم الامثل فالامثل

لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصائب جن پر آئے۔ وہ انبیاء پھر علماء پھر درجہ بدرجہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمة واولئک ھم المھتدون۔

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے۔ کسی چیز کا خوف دیکر بھوک سے مالوں کی کمی کرکے، جانوں اور پھلوں کی کمی کرکے اور آپ خوشخبری دیں، صبر کرنے والوں

کو کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور ان کے رب کی ان پر مہربانی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہے۔

شاید دنیا والوں کی تیرے دل کے اندر یا وہ تعظیم ہو اور اس وجہ سے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکارا جائے۔ اپنے آپ کو دنیاداروں کے سامنے اپنے دین کو خرچ کرنے سے بچا کہ تو ان کی دنیا حاصل کرنے کیلئے ایسا کرے۔ کوئی شخص بھی ایسا کام نہیں کرتا مگر وہ ان کی نظروں میں ذلیل وحقیر ہو جاتا ہے۔ (بدایۃ الہدایہ للامام الغزالی)

قناعت کی بزرگی:

فقراء مردہ ہیں مگر جس کو اللہ تعالیٰ قناعت کی عزت کے ساتھ زندہ کرے۔

قناعت جسموں کی راحت اور دلوں کی سلامتی ہے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رزق پر قناعت کی۔ وہ آخرت میں کامیاب ہوا اور اس کی زندگی بہترین ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ عطا ہوا اس پر اکتفاء کرنا' خوف کو ساقط کرنا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے امید نہ رکھنا' آزاد جب طمع کرے تو وہ غلام ہے اور غلام جب قناعت کرے تو وہ آزاد ہے۔ (من المجموعۃ)

ایک آیت کی تفسیر:

(یاایھاالذین آمنوا انفقوا مما رزقنکم)

''اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرو۔''

سدی نے کہا کہ اس سے فرض زکوٰۃ مراد ہے اور ان کے علاوہ نے اس بارے میں کہا کہ اس سے مراد نفلی صدقہ ہے اور خیر میں خرچ کرنا مراد ہے۔

(من قبل ان یاتی یوم لابیع فیہ) ''اس سے پہلے کہ وہ دن آئے کہ جس میں بیع نہ ہوگی۔''

یعنی خرچ کرنے کے حوالے سے جو چیز فوت ہوگئی۔ اس کا تدارک کرنے پر وہ قادر نہیں اس لئے کہ اس دن بیع نہیں ہو سکے گی۔ یہاں تک کہ تم اس چیز کو خرید سکو جس کو تم نے خرچ کرنا ہے۔ (کشاف)

یعنی اس میں کوئی ایسا فدیہ نہیں ہے کہ جس کو بیع کہا جاسکے اس لئے کہ فداء اپنے آپ کو خریدنا ہے۔

(ولاخلة) ''نہ ہی کوئی دوستی۔ (ولاشفاعة) اور نہ ہی سفارش۔

مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے (والکافرون هم الظالمون) اور کافر ہی ظلم کرنے والے ہیں۔

یعنی کفار ہی ظلم میں کامل ہیں کیونکہ انہوں نے عبادت کو اس جگہ پر رکھا جو اس کا محل نہیں تھا اس لئے کہ وہ سفارش کی امید ان سے رکھتے ہیں جو سفارش نہیں کرسکیں گے اور وہ بت ہیں۔ (عالم التنزیل)

جلسہ نمبر ۳۱

عدل اور احسان کا بیان

آیت مبارکہ

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

(سورۃ النحل-۹۰)

ترجمہ

بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔ انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے ۔ بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

جلسہ نمبر ۳۱

عدل اور احسان کا بیان

آیت کی تفسیر

(ان اللہ یامر بالعدل) بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔

تمام امور میں درمیانی راہ اعتقاداً جیسے توحید جو کہ تعطیل اور تشریک کے درمیان ہو۔ تمام اقوال میں درمیانی راہ جیسے جبر اور کسب کے درمیان کسب اور عملاً درمیانی راہ ہو جیسے واجبات کو ادا کر کے عبادت کرنا جو کہ بطالت اور ترھیب کے درمیان ہے۔ ازروئے اخلاق درمیان پن ہو جیسے بخل اور تبذیر (فضول خرچی) کے درمیان جود ہے۔

(والاحسان) ''اور احسان'' یعنی طاعات میں احسان ہو۔ وہ یا تو مقدار کے اعتبار سے ہوگا جیسے زائد عبادت کرنا' نوافل کے اعتبار سے یا وہ کیفیت کے اعتبار سے ہوگا جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ کا فرمان عالیشان ہے۔

''الاحسان ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک''

احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر۔ گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ (تو یہ تصور کر کے عبادت کر) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(وایتاء ذی القربیٰ) اور قرابت داروں کو عطا کرنا۔

یعنی قریبوں کو دینا جس کی طرف سے وہ محتاج ہو۔ یہ مبالغہ کی وجہ سے تخصیص بعداز تعیم ہے۔

(ینھیٰ عن الفحشاء) وہ بے حیائی سے منع کرتا ہے۔ یعنی شہوانی قوت کو پورا کرنے میں زیادتی سے کام لینا جیسے زنا کیونکہ یہ انسان کے برے اور قبیح ترین احوال میں سے ہے۔

(والمنکر) اور برائی سے منع کرتا ہے یعنی وہ فعل بد ہے۔ قوت غضبیہ کو جاری کرنا۔

(والبغی) اور سرکشی کرنے سے' لوگوں پر غلبہ اور فوقیت حاصل کرنا اور ان پر جبر کرنا۔

(یعظکم) وہ تم کو نصیحت کرتا ہے۔ امر اور نہی کی۔ نیز خیر اور شر کے درمیان تمیز کرنے کی۔
(لعلکم تذکرون) تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یعنی تمہیں وعظ و نصیحت حاصل ہو۔
(قاضی بیضاوی)

سب سے بڑا بخیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی" سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔
یعنی بخیل کامل وہ شخص ہے کہ جس کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے اور وہ آپ کی ذات پر ہدیہ درود و سلام نہ بھیجے۔ اس نے اپنی ذات کیے ساتھ بخل کیا کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں سے محروم کر لیا کیونکہ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر ایک مرتبہ بھی درود شریف پڑھتا تو اسے دس رحمتیں یقیناً ملنی تھی۔
(کذا فی الجامع الصغیر)

جنتی تین طرح کے لوگ:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اھل الجنۃ ثلاثۃ جنت والے تین طرح کہ لوگ ہیں۔
نمبر ۱: ذو سلطان مقسط متصدق موفق۔ دبدبہ والا انصاف اور صدقہ کرنے والا توفیق یافتہ۔
نمبر ۲: رجل رحیم رقیق القلب لکل ذی رحم و مسلم۔ ایسا رحیم انسان جو ہر مسلمان اور ذی رحم کیلئے نرم دل والا ہو۔
دوسرا وہ آدمی بہشتی ہے کہ جس کے دل میں نرمی، شفقت اور مہربانی ہو نیز وہ اپنوں اور غیروں سب کے ساتھ رحم و کرم کرنے والا ہو۔
نمبر ۳: عفیف متعفف ذو عیال نیک ہو، برائیوں سے بچنے والا اور عیال والا ہو۔
تیسرا وہ آدمی جنتی ہے کہ جو مرد صالح ہو جو اس کیلئے حلال اور لائق نہ ہو اس سے اپنے آپ کو بچائے۔ اہل و عیال کی محبت اس کو حرام مال کے حصول پر برانگیختہ نہ کرے بلکہ اہل و عیال کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دے۔

دوزخی پانچ طرح کے لوگ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اھل النار خمسة جہنمی پانچ طرح کے لوگ ہیں۔

نمبر۱: الضعیف الذی لاصبرله عندالشھوات الذین ھم فیکم تبع لایبغون اھلاً ولا مالا۔ پہلا دوزخی وہ کمزور آدمی ہے جس کو شہوت کے وقت صبر نہیں۔ وہ لوگ جو اس کے تابع ہیں' نہ وہ اہل وعیال کو طلب کرتے ہیں اور نہ ہی مال کو۔

یعنی جب اس کی شہوت بھڑک اٹھتی ہے تو نہ وہ صبر کرسکتا ہے اور نہ ہی وہ حرام سے بچتا ہے۔ یہی لوگ باطل پر ہیں ان کے لئے آخرت کے عمل میں کوئی قصد و ارادہ نہیں ہے۔ وہ نکاح کرنے سے اعراض کر کے بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں نہ ہی یہ لوگ حلال مال کو طلب کرتے ہیں کیونکہ ان کو ہاتھ کے ساتھ کمانے میں کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امراء کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ان کی خدمت کرتے ہیں انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ ان کو مال کس طریقہ سے مل رہا ہے۔ اسی طرح وہ جو لباس بھی پہنتے ہیں۔ انہیں اس بات سے [illegible] سروکار نہیں کہ یہ رزق حلال سے ہے یا حرام سے۔ اہل وعیال اور رزق حلال کے بار [illegible] کوئی قصد و ارادہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو کھانے اور پینے کی جگہ تک محدو[illegible] یا ہے۔

نمبر۲: الخائن الذی لایخفی له طمع وان دق الاخانه۔

دوسرا فرمایا جہنمی وہ شخص ہوگا کہ جو خائن ہو۔ اس کا طمع پوشیدہ نہیں رہ سکتا اگرچہ تھوڑی ہی چیز کیوں نہ ہو مگر یہ کہ وہ اس کی بھی خیانت کرتا ہے۔

یعنی جو چیز بھی ہے اس کے بارے اس کا لالچ مخفی نہیں ہوتا۔ وہ معتبر چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بارے خیانت کرنے کیلئے وہ کوشش کرتا ہے جب اس مطلوبہ چیز کو حاصل کرلیتا ہے تو (لوگ) اس کو ڈراتے ہیں یا اس کا مطلب یہ ہے نہ وہ ہر خیانت کی جگہ میں خیانت نہیں کرتا بلکہ اس چیز میں خائن بنتا ہے جس چیز کے بارے اس کو لالچ ہو۔ اگرچہ وہ چیز جس کے بارے اس خائن نے لالچ کیا۔ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔

نمبر۳: ورجل لایصبح ولایمس الا وھو یخادعک صباحه ومساءه۔ تیسرا وہ

دوزخی شخص ہے جو صبح و شام مجھے دھوکہ دیتا ہے۔ یعنی تیرے اہل و عیال اور مال سے اس کا دھوکہ دینا جدا نہیں ہوسکتا۔ صبح و شام کا ذکر کرنے کے اندر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اکثر احوال میں آپ کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے۔

نمبر۴: ذکر البخل والکذب آپ نے بخل اور جھوٹ کا ذکر کیا۔ راوی یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بخل یعنی بخیل اور کذب یعنی جھوٹے آدمی کا ذکر فرمایا کہ یہ دونوں بھی دوزخی ہیں۔

نمبر۵: والشنظیر الفحاش۔ شنظیر بے حیا یعنی وہ شخص جو برے اخلاق کی وجہ سے اپنے کلام میں فحش باتیں کرتا ہے۔ فرمایا کہ ایسا آدمی بھی دوزخی ہے۔

(کذافی شرح المصابیح لابن مالک)

عدل کرنے کا حکم

امام قشیری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنے اور رب کے درمیان اپنے اور اپنی ذات کے درمیان نیز بندے کو اپنے اور مخلوق کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔

انسان اور بندے کے درمیان عدل یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے حق کو اپنی ذات کے حصہ پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی خواہشات پر مقدم کرے۔ تمام ممنوعات سے اپنے آپ کو بچائے۔ تمام اوامر پر عمل کرنے کو لازم پکڑے۔ انسان کے اپنے اور اپنی ذات کے درمیان عدل یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس چیز سے بچائے جس میں اس کی جان کی ہلاکت ہو۔ انسان اور مخلوق کے درمیان عدل یہ ہے کہ وہ نصیحت کرے۔ خیانت کو ترک کردے چاہے قلیل چیز کی ہو یا کثیر کی اور مخلوق کیلئے ہر طرح سے انصاف کرے اور مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی اپنے قول، فعل اور عزم سے تکلیف نہ پہنچائے۔

ضروری بات:

ان تین اشیاء کے کرنے کا حکم دینا۔ اللہ تعالیٰ کے ان تمام اوامر کو شامل ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ان تین چیزوں سے منع کرنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد فرمودہ تمام منہیات کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خطیب خطبہ کے آخر میں اس آیت ان اللہ یامر بالعدل الخ کو پڑھتا ہے تاکہ تمام لوگوں کو آخر میں ایک جامع قسم کی

نصیحت ہو جائے۔

اس آیت کے بارے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت جامع ترین آیت ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رب ذوالجلال کا یہ فرمان ان اللہ یامر بالعدل الخ تقویٰ کے تمام پہلوؤں کو جمع کرنے والا ہے۔(من العیون والتیسیر)

آیت عدل سے ایمان کا پختہ ہونا:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو میں نے آپ کی مخالفت کرنے سے شرم محسوس کرتے ہوئے۔ اسلام قبول کرلیا لیکن اسلام میرے دل کے اندر پختہ نہ ہوا۔

ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ میرے ساتھ گفتگو فرمارہے تھے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں۔ پھر آپ نے اپنے سر مبارک کو ایک مرتبہ دائیں طرف اٹھایا۔ پھر بائیں طرف اس کو نیچے کیا۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ اس حال میں کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور اس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے اس اچانک درپیش آنے والی حالت کے بارے آپ سے دریافت کیا تو آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں تمہارے ساتھ باتیں کررہا تھا تو اچانک میں نے اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا تو میں نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ میرے دائیں کندھے پر اترے اور انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ساتھ ہی یہ آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان آخر تک پڑھی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے ایمان میرے دل کے اندر پختہ ہوگیا۔ گویا کہ اس آیت کا اترنا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے پختہ ہونے کا سبب بنا۔ (کذا ذکرہ ابن الشیخ)

عقلمند آدمی اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصائح سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور ان کے خبردار کرنے والی باتوں سے خبردار ہو جاتا ہے۔

مفلس کون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتدرون من المفلس۔ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ ہمارے درمیان مفلس وہ شخص ہے کہ جس کے پاس درہم اور ساز و سامان نہ ہو۔ (یہ بات سن کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے کہ جو قیامت کے دن نماز' روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو اس نے گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا' کسی کو مارا ہوگا تو ان سب کو اس کی نیکیوں میں سے عطا کر دیا جائے گا۔ جتنے گناہ اس نے کئے ہوں گے۔ ان کے ختم ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو پھر ان کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی کی۔ اس کی عزت کے حوالے سے یا کسی دوسری چیز کے حوالے سے پس اسے چاہئے کہ وہ آج ہی اس سے معافی مانگے۔ اس سے پہلے کہ نہ تو اس کے پاس کوئی دینار ہو اور نہ ہی درہم۔ اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ اس کی زیادتی کے برابر لے لیا جائے گا اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو جس کے ساتھ اس نے زیادتی کی ہوگی۔ اس کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غصہ برداشت کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ اور حضرت سہل ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من کظم غیظا وھو یستطیع ان ینفذہ دعاہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ علی رئووس الخلائق حتیٰ یتخیر من ای الحور شاء کہ جس شخص نے غصہ پی لیا اور اس کو جاری کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار ہوگا کہ وہ حوروں میں سے جس کو چاہے پسند کرلے۔ (کذافی اللباب)

طاقت کے باوجود معاف کردینا

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔
من قدر وعفا نظرت الیہ کل یوم سبعین نظرۃ ومن نظرت الیہ نظرۃ واحدۃ لم اعذبہ بناری۔

جو شخص طاقت رکھنے کے باوجود معاف کردے تو میں اس کی طرف ہر دن ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہوں اور جس (خوش نصیب) کی طرف میں ایک طرف دیکھوں تو اسے آگ کے ساتھ عذاب نہیں دوں گا۔ (روضۃ المغنی)

عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ لوگوں کو معاف کرنے کی عادت بنائے۔ ان کے ساتھ احسان کرے۔ غیض وغضب سے اپنے آپ کو بچائے کیونکہ یہ چیزیں دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دوزخ سے محفوظ رکھے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین)

حکایت: میمون بن مہران رحمتہ اللہ علیہ کی لونڈی ایک مرتبہ شوربہ لے کر حاضر خدمت ہوئی لیکن اس کے پھسل جانے کی وجہ سے شوربہ میمون بن مہران پر گر پڑا جس کی وجہ سے ان کو غصہ آیا اور اس لونڈی کو مارنے کا ارادہ کیا لیکن فوراً اس لونڈی نے عرض کی۔ اے میرے آقا آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کریں۔ والکاظمین الغیط اور غصہ کو پی جانے والے' میمون بن مہران نے کہا کہ میں نے اس پر عمل کیا۔ لونڈی نے کہا کہ اس کے بعد جو فرمان خداوندی ہے۔ اس پر بھی عمل کریں۔ والعافین عن الناس ''اور لوگوں کو معاف کردینے والے ہیں۔''

اس پر آقا نے کہا کہ میں نے تجھے معاف کردیا تو آگے لونڈی نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ واللہ یحب المحسنین ''اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ میمون بن مہران رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اے میری خادمہ میں نے تجھ پر احسان کیا۔ آج کے بعد تو اللہ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔ (روضۃ المتقین)

ایک آیت کی تفسیر

الذین ینفقون فی السراء والضراء ''وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی آسانی اور تنگی کے دنوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پرہیزگار لوگوں کے اخلاق میں سب سے پہلے جس چیز کا ذکر ہوا وہ سخاوت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار.
البخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار
والجاھل السخی احب الی اللہ من العالم البخیل۔
سخی اللہ' جنت اور لوگوں کے قریب ہے جبکہ وہ دوزخ سے دور ہے۔
بخیل اللہ تعالیٰ' بہشت اور لوگوں سے دور ہے جبکہ وہ جہنم کے قریب ہے۔
فرمایا کہ جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے ہاں بخیل عالم سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
والکاظمین الغیظ اور غصہ کو پی جانے والے
یعنی جب ان کے دل غصہ سے بھر جاتے ہیں تو وہ اس کو پی جاتے ہیں۔
کظم کا معنی ہوتا ہے کس چیز کے بھر جانے کے وقت اس کو روک لینا۔ کظم الغیظ کا معنی یہ ہے کہ ایک آدمی غصہ سے بھر جائے۔ اس کو پیٹ کی طرف واپس لوٹا دے اور اس کو ظاہر نہ کرے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من کظم غیظا وھو یقدر علیٰ ان ینفذہ دعاہ اللہ یوم القیامۃ علی رؤوس الخلائق حتیٰ یختار من الحور ماشاء
کہ جو شخص غصہ سے بھر جائے اور وہ اپنے غصہ کو جاری کرنے پر طاقت رکھتا ہو۔ اس کے باوجود وہ اس پر قابو پالے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار ہوگا کہ جس حور کو چاہے وہ پسند کرے۔
والعافین عن الناس ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے'' یعنی جو ان پر ظلم اور زیادتی کرے۔
واللہ یحب المحسنین ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
(معالم التنزیل)

دوست کا انتخاب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم سے ہر ایک کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس شخص کو اپنا دوست بنا رہا ہے۔ پس اے مخاطب

تجھے اسے دوست بنانا چاہئے جو علم حاصل کرنے میں تیرے ساتھ شریک ہو اور تیرے دین اور دنیا کے معاملات میں تیرا ساتھی ہو۔ اس لئے کہ ایک دوست دوسرے دوست سے دینی فوائد حاصل کرتا ہے جیسے علم، عمل، دعا اور آخرت میں شفاعت اور ایک انسان دوسرے دوست سے دنیاوی فوائد بھی حاصل کرتا ہے جیسے مرتبہ، لوگوں سے مانوس ہونا پڑوسی ہونا اور اس کے علاوہ دیگر فوائد۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ انسان برے اخلاق والے کو اپنا دوست نہ بنائے۔ (اخلاق کے لحاظ سے) برا وہ شخص ہے جو غصہ اور شہوت کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول نہ رکھ سکے اور گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

(ھذا الحدیث فی بدایۃ الھدایہ للامام الغزالی)

جلسہ نمبر۳۲

ذکر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت مبارکہ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجدالحرام الی المسجدالاقصاء الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا. انہ ھوالسمیع العلیم ۔(بنی اسرائیل-۱)

ترجمہ

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

جلسہ نمبر۳۲

ذکر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیری نکات

(سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً) ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ خاص کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔''

سبحان اسم ہے جو تسبیح کے معنی میں ہے جس کا معنی ہوتا ہے پاکی بیان کرنا۔ کبھی یہ کلمہ بغیر اضافت کے بطور علم استعمال ہوتا ہے اور اس کو منصرف پڑھنا ممنوع ہے۔ یہ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کا ذکر اس لئے ہوا کہ جس چیز ذکر بعد میں آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے عجز سے پاک ہے۔

اسریٰ: باب افعال سے اور سریٰ ثلاثی مجرد سے۔ ان کا معنی ہوتا ہے سیر (چلنا)

لیلاً: مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس پر تنوین قلت بیان کرنے کیلئے ہے کہ سیر انتہائی مختصر وقت میں ہوئی۔

بعض نے اس کو من اللیل پڑھا اور من تبعیض کیلئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ومن اللیل فتھجدبہ میں (من المسجد الحرام) ''یعنی (سیر کا آغاز) مسجد حرام سے ہوا۔

اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بینما انا فی المسجدالحرام فی الحجر عندالبیت بین النائم والیقظان اذا تانی جبرائیل علیہ السلام بالبراق اومن الحرم۔

حجر میں مسجد حرام کے اندر بیت اللہ شریف کے پاس میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام براق سمیت تشریف لائے۔

راوی کہتے ہیں کہ فی المسجد الحرام فرمایا۔ یا من الحرم فرمایا اور اس کا نام مسجد حرام رکھا

اس لئے کہ حرم سارے کا سارا مسجد ہے یا اس لئے کہ اس نے ان سب کا احاطہ کیا ہوا ہے تا کہ مبدء منتہیٰ کے مطابق ہو جائے۔

حدیث پاک میں اس طرح بھی ہے۔

انه علیه الصلوٰة والسلام کان نائما فی بیت ام هانئی بعد صلوة العشاء فاسری به ورجع من لیلة وقص القصة علیها .

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر عشاء کے بعد سوئے ہوئے تھے کہ آپ کو سیر کرائی گئی اور آپ اسی رات واپس تشریف فرما ہوئے اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سامنے قصہ بیان فرمایا کہ مجھے انبیاء کی جماعت میں لے جایا گیا اور میں نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کی قریش مکہ کو خبر دی۔ انہوں نے اس کو محال جانتے ہوئے تعجب کیا جو لوگ ایمان لا چکے تھے۔ ان میں سے کچھ مرتد ہو گئے نیز ان میں سے بعض لوگ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ (ان کو جا کر سارا واقعہ بتایا) تو آپ نے فرمایا **ان کان قال لقد صدق**۔ کہ اگر یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یقیناً آپ نے سچ فرمایا۔

کفار نے کہا **اتصدقه علی ذلک**؟ کیا اے ابوبکر آپ ایسی بات پر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ان لاصدقه علی ابعد من ذلک.

میں تو اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس بات کی تصدیق کرنے کیلئے تیار ہوں۔

کہتے ہیں اس وجہ سے حضرت ابوبکر کا نام "صدیق" رکھا گیا اور یہ ہجرت سے ایک سال پہلے کی بات ہے۔

معراج کس طرح ہوئی:

اس بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج روحانی تھا یا جسمانی۔

بعض نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج نیند کی حالت میں ہوئی۔ بعض کا قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں روحانی معراج ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیداری کی حالت میں جسمانی معراج ہوا۔
زیادہ کا خیال یہ ہے کہ بیت المقدس تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہوا۔ پھر حضور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے۔ اسی وجہ سے قریش نے تعجب کا اظہار کیا اور اس کو محال جانا۔

(الی المسجد الاقصیٰ) ''مسجد اقصیٰ تک''

اس سے مراد بیت المقدس ہے اس لئے کہ اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی۔

(الذی بار کنا حوله) ''وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔''

دین اور دنیا کی برکتیں اس لئے کہ وہ وحی کے اترنے کا مقام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے لے کر انبیاء علیہم السلام کی عبادت گاہ ہے نیز اس مقام کو نہروں' درختوں اور پھلوں سے ڈھانپا گیا ہے۔

(لنریه من ایاتنا) تا کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں''

نشانیاں کیا تھیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک میل کی مسافت کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں طے کرنا۔

آپ کا بیت المقدس کو مشاہدہ فرمانا

انبیاء کا وہاں اپنے اپنے مقام پر موجود ہونا۔

آیت میں غائب کے صیغہ سے متکلم کے صیغے کی طرف سے عدول کیا گیا۔ ان برکات اور آیات کی عظمت کی وجہ سے لیریہ کو کہتے ہیں کہ لیریہ بھی پڑھا گیا۔

(انه هو السمیع البصیر) ''بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ ان کے مطابق وہ اپنے حبیب کو مکرم فرماتا ہے اور ان کو قرب عطا فرماتا ہے۔

(قاضی بیضاوی)

حضور کا وسیلہ:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکثر الصلوٰۃ علیٰ فان صلاتکم مغفرۃ لذنوبکم واطلبوالی الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ فان وسیلتی عندربی شفاعۃ لکم (الجامع الصغیر)

مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھوں کیونکہ تمہارے درود شریف پڑھنا یہ تمہارے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ میرے لئے (اللہ تعالیٰ سے) وسیلہ اور بلند درجات طلب کرو۔ میرے رب کے ہاں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمداً الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ (شفاء شریف)

جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہے۔

''یا اللہ اے اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بزرگی اور بلند درجات عطا فرما اور تو ان کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا (تو ایسے آدمی کیلئے) قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

شانِ نزول:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً.

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول یہ ذکر فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر کرانے کا ذکر کیا تو کفار نے آپ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیلئے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

برہان نسفی فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور بلند مراتب تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کے ساتھ میں آپ کو معزز کروں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض

کیا کہ یا اللہ تو مجھے اس بات کے ساتھ بزرگی عطا فرما کہ تو مجھے اپنی ذات کی طرف عبودیت کے ساتھ منسوب فرما۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً نازل فرمائی۔ (معراجیہ)

عجیب نکتہ

اللہ تعالیٰ نے آیت اسراء کے آغاز میں کلمہ تعجب کو ذکر فرمایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا ایسا معاملہ ہے کہ جو عادت کے خلاف ہے اور قدرت کی ایک ایسی نشانی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔

جب آیت مقدسہ میں لفظ "لیلاً" مذکور ہوا اور تنوین تقلیل سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رات کا بعض حصہ مراد ہے کیونکہ بعضیت قلت کے قریب ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے عبد خاص کو مکہ سے بیت المقدس تک رات کے مختصر حصہ میں سیر کرائی۔ حالانکہ وہ چالیس راتوں کی مسافت ہے۔

اس قرینہ سے یہ بات متعین ہوگئی کہ سیر کرانے کی مدت قلیل ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سیر رات کے بعض حصہ میں ہوئی۔ (شیخ زادہ)

اعتراض وجواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات جو نشانیاں دکھائیں۔ ان کے بارے فرمایا (من ایاتنا) اس میں حرف من ہے جو بعضیت پر دلالت کرتا ہے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا تو ارشاد ہوا (وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض) اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھائے۔"

جس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہوا۔ اس میں حرف من مذکور نہیں کہ جو بعضیت پر دلالت کرے تو اس آیت کے ظاہر سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو امام الانبیاء ہیں اور اب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی فضیلت کا قائل کوئی نہیں تو پھر اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: زمین و آسمان کے ملکوت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا بعض ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی آیات اس سے افضل ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے عجائبات میں سے جن کو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ وہ زمین و آسمان کے ملکوت سے زیادہ افضل ہیں چنانچہ اس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی فضیلت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر ہے۔
(من تفسیر اللباب)

لفظ سبحان کو شروع میں لانے کی وجہ

آیت اسراء کے شروع میں لفظ سبحان ذکر کرنے کی دو وجہیں ہیں۔
ا۔ اہل عرب کسی امر عجیب کے موقع پر تسبیح ذکر کرتے ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے اس معاملہ کو عجیب خیال فرمایا کہ جب انہوں نے استہزاء اور مذاق کو اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔
۲۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک اعتراض کا رد ہو جائے جب مشرکین نے سیر کرانے کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی جھوٹے کو رسول بنائے۔ (الامام ابو حارث)
سورت اسراء کو تسبیح (سبحان الذی) اور سورہ کہف کو تحمید سے شروع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تسبیح کا ذکر تحمید سے پہلے ہے جیسے فسبح بحمد ربک اور اسی طرح سبحان اللہ والحمدللہ اس لئے کہ تسبیح کا ہی ہوتا ہے (تنزیہ) پاکی بیان کرنا اور وہ تخلیہ ہے جبکہ تحمید تحلیہ (مزین کرنا ہے اور تخلیہ تحلیہ پر مقدم ہوتا ہے اس لئے تسبیح پہلے اور تحمید کو بعد میں ذکر کیا گیا۔
(معراجیہ)

مسجد حرام سے کیا مراد ہے

بعض نے کہا مسجد حرام سے مسجد مکہ مراد ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"اول مسجد وضع فی الارض المسجد الحرام"
زمین میں سب سے پہلے جس مسجد کو بنایا گیا وہ مسجد حرام ہے اور وہ مسجد مکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو معزز فرمائے۔ رب ذوالجلال نے فرمایا۔
ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین.

''بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ وہ مکہ مکرمہ میں ہے جو برکت والا اور جہان والوں کیلئے ہدایت ہے۔

صحیحین کی حدیث ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اول مسجد وضع فی الارض المسجدالحرام وبعده المسجدالاقصیٰ الذی اسَّس یعقوب بن اسحاق علیهما السلام بعد بناء ابراهیم علیه السلام الکعبة زمین میں سب سے پہلے جو مسجد بنائی گئی۔ وہ مسجد حرام ہے اور اس کے بعد مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا گیا جس کی بنیاد حضرت یعقوب بن اسحاق علیہما السلام نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کعبۃ اللہ کو بنانے کے بعد رکھی۔ (معراجیہ)

اعتراض

ظاہر آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مسجد اقصیٰ تک ہوئی جبکہ احادیث صحیحہ میں یہ ہے کہ معراج آسمانوں تک اور اس سے بھی آگے لامکاں تک ہوئی تو ان دلائل میں تطبیق کس طرح ہوگی نیز خاص طور پر مسجد اقصیٰ کا ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب

اسراء براق کی پشت پر مسجد اقصیٰ تک ہوئی اور اس کے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عروج آسمانوں تک معراج (سیڑھی) کے ذریعے ہوا۔ صرف مسجد اقصیٰ کا ذکر کرنے میں یہ حکمت تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع سے ہی آسمانوں تک اپنے تشریف لے جانے کا ذکر فرماتے تو کفار مکہ کا انکار اور شدید ہوجاتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا بتایا اور علامات کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا تھا۔ آپ کی سچائی ظاہر ہوگئی۔ اس پر انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ تو آسمانوں تک سفر کیلئے ایک ابتدائی منزل تھی۔ گویا کہ آپ نے آسمانوں تک اپنے معراج کیلئے مسجد اقصیٰ کو ابتدائی منزل قرار دیا۔ (تفسیر خازن)

واقعہ معراج اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق

حضرت زہری اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی جب صبح ہوئی اور آپ نے لوگوں کو اس بات کی خبر دی تو جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ کی تصدیق انہوں نے کردی تھی۔ وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے ایک عظیم فتنہ برپا کردیا۔ مشرکین کے کچھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ کو جا کر کہنے لگے کہ تیرے صاحب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال یہ ہے کہ رات کو انہیں بیت المقدس تک اور وہاں سے آسمانوں تک سیر کرائی گئی اور وہ صبح ہونے سے پہلے پہلے واپس تشریف لے آئے۔ قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا أانت تصدقه فی هذا؟ قال نعم اصدقه فیما هوا بعد من ذلک فلذ اسمی الصدیق۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات میرے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یقیناً آپ نے سچ فرمایا۔

مشرکین نے کہا اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ اس بارے ان کی تصدیق کرتے ہو؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ بعید از عقل بات کی تصدیق کروں گا۔ کہتے ہیں اس وجہ سے آپ کا لقب "صدیق" رکھا گیا۔

معجزہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تحقیق ہے
جس نے تصدیق کی ہے وہ صدیق ہے
اور جو منکر ہے کافر ہے زندیق ہے
وہ عدو خدا آج کی رات ہے

گستاخ رسول ﷺ کا انجام

حضرت زہری اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ

مشرکین مکہ میں سے ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کھڑے ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس آدمی نے پھر کہا کہ آپ اپنے دونوں پاؤں میں سے ایک پاؤں کو اٹھائیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک پاؤں اوپر اٹھایا۔ پھر اس مشرک نے کہا کہ آپ اپنا دوسرا پاؤں اٹھائیں۔ (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے اپنا دوسرا پاؤں اٹھایا تو میں گر جاؤں گا۔

(یہ سن کر) اس مشرک نے کہا کہ جب آپ زمین سے اوپر ایک بالشت کے برابر نہیں اٹھ سکتے تو آپ کیسے آسمانوں تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں تک پہنچے؟

اس کافر کی اس گستاخی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخرج من المسجد واخبر بھذا القول لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ یجیبک فخرج من المسجدفلقی علیا فحکی لہ القصۃ. فسل سیفہ وضرب عنقہ فمات۔

(اے کافر) تم مسجد سے نکل جاؤ اور یہ بات جا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاؤ۔ اس کا جواب وہ تمہیں دیں گے۔ چنانچہ وہ کافر مسجد سے نکلا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آ کر ملا اور سارا واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ (اس کافر سے سارا قصہ سن کر) آپ نے تلوار نکالی اور اس کی گردن پر اس زور سے ماری کہ وہ کافر مر گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے علی) تو نے اس کو کیوں قتل کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات معقول ہے کہ آپ نے اسے جواب دینے کا حکم فرمایا۔ نہ کہ اس کو قتل کرنے کا۔

فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب المعاند ھکذا فان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یعجز عن جوابہ لکن علم انہ لا یقبل الجواب فارسلہ الی لا قتلہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی قوت اور طاقت سے ایک انگشت کی مقدار بلند ہونے سے عاجز ہیں۔

لیکن معراج کا معاملہ یہ ہے کہ یہ سیر اس قادر مطلق نے کرائی ہے کہ جو زبردست

قوت و طاقت کا مالک ہے کہ باقی تمام قسم کی طاقتیں اس کی طاقت کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سورج کے سامنے ایک ذرہ اور سمندر کے سامنے ایک قطرہ ہو۔

مکہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کی سب نشانیاں بتا دیں

مشرکین اکٹھے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔ بیت المقدس کی مختلف اشیاء کے بارے انہوں نے سوال کیے۔

انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ہمارے تجارتی قافلے کے بارے میں خبر دیں۔ اس قافلہ کے بارے میں کہ جو ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ کیا ان میں سے کوئی لوگ آپ سے ملے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

میں بنی فلاں کے قافلہ کے پاس سے گزرا۔ وہ روحاء میں موجود تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا اور وہ لوگ اس کو تلاش کر رہے تھے اور ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا اور وہ لوگ اس کو تلاش کر رہے تھے اور ان کے کجاوؤں میں پانی کا ایک پیالہ تھا۔ میں نے اس پیالے کو اٹھایا۔ اس سے پانی پیا۔ پھر وہ پیالہ جیسے تھا۔ میں نے اسے اسی طرح رکھ دیا جب قافلے والے واپس آ جائیں تو ان سے پوچھنا کہ تم نے اس پیالہ میں پانی موجود پایا تھا یا کہ نہیں؟

کفار آپس میں کہنے لگے کہ یہ ایک نشانی ہے جب قافلے والے آئیں گے تو ہم معلوم کریں گے۔

پھر مشرکین کہنے لگے کہ آپ ہمیں قافلے کے بارے خبر دیں کہ وہ ہمارے پاس کب واپس پہنچ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس قافلے کے پاس سے مقام نعیم میں گزرا۔ یہ ایک حرم سے پہلے ایک جگہ ہے۔

کفار نے کہا کہ اس قافلہ کی تعداد ان کا بوجھ اس کی ہیئت کیا ہے اور کون کون لوگ اس میں موجود ہیں۔

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی تعداد اتنی ہے۔ اس کا بوجھ اس طرح کا ہے اور اس کی ہیئت اس طرح ہے نیز اس قافلہ میں فلاں فلاں لوگ ہیں اور مٹی کے رنگ والا اونٹ سب سے آگے ہے۔ اس پر دو بوریاں ہیں اور وہ قافلہ صبح کے وقت

تمہارے پاس پہنچے گا۔

کفار (آپس میں کہنے لگا) کہ یہ بھی ایک علامت ہے۔ چنانچہ مشرکین رات کے آخری حصہ میں وہاں سے نکلے اور قافلہ کا انتظار کرنے لگے تاکہ آسمان کی خبر کے بارے وہ اس کے ذریعے استدلال کرسکیں اگر اس معاملہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ظاہر ہوجاتا ہے۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ دیکھو سورج نکل آیا۔ ان میں سے دوسرے نے کہا یہ اونٹ ہیں اور قسم بخدا خاکی رنگ کا اونٹ سب سے آگے ہے اور اس میں فلاں فلاں لوگ موجود ہیں جس طرح کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے اور کہنے لگے کہ یہ واضح ترین جادو ہے۔ (موعظہ)

براق کا پیش کیا جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔

اتیت بدابة وهي اشبه الدواب بالبغل وهوالبراق الذی کان یرکبه الانبیاء قال فانطلق بی یضع یده عند منتهیٰ بصرهٖ.

مجھے ایک سواری پیش کی گئی جو خچر جیسے جانوروں کے مشابہ تھی اور وہ "براق" ہے کہ جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سواری فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے لے کر چلا۔ (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا) کہ وہ تاحد نگاہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ یعنی جہاں ان کی نگاہ جاتی وہاں اس کا قدم ہوتا۔

؎ تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

سفر کے دوران آوازوں کا سننا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں طرف سے آواز سنی۔ کہنے والے نے کہا یا محمد علی رسلک۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

حضور فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سننے کے باوجود چلتا رہا۔ میں نے بلند ہونا ابھی

شروع نہ کیا تھا کہ بائیں جانب سے اس طرح کی میں نے ندا سنی۔ وہ آواز سننے کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ میں چلتا رہا اور اس آواز کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

پھر میرے سامنے ایک عورت نمودار ہوئی۔ اس پر ہر طرح کی زینت تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا علیٰ رسلک آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہ کی اور مسلسل چلتا رہا۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیت المقدس یا فرمایا کہ مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہوا۔ سواری سے اتر کر میں نے اس حلقہ کے ساتھ اپنی سواری کو باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھتے تھے۔

بعدازاں مسجد میں داخل ہو کر میں نے نماز پڑھائی۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو بتایا کہ میں (نے سفر کے دوران) اپنے دائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ یہودیت کی طرف بلانے کی آواز تھی۔ اگر آپ اس ندا کو سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی بن جاتی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ اس پر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے گزارش کی کہ وہ عیسائیت کی آواز تھی اگر وہ آواز سن کر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت عیسائی بن جاتی۔

اور جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سامنے اس زینت والی عورت کا ذکر کیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ دنیا تھی جو آپ کے لئے مزین ہو کر آئی اگر آپ اس کی آواز سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میرے سامنے دو برتن پیش کئے گئے جن میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا کہ آپ ان میں سے جس کو چاہیں پئیں تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے شراب والے پیالے کو چھوڑ کر دودھ والے پیالے کو اختیار کیا اور اس میں سے نوش فرمایا۔

(میرے اس عمل کو دیکھ) حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ یعنی آپ کی امت کو اسلام عطا کیا جائے گا اگر آپ شراب کے پیالے کو اختیار فرما کر اس میں سے شراب کو پی لیتے آپ کی امت بھٹک جاتی۔ (قصہ)

معراج کا تفصیلی ذکر

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیرا کرائی گئی۔ میں مکہ مکرمہ بیداری اور نیند کی حالت میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اور آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیے۔ حضور فرماتے ہیں میں اٹھا (تو کیا دیکھتا ہوں) حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک برتن میں آب زمزم لائیں تا کہ میں آپ کے دل مبارک کو غسل دوں اور ان کے لئے انشراح صدر کروں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور اس کو تین مرتبہ دھویا۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پاس تین طشت زمزم کا پانی لائے۔ انہوں نے میرے سینے کو کھولا اور سینے مبارک کے اندر جو چیز نہ رہنے کے قابل تھی اس کو نکال کر۔ اس دل کو حکمت، علم اور ایمان سے بھر دیا نیز میرے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگائی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر زمزم کے کنویں پر لے گئے اور ایک فرشتے سے کہا کہ ایک لوٹا زمزم کے پانی کا یا آب کوثر کا لاؤ اور مجھے کہنے لگے کہ آپ اس سے وضو فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں نے وضو کیا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چلیں۔ میں نے فرمایا کہ کہاں چلیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنے اور سب چیزوں کے رب کی بارگاہ میں چلیں انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم مسجد سے باہر آ گئے۔

عظیم الشان سواری

فرمایا کہ جب ہم مسجد سے باہر آئے تو ایک انتہائی خوبصورت سواری موجود تھی اور وہ

"براق" ہے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔
براق کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح' اس کی دم اونٹ کی دم کی طرح' اس کی کلغی گھوڑے کی کلغی جیسی اس کے پاؤں اونٹ کے پاؤں کی مثل۔ براق کے کھر گائے کے کھر جیسے اور براق کی پیٹھ (یوں لگتی تھی) جیسے سفید موتی' اس پر جنت کے کجادوں میں سے ایک کجاوہ تھا۔ اس کی دونوں رانوں میں دو پر تھے اور وہ بجلی کی طرح گزرتا تھا اور اس کا قدم منتہائے نظر تک جاتا تھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سواری پر سوار ہوں اور یہی وہ سواری ہے کہ جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سوار ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے کیلئے آتے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں اس براق پر سوار ہوا۔

حضور روانہ ہوئے اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ سواری کے چلنے کا منظر کچھ اسی طرح تھا۔

باغ عالم میں باد بہاری چلی — سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی — ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے
عطر رحمت فرشتے چھڑکتے چلے — جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلوو میں چھکتے چلے — کہکشاں زیر پا آج کی رات ہے
جذب حسن طلب ہر قدم ساتھ ہے — دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے — شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

ایک مقام پر پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اتر کر یہاں نماز پڑھیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی اور یہ وہ مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔

وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک اور مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس مقام پر اتر کر نماز پڑھیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پھر انہوں

نے عرض کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کونسا مقام ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت لحم ہے کہ اس جگہ پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ پھر ہم مسلسل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے جب میں وہاں پہنچا تو آسمان سے فرشتے اترے اور انہوں نے ان کلمات کے ساتھ مجھے بشارتیں دینا شروع کر دیں اور میرا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ و مقام ہے۔ فرشتے اس کا اظہار کرنے لگے اور ساتھ ساتھ ان کلمات کے ساتھ سلام کرتے تھے۔

السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر۔

اے اول' اے آخر اے حاشر آپ پر سلام ہو۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ فرشتے مجھے خاص طور پر ان کلمات کے ساتھ کیوں سلام کر رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اول اس لحاظ سے ہیں کہ سب سے پہلے زمین آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے شق ہوگی۔ آپ سب سے پہلے سفارش کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اور حضور کو آخر اس لئے فرمایا گیا کہ آپ تمام انبیاء سے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔

اور آپ حاشر اس لحاظ سے ہیں کہ سب کا حشر آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ ہوگا۔

ہم چلتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے نیچے اترنے کیلئے عرض کیا اور سواری کو جنت کے ریشم سے بنی ہوئی ایک رسی کے ساتھ باندھ دیا جب میں مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو وہاں تمام انبیاء اور رسول موجود تھے۔

ابو العالیہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے حضرت سیدنا ادریس اور حضرت نوح علیہما السلام سے لیکر سب انبیاء کی ازواج موجود تھیں۔

ان سب کو اللہ تعالیٰ نے وہاں جمع فرمایا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور انہی کلمات کے ساتھ تحسین کی جو فرشتوں نے تعریفی کلمات کہے تھے۔

حضور فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے انبیاء بھائی ہیں۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ایک چٹان کی طرف چلنے کیلئے عرض کیا۔ میں اس چٹان پر چڑھا۔ وہاں جا کر کیا دیکھا کہ اس چٹان سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے جو انتہائی حسین وجمیل تھی اور اس جیسی خوبصورت سیڑھی نہ ہی آج تک دیکھنے والوں نے دیکھی ہوگی۔

فرشتوں کے آنے جانے کیلئے سیڑھی

فرشتوں کیلئے جو سیڑھی ہے اس کا نچلا حصہ بیت المقدس کی ایک چٹان پر ہے اور اس کا اوپر والا حصہ آسمان سے ملا ہوا ہے۔ اس کا ایک کنارہ یاقوت کا اور دوسرا زبرجد کا ہے۔ اس کا ایک درجہ چاندی کا اور دوسرا زمرد کا ہے جس میں موتیوں اور یاقوت کے کیل لگائے گئے ہیں۔

اسی سیڑھی سے حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ارواح کو قبض کرنے کیلئے نیچے اترتے ہیں۔

جب تم اپنے میں سے کسی انسان کو دیکھو کہ اس کی آنکھیں پتھرا جائیں۔ اس کی پہچان ختم ہو جائے جب وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھ لے تو وہ ان کو ہی سمجھے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر آگے چلے اور اس سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھنا شروع کیا چنانچہ ہم سیڑھی پر چڑھ کر آسمان دنیا تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پس کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دربان نے دروازہ کھولا۔ ہم دروازے کے اندر داخل ہوئے۔

عجیب وغریب مرغ

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم آسمان دنیا پر چل رہے تھے کہ اچانک میں نے ایک مرغ دیکھا جس کے پر انتہائی سفید تھے۔ اس طرح کے خوبصورت پر میں نے اس

سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ اس کے پروں کے نیچے انتہائی سبز رنگ کی تھی جس کی مثل میں نے کبھی نہ دیکھی۔ اس کے دونوں پاؤں نچلی زمین کی تہہ میں تھے اور اس کی چوٹی عرش کے نیچے تھی۔ اس کے دونوں کندھوں پر دو پر لگے ہوئے تھے جب ان پروں کو وہ پھیلاتا تو وہ مشرق و مغرب سے تجاوز کر جاتے تھے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتا اور ان کو جھاڑتا اور بلند آواز کے ساتھ ان کلمات سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا۔

سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم.

بلند و بالا بڑے پاک بادشاہ کیلئے پاکی ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے جب وہ مرغ ان کلمات کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے تو زمین کے سارے مرغ رب ذوالجلال کی تسبیح کرتے ہیں۔ (یعنی اذان دیتے ہیں) اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں اور آواز نکالنے لگتے ہیں۔

جب وہ مرغ آسمان میں پرسکون ہو جاتا ہے تو زمین کے مرغ بھی پرسکون ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس مرغ کو دیکھا ہے تو میں اس کو دوسری مرتبہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

آسمانوں کا سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم دوسرے آسمان پر پہنچے تو اسی طرح دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ دربان نے سوال کیا۔ جواب ملنے پر اس نے دروازہ کھولا تو ہم دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں کے عجائبات کو ملاحظہ فرمایا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ اس کے بعد چوتھے آسمان پر پہنچے اور سوال و جواب کا سلسلہ ہر آسمان پر جاری رہا۔ پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان پر ہم اسی طرح تشریف فرما ہوئے۔

جب ہم ساتویں آسمان پر داخل ہوئے تو دیکھا کہ انتہائی سیاہ گھنگھریالے بالوں والا شخص جنت کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس کچھ سفید چہروں والے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اس طرح کہ کالے بالوں والا یہ شخص اور اس کے اردگرد جو لوگ ہیں۔ یہ کون ہیں؟ اور یہ نہریں کیسی ہیں؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ سیاہ زلفوں والے آپ کے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے زمین پر کیا۔

(مشورہ)

سفید چہروں والی قوم کے بارے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم سے اپنے ایمان کو خلط ملط نہیں کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے (تو میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل یہ کونسی بیت ہے) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت المعمور ہے جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جب وہ وہاں سے ہوکر چلے جاتے ہیں تو دوبارہ ان کو حاضری کا موقع نہیں ملتا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔

سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے۔ اس درخت پر کافی پتے ہیں کہ ان میں سے ایک پتہ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کو ڈھانپ لے اور اس درخت کے پھل یعنی بیر ایسے ہیں جیسے پتھر کے مٹکے ہوں۔ اس کی جڑوں سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ دو ظاہری نہریں ہیں اور دو باطنی نہریں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان نہروں کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ باطنی نہریں جنت میں ہیں لیکن ظاہری نہریں اس سے مراد دریائے نیل اور دریائے فرات ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ کی انتہا تک پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پتوں اور اس کے پھلوں کو جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے جو کچھ ڈھانپا ہوا ہے یعنی ظاہر ہے اور فرشتوں نے بھی اسے ڈھانپا ہوا ہے۔ گویا کہ وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے زرد رنگ کی ٹڈیاں ہیں جب وہ اس کو

ڈھانپ لے تو ہر چیز کو وہ ڈھانپ لیتی ہے۔ کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کی تعریف توصیف بیان کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتے ہیں اور ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مقام اس کے درمیان میں ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے روانگی

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ بھی آگے بڑھیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ اس سے آگے تشریف لے چلیں کیونکہ آپ میری بانسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں آگے بڑھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے قدموں کے نشانات پر چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم سونے سے بنے حجاب تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس حجاب کو حرکت دی (تو اس دوران) کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حجاب پر مامور فرشتے نے کہا۔ اللہ اکبر۔ اس فرشتے نے پردے کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے اور مجھے اٹھالیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس مقام پر پیچھے رہ گئے۔ حضور فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا کہ کہاں تک؟ اس فرشتے نے عرض کیا کہ اے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کیلئے ایک جگہ متعین ہے۔ یہاں مخلوق کی انتہا کی جگہ ہے۔ مجھے تو اس حجاب کے قریب آنے کی اجازت صرف آپ کی بزرگی اور آپ کے احترام کی وجہ سے عطا فرمائی گئی۔

وہ فرشتہ مجھے اپنے ساتھ لے کر انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چلتا رہا اور وہ آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ جلدی مجھے موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کے قریب لے گیا۔ اس فرشتہ نے وہاں پہنچ کر موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کو حرکت دی تو حجاب کے دوسری طرف سے آواز دی گئی کہ یہ کون ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ میرے ساتھ جانے والے فرشتے نے کہا کہ فراش ذھب والا ہوں اور میرے ساتھ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے نے کہا۔ اللہ

اکبر۔ اس نے حجاب کے نیچے سے اپنے ہاتھ کو نکالا یہاں تک کہ اس فرشتے نے حضور کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا۔

اس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچتا رہا اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک درمیانی راستہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

رفرف کا حاضر ہونا

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سبز رفرف پیش کی گئی جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح تھی جس سے میری نظر چمک اٹھی۔ پھر میں اس رفرف پر سوار ہوا۔

جب عرش پر پہنچا تو اسے میں نے ہر چیز سے وسیع پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسند عرش کے قریب کیا اور عرش سے قطرہ نازل ہوا اور میری زبان پر پڑا۔ آپ فرماتے ہیں۔ چکھنے والوں نے اس سے زیادہ میٹھی کوئی چیز نہیں چکھی ہوگی۔

رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضری

اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کی خبریں دیں اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے جب میری زبان کلام کرنے سے رُک گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول دیا تو حضور فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔

التحیات للہ والصلوات والطیبات.

"بدنی عبادتیں، مالی اور قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں"

رب ذوالجلال نے فرمایا۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ وبرکاتہ

اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا۔

السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین.

ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو۔

رب ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا۔

یا محمد اتخذتک حبیباً کما اتخذت ابراھیم خلیلاً وکلمتک کما کلمت

موسیٰ تکلیماً وجعلت امتک خیر امۃ اخرجت للناس وجعلتهم امۃ وسطا وجعلتهم الاولین والآخرین فخذما اتیتک وکن من الشاکرین

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میں نے اپنا خلیل بنایا۔

میں نے آپ کے ساتھ کلام کیا جس طرح کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں نے کلام کیا جس نے آپ کی امت کو بہترین امت بنایا جن کو (لوگوں کی اصلاح کیلئے) نکالا گیا اور میں نے ان کو اولین و آخرین بنایا۔ آپ لے لیں جو کچھ میں آپ کو عطا کروں اور آپ شکر کرنے والے بن جائیں۔

نہ بتانے والی باتیں

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ثم افضیٰ الیٰ امور اًلم یوذن لی ان اخبرکم

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کچھ ایسے امور میرے سپرد فرمائے جن کے بارے مجھے اجازت نہیں کہ میں تمہیں ان کے بارے خبر دوں۔

نماز کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اس کے بعد توجہ فرمائی اور جن چیزوں کو ترک فرمانا چاہا۔ ان کو چھوڑ دیا۔

امت کی طرف واپسی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔

ارجع الی امتک وبلغ هم عنی

کہ آپ اپنی امت کی طرف لوٹ جائیں اور میری طرف سے ان کو یہ باتیں پہنچا دیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف فرما ہونے لگے تو آپ رفرف پر سوار ہوئے۔ وہ آپ کو اٹھاتے ہوئے نیچے اتر تا رہا یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گیا۔

اچانک میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے دل سے دیکھا جس طرح کہ میں

نے اس کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوں جس طرح کی برکتیں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل نہیں فرمائی نہ تو مقرب فرشتے پر اور نہ ہی نبی ورسول پر۔

اور آپ ایسے مقام پر پہنچے جس مقام پر زمین و آسمان میں سے کوئی ایک بھی فائز نہیں ہوا۔

آپ کو اس بلند و بالا مقام کے ملنے پر مبارکباد ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ رفیعہ اور کرامت فائقہ عطا فرمائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ انعام فرمانے والا ہے اور وہ شکر ادا کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں رب ذوالجلال کی اس کرم نوازی پر اس کی حمد بیان کی۔

جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمانا

رب ذوالجلال کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام مجھ سے عرض گزار ہوئے۔ انطلق یامحمد صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ الجنۃ حتیٰ اریک مالک فیھا حتیٰ تزداد بذلک فی الدنیا زھادۃ الیٰ زھادتک وفی الاخرۃ رغبۃ الیٰ رغبتک۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنت کی طرف تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کو وہ سب کچھ دکھاؤں جو آپ کے لئے جنت میں ہے تاکہ دنیا میں آپ کے لئے اس کے بارے زہد میں اضافہ ہو اور آخرت کے بارے رغبت میں بھی اضافہ ہو۔

فرمایا کہ ہم وہاں سے جنت کی طرف چلے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے جنت میں پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے جنت کے سارے مقامات مجھے دکھائے اور ان کے بارے مجھے خبر بھی دی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زبرجد کے محل دیکھے۔ سرخ سونے کے درخت دیکھے نیز میں نے جنت میں ایسی ایسی چیزیں ملاحظہ فرمائی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کے بارے کسی کان نے سنا اور نہ ہی ان کے بارے کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ ان کے بنانے سے فراغت ہوچکی اور وہ تیار

کئے جا چکے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے جو ان نعمتوں کا مستحق ہے وہ اسے ملاحظہ فرمالیتا ہے جو کچھ میں نے جنت میں ملاحظہ فرمایا ان میں سے ہر چیز نے مجھے نصیحت کی اور میں نے اس کی مثل کیلئے فرمایا فلیعمل العاملون پس چاہئے کہ عمل کرنے والے کریں۔ پھر مجھ پر دوزخ کو پیش کیا گیا یہاں تک اس کی بیڑیوں اور نچلے طبقوں کو دیکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور نمازوں کی تخفیف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت و دوزخ کے مناظر دیکھنے کے بعد ہم آسمان پر تشریف لائے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف ہم اترتے رہے یہاں تک کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچ گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے پیارے حبیب آپ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض ہوا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم

بے شک آپ کی امت ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرا لوگوں کے بارے میں تجربہ ہے اور بنی اسرائیل کے بارے سخت کوشش کر کے دیکھی تھی۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا۔

فارجع الی ربک فاسئله التخفیف

آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا۔ (ان کے مشورہ پر)

میں پھر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نمازوں میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو مزید

دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا اور واپسی کا مشورہ دیا۔ میں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازیں معاف کردی گئی۔

پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا ہوا تو انہوں نے اپنی سابقہ بات دہرائی اور میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو دس نمازیں اور معاف کردی گئیں۔

واپسی پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے نمازوں میں مزید تخفیف کرانے کیلئے عرض کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا جب میں واپس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت ہر دن میں پانچ نماز پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں لوگوں پر تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل میں اس بارے سخت کوشش کرچکا ہوں۔

پینتالیس نمازیں معاف ہونے کے باوجود حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

ارجع الیٰ ربک فاسئله التخفیف.

آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جاکر نمازوں میں کمی کا سوال کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے جواباً فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام

سالت ربی حتیٰ استحییت ولکن ارضی واسلم

میں نے اپنے رب سے نمازوں کے معاف کرنے کے بارے میں سوال کیا اور اب مجھے مزید تخفیف کا سوال کرتے ہوئے حیا آتی ہے لیکن میرے رب نے جو فیصلہ فرما دیا۔ میں اس پر راضی ہوں اور میں نے اسے قبول کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فلما جاوزت نادی منادی امضیت فریضتی وخففت عن عبادی' وفی روایة اخریٰ واجزی بالحسنة عشرامثالها جب میں وہاں سے آگے چل پڑا تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ میں نے اپنے فرض کو پورا کیا اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف

کردی۔

ایک دوسرے روایت میں ہے۔ میں نیکی کا بدلہ دس گناہ زیادہ عطا فرماتا ہوں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ واپس پلٹا۔ ہمیشہ ہم ساتھ رہے یہاں تک کہ ہم اپنے بستر ناز پر تشریف فرما ہوئے اور یہ ساری رات ایک ہی رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہوئی۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اتنے میں سر عرش گئے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"انا سید ولد آدم ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر"

میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں نیز میرے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

معراج کا اعلان اور کفار کا انکار

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی اور میں مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہوا تو مجھے معلوم تھا کہ کافر لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے۔ (یہ بات سوچ کر) آپ غمگین ہوکر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل کا گزر ہوا وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور استہزاء کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ھل اِستَفَدتَ مِن شیئٍ کیا کوئی نئی بات ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

ابوجہل نے کہا کہاں تک؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس تک۔

ابوجہل نے کہا (رات کو سیر کرنے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس موجود تھے؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

(ابوجہل نے کہا) اے کعب بن لوی کے قبیلہ والو آؤ۔ وہ سارے آکر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

ابوجہل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا یہ بات اپنی قوم کو بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں

اور آپ نے کہا کہ مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

مشرکین نے کہا کہاں تک؟

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس تک مشرکین نے کہا کہ (اتنی سیر کرنے کے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں

مشرکین میں سے کچھ لوگ بھاگے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آکر کہا۔

کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا تجھے اپنے صاحب (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کوئی خبر پہنچی ہے۔

آپ کے صاحب کا خیال یہ ہے کہ ان کو رات کے وقت اس قدر سیر کرائی گئی ہے۔

قال او قد قال؟

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے۔

قالوا؟ قال

مشرکین نے کہا کہ (ہاں) انہوں نے یہ بات کہی ہے۔

قال نعم لقد صدق

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تصدیق کرتے ہوئے) فرمایا کہ تحقیق آپ نے سچ فرمایا ہے۔

قالوا اتصدقه؟

مشرکین نے کہا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

قال اصدقه فی ابعد من ذلک

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ بعید از

عقل بات کی تصدیق کرتا ہوں۔(هذه القصة بایجاز)

حضور اکرم ﷺ نے رب کا دیدار کیسے کیا؟

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے سلف صالحین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضور نے اپنی ظاہری آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا انکار کیا چنانچہ عامر بن مسروق نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ اے ام المومنین کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کی حالت میں معراج والی رات اپنے رب کا دیدار کیا؟

حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ عامر تیری یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے یعنی جس چیز کا تو نے مجھ سے جواب طلب کیا۔ اس کو سن کر میرے جسم کے بالوں پر کپکپی طاری ہو گئی نیز آپ نے فرمایا۔

"ثلاث من حدثک بهن فقد کذب منْ حدثک ان محمداً رائی ربه فقد کذب ثم قرأت (لاتدرکه ابصار وهو یدرک الابصار) الایة وذکر الحدیث

تین چیزیں ہیں۔ ان میں سے کسی کا ذکر تیرے سامنے کیا جائے (تو ان کی تصدیق نہ کرنا) کیونکہ کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص تیرے سامنے بیان کرے کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ "فقد کذب" تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ پھر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لاتدرکه الابصار وهو یدرک الابصار "کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی اور وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے۔ آپ نے آیت کا ذکر کر کے حدیث کو ذکر فرمایا۔

ایک اور جماعت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت ام المومنین کے قول کو اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا انما رای جبرائیل علیه السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا جرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔

محدثین، فقہا اور متکلمین کی جماعت نے دنیا میں اس رویت کا انکار کیا یعنی انہوں

نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور اس انکار کا قول کیا۔
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ان آنکھوں کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔
حضرت عطا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دل کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔
حضرت ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دومرتبہ دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔
ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بات پوچھنے کے لئے پیغام بھیجا۔ هل رای محمد ربه؟ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا ہے؟

فقال نعم.
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں مشہور قول جس کوئی طرق سے روایت کیا گیا کہ

انه رای ربه بعینه
بے شک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کیا۔
ان الله اختص موسیٰ بالکلام و ابراهیم بالخلة ومحمداً صلی الله علیه وسلام بالرؤیة.
یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کیلئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار کرنے کیلئے خاص فرمایا۔ اس بات پر بطور دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔ (ماکذب الفواد مارای افتما رونه علیٰ مایریٰ ولقد راه نزلة اخری)
دل نے اس بات کو نہیں جھٹلایا جو کچھ انہوں نے دیکھا کیا تم شک کرتے ہو۔ اس بات کے بارے جو انہوں نے دیکھا؟ حالانکہ انہوں نے اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔
قال الماوردی قبل ان الله قسم کلامه ورؤیتهٔ بین موسیٰ و محمد فراه محمد صلی الله علیه وسلم مرتین و کلمه موسیٰ مرتین ماوردی نے کہا۔ یہ کہا گیا کہ بے شک

اللہ تعالیٰ نے کلام کرنے اور اپنا دیدار کرنے کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدالانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو مرتبہ رب ذوالجلال کا دیار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے پروردگار سے کلام کیا۔

سمرقندی نے محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس سے حکایت بیان کرتے ہوئے نقل کیا۔

ان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ ھل رایت ربک؟ قال رایتہ بفوادی ولم ارہ بعینی (شفاء شریف)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں کیا۔

معراج شریف کرانے کی حکمت

معراج شریف کرانے کا سبب یہ بنا کہ ایک مرتبہ زمین نے آسمان کے سامنے فخر کا اظہار کیا۔ زمین نے کہا (اے آسمان) میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہروں سمندروں دریاؤں درختوں پہاڑوں اور ان کے علاوہ بے شمار چیزوں سے مزین فرمایا۔

آسمانوں نے کہا (اے زمین) میں تجھ سے بہتر ہوں اس لئے کہ سورج چاند ستارے افلاک بروج عرش کرسی اور جنت سب کچھ میرے اندر ہے۔

زمین نے کہا کہ میرے اندر بیت اللہ شریف جس کی انبیاء رسول اولیاء اور عام مومن زیارت اور طواف کرتے ہیں۔

آسمان نے کہا کہ میرے اندر بیت المعمور ہے جس کا آسمانوں کے فرشتے طواف کرتے ہیں نیز آسمان نے کہا کہ مجھ میں ہی جنت ہے جو انبیاء و مرسلین اولیاء و صالحین کی ارواح مقدس کا ٹھکانہ ہے۔

زمین نے کہا کہ حضرت سیدالمرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین افضل الموجودات آپ پر کامل سلامتی نازل ہو۔ کا وطن میرے اندر ہے نیز آپ کی شریعت مقدسہ

اجراء مجھ پر ہوا جب آسمان نے زمین کا یہ جواب سنا تو وہ مزید جواب دینے سے عاجز گیا بلکہ جواب دینے سے خاموش ہوگیا۔

اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا الٰہی انت تجیب المضطر اذا دعاک وانا عجزت عن جواب الارض فاسئلک ان تصعدا محمد اً الی فاتشرف به کما شرفت الارض بجماله وافتخرت به الارض فاجاب دعوتها۔

یا اللہ تو مجبور کی دعا کو سنتا ہے جب وہ تجھ سے دعا کرے۔ (آسمان نے کہا) میں زمین کا جواب دینے سے عاجز آ گیا۔ میں تیرے بارگاہ میں سوال کرتا کہ تو محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو میری طرف بلند فرما تاکہ میں ان کے سبب سے عزت حاصل کروں جس طرح کہ زمین نے آپ کے جمال جہاں آراء سے عزت پائی اور جس کے سبب سے اس نے فخر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی یہ دعا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم کا ملنا

رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم ملا۔

لاتسبح هذه الليلة آج رات تسبیح نہ کریں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ملا۔

یاعزرائیل لاتقبض الارواح هذه الليلة

اے عزرائیل علیہ السلام آج رات ارواح کو قبض نہ کریں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ عرض کیا۔ اجاء ت القيامة؟

قال لا

کیا قیامت آ گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا نہیں اے جبرائیل ولکن اذهب الی الجنة وخذالبراق واذهب به الیٰ محمد صلی الله علیه وسلم لیکن اے جبرائیل تم جنت کی طرف جاؤ ایک براق لو اور اس کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ۔

براق کا انتخاب:

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام جنت میں پہنچے اور انہوں نے چالیس ہزار براق

دیکھے جو جنت کے باغات میں چر رہے تھے اور ان کی پیشانیوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مکتوب تھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان براقوں میں ایک ایسا براق دیکھا جو سر جھکا کھڑا تھا' رو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

مالک یابراق؟ اے براق تجھے کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا کہ اے جبرائیل میں نے آج سے چالیس ہزار سال پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام نامی اسم گرامی سنا۔ اس مقدس نام والے کی محبت میرے دل میں گھر گئی اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کیا۔ اس کے بعد مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی اور میں عشق کی آگ میں مسلسل جلتا رہا۔

فقال جبرائیل انا اوصلک بمعشوقک.

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے براق میں تجھے تیرے محبوب تک پہنچا دیتا ہوں۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلامؑ نے اس پر زین رکھی۔ اس کو لگام ڈالی اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا۔ (آخر قصہ تک) (اعرجیہ)

جلسہ نمبر ۳۴

انسان کی فضیلت

آیت مبارکہ

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنا هم فی البر والبحر ورزقنهم من الطیبات وفضلنهم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً

(بنی اسرائیل ۷۰)

ترجمہ:

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دی اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

جلسہ نمبر ۳۳

انسانی کی فضیلت

آیت کی تفسیر

(ولقد کرمنا بنی آدم) اور تحقیق ہم نے انسان کو معزز کیا۔

خداوند قدوس نے انسان کو حسن صورت' درمیانہ مزاج معتدل قدوقامت' عقل کے ساتھ تمیز کرنے' بولنے اشارہ کرنے اور خط کے ساتھ سمجھنے' رہنے سہنے کے اسبابؑ کی طرف رہنمائی کرنے' زمین میں جتنی چیزیں ہیں۔ ان پر تسلط دینے' کاریگری کے بارے قدرت دینے' اسباب کو جاری کرنے مسببات علویہ اور سفلیہ کو جو اپنے منافع کی طرف لوٹتے ہیں۔ ان کو رواں کرنے اور ان کے علاوہ بے شمار چیزیں کہ جہاں گنتی رک جاتی لیکن ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ (ان سب چیزوں کے ساتھ) معزز فرمایا۔

اسی بات سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔

ان کل حیوان یتناول طعاماً بفمہ الا الانسان فانہ یرفعہ الیہ بیدہ.

بے شک ہر حیوان اپنے منہ سے اپنے کھانے کو کھاتا ہے جبکہ انسان اپنے کھانے کو اپنے ہاتھ کے ساتھ اٹھاتا ہے اور پھر اسے تناول کرتا ہے۔

(وحملنا ھم فی البر والبحر) اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا۔

یعنی کشتیوں اور چوپایوں پر حمل یحمل حملا کا معنی اٹھانا ہوتا ہے یعنی جب اسے ایسا بنا دیا جائے کہ اس پر سوار ہو۔

حملنا ھم کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ہم نے لوگوں کو خشکی پر سوار کیا یعنی زمین ان کو دھنسا نہیں دیتی۔

اور ہم نے ان کو تری پر سوار کیا یعنی پانی ان کو غرق نہیں کر دیتا۔

(ورزقناھم من الطیبات) اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ یعنی مخلوق کو

لذیذ چیزیں عطا فرمائیں کہ جن کے کرنے سے اور نہ کرنے سے بھی لذت حاصل ہوتی ہے۔

(وفضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا) اور ہم نے ان کو (انسانوں) اپنی تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

یعنی انسانوں کو مطلقاً فرشتے یا ان میں سے جو خواص ہیں ان پر غلبہ' ولایت' شرافت اور بزرگی سے فضیلت عطا فرمائی۔

جنس کی فضیلت کی نفی سے بعض افراد کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی۔ (قاضی بیضاوی)

غلام آزاد کرنا

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر دس مرتبہ درود شریف پڑھا۔ گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

عقلمند کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن کعب اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ فرمایا "عاقل"

انہوں نے عرض کیا لوگوں میں سے سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے۔ فرمایا "عاقل"

دونوں صحابہ نے عرض کیا کہ لوگوں میں سے افضل کون ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عاقل"

عقل کی بزرگی

ایک روایت میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لکل شیئ آلة و آلة المومن العقل ولکل قوم راع و راعی المومن العقل ولکل قوم غایة وغایة العباد العقل ۔ ہر چیز کے لئے آلہ ہے اور مومن کا آلہ عقل ہے اور ہر قوم کا نگہبان ہوتا ہے اور مومن کی نگہبانی کرنے والی عقل ہے۔ اس طرح فرمایا ہر قوم

کی ایک غایت ہوتی ہے اور بندوں کی غایت عقل ہے۔(حیاۃ القلوب)

عقل کے اجزاء:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔آپ نے فرمایا کہ عقل کے دس اجزاء ہیں۔ پانچ ظاہری اور پانچ باطنی۔

عقل کے ظاہری درج ذیل پانچ اجزاء ہیں۔

۱- خاموشی- جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صمت نجا' خاموش نے نجات حاصل کی۔

ایک اور حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کثر کلامہ کثر سقطہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ کلام کرنے والے کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

۲- حلم

۳- عاجزی- جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

من تواضع رفعہ اللہ ومن تکبر وضعہ اللہ.

جس نے عاجزی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرمائے گا اور جس نے تکبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے پست فرما دے گا۔

۴- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

۵- عمل صالح۔

عقل کے باطنی درج ذیل پانچ اجزاء ہیں۔

۱- تفکر ۲- عبرت ۳- گناہوں کو برا سمجھنا۔ ۴- اللہ تعالیٰ کا خوف

۵-نفس کو ذلیل اور حقیر بنانا۔(حیات القلوب)

حسن کی سات اقسام

حدیث شریف میں ہے کہ حسن کو سات قسموں پر پیدا کیا گیا۔

۱- لطافت ۲- نمکینی ۳- روشنی ۴- نورانیت ۵- تاریکی ۶- رقت ۷- باریک بینی۔

جب مخلوق کو پیدا فرمایا گیا تو ان سات قسموں میں سے ایک ایک قسم اس کو عطا فرمائی

گئی۔

چنانچہ جنت کو لطافت

حورعین کو ملاحت

سورج کو روشنی

چاند کو نورانیت

رات کو تاریکی

ہوا کو رقت اور باریک بینی عطا فرمائی گئی اور اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ عالم اکبر یعنی زمین و آسمان کو مزین فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور یہ بھی عالم اصغر کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس چھوٹے جہان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سات اقسام کے ساتھ مزین فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو لطافت۔ ان کی زبان کو ملاحت (نمکینی) ان کے چہرے کو ضیا (روشنی) ان کی آنکھوں کو نور' ان کے بالوں کو سیاہی ان کے دل کو رقت اور ان کے راز کو باریک بینی عطا فرمائی۔

انسان ہر چیز سے زیادہ حسین وجمیل ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا۔

(فی ای صورۃ ماشاء رکبک) اس نے جس صورت میں چاہا انسان کو بنایا۔ (مجالس)

انسان فرشتوں سے افضل

انبیاء کرام علیہم السلام بلاشک وشبہ ملائکہ سفلیہ سے افضل واعلیٰ ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ انبیاء ملائکہ ساویہ سے افضل ہیں یا نہیں۔

اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام افضل ہے۔ اہل ملل اور شیعوں نے اس بات کا قول کیا۔

معتزلہ اور فلاسفہ کا موقف یہ ہے کہ فرشتے افضل ہیں جنہوں نے کہا کہ انسان کو فرشتوں پر فضیلت ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱- خداوند قدوس نے فرمایا (و اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم) اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ بدیہہ سی بات ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ افضل کو سجدہ کرے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملٰئکة فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صدقین قالوا سبحانک لا علم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم) (البقرة ۳۲-۳۲)

''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا۔ ارشاد فرمایا تم ان چیزوں کے ناموں کے بارے مجھے خبر دو۔ اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا۔ تیرے لئے پاکی ہے۔ ہمیں تو اسی چیز کا علم ہے جس کا علم تو نے ہمیں عطا فرمایا۔ بے شک تو جاننے والا حکمت والا ہے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے اور فرشتے ان کو نہیں جانتے تھے اور عالم غیر عالم سے افضل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون)

کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ برابر ہو سکتے ہیں۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر۹)

۳- انسان کیلئے عبادت کرنے سے کئی قسم کی رکاوٹیں ہیں۔ اس میں شہوت، غصہ اور ضروریات کیلئے اوقات کو مصروف کر دینے والی مصروفیات جبکہ فرشتوں کے اندر ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

ان موانع کے باوجود عبادت کرنا بلاشک وشبہ افضل ہے اور اس میں زیادہ اخلاص ہے تو جہاں زیادہ مشقت ہوگی وہاں فضیلت ہوگی اس کے مقابلہ میں کہ جہاں مشقت نہ ہو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

افضل الاعمال احمزها ای اشقها

تمام اعمال سے افضل وہ عمل ہے جس میں مشقت زیادہ ہو یقیناً اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

۴- انسان ایسی ترکیب سے مرکب ہے کہ اس میں فرشتوں اور جانوروں کے اوصاف موجود ہیں۔

کہ فرشتوں میں بغیر شہوت کے عقل ہے اور چوپایوں میں بغیر عقل کے شہوت ہے۔
نوٹ: اس مسئلہ کی مزید وضاحت علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد میں موجود ہے۔ شائقین اس کی طرف رجوع کریں۔
انسان کو عقل کے حوالے سے فرشتوں سے حصہ ملا اور اس کی طبیعت میں جانوروں سے بھی حصہ ہے اگر انسان کی شہوت اس کی عقل پر غالب آ جائے تو یہی انسان جانوروں سے زیادہ شریر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
الئک کالانعام بل هم اضل الئک هم الغافلون یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ غفلت میں ہیں۔
ایک اور ارشاد خداوندی
ان شرالاواب عندالله الصم
بے شک تمام چوپایوں سے شریر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہرہ ہے۔
یہ ضابطہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر انسان کی شہوت پر اس کی عقل غالب آ جائے تو وہ انسان فرشتوں سے بہتر ہے۔ (کذافی شرح المواقف)

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

سوال و جواب: حدیث شریف میں ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا۔ اے رب قدوس تو ان لوگوں کو پیدا کیا۔ وہ کھاتے پیتے، نکاح کرتے، سوار ہوتے، کپڑے پہنتے، سوتے اور آرام کرتے ہیں اور ان تمام چیزوں میں سے تو نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں بنائی تو ان انسانوں کو دینا اور ہم فرشتوں کو آخرت عطا فرما۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
لااجعل من خلقته بیدی ونفخت فیه من روحی کمن خلقته بکن فیکون ای کمن خلقته بمجرد الامر وهوالملک یعنی لایستوی البشر والملک فی

الکرامة والقربة بل کرامة البشر اکثر ومنزلة اعلیٰ ۔(مصابح)

جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسے اس کی طرح نہیں بناؤں گا جسے میں نے اپنے فرمان کن (ہوجا) فیکون (پس ہوگیا) سے پیدا فرمایا۔ یعنی جس کو میں نے فقط اپنے حکم سے پیدا کیا اور وہ ''فرشتہ'' ہے۔

یعنی انسان اور فرشتہ کرامت اور قربت میں برابر نہیں ہوسکتے بلکہ انسان کی بزرگی اور اس کا مرتبہ فرشتے سے زیادہ اور اعلیٰ ہے۔

انسان اور برج و فلک

افلاک اور بروج کی ترکیب انسان کی ترکیب کی طرح ہے۔

جس طرح آسمان سات ہیں۔ اسی طرح اعضاء انسانی بھی سات ہیں۔

آسمان بارہ برجوں کی طرف منقسم ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں بھی بارہ سوراخ ہیں۔ دو آنکھیں' دو کان' دو نتھنے' دو پیشاب کرنے کے راستے' دو چھاتیوں کے سوراخ' ایک منہ اور ایک ناف۔

چھ برج جنوبی اور چھ برج شمالی ہیں۔ اسی طرح چھ سوراخ انسان کے دائیں جانب اور چھ سوراخ اس کی بائیں جانب ہیں۔

آسمان میں سات بڑے ستارے ہیں۔

انسان کے جسم میں سات قوتیں ہیں۔

(۱) ناظرہ دیکھنے کی قوت (۲) شامۃ سونگھنے کی قوت (۳) ذائقہ چکھنے کی قوت (۴) لامسہ - چھونے کی قوت (۵) سامعہ- سننے کی قوت (۶) عاقلہ- سمجھنے کی قوت (۷) ناطقہ- بولنے کی قوت۔

اے انسان تیری حرکات ستاروں کی حرکات کی طرح ہیں۔ تیری پیدائش ستاروں کے طلوع ہونے کی مثل ہے۔ تیری موت ستاروں کے غروب ہونے کی طرح ہے۔

یہ انسان کی سب کیفیتیں عالم علوی کے اعتبار سے ہیں۔

اے انسان عالم سفلی کے اعتبار سے تیرا جسم زمین کی طرح تیری ہڈیاں پہاڑوں کی طرح تیرا گودا خزانوں کی طرح' تیری رگیں چھوٹی چھوٹی نہروں کی طرح' تیرا گوشت مٹی کی طرح' تیرے بال جڑی بوٹیوں کی طرح' تیرا چہرہ مشرق کی طرح' تیری پشت مغرب کی

طرح، تیری دائیں طرف جنوب کی طرح، تیری بائیں طرف شمال کی طرح، تیرا سانس ہوا کی طرح، تیرا کلام بجلی کی کڑک کی طرح، تیرا ہنسنا بجلی کی طرح، تیرا رونا بارش کی طرح، تیرا غصہ بادل کی طرح، تیری نیند موت کی طرح، تیرا جاگنا زندگی کی طرح، تیری جوانی گرمی کی طرح، تیرا بڑھاپا سردی کی طرح

فتبارک اللہ احسن الخالقین

اللہ تعالیٰ برکت والا جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

رب ذوالجلال نے انسان کی ہتھیلی اور اس کے پاؤں میں پینتیس ہڈیاں رکھی ہیں۔(زھرۃ الریاض)

نجات حاصل کرنے والا گروہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (رب العالمین) تمام جہانوں کا پروردگار" کی تفسیر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی اور اس کی چار اقسام بنائیں۔(۱) فرشتے (۲) شیاطین (۳) جن (۴) انسان۔ پھر ان چار کے دس اجزاء بنائے جن میں نو حصہ فرشتے ہیں۔ ایک حصہ سے شیاطین جن اور انسان بنائے۔

ان تینوں کے پھر دس اجزاء بنائے جن میں سے نو حصہ شیاطین کے ہیں اور ایک جز سے انسان اور جن بنے۔ پھر ان دونوں کے دس اجزاء ہوئے۔ ان میں سے نو حصہ جن اور ایک حصہ سے انسان بنے۔ پھر انسان کے ایک سو پچیس اجزاء بنائے۔

ان میں سے سو اجزاء بلاد ہند میں۔ بارہ بلاد روم میں چھ اجزاء مشرق اور چھ اجزاء مغرب میں۔ یہ سارے کے سارے دوزخی ہیں۔ ایک سو پچیس میں سے جو ایک جز بچا۔ اس کے تہتر اجزاء کئے۔ ان میں سے بہتر بدعتی اور گمراہ ہیں اور ان میں سے ایک جز نجات حاصل کرنے والا ہے اور وہ اہلسنت و جماعت ہے جن کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے۔(تفسیر الوسیط)

بادشاہ سے خیرات لینا کیسا ہے

حضرت ابوبکر بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے اس فقیر کے بارے پوچھا گیا جو یہ جانتے ہوئے کہ بادشاہ کے پاس مغصوبہ مال ہے۔ وہ فقیر ایسے بادشاہ سے خیرات لے یا نہ؟

حضرت ابوبکر بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر بادشاہ نے ان دراہم کو بعض دوسرے دراہم کے ساتھ ملا دیا ہوتو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بادشاہ نے اس فقیر کو وہ مغصوبہ دراہم ہی دیئے ہیں تو فقیر کو ایسے دراہم لینا جائز نہیں ہے۔

فقیہ ابولیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا یہ جواب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق کہ جب ایک شخص کے پاس کسی قوم سے غصب کردہ دراہم ہوں اور اس نے ان کو دوسرے دراہم کے ساتھ ملا دیا تو غاصب ان کا مالک ہوگا اور وہ اس قوم کا مقروض ہوگا۔

بادشاہ سے انعام وصول کرنا

بستان العارفین میں بادشاہ سے انعام وصول کرنے کے بارے اختلاف ذکر کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ بادشاہ سے انعام وصول کرنا ناجائز ہے۔ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس نے حرام مال سے دیا ہے۔ انہوں نے اپنا موقف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ثابت کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ان السلطان یصیب من الحلال والحرام فایعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال.

بادشاہ کے پاس حلال وحرام کا مال پہنچتا ہے جب وہ تجھے عطا کرے تو تم اس سے لے لو۔ اس لئے کہ وہ تجھے حلال مال سے ہی عطا فرمائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من اعطی شیئاً من غیر مسئلة فلیا خذہ فانما ھورزق رزقه الله تعالیٰ.

جو شخص بغیر مانگنے کے کچھ عطا کرے۔ پس چاہئے کہ جس کو دیا جارہا ہے وہ وصول کرلے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے دینے والے کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ مختار کی طرف سے بھیجے ہوئے تحائف کو قبول فرمالیتے تھے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ مختار ظلم کرنے میں بڑا مشہور تھا۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ

نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ زہیر بن عبداللہ ازدی کے پاس گئے جو کہ ان دنوں حلوان کا گورنر تھا۔ ابوذر ہمدانی اور ابراہیم نخعی رحمہا اللہ تعالیٰ نے اس سے انعام طلب کیا۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ ہم اس شخص سے انعام وصول کرتے ہیں جس کے مال کے حرام ہونے کو ہم یقینی طور پر نہ جانتے ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔(موعظہ)

عثمان بن حسن الشاکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے بارے ایسے قول کو اختیار کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اعلیٰ درجے کی پرہیزگاری کے قانون پر حلال میں انتہائی جانچ پڑتال مشکل ہے کہ جو حرج تک پہنچا دے۔ بالخصوص طلب کے حق میں۔ وہ دینی طور پر مرفوع ہے بلکہ شرعی طور پر بھی جو کہ اہم ترازو ہے۔

جس کی شریعت نے مذمت نہ کی ہو وہ حلال ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر رحمت ہے جب کوئی شریعت پر عمل پیرا ہے اسے انکار کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اس میں شریعت کی اہانت ہے اور جو شریعت کی توہین کرے۔ اس کے ایمان کے چلے جانے کا خطرہ ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو تقویٰ اور پرہیزگاری اس زمانے میں یہ ہے کہ جو کچھ کسی انسان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اسی کی ملکیت ہے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ غصب شدہ یا چوری کیا ہوا ہے۔

جب یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام کا ہے تو اس سے اجتناب کرے۔

صاحب فتاویٰ قاضی خاں نے فرمایا کہ ایک آدمی بادشاہ کے پاس آئے اور کھانے کی چیزوں میں سے کوئی چیز بادشاہ کو پیش کرے۔ اگر وہ نہ جانتا ہو کہ یہ غصب شدہ ہے تو بادشاہ کو اس چیز کا کھانا حلال ہے کیونکہ ضابطہ یہ ہے الاصل الاشیاء الاباحۃ کہ تمام چیزوں کے بارے اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔

اگر بادشاہ جانتا ہو کہ یہ پیش کردہ چیز حرام مال سے ہے تو پھر اسے ایسی چیز کو کھانے کی اجازت نہیں۔ (ازافادات عثمان بن حسن الشاکر)

ایک آیت کی تفسیر

سورہ یٰسین شریف کی ایک آیت کی تشریح۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (وآیۃ لھم انا

حملنا ذریتهم فی الفلک المشحون و خلقنا لهم من مثله ما یر کبون) اور ان کے لئے نشانی ہے کہ بے شک ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتیوں میں سوار کیا اور ہم نے ان کے لئے اسی کی مثال ایسی چیزیں پیدا فرمائی جس پر وہ سوار ہوتے ہیں۔)

آیۃ کا معنی ہے کہ ہماری ایسی عظمت ہے جو ہماری وحدانیت اور قدرت کے کمال پر دلالت کرتی ہے جس کے ذریعے لوگ ہمارے صدق پر استدلال کرتے ہیں ہم نے اپنی عظمت شان کے پیش نظر ان کی ذریت کو سوار کیا اگر ذریت سے مراد اولاد ہو تو ان کے آباؤاجداد مراد ہوں گے۔

اس آیت میں فلک سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے اور سوار ہونے والے ان لوگون کی نسل سے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے تھے اور یہ لوگ اپنے آباؤاجداد کی پشتوں میں موجود تھے۔

بعض حضرات نے کہا کہ فلک المشحون سے مراد اس زمانے کی کشتیاں ہیں۔

اور کشتیوں میں ذریت کو سوار کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کشتی جو سمندر میں چلتی ہے اس کے لئے نہ ہاتھ اور نہ ہی پاؤں ہیں اور پچیس دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کرتی ہے۔ یہ ساری کی ساری باتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔

(وخلقنا لهم من مثله) اور ہم نے اس کی مثل ان کے لئے پیدا فرمائی۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح کام کرتی ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد چھوٹی کشتیاں ہیں کہ جو نہروں میں چلتی ہیں۔ ان بڑی کشتیوں کی طرح کہ جو بڑے بڑے دریاؤں میں چلتی ہیں۔

یہ ضحاک' قتادہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا قول ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ من مثله سے مراد الابل فی البر کالسفن فی البحر اونٹ خشکی میں جیسا کہ کشتیاں سمندر میں ہوتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کیلئے سمندر میں کشتیوں کو پیدا فرمایا جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں اور خشکی میں ہم نے اونٹ' گھوڑے اور گدھے پیدا فرمائے جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ساری باتیں ہماری قدرت اور قوت پر دلالت کرتی ہیں۔ (من معالم التنزیل وغیرہ)

جلسہ نمبر ۳۴

تہجد کی نماز

آیت مبارکہ

ومن الیل فتھجد به نافلةً لک عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودًا. (بنی اسرائیل ۷۹)

ترجمہ

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

جلسہ نمبر ۳۴

تہجد کی نماز

تفسیری نکات

(ومن اللیل فتھجد بہ) اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو۔
رات کے کچھ حصہ میں نماز کیلئے نیند کو ترک فرما دیں۔
(نافلۃ لک) یہ خاص آپ کیلئے زائد ہے۔
یعنی اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد آپ کے لئے فرض نماز سے زائد ایک نماز ہے یا یہ نماز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے۔ اس لئے اس نماز کا اختصاص آپ کے ساتھ بطور فضیلت کے ہے۔
(عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔
مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے جہاں ہر کھڑا ہونے والا آپ کی حمد کرے گا اور اسی طرح ہر وہ شخص جو آپ کو پہچانتا ہو۔
مقام محمود ہر اس مقام کو بھی کہا جاتا ہے کہ جس میں کرامت و بزرگی موجود ہو۔
ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مقام شفاعت ہے جس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ھو المقام الذی اشفع فیہ امتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے کہ جس میں اپنی امت کی

شفاعت کروں گا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقام محمود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی وجہ سے لوگ آپ کی حمد کریں گے اور یہی مقام شفاعت ہے۔

آیت کریمہ میں مقاماً محموداً۔مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ اس سے پہلے فعل محذوف ہے۔ وہ ہے فیقیمک مقاماً یا مقاماً منصوب ہے۔یبعثک کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے یا حال ہونے کی وجہ سے نصب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان یبعثک ذامقام۔(قاضی بیضاوی)

سلام پڑھنے سے بخشش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان ویصلیان علیٰ الاوانهمالم ینصرفا حتی یغفر اللہ ذنوبهما ما تقدم وما تاخر من کرمه۔

جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں۔آپس میں مصافحہ کرتے ہیں اور وہ دونوں میری ذات پر درود شریف پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیتا ہے۔

درود پڑھنے والے کا اعزاز

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان آدمی اسی دوران بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی عزت افزائی فرمائی اور اسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے اپنے قریب بٹھا لیا۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار غار سے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں نے تجھ سے بھی پہلے اس نوجوان کو اس لئے بٹھایا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس سے زیادہ میری ذات ستودہ صفات پر درود شریف پڑھتا ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص صبح و شام ان کلمات کے ساتھ میری ذات پر درود شریف کے گجرے پیش کرتا ہے۔

اللهم صل علیٰ سیدنا محمد بعدد من صلی علیه وصل علیٰ سیدنا محمد بعدد من لم یصل علیه وصل علی محمد صلی اللہ علیه وسلم کما تحب ان یصلی علیه وصل علی محمد صلی اللہ علیه وسلم کما

امرت ان یصلی علیہ۔

"یااللہ تو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اتنی تعداد کے مطابق کہ جتنے لوگ حضور پر درود شریف پڑھیں اور تو رحمت نازل فرما۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد کے مطابق کہ جو حضور پر درود شریف نہ پڑھے اور تو رحمت نازل فرما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ تو پسند فرماتا ہے کہ اس پر درود پڑھا جائے اور تو رحمت کاملہ نازل فرما ۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ تو نے حکم دیا کہ آپ پر درود شریف پڑھا جائے۔

"یاصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلذلک اجلستہ اعلیٰ منک"

اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وجہ سے میں نے اس نوجوان کو تجھ سے پہلے بٹھا دیا۔(زبدۃ الواعظین)

آیت کی نحوی تحقیق

(ومن اللیل فتہجد بہ) اس آیت کریمہ میں "من اللیل" یہ تہجد کے متعلق ہے۔معنی اس کا یہ ہے۔"تہجد بالقرآن فی بعض اللیل فاترک الھجود" یعنی آپ رات کے کچھ حصہ میں قرآن مجید (کی تلاوت) کیلئے بیدار ہوں اور نیند کو ترک فرما دیں۔

زیادہ ظاہر یہ بات ہے کہ یہ اس مقدار کے متعلق ہو جس پر تہجد کا عطف کیا گیا ہے۔ اس لئے فتہجد کے شروع میں جو "فا" ہے۔ وہ معطوف علیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کی تقدیری عبارت اس طرح بنے گی۔"قم من اللیل فتہجد بالقرآن" آپ رات کو کھڑے ہوں۔(شیخ زادہ)

آیت کی مزید تفسیر

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (ومن اللیل فتہجد) اس کا معنی یہ ہے کہ آپ نیند کے بعد قیام فرمائیں۔ پس تہجد پڑھیں کیونکہ تہجد کی نماز نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔اس آیت مقدسہ میں قیام اللیل اور الصلوٰۃ کا ذکر ہے۔

تہجد کی نماز حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور اس طرح ابتدائے اسلام میں آپ کی امت پر فرض تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یاایھاالمزمل قم اللیل) اے چادر

اوڑھنے والے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ رات کو قیام فرمائیں۔

اس کے بعد تخفیف کرتے ہوئے اس نماز کے وجوب کو پانچ نمازوں کی فرضیت کے ساتھ منسوخ کردیا گیا اور رات کو تہجد کی نماز پڑھنا بطور استحباب کے باقی رکھا۔قرآن مجید کی اس آیت کی وجہ سے (فاقرؤا ماتیسر من القرآن) قرآن میں سے جو آسان لگے اس کو پڑھو"

نماز تہجد کا وجوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے باقی رہا۔

رب ذوالجلال کے اس فرمان کی وجہ سے (نافلة لک) یہ زیادتی خاص طور پر آپ کے لئے ہے۔" اس سے ایک زائد فرض مراد ہے جو تمام فرائض کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وجوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی منسوخ ہو چکا ہے جس طرح کہ آپ کی امت کے حق میں منسوخ ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات کو قیام کرنا۔ یہ نفلی نماز کے درجہ میں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نافلة لک فرمایا نافلة علیک نہیں فرمایا۔(تفسیر خازن)

ایک قول یہ ہے کہ نافلة سے مراد فضیلت ہے۔اس بزرگی کی وجہ سے جو آپ کو آپ کی امت پر حاصل ہے کیونکہ یہ نماز (تہجد) آپ پر واجب ہے اور اس سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے نا کہ نعوذ باللہ آپ کے گناہوں کو مٹانے والی ہے کیونکہ آپ کے تصدق سے تو آپ کے اگلے پچھلے غلاموں کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(شہاب)

سوال و جواب: یہاں تخصیص کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ یہ عبادت جس طرح مسلمانوں کے حق میں زائد ہے۔اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی زائد ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نوافل (زائد عبادت) بندوں کے گناہوں کو ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ آپ کے طفیل حضور کے غلاموں کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے ہیں لہٰذا یہ نماز تہجد آپ کے لئے ایک زائد عبادت ہے جو آپ کے درجات عالیہ میں بلندی کا سبب ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گناہگار ہے۔ وہ

اپنے گناہوں کا کفارہ بنانے کی طرف محتاج ہے تو وہ نوافل پڑھنے کی طرف محتاج ہیں۔ اپنے گناہوں اور سیئات کو مٹانے کیلئے۔ نہ کہ صرف ثواب میں اضافہ کرنے کیلئے۔

اس میں اس معنیٰ کی طرف اشارہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نفلی عبادت زائد ہے اور وہ ثواب میں اضافہ کا سبب ہے جبکہ امت کیلئے نفلی عبادت گناہوں کے کفارے کے طور پر ہے۔ اس لحاظ سے دونوں میں فرق ہے۔ (شیخ زادہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیام اللیل (نماز تہجد) کا حکم دیا گیا اور اس نماز کو آپ پر فرض کیا گیا جبکہ اس نماز کی فرضیت آپ کی امت کے حق میں نہیں ہے۔

لیکن صحیح بغوی میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تہجد کی فرضیت منسوخ کی گئی ہے۔ (شہاب)

میاں بیوی کے درمیان محبت کا انداز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے کہ جو رات کو اٹھا تاکہ نماز پڑھے اور اس نے اپنی بیوی کو بیدار کیا (تاکہ وہ بھی نفلی نماز پڑھے) اگر اس کی بیوی انکار کرے تو وہ مرد اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو نفلی نماز پڑھنے کیلئے اٹھے اور وہ اپنے شوہر کو بیدار کرے (تاکہ وہ بھی نفلی نماز پڑھے) اگر شوہر بیدار ہونے سے انکار کرے تو اس کی بیوی اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ (موعظہ)

تین چیزیں حضور پر فرض، امتی کیلئے سنت

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمہارے لئے سنت ہیں۔

(۱) وتر (۲) مسواک (۳) قیام اللیل (شہاب)

نو چیزیں:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی فی اللیل واحسن الصلوٰۃ اکرمہ اللہ تعالیٰ بتسعۃ اشیاء.

جو شخص رات کو اچھے طریقہ سے نماز پڑھے تو اللہ اس کو نو چیزوں سے عزت عطا فرمائے گا جن میں سے پانچ دنیا اور چار آخرت میں۔

جن پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا میں سرفراز کرے گا وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ آفات سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

(۲) اطاعت کا اثر اس بندے کے چہرے پر ظاہر ہوگا۔

(۳) نیک اور صالح بندوں سمیت تمام انسانوں کے دل میں اس کی محبت ہوگی۔

(۴) اس کی زبان پر حکمت جاری ہوگی۔

(۵) اللہ تعالیٰ اس کو حکمت والا بنائے گا یعنی اسے سمجھ عطا کرے گا۔

وہ چار چیزیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس بندے کو آخرت میں معزز فرمائے گا۔ درج ذیل ہیں۔

(۱) جب اسے قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس کا چہرہ منور ہوگا۔

(۲) اس بندے پر حساب آسان ہوگا۔

(۳) پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۴) قیامت کے دن اس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرمایا جائے گا۔

(روضۃ العلماء)

پانچ وصیتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میرے رب نے مجھے پانچ وصیتیں فرمائیں۔ فرمایا۔

(۱) اپنا دل آپ دنیا کے ساتھ نہ لگائیں کیونکہ میں نے دنیا کو آپ کے لئے پیدا نہیں فرمایا۔

(۲) اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی محبت میرے لئے کریں کیونکہ آپ کا پلٹنا میرے طرف ہے۔

(۳) جنت کو طلب کرنے میں کوشش کریں۔

(۴) آپ مخلوق سے مایوس رہیں کیونکہ مخلوق کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۵) آپ تہجد کی نماز پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کریں کیونکہ نصرت و مدد قیام اللیل سے حاصل ہوتی ہے۔ (شرعۃ الاسلام)

رب تعالیٰ کا بخش دینا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ من استیقظ من النوم فقال لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات فقد غفرلہ ربہ۔

جو شخص اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اس نے لا الہ الا اللہ الخ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو کہ وحدہ لاشریک ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہے نہیں ہے پھرنا اور نہیں ہے طاقت مگر اس اللہ عظیم کے نام سے یا اللہ تو مجھے میرے والدین مومن مرد اور مومن عورتوں کو بخش دے۔ یقیناً اس بندے کی اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیتا ہے۔
(زبدۃ الواعظین)

ابدالوں کی سات حکمت بھری باتیں

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے پاس مہمان آئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ آنے والے ابدال ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں تاکہ میرے اندر بھی آپ جیسا خوف خدا پیدا ہو جائے۔ ان ابدالوں نے فرمایا کہ اے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ ہم آپ کو سات باتوں کی وصیت کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱- جو شخص باتونی ہو' اس کا دل بیدار نہیں ہو سکتا۔

۲- جو پیٹو ہو' وہ صاحب حکمت نہیں ہو سکتا۔

۳- لوگوں کو کثرت سے ملنے والا' عبادت کی حلاوت سے محروم ہوتا ہے۔

۴- دنیا سے محبت رکھنے والا حسن خاتمہ والا نہیں ہو سکتا ہے۔

۵- جاہل کا دل زندہ نہیں ہوتا۔

۶ - ظالم سے صحبت رکھنے والا' مستقیم فی الدین نہیں ہوسکتا۔

۷ - لوگوں کی رضا کا طالب' اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے محروم ہوتا ہے۔

(حدیث الاربعین)

شب بیداری کے فوائد

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بقیام اللیل فانه داب الصالحین قبلکم من الانبیاء والاولیاء

تم پر رات کو قیام کرنا لازم ہے کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین انبیاء اور اولیاء کا طریقہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی آل قیام اللیل کرتی تھی۔

اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو خبردار کرنا ہے کہ تم ان سے بہتر ہو اس لئے کہ تم خیرالامم سے ہو نیز اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو رات کو قیام نہیں کرتا۔ وہ صالحین کاملین میں سے نہیں ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(علیکم بقیام اللیل) و مقرب لکم الی ربکم

(تم پر رات کو قیام کرنا لازم ہے) کیونکہ وہ تمہیں تمہارے رب کے زیادہ قریب کرنے والا ہے۔

یعنی تمہیں تمہارے مولا کی محبت کے زیادہ قریب کرنے والا ہے جن چیزوں سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہو۔ اس سے اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔

لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبه.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

ومکفرة للسیئات ممحاة اور (قیام اللیل) گناہوں کو ختم کرنے والا اور مٹانے والا ہے۔

ملفرۃ اور محاۃ یہ دونوں مصدر بھی ہیں جو کہ فاعل کے معنی میں ہیں۔

یعنی گناہوں کے بہا لے جانے والے اور عیوب کو مٹانے والے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الحسنات یذھبن السیئات بے شک نیکیاں برائی کو ختم کردیتی ہیں۔
وناھیة عن الاثم اور (قیام اللیل) گناہوں سے روکنے والا ہے۔
رب ذوالجلال نے فرمایا ان الصلوٰة تنھی عن الفحشاء والمنکر کہ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ (ملا علی القاری علیہ رحمتہ الباری)

رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اشفع لامتی حین ینا دینی ربی فیقول ارضیت یا محمد؟ فاقول یارب رضیت (حدیث الاربعین)
جب میرا رب مجھے فرمائے گا تو میں اپنی امت کیلئے شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ راضی ہو گئے؟ تو میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔

رقت انگیز واقعہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت ہونے کے ساتھ زاہدین میں سے تھے۔
ایک دن ان کی لونڈی نے ان سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (اے لونڈی) تو نے کیا عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ اس لونڈی نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ لوگوں کو اکٹھا کیا جارہا ہے۔ میدان نصب کردیئے گئے۔ پل صراط بچھا دی گئی۔ سب سے پہلا عبدالملک بن مروان بادشاہ کو لایا گیا۔ فرشتوں نے اس سے کہا کہ اس پل کو عبور کرو جب عبدالملک بن مروان نے اپنے قدم پل صراط پر رکھے اور اس نے چلنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک یا دو قدم اٹھائے ہوں گے کہ وہ نیچے جہنم میں گر گیا۔
اس کے بعد فرشتے اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لائے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اس [illegible] رکرو جب اس نے اپنا پاؤں پل صراط پر رکھا تو وہ بھی جہنم میں گر

پڑا۔ سارے کے سارے خلفاء آتے گئے اور ان کے ساتھ اسی طرح ہوا۔ لونڈی نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو فرشتے لائے جب لونڈی نے یہ کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری اور آپ کے جسم سخت اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ جیسے مچھلی جال میں تڑپتی ہے اور آپ اپنے سر کو زمین اور دیواروں پر مارنے لگے جبکہ لونڈی چیختے چلاتے کہہ رہی ہے۔ باللہ رایت انک فی الجنة واجاوزت الصراط سالماً

قسم بخدا! اے امیرالمومنین میں نے دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں اور آپ نے صحیح سالم طریقہ سے پل صراط کو عبور کرلیا۔

لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت یہ ہے۔

فلم یسمع کلا مها من اضطرابه فلما سکن اضطرابه وجدوه قدمات.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنی اضطرابی حالت کی وجہ سے لونڈی کا کلام نہ سنا جب ان کا اضطراب ختم ہوا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔
(موعظہ)

شیطان کا تین گرہیں لگانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعقد الشیطان علی ناصیة راس احدکم اذهو نائم ثلاث عقد فاذا استیقظ فذکر اسم اللہ تعالیٰ انحلت عقدة واحدة ثم اذا توضا انحلت عقدة ثانیة ثم اذا صلی انحلت عقدة ثالثة فاصبح نشیطا والا بال الشیطان فی اذنیه (کذافی المشکوٰۃ)

جب انسان سویا ہوا ہو تو شیطان اس کی پیشانی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جب وہ سونے والا اپنی نیند سے بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو اس کی دوسری گرہ کھل جاتی ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ وہ خوشی و مسرت کی حالت میں صبح کرتا ہے ورنہ شیطان اس سونے والے کے دونوں کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔

منادی کا ندا کرنا

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب رات کا پہلا وقت ہوتا ہے تو ایک

منادی عرش کے نیچے سے ندا کرتا ہے۔ چاہئے کہ عبادت کرنے والے قیام کریں۔ پس عبادت گزار اٹھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ نماز پڑھتے ہیں جب آدھی رات کا وقت ہوتا ہے تو پھر ایک منادی ندا دیتا ہے۔ چاہئے کہ خوف رکھنے والے کھڑے ہوں۔ خوف رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو نماز میں اپنے قیام صبح تک طویل کرتے ہیں۔ پھر ایک منادی ندا کرتا ہے۔ چاہئے کہ بخشش طلب کرنے والے کھڑے ہوں۔ وہ اٹھتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو ندا دینے والا ندا کرتا ہے کہ اب غافلوں کو اٹھنا چاہئے چنانچہ وہ لوگ اپنے بستروں سے اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔

چنانچہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے وصیت فرمائی۔

یا بنی لا تکن نائما والایک ینادی فی الاسحاروانت نائم. اے بیٹے تو اس وقت سونے والا نہ بن جبکہ سحری کے وقت مرغ اذان دے رہا ہو اور تو سو رہا ہو۔

رات کو ضرور عبادت کرنا چاہئے

شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

علیک من قیام اللیل بما یزیل عنک اسم الغفلة واقل ذلک بعشر آیات ای فی الصلوة۔

اے مخاطب تم پر رات کو اتنا قیام کرنا لازم ہے جو تجھ سے غفلت کو دور کر دے اور اس کی کم از کم مقدار دس آیتوں کے مطابق ہے یعنی نماز میں دس آیتوں کے مطابق ہے یعنی نماز میں دس آیتیں پڑھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام بعشر آیات فی الصلوٰة لم یکتب من الغافلین ومن قام بمائة آیة کتب من القانتین ومن قام بالف آیة کتب من المکثرین ثواباً وھو کمن تصدق بسبعین الف دینار (کذافی زبرۃ الواعظین)

جس شخص نے نماز میں دس آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا جس نے سو آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ قانتین میں سے لکھا جائے گا اور جس نے

ہزار آیتوں کی مقدار قیام کیا۔ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے سات لاکھ دینار صدقہ کیا ہو۔

ایمان افروز حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے حکایت بیان کی گئی کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

یارب ما احسن صلوته!

اے رب ذوالجلال یہ شخص کتنے اچھے طریقہ سے نماز پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یاموسیٰ لوصلی فی کل یوم ولیلة الف رکعة واعتق الف رقبة وصلی علی الف جنازة و حج الف حجة وغزا الف غزوة لم ینفعه حتی یودی زکاة ماله

اے موسیٰ علیہ السلام اگر یہ شخص شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھے۔ ہزار غلام آزاد کرے۔ ہزار نماز جنازہ میں شریک ہو۔ ہزار حج ادا کرے' ہزار غزوات میں شرکت کرے۔ ان سب چیزوں میں سے کوئی چیز اسے نفع نہیں دے گی حتیٰ کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ہر برائی کی جڑ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئة ومنع الزکاة ینشاء من حب الدنیا (موعظہ)

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور زکاۃ کا روک لینا (ادا نہ کرنا) بھی دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

نماز پڑھنے والے کیلئے انعامات

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من حافظ منکم علی الصلوٰة حیثما کان واینما کان جاز علی الصراط کالبرق الخاطف مع اول زمرة من السابقین وجاء یوم القیامة و وجهه کا

لقمر لیلة البدر و کان له بکل یوم ولیله کاجر الف شهید.

تم میں سے جو شخص نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے جہاں ہو اور جس حالت میں ہو تو وہ پل صراط پر سے سبقت کرنے والوں کی پہلی جماعت کے ساتھ اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا اور وہ قیامت کے دن اس شان کے ساتھ آئے گا کہ نمازی کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور اس کے لئے رات دن کا ثواب اتنا ہوگا جتنا کہ ہزار شہداء کا اجر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیھا.

فجر کی دو رکعتیں ادا کرنا دنیا اور مافیھا سے بہتر ہیں۔

حیرانگی کا ازالہ

اگر یہ کہا جائے کہ اتنے قلیل فعل پر اتنا اجر عظیم کیوں؟

اس کا جواب حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ کے عمل مبارک کی روشنی میں۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے ایک مرتبہ عصا گر گیا۔ ایک شخص تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اس کو اٹھایا اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس شخص کے اس خدمت کرنے پر حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو تھیلی عطا فرمائی جس میں بہت ساری رقم موجود تھی۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ نے اس معمولی کام کے بدلے اس شخص کو اتنی کثیر رقم عطا فرمائی ہے۔

فقال الامام انه استعمل فینا جمیع وسعه ونحن ما استعملنا الا البعض من وسعنا.

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہماری خدمت کرنے کیلئے اپنی پوری کوشش کو استعمال کیا جبکہ ہم نے اپنی وسعت میں سے اس شخص کیلئے بعض کو استعمال کیا۔ یہ تو حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا معاملہ ہے تو پھر رب العالمین کا معاملہ کیسا ہوگا؟

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس بارے ایک حدیث نبوی روایت فرمائی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یقبل ربی بعذر واحد الفی کبیرة

میرا رب ایک دفعہ معذرت کرنے سے دو ہزار کبیرہ خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔
بالخصوص تکبیر تحریمہ کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔

التکبیرة الاولیٰ خیر من الدنیا ومافیھا.

تکبیر اولی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تیرے پاس دنیا کے خزانے ہوں اور تو ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے تو تجھے اس سے وہ کچھ حاصل نہیں ہوگا جو تجھے تکبیر اولیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔(موعظہ)

جلسہ نمبر ۳۵

فقراء صحابہ کا مقام

آیت مبارکہ

واصبر نفسک مع الذین یدعونَ ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه ولا تعد عینک عنهم ترید زینة الحیوٰة الدنیا ولا تطع منَ اغفلنا قلبه عن ذکرنا. واتبع هواه وکان امره فرطاً. (سورۃ الکہف ۲۸)

ترجمہ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

جلسہ نمبر ۳۵

فقراء صحابہ کا مقام

آیت کی تفسیر

(واصبر نفسک) ''آپ اپنی ذات کے بارے صبر کریں۔'' یعنی اپنے نفس کو روکیں اور اسے ثابت رکھیں۔

(مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی) ان لوگوں کے ساتھ کہ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں۔''

یعنی دن کے دونوں اطراف (صبح و شام) یا تمام اوقات میں (یریدون وجھہ) وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی اطاعت کو وہ طلب کرتے ہیں۔

(ولا تعد عیناک عنھم) اور آپ ان سے اپنی نظریں نہ پھیریں۔

ان (فقراء صحابہ) کے علاوہ کسی اور کی طرف آپ اپنی نظر نہ کریں۔

(ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا) آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کو چاہتے ہیں۔

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی آرائش و زیبائش کے طالب ہرگز نہ تھے بلکہ اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ کسی کے عمل کو دنیا کی زینت کی طرف مائل نہ کریں۔

(ولا تطع من اغفلنا قلبہ) آپ اس شخص کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے غافل کر دیا۔

ایسے لوگوں کی بات ماننے سے منع کر دیا گیا جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے غافل کر دیا۔

(عن ذکرنا) اپنے ذکر سے۔

جن لوگوں کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ وہ امیہ بن خلف جیسے

لوگ ہیں۔ آپ کے بلانے پر جس نے کہا کہ آپ قریش کے سرداروں کے لئے اپنی مجلس سے فقراء و مساکین کو اٹھا دیں۔

(واتبع ھواہ) حالانکہ اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔

(وکان امرہ فرطا) اور اس کا کام تباہ اور ضائع ہے یا اس کا کام ہلاکت' ندامت اور حسرت کا سبب ہے۔

لفظ فرطا کا معنی ہے۔ حق پر تقدم اور اس کو پیٹھ پیچھے پھینک دینا۔ ایک عربی محاورہ ہے۔ فرس فرط اس کا معنی ہوتا ہے۔ متقدم الخیل گھوڑے سے آگے بڑھنے والا اور اسی سے فرط ہے۔ (قاضی بیضاوی)

درود کا اجر و ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من صل علی صلوٰۃ کہ جس شخص نے مجھ پر درود شریف پڑھا اس نے اتنا کہنا۔

اللھم صل علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معنی ہے کہ اے میرے رب تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما جو کچھ تو نے آپ کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے۔

صلی اللہ علیہ عشراً اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ صلوٰۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر ہو تو اس کا معنی رحمت ہوتا ہے۔

وحطت عنہ عشر خطیئات و رفعت لہ عشر درجات اور اس کی دس خطائیں مٹا دی جاتی ہیں نیز اس کے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

آیت کا شانِ نزول

یہ آیت کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی جب کفار کے رؤساء نے مسلمان فقراء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے دور کرنے کہا۔ جیسے حضرت صہیب' حرت عمار' حضرت خباب' حضرت سلیمان اور ان کے علاوہ دیگر (فقراء صحابہ) کو نکالنے کا کہا۔

کفار نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اپنی مجلس سے نکال باہر کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں۔ اس لئے کہ یہ گھٹیا قوم کے لوگ ہیں۔ ان سے ہمیں بدبو

محسوس ہوتی ہیں۔ ہم قوم کے سردار ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے گھن آتی ہے۔ اگر آپ ان فقراء صحابہ کو یہاں سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا ارادہ کرلیا کیونکہ آپ ان لوگوں کے ایمان لانے پر حریص تھے۔

اسی وقت حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر حاضر ہوئے۔

(ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ)

''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار سے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

کفار نے کہا کہ آپ ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ان کیلئے مقرر فرما دیں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔

کفار نے پھر کہا کہ آپ ایک مجلس میں ہی ہمیں موقع دیں کہ آپ ہماری طرف اپنا چہرۂ اقدس اور ان (فقراء صحابہ) کی طرف اپنی پیٹھ کرلیں۔ اس پر یہ آیت کا حصہ نازل ہوا۔ **(واصبر نفسک)** آپ صبر کریں۔ (معالم التنزیل)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے نازل ہوئی۔ سات سو فقراء تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں رہتے تھے نہ وہ تجارت کرتے نہ کھیتی باڑی کرتے اور نہ ہی دودھ دوہتے تھے۔ ایک نماز پڑھتے اور دوسری نماز کا انتظار کرتے تھے جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الحمدللہ الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔ (معالم التنزیل)

مفلس کا مرتبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقراء نے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں فقراء کی طرف سے حاضر ہوا ہوں تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مرحبابک وبمن اقلمک جئت من قوم احبہم اللہ

خوش آمدید آپ کے لئے اور جس نے آپ کو بھیجا ہے تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

ان آنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کہتے ہیں کہ اغنیاء ہم سے اجروثواب میں سبقت لے گئے۔ وہ مال و دولت کی وجہ سے حج کرتے ہیں جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں جبکہ ہم اس پر قادر نہیں جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو وہ آخرت کے خزانے کیلئے اپنے زائد مالوں کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ہم ایسے کرنے سے محروم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے آنے والے سلم علی الفقراء وبلغہم عن ان من صبر منکم واحتسب فلہ ثلاث خصال لیست للاغنیاء۔

تو فقراء کو میری طرف سے سلام دے اور ان کو یہ پیغام پہنچا دے کہ تم میں سے جو شخص اس حالت پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو اس کے لئے تین انعامات ہیں جن سے مالدار لوگ محروم رہیں گے۔

۱- جنت میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا والے ستاروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس کمرہ تک صرف نبی ولی شہید یا مومن فقیر ہی پہنچے گا۔

۲- فقراء جنت میں اغنیاء سے نصب یوم جس کی مقدار پانچ سو سال ہے۔ پہلے داخل ہوں گے جہاں سے چاہیں وہ جنت میں نفع حاصل کریں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تمام انبیاء سے اس مال اور ملک جوان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عطا فرمایا تھا کی وجہ سے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک محتاج فقراء قیامت کے دن مالداروں پر جنت کی طرف جانے میں چالیس سال پہلے سبقت کریں گے یعنی اتنا عرصہ

پہلے وہ ان سے جنت میں داخل ہوں گے۔

نوٹ: ایک حدیث پانچ سو سال پہلے اور دوسری حدیث میں چالیس سال پہلے کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ جس میں پانچ سو سال کا ذکر ہے۔ اس سے مراد عام صبر کرنے والے فقراء ہیں اور جس میں چالیس سال کا مراد ہے۔ اس سے وہ فقراء مراد ہیں جو کہ غیر صابر ہوں گے۔

ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال پہلے فقراء مہاجرین اپنے مالداروں سے قبل جنت میں داخل ہوں گے نہ کہ مطلقاً فقراء اور نہ ہی مطلقاً اغنیاء سے۔

۳- آپ نے فرمایا کہ جب فقیر سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اخلاص کے ساتھ کہتا ہے اور مالدار بھی ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ کہتا ہے۔ ان کلمات کو کہنے سے مالدار وہ ثواب حاصل نہیں کرسکتا جو ایک فقیر کو ان کلمات کہنے سے حاصل ہوتا ہے اگر وہ مالدار ان کلمات کو کہتے وقت ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ نہ کرے۔

اسی طرح تمام اعمال میں حال ہے یعنی جو مقام فقراء کا ہے وہ مالداروں کا نہیں ہے۔ وہ فرستادہ فقراء کی طرف واپس لوٹا اور ان کو ان انعامات کی آ کر خبر دی تو سب نے خوش ہو کر رضینا یارب بالفقر۔ اے ہمارے رب ہم اس فقر پر راضی ہیں۔

(من ابن الملک علی المشارق)

ایمان افروز حکایت

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ کیا ہم فقراء میں سے نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہاری بیوی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا کیا تمہارا اپنا گھر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

انت من الاغنیا کہ آپ مالداروں میں سے ہیں۔ اس سائل نے مزید عرض کیا کہ میرے پاس خادم بھی ہے تو آپ نے فرمایا تو پھر بادشاہوں میں سے ہے۔

فقراء کیلئے پانچ کرامات

اغنیاء کی بانسبت فقراء کو پانچ عزتوں سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔

۱- فقراء کے اعمال کا ثواب نماز، صدقہ اور ان کے علاوہ دیگر عبادات میں اغنیاء کے اعمال

سے زیادہ ہے۔

۲- ایک فقیر آدمی جب کسی چیز کی خواہش کرتا ہے لیکن اس کو پا نہیں سکتا تو اس کا بھی اجر اس کے نامہ اعمال میں تحریر کیا جاتا ہے۔

۳- فقراء جنت میں داخل ہوتے وقت سبقت کرنے والے ہوں گے یعنی وہ مالداروں سے سالہا سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

۴- قیامت میں ان کا حساب و کتاب مالداروں کی بانسبت کم ہوگا۔

۵- آخرت میں فقراء کی ندامت کم ہوگی۔ اغنیاء اس دن تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی فقیر ہوتے۔

روح پرور روایت

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ آکر کیا دیکھتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے اس کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک پر نمایاں تھے۔ آپ کے اناج رکھنے والے برتن میں وہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ صرف ایک صاع گندم موجود ہے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاروقطار رونے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

یاعمر رضی اللہ مایبکیک اے عمر رضی اللہ عنہ تجھے کس چیز نے رلا دیا۔

وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قیصر و کسریٰ ریشم کے بستر پر سوتے ہیں۔

جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں آپ کی فقر کی حالت دیکھ رہا ہوں جو کہ میں دیکھ رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یاعمر الا ترضی ان تکون لنا الآخرۃ ولھم الدنیا.

اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو جبکہ ان کفار کے لئے صرف دنیا ہو۔

عجیب نکتہ

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لنا فرمایا یعنی ''ہمارے لئے'' لی نہیں فرمایا جس

کا معنی ہوتا "میرے لئے" حالانکہ سوال تو صرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت کے بارے میں تھا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح آخرت آپ کیلئے ہے اسی طرح آپ کے گناہگار غلاموں کیلئے بھی ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔

یا ابن الخطاب اولئک قوم عجلت لهم طيبا تهم فى الحياة الدنيا يعنى ان حظ الكفار مانا لوه من نعيم الدنيا و لا حظ لهم فى الاخرة.

اے خطاب کے بیٹے یہ ایسی قوم ہے کہ جن کو دنیاوی زندگی میں آسائشیں دینے کیلئے جلدی کی گئی ہے یعنی کفار نے جو کچھ اس دنیاوی زندگی میں حاصل کرنا تھا' کرلیا۔ ان کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(من ابن الملک علی المشارق)

یوم حشر میں فقراء کی شان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن جب میری امت کے فقراء کھڑے ہوں گے تو ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے بال موتیوں اور یاقوت کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں نور کے پیالے ہوں گے۔ وہ نور کے بنے ہوئے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جبکہ لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔

اہل جنت ان فقراء کو دیکھ کر کہیں گے۔ کیا یہ فرشتے ہیں؟ جواب ملے گا نہیں۔

ان فقراء کی طرف فرشتے دیکھ کر پوچھیں کیا یہ انبیاء علیہم السلام ہیں؟ تو وہ کہیں گے نہیں بلکہ ہم تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔

فرشتے ان فقراء سے کہیں گے کہ ان اعمال کی وجہ سے تم کو یہ درجات عطا فرمائے گئے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے فقراء عرض کریں گے کہ اے فرشتو! ہمارے اعمال زیادہ نہیں تھے۔

ہم نے زمانہ بھر روزہ نہیں رکھا
ہم راتوں کو قیام بھی نہیں کر سکتے تھے
البتہ! یہ ضرور کیا کہ ہم پانچ وقت کی نماز کو با جماعت ادا کرتے تھے۔

جب ہم آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی سنتے تھے تو ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ ہم خشیت رکھنے والے دل کے ساتھ دعا کرتے اور رب ذوالجلال کی طرف سے ہمیں جو فقر نصیب ہوا تھا۔ اس فقر کے ملنے پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

(زبدۃ الواعظین)

زندگی بسر کرنے آسان ضابطہ

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خصلتان من ۔کانتا فیه کتبه الله شاکراً صابراً من نظر فی دینه الی من هو فوقه فاقتدی به ومن نظر فی دنیاه الیٰ من هو دونه فحمد الله تعالیٰ علیٰ فضل الله علیه کما قال الله تعالیٰ.

(ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا الله من فضله ان الله کان بکل شیئ علیما.

جس شخص میں دو خصلتیں پائی جائیں اللہ تعالیٰ اس شخص کو صبر کرنے والا اور شکر نے والا لکھ لیتا ہے۔

(۱) جو شخص دین کے معاملے میں اپنے سے مافوق کو دیکھے اور اس کی اقتداء کرے۔

(۲) جو شخص دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم کو دیکھے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل وکرم فرمایا ہے۔ اس کی وجہ سے خداوند قدوس کی حمد وثنا کرے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر جو فضیلت عطا فرمائی۔ (مال کے اعتبار سے) اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کیلئے حصہ ہے جو انہوں نے کسب کیا۔ عورتوں کے لئے حصہ ہے جو انہوں نے کسب کیا۔ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

تین چیزوں کا انتخاب

حضرت شفیق زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فقراء نے تین چیزیں اختیار کیں۔

اسی طرح اغنیاء نے بھی تین چیزیں اختیار کیں۔

فقراء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) فقر (۲) راحت نفس (۳) دل کی فراغت

اغنیاء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) نفس کی تھکاوٹ (۲) دل کا مشغول ہونا (۳) حساب کی شدت۔

(زبدۃ الواعظین)

فقیر کب بنے گا؟

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لفظ فقر میں تین حرف ہیں۔

۱- فا- اس سے مراد فنا ہے۔

۲- ق- اس سے مراد قناعت ہے۔

۳- ر- اس سے مراد ریاضت ہے۔

اگر کسی انسان میں یہ تین صفات یعنی فناء قناعت اور ریاضت نہ ہوں تو وہ فقیر نہیں کہلائے گا۔

مسلمان مالدار اپنے مسلمان غلاموں سے پانچ سو سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ کفار فقراء مالدار کفار سے پانچ سو سال بعد دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اے مخاطب تیرے لئے یہ مناسب ہے کہ تو اس بات کو پہنچانے سبقت کرنا رفع درجات کو مستلزم نہیں ہے کہ جو شخص بعد میں داخل ہوگا۔ اس کے درجات بھی کم ہو جائیں گے بلکہ بعض اوقات بھی پیچھے رہ جانے والے لوگ ان لوگوں کی طرح ہوتے ہیں جنہوں نے نیکی کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کیا ہوا ہوتا ہے یعنی جو جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے سبقت لے گئے ہوں۔ پیچھے رہ جانے والے درجات کے لحاظ سے ان سے ارفع واعلیٰ ہوتے ہیں۔ (من ابن ملک علی المشارق)

لمحہ بھر کی غلطی پر افسوس:

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوگیا تو ان کی جگہ حضرت محمد حریری رحمتہ اللہ علیہ کو مقرر کیا گیا جو ایک سال مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس دوران انہوں نے مسلسل روزہ رکھا۔ نیند نہیں کی۔ اپنی پیٹھ کو دیوار کے ساتھ نہیں لگایا اور نہ ہی اپنے پاؤں اس کی

ہوا تا کہ حضور کہ ہاتھ مبارک کو بوسہ دوں۔ آپ نے میری طرف سے چہرے کو پھیر لیا۔ پھر میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ اسی طرح کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کونسی کوتاہی ہوئی کہ آپ مجھ سے اعراض فرمارہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا جبکہ آپ کا چہرۂ مبارک جلال کی وجہ سے انتہائی سرخ ہوگیا جیسا کہ سرخ یاقوت ہو۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان فقیراً من فقراء نا اراد منک عصیدة فبخلت بها وترکته جائعاً فی هذه اللیلة.

''کہ ہمارے فقراء میں سے ایک فقیر نے تجھ سے عصیدہ کو طلب کیا جبکہ تو نے وہ دینے سے انکار کر کے بخل سے کام لیا اور اس رات میں تو نے اسے بھوکا رکھا۔''

وہ شخص کہتا ہے کہ میں اپنی نیند سے بیدار ہوا۔ اس وقت میرے جسم کے شانے کا گوشت حرکت کررہا تھا۔ وہ نوجوان اپنی اس جگہ سے غائب تھا۔ میں نے اسے اس مقام میں نہ پایا۔ اپنے گوشہ سے باہر نکلا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جارہا ہے۔

اس سے کہا کہ اے نوجوان قسم بخدا آپ ٹھہریں۔ ایک گھڑی کیلئے صبر کریں تاکہ میں آپ کو عصیدہ پیش کروں۔ اس نوجوان نے تبسم کرتے ہوئے میری طرف دیکھا اور کہا

یاشیخ من اراد لقمة منک فاین یجد مائة الف واربعة وعشرین الفامن الانبیاء یاتونک شفاء للقمة من عصیدة قال هکذا او غاب۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اے شیخ کون تجھ سے ایک لقمہ کا ارادہ کرے اور کہاں سے لائے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو کہ وہ تیرے پاس ایک لقمہ عصیدہ کی سفارش کرنے کیلئے آئیں۔ اس نے یہ کہا اور غائب ہوگیا۔

مہمان کی عزت کرنے کا حکم

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **الضیف برکة من الله ونعمة ومن اکرم الضیف فهو معی فی الجنة ومن لم یکرم الضیف فلیس فی -**

مہمان اللہ تعالیٰ کی برکتوں میں سے ایک برکت اور اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت

نوٹ: اس آیت کریمہ کے ان کلمات میں جمع کثرت کو ذکر کیا گیا۔ جمع قلت کی جگہ پر اور وہ "سنبلات" ہے۔

(فی کل سنبلة مائة حبة) ہر ایک خوشہ میں سو دانے ہیں۔" اس پورے کے اندر سات سو دانے بن جاتے ہیں جو نیک آدمی اپنے رزق حلال میں سے شریعت کی اجازت سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اور ان کو دیتا ہے جو اس مال کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ہر صدقہ کے بدلے سات نیکیاں بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔

(واللہ یضاعف) اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ ثواب میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

(لمن یشاء) جس کے لئے وہ چاہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والے ہیں۔ اس سے وہ مراد ہیں۔ ہر خرچ کرنے والا مراد نہیں کیونکہ ان کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔

(واللہ واسع) اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے۔

ان تمام اضافوں سے اس کا فضل کہیں بڑھ کر ہے۔

(علیھم) ان پر۔ ان کے خرچ کرنے کے مقابلے میں اور ان کی نیتوں کے مطابق۔

پھر اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں کو خرچ کرنے کا طریقہ بتایا تاکہ وہ اس خرچ کرنے سے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔

(الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ) "وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔"

جہاں خرچ کرنا چاہیے وہاں وہ مال کو خرچ کرتے ہیں۔

(ثم لایتبعون ما انفقوا منا) جو وہ خرچ کردیں۔ پھر وہ اس پر احسان نہیں جتلاتے۔"

جو کچھ انہوں نے صدقہ کیا۔ اس پر احسان نہیں جتلاتے یعنی جس پر انہوں نے خیرات کی ہے۔ اسے کہیں کہ ہم نے تجھ پر صدقہ کیا یا میں نے تجھ پر احسان کیا۔

(ولا اذی) اور نہ ہی اذیت۔ یہ منا کی تاکید ہے ان کو اذیت نہیں دیتے۔ صدقہ کرنے والا اذیت دینے کے انداز میں اس سے کہے کہ میں نے تجھے عطا کیا تو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا یا یہ کہے کہ تو نے مجھے کیا دیا تو مجھے تکلیف دیتا ہے یا کتنا تو مانگتا رہے گا۔

کیا تجھے شرم نہیں آتی؟

(لھم اجرھم) ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے تیارشدہ ثواب ہے۔

(عند ربھم ولا خوف علیھم ولا یحزنون) ان کے رب کے پاس (ان کے لئے اجروثواب ہے) نہ ہی ان پر کوئی خوف آخرت کے بارے میں اور نہ ہی انہیں اس چیز پر غم ہے جو وہ دنیا میں چھوڑ کر گئے ہیں جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بئر رومہ کو خرید کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جلسہ نمبر۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت مبارکہ

واضرب لهم مثل الحيوٰة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيماً تذروه الرياح وكان الله علىٰ كل شى مقتدراً المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت خير عند ربك ثواباً وخير املاً

(الکہف ۴۵-۴۶)

ترجمہ

اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی مثال بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہوکر نکلا کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور امید میں سب سے بھلی۔

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت کی تفسیر

(واضرب لهم مثل الحياة الدنيا) آپ ان کے لئے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کریں۔

ان کے لئے اس چیز کا بیان کریں جو دنیاوی زندگی کے مشابہ ہو۔ چمک دمک میں، جلدی ختم ہونے میں یا اس کے عجیب وغریب اوصاف کا ذکر کریں۔

(کماء) "پانی کی طرح" یعنی دنیاوی زندگی کی مثال پانی کی طرح ہے۔

نحوی نکتہ: کماء۔ اضرب کا مفعول ثانی ہے جو کہ صیر کے معنی میں ہے۔ (انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض) ہم نے اس پانی کو آسمان سے نازل کیا جس کے ساتھ زمین کی جڑی بوٹیاں مل گئیں۔" پانی کے سبب سے ان میں تالیف پیدا ہوئی۔ بعض کے ساتھ اپنی کثرت و ثقافت کی وجہ سے مل جل گئے؟ یا پانی کے ذریعے جڑی بوٹیاں کامیاب ہوئی۔ سیراب ہوکر اور پتے وغیرہ اٹھا کر۔

اس بناء پر پانی کا حق ہے کہ وہ زمین کی جڑی بوٹیوں سے مل جائے لیکن جب خلط ملط ہونے والی چیزوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی صفت کے ساتھ موصوف تھی۔ اس کا برعکس کیا کثرت میں مبالغہ ہونے کی وجہ سے۔

(فاصبح هشيما) "وہ چورا چورا ہوگیا" یعنی ٹکڑے ٹکڑ ہوگیا۔

(تذروه الرياح) جس کو ہوائیں اڑا کر لے جاتی ہیں۔ ہوائیں اس کو جدا جدا کر دیتی ہیں۔

ایک قرات میں تذروہ کی بجائے۔ تذریه آیا ہے۔ یہ اذری یذری اذراء سے مشتق

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت مبارکہ

واضرب لهم مثل الحيوٰة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيماً تذروه الرياح وكان الله علىٰ كل شى مقتدراً المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت خير عند ربك ثواباً وخير املاً

(الکہف ۴۵-۴۶)

ترجمہ

اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی مثال بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور امید میں سب سے بھلی۔

جلسہ نمبر ۳۶

دنیا کی مذمت اور اس کے زوال کا بیان

آیت کی تفسیر

(واضرب لهم مثل الحياة الدنيا) آپ ان کے لئے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کریں۔

ان کے لئے اس چیز کا بیان کریں جو دنیاوی زندگی کے مشابہ ہو۔ چمک دمک میں' جلدی ختم ہونے میں یا اس کے عجیب وغریب اوصاف کا ذکر کریں۔

(کماء) ''پانی کی طرح'' یعنی دنیاوی زندگی کی مثال پانی کی طرح ہے۔

نحوی نکتہ: کماء۔ اضرب کا مفعول ثانی ہے جو کہ صیر کے معنی میں ہے۔ (انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض) ہم نے اس پانی کو آسمان سے نازل کیا جس کے ساتھ زمین کی جڑی بوٹیاں مل گئیں۔'' پانی کے سبب سے ان میں تالیف پیدا ہوئی۔ بعض کے ساتھ اپنی کثرت و ثقافت کی وجہ سے مل جل گئے؟ یا پانی کے ذریعے جڑی بوٹیاں کامیاب ہوئی۔ سیراب ہوکر اور پتے وغیرہ اٹھا کر۔

اس بناء پر پانی کا حق ہے کہ وہ زمین کی جڑی بوٹیوں سے مل جائے لیکن جب خلط ملط ہونے والی چیزوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی صفت کے ساتھ موصوف تھی۔ اس کا برعکس کیا کثرت میں مبالغہ ہونے کی وجہ سے۔

(فاصبح هشيما) ''وہ چورا چورا ہوگیا'' یعنی ٹکڑے ٹکڑ ہوگیا۔

(تذروه الرياح) جس کو ہوائیں اڑا کر لے جاتی ہیں۔ ہوائیں اس کو جدا جدا کردیتی ہیں۔

ایک قرات میں تذروہ کی بجائے۔ تذریہ آیا ہے۔ یہ اذری یذری اذراء سے مشتق

ہوگا۔

اس صورت میں مشبہ بہ (ماء) پانی نہیں بلکہ اس کا حال اور اس کی کیفیت مشبہ بہ ہے یعنی جو کیفیت اس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ پانی کے ساتھ اگنے والی جڑی بوٹیوں کا حال ہے جو کہ سرسبز وشادات اور ہرے ہرے پتوں والی ہو۔ پھر وہ ٹکڑے ہوجاتے ہیں جس کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے اور ان کو ایسا کردیتی ہے جیسا کہ وہ بالکل تھے ہی نہیں۔

(وکان اللہ علی کل شیئ مقتدرا) ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

چاہے وہ اشیاء کو پیدا کرے یا ان کو فناء کرے۔ ان سب پر وہ قدرت رکھنے والا ہے۔

(المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا) ''مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔''

ان کے ساتھ انسان دنیا میں مزین ہوجاتا ہے لیکن یہ سب چیزیں تھوڑی ہی مدت میں اس سے فنا ہوجاتی ہیں۔

(والباقیات الصالحات) ''اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں''

ان سے مراد نیک اعمال ہیں جن کا پھل ابدالآباد تک باقی رہتا ہے اور اعمال خیر میں پانچ نمازیں، حج کے افعال، رمضان کا روزہ، سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اور اچھا کلام سب شامل ہیں۔

(خیر عند ربک) ''تیرے پرودگار کے ہاں بہتر ہیں۔'' مال اور اولاد سے اعمال صالحہ ہی بہتر ہیں۔

(ثوابا و خیر املا) ''ثواب اور اچھی امید ہیں۔''

یعنی نیک کام کرنے والا دنیا میں جن چیزوں کی امید رکھتا تھا۔ وہ آخرت میں ان کو حاصل کرلے گا۔ (قاضی بیضاوی)

درود پہنچانے پر معمور فرشتہ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ خلق ملکا واعطاہ سمع الخلائق کلھا وھو قائم علیٰ قبری الی یوم الدین فما من احد من امتی یصلی علی الاسماہ باسمہ واسم

ابیه وقال یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک .

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا اور اسے تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی۔ وہ فرشتہ قیامت کے دن تک میری قبر پر کھڑا ہے۔ میری امت میں سے جو شخص بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں بن فلاں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ (ابوسعود)

دنیا صرف تین دن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

الدنیا ثلاثة ایام یوم امس قد معنیٰ ما بیدک منه شی ء ویوم غد لا تدری اتدرکه ام لا ویوم انت فیه فاغتنمه .

دنیا تین دن ہے۔ ایک گزشتہ دن جس میں سے کوئی چیز تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور ایک دن آئندہ کل۔ اس کے بارے تو نہیں جانتا کہ تو اس کو پالے گا یا نہیں۔ ایک آج کا دن ہے جس میں تو موجود ہے۔ اس کو غنیمت جان۔

دنیا صرف تین گھڑیاں

دنیا صرف تین ساعتیں ہے۔ ایک ساعت گزر چکی۔ ایک ساعت ایسی ہے کہ جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ اس کو حاصل کرے گا یا نہیں اور ایک ساعت ایسی ہے کہ جو تجھے نصیب ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ۔ اے انسان! یقیناً تو صرف اور صرف ایک ساعت کا مالک ہے اس لئے کہ موت ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک آنے والی ہے۔

دنیا صرف تین سانس

انسان کیلئے دنیا صرف تین سانس ہے۔ ایک وہ سانس کہ جو گزر چکی۔ اے مخاطب جو تو نے کرنا تھا اس میں کیا۔ ایک وہ سانس ہے جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ وہ تجھے نصیب بھی ہوگا یا نہیں اور ایک وہ سانس ہے کہ جو تو لے رہا ہے۔

اے انسان! حقیقتاً تو صرف ایک سانس ایک گھڑی اور ایک دن کا مالک ہے تو اسی ایک سانس میں نیکی کرنے کیلئے جلدی کر فوت ہونے سے پہلے اور توبہ کرنے کیلئے عجلت

ہوگا۔

اس صورت میں مشبہ بہ (ماء) پانی نہیں بلکہ اس کا حال اور اس کی کیفیت مشبہ بہ ہے یعنی جو کیفیت اس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ پانی کے ساتھ اگنے والی جڑی بوٹیوں کا حال ہے جو کہ سرسبز وشادات اور ہرے ہرے پتوں والی ہو۔ پھر وہ ٹکڑے ہوجاتے ہیں جس کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے اور ان کو ایسا کردیتی ہے جیسا کہ وہ بالکل تھے ہی نہیں۔

(وکان اللہ علی کل شیئ مقتدراً) ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

چاہے وہ اشیاء کو پیدا کرے یا ان کو فناء کرے۔ ان سب پر وہ قدرت رکھنے والا ہے۔

(المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا) ''مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔''

ان کے ساتھ انسان دنیا میں مزین ہوجاتا ہے لیکن یہ سب چیزیں تھوڑی ہی مدت میں اس سے فنا ہوجاتی ہیں۔

(والباقیات الصالحات) ''اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں''

ان سے مراد نیک اعمال ہیں جن کا پھل ابدالآباد تک باقی رہتا ہے اور اعمال خیر میں پانچ نمازیں، حج کے افعال، رمضان کا روزہ، سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ اکبر اور اچھا کلام سب شامل ہیں۔

(خیر عند ربک) ''تیرے پروردگار کے ہاں بہتر ہیں۔'' مال اور اولاد سے اعمال صالحہ ہی بہتر ہیں۔

(ثوابا و خیر املا) ''ثواب اور اچھی امید ہیں۔''

یعنی نیک کام کرنے والا دنیا میں جن چیزوں کی امید رکھتا تھا۔ وہ آخرت میں ان کو حاصل کرلے گا۔ (قاضی بیضاوی)

درود پہنچانے پر معمور فرشتہ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ خلق ملکا واعطاہ سمع الخلائق کلھا وھو قائم علیٰ قبری الی یوم الدین فما من احد من امتی یصلی علی الاسماہ باسمہ واسم

ابيه وقال يا محمد ان فلان بز فلان يصلي عليک .

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا اور اسے تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی۔ وہ فرشتہ قیامت کے دن تک میری قبر پر کھڑا ہے۔ میری امت میں سے جو شخص بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں بن فلاں آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ (ابو سعود)

دنیا صرف تین دن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

الدنیا ثلاثة ایام یوم امس قد معنیٰ ما بیدک منه شی ء ویوم غد لا تدری اتدر که ام لا ویوم انت فیه فاغتنمه .

دنیا تین دن ہے۔ ایک گزشتہ دن جس میں سے کوئی چیز تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور ایک دن آئندہ کل۔ اس کے بارے تو نہیں جانتا کہ تو اس کو پالے گا یا نہیں۔ ایک آج کا دن ہے جس میں تو موجود ہے۔ اس کو غنیمت جان۔

دنیا صرف تین گھڑیاں

دنیا صرف تین ساعتیں ہے۔ ایک ساعت گزر چکی۔ ایک ساعت ایسی ہے کہ جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ اس کو حاصل کرے گا یا نہیں اور ایک ساعت ایسی ہے کہ جو تجھے نصیب ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ۔ اے انسان! یقیناً تو صرف اور صرف ایک ساعت کا مالک ہے اس لئے کہ موت ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک آنے والی ہے۔

دنیا صرف تین سانس

انسان کیلئے دنیا صرف تین سانس ہے۔ ایک وہ سانس کہ جو گزر چکی۔ اے مخاطب جو تو نے کرنا تھا اس میں کیا۔ ایک وہ سانس ہے جس کے بارے تو نہیں جانتا کہ وہ تجھے نصیب بھی ہوگا یا نہیں اور ایک وہ سانس ہے کہ جو تو لے رہا ہے۔

اے انسان! حقیقتاً تو صرف ایک سانس ایک گھڑی اور ایک دن کا مالک ہے تو اسی ایک سانس میں نیکی کرنے کیلئے جلدی کر فوت ہونے سے پہلے اور تو توبہ کرنے کیلئے عجلت

سے کام کر لے مرنے سے پہلے۔ شاید کہ تو دوسرا سانس لینے سے پہلے ہی مر جائے۔ اعمال میں سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان سانس لیتے وقت اپنے اوقات کی حفاظت کرے کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ فان من ضیع وقته ضیع عمره ۔ جس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اس نے اپنی عمر کو ضائع کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Time wasting is Life wasting

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جس کو آپ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ فرمایا۔ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل هرمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وصحتک قبل سقمک وحیاتک قبل موتک۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' اپنی مالداری کو محتاجی سے پہلے' اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے' اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے' اس لئے کہ جو انسان جوانی کے دنوں میں اعمال خیر کو کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی حالت میں ایسا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ پس ہر انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان پانچ حالتوں میں نیک کام کرنے میں کوشش کرے۔ اپنی تندرستی کے دنوں کو فراغت کے وقت کو غنیمت جانے جب تک وہ زندہ رہے۔

جو خوش نصیب اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ اسے نیکی کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو شہوات سے محفوظ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین)

انسان اپنی روح کا ایک گھڑی کیلئے بھی مالک نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکتب سے روتے ہوئے اپنے والد محترم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

انہوں نے عرض کیا اے والد بزرگوار مکتب میں طالب علموں نے میری قمیض پر لگے ہوئے پیوندوں کی گنتی کی اور انہوں نے کہا کہ دیکھو امیر المومنین کے بیٹے کے قمیض پر کتنے

پیوند لگے ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کرتے پر چودہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض جگہ چمڑہ کا پیوند لگا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خزانچی کے پاس پیغام کہلا بھیجا کہ آپ مجھے بیت المال میں سے مہینہ کے اختتام تک چار درہم بطور قرض دے دیں اور جب مہینہ مکمل ہوجائے گا تو آپ مجھے بیت المال سے جو تنخواہ دیتے ہیں۔اس میں سے کاٹ لینا۔

خازن نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو واپسی جواباً عرض کیا۔

یاعمر اتامن علیٰ حیاتک شھراً حتی انقدلک فماتفعل بلدراھم بیت المال لومت وبقیت علیک؟ اے عمر رضی اللہ عنہ آپ کو ایک ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے یہاں تک کہ میں آپ کو نقدی رقم عطا کروں اگر آپ فوت ہوگئے تو ان بیت المال کے دراہم کا کیا بنے گا؟ اور وہ آپ پر بطور قرض کے لازم رہیں گے۔

قال عمر: یا بنی ارجع الیٰ الکتاب فانی لا آمن علیٰ روحی ساعۃ

(مشکوٰۃ الانوار)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بیٹے کتاب کی طرف رجوع کر۔ کیونکہ مجھے اپنے جسم میں روح کے ایک گھڑی تک رہنے کا بھی یقین نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

ماشبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام تباعاً من خبز حتیٰ مضی الیٰ سبیلہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ اپنے راستے کی طرف چلے گئے۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دو دن مسلسل جو کی روٹی سے آپ نے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اس حوالے سے اتنا عطا فرماتا کہ جس کا آپ

سے کام کر لے مرنے سے پہلے۔ شاید کہ تو دوسرا سانس لینے سے پہلے ہی مر جائے۔ اعمال میں سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان سانس لیتے وقت اپنے اوقات کی حفاظت کرے کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ فان من ضیع وقتہ ضیع عمرہٗ لہ جس نے اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اس نے اپنی عمر کو ضائع کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Time wasting is Life wasting

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جس کو آپ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ فرمایا۔ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وصحتک قبل سقمک وحیاتک قبل موتک۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے' اپنی مالداری کو محتاجی سے پہلے' اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے' اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے' اس لئے کہ جو انسان جوانی کے دنوں میں اعمال خیر کو کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی حالت میں ایسا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ پس ہر انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ ان پانچ حالتوں میں نیک کام کرنے میں کوشش کرے۔ اپنی تندرستی کے دنوں کو فراغت کے وقت کو غنیمت جانے جب تک وہ زندہ رہے۔

جو خوش نصیب اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ اسے نیکی کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو شہوات سے محفوظ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین)

انسان اپنی روح کا ایک گھڑی کیلئے بھی مالک نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکتب سے روتے ہوئے اپنے والد محترم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

انہوں نے عرض کیا اے والد بزرگوار مکتب میں طالب علموں نے میری قمیض پر لگے ہوئے پیوندوں کی گنتی کی اور انہوں نے کہا کہ دیکھو امیر المومنین کے بیٹے کے قمیض پر کتنے

پیوند لگے ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کرتے پر چودہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض جگہ چمڑہ کا پیوند لگا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خزانچی کے پاس پیغام کہلا بھیجا کہ آپ مجھے بیت المال میں سے مہینہ کے اختتام تک چار درہم بطور قرض دے دیں اور جب مہینہ مکمل ہو جائے گا تو آپ مجھے بیت المال سے جو تنخواہ دیتے ہیں۔ اس میں سے کاٹ لینا۔

خازن نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو واپسی جواباً عرض کیا۔

یاعمر اتامن علیٰ حیاتک شهراً حتی انقدلک فماتفعل بدراهم بیت المال لومت وبقیت علیک؟ اے عمر رضی اللہ عنہ آپ کو ایک ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے یہاں تک کہ میں آپ کو نقدی رقم عطا کروں اگر آپ فوت ہو گئے تو ان بیت المال کے دراہم کا کیا بنے گا؟ اور وہ آپ پر بطور قرض کے لازم رہیں گے۔

قال عمر: یا بنی ارجع الیٰ الکتاب فانی لا آمن علیٰ روحی ساعة

(مشکوٰۃ الانوار)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بیٹے کتاب کی طرف رجوع کر۔ کیونکہ مجھے اپنے جسم میں روح کے ایک گھڑی تک رہنے کا بھی یقین نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

ماشبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة ایام تباعاً من خبز حتیٰ مضی الیٰ سبیله۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ اپنے راستے کی طرف چلے گئے۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ دو دن مسلسل جو کی روٹی سے آپ نے اپنا پیٹ مبارک نہیں بھرا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اس حوالے سے اتنا عطا فرماتا کہ جس کا آپ

کے دل میں خیال بھی نہ گزرتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے یعنی وصال فرما گئے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ماترک علیه الصلوٰة والسلام دیناراً ولا درهما ولا شاة ولابعیراً۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں نہ دینار' نہ درہم نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا چھوڑا:

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔

ماترک علیه الصلوٰة والسلام الا سلاحه وبغلته وارضاً جعلها صدقة۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنا اسلحہ' خچر چھوڑا اور زمین چھوڑی جس کو بعد میں صدقہ کر دیا گیا۔

فقر کو کیوں پسند فرمایا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

ولقدمات علیه الصلوٰة والسلام وما فی بیتی شئ یا کله ذوکبد الا شطرشعیر فی رف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے داربقاء کی طرف تشریف لے گئے اور میرے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں تھی کہ جس کو حیوان کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جو کے کہ میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انه عرض علیٰ ان تجعل لی بطحاء مکة ذهبا فقلت لا یارب اجوع یوماً واشبع یوماً فاما الیوم الذی اجوع فیه فاتضرع الیک وادعوک واما الیوم الذی اشبع فیه فاحمدک واثنی علیه۔

مجھ پر یہ بات پیش کی گئی کہ میرے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنا دیا جائے تو میں نے

عرض کیا نہیں۔ اے میرے رب میں ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا جس دن میں میں بھوکا رہوں گا تو اس دن تیری بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کروں گا اور جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا تو اس دن میں تیری حمد و ثنا بیان کروں گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ان جبرائیل علیه السلام نزل فقال له یا محمد صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ یقرئک السلام ویقول لک اتحب ان اجعل لک هذه الجبال ذهباً وتکون معک حیثما کنت فاطرق ساعة ثم قال یاجبرائیل علیه السلام ان الدنیا ارمن لا دارله ومال من لا مال له قد یجعل ها من لاعقل له فقال له جبرائیل ثبتک الله یا محمد صلی الله علیه وسلم بالقول الثابت۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور آپ کے لئے ارشاد فرمایا کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ ان پہاڑوں کو آپ کیلئے سونا بنا دیا جائے؟ اور یہ پہاڑ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں جہاں آپ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی کے لئے سر جھکایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو۔ دنیا کو بے عقل ہی جمع کرتا ہے۔ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

انا کنا آل محمد صلی الله علیه وسلم لنمکث شهراً مانستوقد ناراً ما هو الا التمر والماء.

بے شک ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک اس طرح رہتے کہ ہمارا چولہا نہیں جلتا تھا نیز ہمارے پاس سوائے کھجور اور پانی کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔

(شفاء شریف)

موت کس حال میں آئے

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

کے دل میں خیال بھی نہ گزرتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سے اپنا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے یعنی وصال فرما گئے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیناراً ولا درھا ولا شاۃ ولابعیراً۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں نہ دینار نہ درہم نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا چھوڑا:

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔

ماترک علیہ الصلوٰۃ والسلام الا سلاحہ وبغلتہ وارضاً جعلھا صدقۃ۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اپنا اسلحہ، خچر چھوڑا اور زمین چھوڑی جس کو بعد میں صدقہ کر دیا گیا۔

فقر کو کیوں پسند فرمایا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

ولقدمات علیہ الصلوٰۃ والسلام وما فی بیتی شئ یا کلہ ذوکبد الا شطرشعیر فی رف۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے دار بقاء کی طرف تشریف لے گئے اور میرے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں تھی کہ جس کو حیوان کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جو کے جو کہ میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ عرض علیٰ ان تجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا فقلت لا یارب اجوع یوماً واشبع یوماً فاما الیوم الذی اجوع فیہ فاتضرع الیک وادعوک واما الیوم الذی اشبع فیہ فاحمدک واثنی علیہ۔

مجھ پر یہ بات پیش کی گئی کہ میرے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنا دیا جائے تو میں نے

عرض کیا نہیں۔ اے میرے رب میں ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا جس دن میں میں بھوکا رہوں گا تو اس دن تیری بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کروں گا اور جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا تو اس دن میں تیری حمد وثنا بیان کروں گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ان جبرائیل علیہ السلام نزل فقال لہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقرئک السلام ویقول لک اتحب ان اجعل لک ھذہ الجبال ذھباً وتکون معک حیثما کنت فاطرق ساعۃ ثم قال یاجبرائیل علیہ السلام ان الدنیا ارمن لا دارلہ ومال من لا مال لہ قد یجعل ھا من لاعقل لہ فقال لہ جبرائیل ثبتک اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالقول الثابت۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور آپ کے لئے ارشاد فرمایا کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ ان پہاڑوں کو آپ کیلئے سونا بنا دیا جائے؟ اور یہ پہاڑ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں جہاں آپ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی کے لئے سر جھکایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو۔ دنیا کو بے عقل ہی جمع کرتا ہے۔ آپ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔

انا کنا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم لنمکث شھراً ماتستوقد ناراً ما ھو الا التمر والماء۔

بے شک ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک اس طرح رہتے کہ ہمارا چولہا نہیں جلتا تھا نیز ہمارے پاس سوائے کھجور اور پانی کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔

(شفاء شریف)

موت کس حال میں آئے

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

یابلال مت فقیراً ولا تمت غنیاً.

اے بلال رضی اللہ عنہ تو فقیر ہو کر فوت ہو۔ مالدار ہو کر نہ مر۔

آپ کی پسندیدہ چیز

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی کسی ایک کو شکایت کرتے ہوئے رات گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالداری سے فقیری زیادہ پسند تھی۔ آپ ہمیشہ بھوکے رہتے۔ بھوک کی وجہ سے لمبی راتوں میں خالی پیٹ رہتے لیکن یہ چیز آپ کو دن کو روزہ رکھنے سے منع نہ کرسکتی۔ حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں اس کے پھلوں اور دنیا کی عیش وعشرت کا سوال کرسکتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضور کے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے میں روتی رہتی تھی اور بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک کی جو حالت ہوتی۔ اس پر میں اپنا ہاتھ مار کر اس کو محسوس کرتی اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میری جان قربان ہو۔ آپ دنیا سے اتنا تو ضرور حاصل کرتے جو قوت لایموت ہو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور اس کے مال پر میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے صبر سے کام لیا جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت حالت تھی۔ وہ اپنے حال پر قائم رہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عزت والا انجام کیا اور ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیا۔ میں اپنے دل میں حیا محسوس کرتا ہوں کہ مالداری کے حساب سے میں ان سے بڑھ جاؤں اور کل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے کم ہو جاؤں۔ مجھے اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اس ظاہری دنیا پر تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ (شفاء شریف)

دنیا اور آخرت کا فاصلہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت چہرے والا' بہترین بالوں والا نہایت ہی

اچھے کپڑوں والا ایک شخص آیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔

ماالدنیا ؟ دنیا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا سونے والے کے خواب کی طرح۔

اس نے عرض کیا۔ ماالآخرۃ؟ آخرت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں اس نے پھر عرض کیا۔ فما الجنة؟ جنت کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا بدل ہے اس کے لئے جو دنیا کو چھوڑ دے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کا چھوڑنا ہے۔

سائل نے عرض کیا فما جهنم ؟ جہنم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا دنیا کا بدل ہے جو اس کو چاہنے والا ہو۔

آنے والے نے عرض کیا فما خیر هذه الامة؟ اس امت کا بہترین آدمی کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ سائل نے عرض کیا فکیف یکون الرجل فیھا؟ آدمی اس میں کیسے رہے؟

آپ نے فرمایا منتظر الطالب القافلة ایسے انتظار کرنے والا ہو جیسا کہ قافلہ کو طلب کرنے والا ہوتا ہے۔

سوال کرنے والے نے پوچھا فکم القرار فیھا؟ دنیا میں کس قدر ٹھہرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کقدر المتخلف عن القافله اتنی مقدار جتنی دیر قافلہ سے پیچھے رہ جانے والا ٹھہرتا ہے۔

سائل نے عرض کیا؟ فکم مابین الدنیا والآخرة؟ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے؟

آپ نے فرمایا۔ غمضة عین۔ آنکھ بند کرنے کی دیر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ پھر ہم نے اسے نہ دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یابلال مت فقیراً ولا تمت غنیاً.

اے بلال رضی اللہ عنہ تو فقیر ہو کر فوت ہو۔ مالدار ہو کر نہ مر۔

آپ کی پسندیدہ چیز

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی کسی ایک کو شکایت کرتے ہوئے رات گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالداری سے فقیری زیادہ پسند تھی۔ آپ ہمیشہ بھوکے رہتے۔ بھوک کی وجہ سے لمبی راتوں میں خالی پیٹ رہتے لیکن یہ چیز آپ کو دن کو روزہ رکھنے سے منع نہ کر سکتی۔ حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں اس کے پھلوں اور دنیا کی عیش وعشرت کا سوال کر سکتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضور کے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے میں روتی رہتی تھی اور بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک کی جو حالت ہوتی۔ اس پر میں اپنا ہاتھ مار کر اس کو محسوس کرتی اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میری جان قربان ہو۔ آپ دنیا سے اتنا تو ضرور حاصل کرتے جو قوت لایموت ہو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور اس کے مال پر میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے صبر سے کام لیا جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت حالت تھی۔ وہ اپنے حال پر قائم رہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عزت والا انجام کیا اور ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیا۔ میں اپنے دل میں حیا محسوس کرتا ہوں کہ مالداری کے حساب سے میں ان سے بڑھ جاؤں اور کل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے کم ہو جاؤں۔ مجھے اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اس ظاہری دنیا پر تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ (شفاء شریف)

دنیا اور آخرت کا فاصلہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت چہرے والا بہترین بالوں والا نہایت ہی

اچھے کپڑوں والا ایک شخص آیا۔ اس نے آ کر عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔

ماالدنیا ؟ دنیا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا سونے والے کے خواب کی طرح۔

اس نے عرض کیا۔ مالآخرۃ؟ آخرت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں اس نے پھر عرض کیا۔ فما الجنۃ؟ جنت کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا بدل ہے اس کے لئے جو دنیا کو چھوڑ دے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کا چھوڑنا ہے۔

سائل نے عرض کیا فما جھنم ؟ جہنم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا دنیا کا بدل ہے جو اس کو چاہنے والا ہو۔

آنے والے نے عرض کیا فما خیر ھذہ الامۃ؟ اس امت کا بہترین آدمی کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ سائل نے عرض کیا فکیف یکون الرجل فیھا؟ آدمی اس میں کیسے رہے؟

آپ نے فرمایا متنظر الطالب القافلۃ ایسے انتظار کرنے والا ہو جیسا کہ قافلہ کو طلب کرنے والا ہوتا ہے۔

سوال کرنے والے نے پوچھا فکم القرار فیھا؟ دنیا میں کس قدر ٹھہرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کقدر المتخلف عن القافلہ اتنی مقدار جتنی دیر قافلہ سے پیچھے رہ جانے والا ٹھہرتا ہے۔

سائل نے عرض کیا؟ فکم مابین الدنیا والآخرۃ؟ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے؟

آپ نے فرمایا۔ غمضۃ عین۔ آنکھ بند کرنے کی دیر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ پھر ہم نے اسے نہ دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا جبرائیل اتاکم لیز هدکم فی الدنیا ویرغبکم فی الآخرہ

یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تمہارے پاس آئے تاکہ وہ تمہیں دنیا میں تمہیں زہد اور پرہیزگاری سکھائیں اور آخرت میں رغبت دلائیں۔ (زبدۃ الواعظین)

مخلوق میں سے ناپسندیدہ چیز

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ لم یخلق خلقا ابغض من الدنیا وانہ لم ینظر الیھا منذ خلقھا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا اس کی طرف نظر ہی نہیں فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اذا طلبتم من الدنیا شیئاً فعسر علیکم واذا طلبتم من الاخرۃ شیئاً فتیسر لکم فاعلموا ان اللہ تعالیٰ یحبکم۔

جب تم دنیا میں سے کوئی چیز طلب کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے مشکل کردی جاتی ہے اور جب تم آخرت کے بارے میں کوئی چیز طلب کرو تو وہ تمہارے لئے آسان بنا دی جاتی ہے۔ پس تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کیا چیز پسند فرماتا ہے؟

دنیا کے طالب کیلئے چار غم

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اصبح والدنیا اکبر ھمہ فلیس من اللہ فی شیء والذم قلبہ اربع خصال الاولیٰ ھم لا ینقطع عنہ ابداً والثانیۃ شغل لایتفرغ منہ ابداً والثالثۃ فقر لایبلغ غنی ابداً والرابعۃ امل لایبلغ منتھاہ ابداً۔

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا غم دنیا کا غم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ اس کے دل میں چار خصلتیں لازم کردی جاتی ہیں۔

۱- دنیا کا غم اس سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔

۲- دنیاوی مصروفیات سے وہ کبھی فارغ نہیں ہوگا۔

۳- مالداری کی حالت میں وہ فقر کو کبھی نہیں پہنچے گا۔

۴۔ ایسی امید میں مبتلا رہے گا جس کی انتہاء کو کبھی نہیں حاصل کر سکے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام برائیوں کی جڑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ فعلیک بالاعراض عنھا دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اے مخاطب تجھ پر اس سے اعراض کرنا لازم ہے۔

ابن سماک نے فرمایا اس کا ایک گھونٹ دنیا ہے۔ اس کی مٹھاس اس کی طرف میلان اور رغبت ہونے کی وجہ سے اس کا گھونٹ آخرت ہے۔ وہ اس کی کڑواہٹ ہے تاکہ وہ اس سے خالی رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے کہ جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی ہے اس کے فوائد تریاق ہیں اور اس کا فریب زہر ہے۔ پس جس شخص نے اس کو جان لیا۔ وہ اس کے تریاق سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کے زہر سے اجتناب کرتا ہے۔

(من الموعظۃ الحسنۃ)

انفاق فی سبیل اللہ کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چالیس ہزار دینار پوشیدہ طور پر خرچ کئے اور چالیس ہزار دینا علانیہ طور پر خرچ کئے۔ یہ خرچ کر لینے کے بعد آپ کے پاس کوئی چیز بھی نہ بچی۔

اپنے جسم کو ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہ رکھنے کی وجہ سے وہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہ لائے اور نہ ہی اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر ان کو حاضری نصیب ہوئی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے پاس ان کی ضروریات سے زائد کوئی چیز نہ پائی حالانکہ آپ نے ان کے ہاں تلاش بھی کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تاکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان سے کوئی چیز لے سکیں۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هذا جبرائیل اتاکم لیز هدکم فی الدنیا ویرغبکم فی الآخرہ

یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تمہارے پاس آئے تا کہ وہ تمہیں دنیا میں تمہیں زہد اور پرہیز گاری سکھائیں اور آخرت میں رغبت دلائیں۔ (زبدۃ الواعظین)

مخلوق میں سے ناپسندیدہ چیز

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ لم یخلق خلقا ابغض من الدنیا وانہ لم ینظر الیھا منذخلقھا.

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا اس کی طرف نظر ہی نہیں فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اذا طلبتم من الدنیا شیئاً فتعسر علیکم واذا طلبتم من الاخرۃ شیئاً فتیسرلکم فاعلموا ان اللہ تعالیٰ یحبکم۔

جب تم دنیا میں سے کوئی چیز طلب کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے مشکل کردی جاتی ہے اور جب تم آخرت کے بارے میں کوئی چیز طلب کرو تو وہ تمہارے لئے آسان بنا دی جاتی ہے۔ پس تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کیا چیز پسند فرماتا ہے؟

دنیا کے طالب کیلئے چار غم

حدیث شریف میں ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اصبح والدنیا اکبر ھمہ فلیس من اللہ فی شیء والذم قلبہ اربع خصال الاولیٰ ھم لا ینقطع عنہ ابداً والثانیۃ شغل لایتفرغ منہ ابداً والثالثۃ فقر لایبلغ غنی ابداً والرابعۃ امل لایبلغ منتھاہ ابداً۔

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا غم دنیا کا غم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ اس کے دل میں چار خصلتیں لازم کردی جاتی ہیں۔

۱- دنیا کا غم اس سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔

۲- دنیاوی مصروفیات سے وہ کبھی فارغ نہیں ہوگا۔

۳- مالداری کی حالت میں وہ فقر کو کبھی نہیں پہنچے گا۔

۴- ایسی امید میں مبتلا رہے گا جس کی انتہاء کو کبھی نہیں حاصل کر سکے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام برائیوں کی جڑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ فعلیک بالاعراض عنہا دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اے مخاطب تجھ پر اس سے اعراض کرنا لازم ہے۔

ابن سماک نے فرمایا اس کا ایک گھونٹ دنیا ہے۔ اس کی مٹھاس اس کی طرف میلان اور رغبت ہونے کی وجہ سے اس کا گھونٹ آخرت ہے۔ وہ اس کی کڑواہٹ ہے تاکہ وہ اس سے خالی رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے کہ جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی ہے اس کے فوائد تریاق ہیں اور اس کا فریب زہر ہے۔ پس جس شخص نے اس کو جان لیا۔ وہ اس کے تریاق سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کے زہر سے اجتناب کرتا ہے۔

(من الموعظۃ الحسنۃ)

انفاق فی سبیل اللہ کا مقام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چالیس ہزار دینار پوشیدہ طور پر خرچ کئے اور چالیس ہزار دینا علانیہ طور پر خرچ کئے۔ یہ خرچ کر لینے کے بعد آپ کے پاس کوئی چیز بھی نہ بچی۔

اپنے جسم کو ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہ رکھنے کی وجہ سے وہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہ لائے اور نہ ہی اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر ان کو حاضری نصیب ہوئی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے پاس ان کی ضروریات سے زائد کوئی چیز نہ پائی حالانکہ آپ نے ان کے ہاں تلاش بھی کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تاکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان سے کوئی چیز لے سکیں۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس عندنا شئ نعطیه لابی بکر و کذلک فاطمة اغتمت ہمارے پاس کوئی چیز نہیں کہ جس کو ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کرسکیں اور اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی چیز دینے کیلئے تلاش کی لیکن اپنے ہاں اسے موجود نہ پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے پاس سے غمزدہ ہوکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی طرح غمزدہ ہوئیں لیکن انہیں کوئی چیز نہ ملی جس کو وہ عطا کرتیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو طلب فرمایا تاکہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز اٹھا کر لے جائیں تو ان حضرات نے جہیز میں یہ چیزیں اٹھائیں۔ ۱- چکی ۲- رنگا ہوا چمڑہ ۳- ایک کوزہ ۴- ایک بڑا پیالہ ۵- ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ۶- ایک تسبیح۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ حضرت خاتون جنت کا یہ جہیز دیکھ کر رو پڑے اور عرض کیا؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جہیز ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابابکر ھذا کثیر لمن کان فی الدنیا۔

''اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس کیلئے بہت زیادہ ہے جو دنیا میں صرف گزارا کرے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہن بن کر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف فرما ہونے لگیں تو آپ کے جسم اقدس پر جو چادر مبارک تھی اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ کے ساتھ جو پیستی' زبان کے ساتھ قرآن پڑھتیں' دل کے ساتھ اس کی تفسیر کرتی' پاؤں کے ساتھ پنگھوڑے کو حرکت دیتی اور آنکھ کے ساتھ روتی تھیں۔

جبکہ ہمارے زمانے کی خاتون

ہاتھوں کے ساتھ دف بجاتی ہے' زبان کے ساتھ گیت گاتی ہے۔

دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتی ہے اور آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتی ہے تو وہ جنت میں کیسے داخل ہوگی؟

جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے تشریف لے گئے تو آپ نے جہیز میں ملنے والے تکیہ کا ارادہ کیا اور اس عباء کا جس کو انہوں نے اپنی ذات کیلئے تیار کیا تھا۔ آپ نے وہ عباء اپنی لونڈی کو عطا کر کے بھیجا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

قولی لابی بکر قد علمنا ما فعلت فی حق ابینا. ولم یکن عندنا شی ء سوی هذه الوسادة التی جهزنی بها والدی والعباء ة۔

تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر عرض کرنا کہ جو کچھ آپ نے میرے والد گرامی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ ہم سب جانتے ہیں لیکن ہمارے پاس سوائے اس تکیہ اور عباء کے جو مجھے میرے اب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور کچھ نہیں تھا۔

جب لونڈی کاشانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہنچی تو اس نے ندا دی اور عرض کیا۔

السلام علیک یاصاحب الصدق ان سیدتی فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وسلم تقرئک السلام وتقول لک کذا۔

اے سچائی والے آپ پر سلام ہو۔ بے شک میری سیدہ ملکہ حضرت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام فرما رہی ہیں اور آپ کیلئے اس طرح کہ کلمات ارشاد فرما رہی ہیں۔ (جن کا ابھی ذکر ہوا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان پر بھی سلام ہو۔

آپ نے اس لونڈی سے وہ عباء لے لی اور آپ نے بغیر سینے کے جلدی سے اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا تاکہ وہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کر سکیں اور آپ نے اس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن بنا لئے تاکہ وہ چلنے کے وقت کھل نہ جائے اور وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی طرف ننگے پاؤں چل پڑے۔

لیس عندنا شئ نعطیه لابی بکر و کذلک فاطمۃ اغتنمت ہمارے پاس کوئی چیز نہیں کہ جس کو ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کرسکیں اور اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی چیز دینے کیلئے تلاش کی لیکن اپنے ہاں اسے موجود نہ پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے پاس سے غمزدہ ہوکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی طرح غمزدہ ہوئیں لیکن انہیں کوئی چیز نہ ملی جس کو وہ عطا کرتیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو طلب فرمایا تاکہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز اٹھا کر لے جائیں تو ان حضرات نے جہیز میں یہ چیزیں اٹھائیں۔ ۱- چکی ۲- رنگا ہوا چمڑہ ۳- ایک کوزہ ۴- ایک بڑا پیالہ ۵- ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ۶- ایک تسبیح۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ حضرت خاتون جنت کا یہ جہیز دیکھ کر رو پڑے اور عرض کیا؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جہیز ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابابکر ھذا کثیر لمن کان فی الدنیا۔

"اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس کیلئے بہت زیادہ ہے جو دنیا میں صرف گزارا کرے۔"

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہن بن کر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف فرما ہونے لگیں تو آپ کے جسم اقدس پر جو چادر مبارک تھی اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

شہزادی کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ کے ساتھ جو پیستی' زبان کے ساتھ قرآن پڑھتیں' دل کے ساتھ اس کی تفسیر کرتی' پاؤں کے ساتھ پنگھوڑے کو حرکت دیتی اور آنکھ کے ساتھ روتی تھیں۔

جبکہ ہمارے زمانے کی خاتون
ہاتھوں کے ساتھ دف بجاتی ہے، زبان کے ساتھ گیت گاتی ہے۔
دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتی ہے اور آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتی ہے تو وہ جنت میں کیسے داخل ہوگی؟

جب حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے تشریف لے گئے تو آپ نے جہیز میں ملنے والے تکیہ کا ارادہ کیا اور اس عباء کا جس کو انہوں نے اپنی ذات کیلئے تیار کیا تھا۔ آپ نے وہ عباء اپنی لونڈی کو عطا کر کے بھیجا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

قولیٰ لابی بکر قد علمنا ما فعلت فی حق ابینا. ولم یکن عندنا شی ء سویٰ هذه الوسادة التی جهزنی بها والدی والعباء ة۔

تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر عرض کرنا کہ جو کچھ آپ نے میرے والد گرامی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ ہم سب جانتے ہیں لیکن ہمارے پاس سوائے اس تکیہ اور عباء کے جو مجھے میرے اب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور کچھ نہیں تھا۔

جب لونڈی کاشانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہنچی تو اس نے ندا دی اور عرض کیا۔

السلام علیک یاصاحب الصدق ان سیدتی فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وسلم تقرئک السلام وتقول لک کذا۔

اے سچائی والے آپ پر سلام ہو۔ بے شک میری سیدہ ملکہ حضرت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام فرما رہی ہیں اور آپ کیلئے اس طرح کہ کلمات ارشاد فرما رہی ہیں۔ (جن کا ابھی ذکر ہوا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان پر بھی سلام ہو۔

آپ نے اس لونڈی سے وہ عباء لے لی اور آپ نے بغیر سینے کے جلدی سے اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا تاکہ وہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت کر سکیں اور آپ نے اس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن بنا لئے تاکہ وہ چلنے کے وقت کھل نہ جائے اور وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی طرف ننگے پاؤں چل پڑے۔

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک عباء اوڑھے ہوئے ہیں اوراس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن لگائے ہوئے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

یا اخی یا جبرائیل علیہ السلام انی قبل ھذہ الحالۃ مارایتک قط بھذہ الصورۃ.

اے بھائی اے جبرائیل علیہ السلام میں نے اس حالت سے پہلے تجھے اس شکل وصورت میں کبھی نہیں دیکھا۔

قال جبرائیل علیہ السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت ترانی ولم یبق فی ملکوت السموات الاتزین بھذہ الصورۃ حبا فی ابی بکر وموافقۃ لہ۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ نے تو صرف مجھے دیکھا حالانکہ تمام آسمانوں کا کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس نے یہ لباس زیب تن نہ کیا ہو اور یہ سارا کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور ان کی موافقت کی وجہ سے ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید عرض کیا۔

یارسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک قل لابی بکر ھل ھوراض عنی کما انا راض عنہ فاخبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک، فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ وقال الٰھی انا عنک راض وانت راض عنی ثلاث مرات۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرمارہا ہے کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ کیا وہ مجھ رب سے راضی ہیں؟ جیسا کہ میں اس سے راضی ہوں۔

آ قا کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس بات کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور تین مرتبہ عرض کیا کہ یا اللہ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو مجھ سے راضی ہے۔(تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی چار نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اربع خصال من الشقاوة جمود العین وقوة القلب وطول الامل وحب الدنیا۔

بدبختی کی چار خصلتیں ہیں۔

۱- آنکھ کا آنسو نہ بہانا ۲- دل کا سخت ہونا ۳- لمبی امید ۴- دنیا کی محبت

دنیا حقیر چیز ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

قال علیه الصلوة والسلام لو کانت الدنیا تعدل عندالله جناح بعوضة او جناح طیر ماسقی کافراً منها شربة ماء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر یا ایک پرندے کے پر کے برابر ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی نہ پلاتا۔(زبدۃ الواعظین)

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک عباء اوڑھے ہوئے ہیں اوراس پر کھجور کے کانٹوں سے بٹن لگائے ہوئے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

یا اخی یا جبرائیل علیہ السلام انی قبل ھذہ الحالۃ مارایتک قط بھذہ الصورۃ۔

اے بھائی اے جبرائیل علیہ السلام میں نے اس حالت سے پہلے تجھے اس شکل وصورت میں کبھی نہیں دیکھا۔

قال جبرائیل علیہ السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت ترانی ولم یبق فی ملکوت السموات الاتزین بھذہ الصورۃ حبا فی ابی بکر وموافقۃ لہ۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ نے تو صرف مجھے دیکھا حالانکہ تمام آسمانوں کا کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس نے یہ لباس زیب تن نہ کیا ہو اور یہ سارا کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور ان کی موافقت کی وجہ سے ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید عرض کیا۔

یارسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک قل لابی بکر ھل ھوراض عنی کما انا راض عنہ فاخبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک، فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ وقال الٰھی انا عنک راض وانت راض عنی ثلاث مرات۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرمارہا ہے کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ کیا وہ مجھ رب سے راضی ہیں؟ جیسا کہ میں اس سے راضی ہوں۔

آقا کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس بات کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور تین مرتبہ عرض کیا کہ یا اللہ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو مجھ سے راضی ہے۔(تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی چار نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اربع خصال من الشقاوة جمود العین وقوة القلب وطول الامل وحب الدنیا۔

بدبختی کی چار خصلتیں ہیں۔

۱-آنکھ کا آنسو نہ بہانا ۲- دل کا سخت ہونا ۳- لمبی امید ۴- دنیا کی محبت

دنیا حقیر چیز ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

قال علیه الصلوة والسلام لو کانت الدنیا تعدل عندالله جناح بعوضة او جناح طیر ماسقی کافراً منها شربة ماء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر یا ایک پرندے کے پر کے برابر ہوتی تو وہ اس میں سے کافر کو پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی نہ پلاتا۔(زبدۃ والواعظین)

جلسہ نمبر ۳۷

موت کی شدت کا بیان

آیت کی تفسیر

(واذکر فی الکتاب ادریس) ''اور آپ کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کو یاد کریں۔''

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام کے نواسے ہیں اور ابونوح کے جدامجد ہیں اور آپ کا نام اختوح ہے۔ ادریس درس سے مشتق ہے۔

آپ کا لقب ادریس اس لئے رکھا گیا کہ آپ کثرت سے درس دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف تیس صحائف نازل فرمائے اور آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔ علم نجوم اور علم حساب میں غوروفکر کیا۔

(وانه كان صديقاً ورفعناه مكان عليا) ''بے شک حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام سچے تھے اور ہم نے ان کو بلند مکان کی طرف اٹھالیا۔''

یعنی نبوت کی شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا جو مرتبہ اور مقام ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو جنت کی طرف اٹھالیا گیا۔ بعض نے کہا بلند مقام تک لے جانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو چوتھے یا چھٹے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ (قاضی بیضاوی)

دیگر انبیاء پر درود بھیجنے حکم

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوا على انبياء الله تعالى ورسله فانه بعثهم كما بعثني.

تم اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں پر درود شریف پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے مبعوث فرمایا۔ اسی طرح ان (انبیاء ورسل) کو بھی مبعوث فرمایا۔

کثرت درود کے فوائد

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تجھ سے تیری زبان اور کلام۔ تیری روح اور جسم، تیری آنکھوں کے نور اور آنکھ، تیری سماعت اور کانوں سے زیادہ قریب ہو جاؤں۔ (اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ یہ چاہتے ہیں) تو

فاکثر الصلوٰۃ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات والاصفات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کر۔

ایک شرعی مسئلہ

کتاب الشفاء کے مصنف قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علمائے کرام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ غیر نبی پر درود بھیجنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غیر نبی پر درود بھیجنا جائز نہیں ہے اور فرمایا کہ انبیاء کرام کے علاوہ کسی پر درود بھیجنا مناسب نہیں ہے۔

اس ضمن میں علماء کے مزید اقوال بھی ہیں لیکن زیادہ راجح یہی قول ہے کہ انبیاء کرام اور ان کے علاوہ پر درود بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان حضرات نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کو بطور دلیل پیش کیا اور اس حدیث سے بھی استدلال کیا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درود کی تعلیم دینے کا ذکر ہے کیونکہ اسی حدیث شریف میں علی ازواجہ اور علی آلہ کے الفاظ موجود ہیں نیز ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللھم صل علی آل ابی اوفی.

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا اللہ آل ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما اور جس حدیث میں صلوٰۃ کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

اللھم صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ ازواجہ وذریاتہ.

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔

جب کوئی قوم اپنے عطیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرتی تو آپ اس قوم کے لئے اس طرح دعا فرماتے۔

اللھم صل علیٰ آل فلان.

یا اللہ فلاں کی آل پر تو رحمت نازل فرما۔ (کتاب الشفاء از قاضی عیاض)

آل سے کون لوگ مراد ہیں

آل سے مراد کون سے خوش نصیب لوگ ہیں۔ اس بارے میں آٹھ اقوال ہیں۔

۱- آل سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ہیں۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔

۳- بعض نے کہا کہ آل سے مراد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت ہیں۔

۴- بعض کا کہنا ہے کہ آل سے ہر آدمی کی اولاد مراد ہوتی ہے۔

۵- بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آل سے مراد ہر آدمی کی قوم ہوتی ہے۔

۶- کچھ کا موقف یہ ہے کہ آل سے مراد وہ حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے۔

۷- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد کل تقی ہر پرہیز گار انسان مراد ہے۔

۸- حضرت حسن کا اس بارے مذہب یہ ہے کہ آل سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی صلوٰۃ میں یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اجعل صلوتک وبرکاتک علیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یریدنفسه الشریفة۔

یا اللہ تو اپنی رحمت اور اپنی برکتیں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کر دے تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اقدس مراد لیتے تھے۔ (شفاء شریف از قاضی عیاض)

اللہ کے نام کا دیدار اور روح مومن کی پرواز

حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح کو قبض کرنے کا ارادہ فرماتا

ہے تو موت کا فرشتہ اس آدمی کے منہ کی جانب سے آتا ہے تاکہ اس کی روح کو قبض کر سکے لیکن اس مومن کے منہ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نکل رہا ہوتا ہے تو اس فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں اس طرف سے راستہ نہیں مل سکتا کیونکہ اس میں میرے رب کا ذکر جاری وساری ہے تو موت کا فرشتہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ مجھے اس اس طرح جواب ملا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اس مومن کی روح. کسی اور جانب سے قبض کرلے تو ملک الموت اس مومن کے ہاتھ کی جانب سے آجاتا ہے لیکن اس ہاتھ سے صدقہ دیا جا رہا ہوتا ہے وہ ہاتھ یتیم کے سر پر پھیرا جاتا ہے۔ وہ اس ہاتھ کے ساتھ علم کی بات لکھتا ہے۔ اسی ہاتھ نے دشمنوں کے خلاف تلوار چلاتا ہے جب موت کا فرشتہ اس طرف سے روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے۔

پھر وہ فرشتہ پاؤں کی جانب سے روح قبض کرنے کیلئے آتا ہے تو اس کی جانب سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے۔ وہ پاؤں ملک الموت سے ہمکلام ہو کر کہتا ہے کہ یہ مومن میرے ساتھ چل نماز باجماعت ادا کرنے۔ نماز عید پڑھنے اور علم کی مجالس میں علم کی باتیں سننے کیلئے گیا۔

وہ فرشتہ اس مومن کے کانوں کی جانب سے روح کو قبض کرنے کیلئے آتا ہے تو یہاں سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب ملتا ہے کہ اس بندہ مومن نے ہمارے (کانوں) کے ساتھ ہی قرآن مجید اور ذکر کو سنا۔

ملک الموت آنکھوں کی جانب سے آتا ہے کہ روح کو قبض کر سکے تو یہاں سے بھی اسے پہلے کی طرح جواب سننے کو ملتا ہے کہ اس بندۂ مومن نے انہی آنکھوں سے قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کو دیکھا۔

بالآخر وہ فرشتہ رب کائنات کی بارگاہ واپس جاتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب اس بندۂ مومن کے اعضاء اپنے دلائل کی وجہ سے مجھ پر غالب آگئے تو میں اس کی روح کو کیسے قبض کر سکتا ہوں؟

ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اپنی ہتھیلی پر میرا نام لکھ لو اور وہ اس بندۂ مومن کی روح کو دکھاؤ جب بندۂ مومن کی روح رب ذوالجلال کے نام کو دیکھے گی

تو اس سے محبت کرے گی اور مومن کی روح اس کے منہ سے باہر آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے اس بندۂ مومن کو روح کے نکلنے کی تکلیف نہ ہوگی تو یقیناً اس نام پاک کی برکت سے اس بندۂ مومن سے رسوائی و ذلت اور عذاب کو دور کردیا جائے گا اور اے مومنوں تمہارے سینوں پر اللہ تعالیٰ کا نام تحریر کیا ہوا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کو لکھا گیا ہے۔

ایک اور آیت کریمہ ہے۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ۔

کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو اسلام کے لئے نہیں کھولا تو وہ اپنے رب کی جانب سے نور پر ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک مومن بندوں سے عذاب اور قیامت کے دن سختیوں کو دور فرما دے گا۔ (موعظہ حسنہ)

مرتے وقت مومن کو تکلیف نہیں ہوتی

ایک ولی اللہ نے اس بات میں غور وفکر کیا۔ کیا قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت کریمہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو تقویت پہنچائے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یخرج روح المومن من جسدہٖ کما یخرج الشعر من العجین۔

مومن کی روح اس کے جسم سے اس طرح باہر نکلتی ہے جس طرح کہ بال کو آٹا سے نکال لیا جائے۔

اس اللہ کے نیک بندے نے مکمل قرآن مجید ختم کیا۔ اس میں غور وفکر بھی کیا لیکن اسے کوئی آیت سمجھ نہ آئی کہ جس سے اس کا مسئلہ حل ہوجائے۔ اسی دوران خواب میں اسے مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا فرمان ہے۔

(ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین)

”کوئی خشک وتر چیز نہیں مگر اس کا بیان روشن کتاب میں موجود ہے۔“

لیکن مجھے قرآن مجید میں اس حدیث پاک مفہوم نظر نہیں آتا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب سورہ یوسف میں تلاش کرو جب وہ ولی اللہ بیدار ہوا۔ اس نے سورہ یوسف کو پڑھا تو اسے اپنا مسئلہ حل کرنے کیلئے یہ آیت کریمہ ملی۔

(وقالت اخرج علیھن فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن)

''حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ ان عورتوں کی طرف تشریف لے چلیں جب ان عورتوں نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر آپ کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔''

جب مصر کی عورتوں نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھا تو وہ اسی میں مصروف ہوگئیں اور اس محویت کے عالم میں ان کو ہاتھوں کے کٹنے کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔

اسی طرح بندۂ مومن جب موت کے وقت فرشتے کو دیکھتا ہے۔ جنت میں اپنا مقام ملاحظہ کرتا ہے۔ جنت میں موجود نعمتیں اور حور و قصور پر جب اس کی نظر پڑتی ہے تو اس کا دل انہی باتوں میں مشغول ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے موت کی سختی بالکل محسوس نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

تنزل علیھم الملئکۃ الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون.

ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تم نہ خوف کرو نہ غمگین ہو اور تم خوش ہوجاؤ اس جنت سے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ (شرعۃ الاسلام)

روح کے نکلنے کے وقت بعض اعضاء کا بعض کو الوداع کہنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی پر نزع کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ندا کرنے والا ندا دیتا ہے کہ اس کو چھوڑ دو تاکہ آرام کرے۔ اسی طرح روح جب گھٹنہ اور ناف تک پہنچتی ہے اور جب سینہ تک روح آجاتی ہے تو ندا آتی ہے کہ اس کو چھوڑ دو تاکہ وہ آرام کرلے۔ اسی طرح جب روح حلقوم تک آجاتی ہے تو ندا آتی ہے کہ اس کو چھوڑ دو تاکہ اعضا ایک دوسرے کو الوداع کرلیں چنانچہ ایک آنکھ دوسری آنکھ کو الوداع کرلیں چنانچہ ایک

آنکھ دوسری آنکھ کو الوداع کرتی ہے اور کہتی ہے۔

السلام علیکم الی یوم القیامة قیامت کے دن تک تم پر سلامتی ہو۔

اسی طرح دونوں کان' دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں ایک دوسرے کو الوداع کرتے ہیں اور روح نفس کو الوداع کرتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس بات سے کہ ایمان زبان سے اور معرفت دل سے رخصت ہو جائے۔ چنانچہ ہاتھ بغیر حرکت کے باقی رہ جاتے ہیں۔ دونوں پاؤں میں حرکت نہیں ہوتی۔ دونوں آنکھوں میں نظر نہیں ہوتی۔ دونوں کان بغیر سماعت کے رہ جاتے ہیں اور جسم بغیر روح کے موجود ہوتا ہے جبکہ زبان بغیر اقرار کے دل بغیر معرفت اور تصدیق کے باقی رہ جاتا ہے۔

تو آدمی کی حالت قبر میں کیسی ہوگی کہ جب وہ کسی ایک کو بھی نہیں دیکھے گا نہ باپ' نہ ماں' نہ بیٹا نہ بھائی' نہ ساتھی' نہ بچھونا اور نہ حجاب کچھ بھی نظر نہیں آئے گا اگر وہ بندۂ مومن اس حال میں اپنے کریم رب کو بھی نہ دیکھ سکا تو اس نے نقصان عظیم اٹھایا اور وہ خسر الدنیا والاخرہ ہوا۔ (دقائق الاخبار)

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کا جنت کی طرف اٹھائے جانے کا سبب

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے جنت کی طرف اٹھائے جانے کا سبب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ہر دن رات ان کے اعمال پیش کئے جاتے تھے جس طرح کہ تمام زمین والوں کے اعمال ہوتے تھے۔ ملک الموت ان کی زیارت کے مشتاق ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے حضرت ادریس علیہ السلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی تو ملک الموت ایک آدمی کی شکل میں ان کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام صائم الدھر تھے جب افطار کا وقت ہوا تو ایک فرشتہ بہشتی کھانا لایا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اس کھانے سے کھایا۔ ملک الموت سے فرمایا کہ آپ بھی کھائیں لیکن انہوں نے نہ کھایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کھانے سے فراغت کے بعد اٹھے اور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ملک الموت اب بھی ان کے پاس بیٹھے رہے۔

فجر طلوع ہونے کے بعد جب سورج نکل آیا تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کے

پاس بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام اس سے متعجب ہوئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا کیا۔ آپ میرے ساتھ سیر کرنے کیلئے چلیں گے؟ جب میں سیر کرنے کیلئے جاؤں تا کہ مجھے خوشی حاصل ہو۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ وہ دونوں اپنے مقام سے اٹھے۔ سیر کرنے کیلئے چل پڑے۔ چلتے چلتے ایک کھیت میں پہنچے۔

ملک الموت نے حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اس کھیت سے چند سٹے لینے کی اجازت دیتے ہیں تا کہ ہم اسے کھائیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا

سبحان اللہ لم تاکل الطعام الحلال امس و ترید ان تاکل الیوم من الحرام.

''سبحان اللہ کل آپ نے حلال کھانا نہیں کھایا اور آج آپ حرام کھانا چاہتے ہیں۔''

وہ دونوں مسلسل چار دن تک چلتے رہے۔ اس دوران حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام نے اپنے ساتھی میں کچھ باتیں ایسی محسوس کیں جو انسانی طبیعت کے مخالف تھیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنے ساتھ سیر کرنے والے سے دریافت فرمایا۔ من انت۔ تو کون ہے؟ ساتھ والے نے جواب دیا۔ انا ملک الموت۔ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا انت الذی تقبض الارواح؟ کیا تو ہے جو ارواح کو قبض کرتا ہے؟

ملک الموت نے کہا نعم ہاں۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے ملک الموت تو چار دنوں سے میرے پاس ہے۔ کیا تو نے اس دوران بھی کسی کی روح کو قبض کیا ہے؟

ملک الموت نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اس دوران بہت سی ارواح کو قبض کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوق کی ارواح میرے سامنے ایک دسترخواں کی طرح ہیں۔ میں اس سے روح کو قبض کر لیتا ہوں جس طرح آپ دسترخواں سے لقمہ اٹھا لیتے ہیں۔

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت آپ میرے پاس زیارت کرنے کیلئے آئے ہیں یا روح قبض کرنے کیلئے آئے ہیں؟

ملک الموت نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کی زیارت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت مجھے تیری طرف ایک حاجت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی کیا حاجت ہے؟

حضرت ادریس علیہ السلام کی حاجات

۱- آپ نے فرمایا کہ میری سب سے پہلی حاجت یہ ہے کہ تو میری روح کو قبض کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے زندہ فرما دے تاکہ میں موت کی سختی چکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ ملک الموت نے جواباً عرض کیا کہ اے رب ذوالجلال کے پیغمبر میں اس وقت تک کسی کی روح بھی قبض نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن نہ ملے۔

خداوند قدوس نے ملک الموت سے حکم فرمایا کہ تم ان کی روح کو قبض کرلو۔ اس نے اسی وقت آپ کی روح کو قبض کرلیا چنانچہ حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام فوت ہو گئے۔

ملک الموت آپ کی وفات پر روئے اور رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آہ و زاری کی اور سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھی حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ کردے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو زندہ کردیا۔

موت کی سختی

جب حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام زندہ ہوئے تو ملک الموت نے آپ سے پوچھا کہ اے میرے بھائی ادریس علیہ السلام آپ نے موت کی سختی کو کیسے پایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے ایک جانور زندہ ہو اور اس کی کھال اتار لی جائے جبکہ موت کی سختی اس سے ہزار درجہ زیادہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام میں نے آپ کی روح کو قبض کرتے ہوئے جتنی نرمی کی اتنی نرمی آج تک میں نے کسی کے ساتھ نہیں کی۔

۲- حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میری دوسری حاجت یہ ہے کہ میں جہنم کی آگ کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں جہنم کے طوق، بیڑیاں اور جو کچھ اس میں ہے۔ وہ دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔

ملک الموت نے عرض کیا کہ میں رب ذوالجلال کے اذن کے بغیر کیسے آپ کو دوزخ کی طرف لے جاسکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف حکم بھیجا کہ تم میرے پیارے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کو دوزخ کی طرف لے جاؤ جب ملک الموت آپ کو دوزخ کی طرف لے کر گیا۔ آپ نے جہنم میں وہ سب کچھ دیکھا جو خداوند قدوس نے اپنے دشمنوں کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ دوزخ میں جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان میں زنجیر' طوق' بیڑیاں' سانپ' بچھو' آگ' قطران' زقوم اور گرم پانی شامل ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام اور ملک الموت واپس تشریف فرما ہوئے۔

۳۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت میری تیسری حاجت یہ ہے کہ تم مجھے جنت کی طرف لے کر چلو تا کہ میں اس کے اندر وہ سب کچھ دیکھ سکوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے پیدا فرمایا اور میں زیادہ سے زیادہ رب ذوالجلال کی عبادت کرسکوں۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے آپ کو جنت میں لے جاسکتا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے حکم فرمایا کہ تم میرے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ دونوں جنت کی طرف چلے اور جنت کے دروازے پر رک گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ نعمتیں جنت میں تھیں ان کو ملاحظہ فرمایا۔ اس میں ملک عظیم کثرت عطایا' درخت' میوے اور پھل دیکھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اے میرے بھائی میں نے موت کی سختی چکھی۔ دوزخ کے دل دہلا دینے والے اور پریشان کن مناظر میں نے دیکھے۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے اور میں اس کے پانی کو نوش کروں تا کہ مجھ سے موت کی سختی اور جہنم کے پرخطر مناظر دور ہو جائیں۔

ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اس سے باہر نکل آئیں گے۔

چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اپنے جوتے مبارک جنت

کے درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے رکھ دیئے اور آپ جنت سے باہر تشریف لے آئے۔ پھر باہر آ کر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ ملک الموت جنت میں میرے جوتے رہ گئے۔ آپ مجھے دوبارہ جنت میں بھیج دیں تاکہ میں اپنے جوتے لے سکوں۔

جب حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام واپس لوٹے۔ جنت میں داخل ہوئے اس کے بعد جنت سے باہر نہ نکلے۔ ملک الموت نے کہا؟

فصاح ملک الموت یاادریس اخرج۔

ملک الموت پکار اٹھے کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام باہر آئیں۔ **فقال لا اخرج۔** حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جنت سے باہر نہیں نکلوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(کل نفس ذائقة الموت) ''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وان منکم الاواردھا) ''اور تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے مگر اس نے جہنم میں داخل ہونا ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ میں دوزخ میں بھی جا چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(وماھم منھا بمخرجین) اور اہل جنت بہشت سے نہیں نکلیں گے۔''

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ کون مجھے جنت سے نکالے گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو حکم ملا کہ آپ ان کو جنت میں رہنے دیں کیونکہ میں نے ازل میں یہ فیصلہ فرما دیا تھا کہ یہ اہل بہشت میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے قصہ کی خبر دیتے۔ فرمایا **(واذکر فی الکتاب ادریس)** ''اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کو یاد فرمائیں۔''

اے برادران اسلام! خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کریں کیونکہ جس عمل میں بھی خلوص نہ ہو تو وہ ریاء (دکھلاوا) ہے اور ریاء شرک خفی ہے۔ اللہ تعالیٰ ریاکار کے عمل کو قبول نہیں فرماتا۔

رسول اللہ ﷺ کی پریشانی

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ کو رلا دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے اس بات کا خوف ہے کہ وہ شرک میں مبتلا ہوگی اگرچہ وہ بتوں کو نہیں پوجیں گے لیکن وہ اپنے اعمال کا دکھلاوا کریں گے۔

اعمال کا منہ پر مارا جانا

نبی اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفاظت پر مامور فرشتے ایک آدمی کے نماز، روزہ، صدقہ اور دیگر اعمال کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں ان کے لئے آواز ہوئی جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہو اور سورج کی روشنی کی طرح اس کے ساتھ روشنی ہوتی ہے اور ان کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے ان اعمال کو لے کر ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اس آسمان پر مامور فرشتہ ان حفاظت کرنے والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم اسی مقام پر رک جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ اور اس کے دیگر اعضاء پر دے مارو نیز اس کے دل پر تالا لگا دو کیونکہ میں ہر اس عمل کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے سے روک دیتا ہوں جس میں اس بندے نے اپنے رب کی رضا کا ارادہ نہ کیا ہو۔ اس عمل کرنے والے نے اس عمل سے یہ ارادہ کیا کہ فقہاء کے نزدیک دکھلاوا اور رفعت کا باعث بنے۔ علماء کے نزدیک اس کی شہرت ہو۔

شہروں میں اور لوگوں کی زبانوں میں اس کا چرچا ہو۔ وہ موکل فرشتہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو نہ چھوڑوں کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلا جائے۔

اسی طرح ایک نیک عمل کو فرشتے لے کر اوپر جاتے ہیں آسمان کے فرشتے بھی اس تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ رب ذوالجلال کی بارگاہ تک سب پردے پھٹ جاتے ہیں وہ فرشتے خداوند قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور اس نیک عمل کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ یااللہ یہ نیک عمل اخلاص کے ساتھ صرف تیرے لئے کیا گیا ہے رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم میرے بندے کے عمل کے نگہبان ہو اور میں اپنے بندے کے دل کا نگہبان ہوں۔ اس نے اس عمل سے میری رضا کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اس نیک عمل سے اس کا مقصود میرے علاوہ کسی اور کو خوش کرنا ہے اس پر میری لعنت ہے

اس پر فرشتوں کی لعنت ہے اسی طرح آسمان میں موجود فرشتے اور آسمانی مخلوق کی اس پر لعنت ہے۔

سبق آموز مکالمہ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت رسول اللہ وانا معاذ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں معاذ ہوں۔

آپ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیرے عمل میں کمی تو تو کامل عمل والے کی اقتداء کر۔

اے معاذ! مسلمان بھائیوں کی غیبت کرنے کی بجائے تو قرآن مجید کی تلاوت سے اپنی زبان کی حفاظت کر۔

اے معاذ! اپنے گناہوں کا بوجھ کسی پر رکھنے کی بجائے خود ہی ان کو برداشت کر۔

اے معاذ! تو لوگوں کی برائیاں بیان کر کے اپنے آپکو کمزور نہ کر دوسروں کے مقابلے میں اپنی ذات کو بہتر خیال نہ کر دنیا کے اعمال کو آخرت کے اعمال میں مت داخل کر۔

اے معاذ! تو اپنے بیٹھنے میں تکبر کا اظہار نہ کر کہ لوگ تیرے برے اخلاق کی وجہ سے تجھ سے دور ہو جائیں۔

اے معاذ! تو کسی آدمی سے نہ چلا جب کہ تیرے پاس ایک دوسرا آدمی موجود ہو لوگوں سے اپنے آپکو عظیم خیال نہ کر۔

اے معاذ! تو اپنی زبان کے ساتھ لوگوں پر عیب نہ لگا (ورنہ جو ایسا کرے) اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخ سے پراگندہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا والنا شطات نشطاً "قسم ہے ان کی جو نرمی سے بند کھولیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھل ترای ماھی یا معاذ؟

اے معاذ! جانتے ہو یہ کیا ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قلت ماھی بابی انت وامی یارسول اللہ علیہ وسلم؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ

فرمائیں یہ کیا ہیں؟

قال ھی کلاب فی النار۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ جہنم میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخیں ہیں۔

جو شخص اپنی زبان کے ساتھ لوگوں کے گوشت کو پراگندہ کرتا ہے ان کے ذریعے قیامت کے دن اس کے گوشت کو پراگندہ کیا جائے گا نیز ان کی ہڈیاں اور گوشت نکالا جائے گا۔

قال بابی وامی انت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یطیق ھذہ الخصال ومن ینجو منھا؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ان خصائل کو برداشت کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے اور اس سے کون نجات حاصل کر سکتا ہے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ انہ یسیر علی من یسرہ اللہ علیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس شخص کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

ایک خالد بن مقداد نامی شخص نے کہا۔

فما رایت احداً کثر تلاوۃ للقرآن من معاذ لھذا الحدیث

اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔ (بدایۃ الھدایہ)

جلسہ نمبر ۳۸

بے نمازی کا عبرت ناک انجام

آیت کی تفسیر

(فخلف من بعدھم خلف)

''تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے۔''

نیک لوگوں کے بعد ان کے برے جانشین آئے۔

(اضاعوا الصلوٰۃ) ''جنہوں نے نمازیں گنوائیں۔'' یعنی انہوں نے نمازوں کو چھوڑ دیا یا ان کو اپنے وقت سے موخر کیا۔

(واتبعوا الشھوات) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے۔

جن خواہشات کی انہوں نے پیروی کی ان میں شراب کا پینا' باپ کی طرف سے بہنوں کے ساتھ نکاح کو حلال سمجھنا۔ گناہ کے کاموں میں منہمک ہونا۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ واتبعوا الشھوات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے محلات بنائے پسندیدہ سواریوں پر سوار ہوئے اور فاخرانہ لباس زیب تن کئے۔

(فسوف یلقون غیا) ''تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔'' یعنی ان کے شر کی وجہ سے یا بدلہ کے طور پر ان کو غی میں ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے (یلق اثاماً)

یا جنت کے راستے سے ان کو دور کر دیا جائے گا ایک قول یہ ہے کہ غی سے مراد جہنم کی وہ وادی ہے جس سے جہنم کی وادیاں پناہ طلب کرتی ہیں۔

(الامن تاب و امن و عمل صالحاً) مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے

کام کیے۔"

الا حرف استثناء ذکر کر کے نیک لوگوں کو الگ کر لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماقبل حکم کافروں کیلئے ہے۔

(فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون شیئاً) "تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔" یعنی ان کے نیک اعمال کی جزاء میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایمان لانے والوں کو ان کا پہلا والا کفر کچھ نقصان نہیں دے گا اور نہ ان کے اجر کم ہوں گے۔ (قاضی بیضاوی)

یہ آیت کریمہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ان لوگوں کے بارے نازل ہوئی جو نماز کو چھوڑنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں اسی وجہ سے رب ذوالجلال نے ان کے بارے فرمایا (اضاعوا الصلوٰة) "انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔"

مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال اذ دخلت المسجد فسلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا تتخذوا بیتی عیدا ولا تتخذوا بیوتکم قبوراً وصلوا علی حیث کنتم فان صلوٰتکم تبلغنی

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا اے مخاطب جب تو مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفاتﷺ پر درود پڑھ اس لئے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے گھر کو تم عید نہ بناؤ اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور تم جہاں بھی ہو میری ذات پر درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا صلوٰۃ وسلام مجھ تک پہنچتا ہے۔

سلام کا پہنچنا

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر و اعلی من الصلوٰة یوم الجمعة فان صلوتکم معروضة علی جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا

جاتا ہے۔

حضرت سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

رایت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی النوم فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامھم؟ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام نعم وارد علیھم○

میں نے نیند کی حالت میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ جو آپ کے پاس آتے ہیں آپ پر سلام پڑھتے ہیں کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (شفاء شریف)

امام فخر الدین رازی کی تفسیر

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اضاعوا الصلوٰۃ کی تفسیر میں چند اقوال ذکر فرمائے ہیں۔

۱- جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ اس کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے نماز کو ترک کیا اور اسکی حفاظت نہیں کی۔

۳- اضاعوا الصلوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے عبادت گاہوں اور مساجد کو نماز کی طرف کوشش کے ترک کرنے اور عدم اعتبار کی وجہ سے ویران کر دیا۔

۴- اس کا ایک مطلب یہ ذکر کیا گیا کہ لوگوں نے نماز کو ادا کرنے کے بعد غیبت اور ریاکاری سے ضائع کر دیا۔

۵- ایک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں نے ادائیگی کے وقت نماز کی شرائط اور ارکان کو چھوڑ کر اسے برباد کر دیا۔

۶- اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ لوگوں نے غفلت کے سبب نماز کو چھوڑا اور بعد میں اسکی قضاء نہیں کی۔ (تفسیر کبیر)

الغیی کا معنی

الغیی کا معنی متعدد علماء نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کیا جن میں چند علماء کا قول درج ذیل ہے۔

۱- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

الغیی واد فی جھنم و اودیة جھنم تستعیذ منه کل یوم الف مرة الی اللہ تعالیٰ من شدة حرارة اعد ذلک الوادی لتارک الصلوٰة والجماعة٥

غیی جہنم میں ایک وادی ہے اور جہنم کی دوسری وادیاں اس سے ہر دن میں اس کی گرمی کی شدت کی وجہ سے ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہیں اور اسے نماز اور جماعت کو چھوڑنے والے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔

۲- حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

الغیی واد فی جھنم مابعد قعره واشد حره وفیه بئر یقال لھا الھبھب کلماء سکنت جھنم فتح اللہ تلک بئر فتوقد و تتلھب٥

غیی جہنم میں ایک وادی ہے جو انتہائی گہری اور سخت گرم ہے اس میں ایک کنواں ہے۔ جس کو الھبھب کہتے ہیں جب جہنم ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنویں کو کھول دیتا ہے جس کی گرمی سے جہنم بھڑک اٹھتی اور شعلہ مارتی ہے۔

۳- حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

الغیی نھر فی جھنم بعید قعره شدید حره خبیث طعمه لو قطرت قطره منه الی الدنیا لھلک اھل الدنیا کلھم ٥

غیی جہنم میں ایک نہر ہے جو بہت ہی گہری اور سخت قسم کی بدبودار اور خبیث قسم کی اس کی بو ہے۔ اگر اس میں سے ایک قطرہ دنیا کے اندر گر جائے تو سارے کے سارے دنیا والے ہلاک ہو جائیں۔

۴- حضرت ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الغی ھو خسران و ھلالا

غیی نہایت ہی نقصان اور بربادی کا مقام ہے۔

۵- حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الغیی واد فی جھنم یسیل فیه دم و قیح

غیی دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔

(کذافی لباب التفاسیر)

عبرت انگیز حکایت

ایک آدمی جنگل میں چل رہا تھا اسی دوران شیطان اس کے ساتھ ہولیا اور مکمل دن شیطان اس کے ہمراہ رہا اس آدمی نے اس دن پانچ نمازیں فجر' ظہر' عصر' مغرب اور عشاء نہ پڑھیں۔ جب رات کو سونے کا وقت ہوا اور اس تارک صلوٰۃ نے لیٹنے کا ارادہ کیا تو شیطان اس سے بھاگ گیا آدمی نے شیطان سے کہا کہ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اپنی پوری زندگی ایک مرتبہ نافرمانی کی جس سے میں لعنتی بن گیا۔ جب کہ تو نے ایک دن میں پانچ مرتبہ نافرمانی کی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ وہ تجھ پر غضبناک ہو اور تیرے گناہ کے سبب سے کہیں مجھ پر بھی اس کا قہر نازل نہ ہو۔ (تفسیر الفاتحہ)

بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

من حافظ علی الصلوٰۃ کانت له نوراً وبرهانا ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نور ولا برهان ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون و فرعون وهامان و ابی بن خلف٥

جس شخص نے نماز کی حفاظت کی تو قیامت کے دن اس کیلئے نور' برہان اور نجات ہو گی۔

جس شخص نے نماز کی حفاظت نہ فرمائی اس کیلئے نور برہان اور نجات نہیں ہوگی اور اس کا حشر قارون' فرعون' ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (من شرح المدیۃ للمجلس)

ترک جماعت والے کیلئے بارہ مصیبتیں

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تهاون بالصلوٰۃ مع الجماعة عاقبه الله تعالیٰ باثنتی عشر بلیة ثلاث فی الدنیا و ثلاث عند الموت و ثلاث فی القبر وثلاث یوم القیامة٥

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی کی اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں سے عذاب دے گا تین دنیا میں' تین موت کے وقت' تین قبر میں اور تین قیامت کے دن۔

دنیا میں تین مصائب

جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں سستی کرنے والے کیلئے تین یہ مصیبتیں ہوں گی۔

۱- اللہ تعالیٰ اس کے کسب اور رزق میں برکت ختم کر دے گا۔

۲- صالحین کا نور اس سے دور ہو جائے گا۔

۳- ایمانداروں کے دلوں میں وہ شخص ناپسندیدہ ہوگا۔

مرنے کے وقت تین مصائب

ایسے شخص کو مرنے کے وقت ان تین مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱- جب اس کی روح قبض ہوگی تو وہ پیاسا ہوگا اگرچہ دہ نہروں کا پانی پی لے۔

۲- اس کی جان انتہائی شدت کے ساتھ نکالی جائے گی۔

۳- اس کے ایمان کے زائل ہونے کا ڈر ہے۔

نعوذ باللہ تعالیٰ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قبر میں تین مصائب

ایسا شخص جب قبر میں جائے گا تو وہاں بھی اسے تین مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱- اس پر منکر نکیر کے سوال سخت ہوں گے۔

۲- قبر کی ظلمت اس پر شدید ہوگی۔

۳- قبر ایسے آدمی پر تنگ ہوگی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں گی۔

قیامت کے دن تین مصائب

جو بدنصیب با جماعت نماز پڑھنے میں سستی کرتا ہے قیامت کے دن اس کے لئے یہ تین مصائب ہوں گے۔

(۱) اس کا حساب و کتاب سخت ہوگا۔

(۲) رب ذوالجلال اس بندہ پر ناراض ہوگا۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس بدبخت کو دوزخ میں عذاب دے گا۔

نعوذ باللہ تعالیٰ۔ ہم ان تمام مصائب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند قدوس

اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہم گنہگاروں پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے آمین ثم آمین۔ (کنز الاخبار)

اذان سننے کے بعد مسجد سے نہ نکلنے کا حکم

ان ذکر کردہ وعیدات کے پیش نظر جس شخص نے اذان سنی اسے جماعت کو چھوڑنے کی رخصت نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ جماعت سنت موکدہ ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ اسی وجہ سے اگر کوئی قوم نماز با جماعت کو ترک کر دے تو ہتھیاروں کے ساتھ ان سے قتال کرنا واجب ہے۔ اس وجہ سے نماز با جماعت شعائر اسلام میں سے ہے اگر قوم میں سے کوئی ایک شخص بغیر عذر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ترک کر دے تو اس پر تعزیر لگانا واجب ہو جاتا ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور اس کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہنے کی وجہ سے پڑوسی، امام اور موذن سب گناہگار ہوں گے۔ اس کو جو کم از کم تعزیر لگائی جائے گی وہ تین کوڑے ہے۔

تعزیر کیسی ہو؟

صاحب خلاصۃ الفتاوی نے کہا کہ میں نے ثقہ فقہاء سے یہ بات سنی ہے کہ نماز کی جماعت کو ترک کرنے والے شخص کو تعزیر بالمال لگانا زیادہ بہتر ہے۔ جب قاضی اور حاکم اس میں مصلحت محسوس کریں تو اس وقت جائز ہے کیونکہ جو شخص نماز ادا کرنے کیلئے جماعت میں حاضر نہیں ہوتا اس سے بطور تعزیر کے مال لینا جائز ہے کیونکہ مارنے کی بانسبت یہ چیز زیادہ موثر ہے۔ (کذا فی الجواہر و شرعۃ الاسلام)

کس عذر کی وجہ سے جماعت کو ترک کرنا جائز

اس ضمن میں علماء نے چند چیزیں ذکر کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱- کتب فقہ کا مطالعہ کرنا جماعت کو ترک کرنے کا عذر ہے جب کہ یہ سستی کی وجہ سے نہ ہو اور ترک جماعت پر وہ آدمی ہمیشگی اختیار نہ کرے بلکہ علم فقہ اور مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار جماعت رہ جائے۔

۲- بیمار ہونا۔

۳- جس جگہ جماعت ہوتی ہو وہ مقام دور ہو۔

۴- سخت سردی ہو۔

۵- شدید اندھیرا ہو۔

۶- دشمن کا خوف ہو۔

۷- قید میں ہونا۔

البتہ سفر ترک جماعت کیلئے عذر نہیں ہے۔

بلا عذر جماعت کو چھوڑنے والے کیلئے وعید شدید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان تارک الصلوٰة مع الجماعة ملعون فی التوراة والانجیل والزبور والفرقان وتارک الجماعة یمشی علی الارض والارض تلعنه وتارک الجماعة یبغضه الله و تبغضه الملئکة وکل شئی جعل الله فیه الروح ویلعنه کل ملک بین السماء والارض والحیتان فی البحرO

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ترک کرنے والا توراة 'انجیل' زبور اور قرآن مجید فرقان حمید میں لعنتی ہے۔

جماعت کو ترک کرنے والا جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس پر لعنت کرتی ہے۔

تارک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے فرشتے اور ہر ذی روح چیز بھی ایسے بدبخت انسان پر ناراض ہوتے ہیں۔

زمین و آسمان کے درمیان موجود تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اسے لعنتی سمجھتی ہیں۔

پانچ چیزوں کے چھوڑنے سے پانچ برکتوں کا ختم ہو جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

من منع من نفسه خمسة منع الله من خمسة' الاولی من منع الدعاء منع منه الاجابة والثانی من منع الصدقة منع الله منه العافیة والثالث من منع الزکاة منع منه حفظ المال والرابع من منع العشر منع الله البرکة من کسبه والخامس منع حضور الجماعة منع الله منه الشهادة وهی لا اله الا الله محمد رسول اللهO

جس شخص نے خود پانچ چیزوں کو روک لیا تو اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزوں کو روک لیتا

ہے۔

۱۔ جس نے دعا کرنی چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اس سے قبولیت کو روک لیتا ہے۔

۲۔ جس نے صدقہ کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک دیتا ہے۔

۳۔ جس نے زکوٰۃ دینا چھوڑ دیا اس سے مال کی حفاظت کو روک لیا جاتا ہے۔

۴۔ جس نے عشر ادا کرنا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اسکی کمائی سے برکت ختم کر دیتا ہے۔

۵۔ جو نماز با جماعت ادا کرنے سے رک گیا اللہ تعالیٰ اس سے گواہی کو روک لے گا اور وہ شہادت ہے۔

جنت کی خوشبو سے محروم

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آ کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہا ہے اور آپ کیلئے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کا جو امتی نماز با جماعت ادا کرنے کو ترک کر دے وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگرچہ اس کے اعمال زمین والوں کے اعمال سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کو ترک کرنے والا دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے۔

یہ تو نماز کو با جماعت ادا نہ کرنے والے کا حال ہے تو جو سرے سے نماز کا ہی تارک ہو اس کا کیا حال ہوگا؟

خوش نصیب انسان

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اذا رایتم الرجل یلازم المسجد فاشهد واله بالایمان۔**

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اس نے مسجد کو لازم کیا ہوا ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر)

"بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں"

ایک اور مقام پر فرمایا۔

(ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الاخائفین)

''اس شخص سے بڑھ کر کون زیادہ ظالم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے روکتا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاتا ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے نہیں ہے کہ وہ داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔'' اس آیت کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے آ کر کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن جمعہ کی نماز اور با جماعت نماز ادا نہیں کرتا اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔

اس امت کے یہودی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سلموا علی الیھود والنصاریٰ ولا تسلموا علی یھود امتی قیل من یا رسول اللہ؟ قال الذین یسمعون الاذان والاقامۃ ولا یحضرون الجماعۃo

تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہودیوں کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اذان اور اقامت کو سنیں اور جماعت میں حاضر نہ ہوں۔

مسجد کا پڑوسی کہاں نماز پڑھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جو مسجد کی طرف میری رہنمائی کرے انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت کے بارے سوال کیا کہ آیا وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت دیدی۔ جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے ان کو دوبارہ یاد فرمایا اور پوچھا کہ کیا آپ اذان کی آواز سنتے ہیں؟

انہوں نے عرض کیا ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کر۔

جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد

مسجد کے پڑوسی کی (کامل) نماز مسجد میں ہی ہے اسی طرح اورحدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **بشر الماشین فی ظلم اللیالی الی المسجد بالنور التام یوم القیامۃ**o

تم ان لوگوں کو جو تاریک راتوں میں مسجد کی طرف چلتے ہیں قیامت کے دن نور تام کی بشارت دو۔ (کذافی زبدۃ واعظین)

نماز دین کا ستون ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین

نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا۔

تارک نماز کا شر تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان شر تارک الصلوٰۃ یتعدی الی سبعین رجلا من اھلہ وجیرانہ بل یصل من یومنا ھذا الی زمان آدم علیہ السلام وذلک ان المصلی اذا قعد فی التشھد یقول السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فیصل ثوابھا الی ارواح المومنین من یومنا الی عھد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و تارک الصلوٰۃ یکون ما نعاذلک الخیر فیکون کمن اصاب شرہ جمیع المسلمین لقولہ تعالیٰ (مناع الخیر معتداثیم)

بے شک بے نمازی کا شر اس کے اہل و عیال اور اس کے پڑوسیوں میں سے ستر آدمیوں تک پہنچتا ہے۔ بلکہ ہمارے اس زمانے سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے تک سب لوگوں کو پہنچتا ہے اور یہ اس لئے کہ جب نمازی تشہد میں بیٹھتا ہے اور وہ

کہتا ہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ تو اس کا ثواب آج سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے تک کے تمام لوگوں کو پہنچتا ہے۔ جب کہ بے نماز آدمی اس نیکی کو روکنے والا ہے تو وہ ایسے ہی ہو جائے گا کہ اس کا شر تمام مسلمانوں کو پہنچے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(مناع الخیر معتد اثیم) نیکی کو روکنے والے گناہ کے کاموں میں حد سے تجاوز کرنے والے) (انیس المجالس)

تین چیزیں اور ایمان کا مضبوط ہونا

حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور دوران سفر میں نے تین چیزیں ملاحظہ کیں جن کے سبب سے میرے دل میں ایمان اور مضبوط ہو گیا۔

۱- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا اور آپ کے سامنے کچھ درخت تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تعالین و کونی لی سترا فانی اریدان اتوضا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے درختو تم آؤ اور میرے لئے پردہ بن جاؤ کیونکہ میں وضو کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

قال عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخرجت فما استممت الرسالۃ الا والا شجار قد ا نقطعت من اصولها وتحولت حوله حتی فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجعت الی مکانها

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں یہ پیغام لے کر ان درختوں کی طرف روانہ ہوا ابھی میں نے پیغام کو مکمل نہیں کیا تھا کہ درختوں نے اپنی جڑوں کو توڑا دائیں بائیں حرکت کی (اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے) یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے اور وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف امام بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

جاء ت لدعوته الا شجار ساجدة تمشی الیه علی ساق بلاقدم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یادفرمانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ درخت بغیر قدموں کے پنڈلیوں پر چلتے ہوئے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہو گئے۔

۲۔ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شدید پیاس لگ گئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی طلب کیا لیکن میں نے اسے اس جگہ پر نہ پایا۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام اصعد الی هذا الجبل واقرئه منی السلام وقل له ان کان فیک ماء فاسقنیO

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس پہاڑ پر چلے جاؤ اسے میرا سلام دواور اس سے کہو کہ اگر تیرے اندر پانی ہےتو مجھے سیراب کر۔

قال فصعدت الجبل وقلت له ما قال النبی صلی الله علیه وسلم فما استتممت الکلام حتی قال الجبل بکلام فصیح قل لرسول الله صلی الله علیه وسلم انا منذیوم انزل الله هذه الایة (یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة) ابکی من الفزع ان اکون ذلک الحجر فلم یبق فی ماءO

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھا اور جو کچھ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ میں نے اسے کہا ابھی میں نے اپنے کلام کو مکمل نہیں کیا تھا کہ اس پہاڑ نے کلام فصیح کے ساتھ یہ بات کہی کہ اے آقا کے غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

''اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر بنیں گے۔'' تو میں اس ڈر سے مسلسل رو رہا ہوں کہ کہیں وہ پتھر میں ہی نہ بن جاؤں۔ اس وجہ سے میرے اندر پانی باقی نہیں رہا۔

۳۔ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چل رہے تھے اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر اس نے کہا الامان الامان مجھے امن دیجئے مجھے امن دیجئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس اونٹ کے پیچھے ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے تلوار نیام سے نکالی ہوئی تھی۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماترید من ھذا المسکین؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس مسکین سے کیا چاہتے ہو؟

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتریتہ بثمن کثیر ولیس ھو یطیعنی فارید ان اذبحہ فانتفع بلحمہo

اس اعرابی نے عرض کیا اے اللہ تعالٰی کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے بھاری رقم خرچ کر کے خریدا ہے لیکن یہ میری فرمانبرداری نہیں کرتا تو میں اسے ذبح کرنا چاہتا تا کہ میں اس کے گوشت سے نفع حاصل کروں۔

فقال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام للجمل لم تعصیہ؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ سے فرمایا کہ تم نافرمانی کیوں کرتے ہو؟

فقال الجمل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہوسلم لست اعصیہ من العمل ولکنی اعصیہ من ذلک العمل القبیح عندہ لان القبیلۃ التی ھو فیھا ینامون عن صلوٰۃ العشاء الاخیرۃ فلو عاھدک ان یصلیھا عاھدتک ان لا اعصیہ فانی اخاف ان ینزل علیھم عذاب من اللہ فاکون فیھمo

اونٹ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کام کرنے کے بارے اسکی نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ اسے ایک عمل قبیح کی وجہ سے میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ کیونکہ جس قبیلہ میں یہ اعرابی رہتا ہے وہ سارے کے سارے سو جاتے ہیں اور عشاء کی نماز آخری وقت تک نہیں پڑھتے۔ اگر یہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا معاہدہ کرے تو میں بھی آپ سے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ کیونکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ ان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے عذاب نازل ہو اور میں بھی ان لوگوں میں موجود ہوں۔

فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم العھد علی الاعرابی ان لا یترک الصلوٰۃ وسلم الجمل الیہ ورجع الی اھلہo

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے نماز کو ترک نہ کرنے کا عہد لیا اونٹ اس کے سپرد کیا اور وہ اعرابی اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلا گیا۔ (رونق المجالس)

بے نمازی کی نحوست سے بستی والوں کی ہلاکت

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک دن سفر فرمایا دوران سفر آپ نے ایک قوم دیکھی جو

خلوص اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھی۔ وہ سارے لوگ ایک بلند جگہ میں اکٹھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو سلام کیا اور ان کے درمیان بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے پاس طرح طرح کے کھانے مختلف قسم کے مشروبات اور قسم قسم کے پھل موجود پائے۔ آپ نے ان کی اولاد اور حسین وجمیل بیویاں ان کے پاس دیکھیں۔ آپ نے اس قوم کی اس بستی کو ہر قسم کی زینت کے ساتھ مزین پایا کہ جن کے اوصاف کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے کچھ عرصہ بعد اس جگہ سے آپ کا گزر ہوا آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ساری قوم اپنی اولاد اور بیویوں سمیت ہلاک ہو چکی ہے۔ ان کی بستی منہدم ہو گئی ہے یہ سارا منظر دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔

فنادی فقال یا رب بای شئی هلکوا أترکوا الصلوٰة و الطاعة؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا کی اور عرض کی اے میرے پروردگار کس چیز کے سبب سے یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے کیا انہوں نے نماز اور اطاعت کو چھوڑ دیا تھا؟

فقال اللہ تعالیٰ لا ولکن قدمر علیهم تارک الصلوٰة وغسل بمائهم وجهه فوقعت غسالته علی اراضیهم و دیارهم فلذلک هلکواo

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''نہیں'' لیکن ایک بے نمازی ان کے پاس سے گزرا۔ ان کے پانی کے ساتھ اس نے اپنے چہرے کو دھویا اس کے اعضاء سے نیچے گرنے والا پانی ان لوگوں کی زمینوں اور گھروں میں پہنچا جس وجہ سے یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

(انیس المجالس)

نماز کو چھوڑنے والے کا عبرتناک انجام

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک عربی نوجوان مسجد کے دروازے کے طرف روتے ہوئے آیا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما یبکیک یا شباب؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوان تجھے کس چیز نے رلا دیا؟

اس نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ فوت ہو چکا ہے لیکن نہ ہی اس کیلئے کفن ہے اور نہ اسے کوئی غسل دینے والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا وہ دونوں اس میت کی طرف گئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔

وہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو اسے سیاہ خنزیر کی طرح دیکھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی طرف تشریف لے گئے دعا فرمائی تو وہ میت پہلی والی صورت میں ہوگئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جب لوگوں نے اس کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پھر سیاہ خنزیر کی طرح بن چکا ہے۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام یا شباب ای عمل کان یعمل ابوک فی الدنیا. فقال کان تارک الصلوٰة o

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوان تیرا باپ دنیا میں کونسا عمل کرتا تھا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بے نماز تھا۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام یا اصحابی انظروا حال من ترک الصلوٰة یبعثه الله یوم القیامة مثل الخنزیر الاسود نعوذ بالله تعالیٰ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام نماز کو چھوڑنے والے کا حال دیکھو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سیاہ خنزیر کی طرح اٹھائے گا۔

یا اللہ اس برے وقت سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (بہجۃ الانوار)

تین کام ترک کرنے کی وجہ سے برا انجام

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی مر گیا لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے اکٹھے ہوئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا کفن حرکت کر رہا ہے جب انہوں نے غور سے دیکھا تو ان کو ایک سانپ نظر آیا جو اس مردے کی گردن کے ساتھ لپٹا ہوا تھا اس کے گوشت کو کھا رہا تھا اور اس کے خون کو چوس رہا تھا لوگوں نے اس سانپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

فقالت الحیة لا اله الا الله محمد رسول الله

لم تقتلو ننی ولیس لی ذنب ولا خطا؟ فان الله تعالیٰ امرنی ان اعزبه الی یوم

القیامة

سانپ نے کلمہ طیبہ لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا اور کہا کہ اے لوگوں مجھے کیوں قتل کرتے ہو حالانکہ میری نہ تو غلطی ہے اور نہ ہی میرا گناہ ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے قیامت کے دن تک اس عذاب میں مبتلا رکھوں۔

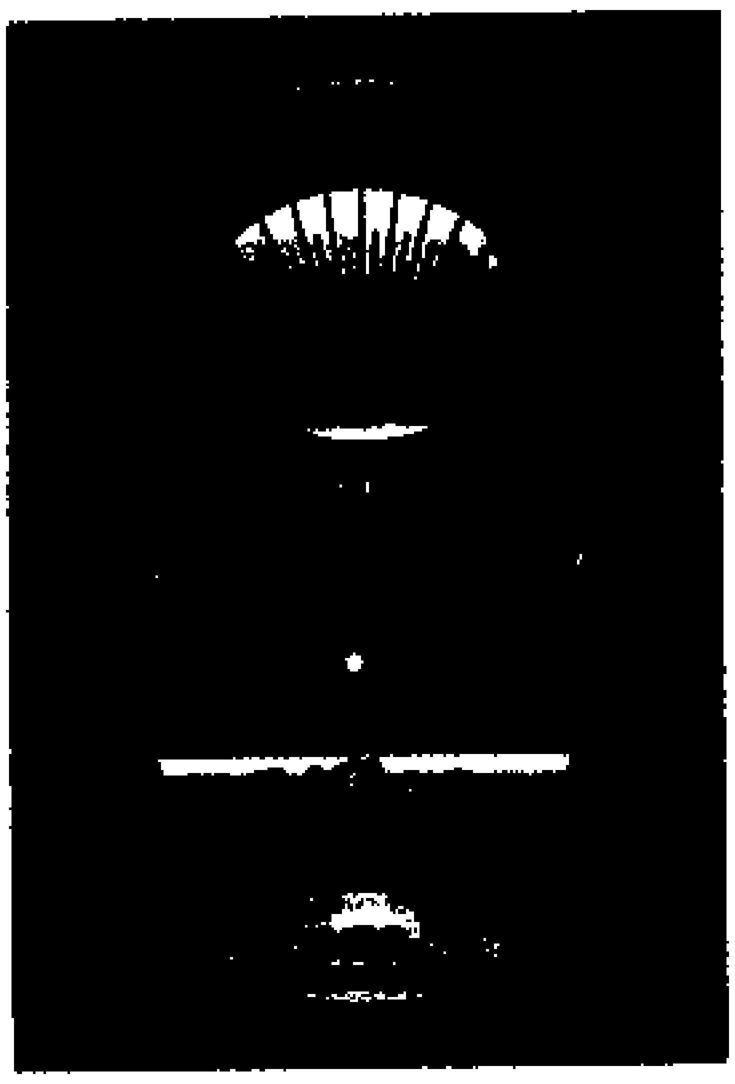
فقالوا ماخطایاہ قالت ثلاث خطایا الاولی کان اذا سمع الاذان لایجیئ الجماعة والثانیة لایخرج الزکاة من مالہ والثالثة لایسمع قول العلماء وھذا جزاءہٗ ٥

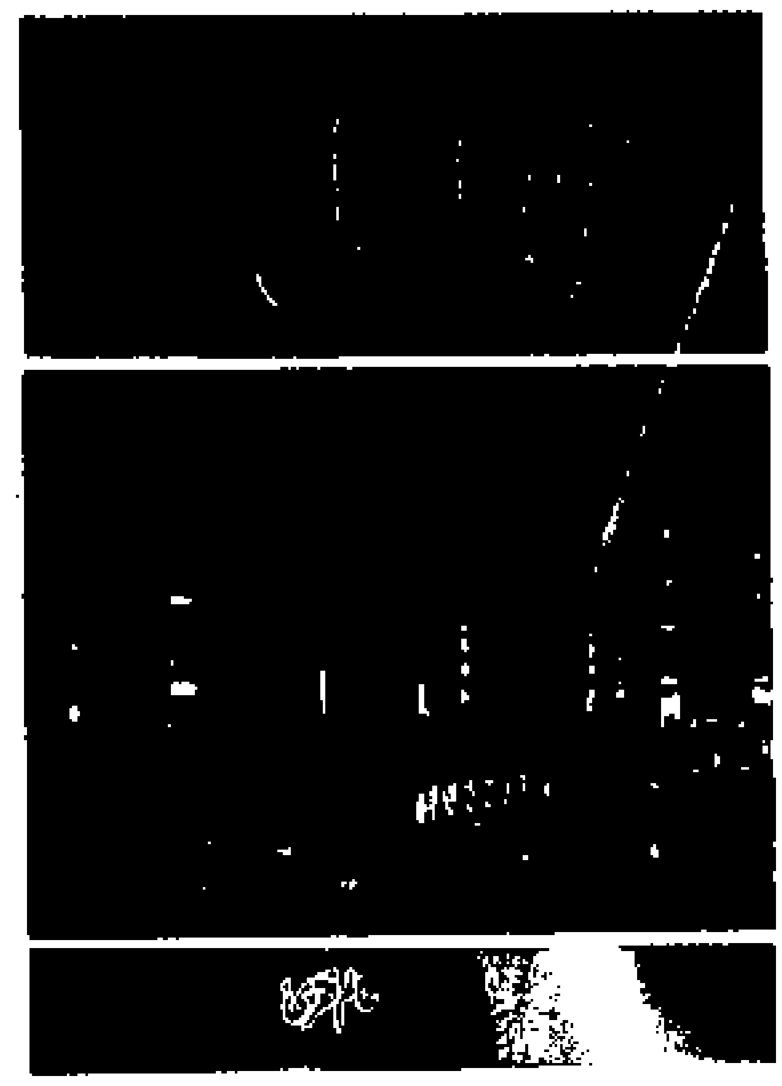
لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس کی کیا غلطی ہے سانپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کے تین جرم ہیں۔

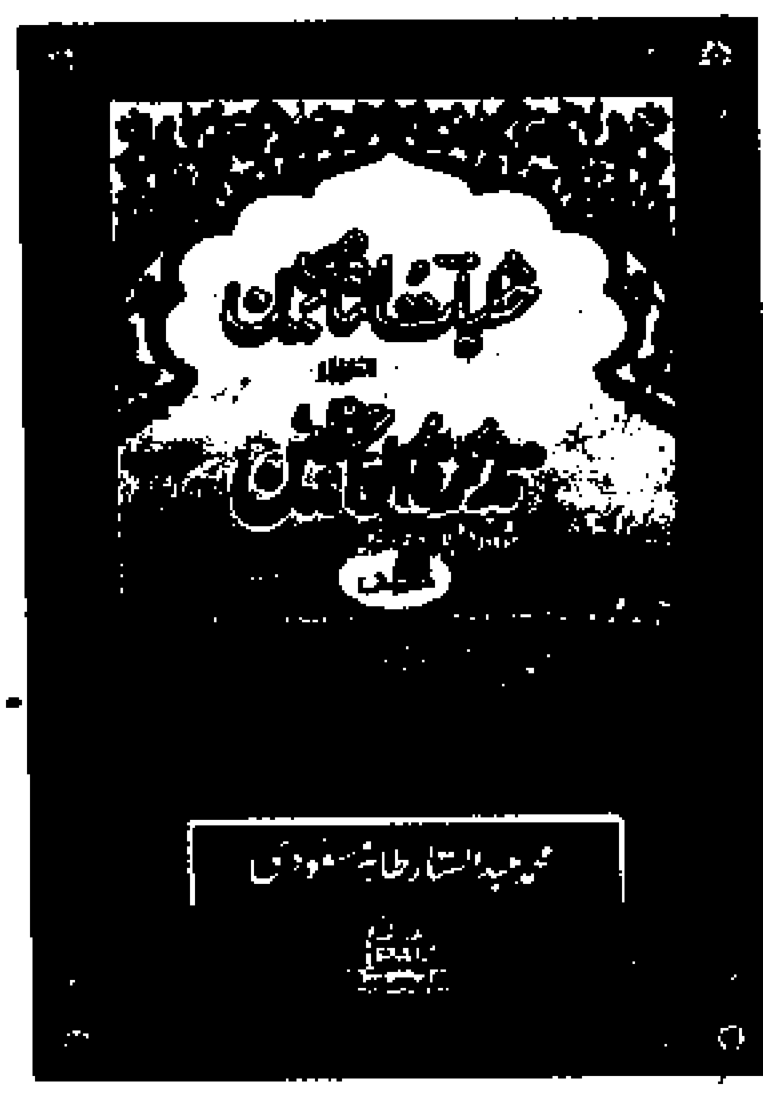
۱- جب یہ اذان کی آواز سنتا تھا تو با جماعت نماز ادا کرنے کیلئے نہیں آتا تھا۔

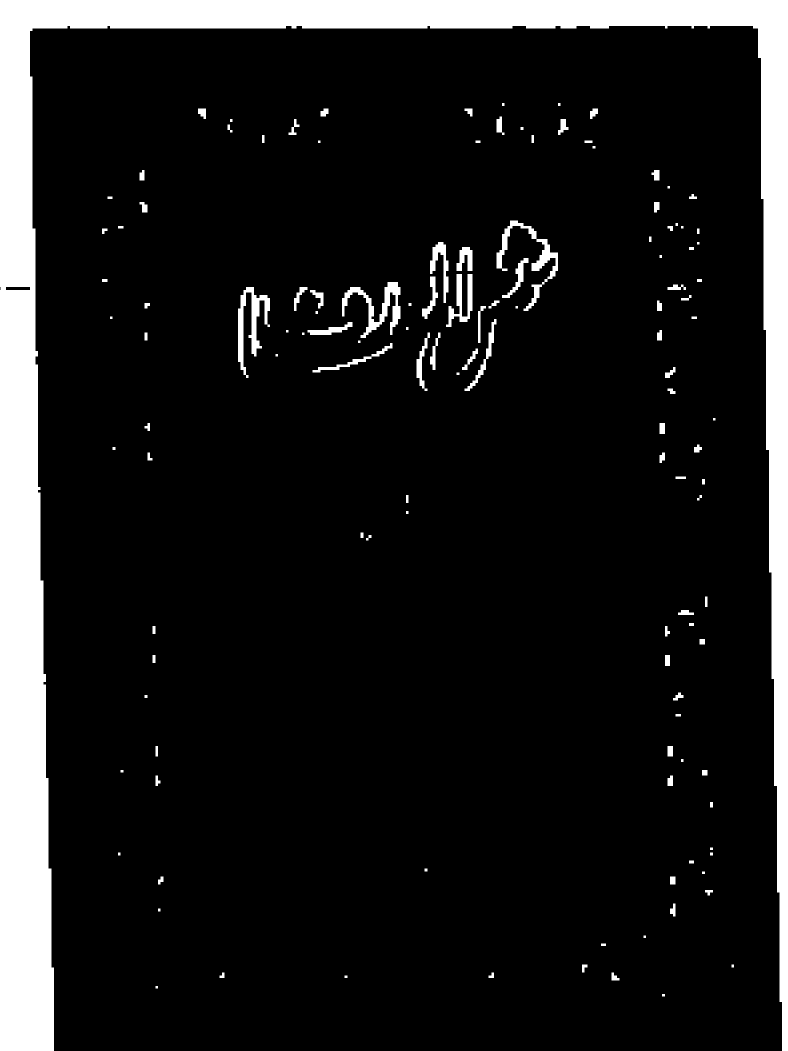
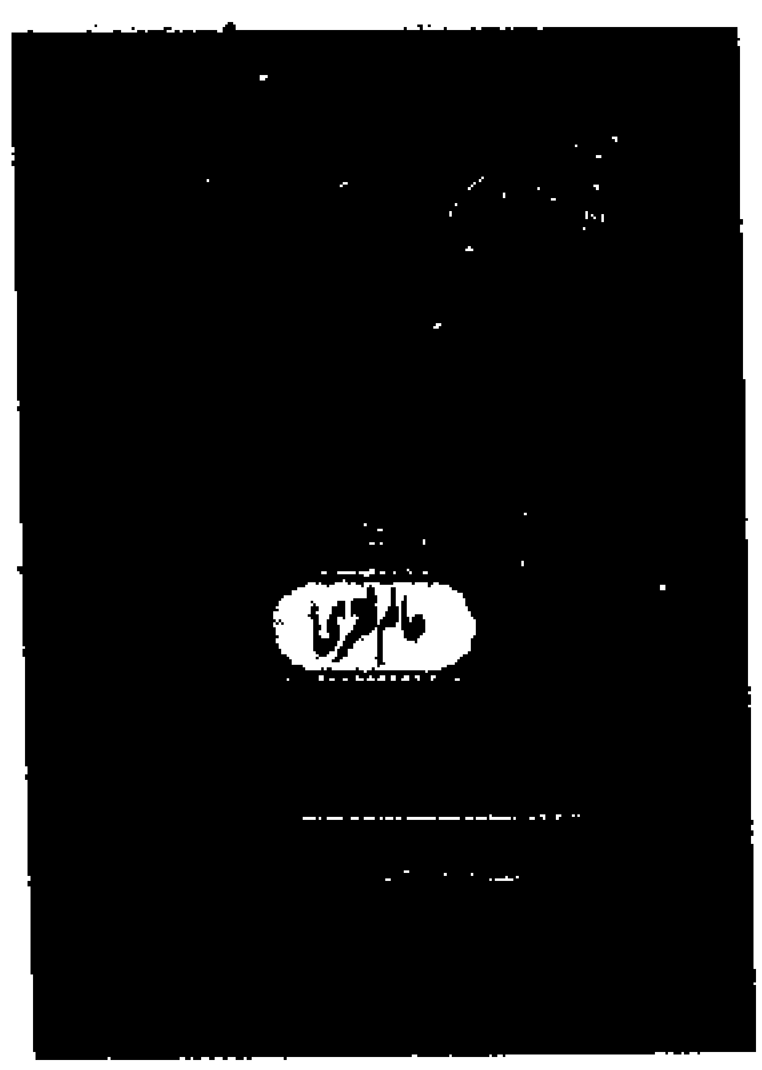
۲- اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

۳- علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا اس وجہ سے یہ اس سزا میں گرفتار ہے اور اس کی یہی سزا ہے۔ (من المرسوم)








نزهة الواعظين

ترجمہ

درة الناصحين

16-85

دوم

مصنف

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

محبوب احمد چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نزہۃ الواعظین

ترجمہ

درۃ الناصحین

يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۲۲/۱۵۵)

نزهة الواعظين

ترجمہ

دُرّةُ الناصحين

﴿جلد دوم﴾

مصنف

حضرت العلام الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر الخوبوی

(المتوفی ۱۲۴۳ھ)

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰- اُردو بازار لاہور

نام کتاب .... نزھۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین (حصہ دوم)

مصنف .... الشیخ عثمان بن حسن بن احمد الشاکر الخوبوی

من علماء قرن الثالث عشر للهجرة

مترجم .... مولانا محبوب احمد چشتی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ترغیب .... محسن ملت قبلہ استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا

محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

تحریک .... ادیب ملت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری

تائید .... استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

تصحیح .... مولانا حافظ محمد طاہر ذیشان جامعہ نعیمیہ لاہور

کمپوزنگ .... words maker Lhr.

باراوّل .... ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ / ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء

صفحات ۶۰۰

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور

نوٹ:- جہاں تک ممکن تھا ہم نے ہر طرح تصحیح کی کوشش کی۔ تاہم اگر کوئی ترجمہ و کتابت کی غلطی نظر آئے تو آگاہ فرمایئے۔ انشاء اللہ العزیز درستگی کردی جائے گی۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش نزہۃ الواعظین' ترجمہ درۃ الناصحین

کو

سند الاولیاء زبدۃ الاتقیا برصغیر پاک و ہند کے عظیم روحانی

پیشوا حضرت **ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری**

المعروف حضور داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ

سلطان الہند مخدوم چشت اہل بہشت حضرت

خواجہ **معین الدین چشتی اجمیری** رحمہ اللہ تعالیٰ

اور

اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ **کریم بخش مہاروی** مدظلہ العالی

کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محبوب احمد چشتی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرِ عقیدت

اُن بلند مرتبت شخصیات کے نام، جن کی خصوصی تربیت و نگاہِ کرم نے مجھے راہوارِ قلم چلانے کا حوصلہ بخشا جو کہ عالم اسلام خصوصاً پاکستان کے علماء کرام میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

☆ مفتی پاکستان حضرت علامہ الحاج مولانا **مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ**
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وصدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

☆ محقق عصر علامہ مولانا الحاج **محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ**
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ ادیب شہیر مولانا علامہ الحاج **محمد منشا تابش قصوری**
صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

؎ اِک نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو

طالب دعا

محمد محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

85197

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز القدر مولانا محبوب احمد چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سابق معاون مکتبہ قادریہ' لاہور اور حال مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور علمی خانوادے کے فرد اور بلا کے محنتی ہیں' امامت و خطابت اور تدریس کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ یہ ان کی صالح سوچ کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنا وقت ضائع نہیں کرتے ورنہ ہمارے اکثر علماء اپنا وقت اور اپنی انرجی بے مقصد صرف کر دیتے ہیں۔

شیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف درۃ الناصحین مواعظ و نصائح کا گنجینہ ہے۔

علامہ محبوب احمد چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اُردو ترجمہ کیا ہے جس کی پہلی جلد شبیر برادرز' لاہور نے شائع کر دی ہے دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مولائے قدوس جل و علا اپنے فضل و کرم سے فاضل عزیز کو مزید علمی اور دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور - پاکستان

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ / ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء

نشانِ منزل

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم - بسم الله الرحمٰن الرحیم

پندو نصائح، وعظ و تبلیغ، بیانات و خطبات اور تقاریر کو جتنا دوام حاصل ہے کسی اور شعبہ کو نصیب نہیں۔ غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سب سے پہلے خود خالق کائنات نے اس سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ قرآن و حدیث اس پر شاہد و ناطق ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا **ولا تقربا ھذہ الشجرۃ** ٥ یوں ہی انبیاء ومرسلین علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور سلسلہ وعظ و تبلیغ کو مضبوط کرتے گئے یہاں تک کہ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، احمد مختار، محبوبِ کردگار، حبیبِ پروردگار سیدنا و مولانا محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء جلوہ افروز ہوئے اور تبلیغ دینیہ کو دوام بخشا، قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے تحریر کی راہیں کشادہ ہوئیں اور تقاریر کو کتابی صورت میں جمع کرنے کے اشارے ملے۔

الحمد للہ! پھر یہ طریقہ تبلیغ بڑھتا ہی چلا گیا، اہل علم وقلم نے اس میدان کو سر کرنے کے لئے راہوار قلم کو خوب چلایا، ہزارہا خطبات و تقاریر کتابیں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئیں جن میں ایک نہایت ہی مقبول و مستند کتاب درۃ الناصحین بھی ہے جس کے نامور مصنف حضرت امام عثمان بن حسن حنفی رومی ہیں جو اپنے وقت کے نہایت مشہور محدث اور معتبر خطیب و واعظ تھے جن کا وصال ۱۲۴۲ھ میں ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

اب اسی مبارک کتاب کو اُردو ادب میں ترجمہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں عزیز القدر مولانا علامہ محبوب احمد چشتی ملتانی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ و مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، مولانا الموصوف نے وقت کے جلیل القدر اساتذۂ کرام سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل فرمائی، جن میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ جب راقم السطور کی خدمت میں مولانا محبوب احمد چشتی آئے تو بمصداق 'ہونہار بروا کے

چکنے چکنے پات'
جائزہ لیا اور میری بصیرت نے فیصلہ کیا کہ ایک دن یہ طالب علم خوب محبوب ہوگا۔ جہاں تک ممکن ہوا ان کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی' جن خطوط پر ان کی ذہنی آبیاری اور تربیت کی ان پر چلتے ہوئے انہوں نے محنت اور محبت سے علوم دینیہ کو اپنے دامن میں سمیٹا' ہر امتحان اعلیٰ پوزیشن پر پاس کیا' کئی بار انعام پایا اور پھر فراغت کے بعد جب عملی میدان میں قدم رکھا تو قدم قدم پر کامیابی وکامرانی حاصل کرتے جارہے ہیں۔ اللھم زد فزد.

مولانا محبوب احمد چشتی تقریباً چھتیس سال قبل ۱۹۶۶ء کو بستی حمزے والی نزد شاہ جمال ضلع مظفرگڑھ میں جناب امیر بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم گھر میں ہی پڑھا۔ پھر سکول کی راہ لی' میٹرک تک دنیوی تعلیم سے آراستہ ہوئے بعدہ' جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اس وقت آپ کے والد ماجد وصال کر چکے تھے' راقم الحروف نے تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اس سلسلہ میں بھی رہنمائی کی مولانا کی آواز خوب اور محبوب تھی۔ تبلیغی پروگراموں میں انہیں ساتھ لے جانا معمول بنایا۔ اس طرح دلجمعی سے انہوں نے خوب محنت کی اور اسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج جلیل القدر عالم و فاضل اور مترجم کی حیثیت سے اپنا نام اور مقام بنا رہے ہیں۔

قارئین کرام نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین جلد اوّل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب جلد دوم آپ کے پیش نظر ہے۔ اس سے ہر صاحبِ ذوق اپنے اپنے شوق کے مطابق پندونصائح سے استفادہ کرسکتا ہے۔ ممالک اسلامیہ کی علمی شخصیات کے ہاں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔ ائمہ کرام' علماء عظام درس کے لئے بھی اسے منتخب کر سکتے ہیں۔ یقیناً عام مسلمانوں کی دینی ضروریات میں نزہۃ الواعظین بڑی حد تک کفالت کرسکتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف اور مکرم جناب ملک شبیر حسین صاحب کو اس کی اشاعت پر بیش از بیش برکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ الامجاد

دعا گو

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

جلسہ نمبر ۳۹

قرآن سے روگردانی کرنے کی مذمت

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی و قد کنت بصیرا قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها و کذالک الیوم تنسی و کذلک نجزی من اسرف ولم یومن بایت ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقی.

ترجمہ: ''اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا تھا فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیر پا ہے۔

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۴ تا ۱۲۷)

قرآن سے روگردانی کرنے کی مذمت

تفسیری نکات:

(ومن اعرض عن ذکری) ''جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا۔'' یاد دلانے والی راہنمائی اور میری عبادت کی طرف بلانے والی چیز سے۔

(فان له معیشة ضنکا) ''اس کے لئے تنگ روزی ہوگی۔'' ضنکا کا معنی ضیقًا ہے۔ (تنگ)

ضنکا مصدر ہے اور اس کو معیشة کی صفت کے طور پر ذکر کیا گیا مصدر ہونے کی وجہ سے تذکیر و تانیث میں چونکہ برابری ہوتی ہے۔ اگرچہ موصوف مونث ہے لیکن اس کی صفت مذکر لائی گئی۔ ضنکا کو سکری کی طرح ضنکی بھی پڑھا گیا ہے۔

جو دنیا کا طالب ہوتا ہے اس کو دنیا جمع کرنے کا غم۔ اس کا مطمع نظر دنیا کا سازوسامان۔ دنیا کی زیادتی کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا اور دنیا کے کم ہونے کا خوف اسے دامن گیر رہتا ہے۔

جبکہ آخرت کا طالب ان چیزوں سے بے نیاز ہوتا ہے اگرچہ کفر کی نحوست سے دنیا کم اور ایمان کی برکت سے دنیا میں وسعت آتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وضربت علیهم الزلة والمسکنة) ''اور ان پر ذلت و مسکینی کو مسلط کر دیا گیا۔''

(ولو انهم اقاموا التوراة والانجیل) ''اور اگر وہ اپنے آپ کو تورات اور انجیل کے احکامات پر قائم رکھتے۔''

(ولو ان اهل القری امنو) ''کاش کہ بستی والے ایمان لے آتے۔''

(ونحشره یوم القیامة اعمی) ''اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

وہ آنکھوں سے یا دل سے اندھا ہوگا۔

آنکھوں سے وہ اندھا ہوگا۔ اس بات کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(قال رب لم حشرتنی اعمی و قد کنت بصیرا) ''وہ آدمی عرض کرے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا۔''

(قال کذلک) ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس اسی طرح۔''

یعنی اس کی مثل جس کو تو نے جان لیا پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمائے گا۔

(آتتک آیاتنا) ''تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں۔''

وہ نشانیاں انتہائی واضح اور روز روشن کی طرح تھیں۔

(فنسیتھا) ''پس تو نے ان کو بھلا دیا۔''

دنیا میں منہمک ہونے کی وجہ سے تو ان نشانیوں سے اندھا بنا رہا۔ تو ان کو چھوڑ دیا اور ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔

(و کذلک) ''اور اسی طرح۔''

تیرے دنیا میں اس کو چھوڑنے کی طرح۔

(الیوم تنسٰی) ''آج کے دن تجھے بھلا دیا گیا۔''

تجھے اندھا پن میں اور عذاب میں گرفتار کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔

(و کذلک نجزی من اسرف) ''اور جو زیادتی کرے ہم اس کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔'' یعنی جو بدبخت خواہشات میں منہمک اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے روگردانی کرے۔ اس کی سزا اسی طرح ہو گی۔

(ولم یومن بآیات ربه) ''اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لایا۔'' بلکہ ان کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی۔

(ولعذاب الآخرة اشد وابقی) ''اور آخرت کا عذاب اس سے سخت اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔''

آخرت کے عذاب سے مراد قیامت میں اندھا ہو کر اٹھنا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد آگ کا عذاب ہے یعنی اندھا کر کے اٹھانے کے بعد اسے آگ کا عذاب دیا جائے گا۔

اس عذاب کے سخت ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں رزق کی تنگی کی بانسبت وہ عذاب شدید ہو گا یا قیامت میں اندھا کر کے اٹھانے سے دوزخ کی آگ کا عذاب شدید

ترین ہو گا۔

چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب ایسے شخص کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا تو اس کا اندھاپن زائل کر دیا جائے گا۔ تاکہ جنت کے محلات اور وہاں کے حالات کو دیکھ سکے یا اس نے جن آیات کو چھوڑ دیا اور ان کا انکار کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو جو اسے نعمت عطا کی جانی تھیں وہ اس کو دکھائی جائیں گی۔:(قاضی بیضاوی)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنا:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اکثروا الصلوٰة علی نبیکم کل یوم جمعة فانی اشهدها منکم فی کل جمعة تم جمعہ کے دن اپنے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پیش کیا کرو کیونکہ بروز جمعہ میری بارگاہ میں (خصوصی طور پر) درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(فان احداً لا یصلی علی الاعرضت علی صلوته حین یفرغ منها)

جب سلام پڑھنے والا مجھ پر سلام پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو وہ اسی وقت میری خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ (کتاب الشفاء از قاضی عیاض اندلسی مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳۷ ج ۲)

قرآن اور شفاعت:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من قرء القرآن فاستظهره فاحل حلاله و حرم حرامه ادخله الله الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد و جبت لهم النار)

جس شخص نے قرآن کی تلاوت کی اس کو غالب سمجھا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیز کو حرام جانا۔ اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں سے ایسے دس گناہ گاروں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے دوزخ

واجب ہو چکی تھی۔

تلاوت قرآن اور نیکیوں کے انبار:

ایک روایت میں ہے۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

(من قرء القرآن و هو فی الصلوٰة کان له بکل حرف مأته حسنة و من قرء القرآن فی غیر الصلوٰة علی وضوء فله بکل حرف خمس وعشرون حسنة ومن قرء القرآن علی غیر وضوء فله عشر حسنات)

جس شخص نے نماز میں قرآن مجید کو پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ہیں۔

جس نے باوضو ہو کر نماز کے علاوہ پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے پچیس نیکیاں ہیں۔

جس نے بے وضو (زبانی) قرآن مجید کو پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ (مجالس الانوار)

ذکر سے کیا مراد ہے؟:

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (**ومن اعرض عن ذکری**) میں لفظ ذکر سے کیا مراد ہے اس کے بارے علماء کرام کے چند اقوال ہیں۔

۱- ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اس کی تائید رب ذوالجلال کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

(واما الذین کفروا و کذبوا بآیاتنا ولقاء الآخرة فا ؤلئک فی العذاب محضرون)

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہمارے آیات آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دیا جائے گا۔''

۲- ذکر سے مراد قرآن مجید کی قرأت کہ جس کو بھلا دیا جائے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(حتی نسوا الذکر)

''یہاں تک کہ انہوں نے ذکر کو بھلا دیا۔''

۳۔ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مراد ہے جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول)

''تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔''

۴۔ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد علم ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون)

''تم اہل ذکر (علماء) سے سوال کرو۔ اگر تم نہیں جانتے۔''

۵۔ ذکر سے مراد زبان کے ساتھ ذکر کرنا ہے جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:

(اذکروا اللہ ذکراً کثیراً)

''تم اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو۔''

۶۔ ذکر سے مراد نماز ہے جیسا کہ رب کریم نے فرمایا:

(فاسعوا الی ذکر اللّٰہ)

''تم اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف آؤ۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

(رجال لا تلھیم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ)

''ایسے مرد ہیں کہ جن کو تجارت اور بیع اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے بے پرواہ نہیں کرتی۔'' (تفسیر حنفی)

الضنک سے کیا مراد؟:

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (فان لہ معیشۃ ضنکاً) سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

(الضنک ھو الشقا)

''ضنک سے مراد شقاوت ہے۔''

اسی طرح آپ نے فرمایا جب کسی بندے کو تھوڑا یا زیادہ عطا کیا جائے اور وہ اس پر قناعت نہ کرے تو اس میں اس کے لئے خیر نہیں ہے۔ معیشت میں تنگی سے مراد یہی ہے کہ اس میں خیر نہیں ایک قوم حق سے روگردانی کرے۔ دنیا کی وسعت اس کے پاس ہو تو ان کا حال بھی تنگ ہوگا۔ اسی وجہ سے انہوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں ہے تو ان کے پاس رزق کی فراوانی ہونے کے باوجود معاشی حالات ان کے تنگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے برا گمان رکھنے کی وجہ سے۔ (بحر العلوم)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض وہی شخص کرتا ہے جس پر شیطان کا تسلط ہو وہ شیطان کہ جو انسان کا دشمن ہے۔ جو انسان کے بارے میں ہلاکت اور گمراہی چاہتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بدبخت اور گمراہ اور کوئی نہیں ہے۔ (بحر العلوم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یاایھا الذین آمنوا لا تلھیکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ)

''اے ایمان والو' تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے زار نہ کردیں۔''

یعنی مال اور دنیا کے بارے تدبیریں اور ان کے بارے اہتمام تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر جیسے نماز اور وہ تمام عبادات جن کو عبودیت کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ ان سے اعراض کرنے پر برانگیختہ نہ کریں۔

مال کے سبب لہو ولعب میں مشغول ہونے سے منع کیا گیا ہے اور نہی کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد مبالغہ ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ومن یفعل ذلک)

''اور جو ایسا کرے۔'' یعنی لہو ولعب میں مشغول اور مصروف ہو۔

(فاولئک ھم الخاسرون)

''یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

کیونکہ انہوں نے باقی رہنے والی عظیم چیز کو فانی اور حقیر چیز کے بدلے بیچ دیا۔

(قاضی بیضاوی)

افضل عبادت :

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آپ کوئی ایسی حدیث بتائیں۔ جس کے ذریعے ہم نفع حاصل کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اردتم عيش السعداء و موت الشهداء والنجاة يوم الحشر والظل يوم الحر والهدى من الضلالة فاديمو اقرأة القرآن فانه كلام الرحمن وحصن من الشيطان ورجحان في الميزان)

''اگر تم خوش بختوں کی زندگی' شہداء کی موت' حشر کے دن نجات گرمی کے دن سایہ اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو ہمیشہ قرآن مجید کو پڑھو۔ کیونکہ قرآن رحمٰن کا کلام ہے۔'' شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے قطعہ اور میزان میں عمل کے بھاری ہونے کا سبب ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(افضل عبادات امتي قرأة القرآن)

''میری امت کی افضل عبادت قرآن مجید کی قرأت ہے۔''

مکلّف آدمی پر ضروری ہے کہ وہ قرآن پڑھانے اور اس کی قرأت کرنے میں مشغول رہے۔ (بدر الرشید)

علماء کی بات نہ سننے کا وبال :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص مر گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مرنے والے کا کفن حرکت کر رہا ہے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھا تو آپ نے ایک سانپ کو پایا جو اس کے خون کو چوس رہا تھا اور مردے کے گوشت کو کھائے جا رہا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سانپ کو مارنے کا ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ سانپ بول پڑا اور اس نے بزبان فصیح پڑھا۔ (اشھد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله)

(وقالت یا ابابکر لم تضربنی ولیس لی ذنب وانا مامورة بذلک؟ امرنی الله ان اعذبه الی یوم القیامة)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اور اس سانپ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مجھے کیوں مارتے ہیں۔ میرا کوئی گناہ نہیں یہ میری ڈیوٹی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں قیامت تک اسے اسی عذاب میں مبتلا رکھوں۔

(فقال ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه ما خطایاه؟)

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کی کیا خطا ہے؟"

(فقالت الحیة له ثلاث خطیئات الاولی تارک الصلوٰة والثانیة مانع الزکاة والثالثة لا یسمع قول العلماء)

"سانپ نے عرض کیا کہ اس کی تین خطائیں ہیں۔"

پہلی خطا یہ ہے کہ بے نمازی تھا۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔

تیسری کوتاہی یہ ہے کہ علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا۔ (حیات القلوب)

دو خوف اور دو امن جمع نہیں ہوتے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم۔

(لا اجمع علی عبدی خوفین ولا امنین اذا اخفته فی الدنیا امنته یوم القیامة واذا امنته فی الدنیا اخفة یوم القیامة)

"میں اپنے بندے کے بارے دو خوف اور دو امن جمع نہیں فرماتا۔ جب اسے دنیا میں خوف میں مبتلا رکھوں تو قیامت کے دن اسے امن عطا کروں گا اور جب میں اپنے بندے کو دنیا میں امن سے رکھوں تو اسے بروز قیامت خوف سے دوچار کروں گا۔"

حضرت دحیہ کلبی کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دحیہ کلبی ملک عرب کا ایک کافر سردار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام قبول کرنے کو پسند فرماتے تھے کیونکہ اس کے زیر اثر خاندان کے سات سو قبیلے تھے جب دحیہ کلبی نے قبول اسلام کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعداز نماز فجر وحی فرمائی۔

(یا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم قذفت نور الایمان فی قلب دحیة الکلبی فهو یدخل علیک الآن)

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دحیہ کلبی کے دل میں نور ایمان کو اجاگر کر دیا ہے اور وہ ابھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

(فلما دخل دحیة الکلبی المسجد رفع النبی علیه الصلوٰة والسلام ردائه عن ظهره وبسطه علی الارض واشار الی ردائه)

''جب دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیٹھ مبارک سے چادر کو اتارا اسے زمین پر بچھایا اور دحیہ کلبی کو اس پر بیٹھنے کے لئے اشارہ فرمایا۔''

(فلما رای دحیة اکرام النبی صلی اللہ علیه وسلم بکی ورفع ردائه و قبله ووضعه علی رأسه و عینیه)

''جب دحیہ کلبی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ عزت واکرام دیکھی تو رو پڑے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر کو اٹھایا اسے چوما اور اس کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھ دیا۔

(قال یا نبی اللہ ماشرائط الاسلام اعرضها علی؟)

''دحیہ کلبی نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی کیا شرائط ہیں؟ ان کو مجھ پر پیش کریں۔''

(فقال علیه الصلوٰة والسلام : ان تقول لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

قبولِ اسلام کے بعد حضرت دحیہ کلبی کی گریہ زاری:

جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کر چکے تو زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما هذا البكاء يادحية؟	اے دحیہ یہ رونا کیسا ہے؟
ألمجيئک الى الاسلام؟	کیا تیرے اسلام کی طرف آنے کی وجہ سے؟
ام لامر آخر	یا کسی اور بات کی وجہ سے ہے۔

(قال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انى ارتكبت ذنوبا كبائر فقل لربک ما كفارتها ان امرنى ان اقتل نفسى اقتلها وان امرنى ان اخرج عن مالى صدقة اخرج عنه)

''حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بڑے بڑے گناہ کیے۔ آپ اپنے رب سے کہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دے تو میں اپنے آپ کو قتل کر دوں گا اور اگر وہ مجھے اپنے مال سے صدقہ کرنے کا حکم دے تو میں وہ صدقہ نکالوں گا۔''

(فقال عليه الصلوٰة والسلام وما تلک الذنوب يا دحية؟)

''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کونسے گناہ ہیں؟''

(قال كنت رجلا من ملوک العرب استنكفت ان تكون لى بنات لهن ازواج لئلايقال فلان بن فلان صهر دحية الكلبى فقتلت سبعين من بناتى بيدى فتحير النبى صلى الله عليه وسلم فى ذلک)

''حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ملک عرب کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ میں اس بات کو برا جانتا تھا کہ میرے لئے بیٹیاں ہوں ان کے شوہر ہوں کہیں یہ نہ کہا جائے کہ فلاں بن فلاں دحیہ کلبی کا داماد ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ستر بیٹیوں کو قتل کیا اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہوئے (کہ واقعی تو بڑا گناہ گار ہے)

(فنزل جبرائيل فقال يا رسول الله صلى الله عليه و سلم قل لدحية

الکلبی وعزتی وجلالی انک لما قلت لا اله الا الله محمد رسول الله غفرت لک ستین سنة و ذنبک ایای ستین بسنة فکیف لا اغفر قتل بناتک وھن لک؟)

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب تو نے کلمہ طیبہ پڑھا میں نے تیرے ساٹھ سال کے گناہ اور لغزشیں بخش دیں۔ تو تیری بیٹیوں کے قتل کو کیسے نہیں بخشوں گا؟ حالانکہ وہ بھی تیری بیٹیاں تھیں۔

(قال فبکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه)

''راوی کہتے ہیں کہ اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رو پڑے۔''

(فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم الٰھی قد غفرت لدحیة قتل بناته بشهادة مرة واحدة فیکف لا تغفر للمؤمنین صغارھم بشھادات کثیرة)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یا اللہ جب تو نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرتبہ گواہی دینے سے اس کی بیٹیوں کے قتل کو معاف کر دیا تو تو ایمانداروں کے صغیرہ گناہوں کو کئی مرتبہ شہادت دینے سے کیوں معاف نہیں کرے گا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف:

لفظ دحیہ کے بارے دو لغت ہیں۔

۱- دال کے فتحہ کے ساتھ یعنی دَحْیَةُ

۲- دال کے کسرہ کے ساتھ دِحْیَةُ

(نسب نامه. دحیة بن خلیفه بن فروه الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنه)

ان کا حسن و جمال:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو شہر مدینہ کی کوئی دوشیزہ نہیں تھی جو آپ کی زیارت کرنے نکلے لئے نہ آئی ہو۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کی وجہ سے ان کی شکل و صورت اپنا کر حاضر ہوتے تھے۔

ان کے کارنامے:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم الاسلام تھے جنگ بدر کے بعد کئی جنگوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ حاضر ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ ایک جنگ میں شریک ہو کر انتقال فرمایا اور دمشق کے قریب مزۃ نامی بستی میں مدفون ہوئے۔ آپ سن چھ ہجری کے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط لے کر حاکم بصرہ کی طرف گئے تاکہ وہ یہ خط ہرقل بادشاہ کو پیش کر سکے۔ (کرمانی)

کلمہ طیبہ کے پڑھنے کی برکت:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لا الـہ الا اللہ محـمد رسول اللہ پڑھا تو اس کے منہ سے سبز پرندے کی مثل ایک فرشتہ نکلتا ہے۔ جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں۔ وہ دونوں پر سفید ہیں جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ وہ فرشتہ ان پروں کو اٹھاتا ہے تو عرش تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کی ایسی آواز ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہو۔ عرش اٹھانے والے فرشتے اسے کہتے ہیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کہ رک جا۔ وہ فرشتہ ان سے کہتا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں ٹھہروں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش نہ دے۔ رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس اڑنے والے فرشتے کو ستر زبانیں عطا فرماتا ہے ہر زبان کلمہ طیبہ پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن تک بخشش طلب کرتی رہے گی وہ پرندے کی شکل کا فرشتہ بروز قیامت کلمہ پڑھنے والے کے ہاتھ کو پکڑے گا اور اس کی راہنمائی کرتے ہوئے وہ اسے جنت تک لے جائے گا۔ (رونق المجالس)

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمام مخلوق کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں

نے سید الملائکۃ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی عزت واحترام والا کلمہ پیدا نہیں کیا۔ اس کلمہ کی برکت سے زمین و آسمان' درخت' میدان' سمندر قائم و دائم ہیں مزید فرمایا:

الا وھی کلمۃ الاسلام	خبر دار یہ اسلام کا کلمہ ہے۔
الا وھی کلمۃ القرب	خبر دار یہ قریب کرنے والا کلمہ ہے۔
الا وھی کلمۃ التقوی	خبردار یہ پرہیز گاری کا کلمہ ہے۔
الا وھی کلمۃ النجاۃ	خبردار یہ نجات دینے والا کلمہ ہے۔
الا وھی کلمۃ العلیا	خبر دار یہی کلمہ علیا ہے۔

(لو وضعت فی کفۃ المیزان ووضع السبع سموات وسبع ارضین فی کفۃ اخری لرجحت علیھن والسبع ارضین فی کفۃ اخری علیھن)

''اگر کلمہ طیبہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے جب کہ ساتویں زمین اور ساتویں آسمانوں کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو کلمہ طیبہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(زبدۃ الواعظین)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دخلت الجنۃ فرأیت مکتوبا علی باب الجنۃ ثلاثۃ اسطر)

''میں جنت میں داخل ہوا اور جنت کے دروازے پر میں نے تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔''

(الاول : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

''پہلی سطر پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔''

(الثانی : وجدنا ماقد منا وربحنا ما اطعنا وخسرنا ما خلفنا کما قال اللہ تعالیٰ (یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امداً بعیداً)

''دوسری سطر میں یہ مکتوب تھا کہ ہم نے جو کچھ آگے بھیجا اس کو پا لیا۔ جو ہم نے اطاعت کی اس کا نفع مل گیا اور ہم نے نقصان اٹھایا اس چیز کے بارے جس کو پیچھے چھوڑ کر آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اس دن ہر نفس وہ کچھ موجود پائے گا۔ جو اس نے نیک عمل کیا اور جو اس نے برا عمل کیا وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش ان کے درمیان بہت سا فاصلہ ہوتا۔''

(الثالث: امة مذنبة و رب غفور)

''تیسری سطر پر یہ تحریر تھا۔ کہ امت گناہگار ہے اور رب تعالیٰ بخشنے والا ہے۔''

(زبدۃ الواعظین)

سات پتھروں کی گواہی:

ایک آدمی میدان عرفات میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں سات پتھر تھے اس نے ان پتھروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ پتھروں تم اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں اس نے پتھروں کو اپنے سر کے نیچے رکھا اور سو گیا۔ اس نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور اس کا حساب کتاب جاری ہوا جب حساب کتاب کیا گیا تو اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی اور فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے کر گئے۔ مگر جب وہ دوزخ کے دروازے پر لے کر گئے تو ان پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازہ پر آ گرا۔ عذاب کے فرشتے اس پتھر کو اٹھانے کیلئے جمع ہوئے۔ لیکن اٹھا نہ سکے پھر اس کو عذاب کے فرشتے لے کر جہنم کے دوسرے دروازے پر پہنچے تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازہ کے سامنے آ گرا۔ عذاب کے فرشتے اس کو اٹھانے لگے لیکن اٹھا نہ سکے حتی کہ وہ اس کو ساتوں جہنم کے دروازوں پر لے کر گئے اور ہر ایک دروازہ پر ان پتھروں میں سے کوئی نہ کوئی پتھر پڑا ہوا ہوتا پھر وہ اس کو عرش کی طرف لے کر گئے۔

(فقال اللہ تعالیٰ یا عبدی اشهدت الا حجار فلم تضیع حقک فکیف اضیع حقک وانا شاهد علی شهادتک؟ ادخلوه الجنة فلما قرب الی الجنان اذا ابوابها مفتوحة بالمفتاح الذی هو لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے تیرے لئے پتھروں نے گواہی دی اور انہوں نے تیرے حق کو ضائع نہ کیا تو میں تیرے حق کو کیسے ضائع کروں گا۔ میں تیرے کلمہ طیبہ کی گواہی دینے پر گواہ ہوں؟ اے فرشتو! اسے جنت میں داخل کرو جب وہ جنت کے قریب ہوا تو اس کا دروازہ چابی کے ساتھ کھل گیا اور جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۴۰

موت کی سختی

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد اَفَائن مت فهم الخلدون کل نفس ذائقة الموت و نبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون.

ترجمہ: ''اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں ہیشگی نہ بنائی تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو ہمیشہ رہیں گے ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔''

(سورۃ الانبیاء آیت ۳۴ تا ۳۵)

موت کی سختی

آیت کی تفسیر

(وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفائن مت فهم الخلدون)

''اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لئے جو آپ سے پہلے گذرا۔ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنا تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ (یہاں) ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب بارگاہ نبوی کی مخالفت کرنے والوں نے از راہ تکبر کے یہ بات کہی۔

(نتربص به ریب المنون) ''یعنی ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ کب ان کو موت آدے؟ اور امت محمد یہ فنا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور اطمینان قلب کے لئے یہ فرمان نازل کیا۔''

(أفائن مِتَّ'') ''میں فا شرط کو'ماقبل ''کے ساتھ معلق کرنے کے لئے ہے۔ ہمزہ انکار کے لئے بعد اس کے کہ ہم اس کو ثابت کریں گے۔

(کل نفس ذائقة الموت)

''ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔''

یعنی ہر روح جب اپنے جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کی سختی کا مزہ چکھنے والی ہے جو لوگ موت کے منکر ہیں ان کے خلاف یہ دلیل ہے۔

(و نبلو کم بالشر والخیر فتنة)

''اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے۔''

یعنی ہم تمہارے ساتھ ایک آزمائش میں مبتلا کرنے والے کا معاملہ کرتے ہیں کہ جو بطور آزمائش مصیبتیں اور نعمتیں تمہیں عطا کرتا ہے۔

(والینا ترجعون) ''اور (آخر کار) تم سب کو ہماری طرف ہی لوٹ آنا ہے۔''

تو ہم تمہیں اسی کے مطابق جزا اور سزا دیں گے جو تمہارے اندر صبر اور شکر ہو گا۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس زندگی سے مقصود آزمائش ہے اور ثواب کے حصول پر برانگیختہ کرنا ہے۔ عذاب سے کس طرح بچنا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

گناہوں کو مٹانے کا نسخہ :

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امحق للذنوب من الماء البارد للنار والسلام علیہ افضل من عتق الرقاب)

''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح ختم کرتا ہے۔ جس طرح ٹھنڈا پانی پیاس کو یا پانی آگ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا ایک غلام کو آزاد کرنے سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۳۳- مکتبہ بنویہ لاہور)

ملک الموت اور فرشتوں کا آنا:

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام جب کسی بندے کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ ستر رحمت کے فرشتے اور ستر عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی مومن کی روح کو قبض کرتے ہیں تو بعد از قبض اسے رحمت کے فرشتوں کو دے دیتے ہیں وہ فرشتے اسے جنت اور ثواب کی خوش خبری سناتے ہیں اور اس روح کو لے کر آسمان کی طرف اعلیٰ علیین تک لے جاتے ہیں اور جب ملک الموت کسی کافر کی روح کو قبض کرتے ہیں تو بعد از قبض اسے عذاب کے فرشتوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پھر وہ عذاب کے فرشتے اس کافر کی روح کو سجین کی طرف اسفل السافلین میں پھینک دیتے ہیں۔

(مطالع الانوار)

موت کی شدت کس قدر ہے؟:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لو ان الم شعرۃ من الم المیت وضع علی السموات والارض لمات اھلھما باذن اللہ تعالیٰ لان فی کل شعرۃ موتا ولا یقع الموت

فی شیٔ الامات مع کل اَعضائہٖ)

''اگر میت کی سختی اور تکلیف ایک بال کے برابر آسمانوں اور زمینوں پر ڈالی جائے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے سب زمین و آسمان والے ہلاک ہو جائیں۔ کیونکہ ہر بال میں ایک موت ہے جب موت واقع ہوتی ہے تو وہ چیز اپنے تمام اعضاء سمیت ہلاک ہو جاتی ہے۔''

ملک الموت کے چار چہرے ہونے کی وجہ:

حدیث شریف میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(ان لملک الموت اربعة اوجه اولها علی رأسه والثانی قدامه والثآلث خلف ظهره والرابع تحت رجلیه)

''ملک الموت کے چار چہرے ہیں ایک چہرہ سر کے اوپر دوسرا آگے۔ تیسرا پیٹھ کے پیچھے چوتھا ان کے دونوں پاؤں کے نیچے۔''

(فیاخذ ارواح الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام والملئکة من وجه راسه و ارواح المومنین من وجه قدامه و ارواح الکافرین من وجه ظهره و ارواح الجن من وجه قدمیه)

''اپنے سر کے اوپر والے چہرے سے وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی ارواح کو قبض کرتا ہے اپنے آگے والے چہرے سے ایمانداروں کی ارواح کو قبض کرتا ہے جو پیٹھ پیچھے چہرہ ہے۔ اس سے کفار کی روح قبض کرتا ہے اور جو چہرہ دونوں قدموں کے نیچے ہے اس سے جنوں کی روحوں کو قبض کرتا ہے۔''

ملک الموت کی جسامت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسامت اس قدر ہے۔

(احدی رجلیه علی جسر جهنم والاخری علی سریر الجنة ومن عظمته انه لوصب جمیع ماء البجار والانهار علی راسه ما وقعت قطرة علی الارض)

''کہ ان کا ایک پاؤں جہنم کی پل پر اور دوسرا جنت کے تخت پر ہے اور ان کا جسم اتنا

بڑا ہے کہ اگر تمام دریاؤں اور سمندروں کا پانی ان کے سر پر گرایا جائے تو زمین پر ایک قطرہ بھی نہ گرے۔ (مطالع الانوار)

چار ہزار سال بعد موت کی سختی برقرار:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے بعض کافروں نے آپ سے آ کر کہا کہ آپ جو نیا نیا مردہ ہوتا ہے۔ اس کو زندہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے وہ ابھی تک مرا بھی نہ ہو۔ اگر آپ واقعی مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو آپ ایسے فوت شدہ کو زندہ کریں جو عرصہ دراز سے وفات پا چکا ہو۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کرنے والوں سے فرمایا کہ جس کے بارے تم چاہتے ہو میں اس کو زندہ کئے دیتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں۔

آپ سام بن نوح کی قبر پر تشریف فرما ہوئے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے سام بن نوح زندہ ہو گئے اچانک ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

(یا سام ما هذا الشیب ولم یکن فی زمانک)

''اے سام یہ بڑھاپا کیا ہے؟ حالانکہ تو اپنے زمانہ میں بوڑھا نہیں تھا۔''

(فقال سمعت ندائک فظننت ان القیامة قد قامت فشاب راسی ولحیتی من الهول)

''سام بن نوح نے عرض کیا کہ جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں سمجھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اس ڈر اور دہشت کی وجہ سے میرا سر اور میری داڑھی سفید ہو گئی۔''

(فقال منذ کم سنة انت میت؟ فقال منذ اربعة آلاف سنة فما ذهب عنی الم سکرات الموت و مدارته)

''حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سام بن نوح آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ چار ہزار سال اور اب تک مجھ سے موت کی سکرات کی تکلیف اور اس کی تلخی دور نہیں ہوئی۔ (درة الواعظین)

جنتی اور دوزخی مرتے وقت اپنا اپنا مقام دیکھ لیتے ہیں:

ایک روایت میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

کافر کی روح بھی اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ دوزخ میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یری المؤمن مکانه فی الجنة والکافر مکانه فی النار)

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن اپنا مقام جنت میں اور کافر اپنا مقام دوزخ میں کیسے دیکھ لیتا ہے؟''

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو انتہائی اچھی صورت پر پیدا کیا اور ان کے چھ سو پر بنائے ان پروں کے درمیان مور کے پروں کی مثل دو خوبصورت سبز پر ہیں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ان پروں کو پھیلاتے ہیں تو جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے اس کو بھر دیتے ہیں۔ ان کے دائیں پر پر جنت کی صورت بنائی گئی ہے اور جو کچھ جنت میں انعام و اکرام ہوگا سب کی شکلیں اس پر بنی ہوئی ہیں۔ جیسے حورعین' محلات' درجات' خادم' غلام' لڑکے اور باندیاں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے بائیں پر پر دوزخ کی صورت بنی ہوئی ہے اور عذاب دینے والی جتنی چیزیں اس میں ہوں گی ان سب کی شکلیں بنی ہوئی ہیں جیسے سانپ' بچھو' آگ کے شعلے اور ڈراؤنی شکل والے دوزخ کے داروغے۔

جب کسی بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتوں کی ایک فوج اس کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کی روح کو دونوں قدموں سے گھٹنے کی طرف نچوڑتے ہیں۔ یہ پہلی فرشتوں کی فوج واپس چلی جاتی ہے پھر دوسری فوج آ جاتی ہے۔ جو مرنے والے کی روح کو گھٹنوں سے اس کی ناف تک نچوڑتے ہیں۔ فوج کا یہ دوسرا گروہ چلا جاتا ہے اور فوج کا ایک تیسرا گروہ آ جاتا ہے جو اس کی روح کو پیٹ سے سینے تک نچوڑتے ہیں فرشتوں کی یہ تیسری فوج چلی جاتی ہے اور فرشتوں کی چوتھی فوج داخل ہو کر فوت ہونے والی کی روح کو سینے سے حلقوم تک نچوڑتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فلو لا اذا بلغت الحلقوم ٥ و انتم حینئذ تنظرون٥)
''پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت (پاس بیٹھے) دیکھ رہے ہوتے ہو۔'' (الواقعہ ۸۳'۸۴)

اس وقت اگر وہ مرنے والا مومن ہو تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اپنے دائیں پر کو پھیلاتے ہیں تو مرنے والا جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اس کی طرف نظر کرتا ہے اور اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے جنت میں ملنے والے مکان کی محبت کی وجہ سے اپنے آس پاس والوں کو نہیں دیکھتا' چاہے اس کا باپ ہو اس کی ماں ہو یا اس کی اولاد ہو۔

اگر وہ مرنے والا منافق ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے لئے اپنا بایاں پر پھیلاتے ہیں تو وہ دوزخ میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اسی کی طرف دیکھتا رہتا ہے اور اس کے علاوہ اپنے ماں باپ اور اولاد کو نہیں دیکھ سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ دوزخ والے مکان کی ہیبت ہی اس قدر خوفناک ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

(طوبیٰ لمن کان قبرہ روضۃ من ریاض الجنان وویل لمن کان قبرہ حفرۃ من حفرۃ النیران)
''خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔'' (کنز الاخبار)

روح کی اقسام:

روح کی تین اقسام ہیں۔ ۱- سلطانیہ۔ ۲- روحانیہ ۳- جسمانیہ

روح سلطانیہ کا مقام دل ہے۔ روح روحانیہ کا مقام جگر یعنی سینہ ہے۔ جب کہ روح جسمانیہ کا مقام گوشت اور خون کے درمیان' ہڈیوں اور رگوں کے درمیان ہے۔

سوال و جواب:

سوال یہ ہے کہ جب بندہ سو جاتا ہے تو اس کی روح نکلتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ روح نکل جاتی ہے تو اس نے خطا کی اور اگر کہے کہ روح نہیں نکلتی تو وہ بھی خطا پر ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو اس کی روح جسمانی عقل سمیت نکل

جاتی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان گھومتی رہتی ہے اگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ دیکھتا ہے جو کچھ اسے خواب میں نظر آتا ہے اگر اس کے ساتھ عقل نہ ہو تو وہ کچھ نہ کچھ دیکھتا تو ضرور ہے لیکن اسے سمجھتا نہیں ہے۔ (تفسیر)

روح اور روان میں فرق:

اگر کہا جائے کہ روح اور روان میں کیا فرق ہے؟

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ روح نہ جاتی ہے اور نہ آتی ہے روان جاتی بھی ہے اور آتی بھی ہے جب روان زائل ہو جائے تو آدمی سو جاتا ہے اور جب روح زائل ہو جائے تو آدمی مر جاتا ہے۔

روح اور جسم کے درمیان ایمان کی مثال اسی طرح ہے جیسا کہ زمین و آسمان کے درمیان سورج ہو۔

جب آدمی مر جاتا ہے تو لا الہ الا اللہ اپنی روح سمیت چلا جاتا ہے جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم سمیت باقی رہتا ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ایمان بن جاتا ہے۔

ملک الموت حضرت الیاس علیہ السلام کی بارگاہ میں:

اللہ تعالیٰ کے اولو العزم پیغمبر حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عزرئیل علیہ السلام ان کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہو گئے آپ پریشان ہوئے اور انتہائی شدت کے ساتھ رو پڑے حضرت عزرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی یہ پریشانی اور رونا کیسا ہے؟ کیا آپ دنیا کی وجہ سے پریشان ہوئے یا موت کی وجہ سے؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نہیں بلکہ میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میرے مرنے کی وجہ سے مجھ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوٹ جائے گا اس طرح کہ میرے وصال فرما جانے کے بعد میری قوم تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گی اور میں ان کے ساتھ نہیں کر سکوں گا۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الی ملک الموت ان لایقبض روحه فانه یسأل الحیاة لذکری لا لنفسه دعه یا ملک الموت حتی یعیش فی ذکری ویرتع فی ریاض مناجاتی الی آخر الدنیا)

''اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ ان کی روح کو قبض نہ کریں کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام زندگی کا سوال اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ میرے ذکر کی وجہ سے کر رہے ہیں اے ملک الموت آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں تا کہ وہ میرے ذکر میں زندگی گزاریں اور آخر دنیا تک ہماری بارگاہ میں مناجات کرتے رہیں۔

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گھریہ زاری:

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو قبر کے پاس ٹھہر کر اتنا زار و قطار روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

(فقیل لہ یا امیر المؤمنین تذکر الجنة والنار واھوال القیامة فلا تبکی و تذکر القبر فتبکی)

''آپ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر المؤمنین آپ جنت دوزخ اور قیامت کی سختیوں کا ذکر کرتے ہیں لیکن آپ نہیں روتے اس کی کیا وجہ ہے کہ جب آپ قبر کا ذکر کرتے ہیں تو اس قدر زیادہ روتے ہیں۔''

تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

(قال النبی علیہ الصلوٰة والسلام القبر اول منزل من منازل الآخرة وآخر منزل من منازل الدنیا فمن نجامنہ فما بعدہ ایسرو ان لم ینج منہ فما بعدہ اشد)

''نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل اور دنیا کی منازل میں سے آخری منزل ہے جس نے قبر میں نجات حاصل کر لی تو اس کے لئے بعد کے معاملات آسان ہیں اور اگر کسی کو قبر میں نجات نہ ملی تو اس کے بعد جو کچھ بھی ہو گا اس کے لئے سختی ہی ہو گی۔''

مزید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

(ان کنت فی النار کنت مع الناس وان کنت فی القیامة کنت مع الناس وان کنت فی القبر لم یکن معی احد فلذلک ابکی)

''اگر میں (اللہ نہ کرے) دوزخ میں ہوا تو وہاں پر میں لوگوں کے ساتھ ہوں گا اور

اگر میں قیامت برپا ہونے کے وقت موجود ہوا تو وہاں بھی لوگوں کے ساتھ ہوں گا لیکن جب میں قبر میں جاؤں گا تو وہاں میرے ساتھ لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا اسی وجہ سے میں قبر کو دیکھ کر روتا ہوں۔'' (مشکوٰۃ الانوار)

کوہ لبنان میں حضرت مریم علیہا السلام کی وفات:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا ادریس سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں یہ لکھا ہوا پڑھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام سے عرض کیا۔

(ان الدنیا دار فناء و دار زوال والآخرۃ دار بقاء)

''بے شک دنیا فنا ہونے اور زائل ہونے والا گھر ہے جب کہ آخرت دار بقاء ہے۔''

اے میری والدہ محترمہ اس دار فنا سے ہم کہیں الگ ہو جائیں چنانچہ دونوں چلتے چلتے کوہ لبنان میں پہنچ گئے۔ وہاں وہ دونوں دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے درختوں کے پتے کھا کر بارش کا پانی پی کر دونوں گزارا کرتے اسی حالت میں انہوں نے اسی مقام پر ایک عرصہ دراز گزار دیا۔

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پہاڑ سے نیچے وادی میں اترے۔ تاکہ اپنے لئے افطار کرنے کے لئے گھاس وغیرہ اکٹھی کر لے جائیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر نیچے تشریف فرما ہوئے۔

اسی دوران ملک الموت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے اور آ کر کہا۔

(السلام علیک یا مریم الصائمۃ القائمۃ)

''اے روزہ رکھنے والی' قیام کرنے والی مریم علیہا السلام تجھ پر سلام ہو۔''

حضرت مریم علیہا السلام نے ملک الموت سے فرمایا:

(من انت فان جلدی قد اقشعر من صوتک و طار عقلی من ھیبتک)

''(اے آنے والے) تو کون ہے کہ تیری آواز سے میرا جسم کانپ اٹھا اور تیری ہیبت سے میرے ہوش اڑ گئے۔''

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

(انا الذی لا ارحم الصغیر لصغرہ ولا اکرم الکبیر لکبرہ وانا قابض

الارواح)

''میں وہ ہوں جو کسی چھوٹے پر اس کی صغر سنی کی وجہ سے رحم نہیں کرتا اور کسی بڑے کے بڑھاپے کی وجہ سے اس کی عزت نہیں کرتا اور میں ارواح کو قبض کرنے والا ہوں۔''

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا:

(یا ملک أزائراً جئت ام قابضاً)

''اے فرشتے! کیا تو زیارت کرنے کی غرض سے آیا ہے یا روح کو قبض کرنے کے لئے آیا ہے۔''

حضرت عزرئیل علیہ السلام نے جواباً کہا

(استعدی للموت)

''آپ موت کے لئے تیار ہو جائیں۔''

حضرت مریم علیہا السلام نے ملک الموت سے فرمایا:

(أفلا تاذن لی حتی یرجع حبیبی وقرۃ عینی و ثمرۃ فؤادی وریحانۃ قلبی)

''کیا آپ مجھے اتنی دیر اجازت نہیں دیتے کہ میرا حبیب میری آنکھوں کی ٹھنڈک' میرے دل کا ثمر اور میرے دل کی خوشبو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) واپس آ جائے۔''

ملک الموت نے آپ سے عرض کیا

(لم او مربذلک وانما انا عبد مامور واللہ لا استطیع ان اقبض روح بعوضۃ فقد امرنی ربی ان لا ازیل قدما عن قدم حتی اقبض روحک فی موضعک ھذا)

''مجھے اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا میں حکم کا پابند بندہ ہوں قسم بخدا مجھے خود تو ایک مچھر کی روح قبض کرنے کی بھی طاقت نہیں (مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے)

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں ایک قدم کے برابر بھی اس مقام سے نہ ہٹوں۔ جب تک کہ میں اسی جگہ پر آپ کی روح قبض نہ کر لوں۔

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا

(یا ملک الموت استسلمت لا مر اللہ تعالیٰ فامض امر اللہ. فدنا منھا وقبض روحھا)

''اے ملک الموت میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سپرد کر دیا اور تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کر۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے قریب ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کی روح مبارک کو قبض کر لیا۔''

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیر ہو گئی یہاں تک کہ عشاء کے آخری وقت میں آپ وہاں پہنچے۔ جب آپ پہاڑ پر چڑھے آپ کے پاس کچھ سبزی اور گھاس تھا آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی طرف دیکھا تو وہ محراب میں سوئی ہوئی تھیں آپ نے گمان کیا کہ شاید والدہ ماجدہ فرائض کی ادائیگی کے بعد آرام کر رہی ہیں۔ آپ نے گھاس کو رکھا اور خود اس محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے رات تک مسلسل اسی حالت پر کھڑے رہے۔ پھر آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی طرف دیکھا اور پریشان حال دل سے غمگین آواز سے اپنی والدہ کو درد بھرے لہجے میں آواز دی۔

(السلام علیک یا اماہ قد هجم اللیل وافطر الصائمون و وقف العابدون و ما بالک لا تقومین الی عبادة الرحمن؟)

''اے امی جان آپ پر سلام ہو رات زیادہ گزر چکی روزہ داروں نے روزہ افطار کر لیا۔ عبادت گزار عبادت کرنے کی غرض سے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اے امی جان آپ کو کیا ہوا کہ آپ رحمٰن کی عبادت کی طرف کھڑی نہیں ہوتی؟

آپ واپس لوٹے اور کہا کہ بعض اوقات نیند میٹھی ہوتی ہے پھر آپ محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے اس دوران آپ نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ بھی گزر گیا ایسا کرنے سے آپ کا مقصود یہ تھا۔ کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ افطار کریں مسلسل آپ اسی طرح کھڑے رہے آپ نے مغموم دل اور درد بھری آواز کے ساتھ ندا دی۔

اے امی جان آپ پر سلام ہو۔

واپس لوٹے اور محراب کے سامنے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔

پھر آپ نے اپنا رخسار اپنی والدہ کے رخسار پر اپنا منہ اپنی والدہ کے منہ پر رکھا اور آپ زار و قطار روتے ہوئے اپنی والدہ محترمہ کو آواز دے رہے تھے۔

(السلام علیک یا اماہ قد مضی اللیل واقبل النہار هذا وقت فریضة الرحمن)

اے امی جان آپ پر سلام ہو رات گزر گئی دن آ گیا یہ رحمٰن کے فرض کو ادا کرنے کا وقت ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مسلسل آہ و بکا سن کر آسمانوں کے فرشتے رونے لگے۔ آپ کے آس پاس کے جن آہ وزاری کرنے لگے۔ آپ کے نیچے پہاڑ پر کپکپی طاری ہو گئی۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الی الملئکۃ ما یبکیکم)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

(قالوا الھنا انت اعلم فاوحی اللہ تعالیٰ انی اعلم وانا ارحم الراحمین)

فرشتوں نے عرض کیا! اے ہمارے معبود تو زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بے شک میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں۔

ایک نداء دینے والے نے نداء دی۔

(یا عیسیٰ علیہ السلام ارفع راسک فقد ماتت امک فاعظم اللہ اجرک فرفع راسہ باکیا یقول: من لوحشبتی ومن لوحدتی ومن آنس بہ فی غربتی ومن یغیننی فی عباداتی؟)

اے عیسیٰ علیہ السلام اپنے سر مبارک اٹھائیں یقیناً آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اجر کو بڑھا دیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے روتے ہوئے اپنے سر کو اٹھایا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے کہ اب میری وحشت کو دور کرنے والا کون ہوگا؟ گھبراہٹ کے وقت تسکین کون دے گا؟ میری غربت کا غمگسار کون ہوگا؟ اور عبادت کے وقت مجھے کون مدد دے گا؟

اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کی طرف وحی کی کہ وہ نصیحت کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرے۔

(فقال الجبل یا روح اللہ ماھذا الجزع أترید مع اللہ انیساً؟)

پہاڑ نے عرض کی' اے روح اللہ یہ جزع فزع کیا ہے کیا آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور انیس چاہتے ہیں؟

پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی بستیوں میں سے ایک بستی کی طرف

پہاڑ سے نیچے اتر کر آئے اور ندا دی اے بنی اسرائیل تم پر سلام ہو۔

(فقالوا من انت یا عبد اللہ فقد اضاء حسن وجھک دورنا؟)

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے اللہ کے بندے آپ کون ہیں کہ آپ کے چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے ہمارے گھر روشن ہو گئے۔

(فقال انا روح اللہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں روح اللہ ہوں۔

بے شک میری والدہ سفر کی حالت میں فوت ہو گئیں تم ان کو غسل، کفن، دینے اور دفن کرنے میں میری مدد کرو۔

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے روح اللہ اس پہاڑ میں بکثرت سانپ اور بچھو ہیں تین سو سال ہو گئے ہیں ہمارے آباؤ و اجداد اس پہاڑ کی طرف نہیں گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پہاڑ کی طرف واپس لوٹے آپ نے دو خوبصورت نوجوانوں کو اس مقام پر پایا۔ ان دونوں کو آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے آپ کو سلام کا جواب دیا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں نوجوانوں سے فرمایا کہ میری والدہ اس پہاڑ میں سفر کی حالت میں فوت ہو گئی ہیں۔ تم دونوں ان کی تجہیز و تکفین میں میری مدد کرو۔

ان دونو جوانوں میں سے ایک نے آپ سے کہا کہ یہ حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں یہ حنوط اور کفن ہے آپ کے رب کی طرف سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی حوریں ابھی جنت سے آپ کی والدہ کو غسل دینے اور کفن پہنانے کے لئے اترنے والی ہیں۔

پہاڑ کی چوٹی پر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے قبر بنائی آپ کے حسب حکم نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اس قبر میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کو دفن کر لینے کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی۔

یا اللہ تو میری حالت کو جانتا ہے میرے کلام کو سنتا ہے۔ میرے معاملات میں سے کوئی چیز تجھ پر مخفی نہیں ہے میری والدہ محترمہ کا جب انتقال ہوا تو میں اس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ اے میرے رب تو اپنے اذن سے میری والدہ کو مجھ سے کلام کرنے کی

اجازت عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میری طرف سے آپ کی والدہ محترمہ کو کلام کرنے کا اذن مل چکا ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور غم بھری آواز کے ساتھ نداء دینے لگے اے میری امی جان آپ پر سلام ہو۔

حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی قبر مبارک سے جواب دیا۔

(یا حبیبی یا قرۃ عینی)

''اے میرے حبیب اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے امی جان

(کیف وجدت مقیلک ومصیرک و کیف رأیت القدوم علی ربک؟)

آپ نے اپنی جگہ کو کیسا پایا؟ اپنے لوٹنے کی جگہ کو کیسے پایا؟ اپنے رب کی بارگاہ میں آنے کو کیسے پایا؟

حضرت مریم علیہا السلام نے جواباً ارشاد فرمایا:

(مقیلی خیر مقیل: ومصیری خیر مصیر قدمت علی ربی فوجدته راضیا غیر غضبان)

''میری جگہ بہترین جگہ ہے میری لوٹنے کی جگہ بہترین ہے میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئی میں نے اسے بغیر ناراضگی کے راضی پایا''۔

(قال یا اماہ کیف وجدت الم الموت؟)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے امی جان آپ نے موت کی تکلیف کو کیسا پایا؟

(قالت والذی بعثک بالحق نبیًا ماذهبت مدارة الموت من حلقی وهيبة ملک الموت بين عينی فعليک السلام يا حبيبی الی يوم القيامة)

حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر بھیجا میرے حلق سے ابھی تک موت کی سختی نہیں گئی اور ملک الموت کی ہیبت ابھی تک میری نظروں کے سامنے ہے اے میرے حبیب تجھ پر قیامت کے دن تک سلام ہو۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات:

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا۔ تو آپ کے جنازہ کو چار آدمیوں نے اٹھایا آپ کے شوہر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دونوں بیٹے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان چاروں نے جنازہ کو قبر کے کنارے پر رکھا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا

(یاقبرا تدری من التی جئنا بها الیک ؟ هی فاطمة الزهراء بنت رسول الله صلی الله علیه و سلم وزوجة علی المرتضیٰ و ام الحسن والحسین رضی الله تعالیٰ عنهما)

اے قبر کیا تو جانتی ہے کہ ہم کس کو لے کر تیرے پاس آئے ہیں؟ یہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔

اس وقت جنازے میں شریک سب لوگوں نے قبر سے یہ نداء سنی۔

(ما انا موضع حسب و نسب وانما انا موضع العمل الصالح فلا ینجو فی الا من کثر خیره و سلم قلبه و خلص عمله)

قبر نے یہ کہا کہ میں حسب ونسب کی جگہ نہیں ہوں بلکہ میں عمل صالح کی جگہ ہوں میرے اندر وہی نجات حاصل کرتا ہے۔ جس کے پاس نیکیاں بہت زیادہ ہوں' دل اس کا پاک ہو ہر قسم کی برائی سے اور اس کا عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ (مشکوۃ الانوار)

عذاب قبر سے بچانے والی چار چیزیں:

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا:

(من اراد ان ینجو من عذاب القبر فعلیه ان یلازم اربعة اشیاء ویجتنب اربعة اشیاء)

جو شخص عذاب قبر سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر چار چیزوں کو اختیار کرنا اور چار چیزوں سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

(فاما التی یلزم ان یلازمها فالمحا فظة علی الصلٰوة والصدقة و قرأة القرآن و کثرة التسبیح فانها تضیئی القبر و توسعه)

جن چار چیزوں کو اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

۱- نماز کی پابندی کرنا۔۲- صدقہ دینا۔۳- قرآن کی تلاوت۔۴- تسبیح کثرت سے پڑھنا کیونکہ یہ قبر کو روشن اور کشادہ کرتی ہے۔

(فاما التی یلزم الاجتناب عنها فالکذب والخیانة والنمیمة والبول قائما)

بہر حال وہ چار چیزیں جن سے اجتناب کرنا لازمی ہے وہ یہ ہیں۔

۱- جھوٹ بولنا۔۲- خیانت کرنا۔۳- چغل خوری۔۴- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

کیونکہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه)

کہ اپنے آپ کو پیشاب سے بچاؤ کیونکہ قبر کا عام عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

(مشکوۃ الانوار)

عذاب کس کو ہو گا؟:

بدن اور روح میں سے عذاب کس کو ہوتا ہے اس بارے میں چند اقوال ہیں۔

۱- بعض علماء نے کہا کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے بدن کو نہیں ہوتا۔

۲- بعض نے اس کے برعکس کہا کہ عذاب جسم کو ہوتا ہے نہ کہ روح کو۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

سوال و جواب: کسی نے کہا کہ جب جسم سے روح نکل گئی تو اس جسم کو عذاب دینے سے کیا ہو گا۔ جب روح نہیں تو عذاب سے اس جسم کو کیا ہو گا لہٰذا اسے عذاب دینا بے سود ہے۔؟

اس سوال کے کئی جواب ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس جسم میں ایک قسم کی زندگی پیدا فرما دے کہ جس کے ہوتے ہوئے مردے کو تکلیف دینا ممکن ہو اور روح کے واپس لوٹانے کے بغیر وہ نعمتوں کو محسوس کر سکے۔ تاکہ دوبارہ روح کو نکالنے کی نوبت نہ آئے۔

۲- بعض علماء نے کہا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اس کی روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے

جیسا کہ وہ پہلے دنیا میں اس کے اندر موجود تھی۔ مردے کو بٹھا دیا جائے اور سوال کر لیا جائے۔

۳- بعض کا خیال یہ ہے کہ سوال و جواب صرف روح سے ہوں گے نا کہ جسم سے

۴- بعض نے کہا کہ اس مرنے والے کے جسم میں روح داخل کی جاتی ہے لیکن صرف سینے تک۔

۵- بعض نے فرمایا کہ روح مردے کے جسم اور کفن کے درمیان ہوتی ہے۔

ان سب اقوال کی تائید آثار سے ہوتی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مردہ قبر میں ثواب و عذاب کے قریب ہوتا ہے اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتا۔

(من شرح العقائد ملخصا)

روح جسم سے نکل کر کہاں جاتی ہے؟:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ارواح اپنے اپنے اجسام سے نکل کر کہاں جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا سات جگہوں میں۔

۱- تمام انبیاء اور رسولوں کی ارواح کا ٹھکانہ جنت عدن ہے۔

۲- علماء کی ارواح کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

۳- جو سعادت مند لوگ ہیں۔ ان کی ارواح کا ٹھکانہ جنت علیین ہے۔

۴- شہداء کی ارواح پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہتی ہیں اڑتی رہتی ہیں۔

۵- گناہگار ایمانداروں کی روحیں فضا میں معلق رہتی ہیں قیامت کے دن تک وہ نہ زمین میں ہوں گی اور نہ آسمانوں میں۔

۶- مومنین کی اولاد کی روحیں کستوری کے پہاڑ میں رہتی ہیں۔

۷- کفار کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں۔ ان کی ارواح کو ان کے جسموں سمیت قیامت کے دن تک عذاب دیا جائے گا۔

۸- جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(کَلَّآ اِنَّ کتاب الفجار لفی سجین) ”یعنی اعمال نامہ بدکاروں (کافروں) کا سجین میں ہے۔“

سچ یہ ہے کہ اصل حال کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہر حالت میں اس کی حمد ہے

سوائے کفر اور گمراہی کے وہ بے مثل اور وحدہ لاشریک ہے۔

اے انسان تجھ پر لازم ہے اس کے ہر حکم پر عمل کرنا وہ مثل سے پاک ہے۔ اے عزت و جلال والے رب تو ہماری خطاؤں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔ (آمین)

قیامت کے دن مخلوق کی کیا حالت ہوگی:

مخلوق جب قبروں سے اٹھے گی۔ تو قیامت کے دن جن جگہوں سے مخلوق اٹھے گی تو وہ انہی جگہوں پر چالیس سال تک کھڑی رہے گی نہ کھائے گی نہ پیئے گی نہ وہ سارے کے سارے بیٹھیں گے اور نہ کلام کریں گے۔

حضور کی امت کی پہچان:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان امتی یوم القیامۃ غر محجلون من آثار الوضوء)

بے شک میری امت قیامت کے دن پنج کلیانی ہوگی یعنی وضو کے آثار کی وجہ سے ان کے پانچ اعضاء (چہرہ' دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) چمکتے ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا مومنین کی قبروں کے سرہانے فرشتے آجائیں گے۔ ان کے سروں سے مٹی کو صاف کریں گے ان کے جسموں سے مٹی کو جھاڑیں گے سوائے سجدہ کی جگہ کے۔

جب فرشتے سجدہ کی جگہوں سے مٹی کو جھاڑیں گے تو وہ صاف نہیں ہوگی اس دوران ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔

(یا ملائکتی لیس ذلک تراب قبورھم انما ھو تراب محاریبھم دعوا ما علیھم حتی یعبروا الصراط ویدخلوا الجنۃ حتی ان کل من ینظر الیھم یعلم انھم خدامی و عبادی)

اے میرے فرشتو! یہ ان کی قبروں کی مٹی نہیں ہے بلکہ یہ ان کی محرابوں کی مٹی ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ پل صراط کو عبور کرلیں اور جنت میں داخل ہو

جائیں یہاں تک کہ جو شخص بھی ان کو دیکھے وہ پہچان لے کہ یہ میرے خادم اور بندے ہیں۔

روزہ دار جب قبروں سے اٹھیں گے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہو گا جو لوگ قبروں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ رضوان فرشتے کو حکم دے گا کہ

(انی قد اخرجت الصائمین من قبورهم جائعین عطشیٰ فاستقبلهم بشهواتهم فی الجنان)

میں نے روزہ داروں کو ان کی قبروں سے بہشت کی طرف نکالا بھوکے پیاسے تو ان کو بہشت کی طرف لے جا کیونکہ یہ لوگ دل و جان سے بہشت کی تمنا رکھتے تھے۔

(فصیح رضوان ایها الغلمان و یا ایها الوالدان الذین لم یبلغوا الحلم تعالوا فیاتون بطباق من نور ویجتمعون عند رضوان اکثر من عدد التراب واقطار الامطار و کواکب السماء وا وراق الاشجار بالفاکهة الکثیر ة والاطعمة النفیسة والا شربة اللزیزة فیلقونهم ویعظمونهم من ذلک ویقال لهم (کلوا واشربوا هنیئابما اسلفتم فی الایام الخالیة) آلایة

رضوان بہشت کا دربان پکار اٹھے گا۔ اے غلمان' اے چھوٹے بچو آؤ یہ آواز سن کر وہ لڑکے بکثرت جمع ہو جائیں گے اور مٹی کے ذروں بارش کے قطروں' آسمان کے ستاروں اور درخت کے پتوں کی تعداد کے مطابق نور کے طشت میں رکھ کر نہایت عمدہ عمدہ میوے لطیف و نفیس کھانے اور خوشبودار شربت لے کر رضوان بہشت کے پاس حاضر ہو جائیں گے تب ان کو کھول کر یہ لڑکے روزہ داروں کو ملیں گے اور سب چیزیں ان کو کھلائیں گے اور ان روزہ داروں کو کہا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یعنی تم کھاؤ اور پیؤ بدلہ اس کا جو تم گذشتہ دنوں میں تھام کر رکھتے تھے۔''

تین گروہ سے فرشتے مصافحہ کریں گے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(ثلاثة نفر تصافحهم الملئكة يوم يخرجون من قبورهم :الشهداء والقائمون شهر رمضان والصائمون يوم عرفة)

تین گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے ان کے ساتھ مصافحہ کریں گے۔

۱-شہداء۔۲- رمضان کے مہینہ میں قیام کرنے والے۔۳-عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔

یوم عرفہ روزہ رکھنے کا ثواب:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

(یا عائشة ان فی الجنة قصوراً من در و یاقوت و زبرجد وذهب و فضة قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم لمن هذا؟ قال لمن صام یوم عرفة)

(یا عائشة ان احب الایام الی الله یوم الجمعة و یوم عرفة لما فیهما من الرحمة وان ابغض الایام الی ابلیس یوم الجمعة ویوم عرفة)

(یا عائشة من اصبح صائما یوم عرفة فتح الله له ثلاثین بابا من الخیر واغلق عنه ثلاثین باباً من الشر فاذا افطر و شرب الماء یستغفرله کل عرق فی جسده ویقول اللهم ارحمه الی طلوع الفجر)

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے شک جنت میں موتی' یاقوت زبرجد' سونا اور چاندی کے محلات ہیں۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محلات کس کے لئے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ محلات اس شخص کے لئے جو عرفہ کے دن روزہ رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دن جمعہ اور عرفہ کی دن ہے کیونکہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جب کہ شیطان کے نزدیک تمام دنوں سے ناپسندیدہ دن جمعہ اور عرفہ کا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس شخص نے عرفہ

کے دن روزہ رکھنے کی حالت میں صبح کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھلائی کے تیس دروازے کھول دیتا ہے جب کہ اس پر تیس شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ جب عرفہ کے دن روزہ رکھنے والا روزہ افطار کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس کے جسم کی ہر رگ اس کے لئے بخشش طلب کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ کہتی ہے۔ یا اللہ طلوع فجر تک تو اس پر رحم فرما۔

روزہ رکھنے کا مرتبہ و مقام:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ روزہ دار جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزہ کی بو سے پہچانیں جائیں گے ان کے سامنے قسم قسم کے کھانے اور آبخورے رکھے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ کیونکہ تم اس وقت بھوکے رہے جب لوگ سیر ہو کر کھاتے تھے اور تم پیؤ تم اس وقت پیاسے رہے جب لوگ سیراب ہو کر پیتے تھے۔ نیز آرام اور چین میں تھے چنانچہ روزہ رکھنے والے کھائیں گے پیئے گے اور آرام میں رہیں گے جب کہ لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔

کون لوگ قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے؟:

حدیث شریف میں ہے۔ کہ دس خوش نصیب لوگ اپنی اپنی قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے۔

۱- نبی۔۲- غازی۔۳- عالم۔۴- شہید۔۵- حافظ قرآن۔۶- مؤذن۔۷- عورت جب نفاس کی حالت میں مر جائے۔۸- جسے ظلماً قتل کیا جائے۔۹- جو شخص جمعہ کی رات کو مر جائے۔۱۰- جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو۔

قیامت کے دن سب ننگے ہوں گے:

حدیث پاک میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے ننگے بدن پیدا ہوئے تھے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتیں سب ننگے ہوں گے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں۔

حضرت صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے افسوس ان میں سے بعض

بعض کی طرف دیکھیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابو قحافہ کے بیٹے کی بیٹی لوگوں کو اس دن دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا ان کی نظریں آسمان کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہوں گی چالیس سال تک کھڑے رہے گے' نہ کھائیں گے' نہ پئیں گے اور پسینے کے اندر شرابور ہوں گے۔ بعض لوگوں کے پاؤں تک پسینہ ہوگا کچھ کی پنڈلیوں تک پسینہ ہوگا۔ بعض کے پیٹ تک پسینہ ہوگا۔ بعض سینہ تک پسینہ میں غرق ہوں گے۔ اس قدر پسینہ لوگوں کے اس مقام پر ٹھہرنے کی وجہ سے ہوگا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کسی شخص کے جسم پر لباس ہوگا کہ نہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان خوش نصیب لوگوں کے جسموں پر قیامت کے دن لباس ہوگا۔

۱۔ انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت۔

۲۔ رجب' شعبان اور رمضان کے مسلسل روزے رکھنے والے۔

قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے سوائے انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت کے رجب اور شعبان کے روزے رکھنے والے یہ لوگ سیر ہوں گے نہ ان کو بھوک ہوگی اور نہ پیاس ان سب کو محشر کی طرف اکٹھا کرنے کے لئے بلایا جائے گا اور یہ محشر بیت المقدس کے قریب ساہرہ نام کی جگہ میں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(فانما هی زجرة واحدة فاذا هم بالساهره) (الاحزاب:۲)

''کہ وہ ایک ہی تو بیخ سے ساھرہ میں ہوں گے''۔

قیامت کے دن صفوں کی تعداد' طول و عرض:

میدان قیامت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی ہر صف کی طوالت چالیس ہزار برس کی مسافت کے برابر جب کہ ہر صف کی چوڑائی بیس ہزار برس کی مسافت کے برابر ہوگی ان میں تین صفیں مومنوں کی ہوں گی اور باقی سب کافروں کی ہوں گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان امتی مائة وعشرون صفا وهذا هو الاصح) ''بے شک میری امت کی

ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور یہی صحیح روایت ہے۔“

مومنوں اور کافروں کی علامت:

قیامت کے دن مومنوں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

کافروں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور شیطانوں کے ساتھ ملا کر جکڑے جائیں گے۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۱۴

قیامت کا بیان

یا ایھا الناس اتقو ربکم ان زلزلة الساعة شی عظیم یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکری وما ھم بسکری ولکن عذاب اللہ شدید.

ترجمہ: ''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کری ہے۔''

(سورۃ الحج آیت ۱ تا ۲)

قیامت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ)

''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ۔''

زلزلہ کا معنی ہے اشیاء کا حرکت کرنا۔ ایک قول یہ ہے کہ زلزلہ اس وقت رونما ہوگا کہ ابھی سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوا ہوگا یعنی اس سے پہلے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ زلزلہ کی اضافت الساعۃ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہ اس کی علامات میں سے ہے۔

(شیئٌ عظیم) ''بہت بڑی چیز۔'' گھبراہٹ میں ڈالنے والی قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے لوگوں کو تقوی کا حکم دیا گیا تاکہ وہ اپنی عقلوں سے اس کا تصور کرسکیں اور ان کو یہ یقین ہو جائے کہ جب تک وہ تقوی کا لباس زیب تن نہ کریں۔ اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے پس وہ اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو بچائیں گے اور تقوی کو لازم کرنے کے ساتھ اپنے کو قوت بخشیں گے۔

(یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت)

''اس دن تم دیکھو گے کہ ہر حاملہ عورت کا حمل گر جائے گا۔''

قیامت کے دن کی گھبراہٹ کا یہ ایک منظر ہے۔

(وتضع کل ذات حمل حملھا) ''ہر حمل والی اپنے حمل کو گرا دے گی۔

(وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری)

''اور تو لوگو کو دیکھے گا کہ وہ بے ہوش ہوں گے یعنی ان پر نشہ کی کیفیت طاری ہو گی حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے یعنی حقیقتاً انہیں نشہ نہ ہو گا۔''

(ولکن عذاب اللہ شدید)

''اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔''

یعنی قیامت کا خوف اتنا ہو گا کہ ان کی عقلیں اڑ جائیں گی اور ان کی تمیز ختم ہو جائے

گی۔ (قاضی بیضاوی)

درود پڑھے بغیر مجلس سے اٹھ جانا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما جلس قوم مجلسا ثم تفرقوا علی غیر صلٰوۃ علی الاتفرقوا علی انتن من ریح الجیفۃ)

جو لوگ کسی مجلس میں اکٹھے ہوں اور درود و سلام پڑھے بغیر منتشر ہو جائیں تو اس کیفیت میں جدا ہوں گے جیسے ان کے ساتھ مردار شی کی بدبو ہو۔

جنت کا راستہ بھولنے والا کون؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من نسی الصلٰوۃ علی نسی طریق الجنۃ)

جو شخص مجھ پر (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھی بھول گیا۔ (کتاب الشفاء - ج ۲ ص ۱۳۵)

رہ گئی رسم اذان:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ویاتی علی الناس زمان لا یبقی من السلام الا اسمہ ولا من الدین الا اسمہ ولا من القرآن الادرسہ یعمرون مساجد ھم وھی خراب عن ذکر اللہ. اشر اھل ذلک الزمان علماء ھم و منھم تخرج الفتنۃ والیھم تعود وھو لأ علامات القیامۃ)

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ دین کی صرف رسم رہ جائے گی۔ قرآن کا صرف درس رہ جائے گا مساجد بظاہر آباد ہوں گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوں گی اس زمانے کے شریر لوگ علماء ہوں گے انہی سے فتنہ نکلے گا اور انہی کی طرف لوٹے گا آقا علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا یہ قیامت کی علامت ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

علامات قیامت:

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم اس وقت تذکرہ کر رہے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ تم قیامت کے آنے سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

پھر نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دس چیزوں کا ذکر فرمایا:

۱- دخان۔ ۲- دجال۔ ۳- دابتہ الارض۔ ۴- مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا۔ ۵- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر نزول فرمانا۔ ۶- یاجوج اور ماجوج تین جگہ سے زمین کا دھنس جانا۔ ۷- ایک دھنس جانا مشرق میں۔ ۸- ایک دھنس جانا مغرب میں۔ ۹- اسی طرح جزیرۂ عرب میں زمین کا دھنس جانا۔ ۱۰- آخر میں یمن کے ملک سے آگ نکلے گی اور سب لوگوں کو قیامت کے میدان کی طرف ہانک کرلے جائے گی۔

(زبدۃ الواعظین)

قیامت کی پانچ نشانیوں کی وضاحت:

۱- دجال بہت بڑی مصیبت ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کے دن تک اس جیسی کوئی مصیبت نہیں۔ استدراج کے ذریعے وہ ایسے ایسے عجیب و غریب کام دکھائے گا کہ جن کی تعداد کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا وہ کانا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ کافر ہے۔

(شرح برکوی للقنوی)

۲- الدخان (دھواں) دخان مغرب و مشرق کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بھر دے گا چالیس دن تک رہے گا۔ اس کی وجہ سے مومن کی کیفیت اس طرح ہوگی کہ جس طرح زکام ہوتا ہے۔ کافر کی حالت اس طرح ہوگی کہ جس طرح کوئی نشہ میں ہو اور دھواں ان کی ناکوں، کانوں اور ان کے پچھلے حصہ سے نکلتا ہوگا۔

(شرح برکوی للقنوی)

۳- دابتہ الارض مکہ میں کوہ صفا کے پاس نمودار ہو گا فصیح زبان کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ انصاف کے ساتھ زمین کو بھر دے گا اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی۔ جب وہ عصا کے ساتھ کسی مومن کی پیشانی پر مارے گا تو لکھا جائے گا یہ مومن ہے اور جب وہ انگوٹھی کے ساتھ کافر کی پیشانی پر مہر لگائے گا تو لکھا جائے گا یہ کافر ہے۔

۴- حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ملک شام میں سفید نارز کے قریب ہو گا۔آپ دجال کو قتل کریں گے اس طرح کہ اگر اسے قتل نہ کیا جاتا تو وہ اس طرح پگھل جاتا جس طرح نمک پانی میں مل جاتا ہے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے حیات مبارکہ گزاریں گے۔ (شرح برکوی للقنوی)

۵- خروج یاجوج و ماجوج اور یاجوج ماجوج کا نکلنا یہ دو صنفیں ہیں۔ایک قسم بہت چھوٹی اور دوسری قسم بہت بڑی ہے اب بھی یہ دونوں قسمیں اس دیوار کے پیچھے موجود ہیں۔ جس کو سکندر ذوالقرنین نے بنایا جب وقت آئے گا تو یہ دونوں وہاں سے نکلیں گے ان کی تعداد اتنی ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا ان کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے جب وہ بحیرہ طبریہ سے پانی پئیں گے تو اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ (شرح برکوی للقنوی)

قیامت کی مزید نشانیاں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(للساعة اشراط عدم انفاق الاسواق يعنى الكساد و يقل المطر والنبات و تفشو الغيبة ويوكل الربو وتظهر اولاد الزناة ويعظم رب المال و تعلو اصوات الفسقة فى المساجد ويظهر اهل المنكر على اهل الحق)

اس حدیث نبوی سے مزید آٹھ قیامت کی نشانیاں سامنے آتی ہیں۔

۱- بازاروں میں خرید و فروخت کم ہونے کی وجہ سے بازار میں مندا ہو گا۔

۲- بارشیں کم ہوں گی ان کی کمی کے سبب سے فصل کم ہو گی۔

۳- غیبت عام ہو جائے گی۔

۴- سود کھایا جائے گا۔

۵- زنا کی اولاد ظاہر ہوگی۔

۶- مال والے کی عزت وعظمت کی جائے گی۔

۷- مساجد میں فاسق لوگوں کی آوازیں بلند ہوں گی۔

۸- اہل حق پر برے لوگ غالب آئیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا اتخذ الفيئي دولاً. والامانة مغنما والزكاة مغرماً والتعليم لغير الدين اطاع الرجل امرأته وعن امه و قرب صديقه و بعد اباه ظهرت الاصوات فى المساجد وكان رئيس القبيلة فاسقهم واكرم الرجل مخافة شره ولايكرم بما عند الله اى مخافة عذاب الله فتلك علامات القيامة)

جب مال فیئ کو دولت سمجھ لیا جائے امانت کو غنیمت سمجھا جائے۔ زکوٰۃ کو چٹی تصور کیا جائے تعلیم دین کے علاوہ حاصل کی جائے۔ آدمی اپنی والدہ کی بانسبت اپنی بیوی کی اطاعت کرے دوست قریب اور والدین کو دور سمجھا جائے۔ مساجد میں آوازیں ظاہر ہونے لگیں۔ قبیلہ کا سردار فاسق بن جائے۔ آدمی کی عزت اس کی شرارتوں کے خوف سے کی جائے جو کچھ اللہ کے پاس ہے۔ یعنی خوف خدا اس کی وجہ سے عزت نہ ہو تو یہ سب کی سب قیامت کی علامتیں ہیں۔ (موعظہ)

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا انتظار کرنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لما خلق الله السموات والارض خلق الصور وللصور احدى عشرة دائرة واعطاء الله تعالىٰ اسرافيل عليه السلام و هو واضعه على فمه ناظر ببصره الى العرش ينتظر متى تومر)

جب اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے صور کو بھی پیدا فرمایا اور

صور کے گیارہ دائرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ صور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو عطا فرمایا وہ اس صور کو منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور عرش کی طرف دیکھ رہے اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کو صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

صور کیا ہے؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ ایک بیل کا بہت بڑا سینگھ ہے۔''

آپ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر معبوث فرمایا کہ اس صور کے ہر دائرے کی لمبائی اور چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے اس صور میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔

۱- ایک دفعہ صور میں پھونکا جائے گا گھبراہٹ کے لئے۔

۲- دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا بے ہوشی کے لئے۔

۳- تیسری مرتبہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو وہ سب بے ہوش اور مدہوش لوگوں کو اٹھانے کے لئے ہوگا۔

جب اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دیں گے تو جتنے لوگ زمین و آسمان مین ہوں گے سب کے سب گھبرا جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموت ومن فی الارض)

اور اس دن کہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب پریشان ہو جائیں گے۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے ہر ایک خوف کی وجہ سے مدد طلب کرے گا۔

(تذھل کل مرضعة عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملها) ''غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو۔''

بچے سب بوڑھے ہو جائیں گے پس جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو نفخة السعق پھونکنے کا حکم ملے گا۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب مر جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الامن شأ اللہ)

اور جب پھونکا جائے گا صور پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ بجز ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ (کہ بے ہوش نہ ہوں)

(۱- القرآن سورہ زمر ۶۸)

جنہیں اس وقت بھی موت نہیں آئے گی ان میں حضرت جبرائیل' حضرت میکائیل' حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو حکم ہو گا کہ اپنے علاوہ ان فرشتوں کی روح کو بھی قبض کرے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح کو قبض کر لیں گے۔ پھر رب ذوالجلال فرمائے گا:

(یا ملک الموت من بقی من خلقی؟) ''اے ملک الموت میری مخلوق میں سے کون باقی رہ گیا ہے؟''

حضرت عزرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔

(یا رب بقی العبد الضعیف ملک الموت) ''اے میرے رب۔ تیرا عبد ضعیف ملک الموت ہی صرف باقی رہ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

(یا ملک الموت الم تسمع قولی (کل نفس ذائقة الموت) اقبض روح نفسک) ''اے ملک الموت کیا تو نے میرا یہ فرمان نہیں سنا ''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' ''تم اپنی روح کو قبض کرو۔''

حضرت عزرائیل علیہ السلام جنت اور دوزخ کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں آ جائیں گے اور اپنی روح کو نکال لیں گے اور دردناک چیخ بھریں گے اگر اس وقت مخلوق زندہ ہوتی تو ساری کی ساری مخلوق اسی چیخ کی وجہ سے مر جاتی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام اس وقت کہیں گے۔

(لو علمت ماللموت من الشرة والا لم ماقبضت ارواح المؤمنين الا بالرفق)
اگر میں جانتا کہ موت کی تکلیف اور درد اتنا ہے تو میں مومنوں کی ارواح کو نرمی کے ساتھ قبض کرتا۔
یہ کہہ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام مر جائیں گے اور مخلوق میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا۔ چنانچہ زمین چالیس سال تک اسی طرح ویران رہے گی۔

بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی :

جب ہر چیز فنا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔
(ایتھا الدنیا الدنیة. این الملوک و این ابناء الملوک واین الجبابرة واین کانوا یا کلون رزقی ویعبدون غیری)
اے کمینی دنیا کہاں بادشاہ؟ کہاں ہیں بادشاہوں کے بیٹے' کہاں ہیں تکبر کرنے والے اور کہاں وہ لوگ جو رزق میرا کھاتے تھے اور عبادت میرے علاوہ دوسروں کی کرتے تھے۔ارشاد خداوندی ہوگا :
(لمن الملک الیوم) ''آج کس کی بادشاہی ہے؟ (القرآن سورة المومن ۱۶)
اس وقت کوئی ایک بھی نہیں ہوگا جو جواب دے پس اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمائے گا:
(لله الواحد القهار) ''آج بادشاہت کسی کی نہیں صرف اللہ کی جو واحد اور قہار ہے۔'' (۲ القرآن سورة المومن ۱۶)

تباہی لانے والی ہوا :

جب مخلوق میں سے کسی کی طرف سے جواب نہیں ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس ریح عقیم کو بھیجے گا۔ جس کو اس نے قوم عاد پر بھیجا تھا اور وہ ہوا صرف سوئی کے سوراخ سے نکلنے کی مقدار ہوگی وہ ہوا زمین پر نہ کوئی پہاڑ چھوڑے گی اور نہ ہی کوئی ٹیلا بلکہ اس کے چلنے سے سارے کے سارے پہاڑ منہدم ہو جائیں گے اور ان کو چمڑے کی مثل بنا دیا جائے گا۔جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:
(لا تری فیها عوجا ولا امتا) ''نہ نظر آئے گا تجھے اس میں کوئی موڑ اور نہ کوئی

ٹیلا۔" (القرآن سورہ طٰہٰ ۱۰۷)

سب مخلوق کا دوبارہ زندہ کرنا:

جب سب مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے کا مرحلہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان کو بارش برسانے کا حکم ہو گا چنانچہ آسمان سے مردوں کی منی جیسے پانی کی چالیس روز تک بارش ہو گی اور ہر چیز کے اوپر تقریباً اٹھارہ فٹ کے برابر پانی ہو گا۔ اس سے تمام مخلوق اس طرح اُگے گی۔ جس طرح زمین سے سبزیاں اگتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے اور اسی طرح بن جائیں گے جس طرح کہ وہ پہلے تھے۔

فرشتوں کو دوبارہ زندہ کرنا:

اللہ تعالیٰ سب سے پہلے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو زندہ کرے گا بعدازاں خداوند قدوس حضرت سیدنا جبرائیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو زندہ فرمائے گا یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم فرمائے گا کہ وہ ان کو براق' تاج' کرامت کے حلے' بڑائی کی چادر اور عزت و تعظیم کے جوڑے اور نشان یہ سارے کے سارے فرشتے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر انور سے باہر جلوہ گر ہونا:

جب فرشتے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے۔

(ایتھا الارض ایس قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟) "اے زمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کہاں ہے؟"

(فتقول الارض) "پس زمین عرض کرے گی۔"

(والذی بعثک بالحق ارسل اللہ علی الریح العقیم فجعلنی دکا دکا لاادری قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ریح عقیم کو بھیجا۔ اس نے مجھے ریزہ ریزہ کر دیا میں نہیں جانتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور

کہاں ہے۔

(ثم یرفع من قبر النبی صلی الله علیه وسلم عمود من النور الی عنان السماء فیعلم جبرائیل علیه السلام انه قبر محمد صلی الله علیه وسلم)

پھر نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے آسمان کے کنارے تک ایک نور کا ستون بلند ہوگا۔ چنانچہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو معلوم ہو جائے گا کہ بے شک یہ نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے وہ سارے فرشتے اسی روشنی کی طرف چل پڑیں گے۔ اس کے پاس پہنچ کر رک جائیں گے۔

اسی دوران حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام رونا شروع کر دیں گے باقی فرشتے ان سے کہیں گے کہ کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں کیوں نہ روؤں۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اور مجھ سے اپنی امت کے بارے میں پوچھیں گے اور مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہاں ہے؟ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہلنا شروع کر دے گی اور زمین پھٹ جائے گی اور حضرت سیدنا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کھڑے ہو جائیں گے اپنے سر مبارک سے مٹی کو جھاڑیں گے اپنے دائیں بائیں نظر فرمائیں گے لیکن عمارات میں سے کوئی چیز آپ کو نظر نہ آئے گی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا جبرائیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو دیکھیں گے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام (ای یوم هذا) ''آج کون سا دن ہے؟''

(فیقول ! هذا یوم الحسرة و یوم الندامة و هذا یوم القیامة و یوم شفاعتک)

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ حسرت' ندامت کا دن ہے یہ قیامت کا دن ہے اور یہ آپ کی شفاعت کا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے :

(یا جبرائیل : این امتی. لعلک ترکتهم علی شفیر جهنم و جنت

(لان تخبرنی بھم)

اے جبرائیل علیہ السلام میری امت کہاں ہے؟ شاید تو ان کو دوزخ کے کنارے پر چھوڑ کر میرے پاس آیا تاکہ تو مجھے ان کے بارے میں خبر دے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ اللہ کی پناہ

(والذی بعثک بالحق نبیا ما انشقت الارض عن احد قبلک)

''مجھے اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا آپ سے پہلے کسی ایک کے لئے بھی قبر شق نہیں ہوئی۔''

اس کے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سر مبارک پر تاج رکھیں گے پوشاک زیب تن فرمائیں گے اور براق پر سوار ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔

(یا اخی یا جبرائیل این اصحابی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

اے میرے بھائی! اے جبرائیل علیہ السلام میرے صحابی حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہاں ہیں؟

اچانک یہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے اذن سے کھڑے ہو جائیں گے ایک فرشتہ آئے گا۔ اس کے پاس پوشاکیں ہوں گی ان کو پہنیں گے اس فرشتے کے ساتھ براق ہوں گے ان پر یہ لوگ سوار ہو جائیں گے اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اس حال میں کہ آپ سجدہ کی حالت میں ہوں گے اور گریہ زاری کر رہے ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے امتی' امتی۔ میری امت' اُمت پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف آواز آئے گی کہ وہ صور میں پھونکیں۔ جب وہ صور میں پھونکیں گے تو سب کی روحیں اس طرح نکلیں گی جس طرح شہد کی مکھیاں ہوں ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی جگہ بھر جائے گی اور وہ روحیں اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیام ینظرون) ''پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر حیرت سے دیکھنے لگ جائیں گے۔'' (القرآن سورۃ الزمر ۶۸)

فرشتوں کے علاوہ جنوں اور انسانوں میں سے سب مخلوق محشر کی طرف بھیجی جائے گی۔ (زبدۃ الواعظین)

محشر میں آنے والوں کی بارہ قسمیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً) ''جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو وہ گروہ در گروہ آئیں گے۔'' (القرآن النباء ۱۸)

آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ سوال سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روئے کہ آپ کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کے ساتھ آپ کے کپڑے تر ہو گئے اور فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ایک امر عظیم کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے۔

میری امت کے لوگوں کو جب محشر میں جمع کیا جائے گا تو ان کی بارہ قسمیں ہوں گی۔

(الاول. یحشرون من قبورھم لیس لھم یدان ولا رجلان. فینادی المنادی من الرحمٰن. ھؤلاء الذین یؤذون الجیران فھذا جزائھم و مصیرھم الی النار. لقولہ تعالیٰ (والجار ذی القربی والجار الجنب)

پہلی قسم یہ ہے کہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے لیکن ان کے دونوں ہاتھ اور پاؤں نہیں ہوں گے رحمٰن کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے پڑوسیوں کو اذیت دیتے تھے۔ یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں ہے۔'' (القرآن النساء ۳۶)

(الثانی. یحشرون من قبورھم علی صورۃ الخنازیر' فینادی المنادی من قبل الرحمن ھؤلاء الذین یتھاونون بالصلوٰۃ فھذا جزائھم و مصیرھم الی النار. لقولہ تعالیٰ (فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون)

دوسری قسم یہ ہے کہ لوگ قبروں سے خنزیر کی شکل پر اٹھیں گے رحمٰن کی جانب سے ایک منادی نداء دے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے تھے یہ ان کی جزا ہے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے

لئے جواپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ (القرآن، الماعون ۴، ۵)

(الثالث. يحشرون من قبورهم وبطونهم مثل الجبال مملوة من الحيات والعقارب كمثل البغال. فينادى المنادى من قبل الرحمن هؤلاء الذين يمنعون الزكاة فهذا جزائهم و مصيرهم الى النار. لقوله تعالىٰ (والذين يكنزون الذهب والفضة)

تیسری قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے پیٹ پہاڑوں کی طرح ہوں گے جو سانپ اور بچھوں سے خچروں کی طرح بھرے ہوئے ہوں گے رحمٰن کی طرف سے منادی نداء آئے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (القرآن التوبہ ۳۴)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں۔

(الرابع. يحشرون من قبورهم يجرى من افواههم الدم فينادى المنادى من قبل الرحمن هؤلاء الذين كذبوا فى البيع والشراء فهذا جزائهم و مصيرهم الى النار لقوله تعالىٰ (ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا)

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جن کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے منہ سے خون جاری ہوگا۔ رحمٰن کی جانب سے منادی نداء آئے گی یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خرید و فروخت میں جھوٹ بولتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک وہ لوگ جو خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت'' (القرآن آل عمران ۷۷)

(الخامس. يحشرون من قبورهم قد انتفخوا وهم انتن رائحة من الجيفة بين الناس فينادى المنادى من قبل الرحمن هؤلأ الذين يكتمون المعاصى خوفا من الناس ولا يخافون من الله ثم ماتوا فهذا جزاؤهم و مصيرهم الى النار لقوله تعالىٰ (يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله)

پانچویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے جسم پھٹ چکے ہوں گے اور وہ لوگوں کے درمیان مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے۔ رحمٰن

کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے گناہوں کو چھپاتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے یہاں تک کہ مر گئے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ سے۔'' (القرآن النساء ۱۰۸)

(السادس. یحشرون من قبورهم قطوعی الحلاقیم والا قفیة فینادی المنادی من قبل الرّحمن : هؤلأ الذین یشهدون الزور. فهذا جزاؤهم و مصیرهم الی النار لقوله تعالیٰ (والذین لا یشهدون الزور)

چھٹی قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی گدیاں اور گلے کاٹے ہوئے ہوں گے رحمان کی جانب سے منادی نداء دے گا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو جھوٹی گواہی دیتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔'' (القرآن۔ الفرقان ۷۲)

(السابع. یحشرون من قبورهم لیس لهم السنة یجری من افواههم القیح والدم: فینادی المنادی من قبل الرحمان : هؤلاء الذین یمنعون الشهادة فهذا جزاؤهم و مصیرهم الی النار. (لقوله تعالیٰ (ولا تکتموا الشهادة و من یکتمها فانه آثم قلبه)

ساتویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی زبانیں نہیں ہوں گی ان کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گواہی نہیں دیتے تھے یہ ان کی جزا ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی کو چھپاتا ہے پس بے شک وہ گناہگار دل والا ہے۔'' (القرآن البقرہ ۲۸۳)

(الثامن. یحشرون من قبورهم ناکسی رؤوسهم وارجلهم فوق رؤ وسهم فینادی المنادی من قبل الرحمان هؤلاء الذین کانوا یزنون ثم ماتوا ولم یتوبوا. فهذا جزاؤهم و مصیرهم الی النار. (لقوله تعالیٰ ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة و ساء سبیلا)

آٹھویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کی

گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان کے پاؤں ان کے سروں پر ہوں گے۔ رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے تھے۔ پھر وہ توبہ کئے بغیر مر گئے یہ ان کی جزاء ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم زنا کے قریب نہ جاؤ۔ کیونکہ یہ بے حیائی کا کام اور اور براراستہ ہے۔'' (ا۔ القرآن۔ الاسراء ۳۲)

(التاسع. یحشرون من قبورھم سود الوجوہ زرق العیون و بطونھم مملؤۃ من النار' فینادی المنادی من قبل الرحمان :ھؤلاء الذین کانوا یا کلون اموال الیتامی ظلما. (لقولہ تعالیٰ ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلماق انما یا کلون فی بطونھم نارا سیصلون سعیراً)

نویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے چہرے سیاہ' ان کی آنکھیں نیلی اور ان کے پیٹ آگ سے بھرے ہوئے ہوں گے رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بیشک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ جس کو عنقریب بھڑکایا جائے گا۔'' (القرآن۔ النساء ۱۰)

(العاشر. یحشرون من قبورھم وقد ملؤ جزاماً و برصاً' فینادی المنادی من قبل الرحمان : ھؤلاء الذین عقوا الوالدین. (لقولہ تعالیٰ وبالوالدین احسانا)

دسویں قسم ان لوگوں کی ہوگی کہ جب ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے جسم برص اور کوڑھ کے مرض سے بھر چکے ہوں گے۔ رحمان کی جانب سے منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے والدین کی نافرمانی کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

(الحادی عشر. یحشرون من قبورھم. عمیان القلب و العین واسنانھم کقرن الثور وشفاھھم مطروحۃ علی صدور ھم والسنتھم مطروحۃ علی بطونھم وعلی فخذھم یخرج من بطونھم القذر' فینادی المنادی: ھؤلاء الذین کانو ایشربون الخمر (لقولہ تعالیٰ انما الخمر المیسر والانصاب و الا زلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ)

گیارہویں قسم کے وہ لوگ ہوں گے کہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو ان کی آنکھیں اور ان کے دل اندھے ہو چکے ہوں گے ان کے دانت بیل کے سینگ کی طرح ہوں گے ان کے ہونٹ ان کے سینوں پر پڑے ہوئے ہوں گے اور ان کی زبانیں ان کے پیٹوں اور ان کی رانوں پر پڑی ہوئی ہوں گی ان کے پیٹوں سے انگارے نکلتے ہوں گے نداء دینے والا نداء دے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو شراب پیتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے تیر سب ناپاک ہیں۔ شیطان کی کارستانیاں ہیں۔ سو بچو ان سے۔'' (القرآن۔ المائدہ ۹۱)

(الثانی عشر. یحشرون من قبورهم و وجوههم کا لقمر لیلة البدر فیمرون علی الصراط کالبرق الخاطف' فینادی المنادی : هؤلاء الذین یعملون الصالحات والحسنات و یجتنبون المعاصی' ویحافظون علی الصلوٰات' وماتو اعلیٰ التوبة : فجزا هم الجنة والمغفرة والرحمة والرضوان (لقوله تعالیٰ الا تخافوا ولا تحزنوا)

بارہویں قسم ان خوش نصیب لوگوں کی ہوگی کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پل صراط پر سے وہ چمکنے والی بجلی کی طرح گزریں گے۔ پس منادی نداء کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک اور بھلائی کے کام کرتے تھے۔ گناہوں سے اجتناب کرتے تھے نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے توبہ کرنے کے بعد فوت ہوئے پس ان کی جزا بہشت بخشش، رحمت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو۔'' (سورہ حٰم السجدہ ۳۰)

(تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۴۲

عاجزی کا بلند مقام

وعبـاد الـرحـمـن الـذيـن يـمشون على الارض هونـاً واذا خاطبهم الجاهلون قالو اسلماً

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام''

(سورۃ الفرقان آیت ۶۳)

عاجزی کا بلند مقام

آیت کی تفسیر:

(عباد الرحمن) ''رحمٰن کے بندے۔''

یہ کلمہ مبتداء ہے اور اس کی خبر (اولئک یجزون الفرفة) ہے۔ ''یعنی وہ لوگ کہ جن کو ان کی عاجزی کی جزا دی جائے گی۔''

(الذین یمشون علی الارض) ''وہ لوگ کہ جو زمین پر چلتے ہیں۔''

لفظ عباد کی اضافت رحمٰن کی طرف یا تو تخصیص کی وجہ سے ہے۔ یا فضیلت کی وجہ سے اور یہ اس لئے کہ رحمان کے بندے ہی عبادت میں راسخ ہوتے ہیں۔

لفظ عباد. عابد کی جمع ہے۔ جس طرح کہ (تاجر) کی جمع (تجار) ہے۔ (ھونا) ''عاجزی'' وہ لوگ عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ مصدر یہاں مقدر ہے۔ (مشیاً ھیناً) اس کی صفت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر عزت و وقار اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں۔

(واذ اخاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً) ''اور جب ان سے جاہل ملتے ہیں تو وہ ان سے کہتے ہیں سلام''۔

یعنی تم سے محفوظ رہیں اور تمہارے لئے برکت ہو نہ تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی خیر ہے اور نہ ہی کوئی شر۔

یا اس سے مراد ان کو اپنے آپ سے روکنا ہے تاکہ اس بارے میں ان کی ایذاء اور گناہ سے محفوظ رہا جا سکے اور آیت قتال اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ بے وقوف لوگوں سے اعراض کیا جائے اور کلام کرنے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو چھوڑ دیا جائے۔ (قاضی بیضاوی)

دوزخ میں کون جائے گا؟:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ذکرت بین یدیه فلم یصل علی دخل النار)

''جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔''

درود کا شرعی حکم:

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو آپ کی ذات اقدس پر ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ایک مجلس میں چاہے جتنی مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا کافی ہے جس طرح سجدہ تلاوت اور چھینکنے والے کو جواب دینا۔ فتویٰ اسی قول پر ہے۔

جب کہ افضل یہ ہے کہ جب بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو آپ پر درود شریف پڑھا جائے۔

تواضع کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما من احد الا وفی رأسه سلستان: احدهما الی السماء السابعة' والاخری الی الارض السابعة)

ہر ایک آدمی کے سر میں دو زنجیریں ہیں۔ ان میں سے ایک ساتویں آسمان تک ہے اور دوسری ساتویں زمین تک ہے۔

(فاذا تواضع یرفعه اللہ تعالیٰ بالسلسة التی فی السماء السابعة' واذا تکبر وضعه اللہ تعالیٰ بالسلسلة التی فی الارض السابعة)

جب ایک شخص عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زنجیر کے ذریعے جو ساتویں آسمان تک ہے اس کو بلند و بالا کر دیتا ہے۔ اور جب ایک آدمی تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس

زنجیر کے ذریعے جو ساتویں زمین تک ہے اسے پست کر دیتا ہے۔

تکبر کی مذمت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(الکبریاء ردائی. والعظمۃ ازاری. فمن نزعنی فیھما القیتہ فی النار ولا ابالی)

کبریائی میری چادر ہے عظمت میرا ازار ہے تو جس شخص نے ان دونوں کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو میں اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

اس حدیث شریف میں الکبریاء روائی (کبریائی میری چادر) العظمۃ ازاری (بڑائی میرا ازار) جو مذکور ہے یہ دونوں خداوند قدس کی صفات ہیں تو ایک انتہائی کمزور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تکبر کرے۔

میدان حشر میں برا حال:

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یحشر المتکبرون یوم القیامۃ امثال الذر فی صورۃ الرجال' یغشاھم الذل من کل مکان یساقون الی سجن فی جھنم یسمی بولس' تعلوھم نار الانیار' ویسقون من طینۃ الخبال وھی عصارۃ اھل النار)

تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن مردوں کی صورت میں چیونٹیوں کی طرح اکٹھا کیا جائے گا ہر طرف سے ان کو ذلت و رسوائی گھیرے گی جہنم میں بوس نامی ایک قید خانہ کی طرف ان کو ہانکا جائے گا ان پر آگ کو بلند کیا جائے گا طینۃ الخبال ان کو پلایا جائے گا طینۃ الخبال سے مراد دوزخیوں کی پیپ ہے۔ (رواہ القضاعی)

الفاظ کی تحقیق:

الذر سے مراد چھوٹی چیونٹی اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے

انتہائی ذلت و رسوائی میں ہوں گے اہل محشر ان کو اپنے پاؤں کے ساتھ روندتے ہوں گے۔
(یغشاھم الزل) کا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ سے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔
(نار الانیار) کا مفہوم یہ ہے کہ دوزخ کی تمام اقسام میں سے سخت ترین جو گرمی ہو گی۔
بوس سے مراد دوزخ میں ایک قید خانہ ہے۔
الخبال کا معنی ہے کہ جہنم میں ایک جگہ ہے جس میں دوزخیوں کا پیپ جمع ہوتا ہے۔

تین بد بخت انسان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ثلاثة لایکلمھم اللہ یوم القیامة ولایزکیھم ولا ینظر الیھم ولھم عذاب عظیم : شیخ زان' وملک کذاب و عائل متکبر)

تین انسان ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔
۱-بوڑھا زانی۔ ۲-جھوٹا بادشاہ۔ ۳-تکبر کرنے والا فقیر۔ (رواہ مسلم)

ضروری بات:

عائل کا معنی فقیر ہے۔
عائل کا ایک معنی یہ ہے کہ عیالدار کہ جو اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو اور وہ تکبر کرتا ہے کہ وہ سوال کرے۔ یعنی نہ وہ زکوۃ مانگتا ہے اور نہ ہی صدقہ اور نہ ہی وہ غرور کی وجہ سے بیت المال سے رجوع کرتا ہے۔ ایسا نہ کرنا بھی گناہ ہے کیونکہ اس طرح اپنے اہل وعیال کو نقصان پہنچانا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(من تواضع رفعه اللہ ومن تکبر وضعه اللہ) ''جو شخص عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہے اور جو تکبر کرے اللہ تعالیٰ اسے پست کرتا ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر وانما صار

حجابا عن الجنة لا نه يحول بين العبد و اخلاق المؤمنين كلها' وتلك الاخلاق هى ابواب الجنة)

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور یہ تکبر جنت کی طرف جانے سے حجاب بن جاتا ہے۔ کیونکہ تکبر بندے اور مومنین کے اخلاق کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور یہ اخلاق ہی جنت کے دروازے ہیں۔

مسلمان بھائی کا جوٹھا پینے کا اجر:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من التواضع ان يشرب الرجل من سور اخيه و ما شرب رجل من سور اخيه الاكتب له سبعون حسنة و محيت عنه سبعون سيئة ورفعت درجته فى اعلى عليين)

تواضع میں سے یہ بات ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھا پیئے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا پیتا ہے تو اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں ستر اس کی برائی ختم کی جاتی ہے، اور اعلیٰ علیین میں اس کے درجات کو بلند کیا جاتا ہے۔ (رواہ صاحب الفردوس

تکبر سے بری ہونے کا نسخہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

(سانبئک بخصال من كن فيهء ليس بمتكبر)

عنقریب میں تجھے (پانچ) ایسی عادات بتاتا ہوں کہ جس شخص کے اندر وہ ہوں گی تو وہ تکبر کرنے والا نہیں ہو گا۔

(احتلاب الشا ة وركوب الحمار و لبس الصوف والمجالسة مع فقراء المومنين واكل احدكم مع عياله)

۱- بکری کا دودھ دوہنا۔ ۲- گدھے پر سوار ہونا۔ ۳- اون کو پہننا۔ ۴- ایماندار فقراء کے ساتھ بیٹھنا۔ ۵- تم میں سے کسی ایک کا اپنے اہل وعیال کے ساتھ بیٹھ کر کھانا۔

(رواہ صاحب الفردوس)

عاجزی کی بنیاد:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

(راس التواضع ان تبتدئ بالسلام علی من لقیتہ من المسلمین. وان ترضی بالدون من الجلس وان تکرہ ان تذکر بالبر والتقوی.)

عاجزی کی بنیاد (تین چیزیں ہیں)

۱- اے مخاطب! مسلمانوں میں سے جس کو بھی تو ملے تو سلام کرنے میں پہل کرے۔

۲- مجلس میں تو کم درجہ کی جگہ پر بیٹھنے سے تو خوش ہو جائے۔

۳- اے مخاطب! تو اس بات کو ناپسند جانے کہ تیرا بھلائی اور نیکی کے ساتھ تیرے سامنے ذکر کیا جائے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من خصف نعلہ ورقع ثوبہ و غبر وجہہ للّٰہ فی السجود فقد بریٔ من الکبر.)

جس شخص نے اپنے جوتے کو خود گانٹھا اپنے پھٹے پرانے کپڑے کو خود سیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لئے اپنے چہرہ کو گرد آلود کیا تو وہ تکبر سے بے زار ہوا۔

کس شان سے امت کا امام آتا ہے:

حضرت قیس ابن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے فتح ہو جانے کے بعد ملک شام کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے سواری پر سوار ہونے کے لئے اپنے اور غلام کے درمیان باری مقرر فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہوتے غلام لگام پکڑتا ایک فرسخ کی مقدار آپ سوار رہتے پھر آپ سواری سے اترتے اور غلام سواری پر سوار ہوتا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک فرسخ کی مقدار سواری کی لگام پکڑے ہوئے آگے آگے چلتے۔ پھر غلام سواری سے نیچے اترتا آپ سوار ہوتے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا جب ملک شام قریب آیا تو سواری پر سوار ہونے کی باری غلام کی تھی چنانچہ غلام اونٹنی پر سوار ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنی کی لگام کو پکڑا جب راستے پر چل

رہے تھے تو اسی دوران راستے میں ایک ایسی جگہ آئی جہاں پانی کھڑا ہوا تھا جب خلیفہ وقت وہاں سے گزرے تو پانی میں آپ جا رہے تھے اونٹنی کی لگام کو اسی طرح پکڑا ہوا تھا اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں بغل کے نیچے تھے۔

ملک شام کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا استقبال کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں۔ جن کو دنیا میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی تھی۔ انہوں نے آ کر عرض کیا:

یا امیر المؤمنین ان عظمأ الشام یخرجون الیک فلا یحسن ان یروک علی هذه الحالة)

اے امیر المومنین! یقیناً ملک شام کے بڑے بڑے لوگ آپ کا استقبال کرنے کے لئے حاضر ہوں گے تو یہ اچھا نہیں کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔

خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(انما اعزنا الله بالأسلام: فلا ابالیٔ من مقالة الناس)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے سبب سے ہمیں عزت عطا فرمائی اس لئے مجھے لوگوں کے کچھ سننے کی پرواہ نہیں ہے۔

کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے:

ایک روایت میں ہے کہ مطرف ابن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب کو دیکھا کہ وہ اپنے جبہ میں بڑے ناز سے چل رہا ہے یہ دیکھ کر مطرف بن عبد اللہ نے کہا:

یا عبد الله هذه مشیة یبغضها الله ورسوله) ''اے اللہ تعالیٰ کے بندے یہ وہ چال ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتا ہے۔''

(فقال المهلب اما تعرفنی) ''مہلب نے کہا کی آپ مجھے جانتے نہیں۔''

(قال بلی اعرفک. اولک نطفة مذرة وآخرک جیفة قذرة وانت بینهما حامل العذرة)

مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں تجھے جانتا ہوں۔ تیرا آغاز ایک گندے منی کے قطرے سے ہے اور تیری انتہا ایک مردار جسم ہے ان دونوں کے درمیان تیری حالت یہ ہے کہ تو گندگی کو اٹھانے والا ہے۔

(فمضیٰ المھلب وترک المشیة وتاب) ''مہلب یہ بات سن کر چلا گیا اترا کر چلنے والی چال کو چھوڑ دیا اور سچی توبہ کی۔''

سچ کہا کسی نے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

تواضع ہی اصل چیز ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہ ایک گدھے پر سوار تھے۔ وہ کہنے لگا کہ نیچے اترو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ جن کا اخلاق تواضع ہے یہ لوگوں کے نزدیک فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب مخلوق سے بڑھ کر زیادہ معزز ہیں۔

غریب پروری کی عظیم مثال:

حدیث شریف میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے۔ ابھی آپ مدینہ طیبہ کی آبادی کے قریب ہی جلوہ گر ہوئے تھے کہ مالدار لوگ آپ کی اونٹنی کی لگام تھامنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے۔

(فقال علیه الصلوٰة والسلام اترکوھا فانھا مامورة)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی لگام کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جہاں اس نے رکنا ہے اس کو حکم دے دیا گیا ہے۔

چنانچہ لوگوں نے اونٹنی کی لگام کو چھوڑ دیا اور وہ اونٹنی تمام لشکر سے آگے آگے چل رہی تھی۔ جب وہ کسی آدمی کے گھر سے آگے گزر جاتی تو وہ شخص غم زدہ ہو جاتا اور کہتا کہ کاش اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے مہمان بنتے۔

جب اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس

پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی لوگ اسے اٹھانے لگے لیکن وہ کھڑی نہ ہوئی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اسی وقت اترے اور فرمایا کہ تو اسی جگہ رک جا کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی آبادی کے قریب پہنچے۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہ وزاری اور عاجزی کے ساتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں لانے کا ارادہ کیا۔ اپنے اپنے گھروں کو سجایا اور آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما ہوں گے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایک فقیر اور محتاج آدمی ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت کہاں ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر جلوہ گر ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی کے سبب سے ان کے گھر میں تشریف فرما ہونے کے لئے فرمایا۔

دعا کیسے قبول ہوئی:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں عبادت گزار شخص تھا۔ جس نے ستر سال تک رب ذوالجلال کی عبادت کی وہ روزہ رکھتا تو ایک سال کے بعد افطار کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ اس نے اپنی حاجت کے پورا ہونے کا سوال کیا لیکن اس کی وہ حاجت پوری نہ ہوئی اس عبادت گزار بندے نے اپنے آپ سے کہا کہا اگر تیری اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و منزلت ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری کی جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی طرف ایک فرشتہ کو نازل کیا جس نے اس سے آ کر کہا۔

(یا ابن آدم تو اضعک الان افضل عند اللہ تعالیٰ من عبادتک سبعین سنة فقضی اللہ حاجتک لتواضعک الیہ. فاعتبروا یا اولی الالباب و کونوا من المتواضعین)

اے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے! اب تیرا یہ عاجزی کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری ستر سال کی عبادت سے افضل ہے رب ذوالجلال نے تیری عاجزی کی وجہ سے تیری اس

حاجت کو پورا فرما دیا۔

اے عقل والوں! عبرت حاصل کرو اور عاجزی کرنے والوں میں سے بن جاؤ۔

تواضع کی وجہ سے پسندیدہ بنا لیا:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور ارشاد فرمایا:

(یا موسیٰ اتدری لما اتخذتک کلیما بلا واسطة) ''اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کو کلیم کیوں بنایا؟ یعنی بغیر واسطہ کے کلام کیوں فرمایا:

(قال انت اعلم بذلک یا رب) ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تو ہی اس راز کو جانتا ہے۔''

(قال اللہ تعالٰی انی نظرت فی قلوب عبادی فلم ارقلبا اشد تواضعا من قلبک. فلھذا کلمتک)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو اے موسیٰ علیہ السلام تیرے دل سے بڑھ کر میں نے کسی کے دل کو عاجزی کرنے والا نہ پایا۔ اس لئے میں نے تیرے ساتھ کلام فرمایا۔

چھ چیزوں کے بلند ہونے کا سبب:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ چھ چیزوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جیسی چیزوں سے زیادہ عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رفعت عطا فرمائی۔

۱- اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک پہاڑ پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو بمع مومنین کے ٹھہراؤں گا تو سب پہاڑوں نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند و بالا سمجھنے لگے۔ صرف جودی پہاڑ نے عاجزی کی اور اپنے آپ سے کہا کہ میرا اتنا مرتبہ کب ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو بمع مومنین کے رکھے اللہ تعالیٰ نے جودی پہاڑ کو تمام پہاڑوں پر فوقیت عطا فرمائی اور اس کی تواضع کی وجہ سے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو اس پر ٹھہرایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ھود میں فرمایا:
(واستوت علی الجودی) ''اور کشتی نے جودی پہاڑ پر قرار پکڑا۔''
موصل کے قریب ایک جزیرہ میں یہ پہاڑ موجود ہے باقی پہاڑوں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔
(یا ربنا لم فضلت الجوذی علینا وھو اصغرنا؟) ''اے ہمارے رب تو نے ہم پر جودی پہاڑ کو کیوں فضیلت عطا فرمائی حالانکہ وہ ہم سے چھوٹا ہے؟''
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(انہ تواضع لی وانتم تکبرتم و حق علی ان من تواضع لی رفعتہ ومن تکبر علی وضعتہ)
بے شک اس جودی پہاڑ نے میرے سامنے عاجزی کی جب کہ تم نے تکبر کیا میرے ذمہ کرم پر یہ لازم ہے کہ جو میرے لئے عاجزی کرے میں اسے بلند کروں اور جو میرے سامنے تکبر کرے اس کو ذلیل و رسوا کروں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک پر اپنے بندے کے ساتھ ہمکلام ہوں گا۔ کوہ طور کے علاوہ سب پہاڑوں نے تکبر و غرور کیا طور پہاڑ نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہوئے اپنے آپ سے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے بندے سے ہمکلام ہو۔
(اس پہاڑ کی عاجزی کے سبب سے) اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی پہاڑ پر کلام فرمایا۔

۳- اللہ تعالیٰ نے تمام مچھلیوں کی طرف حکم بھیجا کہ میں نے تم میں سے کسی ایک کے پیٹ میں حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کو رکھنا ہے سوائے ایک مچھلی کے سب مچھلیوں نے تکبر کیا اور اس نے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ میرے پیٹ کو ایک اولوالعزم نبی کے ٹھہرنے کی جگہ بنائے۔
رب ذوالجلال نے اس وجہ سے اس مچھلی کو رفعت و بلندی عطا فرمائی اور اس کی تواضع کی وجہ سے تمام مچھلیوں سے اسے معزز و مکرم فرمایا۔

۴- اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور فرمایا (من انت؟) ''تو کون ہے؟'' حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ (انا الخیل)

''میں خلیل ہوں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں؟'' حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (انا الکلیم) ''کہ میں تیرا کلیم ہوں۔'' حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا۔ (انا الروح) ''میں روح ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: (من انت؟) ''آپ کون ہیں۔'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعرض کیا۔ (انا الیتیم) ''میں یتیم ہوں۔''

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کو تمام انبیاء سے ارفع و اعلیٰ فرمایا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ولسوف یعطیک ربک فترضٰی) ''عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔''

۵- اللہ تعالیٰ نے تمام پرندوں کی طرف یہ حکم بھیجا کہ میں تم میں سے کسی ایک میں ایسا پانی رکھنا چاہتا ہوں کہ جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ شہد کی مکھی کے علاوہ سب پرندوں نے تکبر و غرور کیا جب کہ شہد کی مکھی نے کہا کہ میں کون ہوں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی میرے اندر اس پانی کو رکھے چنانچہ رب ذوالجلال نے شہد کی مکھی کو رفعت و بلندی عطا فرمائی اور اس کی عاجزی کی وجہ سے شہد کو اس میں رکھ دیا۔

۶- جس مومن نے سجدہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ تواضع کی تو اللہ تعالیٰ نے اس معزز فرمایا اور اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے نورانیت پر ہے۔ (من الموعظۃ الحسنۃ المرغوبۃ)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ملک مصر میں تشریف لانا:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گل و گلزار بنا دیا تو آپ نے ملک مصر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔ (فقال انی ذاھب الی ربی سیھدین) ''پس آپ نے فرمایا کہ میں اس طرف جانے والا ہوں جس طرف میرا رب میری راہنمائی فرمائے گا۔''

آپ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لئے اس طرف روانہ ہو

گئے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ملک مصر کا بادشاہ ظالم ہے جو لوگوں کی بیویوں کو ظلماً لے لیتا ہے اس کا طریقہ واردات یہ تھا کہ اس نے ہر راستہ پر ایک تحصیلدار بٹھا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام بڑے غیور تھے اور آپ کی زوجہ محترمہ بڑی حسین وجمیل تھی یہاں تک کہ اس زمانہ میں تمام عورتوں میں آپ جیسی کوئی حسین وجمیل عورت نہیں تھی۔حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک صندوق تیار کرایا۔ اس میں اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھایا اور باہر سے تالا لگا دیا اس صندوق کو ایک اونٹ پر سوار کر کے ملک مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب آپ بادشاہ کے تحصیلدار تک پہنچے تو اس نے رکنے کا کہا اور آپ سے اس صندوق کے کھولنے کے لئے کہا (تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس میں کیا ہے) لیکن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے وہ صندوق دینے سے انکار فرما دیا اس تحصیلدار نے آپ کو نہ چھوڑا بلکہ وہ اپنے مددگار ساتھی لے کر دوبارہ آپ کے پاس آ گیا اور اس نے وہ صندوق کھولا اور دیکھا مکمل حسن و جمال کی پیکر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صندوق میں تشریف فرما ہیں۔

اس تحصیلدار نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کیا یہ آپ کی بیوی ہیں۔؟
حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری (اسلامی) بہن ہے۔

تحصیلدار نے کہا کہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ بادشاہ کو پسند آ جائے گی چنانچہ وہ لوگ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بادشاہ کے پاس لے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے تمام پردوں کو اٹھا دیا اور آپ کمرہ کے باہر سے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ رہے تھے۔ بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دست درازی کا ارادہ کیا تو رب ذوالجلال کی قدرت سے اس بادشاہ کے ہاتھ اور پاؤں شل ہو گئے۔

بادشاہ نے کہا کہ اے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ایک جادوگر عورت ہیں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں شل ہو گئے۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب فرمایا کہ میں تو جادوگر عورت نہیں ہوں البتہ میرے شوہر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں انہوں نے تیرے

خلاف دعا کی اور خداوند قدوس نے تیرے ہاتھ اور پاؤں کوشل کر دیا اگر تیرا ارادہ یہ ہے کہ تیرے ہاتھ اور پاؤں ٹھیک ہو جائیں تو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا کہ وہ تیرے ہاتھ اور پاؤں کو تندرست کر دے۔ بادشاہ نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے ہاتھ اور پاؤں کو درست کر دیا۔

پھر بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اس سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے دوسری مرتبہ بری نیت سے دست درازی کا ارادہ کیا اب اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی ختم فرما دی پھر بادشاہ نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو دوبارہ لوٹا دیا۔

پھر بادشاہ نے تیسری مرتبہ دست درازی کا برا ارادہ کیا اب رب ذوالجلال نے اس کے جسم کے تمام اعضاء کوشل کر دیا۔

بعد ازاں بادشاہ نے سچی توبہ کی اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کے پاس واپس بھیج دیا نیز اس نے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام سے بہت معذرت کی اور ساتھ ہی عرض کرنے لگا کہ آپ جو چاہیں مجھے حکم کریں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے رب کا حکم تھا میں خود کوئی حکم نہیں دیتا مگر اس چیز کا جس کا میرا رب مجھے حکم فرمائے گا حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا۔

(یا ابراھیم: یقول لک اللہ للملک یخرج من جمیع ملکه و خزائنه یسلمها الیک ثم ادع له)

اے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام: اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے بارے میں آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ تمام ملک اور خزانہ آپ کے سپرد کر کے یہاں سے نکل جائے پھر آپ اس کے لئے دعا کریں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خبر دی تو وہ رب ذوالجلال کے حکم پر راضی ہو گیا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اعضاء کو بالکل صحیح سالم کر دیا۔

جب وہ بادشاہ تندرست ہو گیا تو اس نے اپنی ہاجرہ نامی خادمہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میری وجہ سے میرے شوہر

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو غمگین ہونا پڑا۔ لہٰذا میں حضرت ہاجرہ کو ان کے سپرد کرتی ہو اور ساتھ ہی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے معزرت کی۔
حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور تیرے درمیان جتنے حجابات تھے سارے ختم کر دیئے۔ (نقل من السبعیات)

ایمان افروز نکتہ:

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک حسین وجمیل خاتون تھیں جن سے حضرت خلیل علیہ السلام محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر سے محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ بار بار برے ارادے کی تکمیل کے لئے کوشش کرنے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا۔
جس مومن کے دل میں کلمہ توحید ہے وہ رب جلیل سے محبت کرتا ہے تو جب خلیل کے ساتھ محبت رکھنے والے تک دشمن کی رسائی نہیں ہوسکی تو شیطان اس تک کیسے پہنچ سکتا ہے جو رب جلیل کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عالم کی عزت کرنے کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من اکرم عالما فقد اکرم سبعین نبیا ومن اکرم متعلما فقد اکرم سبعین شھیدا. ومن احب العالم لاتکتب علیه خطیئته ایام حیاته)

جس شخص نے ایک عالم دین کی عزت کی اسے ستر انبیاء کا ثواب عطا فرمایا جائے گا اور جس شخص نے دین کے طالب علم کی عزت کی اسے ستر شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا اور جو کسی عالم سے محبت کرتا ہے تو اس کی زندگی کے دنوں میں اس کی خطائیں نہیں لکھی جائیں گی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یبعث الله العباد یوم القیامة ثم یمیز العلماء فیقول یا معشر العلماء: انی لم اضع فیکم علمی الا لعلمی بکم، فلم اضع علمی فیکم لاعذبکم انطلقوا فقد غفرت لکم)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو بھیجے گا پھر ان میں سے علماء کو ممتاز فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا اے علماء کے گروہ میں نے تمہارے اندر اپنے علم میں سے علم رکھا میں نے تمہارے اندر اس لئے علم نہیں رکھا کہ میں تمہیں عذاب دوں جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا۔ (تاتارخانیہ)

جلسہ نمبر ۴۳

گناہ اور ظلم کی مذمت

ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا

ترجمہ: ''چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تا کہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے۔

(سورۃ الروم آیت ۴۱)

گناہ اور ظلم کی مذمت

آیت کی تفسیر:

(ظهر الفساد فی البر والبحر) ''خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوا۔''

خشک سالی کی وجہ سے جانور وغیرہ مرنے لگے۔ کثرت کے ساتھ کچھ جل گئے اور کچھ غرق ہو گئے ہر کھیت ختم ہو گئی نقصان ظلم اور گمراہی زیادہ ہو گئی۔

(بما کسبت ایدی الناس) ''لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے۔''

ان کے گناہوں کی نحوست اور خاص طور پر اس کو ان کے حاصل کرنے کی وجہ سے۔

(لیذیقهم بعض الذی عملوا) ''تا کہ جو کچھ انہوں نے کیا اس میں سے بعض ان کو چکھائیں۔''

اس کے بعض اجزاء کے ساتھ اس کی ساری سزا آخرت میں ہو گی۔ آیت کریمہ میں لام علت اور انجام کار کے لئے ہے۔ (قاضی بیضاوی)

نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم:

حضرت فضاء بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ نماز کے دوران دعا کر رہا تھا لیکن اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے اس بارے میں جلدی کی چنانچہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس آدمی سے اور اس کے علاوہ دوسروں سے فرمایا:

(اذا صلی احدکم فلیبدء بتحمید اللہ والثناء علیه' ثم یصلی علی النبی علیه الصلوٰة والسلام ثم لیدع بعد ماشاء)

جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز کا آغاز رب ذوالجلال کی حمد و ثناء سے کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

دعا اور نماز کا معلق ہونا:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(الدعاء و الصلوٰة معلقان بين السماء و الارض لايصعد الى الله تعالىٰ منها بشي حتى يصلى على النبى عليه الصلوٰة و السلام)

دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے ان میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ مقبولیت تک نہیں پہنچتی۔ (شفا شریف)

جنت کی طرف جاتے ہوئے حیرانگی:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت میں فرمایا:

(ان امتى اقواماً يقول الله تعالىٰ لهم يوم القيامة يا عبادى ادخلوا الجنة فيتحيرون فى عرصات القيامة الى ان يهديهم الى الجنة. فقيل من هم يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال الذين ذكرت بين ايديهم ولم يصلوا علىّ من السهو و الغفلة)

میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے میرے بندوں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ لوگ قیامت کے میدان میں حیران ہوں گے کہ کون ان کی جنت کی طرف رہنمائی کرے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جن کے سامنے میرا ذکر مبارک کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ غفلت اور بھول کی وجہ سے میری ذات پر درود شریف نہیں پڑھتے تھے۔ (رونق المجالس)

گونگا شیطان:

اصل میں یہ ہے کہ ابتدا زمین سرسبز و شاداب تھی جب بھی کوئی انسان کسی درخت کے قریب آتا تو اسے تروتازہ پھل ملتا۔ سمندر کا پانی میٹھا تھا۔ شیر گائے کو کچھ نہیں کہتا تھا۔ بھیڑیا بکری کے درپے نہیں ہوتا تھا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو زمین بنجر ہوگئی درخت

کانٹے دار بن گئے زمین سیاہ ہوگئی۔ سمندر کڑوے اور نمکین بن گئے۔

چنانچہ کہا گیا کہ زمین میں قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کی وجہ سے فساد برپا ہو گیا جب کہ سمندروں میں جلندی ایک کافر بادشاہ کے سبب سے فساد ظاہر ہوا جلندی ایک کافر بادشاہ تھا جو لوگوں کی کشتیاں ظلماً غصب کرتا تھا۔

قرآن مجید کی آیت (بما کسبت ایدی الناس) کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر بیضاوی نے فرمایا: (بشئوم معاصیھم) ان کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو ترک کرنے کی وجہ سے زمین میں فساد برپا ہوا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جس محلہ میں ایک تارک صلوٰۃ رہتا ہو ہر دن ان لوگوں پر ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ تمام اہل محلہ پر لعنت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ان خاص لوگوں پر جو کہ نماز کو ترک کرنے والے ہیں ان پر ہی صرف لعنت کیوں نازل نہیں ہوتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام اہل محلہ نے اس تارک صلوٰۃ کو دیکھا لیکن انہوں نے نماز کو چھوڑ آنے والوں کو خبر دار نہ کیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سب پر اپنا عام عذاب نازل فرمایا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الساکت عن الحق شیطان اخرس) ”حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ (موعظہ)

مومن کو ستانے والے سے بدلہ:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ایھا الناس اتقوا ربکم ولا یظلم احد منکم مومنا وما ظلم احد مومنا الا انتقم اللہ منہ یوم القیامۃ.)

اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو تم میں سے کوئی ایک کسی ایک مومن پر ظلم نہ کرے جب کوئی شخص کسی مومن پر ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظلم کرنے والے سے اس کا بدلہ لے گا۔ (حیاۃ القلوب)

ایک تفسیری نکتہ:

رب ذوالجلال کے فرمان (لیذیقھم) میں لام تعلیل کے لئے ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے معاش کے اسباب کو فاسد کر دیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ (لیذیقھم) میں لام معاقبہ ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا۔ کہ لوگوں نے اپنے افعال اور اخلاق کو فاسد کر دیا۔ اس لئے کہ ان کی غرض اس فساد پھیلانے سے صرف یہ ہے کہ انہوں نے جو برے افعال کئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کی سزا دے۔ لیکن جب فعل کی غرض اس پر مرتب ہوئی علت غائیہ کی وجہ سے مرتب ہونے والی سزا اس پر مشتبہ ہوگئی اس وجہ سے اس پر لام معاقبہ کو داخل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔ (لیکون لھم عدوا وحزنا). (شیخ زادہ)

ایمان کن چیزوں سے سلب ہو جاتا ہے:

کون سا ایسا گناہ ہے۔ جس کے بارے میں سب سے زیادہ خوف کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایمان کو سلب کر لے گا؟۔

علماء فرماتے ہیں کہ وہ تین بڑے گناہ ہیں

۱- ایمان کی دولت کے ملنے پر شکر کو ترک کر دینا۔

۲- خاتمہ بالخیر کے خوف کو چھوڑ دینا۔

۳- بندوں پر ظلم کرنا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جس بدنصیب انسان میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں تو اس کے بارے غالب گمان یہ ہے کہ وہ دنیا سے کافر ہو کر مرے گا۔ (نعوذ باللہ) مگر جس کو رب ذوالجلال کی طرف سے سعادت نصیب ہو جائے (تو وہ محفوظ رہے گا)۔

(دقائق الاخبار والموعظۃ الحسنۃ)

کیا خبر کس گناہ پر گرفت ہو جائے؟:

حدیث قدسی میں ہے۔ اے انسان! موت تیرے رازوں کو کھول دے گی قیامت تیری خبروں کو بیان کر دے گی۔ نامہ اعمال تیرے اسرار کے پردے کو چاک کر دے گا۔

اے غافل انسان! جب تو کوئی گناہ کرے تو اس کے صغیرہ ہونے کو نہ دیکھ لیکن تو اس

ذات کی طرف نظر کر کہ تو نے کتنی بڑی ذات کی نافرمانی کی جب تجھے رزق قلیل میسر آئے تو تو اس کی قلت کو نہ دیکھ بلکہ تو اس ذات کی طرف نظر کر کہ کس نے تجھے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔ تو صغیرہ گناہ کو بھی حقیر نہ جان کیونکہ تو اس بات کو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کس گناہ پر غضبناک ہو جائے تو میری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ کیونکہ میری خفیہ تدبیر اندھیری رات میں پتھر پر چلنے والی چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

کرنے کے کام:

رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے۔

اے انسان!

کیا تو نے نافرمانی کی اس وقت میرے غضب کو یاد کر کے تو اس سے باز نہیں آیا؟

کیا تیرے پاس جس نے امانت رکھی تو نے اس کی امانت کو ادا کر دیا؟

کیا تیرے ساتھ جس نے برائی کی تو نے اُس کے ساتھ نیکی کر لی ہے؟

کیا جس نے تجھ پر ظلم کیا تو نے اسے معاف کر دیا ہے؟

کیا جس نے تجھے چھوڑ دیا ہے تو نے اس کے ساتھ کلام کر لیا ہے؟

کیا جس نے تیرے ساتھ قطع رحمی کی ہے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر چکا ہے؟

کیا جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ انصاف کر چکا ہے؟

کیا تو نے اپنے دینی اور دنیاوی معاملے میں اپنے علماء سے دریافت کر لیا ہے؟

رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگو میں تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ میں تمہارے دلوں تمہارے ارادوں کو دیکھتا ہوں اور میں تم پر تمہاری ان خصلتوں کی وجہ سے راضی ہوتا ہوں۔ (موعظہ حسنہ)

رعایا کی خبر گیری:

انصاف کرنے والے بادشاہ کا کیا مقام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت گشت فرما رہے تھے آپ نے ایک گھر کے دروازے کو عبور کیا اس گھر سے آپ نے رونے کی آواز سنی رونے کی آواز سن کر آپ وہیں ٹھہر گئے آپ نے عورت کی آواز سنی جو اپنے

بچوں سے یہ کہہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ میرے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

خلیفہ وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غم اور پریشانی کو دور کر کے اس عورت کے دل کو خوش کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا:

(ما فعل بک عمر؟) ''تیرے ساتھ عمر نے کیا کیا؟'' گھر والوں کو یہ معلوم نہیں کہ تشریف لانے والے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(فقالت المرٔة : قد بعث زوجی الی غزوة کذا و قدترک لی اولاداً صفراً و لیس معی بشیٔ انفقه علیهم فیبکون و یقولون : قد غفل امیر المؤمنین عنا.)

اس عورت نے جواباً عرض کیا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے میرے خاوند کو ایک غزوہ میں بھیج دیا اور میری چھوٹی اولاد کو اس نے چھوڑ دیا اور میری حالت یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ میں ان بچوں پر خرچ کرسکوں بچے رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے غافل ہو گئے ہیں۔

(فخرج عمر و اخذ عدلاً من الدقیق ولحماً کثیراً وحمله علی ظهره فقال له من کان معه : ضعه حتی احمله فقال : هب انک تحمل فی الدنیا هذا' فمن یحمل اوزاری یوم القیامة؟)

اسی وقت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے آپ نے بیت المال سے ایک آٹے کی بوری اور بہت سارا گوشت لیا اور اسے اپنی پشت پر اٹھایا۔ جو خادم آپ کے ساتھ تھا اس نے عرض کیا کہ آپ ان چیزوں کو رکھ دیں تاکہ میں اٹھاؤں یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ یہ چیزیں مجھے دے دو ان کو میں خود ہی اٹھاؤں گا تو اس دنیا میں تو اس بوجھ کو اٹھائے گا لیکن قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟

اس کیفیت کی وجہ سے خلیفہ وقت رو رہے تھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اسی وقت اپنے ہاتھ سے آٹے کو گوندھا۔ تنور کو جلایا گوشت ار روٹی کو پکایا بچوں کو بیدار کیا۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ ان بچوں کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ گھر والے کھانا کھا کر

سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے ان گھر والوں سے فرمایا:

(اجعلونی فی حل علی ان لاتخاصمونی یوم القیامة فقالوا نعم فخرج هو ومعه عدله ورای فی المنام بعد موته بخمس عشرة سنة فقیل له ما فعل الله بک یا عمر؟ قال الان فرغت من حساب قوله تعالیٰ (ان الله یامر بالعدل والاحسان)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم قیامت کے دن مجھ سے مواخذہ نہ کرو گے تو ان سب نے عرض کیا کہ ہاں! یعنی ہم مواخذہ نہیں کریں گے یہ سن کر تسلی کرنے کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے گئے آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور اپنے انصاف کو بھی ساتھ لے گئے۔

آپ کے وصال فرمانے کے پندرہ سال بعد آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا عرض کیا گیا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ان الله یامر بالعدل والاحسان) ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔'' کے حساب سے فارغ ہو چکا ہوں۔ (من رونق المجالس)

حکایت: (مکتوب علی جناح الجراد) ''ٹڈی کے پر کے اوپر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔''

نحن جند من الاجناد — **سلطنا الله علی العباد**

ہم لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں۔ — اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندوں پر مسلط کیا۔

لتخریب النواحی والبلاد — **عند ظهور الجور والفساد**

تاکہ ہر ایک شہر کو ہم ویران کریں۔ — ظلم اور فساد کے ظاہر ہونے کے وقت۔

برکت کہاں موجود ہے:

بزرگان دین سے یہ منقول ہے۔

(العلم والجور فی المدینة والجهل والبرکات فی القریٰ)

علم اور ظلم شہر میں ہے جب کہ جہالت اور برکات بستیوں میں ہیں۔

علم برکات کو شہر کی طرف کھینچ لیتا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے جہالت ظلم کو دیہات کی طرف کھینچ لیتی ہے ان دونوں کے درمیان مناسبت ہونے کی وجہ سے اور اب بھی اس طرح ہے چنانچہ شہر والے شہر والوں سے شکایت کرتے ہیں۔ دیہات

والوں سے ان کی کوئی شکایت نہیں۔ دیہات والے دیہات والوں سے شکایت کرتے ہیں اور شہر والوں سے ان کی کوئی شکایت نہیں۔ سفر والے دین اسلام سے شکایت کرتے ہیں اور تمام دین والوں سے انہیں کوئی شکایت نہیں ہے۔

نیک بندے کی دعا کی برکت سے قحط سالی دور:

بیان کیا جاتا ہے کہ اہل مکہ ایک سال قحط سالی کا شکار ہو گئے لوگ تین دن تک شہر سے باہر نکل کر بارش کے لئے دعائیں کرتے رہے لیکن بارش نہ برسی۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر کے دعا کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے اور میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے جدا ہو کر ایک غار میں چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر وہاں مجھے گزری تھی کہ اس غار میں ایک حبشی غلام داخل ہوا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اپنے سر کو زمین پر رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی میں اس سے سن رہا تھا وہ یہ کہہ رہا تھا۔

(الهی ان هؤلاء عبادک قد استسقوک ثلاثة ایام فلم تسقهم' فبعزتک لاارفع رأسی حتی تسقینا. قال فلم یرفع رأسه حتی امطرت السماء و قام و مضی)

اے میرے پروردگار! یہ لوگ تیرے بندے ہیں تجھ سے تین دن سے بارش طلب کر رہے ہیں جب کہ تو نے ان کو بارش عطا نہیں فرمائی۔

مجھے تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا یہاں تک کہ تو ان کو بارش عطا فرمائے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حبشی غلام نے ابھی اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھایا تھا کہ آسمان سے بارش برسنا شروع ہو گئی چنانچہ وہ شخص اس جگہ سے اٹھا اور چلا گیا۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اس حبشی غلام کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ وہ شہر میں جا پہنچا اور ایک گھر میں داخل ہو گیا فرماتے ہیں کہ میں اس گھر کے باہر دروازے پر ٹھہرا رہا اور وہیں بیٹھ گیا یہاں تک کہ گھر سے ایک شخص باہر آیا

میں نے اس سے کہا کہ یہ گھر کس کا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ یہ فلاں شخص کا گھر ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس گھر میں داخل ہوا اور گھر کے مالک سے کہا کہ میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں مالک نے غلام کو مجھ پر پیش کیا۔ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں اس کے علاوہ دوسرے غلام کو خریدنا چاہتا ہوں کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور غلام ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک غلام تو ہے لیکن وہ تیرے لائق نہیں ہے۔ میں نے کہا وہ کیوں؟ اس نے کہا کہ وہ غلام انتہائی سست ہے میں نے کہا کہ آپ اس غلام کو مجھ پر پیش کریں مالک نے اس غلام کو بلایا میں نے اسے دیکھا اور کہا کہ مجھے یہ غلام پسند ہے۔ کتنے کا یہ غلام تم فروخت کرو گے؟ اس نے کہا کہ میں نے اسے بیس دینار کا خریدا ہے۔ لیکن یہ دس دینار کا بھی نہیں ہے اور میں تجھے یہ دس دینار کا دوں گا حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں یہ غلام آپ سے بیس دینار کا خریدوں گا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو قیمت ادا کی اور اس نے غلام کو آپ کے حوالے کر دیا۔

اس غلام نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے ابن مبارک آپ نے مجھے کیوں خریدا ہے؟ میں تو آپ کی خدمت نہیں کروں گا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس غلام نے کہا

(**الاحبة تعرف الاحبة**) ''دوست دوست کو پہچانتا ہے۔''

آپ فرماتے ہیں کہ میں اسے اپنے گھر لے آیا جب اس نے وضو کرنے کا ارادہ کیا میں کھڑا ہوا اور پانی کا برتن اس کے سامنے پیش کیا اور جوتے اس کے سامنے رکھ دیئے۔ وہ کھڑا ہوا وضو کیا نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور کہا:

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب ہوا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے اچانک میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

(**یا صاحب السر ان السر قد ظهر ولا ارید الحیاتی بعد ما اشتهر**) ''اے راز کے مالک بے شک راز ظاہر ہو چکا۔ شہرت کے بعد میں زندہ رہنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔''

پھر وہ ایک گھڑی کے لئے خاموش ہو گیا میں نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن میں کیا محسوس کرتا ہوں کہ وہ مر چکا ہے میں اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گیا نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اسے دفن کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اسی رات خواب میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک نورانی شکل والے پسندیدہ شخص آپ کے دائیں طرف اور وہ حبشی غلام آپ کے بائیں طرف مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(جزاک اللہ عنا خیراً ولا اراک ضیراً لما احسنت الی حبیبنا)

اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے اور آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے کیونکہ آپ نے ہمارے ایک محبوب کے ساتھ نیکی کی ہے۔

(فقلت هل حبیبک یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم؟ قال علیه الصلوٰة والسلام نعم! هو حبیبی وحبیب لخلیل الرحمن)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ آپ کے محبوب ہیں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ میرے محبوب ہیں اور رحمٰن کے خلیل علیہ السلام کے بھی وہ محبوب ہیں۔ (رونق المجالس)

ظلم کرنے سے بچو:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

(اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامة)

تم ظلم کرنے سے بچو۔ کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ہے۔ (مصابیح)

دوزخی ہونے کے چھ اسباب:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ستة یدخلون النار بستة: الامراء بالجور. والاعراب بالتعصب واهل الرستاق بالجهل والدهاقین بالکبر. والتجار بالخیانة والعلماء بالحسد)

چھ آدمی چھ گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ۱- امراء ظلم کی وجہ سے۔ ۲- دیہاتی تعصب کی وجہ سے۔ ۳- روستائی جہالت کی وجہ سے۔ ۴- دہقان تکبر کے سبب

سے۔۵- تاجر خیانت کے سبب سے۔۶- علماء حسد کے سبب سے۔

حضور کے غلاموں کے لئے چار کرامتیں:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو چار کرامات سے نوازا جب کہ مجھے وہ چاروں چیزیں عطا نہیں فرمائی گئیں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے میری توبہ کو مکہ مکرمہ میں قبول فرمایا جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرماتا۔

۲- میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا جب مجھ سے خلاف اولی کام ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لباس کو اترنے کا حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ برہنہ ہو کر معصیت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو لباس پہناتا ہے۔

۳- جب مجھ سے خلاف اولیٰ کام ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اور میری بیوی کے درمیان تفریق فرمادی جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نافرمانی کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اور ان کی بیویوں کے درمیان تفریق نہیں فرماتا۔

۴- حضرت سیدنا ابوالبشر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مجھ سے جنت میں خلاف اولیٰ کام ہوا تو رب ذوالجلال نے مجھے وہاں سے باہر جانے کا حکم فرمایا۔ جب کہ حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ جنت سے باہر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جب وہ گناہ سے توبہ کرلیں گے تو خداوند قدوس ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۴۴

بیان ذکر وتوحید

یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیراً و سبحوہ بکرۃ واصیلاً ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیماً

ترجمہ : ''اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ تا ۴۳)

بیان ذکر و توحید

آیت کی تفسیر:

(یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔''

اکثر اوقات میں اور تمام انواع کا ذکر کرو جس کا وہ اہل ہے رب ذوالجلال کی پاکیزگی بیان کر کے۔ اس کی حمد کر کے لا الٰہ الا اللہ کہہ کر۔ نیز اس کی بزرگی بیان کر کے اس کا ذکر کرو۔

(وسبحوہ بکرۃ واصیلاً) ''اور صبح و شام تم اس کی تسبیح بیان کرو۔''

بالخصوص دن کے اول اور آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو اوقات کو باقی تمام اوقات پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ یہ اوقات ذکر کے حوالے سے مشہور ہیں جیسا کہ تمام قسم کے اذکار کو چھوڑ کر صرف تسبیح بیان کرنا اس لئے کہ اذکار میں یہ چیز عمدہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ذکر اور تسبیح دونوں ان دو اوقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ تسبیح سے مراد صلوٰۃ ہے۔

(ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ) ''وہی ذات ہے کہ جو تم پر رحم کرتی ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں۔

نیز اس چیز کا اہتمام کرتے ہیں جو تمہاری اصلاح کرے اس سے مراد قدر مشترک ہے۔

تمہارے معاملے کی اصلاح اور تمہاری شرافت کو ظاہر کرنے میں خصوصی اس کی عنایت ہے اور یہ چیزیں نماز سے مستعار ہیں۔

(لیخرجکم من الظلمت الی النور) ''تاکہ وہ تمہیں ظلمت سے نور کی طرف لے آئے۔'' اس سے مراد کفر اور گناہ کی معصیت کی تاریکی سے ایمان اور اطاعت کے نور کی طرف لے جانا ہے۔

(و كان بالمؤمنين رحيما) ''اور اللہ تعالیٰ ایمانداروں پر بڑا مہربان ہے۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ کی اصلاح کا ارادہ فرمایا ان کے مرتبہ کو ذکر کیا اس کو ملائک مقربین کے بارے بھی استعمال فرمایا۔ (قاضی بیضاوی)

محتاجی دور کرنے کا نسخہ :

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلى على كل يوم خمسمائة مرة لم يفتقر ابداً)

''جو شخص میری ذات اقدس پر ہر دن میں پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھے وہ کبھی بھی محتاج نہیں ہوگا۔''

یعنی ہمیشہ وہ کسی ایک کا بھی ضرورت مند نہیں رہے گا۔

تم خدا کو یاد کرو وہ تمہیں یاد فرمائے گا :

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (فاذكروني اذكركم) کی تفسیر میں علماء نے پانچ قول نقل فرمائے ہیں۔

۱- (فاذكروني) اى بالطاعة (اذكركم) اى بالمغفرة والثواب.

تم مجھے فرمانبرداری کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں بخشش اور ثواب کے ساتھ یاد کروں گا۔

۲- (فاذكروني) بالتوبة (اذكركم) قبولي و مغفرتي.

تم مجھے توبہ کر کے یاد کرو۔ میں تمہیں اپنی قبولیت اور مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔

۳- (فاذكروني) بالدعاء (اذكركم) بالاجابة كما قال الله تعالىٰ (ادعوني استجب لكم)

تم مجھے دعا کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں قبولیت دعا کے ساتھ یاد کروں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔''

۴- (فاذكروني) في مهد كم (اذكركم) لحد كم، وهو التثبيت بالقول بدليل قوله تعالىٰ (ومن يتوكل على الله فهو حسبه)

تم مجھے ماں کی گود میں یاد کرو میں تمہیں تمہاری قبر میں یاد کروں گا اور یہ چیز ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے وہی اس کو کافی ہے۔''

۵- (فاذکرونی) بالاحسان (اذکرکم) بالرحمة لقوله تعالیٰ (ان رحمة الله قریب من المحسنین)

تم مجھے احسان کے ساتھ یاد کرو۔ میں تمہیں رحمت کے ساتھ یاد کروں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔" (بحرالحقائق)

دل کس سے سخت ہوتا ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تکثروا الکلام بغیر ذکر الله' فان کثرة الکلام) بغیر ذکر الله (تورث قسوة القلب وان ابعد الناس من الله القلب القاسی)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ تم زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کو چھوڑ کر زیادہ کلام کرنے سے دل سخت ہوتا ہے رب ذوالجلال کی بارگاہ سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔ (مصابیح شریف)

حکایت: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک شخص فوت ہو گیا تو کسی نے خواب میں ان کی زیارت کی اور ان کی حالت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نیک بزرگ نے فرمایا:

(جاءنی ملکان وجهما احسن شئ وریحهما اطیب شئ فقال من ربک؟)

میرے پاس دو حسین وجمیل چہرے والے مہکتی خوشبو کے ساتھ دو فرشتے آئے انہوں نے آ کر کہا کہ تمہارا رب کون ہے؟

(فقلت ان سألتم امتحانا فحرام وان سألتما استفهاماً فربی الله تعالیٰ)

میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ اگر تم نے امتحان کے طور پر پوچھا ہے پھر تو یہ سوال حرام ہے لیکن اگر تم نے سوال کرنے کی غرض سے پوچھا ہے تو سنو۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

(فقلت لاتذهبا مالم تاتیا بالخبر عن سیدی فجاء الندا فی الحال هو عبدی فذهبا)

میں نے کہا کہ تم اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک کہ تم میرے مالک کی طرف سے میرے بارے خبر نہ لاؤ۔

اس وقت ہاتف غیبی نے نداء دی یہ میرا بندہ ہے پھر وہ دونوں فرشتے وہاں سے چلے گئے۔ (زبدۃ الواعظین)

سفر معراج میں ایک سمندر کا دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے ایک سمندر دیکھا جس کی مقدار کو رب ذوالجلال ہی جانتا ہے اس سمندر کے کنارے پر پرندے کی شکل کا ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ جب ایک بندہ سبحان اللہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہے جب بندہ الحمد للّٰہ کہتا ہے تو وہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے اور جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ پرواز کر جاتا ہے جب بندہ ذکر کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ فرشتہ اپنے آپ کو اس سمندر میں گرا دیتا ہے اور جب وہ بندہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا ہے۔ تو وہ فرشتہ اس سمندر سے باہر نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے اس کے ہر ایک پر سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو ان کلمات کے کہنے والے کے لئے قیامت کے دن تک تسبیح وتہلیل کرتے اور بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

سفارش کرنے سے بخشش ہوگئی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ خلق عموداً بین یدی العرش فاذا قال العبد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اھتند العمود فیقول اللہ تعالیٰ: اسکن یا عمود، فیقول العمود: کیف اسکن ولم تغفر لقائلھا؟ فیقول اللہ تعالیٰ قدغفرت لہ فیسکن عند ذلک)

بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے سامنے ایک ستون کو پیدا فرمایا۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ تو وہ ستون حرکت میں آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ستون سے فرماتا ہے کہ اے ستون ٹھہر جا۔ ستون جواباً عرض کرتا ہے یا اللہ میں کیسے حرکت کرنا چھوڑ دوں؟ حالانکہ تو نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخشا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً میں نے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش دیا یہ سن کر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

حکایت : حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے جس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی اپنے گلے میں اس نے زنار لٹکائی ہوئی تھی اور اس کے سامنے آگ تھی جس کو وہ پوجتا تھا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

یا شیخ منذ کم سنة تعبد النار؟	''اے بوڑھے کتنے عرصے سے تم آگ کی پرستش کر رہے ہو۔
فقال منذ اربع مائة وتسعین سنة	''اس آتش پرست نے جواب دیا کہ دس سال کم پانچ سو سال سے آگ کی عبادت کر رہا ہوں۔
فقال الم یأن لک ان تتوب من عبادة النار. وتعود الی الملک الجبار.	''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں کہ تو آگ کی پرستش سے توبہ کر لے اور زبردست بادشاہ کی طرف لوٹ جائے؟
فقال یا موسیٰ اتری ان اللہ تعالیٰ لو رجعت الیه یقبلنی؟	اس نے عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں بارگاہ خدا لوٹ جاؤں تو کیا وہ مجھے قبول فرمالے گا؟
قال موسیٰ علیه السلام: فکیف لایقبلک وهو ارحم الرحمن؟	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیسے قبول نہیں فرمائے گا حالانکہ وہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
فقال یا موسیٰ: ان علمت ان اللہ تعالیٰ یقبل الهاربین بکرمه و لطفه.	اس نے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے بھاگنے والوں کو بھی قبول کرتا ہے (تو میں ضرور واپس لوٹتا)
اعرض علی الاسلام	آپ مجھ پر اسلام کو پیش کریں۔

فعرض علیه موسیٰ علیه السلام الاسلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس پر فاسلم. فقال لا اله الا الله موسیٰ رسول الله اسلام کو پیش کیا اس نے اسلام کو قبول کرتے ہوئے پڑھا لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ۔

جب وہ شخص مسلمان ہو گیا تو اس کو ایک کڑک نے پکڑا اس نے ایک چیخ بھری۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کی خوشی کی وجہ سے اس پر موت کا ڈر محسوس کرنے لگے چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جسم کو حرکت دی۔ تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دنیا کو چھوڑ چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے آخر کار آپ نے اس کو زمین میں دفن کر دیا پھر آپ نے قبر پر کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا اللہ میں اس بندے کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تو نے اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ حالانکہ اس نے صرف کلمہ توحید کو پڑھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

(یا موسیٰ ان ربک یقرئک السلام ویقول اما علمت ان من صالحنا بکلمة لا اله الا الله موسیٰ رسول الله نقربه الی جنابنا و نلبسه من حلل الجنة)

اے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام آپ کا رب آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ کہ آپ نہیں جانتے کہ جو بندہ ہمارے ساتھ صرف کلمہ توحید لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول کے ساتھ مصالحت کرتا ہے ہم اسے اپنی بارگاہ کا قرب عطا کرتے اور اسے جنت کے ریشمی حلے پہناتے ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس تشریف فرما ہوئے ان کو سارا قصہ بتایا انہوں نے لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ کے چوبیس حروف کو شمار کیا اللہ تعالیٰ نے ہر حرف کے بدلے ستائیس سال کے گناہ معاف فرما دیئے۔ (رونق المجالس)

ارادۂ ذکر خدا بخشش کا ذریعہ:

ایک حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیا جائے گا۔ بعد از حساب و کتاب وہ

شخص قلت حسنات اور کثرت سیئات کی وجہ سے مستحق دوزخ ہوگا اس پر کپکپی طاری ہوگی جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کے قریب ہوگا رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہوگا۔

(یا ملائکتی انظروا دفترہ ھل تجدون فی دیوانہ حسنۃ؟ فینظرون فیقولون : ربنا لم نجد شیئاً)

اے میرے فرشتو! اس کے دفتر کو پھر دیکھو کیا تم اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی دیکھتے ہو؟ فرشتے دوبارہ دفتر کو چیک کریں گے اور عرض کریں گے کہ ہم اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہیں پاتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

(عندی لہ شیئ انہ کان نائما فی اللیل فاستیقظ من منامہ وارادان یذکرنی فغلب علیہ النوم فلم یقدر ان یذکرنی انی قد غفرت لہ بذلک)

میرے پاس اس کی ایک چیز موجود ہے کہ یہ ایک رات سویا ہوا تھا یہ میرا ذکر کرنے کے ارادے سے بیدار ہوا لیکن اس پر نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے یہ میرا ذکر نہ کرسکا میں نے اس بندے کو میرے ذکر کرنے کے ارادے سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کو بخش دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

عدل کریں تے تھر تھر کنبن بیلی اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخش جاون میں ورگے منہ کالے

ایمان افروز روایت :

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان الشیطان علیہ اللعنۃ' قال لربہ بعزتک وجلالک یارب لا ازال ابدا اغوی عبادک وآمرھم بالکفر والمعصیۃ مادامت ارواحھم فی اجسادھم قال اللہ تعالیٰ یا ملعون: وعزتی و جلالی لا ازال اغفر لھم مادا مو اذا کرین لی و مستغفرین منی)

بے شک لعنتی شیطان نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا اے رب ذوالجلال

مجھے تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم ہے کہ میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا اور جب تک ان کے اجسام میں ان کی ارواح موجود رہیں گی میں ان کو کفر اور معصیت کا حکم دیتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملعون! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے اور میرا ذکر کرتے رہیں گے تو میں ان کو ہمیشہ ہمیشہ بخشتا رہوں گا۔ (مجالس الانوار)

کلمہ توحید کی برکت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس کے نامہ اعمال کے ننانوے دفتر نکالے جائیں گے ہر ایک دفتر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا اس میں اس بندے کی خطائیں اور گناہ ہوں گے ان سب کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا پھر چیونٹی کی مثل ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی ہو گی اس چھوٹے کاغذ کے پرزے کو میزان کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اس کے رکھنے سے گناہوں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو کلمہ توحید کی برکت سے دوزخ سے نجات عطا کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

سات اہم نکات:

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے سات کلمات کو یاد کرلیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے ہاں معزز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اطاعت خداوندی کی حلاوت کو محسوس کرے گا اس کی زندگی اور موت اس کے لئے بہتر ہوگی۔

۱- (ان یقول عند ابتداء کل شیٔ بسم اللہ) ''فرمایا کہ وہ شخص ہر چیز کا آغاز کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھے۔

۲- (ان یقول بعد فراغ کل بشیٔ الحمد للہ) ''وہ شخص ہر چیز سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے۔''

۳- (اذا جری علی لسانه مالا یعنیه ان یقول استغفر الله) ''جب اس کی زبان پر کوئی بے ہودہ بات جاری ہو تو وہ استغفر اللہ کہے۔''

۴- (اذا اراد فعلا غداً ان یقول ان شاء الله) ''جب آئندہ کل کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو انشاء اللہ کہے۔

۵- (اذا استقبل الیه فعل مکروہ ان یقول لاحول ولاقوۃ الا بالله العلی العظم) ''جب فرمایا کہ اسے کسی ناپسندیدہ فعل کا سامنا ہو تو لاحول ولاقوۃ الا بالله العلی العظیم کہے۔

۶- (اذا اصابه مصیبة ان یقول انا لله وانا الیه راجعون) ''جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو انا لله وانا الیه راجعون کہے۔

۷- (لایزال یجری علی لسانه فی اللیل والنهار کلمة لا اله الا الله محمد رسول الله) ''رات دن ہمیشہ اپنی زبان پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو جاری رکھے۔

اے صوفی ان سات کرنے کے کاموں کو تو کر۔ (تفسیر حنفی)

سات چیزوں سے قبر کا روشن ہونا:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ سات چیزوں سے انسان کی قبر روشن ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک قرآن مجید سے ثابت ہے۔

۱- (الاخلاص فی العبادة) ''عبادت کو اخلاص سے کرنا۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین) ''اور ان کو نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دین میں مخلص ہو کر۔''

۲- (بر الوالدین) والدین کے ساتھ نیکی کرنا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیأ و بالوالدین احسانا) ''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

۳- (صلة الرحم) صلہ رحمی کرنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وآت ذالقربی حقه) ''اور تم قریبی کو اس کا حق دو۔''

۴- (ان لا یضیع عمره فی المعصیة) انسان گناہوں میں اپنی عمر کو ضائع نہ کرے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ۔
دن سے جس میں
۵- (ان لایتبــع ھ
فرمان ہے۔ (یا
اپنے آپ کو او
مــن خــاف ،
اپنے رب کی
روک لیا یقیـ
۶- (ان یــجتـ
فرمایا: (و
اعــدت
چوڑائی
۷- (ان یـ
(یـاا
والو
الغ
افـ
اکرم صلیٰ

(الحمد للہ راس الشحر ســـ

جلسہ نمبر ۴۵

ذکر کا مقام

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ٥ یایھا الذین امنو
علیہ وسلموا تسلیماً

ترجمہ: ''اور بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں
بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب س
بھیجو۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۶

ذکر کا مقام

...کی تفسیر:

(ان الله وملئکته یصلون علی النبی)
''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے
...'' آپ کی عظمت شان اور شرافت کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔
(یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیه) ''اے ایمان والوتم بھی آپ کی ذات پر درود
...یف پڑھو۔''
ایمان والوتم بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی بلندی اور ذکر کے چرچے کا
...نام کرو بلکہ تمہیں اس بات کا انصرام کرنا اور زیادہ لازم ہے اور تم (اللھم صلی علی
...حمد صلی الله علیه وسلم) کہو یا اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما۔
(وسلموا تسلیما) ''اور تم یقیناً سلام پڑھو۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم رسول اللہ
...ملی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کرو۔
یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مطلقا نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔
ایک قول یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو اس وقت درود
سلام پڑھنا لازم ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(ورغم انف رجل ذکرت عنده فلم یصل علی. فدخل النار فابعده الله)
''اس شخص کی ناک گرد آلود ہو۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود
شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور فرما دے گا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کرتے ہوئے آپ کے علاوہ پر بھی درود شریف
پڑھنا جائز ہے لیکن آپ کے علاوہ کسی پر مستقلاً درود شریف پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ
عرف عام میں درود وسلام پڑھنا ذکر رسول کی علامت بن چکا ہے اسی وجہ سے محمد عزوجل کہنا

مکروہ ہے اگر چہ آپ کی ذات اقدس عزیز بھی ہے اور جلیل بھی۔ (قاضی بیضاوی)

فرشتے کی ڈیوٹی:

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالٰی خلق ملکا اعطاہ سمع الخلائق کلها وھو قائم علی قبری الی یوم القیامة فما من احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الاسماہ باسمہ واسم ابیہ وقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان فلان بن فلان صلی علیک)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کو تمام مخلوق کی آواز کو سننے کی طاقت عطا فرمائی وہ میرے روضہ انور پر قیامت کے دن تک کھڑا ہے۔ میری امت کا کوئی شخص جب مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس شخص کا نام بمع اس کے والد کے نام کے لے کر کہتا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں نے آپ کی ذات پر درود شریف پڑھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ قرآن مجید کی آیت (ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی) کا کیا مطلب ہے؟ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ایک پوشیدہ علم ہے اگر تم مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھتے تو میں تمہیں اس کی خبر نہ دیتا۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دو فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جب کسی مسلمان کے ہاں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اے درود شریف پڑھنے والے تیری بخشش فرمائے باقی فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

اور جب کسی مسلمان کے ہاں میرا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور وہ میری ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری بخشش نہ کرے باقی فرشتے اس کو سن کر بھی جواب میں آمین کہتے ہیں۔ (ابو السعود رحمہ اللہ تعالیٰ)

دعا کب رد کی جاتی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ما من دعاء الا بینه و بین السماء حجاب حتی یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فاذا صلی علیه یخرق ذلک الحجاب ویدخل الدعاء وان لم یصل رجع دعاءهٗ)

کوئی دعا نہیں مگر اس دعا اور آسمان کے درمیان ایک حجاب ہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے جب آپ کی ذات پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور دعا مقام مقبولیت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف نہ پڑھا جائے تو وہ دعا رد کی جاتی ہے۔

حکایت: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک شخص تشہد کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے انہیں خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بزرگ سے فرمایا کہ تو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کو کیوں بھول گیا ہے؟

اس صالح شخص نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد و ثناء میں مصروف ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کو بھول گیا۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اما سمعت قول اللہ : الا عمال موقوفة والدعوات محبوسة حتی یصلی علی وقال لوجاء عبد یوم القیامة بحسنات اهل الدنیا ولم تکن فیها صلاة علی ردت ولم تقبل)

کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا! کہ اعمال موقوف ہو جاتے ہیں۔ دعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر درود شریف پڑھا جائے اور ارشاد فرمایا اگر کوئی بندہ قیامت کے دن آئے اور اس کے پاس تمام دنیا والوں کے برابر نیکیاں ہوں اور اس میں حضور نے فرمایا کہ میری ذات پر درود شریف پڑھنا شامل نہ ہو تو اس کی وہ عبادت رد کر دی جائے گی اور اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی:

ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(ان اولیٰ الناس بی یوم القیامۃ اکثر ھم علی صلوٰۃ)
بے شک بروز قیامت لوگوں میں سے سب سے میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو بکثرت میری ذات پر درود شریف پڑھے گا۔

آپ ہر کسی کو پہچانتے ہیں:

ایک زاہد کو خواب میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ زاہد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائی۔ اس زاہد نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أ أنت علی عضبان؟
اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کیا آپ مجھ پر ناراض ہیں؟
(فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام. لا)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی میں جواب دیا۔
اس زاہد نے پھر عرض کیا۔
(اما تعرفنی ؟ وانا فلان الزاھد)
کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں فلاں زاہد ہوں۔
(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم اعرفک)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھے نہیں پہچانا۔
اس زاہد نے پھر عرض کیا۔
(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سمعت العلماء یقولون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعرف امۃ کما یعرف الابوان ولد ھما.)
اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے علماء کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم. صدق العلماء ان النبی اعرف منهما بامة ای بالذی یصلی علی نبیه بقدر صلاته)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء نے سچ فرمایا کہ ایک نبی اپنی امت کو ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ جانتا ہے لیکن اس کو جو اپنی طاقت کے مطابق نبی پر درود شریف پڑھتا۔ (زہرۃ الریاض)

قبر کا عذاب دور:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے عرض کیا اے شیخ میری بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پا چکی ہے آپ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ جس کی برکت سے خواب میں مجھے اپنی بیٹی نظر آ جائے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک درود شریف پڑھنے کے لئے اس عورت کو بتایا (اس کے پڑھنے سے) اس عورت نے نیند کی حالت میں اپنی بیٹی کو انتہائی عذاب کی حالت میں دیکھا کہ اس کے اوپر لک کا لباس ہے اس کی گردن میں طوق پڑا ہوا ہے اس کے دونوں پاؤں میں آگ کی بیڑیاں لگی ہوئی ہیں۔

وہ عورت بیدار ہوئی اور روتی ہوئی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی نیز اس سارے واقعہ کو بیان کیا جو اس نے خواب کی حالت میں دیکھا تھا اس کو سن کر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے جملہ ساتھی زار و قطار رونے لگے۔

پھر ایک مدت گزرنے کے بعد حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں دیکھا کہ وہ فوت شدہ لڑکی جنت میں ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک خوبصورت چیز تھی۔ جس کی روشنی سے مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز چمک رہی تھی۔

اس لڑکی نے عرض کیا اے شیخ! کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے؟ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نفی میں جواب دیا۔

تو اس لڑکی نے کہا کہ میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے درود شریف پڑھنا سکھایا تھا۔

(فقال الحسن رحمة اللہ علیه بای سبب نلت هذا المنزل؟)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس سبب سے آپ کو یہ مقام ملا ہے؟

(فقالت یا شیخ مر بمقبر تنا رجل ' فصلی علی النبی علیه الصلوٰة والسلام مرة وجعل ثوابها لنا وکان فی مقبرتنا خمس مائة وخمسون انسانا معذبین ' فنودی ارفعوا عنهم العذاب ببرکة صلاة هذا الرجل علی النبی علیه الصلوٰة والسلام)

اس لڑکی نے عرض کیا یا شیخ! ہمارے قبرستان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہماری ارواح کو بخش دیا۔ ہمارے اس قبرستان میں پانچ سو پچپن انسان تھے جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ اسی وقت ہاتف غیبی سے آواز دی گئی کہ تم اس شخص کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان سب سے عذاب کو اٹھا لو۔ (زبدۃ الواعظین)

جنتی کون؟:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جاء نی جبرائیل علیه السلام وقال یا محمد صلی الله علیه وسلم لایصلی علیک احد الا صلی علیه سبعون الف ملک ومن صلت علیه الملئکة کان من اهل الجنة)

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جو شخص بھی درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس پر درود شریف پڑھتے ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود شریف پڑھیں وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عصمہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ابو عصمہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ابو عصمہ نے جواباً عرض کیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس سبب سے رب ذوالجلال نے آپ کی بخشش کی۔ ابو عصمہ نے عرض کیا کہ جب بھی میں کوئی حدیث ذکر کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ضرور درود شریف پڑھتا۔ (زبدۃ الواعظین)

چار فرشتے خدمت پر مامور:

ایک حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام حاضر ہوئے ان میں سے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیک فی کل یوم عشر مرات انا آخذ بیدہ وامرہ علی الصراط کالبرق الخاطف)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپ کی ذات پر ہر دن میں دس مرتبہ درود شریف پڑھے میں اس کے ہاتھ کو پکڑ لوں گا اور اسے پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزار دوں گا۔

جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو۔

حضرت میکائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

(انا اسقیہ من حوضک) ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شخص کو آپ کے حوض سے پانی پلا دوں گا۔''

حضرت اسرافیل علیہ السلام نے یوں بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ (انا اسجد اللہ تعالیٰ ما ارفع راسی حتی یغفر اللہ تعالیٰ لہ) ''میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا اس وقت تک اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش نہ دے۔''

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضور کی بارگاہ میں عرض کیا۔ (انا اقبض روحہ کما اقبض ارواح الانبیاء علیہم السلام) ''میں اس درود شریف پڑھنے والے کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح کہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح قبض کرتا ہوں۔

حکایت: حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک خادم تھا جو سلطان وقت کی خدمت کرتا تھا اور وہ محض ایک فاسق و فاجر قسم کا آدمی تھا۔ میں نے ایک رات اس شخص کو خواب میں دیکھا اور (دیکھ کر حیران رہ گیا) اس کا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے۔

میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

(یا نبی اللہ هذا العبد من الفاسقین) ''اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ

شخص تو فاسق لوگوں میں سے ہے۔

فکیف وضع یدہ فی یدک اُس نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں کیسے رکھ لیا ہے؟

(فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قد غفرلہ وانا اشفع لہ الی اللہ تعالیٰ) ''پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اس کی بخشش ہو چکی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کروں گا۔

(فقلت یا نبی اللہ بای سبب نال تلک المنزلة؟) ''میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کس سبب سے اس نے یہ مرتبہ حاصل کیا؟

(فقال بکثرة الصلوٰة علی انه کان فی کل لیلة حین یجیئ الی فراشه یصلی علی الف مرة)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے یہ جب بھی ہر رات اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے آتا تو میری ذات پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا۔ (تحفۃ الملوک)

بہشتی ہونے کا پروانہ مل گیا:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص کو دیکھیں گے جس کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء دیں گے آقا الصلوٰۃ والسلام فرمائیں (لبیک اے ابو البشر) حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ کی امت کے ایک شخص کو فرشتے جہنم کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اپنے غلام کو تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوں گے اور اس کو پا لیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے اے میرے رب کے فرشتو! ٹھہر جاؤ۔

فرشتے عرض کریں گے۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔

(لایعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون) ''جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے وہ اس بارے میں نافرمانی نہیں کرتے اور فرشتے وہی کچھ

کرتے ہیں جس کے کرنے کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔"

فرشتے اسی دوران ایک آواز سنیں گے۔ (وہ نداء رب ذوالجلال کی طرف سے ہوگی) (اطیعوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم) "تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو"

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس کو میزان کی طرف دوبارہ لے چلو۔ اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا چنانچہ اس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے بڑھ جائیں گی۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آستین مبارک سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالیں گے اس میں وہ درود شریف ہوگا جو اس نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اپنی دنیاوی زندگی کے دوران پڑھا ہوگا حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اس پرچی کو نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے جس کے رکھنے کی برکت سے نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہو جائیں گے۔

وہ گناہگار آدمی خوش ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کرے گا۔

بابی وامی من انت؟	میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟
فیقول انا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔
فیقبل الرجل قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول یا رسول اللہ ماتلک الرقعہ؟	وہ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دے گا اور عرض کرے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کاغذ کا ٹکڑا (پرچی) کیا ہے؟
فیقول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام: ھی صلاتک التی صلیت علی فی الدنیا وانا حفظتھا لک	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ وہ تیرا درود شریف پڑھنا ہے جو تو نے اپنی دنیاوی زندگی میں میری ذات پر پڑھا تھا اور میں نے تیرے لئے محفوظ رکھا۔
فیقول العبد یا حسرتا علی ما فرطت فی ذنب اللہ	وہ بندہ عرض کرے گا ہائے افسوس مجھے اپنی ذات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں زیادتی کی۔ (کنز الاخبار)

فرشتوں کا کام:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ خلق ملائکته بایدیھم اقلام من ذھب و قراطیس من فضة لایکتبون شیئاً الا الصلوٰۃ علی وعلی اھل بیتی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت پیدا کی ہے جن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے اوراق ہیں۔ وہ فرشتے ان قلموں کے ساتھ ان اوراق پر میری ذات پر اور میری اہل بیت پر درود شریف کو لکھتے ہیں۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو گیا:

ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی نے مسلمان کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس مسلمان نے میرا اونٹ چوری کیا ہے اس یہودی نے چار منافق گواہ پیش کیے جنہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ (گواہوں کی گواہی کے بعد) حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرمایا، کہ اونٹ اس یہودی کو دے دیا جائے اور اس مسلمان کے چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

مسلمان نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے معبودؑ اے میرے مولا تو جانتا ہے کہ میں نے اس اونٹ کو نہیں چرایا۔

بعد ازاں مسلمان نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا میرے بارے حکم فرمانا حق ہے۔ لیکن آپ میرے بارے میں اس اونٹ سے دریافت فرمالیں۔

فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم یاجمل لمن انت؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اونٹ تو کس کا ہے؟

فقال الجمل بلسان فصیح یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انا لھذا المسلم وان ھؤلاء الشھود لکاذبون.

اونٹ بزبان فصیح عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسلمان کی ملکیت ہوں اور بے شک یہ گواہ جھوٹے ہیں۔

فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: یا مسلم اخبرنی ماذا تفعل حتی انطق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان تو مجھے اس بات کی خبر دے کہ تو

الله تعالیٰ الجمل فی حقک : کون سا نیک عمل کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں اونٹ کو بولنے کی قدرت عطا فرمائی

فقال المسلم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم. انا لا انام اللیل حتی اصلی علیک عشر صلوات.

مسلمان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ آپ کی ذات پر دس مرتبہ درود شریف نہ پڑھ لوں۔

فقال النبی صلی الله علیه وسلم نجوت من القطع فی الدنیا و تنجو من عذاب الآخرة فی العقبی ببرکة صلاتک علی.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے غلام تو نے دنیا میں ہاتھ کٹنے سے نجات حاصل کی اور تو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کی وجہ بروز قیامت آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرے گا۔

(درۃ الواعظین)

صبح وشام کرنے کا کام:

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من صلی علی عشرا اذا اصبح و عشرا اذا امسیٰ آمنه الله تعالیٰ الفزع لم الاکبر یوم القیامة وکان مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصا یقین.)

جس شخص نے میری ذات پر دس مرتبہ صبح کے وقت اور دس مرتبہ شام کے وقت درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بڑی مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ یعنی انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔

چہرہ چمک اٹھا:

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا حرم کعبہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حرم میں جس جگہ بھی بیٹھتا ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھ رہا ہے حتی کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے' میدان عرفات میں' منیٰ میں وہ اسی وظیفہ میں مصروف ہے۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ ہر مقام پر الگ الگ پڑھنے کے لئے دعائیں ہیں ہر مقام پر پڑھنے کے لئے نماز ہے لیکن تو ہر جگہ پر درود شریف ہی پڑھ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا کرنے کا ایک سبب ہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا کہ اس ضمن میں جو بھی قصہ ہے وہ مجھے سناؤ۔

اس نے بتایا کہ میں خراسان سے اپنے والد گرامی کے سمیت بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جب ہم کوفہ میں پہنچے تو میرے والد گرامی بیمار ہوئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے والد کے چہرے کو ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا کچھ وقت گزرنے کے بعد جب میں نے اپنے والد کے چہرے سے اس چادر کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد کا چہرہ گدھے کے چہرے کی طرح بن چکا تھا۔ میں بڑا غمگین ہوا اور اپنے آپ سے کہا۔ کہ ان کی اس حالت کو لوگوں کے سامنے کس طرح ظاہر کروں کہ میرے والد کی یہ حالت بن چکی ہے پھر مجھے اونگھ آ گئی۔ نیند کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ روشن چہرے والی شخصیت تشریف فرما ہوئی اور ان کے چہرے اقدس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس آنے والے نے اپنے چہرہ انور سے نقاب کو ایک طرف کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اس قدر زیادہ پریشان ہونے کی کیا وجہ ہے۔

میں نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس قدر مصیبت کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں تو اور کیا کروں۔ وہ میرے والد کی لاش کی طرف تشریف لے گئے ان کے چہرے پر دست شفقت پھیرا تو وہ جس عذاب میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کو اس عذاب سے نجات عطا فرمائی۔

میں اس آنے والے محبوب کے قریب ہوا ان کے چہرے اقدس سے نقاب کو ایک طرف کیا ان کی زیارت کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند طلوع ہو گیا ہو۔

میں نے ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے آپ کے دامن

شفقت کو تھام لیا اور عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے اس قصہ کی خبر دیں ماجرا کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا والد سود خور تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ سود کھانے والے کو دنیا میں یا آخرت میں گدھے کی شکل میں تبدیل کر کے عذاب دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی شکل کو دنیا میں ہی گدھے کی شکل پر بنا دیا۔

تیرا باپ اپنی دنیا کی زندگی میں اپنے بستر پر سونے سے پہلے میری ذات پر رات میں ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھتا تھا۔ جب اس پر یہ حالت طاری ہوئی تو مجھے اس فرشتہ نے خبر دی جو مجھ پر میری امت کے اعمال کو پیش کرتا ہے اس فرشتہ نے تیرے والد کی اس حالت کے بارے میں جب مجھے خبر دی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں میری سفارش کو قبول فرمایا۔

بدترین بخیل:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی) ''بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (مشارق)

گناہ ختم ہو گئے:

حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی مرۃ لم تبق من ذنوبہ ذرۃ)

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من صلی علی صلاۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیئات و رفعت لہ عشر درجات)

جس شخص نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا دس اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور دس اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔ (کذافی المصابیح)

حدیث کی تشریح:

الشیخ المظہر نے فرمایا: بادشاہ اور معزز لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ان کی عزت کرتے ہیں۔ جو ان کے دوستوں کی عزت کرے اور اس شخص کو بلند مقام عطا کرتے ہیں جو ان کے دوستوں کو بلند مقام عطا کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں کا بادشاہ تمام معززین سے بڑھ کر معزز ہے تو وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اس طرح کا فضل وکرم کرے۔ جو شخص اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام سے بڑھ کر جانے تو اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب انسان پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور وہ اپنے کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت گناہوں کا مٹ جانا اور درجات کی بلندی جیسے انعام وکرام کو حاصل کرے۔

بعض بزرگان دین نے اس حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس بارگاہ احدیت سے فیض محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کے واسطے سے نصیب ہوتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تمام مراکز کا مرکز ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اس سے معلوم ہوا کہ طالب کے اوپر لازم ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی کر کے آپ کی ذات والا صفات پر ہمیشہ درود شریف بھیج کر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں مناسبت حاصل کرے۔
جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کا قرب حاصل کرتا آپ کی اتباع کے طفیل اس شخص پر رب ذوالجلال کی بارگاہ سے دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں۔ اس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے دس حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں قرب کے درجات میں سے اس کے دس درجات بڑھا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) ''جس شخص نے ایک نیکی کی اس کے لئے اس کی مثل دس نیکیاں ہیں۔''

صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی:

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بلند کرے اور آپ کی شریعت کو ظاہر فرما

کر دنیا میں آپ کو عظمتیں عطا فرمائے اور آخرت میں آپ کی امت کے بارے آپ کی شفاعت کو قبول فرما کر ان کو معزز و مکرم کرے۔

چند بزرگان دین کے اقوال:

حلیمی نے کہا۔ صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کر کے اس کی ذات کا قرب حاصل کرنا ہے۔

عبد السلام نے کہا کہ ہما، ا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف پڑھنا یہ کوئی ہماری طرف سے سفارش نہیں ہے۔ جس طرح کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس شخص کا بدلہ چکانے کا حکم فرمایا ہے جو کہ ہم پر احسان کرے اور ہم پر انعام و اکرام کی بارش کرے اس بات سے تو ہم عاجز آ گئے کہ ہم دعا کے ذریعے اس کا بدلہ دے سکیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا جب اس نے ہمارے عجز کو جان لیا کہ یہ لوگ اپنے نبی کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے تو حکم یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا جائے تاکہ ہمارا آپ کی ذات پہ یہ درود پاک پڑھنا آپ کے احسانات اور ان کا جو ہم پر فضل و کرم ہے اس کا بدلہ ہو جائے۔

ابن شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کے حوالے سے مناسب بات یہ ہے کہ ہم وہ اعمال کریں جن کو جمہور نے پسند فرمایا اور وہ وجوب ہے کہ جب بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک جاری ہو تو درود شریف پڑھا جائے اگرچہ ایک مجلس میں ہزار مرتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیوں نہ ذکر کیا جائے کیونکہ احادیث مبارکہ میں اسی طرح آیا ہے۔

عقل مند کیا کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ذكرت عنده فلم يصل على فدخل النار فا بعده الله فلا يلو من الانفسه.)

جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات اقدس پر درود شریف نہ

پڑھے۔ تو وہ دوزخ میں داخل ہو گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے گا۔ وہ بدنصیب آدمی اپنے آپ کو ہی ملامت کرتا ہو گا۔ (رواہ ابن خزیمہ وابن حبان)

درود شریف کے بارے میں بکثرت احادیث موجود ہیں لیکن جو عقلمند ہے اس کے لئے اتنی احادیث ہی کافی ہیں۔ جن کو ذکر کر دیا گیا ہے۔

عقل سلیم رکھنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ شب و روز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھے۔ بالخصوص جمعہ کے دن اور رات میں اس نیک کام کی کثرت کرے۔

جلسہ نمبر ۴۶

امانت کی خیانت کیا ہے؟

انا عرضنا الا مانه علی السموات و الارض و الجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً

ترجمہ: ''بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھا لی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۷۲)

امانت کی خیانت کیا ہے؟

آیت کی تفسیر:

(انا عرضنا الامانة علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان)

''بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس امانت سے ڈرے اور اس کو انسان نے اٹھا لیا۔''

طاعت کی عظمت کے ساتھ وعد سابق کا ذکر ہے۔ اس کا نام امانت رکھا اس لحاظ سے کہ اس کو ادا کرنا واجب ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امانت بڑی باعظمت ہے اس حیثیت سے کہ اگر اس امانت کو بڑے بڑے اجسام والی چیزوں پر پیش کیا جاتا اگر وہ چیزیں شعور اور ادراک والی ہوتیں تو ان کو اٹھانے سے وہ خوفزدہ ہوتیں اور انکار کر دیتیں۔ جب کہ انسان نے ضعیف البنیاد اور کمزوری کے باوجود اس کو اٹھالیا۔ یقیناً جو اس امانت کی رعایت رکھنے والا ہے اور اس کے حقوق کو ادا کرنے والا ہے تو وہ دارین کی بھلائی کے ساتھ کامیابی حاصل کرے گا۔

(انه کان ظلوماً جهولاً)

''بے شک انسان حد سے تجاوز کرنے والا اور نادان ہے۔''

حد سے بڑھنے والا اس لحاظ سے کہ اس نے امانت کو پوار نہ کیا اور نہ ہی اس کے حق کی رعایت کی۔

انسان نادان اس حوالے سے ہے کہ وہ اس کی عاقبت کی حقیقت نہ جان سکا۔ غلبہ کا اعتبار کرتے ہوئے یہ جنس کے لئے صفت ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد اطاعت ہے جو امور طبعیہ اور اختیار یہ سب کو شامل ہے۔

امانت کو پیش کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایسے امور کو چاہنا جو پسندیدہ افعال کو شامل ہو

اس کے علاوہ دوسرے سے اس فعل کا صادر ہونا اس میں خیانت کو اٹھائے اور اس کی ادائیگی سے رکا رہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے اجسام کو پیدا کیا تو ان میں منہ کو پیدا کیا اور ان سے فرمایا میں نے ایک فریضہ کو فرض کیا اور میں نے اس شخص کے لئے جنت کو پیدا فرمایا۔ جو میری اطاعت کرے اور جو میری نافرمانی کرے اس کے لئے دوزخ کو پیدا فرمایا۔

ان اجسام نے جواب دیا کہ ہم اسی حکم کے پابند ہیں جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہم نہ تو کسی فریضہ کو اٹھا سکتے ہیں نہ ہمیں ثواب کی ضرورت ہے اور نہ ہی عذاب کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اسی طرح ان پر بھی اس امانت کو پیش کیا انہوں نے اس کو اٹھا لیا۔ اس کو اٹھا کر وہ اپنی جان کے ساتھ زیادتی فرمانے والے تھے جو بسبب نادانی کے ان پر مشقت آنی تھی اور انجام کی پریشانی ہونی تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ امانت سے مراد عقل یا تکلیف ہے اور ان پر ان کے پیش کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا اعتبار کرنا ان کی استعداد کے ساتھ نسبت کرتے ہوئے اور اس کا انکار کرنا طبعی انکار کی وجہ سے جو کہ عدم لیاقت اور استعداد کی وجہ سے ہوا اور انسان نے اس کو اٹھا لیا یعنی اس کی قابلیت اور اس کی استعداد کو۔

انسان کو (ظلوماً جهولاً) اس اعتبار سے فرمایا گیا کہ اس پر قوت غضب اور شہوت کا غلبہ ہے۔ (قاضی بیضاوی)

سو حاجتوں کا پورا ہونا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان للّٰہ تعالیٰ ملٰئکة سیاحین فی الارض یبلغوننی عن امتی السلام فاذا صلی احد علی من امتی فی الیوم مائة مرة. تعالیٰ له قضی الله مائة حاجة سبعین منها فی الآخرة و ثلاثین فی الدنیا.)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین میں سیر کرنے والے فرشتوں کی ایک جماعت بنائی ہے جن کا کام یہ ہے کہ وہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے ہیں جب میرے غلاموں میں سے کوئی شخص دن میں سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو

حاجتیں پوری فرماتا ہے جن میں سے ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس حاجتیں دنیا میں پوری ہوں گی۔

نور کا کلمہ:

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (انا عرضنا الامانۃ) میں امانت سے مراد توحید ہے جو کہ کلمہ شہادت' کلمہ نور اور کلمہ تقویٰ ہے۔ اس کو امانت سے تعبیر فرمایا اس بات پر خبردار کرنے کے لئے کہ اس میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ سارے کے سارے حقوق مرعیہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مکلفین میں ودیعت رکھا ہے اس پر ان کو امین بنایا ہے اور ان پر واجب کیا کہ وہ اس امانت کو حسن طاعت اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کریں۔ امانت کی رعایت رکھنے اس کی حفاظت کرنے اور اس کو ادا کرنے کا حکم فرمایا نیز یہ کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی چیز خلل نہ ڈالے۔ (ابوسعود)

چوبیس کلمات:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں چوبیس حرف ہیں دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ جب ایک انسان مختصر وقت میں ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(قد غفرت ذنوبک صغیر ھا و کبیر ھا خفیھا وجھر ھا و عمدھا وسھو ھا بحرمۃ ھذہ الکلمات)

اے بندے! ان کلمات کی حرمت کے سبب سے میں نے تیرے صغیرہ و کبیرہ' ظاہر و پوشیدہ' قصداً کیے ہوئے اور بھول کر کیے ہوئے سب گناہوں کو بخش دیا۔ (حیات القلوب)

آدم علیہ السلام نے امانت کو کیوں اٹھایا:

ایک قول یہ ہے کہ جب امانت کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

(یا رب! ان السموت والارض والجبال مع عظمھا وسعتھا لم یطقن عملھا ابین. فکیف احمل مع ضعفی؟ فقال اللہ تعالیٰ الحمل منک والقدرۃ منی' فحملھا)

اے میرے رب' بے شک زمین و آسمان اور پہاڑ اپنی عظمت اور وسعت کے باوجود اس امانت کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے اور انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اپنے ضعف کی وجہ سے اس امانت کو کیسے اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٹھانا تیری طرف سے ہے اور اس کو اٹھانے کی طاقت دینا میری جانب سے ہوگا (یہ سن کر) حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھالیا۔ (تفسیر حنفی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم:

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا: (خذھا و لا تخف)
''اس عصاء کو آپ تھام لیں اور خوفزدہ نہ ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو ایک بہت بڑا سانپ نظر آیا یہاں تک کہ سارے فرعون کے کارندے ڈر گئے جب کہ وہی عصاء حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک لکڑی نظر آئی اور بالکل خوفزدہ نہ ہوئے اسی طرح اس آیت (انا عرضنا الامانۃ) ''میں ذکر کردہ امانت اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بڑی کر کے دکھائی جس کی وجہ سے ان سب نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور وہی امانت انسان کو ہلکی کر کے دکھائی جس کو اس نے اٹھالیا (زہرۃ الریاض)

انسان نے امانت کیوں اٹھائی:

اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ کہ زمین و آسمان نے اپنے اجسام اور شان کے عظیم ہونے کے باوجود اس امانت کو قبول نہ کیا اور انسان نے اپنے ضعف اور کمزوری کے ہوتے ہوئے بھی اس کو اٹھالیا؟

علماء فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بڑی بڑی اشیاء نے جنت کی لذت نہیں چکھی تھی اور انسان جنت کی نعمتوں کی لذت کو چکھ چکا تھا تو اس نے اس امانت کو اٹھالیا تاکہ وہ جنت تک پہنچ سکے۔ (تفسیر حنفی)

آیت میں مذکور امانت سے کیا مراد ہے:

مفسرین کے اس کی مراد کے بارے میں آٹھ اقوال ہیں۔

۱- بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: (حافظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطی و قوموا للہ قانتین) ''تم نماز کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی اور تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے قیام کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصلوٰة عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین و من ترکها فقد هدم الدین)

''نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا تحقیق اس نے دین کو گرا دیا''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اس بارے میں جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس امانت کا وقت آ گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا پس میں نے اسے اپنی کمزوری کے باوجود اٹھا لیا پس میں نہیں جانتا کہ میں اس امانت کو ادا کر سکوں گا یا نہیں۔ (بہجۃ الانوار)

۲۔ بعض نے کہا کہ امانت سے مراد اعضاء بدن ہیں۔ آنکھ امانت ہے جس کو حرام سے روکنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم) ''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مومنین سے فرما دیجئے کہ تم اپنی آنکھوں کو پست رکھو۔'' (النور: ۳۰)

پیٹ امانت ہے۔ اس میں حرام کو داخل کرنے سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (ولا تاکلوا الربا) ''اور تم سود نہ کھاؤ۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

(ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیرا) ''بیشک وہ لوگ جو یتیموں کے مال کو ظلماً کھاتے ہیں گویا کہ وہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھر رہے ہیں اور عنقریب ان کو بھڑکایا جائے۔ (النساء: ۱۰)

زبان امانت ہے جس کو غیبت اور بے حیائی کی باتوں سے روکنا واجب ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ (ولا یغتب بعضکم بعضاً) ''تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کرے۔'' (سورۃ الحجرات ۱۲'۱۱)

کان امانت ہے جس کو بے حیائی اور برائی کی باتوں سے روکنا واجب ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا: (ولا تقف ما لیس لک بہ علم) ''جس چیز کا تجھے علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔'' (بنی اسرائیل: ۳۶)

اسی طرح ہاتھ' پاؤں' شرمگاہ امانت ہیں جن کو حرام سے روکنا لازم ہے۔ (بہجۃ الانوار)

۳۔ بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ امانت سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے اے انسان تجھ پر لازم ہے کہ تو اس کی تلاوت کرے' اس کو سیکھنے اور سکھانے کو اپنے اوپر ضروری کر لے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوح محفوظ سے فرمائے گا۔

اے لوح! وہ امانت (قرآن مجید) یہاں ہے۔ جس کو میں نے تیرے پاس بطور و دیعت کے رکھا؟ تو نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ لوح عرض کرے گا کہ میں نے اس امانت کا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو وکیل بنا کر اسے ان کے سپرد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے اسرافیل علیہ السلام تو نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟

حضرت اسرافیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے یا اللہ میں نے اس امانت کو حضرت میکائیل علیہ السلام کے اور انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام تو نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے اے میرے رب میں نے اس امانت کو تیرے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ انتہائی محبت و پیار کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے آؤ۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میری امانت آپ تک پہنچا دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے ہاں۔

رب ذوالجلال کی طرف سے فرمان ہو گا اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے:

یا اللہ! میں نے تیری وہ امانت اپنی امت تک پہنچا دی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اے میرے فرشتو! پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو پیش کیا جائے تا کہ میں ان سے اپنی امانت کے بارے میں سوال کروں۔

امت کے غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے! اے میرے رب ذوالجلال میری امت ضعیف و ناتواں ہے وہ اس بات پر قادر نہیں کہ تیری بارگاہ کے سامنے حاضر ہو سکے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے یا اللہ مجھے حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے کا اذن مل جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس تشریف فرما ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔

(یا آدم انت ابو البشر وانا نبیهم) اے آدم علیہ السلام آپ تمام لوگوں کے باپ اور میں ان کا نبی ہوں۔ اگر ان لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو اس کا ہمیں غم ہوگا۔ میری امت کے آدھے گناہ آپ اٹھالیں اور آدھے میں اٹھالیتا ہوں تا کہ امت محمدیہ "علیہ التحیۃ والثناء" کے سارے لوگ حساب وکتاب سے نجات حاصل کرلیں۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو اپنی ذات میں مشغول ہوں اس بات پر میری قدرت نہیں ہوسکتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاکر عرش کے نیچے آجائیں گے اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھ دیا اور بہت زیادہ روئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے لگے اور بارگاہ خداوندی میں حضور عرض کرنے لگے۔

(یارب لا اسئلک نفسی ولا فاطمة بنتی ولا الحسن والحسین بل ارید امتی) ۔

اے میرے رب میں تجھ سے اپنی ذات اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔ بلکہ میں اپنی امت کو چاہتا ہوں۔

(فیقول اللہ تعالیٰ بلطفه وکرمه. یا محمد صلی اللہ علیه وسلم ارفع راسک وسل تعط واشفع اعطیت امتک ما ترضٰی وفوق ماترضٰی قال اللہ تعالیٰ (ولسوف یعطیک ربک فترضٰی)

اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے فرمائے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے سر مبارک کو اٹھائیں مانگیں عطا کیا جائے گا اور آپ شفاعت کریں آپ کی امت کو اتنا کچھ دیا

جائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے بلکہ جتنا سے آپ راضی ہوں گے اس سے بھی زیادہ عطا کیا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ (تفسیر حنفی)

جیسا کہ ایک شاعر نے کہا۔

(انا المطلوب فاطلبني تجدني' وان تطلب سوای فلم تجدني)

''میں مطلوب ہوں تو مجھے طلب کر تو مجھے پالے گا اور اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور کو طلب کیا تو تو مجھے نہیں پا سکے گا۔''

۴۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد روزہ ہے کیونکہ روزہ اسلام کا رکن ہے۔ جس نے روزہ رکھا تو اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے روزہ کو ترک کر دیا تو تحقیق اس نے دین کو گرا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون) ''تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

حدیث شریف میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب سمجھتے ہوئے رمضان المبارک کا روزہ رکھا تو اس کی زندگی کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔ (مطالع الانوار)

۵۔ بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد زکوۃ ہے اور وہ [illegible] اور مال کو پاک کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزکیهم بها) ''اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے زکوٰۃ کا مال وصول کریں۔ اس کے ذریعے ان کو پاک اور صاف ستھرا کریں۔

نیز ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

(اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ) ''تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہ انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے رب کتنی اچھی یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یا موسیٰ لو صلی کل یوم و لیلة الف رکعة. و اعتق الف رقبة و حج الف حجة و شیع الف جنازة لا ینفعه حتی یودی زکاة ماله)

اے موسیٰ علیہ السلام اگرچہ یہ شخص ہر دن اور ہر رات میں ہزار حج ادا کرے اور ہزار جنازہ میں شریک ہو تو یہ سب چیزیں اس وقت تک اسے نفع نہیں دیں گی جب تک کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (تفسیر قرطبی)

۶- بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد حج ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا)

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم ہے (لیکن اس شخص پر) جو راستے کی طاقت رکھتا ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ملک زاداً وراحلة ولم یحج' فلیمت علی ای حال شاء یهود یا او نصرانیا)

جو شخص زاد راہ اور سواری کا مالک ہو لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے پس چاہئے کہ وہ جس حال پر بھی چاہے مرے چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

(مجمع اللطائف)

۷- بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد تمام قسم کی امانات ہیں۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کر دو۔''

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا ایمان لمن لا امانة له)

اس شخص کا کوئی ایمان نہیں۔ جسے امانت کا پاس نہیں۔

حضرت مالک ابن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا میں نے اس کے چہرے پر ایک سیاہ قسم کا نقطہ دیکھا۔ جب میں نے اس کے بارے میں سوال کیا میرے بھائی نے کہا کہ میرے پاس فلاں یہودی کے اتنے اتنے دراہم بطور امانت کے تھے میں اس کی وہ امانت اس تک نہ پہنچا سکا۔ پس یہ سیاہ نقطہ اسی وجہ سے ہے اے میرے بھائی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس امانت کو فلاں جگہ سے لے لے اور وہ یہودی کو واپس لوٹا دے۔ حضرت مالک بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح کو میں بیدار ہوا تو میں نے اس طرح کیا جس طرح میرے بھائی نے مجھے کہا تھا۔ دوسری مرتبہ اس بھائی کو خواب میں دیکھا تو اس کے چہرہ سے وہ سیاہ نقطہ ختم ہو چکا تھا۔ نیز اس نے کہا کہ اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کہ آپ نے مجھے عذاب سے چھٹکارا دلا دیا۔ (تفسیر عیون)

۸- بعض علماء نے فرمایا کہ امانت سے مراد اہل وعیال ہیں۔ اے مخاطب! تجھ پر لازم ہے کہ تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وامر اهلک بالصلوٰة) ''تم اپنے اہل وعیال کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔''

حدیث شریف میں اس مضمون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مروا اولاد کم بالصلوٰة اذا بلغوا سبعاً واضربوهم علیها اذا بلغوا عشراً)

تم اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ ان کی عمر سات برس ہو اور ان کو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مارو جب ان کی عمر دس برس ہو جائے۔

اے مخاطب! تجھ پر لازم ہے کہ تو ان کو حرام کاموں سے اور کھیل کود کے کاموں سے بچائے اس لئے کہ تجھ سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته)

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (تفسیر عیون)

ایک عابد نے طویل عرصہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک دن اس نے وضو کیا۔ دو رکعت نماز نفل پڑھی اس نے اپنے سر اور ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ یا اللہ میری ان عبادت کو قبول فرما۔ رحمان کی جانب سے ایک نداء دینے والے نے نداء کی۔

(لا تنطق یا ملعون فان طاعتک مردودۃ) ''اے ملعون چپ رہ بے شک تیری اطاعت مردود ہے۔'' اس عابد نے کہا (لم ذلک یا رب) اے میرے رب میری اطاعت کیوں مردود ہے؟

(قال المنادی! ان امرئتک فعلت فعلا مخالفاً لاارى وانت راضٍ عنها)

منادی نے کہا کہ تیری بیوی نے خلاف شرع ایک کام کیا تو اس کو سمجھتے ہوئے بھی اس سے راضی ہے۔

وہ عابد گھر آیا کام کے متعلق اپنی بیوی سے دریافت کیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں نے لہو ولعب کی ایک محفل میں شرکت کی بیہودگی کی بات کو سنا اور نماز کو چھوڑ دیا۔

بیوی کی یہ بات سننے کے بعد عابد زاہد نے اپنی بیوی سے کہا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے، آج کے بعد میں کبھی بھی تجھے نہیں چھوؤں گا۔ بیوی کو طلاق دینے کے بعد وضو کیا دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر اپنے سر اور ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ اس کو میری طرف سے قبول فرما اس وقت ہاتف غیبی سے نداء دی گئی کہ اب تیری اطاعت کو قبول کر لیا گیا۔ (عیون)

منافق کی نشانیاں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ یعنی تین خصلتوں سے اس کا نفاق ظاہر ہوتا ہے۔

۱- (اذا حدث کذب) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔

ایک مومن آدمی جو اپنے ایمان میں سچا ہے اسے چاہئے کہ وہ جھوٹ بولنے سے احتراز کرے کیونکہ جھوٹ بولنا قیامت کے دن چہرے کے سیاہ ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الکذب یسود الوجہ) جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے چہرے کے سیاہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس عذاب میں بروز قیامت گرفتار ہوگا اس کی وجہ یہ ہے انسان جب ایسی چیز کے بارے میں کچھ کہتا ہے جو سچی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تکذیب ہوتی ہے اس کی اپنی جانب سے اس کا ایمان اسے جھٹلاتا ہے اور اس کا اثر اس کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(یوم تبیض وجوہ و تسودو جوہ) ''اس دن بعض چہرے سفید اور بعض سیاہ ہوں گے۔''

ایک حدیث شریف میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

(اذا کذب العبد کذبة تباعد عنه الملک عنه میلا من نتن ماجاء)

جب بندہ کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس سے فرشتہ ایک میل کی مسافت دور ہو جاتا ہے۔ اس بدبو کی وجہ سے جو اس سے نکلتی ہے۔ (کذافی الجامع الصغیر)

۲- (واذا وعد اخلف) ''جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے'' منافق کی دوسری نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا۔

۳- (واذا اؤتمن خان) ''جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

یعنی جب اسے امین بنایا جائے کوئی چیز بطور امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں وہ خیانت کرتا ہے۔

ان تین چیزوں کو ذکر فرمایا گیا۔ مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو ان سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے کہ مومنین خصائل ذمیمہ کو اپنی عادت نہ بنالیں اور قبیح عادات سے اپنے آپ کو بچائیں کہ جو اس کو نفاق تک پہنچا دیں۔

کیا بندے اور اس کے رب کے درمیان بھی نفاق؟:

علماء فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ نفاق کی عادات بندوں کے درمیان ہوئی اس طرح

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان بھی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روحوں سے خطاب فرمایا تو فرمایا۔ (الست بربکم قالوا بلی) ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں۔'' (یعنی تو ہمارا پروردگار ہے۔)

سب نے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سب سے عہد و پیمان لیا اور عہد پر استقامت اختیار کرنے کا وعدہ کیا اگر بندہ اپنے اس اقرار پر قائم نہ رہے تو وہ اس جہان میں جھوٹا اور وعدہ خلاف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان امانت:

اسی طرح امانت بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہوتی ہے جس طرح کہ وہ امانت بندوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک امانت عطا فرمائی ہے اور وہ امانت کیا؟ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اطاعت اور اپنی عبادت کرنے کا حکم دینا۔ تو جس خوش نصیب نے ان چیزوں کو ادا کیا اس نے امانت کو ادا کیا اور جس بدنصیب نے ان کو ترک کر دیا گویا کہ اس نے امانت میں خیانت کی۔

جلسہ نمبر ۴۷

قرآن پڑھنے کی فضیلت

ان الـذين يتلون كتاب الله و اقامو االصلوٰة و انفقوا مما رزقنٰهـم سـرا و عـلانية يـرجـون تـجـارة لن تبور ليوفيهم اجورهم و يذيدهم من فضلهٖ انه غفور شكور.

ترجمہ : '' بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں۔ جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

(سورۃ فاطر آیت ۲۹، ۳۰)

قرآن پڑھنے کی فضیلت

آیت کی تفسیر:

(ان الذین یتلون الکتاب)

''بے شک وہ لوگ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔'' یعنی قرآن کے پڑھنے پر ہیشگی اختیار کرتے ہیں یا جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چیز ہی ان کی علامت اور نشان بن جاتی ہے۔

کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نازل کردہ کتابیں ہیں۔ اس لحاظ سے امم سابقہ کی جھٹلانے والوں کے حال کی تخصیص کے بعد تصدیق کرنے والوں کی تعریف ہو گی۔

(واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقناھم سرا و علانیۃ)

''اور وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نیز جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے پوشیدہ طور پر اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں''۔

جس طرح بھی ان کو موقع ملتا ہے خرچ کرتے ہیں اس بات کا لحاظ نہیں کرتے کہ خرچ کرنے کا ان کو موقع کس طرح مل رہا ہے؟

(یرجون تجارۃ)

''وہ تجارت کی امید رکھتے ہیں۔''

وہ اطاعت و فرمانبرداری کر کے حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

(لن تبور)

''وہ تجارت ختم نہیں ہو گی۔''

یہ ماقبل کلمہ تجارۃ کی صفت ہے مطلب یہ ہے کہ خرچ کرنے سے نہ تو وہ مال کم ہو گا اور نہ ہی نقصان سے ہلاک ہو گا۔

(لیو فیھم اجور ھم)

''ان کو اس چیز کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔''

ان کے مال سے کمی وغیرہ کو دور کر دیا جائے گا جو مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ جو جو بھی وہ نیکی کے کام کرتے ہیں۔ وہ مراد ہیں کہ ان کا پورا پورا انہیں اجر ملے گا۔ اس وجہ سے وہ اچھے انجام کی امید رکھتے ہیں۔

(ویزید هم من فضله)

''اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید اس میں اضافہ فرما دیتا ہے۔''

یعنی جو ان کے اعمال کے مقابلہ میں ہے۔

(انه غفور شکور)

''بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر ادا کرنے پر اجر عطا فرمانے والا ہے۔''

ان لوگوں کی کوتاہیوں سے درگذر کرنے والا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا بدلہ عطا کرنے والا۔ (قاضی بیضاوی)

سارا وقت درود شریف پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ ایک آدمی نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوں۔

مزید آپ فرمائیں:

(فکم اجعل لک من صلاتی؟)

''کہ میں آپ کی ذات پر کتنا وقت درود شریف پڑھوں؟

قال ما شئت	حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا جتنا تو چاہے
قال الربع؟	اس نے عرض وقت کا چوتھا حصہ
قال ماشئت فان	آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جتنا تو چاہے۔
زدت فهو خیر لک	اگر تو اسے بھی زیادہ پڑھے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔
قال الثلثین؟	اس نے عرض کیا دو تہائی وقت درود پڑھوں

قال. ماشئت وان زدت فهو خیرلک	فرمایا جتنا کہ تو چاہے اگر اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے مفید ہے۔
قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجعل کلھا لک. قال اذن تکفی همک و یغفر ذنبک	وہ عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا سارا وقت آپ کی ذات پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ حضور نے فرمایا تب وہ درود تیرے غموں کو دور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (شفاء شریف)

برے آدمی کا اچھا انجام:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص دنیاوی اعتبار سے بڑا خوشحال تھا۔ لیکن اس کی سیرت بری تھی البتہ اس میں یہ بات تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف انتہائی شوق اور محبت سے پڑھتا تھا۔ نہ تو وہ درود پڑھنے سے غافل ہوتا اور نہ ہی اس میں کوتاہی کرتا جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا روح کے پرواز کرنے میں تنگی محسوس کی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ جو بھی اس شخص کو دیکھتا وہ خوفزدہ ہو جاتا جب اس پر موت کی شدت مزید سخت ہوئی تو اس نے اپنے غم خوار آقا کو نداء دی اور عرض کیا۔

(یا ابا القاسم انی احبک و مکثر من الصلوٰۃ علیک)

اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے محبت کرتا اور آپ کی ذات والا صفات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستگیری فرمائی۔ کسی نے کیا خوب نقشہ کشی کی۔

فریا دامتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اس غمزدہ غلام کا ابھی کلام پورا نہیں ہوا تھا کہ آسمان سے ایک پرندہ زمین پر اترا۔ اپنے پروں کے ساتھ اس شخص کے چہرے کو چھوا۔ پروں کے لگنے کی دیر تھی کہ چہرہ سفید ہو گیا اسی دوران مشک کستوری جیسی خوشبو پھیل گئی اور وہ شہادت کی موت مر گیا۔

جب لوگ اسے قبر کی طرف لے گئے لحد میں اتارا۔ لوگوں نے آسمان سے ایک آواز

سنی۔

(ان هذا العبد لم یوضع فی قبرہ الا اکفانه وان الصلوٰۃ التی کان یصلیها علی النبی علیه الصلوٰۃ والسلام قد اخذته من قبرہ ووضعته فی الجنة)

قبر میں اس بندے کا صرف کفن ہی موجود ہے جو یہ محبت و ذوق سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا تھا اس درود پاک نے اسے قبر سے اٹھا کر جنت میں رکھ دیا۔

دفن کرنے کے لئے جتنے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب یہ منظر دیکھ کر تعجب کرنے لگے بالآخر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جب رات کا وقت ہوا تو ایک شخص نے اس مرنے والے کو خواب میں دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان ٹہل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کر رہا ہے۔

(ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اے ایمان والو تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود سلام پڑھو۔'' (موعظہ)

اہل اللہ کون؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اہل اللہ کی عزت کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ کے بھی اہل ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اهل الله فی الدنیا الذین یقرء ون القرآن)

''دنیا میں اہل اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں۔''

(الا من اکرمهم فقد اکرمه الله واعطاه الجنة ومن اهانهم فقد اهانه وادخله النار)

خبردار! جس نے اہل اللہ کی عزت کی اللہ تعالیٰ اس کو معزز و مکرم کرے گا اور اسے

جنت عطا فرمائے گا۔ جس نے اہل اللہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا اور اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

(یا ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ما عند اللہ احد اکرم من حامل القرآن. الا وان حامل القرآن عند اللہ اکرم من کل احد الا الانبیاء)

اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حامل قرآن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی معزز نہیں۔ خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ سب سے بڑھ کر معزز حامل قرآن ہی ہے۔

حضور کی امت کا افضل آدمی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

(الا اعلمکم بافضل امتی یوم القیامۃ؟)

''کیا میں تمہیں قیامت کے دن اپنی امت کے افضل ترین آدمی کی خبر نہ دوں؟''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس آدمی کے بارے میں خبر دیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ لوگ جو قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے جبرائیل علیہ السلام میدان محشر میں نداء دو کہ جو بھی قرآن مجید پڑھا ہو کھڑا ہو جائے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ وہ نداء دیں گے تو سارے قرآن پڑھے لوگ رب ذوالجلال کے سامنے صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی کلام نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا۔

(اقرء وا وارفعوا اصواتکم)

''تم پڑھو اپنی آواز کو بلند کرو۔''

ان میں سے ہر ایک آدمی قرآن مجید سے وہ کچھ پڑھے گا جس کو پڑھنے کی اللہ تعالیٰ اسے توفیق عطا فرمائے گا۔

(فکل من قرء رفعت لہ الدرجات کل واحد علی حسن صوتہ و

نغمته وخشوعه و تدبره و تامله)
ہر ایک جب قرآن مجید کو پڑھے گا تو ان میں سے ہر ایک کے درجات اس کی اچھی آواز اچھے لہجے خشوع وخضوع اور غور وفکر کے اعتبار سے بلند کئے جائیں گے۔

پھر رب ذوالجلال ارشاد فرمائے گا۔

اے حاملین قرآن! کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو جنہوں نے دنیاوی زندگی میں تمہارے اوپر احسان کیا ہو۔

وہ سارے کے سارے عرض کریں گے ''ہاں'' اے ہمارے رب سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

(اذهبوا الى المحشر فكل من عرفتموه يدخل معكم فى الجنة)
تم سب کے سب میدان محشر کی طرف چلے جاؤ ہر وہ شخص جس کو تم پہچانتے ہو وہ بھی تمہارے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے۔

دل کسی کے قابو میں نہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن صحابہ کی جماعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی دوران دیہات سے ایک آدمی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اس نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کو سلام عقیدت پیش کیا بعد از سلام کہا۔ اے لوگو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں نیز ہمیں دنیا اور اس کے خطرات کے ساتھ آزمایا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے برحق ہونے کی قسم کہ جب ہم صرف ایک رکعت نماز ادا کرتے ہیں تو دنیا کے خیالات اس میں بھی داخل ہو جاتے ہیں تو وہ نماز اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے کیسے قبول فرمائے گا۔ حالانکہ وہ دنیاوی معاملات کے ساتھ ملی جلی ہوتی ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول فرماتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف دیکھتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ اس

بات پر قادر ہیں کہ آپ دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور آپ کے دل میں کوئی دنیاوی خیال نہ آئے اور وہ نماز خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس میں کوئی غم کوئی خیال و وسوسہ داخل نہ ہو۔ اگر آپ ایسی نماز پڑھ لیں تو میں آپ کو دو شامی چادریں عطا کروں گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میں اس بات پر قادر ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے درمیان سے اٹھے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اس دوران نداء دی گئی کہ یہ نماز حضور قلب کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جا رہی ہے آپ نے پہلی رکعت کا رکوع کیا۔ پہلی رکعت کو مکمل کرنے کے بعد دوسری رکعت شروع کی جب دوسری رکعت کا رکوع کیا۔ اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوئے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ اسی دوران آپ کے دل میں خیال آیا کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قطوانیہ چادر عطا فرماتے تو یہ میرے لئے شامی دو چادروں سے زیادہ بہتر تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تشہد میں بیٹھے اور سلام پھیرا۔

(فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ماتقول یا ابا الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم کیا کہتے ہو؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے برحق نبی ہونے کی قسم کوئی آدمی بھی اس بات پر قادر نہیں کہ وہ دو رکعتیں خالص اللہ اتعالیٰ کے لئے پڑھ سکے (اور اس کے دل میں کسی قسم کا خیال نہ آئے) آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(صلوا فرضکم ولا تتکلموا فی صلاتکم فان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوٰۃ مشوبۃ باشغال الدنیاولکن صلوا واستغفر واربکم)

تم اپنی فرض نماز پڑھو نماز کے دوران کسی سے کلام نہ کرو۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ ایسی نماز کو قبول نہیں کرتا جو دنیاوی امور کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ لیکن تم نماز پڑھو اور اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔

(وابشرکم بان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ رحمۃ ینشرھا علی امتی یوم القیامۃ ما من عبد ولا امۃ صلی الصلوٰۃ المفروضۃ الا کان تحت ظل تلک الصلوٰۃ یوم القیامۃ)

اور میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائی ہیں

قیامت کے دن ان کو میری امت پر پھیلایا جائے گا کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں کہ فرض نماز کو پڑھے مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اس نماز کے سائے کے نیچے ہوں گے۔ (موعظہ)

جنت کس کی مشتاق ہوگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میں نے رب ذوالجلال کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرامتک ان یکرموا ثلاثۃ الوالد و العالم و حامل القرآن)

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ ان تین اشخاص کی عزت کریں۔'' ۱- والد۔ ۲- عالم۔ ۳- حامل قرآن

(یا محمد حذرھم من ان یغضبوھم او یھینوھم ' فان غضبی یشتد علی من یغبضمم)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اس بات سے ڈرائیں کہ یہ لوگ اپنے والدین کو ناراض کریں۔ یا ان کی اھانت کریں۔ جس شخص پر اس کے والدین ناراضی ہوتے ہیں میرے ناراضگی ان کے لئے اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اھل القرآن ھم اھلی جعتلھم عند کم فی الدنیا اکراماً لاھلھا ولو لا کون القرآن محفوظا فی صدورھم لھلکت الدنیا ومن علیھا)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل قرآن وہ میرے اہل ہیں۔ میں نے ان کو تمہارے پاس دنیا میں رکھا اہل دنیا کی عزت کی وجہ سے اگر قرآن ان کے سینوں میں محفوظ نہ ہوتا تو دنیا اور جو مخلوق اس کے اوپر ہے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حملۃ القرآن لا یعذبون ولایحاسبون یوم القیامۃ.)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاملین قرآن کو نہ عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی قیامت کے دن ان سے حساب لیا جائے گا۔

(حاملی القرآن اذا مات تبکی علیہ سماواتی واراضی وملائکتی)

حاملین قرآن میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر آسمان والے زمین والے اور میرے فرشتے روتے ہیں۔

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان الجنة تشتاق الی ثلاثة انت وصاحبیک ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما و حامل القرآن)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت تین لوگوں کے لئے مشتاق ہو گی۔

۱- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲- آپ کے دو جانثار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۳- حامل قرآن۔ (من الموعظة الحسنة)

سب سے بہتر انسان:

حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خیر کم من تعلم القرآن و علمه)،

تم میں سے بہترین انسان وہ ہے۔ جو قرآن مجید کو پڑھے اور اسے پڑھائے۔

قرآن کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ نبی پاک صاحب ولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من قرء حرفا من کتاب اللہ تعالیٰ فله به حسنة. والحسنة بعشر امثالها بها لا اقول آلم حرف ولکن اقول الف حرف ولام حرف ومیم حرف)

جس شخص نے کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس حرف پڑھنے کے بدلے نیکی ہے اور ایک نیکی کو دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ آلم ایک حرف ہے بلکہ میں یہ فرماتا ہوں کہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔ (رواہ الترمذی)

بلندی و پستی قرآن کے سبب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان اللہ یرفع لھذا القرآن اقواماً ویضع بہ اٰخرین)

بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور اس کے ذریعے دوسری اقوام کو پست کرتا ہے۔ (رواہ مسلم وابن ماجہ)

کلام اللہ کا مقام:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(من شغلہ القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ.)

جس شخص کو قرآن مجید کی تلاوت میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دے تو میں اس کو اس سے بڑھ کر عطا کروں گا۔ جو میں کسی مانگنے والے کو عطا کرتا ہوں۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام اللہ کی فضیلت تمام کلاموں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر بزرگی حاصل ہے۔ (رواہ الترمذی)

قرآن پڑھنے والے کی مثال:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال اس تربوز کی طرح ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں ہی پسندیدہ ہیں۔

اس مومن کی مثال جو قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اس کھجور کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو تو نہیں البتہ اس کا ذائقہ اچھا ہے۔

اس منافق کی مثال جو قرآن کو پڑھتا ہے اس پھول کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ ایک روایت میں منافق کی جگہ فاسق کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثال اس مومن کی جو قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس نارنگی کے پھل کی طرح ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں ہی بہترین ہیں۔

مثال قرآن کو نہ پڑھنے والے مومن کی کھجور کی طرح ہے۔ جس میں خوشبو تو نہیں لیکن اس کا ذائقہ اچھا ہے۔

مثال اس فاجر آدمی کی جو قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ مثال اس فاجر کی جو قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اندرائن کی طرح ہے جس کا نہ ذائقہ اچھا ہے اور نہ ہی خوشبو۔

ضروری بات:

ان احادیث میں قرآن پڑھنے والے مومن کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱- باطنی ۔۲- ظاہری

باطنی صفت سے مراد دلی اعتقاد ہے جس کو میٹھا مزہ فرمایا گیا ظاہری صفت سے مراد یہ ہے کہ اس کا اثر لوگوں تک پہنچتا ہے اسے خوشبو کی طرح فرمایا گیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والے مومن کا ظاہر اور باطن دونوں ہی اچھے ہیں۔

جو مومن قرآن مجید کو نہیں پڑھتا اس کا باطن ایمان کے سبب سے اچھا ہے مگر ایمان کا ظاہری اثر نہیں ہے۔ جب کہ منافق قرآن پڑھنے والے میں ظاہری اثر ہے مگر باطنی نہیں۔ اس لئے کہ اس کا اعتقاد درست نہیں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کا نہ ظاہر اچھا ہے اور نہ ہی باطن۔

اچھی اور بری مجلس کا اثر:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مثل الجلیس صالح کمثل صاحب المسک ان لم یصبک لشئ اصابک ریحه)

نیک ساتھی کی مثال کستوری والے شخص کی طرح ہے اگرچہ تجھے اس میں سے کوئی چیز نہ ملے اس کی خوشبو تجھ تک ضرور پہنچے گی۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا بھاویں مول نہ لیئے ملے انثر ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں کنج کنج بہیے چنڑگاں پہن ہزاراں

برے ساتھی کی مثال راکھ اٹھانے والے کی طرح ہے اگرچہ اس کی چنگاریوں میں سے تجھ تک کچھ نہ پہنچے لیکن اس کا دھنواں تجھ تک ضرور پہنچے گا۔ (رواہ ابو داؤد)

قرآن شفاعت کرے گا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

(اقرء وا القرآن فانہ یاتی یوم القیامۃ شفیعا لا صحابہ)

تم قرآن پڑھو بے شک قیامت کے دن قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ (رواہ مسلم)

کسی کے دکھ کو دور کرنے کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکالیف میں سے کسی ایک تکلیف کو دور کرتا ہے یعنی اس کا غم دور کر دیتا ہے اپنے مال کے ذریعے سے یا اس کی امداد کر کے اچھی رائے دے کر یا اشارہ کر کے ہی اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔

حدیث پاک میں مومن کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ گمان یہی ہے کہ دنیا میں ہی وہ تکالیف سے رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص سے آخرت کی بڑی تکالیف میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائے گا۔ جس شخص نے کسی تنگدست کے لئے آسانی پیدا کی تنگدست سے مراد عام ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر یعنی جو فقیر آدمی قرض دینے والا ہو تو وہ اسے مہلت دے کر آسانی پیدا کرے۔ یا قرض کا کچھ حصہ معاف کر کے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من ستر مسلما ستره الله تعالیٰ فی الدنیا و الآخرة)

جس شخص نے کسی مسلمان کا پردہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی امداد فرماتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہتا ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کا قبیح فعل دیکھ کر اس کی پردہ پوشی کرتا ہے یعنی اسے رسوانہیں کرتا یا اس نے ننگے آدمی کا پردہ کرا دیا یعنی اسے کپڑے پہنا دیئے۔

اس طرح جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ہمیشہ امداد کرتا ہے اس کی حاجات کو پورا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی ضروریات کو پورا کرنے کا اپنے فضل سے انتظام فرماتا ہے۔ اس طرح حدیث شریف میں آتا ہے۔

(من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل الله به طریقا الی الجنة)

جو شخص ایسے راستہ پر چلے جس میں وہ علم کو طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ذریعے جنت کی طرف جانے والے راستے کو آسان بنا دے گا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سفر طلب کے لئے کرتا ہے اس میں جو علم بھی وہ حاصل کرے۔ قلیل و کثیر دونوں کو شامل ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلب علم کے لئے سفر کرنا مستحب ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام علم کے حصول کے لئے تشریف لے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشداً)

حضرت جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مہینہ کی مدت تک سفر کرتے رہے اور حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف ایک حدیث جا کر حاصل کی۔

جو شخص حصول علم کے لئے اتنی مشقت برداشت کرتا ہے تو یہ اس کے جنت تک پہنچنے کا ذریعہ اور سبب ہے۔

نیز اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی بڑی بڑی مشکلات کو آسانی کے اندر تبدیل فرما دے گا جس طرح کہ پل صراط سے جلدی گزر جانا۔ جنت میں ٹھہرنا وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وما اجتمع جماعة فی مسجد من مساجد الله یتلون کتاب الله

ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وجفت بھم الملئکۃ وذکر اللہ فی من عندہ ومن بطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ)

جو جماعت بھی اللہ کی مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے۔ وہ خوش نصیب لوگ اکٹھے بیٹھ کر قرآن کا درس سنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ان پر سکون نازل ہوتا ہے نیز رب ذوالجلال کے فرشتے ان کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیتے ہیں۔ جس شخص کو اس کا عمل پیچھے دھکیل دے گا اس کا نسب اس کے لئے پیش قدمی نہیں کرے گا۔

حدیث کی تشریح:

مساجد میں ذکر کر کے غیر مسلموں کی عبادتگاہوں سے احتراز کیا۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادتگاہوں میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کرنے کے ساتھ ساتھ بعض لوگ دوسروں کے الفاظ کو درست کراتے ہیں یا قرآن پاک کے معانی کو بیان کرتے ہیں۔ تفسیر بیان کر کے معانی قرآن کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس جماعت پر خالق کائنات کی طرف سے سکینہ نازل ہوتا ہے یعنی اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے ساتھ انسان کو سکون حاصل ہو یہاں پر مراد یہ ہے کہ آدمی کو تلاوت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسے دل کی صفائی اور نورانیت میسر آتی ہے اس کے دل سے نفسانی تاریکی دور ہو جاتی ہے اس کے دل پر ضیائے رحمانی کا نزول ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ سکینہ ایک فرشتہ کا نام ہے جو مومن کے دل پر اترتا ہے اور اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اطاعت و فرمانبرداری پر اسے برانگیختہ کرتا ہے نیز وہ فرشتہ فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے سکون اور اطمینان کو اس بندے کے دل پر اتارتا ہے۔

رحمت کے ڈھانپ لینے سے مراد یہ ہے کہ رحمت اس بندے کا احاطہ کر لیتی ہے رب ذوالجلال کی طرف سے برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

فرشتوں کے گھیرنے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے اردگرد چکر لگاتے ہیں ان کے آس پاس رہتے ہیں۔ قرآن کے درس اور اس کی تلاوت کو سنتے ہیں وہ فرشتے اس جماعت کو آفات و بلیات سے محفوظ رکھتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کا اپنے پاس فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہے اور خالق کائنات ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم میرے بندوں کو دیکھو کہ جو میرا ذکر کر رہے ہیں میری کتاب کی تلاوت میں مصروف ہیں۔ انسانوں کی جماعت کے لئے اس سے بڑھ کر کیا شرافت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ذکر اپنے فرشتوں کے درمیان کرتا ہے۔

جس کا عمل اسے پیچھے دھکیل دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ان کو مؤخر کر دیا جائے گا عمل صالح کو چھوڑنے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے اس کا نسب اس کے لئے پیش قدمی نہیں کرے گا اس کا یہ مفہوم ہے کہ نسبی شرافت اسے کوئی نفع نہ دے گی۔ اس کی وجہ سے اس کی کوتاہیوں کو درگزر نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب نسب سے، خاندان اور رشتہ داروں کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ قرب خداوندی نیک اعمال سے نصیب ہوتا ہے۔ (کذافی شرح المصابیح)

جلسہ نمبر ۴۸

دوزخ میں کفار کے عذاب کا منظر

وامتازوا الیوم ایها المجرمون الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انه لکم عدو مبین وان اعبدونی هذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون هذا جهنم التی کنتم توعدون اصلوها الیوم بما کنتم تکفرون

ترجمہ: ''اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا کہ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہ تھی یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا۔ آج اسی میں جاؤ بدلہ اپنے کفر کا۔''

(سورۃ یٰسین آیت ۵۹ تا ۶۴)

دوزخ میں کفار کے عذاب کا منظر

آیت کی تفسیر:

(وامتا زوا الیوم ایھا المجرمون)

''اور اے مجرموں تم آج کے دن ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاؤ'
مومنین سے الگ تھلگ ہو جاؤ یہ اس وقت کہا جائے گا۔ جب ایمانداروں کو بہشت کی طرف لے جایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(الم اعھد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطان)

اے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔

یہ ان تمام میں سے ہے کہ جو ان کو جھڑکنے کے لئے اور حجت کو لازم کرنے کے لئے کہا جائے گا اور متوجہ کیا اُن کی طرف ہر اُس چیز کو دلائل عقلیہ اورنقلیہ کے طور پر تیار کی گئی ہے۔ نیز حکم دینے والی ہے ایسی جھڑکنے والی عبادت کا اس کے غیر کی عبادت کرنے سے اور اس چیز کو شیطان کی عبادت قرار دیا کیونکہ وہ ہی ان چیزوں کا حکم دینے والا اور اس کو مزین کرنے والا ہے۔

(انہ لکم عدو مبین) ''بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

آیت کریمہ کا یہ حصہ اس بات پر دلیل ہے کہ شیطان کی عبادت کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ یہ چیز ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر زیادہ سے زیادہ برانگیختہ کرنے والی ہے۔

(ھذا صراط مستقیم) ''یہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔''

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے لئے کیا تیار کیا گیا ہے یا اس میں اشارہ عبادت کی طرف۔ کیونکہ توحید جو ہے وہ بھی صراط مستقیم کا بعض راستہ ہے۔

(ولقد اضل منکم جبلا کثیراً افلم تکونوا تعلمون)

''اور تحقیق شیطان نے تم سے پہلے بڑے بڑے لوگوں کو گمراہ کیا۔ پس تم ان کو

جانتے نہیں تھے۔''

تھوڑی سی عقل رکھنے والے اور ادنی درجے والے شخص کو متنبہ کرنا کہ جس کے لئے اس شیطان کی گمراہی واضح ہو چکی ہو اور اس کی عداوت ظاہر ہو چکی ہو۔

(هذه جهنم التی کنتم توعدون اصلوها الیوم بما کنتم تکفرون)

''یہ وہ جہنم ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا آج تم اس میں چکھو اس چیز کی وجہ سے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔''

یعنی دنیا میں کفر کرنے کی وجہ سے آج قیامت کے دن تم اس کی گرمی کو دیکھو۔

(قاضی بیضاوی)

جہاں بھی ہو درود پڑھو:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اے مخاطب جب بھی تو مسجد میں داخل ہو تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تتخذوا بیوتکم قبوراً وصلوا علی حیث کنتم)

''تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ تم میری ذات اقدس پر درود شریف پڑھو جہاں بھی تم ہو۔''

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حدیث میں ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اکثروا من الصلوٰۃ علی یوم الجمعة فان صلاتکم معروضة علی)

''جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف پڑھنے کی کثرت کرو۔''

کیونکہ تمہارے درود شریف کو میری ذات پر پیش کیا جاتا ہے۔ (شفاء شریف)

مزید تفسیری نکات:

(وامتازوا) ''تم جدا ہو جاؤ۔''

یعنی حکم ہو گا کہ اے کفار تم ایمانداروں سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔ کیونکہ مومنین دنیا میں تم سے اذیتیں برداشت کرتے رہے اب تم ان سے دور ہو جاؤ۔ تاکہ وہ تم سے نجات حاصل کریں۔ نیز اسی دوران منادی سے نداء دینے کے لئے کہا جائے گا تو وہ ان کلمات کے

ساتھ نداء دے گا۔

(ایھا المجرمون امتازوا فان المومنین قد فازوا)

''اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ پس بیشک ایماندار کامیاب ہو گئے۔''

(ایھا المنافقون امتازوا. فان المخلصین قد فازوا)

''اے منافقو! جدا ہو جاؤ یقیناً مخلص لوگ کامیاب ہو چکے۔''

(ایھا العاصون امتازوا فان المطیعین قد فازوا)

''اے گنہگارو! دور ہو جاؤ بلاشبہ اطاعت کرنے والے کامیاب ہو چکے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما) ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تحقیق اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔''

یعنی وہ خوش نصیب انسان دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے گا کہ ہر بندہ اس کی تعریف کرے گا اور آخرت میں وہ سعادت مند ہو گا۔ (قاضی بیضاوی)

ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ان الشیطان لکم عدوا) ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔'' یعنی شیطان کی دشمنی پرانی اور عام ہے۔

(فاتخذوہ عدوا) ''تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔'' اور اپنے تمام حالات میں شیطان سے بچنے کی کوشش کرو۔

(انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر) ''بے شک شیطان اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ لوگ دوزخی بن جائیں۔'' (قاضی بیضاوی)

شیطان کا عبادت سے روکنا:

حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف فرما ہوئے تو اچانک کیا دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر شیطان موجود ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان سے فرمایا:

(ما الذی جآء بک الی باب مسجدی؟)

''وہ کون سی چیز ہے جو تجھے میری مسجد کے دروازے پر لے آئی؟''

شیطان نے جواباً کہا کہ مجھے یہاں اللہ تعالیٰ لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیوں؟ شیطان نے کہا مجھے یہاں اس لئے لایا گیا تا کہ جو آپ چاہیں مجھ سے سوال کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے سب سے پہلے نماز کے بارے سوال کیا۔

(قال یا ابلیس لم تمنع امتی عن الصلوٰۃ بالجماعۃ؟)

''میری امت کو نماز باجماعت ادا کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟''

(قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرجت امتک الی الصلوٰۃ تاخذنی الحمی الحارۃ فلا یرتفع ذلک حتی یتفرقوا اذوب کالرصاص)

''شیطان نے کہا۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کی امت نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو مجھے شدید قسم کا بخار ہو جاتا ہے اور وہ بخار اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے منتشر نہ ہو جائیں نیز میں سیسہ کی طرح پگھلتا رہتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس لم تمنع امتی عن قرٔۃ القرآن ؟ قال عند قرأتھم اذوب کالرصاص)

''اے ابلیس تو میری امت کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟''

شیطان نے کہا کہ جب آپ کے غلام قرآن مجید کو پڑھتے ہیں تو میں سیسہ کی طرح پگھلتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس لم تمنع امتی عن الجہاد؟) ''اے ابلیس! تو میری امت کو جہاد کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟''

(قال اذا خرجوا قیدت بقید علی قدمی حتی یرجعوا)

''شیطان نے کہا کہ جب غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے قید کر دیا جاتا ہے اور ایسی کیفیت رہتی ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابلیس! لم تمنع امتی عن الحج؟)

''اے ابلیس! تو میری امت کو حج کرنے سے کیوں منع کرتا ہے؟''

(قال اذا خرجوا الی الحج اسلسل واغل واذا هموا بالصدقة یوضع علی راسی المنشار فینشرنی کما ینشر الخشب)

''شیطان نے کہا کہ جب آپ کی امت کے لوگ حج کرنے کے لئے جاتے ہیں تو مجھے زنجیریں پہنا کر قید میں ڈالا جاتا ہے اور میرے گلے میں طوق ڈالا جاتا ہے اور جب وہ صدقہ کا ارادہ کرتے ہیں تو میرے سر پر آرا رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ میرے سر کو اس طرح چیر دیا جاتا ہے جس طرح کہ لکڑی کو چیرا جاتا ہے۔'' (زہرۃ الریاض)

بروز قیامت شیطان کا برا حشر ہوگا:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو اس وقت شیطان کے لئے ایک آگ کا منبر رکھا جائے گا۔ آگ کا اسے لباس پہنایا جائے گا آگ کا تاج پہنایا جائے گا۔ آگ کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں ڈالی جائیں گی۔ پھر شیطان سے کہا جائے گا۔

(یا ابلیس اصعدالمنبر اخطب لا هل النار)

''اے شیطان منبر پر چڑھ کر تو دوزخیوں سے خطاب کر۔''

شیطان منبر پر چڑھ کر دوزخیوں سے خطاب کرے گا۔

(یا اهل النار فیسمع صوته جمع من النار فیتو جهون جمیعا الیه فینظرون)

''اے دوزخیو! جب وہ اتنا کلمہ کہے گا تو اس کی آواز کو سارے دوزخ والے سن لیں گے سب اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کی طرف دیکھیں گے۔

شیطان خطاب کرتے ہوئے کہے گا:

(یا معشر الکفار و المنافقین (ان الله وعدکم و عدالحق فریقین) بانکم تموتون ثم تحشرون ثم تحاسبون ثم تفرقون فریقین (فریق فی الجنة و فریق فی السعیر) انکم ظننم ان لا تز ولوا من الدنیا و تبقوا فیها

(وما کان لی علیکم من سلطان) الا انی اوسوس لکم فاستجبتم لی واتبعونی فالجرم علیکم (فلا تلو مونی ولوموا انفسکم) فانکم احق بالملامة

منی کیف لا تعبرون اللہ تعالیٰ وھو خالق کل شئ؟
(یقول ما اقدر علی ان انجیکم من عذاب اللہ ولا انتم تقدرون علی ان تنجونی انی تبرات الیوم مما قلت لکم فانی مطرود و مردود من حضور رب العالمین

اے کفار اور منافقین کے گروہ! جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ سچا وعدہ فرمایا۔''

اس چیز کا کہ تم مرو گے پھر اٹھائے جاؤ گے پھر تم سے حساب لیا جائے گا پھر تمہارے دو گروہ بنا دیئے جائیں گے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ''ان میں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔''

جب کہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم اس دنیا سے کبھی بھی نہ جاؤ گے اور تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہو گے۔ قرآن نے فرمایا کہ شیطان کہے گا ''میرے لئے تمہارے سامنے کوئی دلیل نہیں تھی۔''

شیطان اقرار کرے گا کہ میں تمہیں وسوسوں میں مبتلا کرتا تھا تم نے میری بات کو قبول کیا میری اتباع کی لہٰذا اس میں سارے کا سارا تمہارا ہی جرم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے وہ کہے گا۔ ''اے لوگو! تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو ملامت کرو۔'' کیونکہ تم میری بانسبت ملامت کے زیادہ حقدار ہو تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہ کی حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے؟

شیطان کہے گا کہ مجھے اس بات کی قدرت حاصل نہیں ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلا سکوں اور نہ ہی تم اس بات پر قادر ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلا سکو۔ میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا آج میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ میں دھتکارا گیا ہوں اور تمام جہانوں کے رب کی بارگاہ سے مردود قرار دیا جا چکا ہوں۔

جب دوزخی شیطان کا یہ خطاب سن لیں گے۔ (لعنوہ جمعیا ثم تضربه الزبانية برمح من النار فتلقيه من فوق منبر في النار الى اسفل سافلين موبداً فيها مع من تبعه من اهل النار. وتقول لهم الزبانية. لاموت لكم ولا راحة لكم خالدين فيها)

''تو سب کے سب جہنمی شیطان کو لعنت کریں گے پھر دوزخ کے فرشتے شیطان کو

دوزخ کی آگ سے بنے ہوئے نیزوں کے ساتھ ماریں گے منبر سے اسے نیچے گرائیں گے اور اسے دوزخ کے بالکل نچلے درجے میں پہنچا دیں گے شیطان اس میں اپنے دوزخی ساتھیوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ دوزخ کا فرشتہ ان جہنمیوں سے کہے گا نہ تم پر موت طاری ہوگی اور نہ ہی تمہیں راحت نصیب ہوگی بلکہ تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ (زہرۃ الریاض)

دشمن کا آخری حملہ ناکام:

ابو زکریا زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ کا جب آخری وقت آیا موت کی سکرات کے دوران ان کا ایک دوست ان کے پاس آیا اور انہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی تلقین کی۔

ابو زکریا نے اپنے چہرے کو پھیر لیا اور کلمہ نہ پڑھا دوست نے دوسری مرتبہ تلقین کی اس نے دوسری دفعہ بھی اسی طرح کیا جب دوست نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں کلمہ نہیں پڑھتا اس کا دوست اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب انہیں افاقہ ہوا تو ابو زکریا زاہد نے آنکھیں کھولیں اور کہا کیا تم لوگوں نے مجھے کچھ کہا؟

دوستوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ پر تین مرتبہ کلمہ پڑھنے کے لئے کہا آپ نے دو مرتبہ اعراض کیا اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ابو زکریا زاہد نے کہا کہ میرے پاس شیطان آیا اور اس کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا۔ میرے دائیں جانب وہ آ کر کھڑا ہو گیا اس پیالے کو حرکت دینے لگا اور ساتھ ہی کہا کہ کیا تجھے پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں شیطان نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ میں نے اس سے اعراض کیا پھر وہ شیطان پاؤں کی جانب سے میرے پاس آیا اور مجھے اسی طرح کہا اور تیسری مرتبہ کہنے لگا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو میں نے اسے کہا کہ میں نہیں کہتا۔ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر پھینک دیا اور پیٹھ دے کر بھاگ گیا میں تو شیطان کو وہ جواب دے رہا تھا نہ کہ تم لوگوں کو اور ساتھ ہی پڑھنے لگے۔

(اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ (زہرۃ الریاض)

حکایت: پہلے زمانہ میں شیطان کو کسی نے دیکھا۔ دیکھنے والے آدمی نے کہا اے ابو مرہ (شیطان کی کنیت) میں کون سے اعمال کروں کہ تجھ جیسا ہو جاؤں۔ شیطان نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے ایسی چیز کو مت طلب کر تو اس بات کو کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں (میں تمہاری طرح ہو جاؤں) شیطان نے کہا کہ اگر تو میری طرح ہونا چاہتا ہے تو اس کا نسخہ یہ ہے۔

۱- تو نماز میں سستی کر۔

۲- قسم اٹھانے کی پرواہ نہ کر چاہے سچی ہو یا جھوٹی اس آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے رب ذوالجلال سے وعدہ کیا ہے کہ میں نماز کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی کبھی جھوٹی قسم اٹھاؤں گا۔

شیطان نے کہا کہ آج تک تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے اس طرح حیلہ کر کے نصیحت حاصل نہیں کی البتہ میں نے پختہ عہد کر لیا ہے کہ میں آدمی کو کبھی بھی نصیحت نہیں کروں گا۔

(کنز الاخبار)

چار چیزیں ترک کریں:

حکماء نے فرمایا کہ جو شخص عارف باللہ بنا اور شیطان سے نجات حاصل کرنا چاہے تو وہ اپنے اور معرفت کے درمیان چار چیزوں کو ترک کر دے۔

۱- شیطان اور اس کی چاہت کو چھوڑے۔

۲- نفس اور خواہشات نفس کا قلع قمع کرے۔

۳- حرص اور جو کچھ حرص تقاضہ کرے اس کو ترک کرے۔

۴- دنیا اور چاہت دنیا سے کنارہ کش ہو جائے۔

ابلیس تیرے دین کے خاتمہ کا متمنی ہے تاکہ تو اس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر) ''شیطان کی مثال جب کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کفر کر۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

(الشیطان یعدکم الفقر) ''شیطان تمہارے ساتھ فقر و محتاجی کا وعدہ کرتا ہے۔''

نفس ترک اطاعت اور معصیت کو چاہتا ہے یہ ایک معیوب چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے غیب کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبانی اس طرح بیان فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

(ان النفس لا مارة بالسوء) ''بے شک نفس انسانی برائی کا حکم دیتا ہے۔''

حرص خواہشات کا تقاضہ کرتا ہے خدمت کر کے بزرگی حاصل کرنے کے ترک کا مقتضی ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(و اما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى) ''اور وہ شخص جو اپنے رب کی بارگاہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرص و ہوس سے روکا۔''

دنیا جانتی ہے کہ انسان آخرت کے عمل پر دنیا کے عمل کو ترجیح دیتا ہے جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(فاما من طغى و آثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هى الماوى) ''پس بہر حال وہ شخص جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی پس بیشک دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔''

خلاصۂ کلام:

جب بندے اور اس کے درمیان سے یہ چار چیزیں اٹھا دی جاتی ہیں تو عارف اپنے مقصود تک پہنچ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات ہے۔ جو شخص شیطان اور اس کی چاہت کی پیروی کرے جو کچھ وہ اس کے دین کے زوال میں سے چاہتا ہے تو اس شخص کا عذاب شیطان کے عذاب کی طرح ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

جس شخص نے شیطان اور اس کی چاہت کی پیروی کی اور وہ مصیبت ہے اسے عذاب تو ہو گا لیکن وہ ختم کر دیا جائے گا۔

جس شخص نے ھوی و ہوس کی یعنی اپنی خواہشات کی پیروی کی تو اس کا عذاب سخت ترین ہو گا۔

جس شخص نے دنیا اور چاہت دنیا کی پیروی کی وہ ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا ایسے انسان کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: (خسر الدنيا و الآخره) ''وہ دنیا اور آخرت میں

ذلیل و رسوا ہوا"

جس نے شیطان کی بات مانی اس نے اپنے مولیٰ کو اپنے اوپر ناراض کرلیا۔

جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(ومن یعش عن ذکر الرحمن بقیض له شیطانا. فهو له قرین)

"اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اعراض کر کے زندگی گزارے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا کیا ہی برا ساتھی ہے۔"

جس بدنصیب نے نفس کی بات مانی اس کی پرہیزگاری جاتی رہی۔ جس نے خواہشات کو قبول کیا اس کی عقل جاتی رہی جس نے دنیا کو قبول کیا۔ تو اس کی آخرت برباد ہوئی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(بئس للظلمین بدلا) "ظلم کرنے والوں کے لئے کتنا ہی برا بدلا ہے۔"

(زہرۃ الریاض)

قابل دید منظر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایماندار دوزخ سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے اور اس سے محفوظ رہ جائیں گے تو پھر وہ اپنے دوزخ میں جانے والے بھائیوں کے بارے میں رب ذوالجلال سے جھگڑا کریں گے اور ان کا یہ جھگڑا کرنا سخت ہوگا اس جھگڑے کے مقابلہ میں جو انسان اپنے ایک بھائی سے اپنے دنیا کے معاملے میں کسی دوسرے سے کرتا ہے۔

کامیاب لوگ بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے تو نے ان کو دوزخ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا تم جاؤ اور جس جس کو تم پہچانتے ہو اسے باہر نکال لو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ لوگ جائیں گے اور وہ ان کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے اور آگ نے ان کی صورت کو نہ کھایا ہوگا ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کو آگ نے نصف پنڈلی تک پکڑ رکھا ہوگا ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے۔ جن کو آگ نے کندھوں تک گھیر رکھا ہوگا۔ وہ ان سب کو باہر نکال لیں گے۔

پھر وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گے یا اللہ تو نے ہمیں دوزخ سے ان لوگوں کو نکالنے کا حکم دیا ہے جن کو ہم پہچانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کو بھی دوزخ سے باہر نکال لو۔ جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اس سے مراد مکمل ایمان ہے اس لئے کہ بعض اوقات بعض شے کا نام لے کر مراد اس سے مکمل شے لی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ولحم الخنزیر) ''اور خنزیر کا گوشت'' اس سے مراد سارا خنزیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (فتحریر رقبۃ مومنۃ) ''مومن گردن کا آزاد کرنا'' اس سے مراد پورا غلام ہے۔

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کی تصدیق نہ کرے اسے قرآن مجید کا یہ فرمان پڑھنا چاہئے۔ (ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ) ''بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

ایک قول یہ ہے کہ کامیابی حاصل کرنے والے لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے ان کو دوزخ سے نکال لیا اب دوزخ میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں بچا کہ جس میں خیر ہو اور وہ دوزخ میں رہ گیا ہو۔ بعد ازاں رب ذوالجلال کے اذن سے فرشتے۔ انبیاء کرام ایماندار لوگ شفاعت کریں گے البتہ ارحم الراحمین کی ذات اقدس باقی بچ جائے گی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر دوزخ میں سے ایک مٹھی یا دو مٹھیاں لوگوں کی بھری جائیں گی جس کے نامہ اعمال میں کوئی بھی نیکی نہیں تھی۔ وہ سارے کے سارے جل چکے تھے۔ ان کو ایک چشمے کی طرف لے جایا جائے گا اس چشمہ کا نام عین الحیاۃ (زندگی کا چشمہ) ہے وہ سرے لوگ اس میں غسل کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کو اس چشمہ حیات سے باہر نکالا جائے گا [illegible] جسم موتیوں کی طرح چمکتے ہوں گے ان کی گردنوں میں ایک مہر ہوگی جس میں لکھا ہوگا۔

(ھؤلاء عتقاء الرحمان) ''یہ وہ ہیں جن کو رحمان نے آزاد فرمایا:

ان سے رب ذوالجلال فرمائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں میں سے جس چیز کی تم تمنا کرو وہ تمہارے لئے ہے۔

وہ لوگ بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے۔ (ربنا اعطیتنا مالم تعط احدا من العالمین) ''اے ہمارے رب تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو تمام جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

(ان لکم عندی افضل منه) ''بے شک تمہارے لئے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرض کریں گے۔

(ربنا ما افضل من ذلک؟) ''اے ہمارے رب اس سے بڑھ کر اور افضل کیا چیز ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمائے گا۔

(رضائی فلا اسخط علیکم ابداً)

''میری رضا میری خوشنودی میں تم پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔'' (زہرۃ الریاض)

دوزخیوں کے جانے کا منظر:

اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے جرم۔ ان کی قباحت کے بڑے ہونے اور ان کی اہانت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(الی جهنم ورداً) (وتسوق المجرمین)

''اور مجرموں کو لے جایا جائے گا۔'' جیسا کہ جو پاؤں کو ہانکا جاتا ہے۔

(الی جهنم ورداً) ''دوزخ کی طرف گروہ بنا کر۔'' (ورد۔ وارد) کی جمع ہے۔

جہنمیوں کو جہنم کی طرف پیدل' پیاسے ہانکا جائے گا پیاس کی وجہ سے ان کی انتڑیاں باہر نکل رہی ہوں گی۔

(لا یملکون الشفاعة) ''وہ شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے۔'' یہ فرمان [illegible] اور مجرم سب کو شامل ہے۔

(الا من اتخذ عند الرحمن عهداً) ''مگر وہ شخص کہ جس نے رحمان سے عہد کیا۔'' اس سے مراد وہ خوش نصیب انسان ہے جس نے اپنی دنیاوی زندگی میں کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا۔ یعنی اس دن صرف مومن ہی شفاعت کریں گے۔

ایک معنی اس کا یہ ہے کہ کوئی شفاعت کرنے والا شفاعت نہیں کرے گا سوائے مومن کے یا وہ شفاعت کرے گا۔ جس کو اذن مل چکا ہو گا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن) ''کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اس کو جس کو رحمان کی طرف سے اذن مل چکا ہو گا۔'' یعنی کوئی سفارش نہیں کرے گا مگر اہل ایمان میں سے وہ شخص سفارش کرے گا جو مامور من اللہ ہو گا۔ (قاضی بیضاوی)

کسے عذاب نہیں ہو گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من جاء بالصلوٰت الخمس یوم القیامة قد حافظ علی وضوئها ومواقیتها ورکوعها وسجودها لم ینقص منها شیئاً فله عند الله تعالیٰ عهد ان لا یعذبه. ومن جاء وقد انقص منها شیئا فلیس له عهد ان شاء رحمه وان شاء عذبه)

جو شخص پانچ نمازیں لے کر قیامت کے دن آئے گا ان نمازوں کے لئے وضو کرنے ان کے اوقات' ان کے رکوع اور ان کے سجود کی حفاظت کی ہو گی تو اس کے اجر میں سے کوئی چیز کم نہ ہو گی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم پر ہے کہ اس شخص کو عذاب نہ دے۔

اور جو شخص قیامت کے دن آیا اور اس نے ان چیزوں میں سے کسی ایک کے بارے پانچ نمازوں کے سلسلے میں کمی کی ہو گی۔ تو اس کے لئے کوئی عہد نہیں ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس آدمی پر رحم فرمائے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

جلسہ نمبر ۴۹

خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی

وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین رب ھب لی من الصلحین فبشرنه بغلم حلیم فلما بلغ معه السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا تری قال یابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شآء اللہ من الصبرین فلما اسلما وتله للجبین ونادینه ان یابراهیم قد صدقت الرء یا انا کذالک نجزی المحسنین.

ترجمہ : ''اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے نداء فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''۔ (سورۃ الصفت آیت ۹۹ تا ۱۰۵)

خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی

آیت کی تفسیر:

(وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین)

''اور اس نے کہا کہ بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ عنقریب وہ میری رہنمائی فرمائے گا''۔

میں اس جگہ کی طرف جاؤں گا جہاں جانے کا میرا رب مجھے حکم فرمائے گا اور وہ ملک شام ہے کیونکہ اس مقام کی طرف جانے میں میرے دین کی بہتری ہے۔

(رب ھب لی من الصالحین)

''اے میرے رب مجھے نیک اولاد عطا فرما''۔

یعنی وہ نیک لوگوں میں سے ہو تاکہ وہ میری دعوت دینے' اطاعت کرنے میں مدد کرے اور تنہائی میں مجھے مانوس رکھے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرزند صالح کے لئے دعا۔

(فبشرناہ بغلام حلیم)

''پس ہم نے ان کو ایک حلم والے لڑکے کو خوش خبری دی بیٹے کی بشارت ملی جس غلام کی بشارت دی گئی وہ مذکر ہوگا اور حد بلوغ کو پہنچے گا۔

(فلما بلغ معہ السعی)

''پس جب وہ ان کے ساتھ ہاتھ بٹانے کی عمر کو پہنچ گیا''۔ جب آپ نے اسے حاصل کر لیا کام کاج کرنے میں ان کے ساتھ مدد کرنے کے لائق ہو گیا اس کا بلوغ ان کے ساتھ نہیں تھا گویا کہ آپ نے فرمایا جب وہ سعی کی عمر کو پہنچ گیا۔ پھر کہا گیا کس کے ساتھ؟ کہا گیا اسی ساتھ۔

(قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں''۔

اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ذبح کرنے کو دیکھا ہو یا اس کی تعبیر کو آپ نے دیکھا ہو۔

(فانظر ماذ تری)

''پس تم بتاؤ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے''۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس بارے میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ کیا اور وہ یقینی بات تھی کیونکہ جتنے مصائب ان پر نازل ہو چکے تھے۔ وہ وہی جانتے تھے اگر انہوں نے جزع فزع کی تو ان کے قدم ثابت رہیں گے۔ اگر وہ ہر قسم کے غم سے محفوظ رہے تو اس سے انہیں امن نصیب ہو گا تا کہ وہ اس ضمن میں اپنے نفس کو مطمئن کرنے کے ساتھ اپنا بوجھ ہلکا کر سکیں۔ اس مصیبت کے پیش آنے سے پہلے ہی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے ان کے لئے ثواب تحریر کیا جائے گا۔

(قال یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین)

''حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا جان اس چیز کو کر گزریئے جس کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ چاہے آپ مجھے ذبح کر دیں تب بھی یا اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کریں۔ تب بھی

(فلما اسلما)

''پس جب دونوں نے حکم مانا''۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ذبیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو سپرد کر دیا۔

(وتلہ للجبین)

''اور اسے پیشانی کے بل لٹا دیا''۔

ایک پہلو پر پچھاڑنے کے بعد ان کی پیشانی کو زمین پر رکھا۔ جس کے جس حصہ کو زمین پر رکھا وہ اس کی پیشانی کی دو طرفوں میں سے ایک طرف تھی۔

(ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین)

''اور ہم نے نداء دی اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں''۔

ذبح کرنے کا سبب:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک ہزار بکری' تین سو گائے اور ایک سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ذبح کئے۔ آپ کی اس قربانی سے جہاں لوگ متعجب ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو بھی تعجب ہوا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے راہ خدا میں قربان کیا۔ میرے نزدیک تو یہ کچھ بھی نہیں ہے قسم بخدا اگر میرا بیٹا بھی ہوتو میں اسے بھی راہ خدا میں ذبح کر دوں۔ ایسا کام کرنے کا میرا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو جائے۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات فرمائی اس کے بعد ایک عرصہ دراز گزر گیا اس عرصہ کے گزرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل کو اپنی یہ بات بھول گئی۔

جب مقدس سرزمین پر آپ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نیک فرزند کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور آپ کو ولد صالح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو آپ کی والدہ ماجدہ نے جنم دیا۔

(فلما بلغ معه السعی)

''پس جب حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ کوشش کرنے کی عمر کو پہنچ گئے''۔

جب ان میں اتنی صلاحیت ہوگئی کہ وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ چل پھر سکیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی عمر اس وقت سات برس تھی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی عمر تیرہ برس کی تھی۔

آیت کریمہ میں لفظ معہ بیان کیا ہے۔ یعنی جب آپ کی عمر اس حد کو پہنچ گئی کہ جس میں انسان کام کاج کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

نذر پوری کرنے کا حکم:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا۔

(اوف بنذرک)

"آپ اپنی نذر کو پورا کریں"۔

آٹھ ذوالحجہ کی رات ہوئی آپ رات کو سوئے ہوئے تھے آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

(یا ابراھیم اوف بنذرک)

"اے ابراہیم علیہ السلام اپنی نذر کو پورا کریں"۔

جب صبح ہوئی تو آپ شک فرمانے لگے یعنی غور فکر کرنے لگے کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی جانب سے؟ آٹھویں ذوالحجہ کو چونکہ غور وفکر کیا گیا اس لئے اسے یوم الترویہ کہتے ہیں۔ جب دن گزرا رات ہوئی تو آپ نے دوسری مرتبہ خواب دیکھا صبح ہوئی۔تو آپ نے پہچان لیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہے نو ذوالحجہ کو یہ آپ کو معلوم ہوا اس لئے اس دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے اور جس مقام پر یہ واقع پیش آیا۔ اسے مقام عرفات کہا جاتا ہے۔

پھر آپ نے تیسری رات وہی خواب دیکھا آپ قربانی کرنے کو سمجھ گئے اس لئے دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہا جاتا ہے۔

جب آپ نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربان گاہ کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا۔تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے فرمایا۔

آپ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اچھے سے کپڑے پہنا دیں کیونکہ میں نے ان کو ایک دوست کی دعوت پر لے کر جانا ہے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو خوبصورت لباس پہنایا ان کو تیل لگایا ان کے سر کے بالوں میں کنگھی کی۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ساتھ ایک رسی اور چھری اٹھا لی اور اپنے فرزند ارجمند کو لے کر منی کی جانب چل پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے جب سے لعنتی شیطان کو پیدا کیا وہ اس دن کے علاوہ کسی دن بھی سب سے زیادہ پریشان نہیں ہوا اور نہ ہی فکر مند ہوا۔

شیطان کا ناکام لوٹنا:

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنے والد ماجد کے آگے آگے جا رہے تھے اسی

دوران شیطان حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بیٹے کے خوبصورت قد ان کی اچھی صورت اور ان کی سیرت کی لطافت کو نہیں دیکھتے؟ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہوں لیکن اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے۔

جب شیطان حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے مایوس ہو گیا تب وہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا آ کر کہنے لگا۔ کہ آپ کیسے بیٹھی ہوئی ہیں حالانکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپ کے بیٹے کو اپنے ساتھ اس طرف لے کر گئے ہیں تاکہ وہ اس کو ذبح کر دیں۔ حضرت ہاجرہ نے شیطان کو جواباً فرمایا کہ میرے سامنے جھوٹ مت بول کیا تو نے کوئی ایسا باپ دیکھا ہے جو اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔

شیطان نے کہا کہ ذبح ہی تو کرنا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے ساتھ چھری اور رسی لے کر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آخر وہ کیوں اسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ ایسا کرنے کا ان کے رب نے حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو کسی باطل کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا میں تو ان کے فرمان پر اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں تو میں اپنے فرزند ارجمند کو کیسے نہ قربان کروں گی جب شیطان ان کی طرف سے بھی مایوس ہو گیا۔

تب شیطان حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ خوش ہیں اور کھیل رہے ہیں حالانکہ آپ کے والد کے پاس چھری اور رسی ہے وہ آپ کو ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے سامنے جھوٹ نہ بولو میرے والد گرامی مجھے کیوں ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا ان کا خیال یہ ہے کہ ان کے رب نے ان کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے سنا اور اپنے رب کی اطاعت کی۔

جب شیطان نے کوئی دوسری بات کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور شیطان کو دے مارا جس سے اس کی بائیں آنکھ پھوٹ گئی۔ شیطان نامراد و ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جگہ پر شیطان کو بھگانے اور حضرت سیدنا اسماعیل ابن خلیل الرحمان علیہ السلام کی اقتداء کرنے کی وجہ سے پتھر پھینکنے کا حکم فرمایا۔ جب باپ بیٹا چلتے

چلتے مقام منیٰ میں پہنچے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے

(یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری)

''اے میرے بیٹے میں نے نیند کی حالت میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں تم بتاؤ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے''۔

یعنی آپ نے فرمایا کہ اس ضمن میں تمہاری جو رائے بھی ہو اس کا میرے سامنے کھل کر اظہار کرو کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرے گا۔ یا اس کام کے کرنے سے پہلے تو معافی طلب کرے گا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے یہ کلمات اپنے فرزند ارجمند کے لئے بطور آزمائش کے تھے کہ وہ اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مثبت جواب دیتے ہیں یا نہیں۔ لیکن کلام مجید کی روانگی بتاتی ہے کہ فرمانبردار بیٹے نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر فوراً عرض کیا۔

(یا ابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین)

''اے ابا جان کر گزریئے جس چیز کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔ وہ کام ذبح کرنے کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ قلندر لاہوری نے اسی مقام پر فرمایا:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کا یہ جواب سنا تو آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما دیا ہے۔ جب انہوں نے ان کلمات طیبات کے ساتھ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی تھی۔

(رب ھب لی من الصالحین ''اے میرے رب تو مجھے نیک فرزند عطا فرما''۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد کثیر کی۔

چند گزارشات:

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں چند گزارشات کیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- اے میرے ابا جان! میرے ہاتھ باندھ دینا کہیں میرے حرکت کرنے کی وجہ سے

آپ کو اذیت نہ پہنچے۔

۲- میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دینا یعنی مجھے منہ کے بل لٹا دینا تا کہ آپ کو میرا چہرہ نظر نہ آئے کہیں آپ مجھ پر رحم فرمائیں (اور قربانی نہ کر سکیں)

۳- میرے کپڑوں کو میرے جسم پر باندھ دینا تا کہ میرے خون میں سے ان پر کچھ لگ نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا اجر و ثواب کم ہو جائے اور میری والدہ ماجدہ اس کو دیکھ کر غمزدہ نہ ہوں۔

۴- آپ اپنی چھری کو تیز کر لیں میرے حلق پر اسے جلدی جلدی گزارنا۔ تا کہ میرے لئے آسانی ہو جائے کیونکہ موت بہت ہی سخت ہے۔

۵- میری اس قمیص کو میری والدہ ماجدہ کے پاس لے جانا تا کہ وہ اس کو دیکھ کر مجھے یاد کر لیا کریں۔

۶- میری یہ قمیص میری والدہ ماجدہ کے سپرد کر دینا اور انہیں فرمانا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے صبر سے کام لیں۔

۷- آپ نے میری امی جان کو اس بات کی ہرگز خبر نہیں دینی کہ آپ نے مجھے کیسے ذبح کیا اور کیسے میرے ہاتھوں کو باندھا۔

۸- میری والدہ ماجدہ کے پاس کوئی بچہ داخل نہ ہو اس کو دیکھ کر میرے بارے میں ان کا غم تازہ نہ ہو۔

۹- جب آپ میری عمر کے کسی لڑکے کو دیکھیں تو اس کی طرف نظر نہ کرنا۔ تا کہ آپ غمزدہ اور پریشان نہ ہوں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کی ان گزارشات کو سننے کے بعد فرمایا:

(نعم العون انت یا ولدی علی امر اللہ تعالیٰ)

''اے میرے بیٹے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے میرا بہترین معاون و مددگار ہے''۔

رقت انگیز منظر:

جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا

قرآن نے اس کی اس طرح منظر کشی کی ہے۔

(فلما اسلما وتله للجبین)

"پس جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے پیشانی کے بل لٹا دیا"۔

باپ اور بیٹا دونوں نے رب ذوالجلال کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے حکم کو مان لیا باپ قربان کرنے کے لئے اور بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ جس طرح بکری کو ذبح کرنے کے لئے ایک پہلو پر لٹایا جاتا ہے باپ نے بیٹے کو اسی طرح لٹا دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل نے اپنے بیٹے کو منہ کے بل لٹا دیا تاکہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے کہیں ایسا معاملہ نہ ہو جائے کہ دل میں نرمی پیدا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان رکاوٹ بن جائے یہ سارا واقعہ منیٰ میں ایک چٹان پر پیش آیا اور ایک قول یہ ہے کہ بلند جگہ پر یہ واقعہ پیش آیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چھری کو اپنے فرزند ارجمند کے حلقوم پر رکھا۔ پوری قوت کے ساتھ اس کو چلایا لیکن آپ اس نرم و نازک گلہ کو نہ کاٹ سکے۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے فرشتوں کی نظروں سے پردے دور کر دیئے جب فرشتوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو وہ سارے کے سارے سجدہ میں گر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم میرے بندے کو دیکھو کہ وہ میری رضا کے حصول کے لئے اپنے بیٹے کے گلے پر کس طرح چھری چلا رہا ہے حالانکہ تم نے کہا تھا جب کہ میں نے تم سے فرمایا (انی جاعل فی الارض خلیفه) "بے شک میں زمین میں ایک اپنا نائب بنانے والا ہوں"۔

فرشتوں نے جواب میں کہا تھا (اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک)

"کیا تو زمین میں ایسے کو اپنا خلیفہ بناتا ہے جو فساد برپا کرے گا خون ریزی کرے گا۔ ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں"۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مشورہ:

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا

اے میرے ابا جان! میرے ہاتھ اور پاؤں کو کھول دیں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مجبوری کی حالت میں نہ دیکھے یہ نہیں کہ میں اس کے فرمان پر مجبور ہو کر عمل کر رہا ہوں بلکہ آپ چھری کو میری گردن پر رکھیں تا کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے حضرت خلیل علیہ السلام کا بیٹا اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا ہے۔

پس آپ نے بغیر باندھنے کے اپنے ہاتھ اور پاؤں کو قائم کر لیا۔ اس کے چہرے کو زمین کی طرف پھیر دیں نیز اپنی قوت کے ساتھ چھری کو چلائیں اور اسی چھری کو تبدیل کر دیں لیکن اس کے باوجود اس چھری نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گلہ کو ہرگز نہ کاٹا۔

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے والد بزرگوار! میرے ساتھ آپ کی محبت کی وجہ سے آپ کی قوت کمزور ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے آپ میرے ذبح کرنے پر قادر نہیں ہو رہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسی دوران اس چھری کو پتھر کے اوپر مارا تو وہ پتھر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

(تقطع الحجر ولم تقطع اللحم)

''اے چھری تو پتھر کو تو کاٹ دیتی ہے لیکن تو گوشت کو نہیں کاٹتی''۔

(فتکلم السکین بقدرۃ اللہ تعالیٰ. فقال یا ابراھیم انت تقول اقطع' واله العالمین یقول لا تقطع' فکیف امتثل امرک عاصیا لربک)

''اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چھری کو بولنے کی طاقت مل گئی۔ اس نے کہا اے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپ حکم دیتے ہیں کہ تو کاٹ دے اور تمام جہانوں کا رب حکم دیتا ہے کہ مت کاٹ تو میں آپ کے رب کے حکم کی نافرمانی کر کے آپ کے حکم کو کیسے بجا لا سکتی ہوں۔

قربانی منظور ہو گئی:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ بشارت عظمیٰ ملی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وناديناه ان یا ابراھیم قد صدقت الرویا انا کذلک نجزی المحسنین)

''اور ہم نے نداء دی کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں''۔

رب ذوالجلال کی طرف سے یہ نداء ملی کہ اے ابراہیم علیہ السلام جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا تھا اسے سچ کر دکھایا اور تو نے میرے بندوں کو بتا دیا کہ تو نے اپنے بچے کی محبت پر میری رضا مندی کو ترجیح دی لہٰذا تو ایسے کر کے محسنین میں سے ہو گیا ہے اور ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح کے بدلے سے نوازتے ہیں۔

(ان هذا لهو البلاء المبين و فديناه بذبح عظيم)

''بے شک یہ کھلی اور واضح آزمائش تھی اور ہم نے ذبح عظیم کے ساتھ اس کا فدیہ دیا''۔

یعنی اپنے فرزند کو ذبح کرنا یہ اختیار ظاہر یا بالکل واضح آزمائش ہے کہ جس میں مخلص اپنے علاوہ سے ممتاز ہو جاتا ہے یا یہ مشکل ترین محنت ہے کہ جس سے بڑھ کر زیادہ مشکل ترین اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جس چیز کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا ہم نے اس مامور کو ذبح کے لئے خالص کر لیا اور وہ ذبح عظیم جنت سے منگوایا گیا اور وہ مینڈھا تھا۔ جسے ہابیل نے قربان کیا اور اس کی قربانی کو شرف قبولیت عطا کیا گیا اور وہ جنت میں زندہ تھا۔ یہاں تک کہ اسے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر لایا گیا اور وہ مینڈھا بہت بڑے جسم والا تھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اس مینڈھے سمیت تشریف لائے اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل کے حلق پر چھری چلا رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر تعجب کرتے ہوئے کہا۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کی تحسین فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کے طور پر ان کلمات کو قربانی کے دنوں میں کہنا ہم پر واجب فرما دیا۔

اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

(لو تمت تلک الذبیحة لصار ذبح الناس ابناء هم سنة)

اگر وہ ذبیحہ مکمل ہو جاتا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے تو لوگوں پر ہر سال اپنے بیٹوں کو ذبح کرنا لازم ہو جاتا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو اس پر بکری کو ذبح کرنا لازم ہو جائے گا۔

باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد محترم سے عرض کیا۔

انت سخی او انا؟	اے ابا جان آپ زیادہ سخی ہیں یا میں؟
فقال ابراهیم علیه السلام انا:	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں زیادہ سخی ہوں۔
قال اسماعیل علیه السلام بل انا.	حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا بلکہ میں زیادہ سخی ہوں۔
لان لک ابنا آخر ولیس لی الا روح واحدة	اس لئے کہ آپ کے تو میرے علاوہ اور بھی بیٹے ہیں جب کہ میری صرف ایک روح ہے
قال اللہ تعالی انا اسخی منکما حیث اعطیت الفداء لکما وانجیتکما من عذاب الذبح.	اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم دونوں سے زیادہ سخی ہوں اس طرح کہ میں نے تم دونوں کا فدیہ عطا فرمایا اور تم دونوں کو ذبح ہونے کے عذاب سے نجات عطا فرمائی۔

مشکواۃ الانوار

فرشتوں کا تعجب :

ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اس مرتبہ اور مقام پر تعجب فرمایا کہ جوان کو عزت وکرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگی اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے ان کے لئے ایک مینڈھا بھیجا۔ جس کو حضرت جرائیل علیہ السلام اپنی گردن پر اٹھا کر لائے اور جوان کے لئے بطور فدیہ کے قربان کیا گیا۔ بلکہ رب ذوالجلال نے یہاں تک فرمایا:

(فوعزتی و جلالی لو ان جمیع الملئکة حملوا علی اعناقهم فداء له لما کان مکافاة لقوله (یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین)

پس مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر سارے کے سارے فرشتے اکٹھے ہو کر اپنی اپنی گردنوں پر بطور فدیہ ایک ایک مینڈھا اٹھالیں تو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس قول کا بدلہ نہیں ہو سکتے جو انہوں نے فرمایا ''اے ابا جان! وہ کر گزریئے جس کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ایک اور روایت :

اس ضمن میں علماء کرام نے یہ روایت بھی نقل فرمائی کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے خواب دیکھا آپ نے سو موٹی تازی بکریاں منتخب فرمائیں اور ان کو ذبح کیا آگ آئی اور اسے کھا گئی آپ نے خیال فرمایا کہ انہوں نے بات کو پورا کر دیا ہے۔

لیکن تیسری رات آپ نے خواب دیکھا جس میں ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔

(ان الله تعالی یامر ان تذبح ولدک اسماعیل) ''بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح فرمائیں۔

(فانتبه وضم ابنه الی نفسه وبکی حتی اصبح) ''آپ بیدار ہوئے اپنے بیٹے کو سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور روئے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (مجالس الاسرار)

خلیل واقعی خلیل ہے:

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے ہمارے رب تو نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کیسے اپنا خلیل بنایا ہے حالانکہ ان کے پاس مال' اولاد اور زوجہ محترمہ ہے۔ ان تمام کے ساتھ مشغول رہتے ہوئے وہ تیرے خلیل کس طرح بن سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت اور اس کے مال کو نہ دیکھو۔ بلکہ ان کے دل اور اعمال کو دیکھو میرے خلیل کے دل میں میرے علاوہ کسی کی محبت نہیں ہے اگر تم چاہتے ہو تو ان کے پاس جاؤ اور تجربہ کرلو۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ایک انسان کی شکل وصورت بنا کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس بارہ ہزار کتے شکار کرنے اور بکریوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پاس کتنی زیادہ بکریاں موجود تھیں۔

آپ کے پاس جتنے بھی کتے تھے ان میں سے ہر ایک کے گلہ میں سونے کا پٹہ تھا۔ ان کتوں کو سونے کے پٹے اس لئے پہنا رکھے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ دنیا نجس ہے اور اس کا حقدار صرف پلید (کتا) ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک بلند ٹیلہ پر تشریف فرما تھے اور اپنی بکریوں کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آ کر ان کو سلام کیا اور عرض کیا یہ مال کس کا ہے؟ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن اس وقت یہ میرے قبضہ میں ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اسی اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک بکری بطور عطیہ مجھے عنایت فرمائیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس مال میں سے تہائی مال لے لیں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ اسلام نے ذکر خداوندی کرتے ہوئے کہا۔

(سبوح قدوس ربنا و رب الملئکة والروح)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے میرے اللہ کا ذکر دوبارہ سناؤ اور

بقیہ مال میں سے نصف مال لے لو۔

حضرت ..برائیل علیہ السلام نے دوسری مرتبہ ذکر کیا۔

(سبوح قدوس ربنا و رب الملئکة والروح)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیسری مرتبہ میرے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور سارا کا سارا مال بطور عطیہ مجھ سے لے لو اس مال کے چرواہے اور کتے بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے وہی ذکر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل کے سامنے کیا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ چوتھی مرتبہ مجھے میرے اللہ کا ذکر سناؤ اور مجھے اپنی غلامی میں لے لو۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ ذکر کیا۔

(فقال اللہ تعالیٰ یا جبرائیل کیف وجدت خلیلی؟)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو نے میرے خلیل کو کیسا پایا؟

(فقال نعم الخلیل یا رب)

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب کیا ہی خوب آپ کے خلیل کے کیا کہنے۔ یا اللہ خلیل واقعی خلیل ہے۔

(فنادی ابراهیم علیه السلام! یا رعاة الغنم سوقوا الغنم خلف صاحبها هذا الی این یرید فانکم صرتم له)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نداء دی اے بکریاں چرانے والو تم بکریوں کو ان کے اس مالک کے پیچھے لے کر جاؤ جہاں لے جانے کا وہ ارادہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ تم آج کے بعد ان کے ہو چکے ہو۔

(فاظهر نفسه جبرائیل علیه السلام فقال یا ابراهیمؑ لا حاجة لی فی ذلک وانا جئت لاجربک)

''حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو ظاہر فرمایا۔ انسانی شکل سے ملکوتی شکل کو اختیار کیا اور فرمایا کہ مجھے ان بکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو تجربہ کرنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا تھا۔

(فقال ابراهیم علیه السلام. انا خلیل اللہ لا استرد هبتی منک)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں تجھے تحفہ

دے کر میں تجھ سے واپس ہرگز نہیں لوں گا''۔

(فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان یبیعھا و یشتری بھا الصیاع والعقار ویجعلھا وقفا یا کل منه الفقیر والغنی الی یوم القیامۃ)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے میرے خلیل علیہ السلام ان بکریوں کوفروخت کر کے اس کی قیمت کے ساتھ زمین اور جائیداد خرید لیں اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف کر دیں تا کہ اس سے فقیر اور مالدار قیامت کے دن تک کھاتے رہیں۔ (مشکوٰۃ الانوار)

مالدار کون ؟:

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص بیس مثقال سونا اور دو سو درہم چاندی کا ضروریات اصلیہ کے علاوہ مالک ہوتو وہ مالدار ہے۔ اس پر قربانی کرنا واجب ہے اگر اس سے کم مال کا مالک ہوتو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔

نیز فرمایا کہ زمین کا مالک بھی مالدار ہے اگر اس کی قیمت دو سو درہم کا برابر ہو۔ انگور والا بھی مالدار ہے اگر اس کی قیمت بھی اتنے کے برابر ہو۔ اس لئے کہ انگور طبیعت کی تازگی کے لئے ہے نہ کہ ضرورت کے لئے اس لئے کہ انسان جو ہے وہ کبھی بغیر انگوروں کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ (کذافی زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۵۰

صبر حضرت ایوب علیہ السلام

واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطن بنصبٍ وعذابٍ

ترجمہ: ''اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگا دی۔ (سورۃ ص آیت ۴۱)

صبر حضرت ایوب علیہ السلام

آیت کی تفسیر:

(واذکر عبدنا ایوب)،

''اور آپ ہمارے بندے حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں''۔

ان کا پورا نام اس طرح ہے۔ حضرت ایوب بن عتیق بن اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(اذ نادیٰ ربہ)

''جب انہوں نے اپنے رب کو ندا دی''۔

(انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب)

''بے شک مجھے شیطان نے تھکاوٹ اور عذاب کے ساتھ چھوا ہے''۔

اس آیت میں حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کلام کی حکایت بیان کی گئی ہے جس کلام کے ساتھ انہوں نے اپنے رب ذوالجلال کو نداء کی اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ بے شک اس عذاب نے ان کو چھوا۔ اس چیز کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کے ذریعے ان کو تکلیف پہنچائی۔ جب انہوں نے اپنے دل میں وسوسے پیدا کئے جس طرح کہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنے مال کی کثرت پر خوشی کا اظہار کیا یا یہ کہ ایک مظلوم نے ان سے فریاد کی لیکن آپ نے اس کی امداد نہ فرمائی یا ایک کافر کی ملک کے کنارے میں ان کے مویشی تھے پس وہ بے دین ہو گیا۔ لیکن انہوں نے اس کے ساتھ جہاد نہ کیا یا ان سے ان کے صبر کا امتحان لینے کیلئے سوال ہوا۔ اس صورت میں گناہ کا اعتراف ہوگا یا ادب کی رعایت کرتے ہوئے ایسا کیا یا انہوں نے اس چیز کا اظہار اپنے متبعین کے سامنے کیا یہاں تک کہ انہوں نے برائی کی اور اپنے ملک سے ان کو نکال دیا۔

تھکاوٹ اور عذاب سے مراد یہ ہے کہ جو وہ اپنی بیماری کے دوران وسوسے کرتے تھے۔ کیونکہ ان پر بڑی بڑی مصیبتوں کا نزول ہوا مہربانی کی وجہ سے خاموشی اختیار کی حالانکہ وہ تو ان کو جزع فزع پر برانگیختہ کرتی تھی۔ (قاضی بیضاوی)

کوئی گناہ نہ رہا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(من صلی علی مرة صار لاذنب له ذرة وحبة) ''جو خوش نصیب میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ اس طرح ہو جائے گا کہ اس پر ایک دانہ اور ذرہ کے برابر بھی گناہ نہ رہے گا''۔

بیت الحمد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔
(اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالیٰ للملئکته: أقبضتم ثمرة قلبه؟ فیقولون نعم فیقول اللہ تعالیٰ: ماذا قال عبدی؟ فیقولون حمدک و شکرک واسترجعک فقال: انا للہ وانا الیه راجعون' فیقول اللہ تعالیٰ: ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد)
جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کیا تم نے اس بندے کے دل کے پھل کی روح قبض کی ہے؟ فرشتوں کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس بندے نے تیری حمد کی تیرا شکر ادا کیا اور استرجاع پڑھتے ہوئے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور بیت الحمد (حمد کا گھر) اس کا نام رکھو۔ (زبدۃ الواعظین)

توراۃ کی چار سطریں:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے توراۃ میں چار سطریں دیکھیں جن میں مسلسل یہ لکھا ہوا تھا۔
(احدها. من قرء کتاب اللہ تعالیٰ فظن ان لن یغفرله فهو من المستهزئین بآیات اللہ) ''ان میں سے ایک یہ تھی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھ کر گمان کیا کہ

اس کی بخشش نہ ہوگی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ استہزاء کیا۔

(الثانی. من تواضع لغنی لغناہ فعبد ذهب ثلثادینه)

''دوسری بات یہ تھی کہ جس نے کسی مالدار کے سامنے اس کی دولت کی وجہ سے عاجزی کی تو اس کا دوتہائی دین ضائع ہوگیا''۔

(الثالث من حزن علی مافاته سخط قضاء ربه)

''تیسرا یہ کہ جوشخص فوت شدہ چیز پر غمگین ہوا اس نے اپنے رب کی قضا کو ناراض کیا۔

(الرابع. من شکا مصیبة انما یشکو ربه)

''چوتھا یہ کہ جس نے اپنی مصیبت کی شکایت کی گویا کہ اس نے اپنے رب کی شکایت کی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(ان اعظم الجزاء مع اعظم البلاء وان اللہ تعالیٰ اذا احب عبدا ابتلاہ واذا صبر اجتباہ واذا رضی اصطفاہ)

''بے شک مراتب کی بلندی مصائب کے بڑے ہونے کی وجہ سے ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو وہ اسے آزمائش میں مبتلا کردیتا ہے اور جب وہ آدمی اس مصیبت پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے چن لیتا ہے اور جب وہ بندہ اس مصیبت پر خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنا مقرب بنالیتا ہے۔

آزمائش میں کامیابی:

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ کہیں تشریف لے جارہے تھے اچانک ایک سفید رنگ کا پرندہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کندھوں پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے عرض کیا۔

(یا نبی اللہ احفظنی الیوم من القتل)

''اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ آج میرے قتل سے حفاظت فرمائیں''۔

(قال ممن؟) ''آپ نے فرمایا کس سے؟''

(قال من الصقر یرید ان یاکلنی ودخل فی کمه)

''اس نے کہا اس شکرہ سے جو مجھے کھانا چاہتا ہے اس پرندے نے یہ کہا اور آپ کی آستین میں داخل ہو گیا''۔

اچانک آپ نے کیا دیکھا کہ شکرا آ گیا اور اس نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ میرے شکار کو مجھ سے نہ روکیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ذبح کرتا ہوں۔ اس شکرے نے کہا کہ بکری کا گوشت میرے لائق نہیں ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو میری ران کے گوشت میں سے کھا لے۔ اس شکرے نے کہا کہ میں اپنے شکار میں سے ہی کھاؤں گا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سفید پرندے کو اپنی پیٹھ پر بٹھا دیا اس دوران شکرا آیا اور آپ کے سینے پر چڑھ گیا اور اس نے اپنی چونچ کو آپ کی دونوں آنکھوں میں مارنے کا ارادہ کیا۔ نیز اس نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ اس پرندے کے مقابلے میں اپنی آنکھوں کو ہلکا سمجھتے ہیں سفید پرندہ آپ کی آستین مبارک سے اڑ گیا وہ شکرا بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

پھر وہ دونوں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے نے کہا کہ مجھے حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ ہمیں ہمارے رب نے حکم فرمایا کہ ہم آپ کے رب کے فیصلہ کے بارے میں آپ کو آزمائیں کہ کیا آپ اس پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

تین صبر اور ان کا اجر:

حضرت ابن المبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مصیبت ایک ہے جب وہ مصیبت کسی پر پہنچتی ہے اگر وہ اس پر صبر نہ کرے تو وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں۔

۱- ایک مصیبت ۲- مصیبت کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ اس مصیبت سے بھی بڑھ کر مصیبت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصبر ثلاثة : صبر على المصيبة و صبر على الطاعة و صبر عن المعصية)

''صبر تین ہیں''۔

۱- مصیبت پر صبر کرنا۔

۲- اطاعت پر صبر کرنا۔

۳- مصیبت سے صبر کرنا۔

جس شخص نے مصیبت پر کیا اس کے لئے تین سو درجات ہیں۔ ہر ایک درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

جس شخص نے اطاعت پر صبر کیا اس کے لئے چھ سو درجات لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا اوپر والی زمین سے لے کر نیچے ساتویں زمین تک فاصلہ ہے۔

جس شخص نے مصیبت پر صبر کیا اس کے لئے نو سو درجات ہیں ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک فاصلہ ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

صبر کرنے کا حق ادا کر دیا:

حضرت ایوب بن عیص بن اسحاق علیہ السلام رومی تھی آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام عقلمند' حلیم اور صاحب نظافت و حکمت آدمی تھے آپ کے والد ماجد ایک رئیس آدمی تھے۔ وہ بہت سارے اونٹوں' گائے' بکریوں' گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کے مالک تھے۔ ملک شام کی سرزمین میں آپ سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا سارا مال حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی ملکیت میں آ گیا اور آپ ہی اس کے مالک بن گئے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی پوتی رحمہ بنت افرائیم کے ساتھ نکاح کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ دفعہ اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا اور ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر معبوث فرمایا آپ کی قوم کے لوگ موضع حوران اور موضع رتیۃ میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن اخلاق اور مہربانی کے ساتھ اس قدر نوازا تھا کہ کوئی مخالف بھی آپ کی تکذیب نہیں کرتا تھا

آپ کی اور آپ کے آباؤ واجداد کی شرافت کی وجہ سے کسی ایک کو انکار کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنی شریعت کو بیان فرمایا ان کے لئے مساجد بنوائیں ان کے پاس سرائیں تھیں۔ جہاں وہ فقراء، مساکین اور مہمانوں کو ٹھہراتے تھے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام یتیم کے لئے ایک مشفق باپ کی طرح بیوگان کے لئے ایک شفیق شوہر کی طرح کمزوروں کے لئے ایک مہربان بھائی کی طرح ہوتے تھے۔ آپ اپنے وکلاء اور کارندوں سے فرماتے کہ تم پھلوں اور کھیتی سے کسی کو منع نہ کرو۔ آپ کے مال مویشی میں ہر سال بے تحاشہ اضافہ ہوتا جاتا تھا اتنا کچھ ہونے کے باوجود آپ تکبر وغرور ہرگز نہ کرتے تھے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے۔

(الهی هذه عطاياک لعبادک فی سجن الدنيا)

''یا اللہ یہ تیرے عطیات اس دنیا کے قید خانہ میں تیرے بندوں کے لئے ہیں۔

(فكيف عطاياک فی الجنة لا هل كرامتک فی دار ضيافتک)

''تیری مہمان نوازی کے گھر جنت میں اہل کرامت کے لئے تیرے عطیات و انعامات کس قدر ہوں گے؟''

رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر فضل وانعام ہونے کے باوجود آپ کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے غافل نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی آپ کی زبان مبارک اپنے مولا کے ذکر سے رکتی تھی۔

شیطان نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ حسد کیا اور اسی حسد کے مارے کہنے لگا کہ بے شک حضرت ایوب علیہ اسلام دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گئے اس نے پروگرام بنایا کہ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں یا ان میں سے کسی ایک میں لازمی فساد پھیلانا چاہئے۔

لعنتی شیطان کو ان دنوں میں آسمانی دنیا تک جانے کی اجازت ہوتی تھی کہ وہ ساتویں آسمان کی بلندی تک جا پہنچتا تھا اور جہاں بھی ٹھہرنا چاہتا ٹھہر سکتا تھا ایک دن وہ بلندی پر چڑھا جس طرح کہ اس کا چڑھنے کا معمول تھا۔

شیطان لعین سے رب العزت نے فرمایا:

(یالعین کیف رأیت عبدی ایوب و ھل نلت منه شیئاً)

''اے لعین تو نے میرے عبد خاص حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو کیسے دیکھا کیا تو نے اس سے کوئی چیز پائی؟''

خداوند قدوس کا یہ فرمان سن کر شیطان نے کہا۔

(الھی ان ایوب یعبدک لانک اعطیته السعة فی الدنیا والعافیة. ولو لاذلک لم یعبدک فھو عبد العافیة)

''الٰہی بے شک حضرت ایوب علیہ السلام تیری عبادت کرتے ہیں کیونکہ تو نے ان کو دنیا میں وسعت اور عافیت عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ چیز ان کے پاس نہ ہوتو وہ تیری عبادت نہ کریں۔ کیونکہ وہ تو عافیت کا بندہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس لعین سے جواباً ارشاد فرمایا:

(کذبت فانی اعلم انه یعبدنی ویشکرلی و ان لم یکن له سعة فی الدنیا)

اے لعنتی! تو نے جھوٹ بولا بے شک میں جانتا ہوں کہ حضرت ایوب علیہ السلام میری عبادت کرتے ہیں اور میرا شکر ادا کرتے ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے پاس وسعت نہ بھی ہو۔ تب بھی وہ عبادت کے اندر اسی طرح مصروف رہیں گے۔

شیطان نے عرض کیا اے میرے رب تو مجھے ان پر تسلط عطا فرما پھر آپ دیکھیں کہ میں کیسے ان کو آپ کا ذکر بھلا دیتا ہوں اور آپ کی عبادت کرنے سے دور کر دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو آپ کی زبان اور روح کے علاوہ ہر ایک چیز پر تسلط عطا فرما دیا۔ شیطان ادھر سے اجازت وصول کرنے کے بعد واپس لوٹا اور ایک سمندر کے کنارے چلا گیا اس بدبخت نے اس قدر زوردار چیخ ماری کہ کوئی جنوں میں سے باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس کی آواز کو سن کر اس مقام پر پہنچ گیا اور سارے کے سارے جن شیطان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے آ کر کہا کہ اے ہمارے سردار آپ کو کیا ہوا؟ آپ کو کونسی مصیبت آ پہنچی ہے؟

مصائب کا آغاز:

شیطان نے اپنے کارندوں سے کہا کہ میں نے اس طرح کی فرصت پائی ہے حضرت

سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کے بعد سے لے کر مجھے اس طرح کی فرصت کبھی نہیں ملی تم سب حضرت ایوب علیہ السلام کے خلاف میری مدد کرو۔ جتنا جلدی ہو سکے تم سب کے سب پھیل جاؤ اور حضرت ایوب علیہ السلام کا جتنا مال ہے سب کو ہلاک کر دو اور جلا دو۔

شیطان نے اپنے کارندوں کی یہ ڈیوٹی لگائی اور خود حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس چلا گیا آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔

شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا۔

(أتعبد ربک فی ضرک و قدارسل ناراً من السماء علی جمیع اموالک حتی صارت رماداً) ''کیا آپ اتنے نقصان کے باوجود اپنے رب کی عبادت کر رہے ہیں حالانکہ آسمان سے آپ کے تمام مال پر آگ بھیج دی گئی ہے (جس نے سارے مال کو جلا دیا) اور وہ سارے کا سارا مال راکھ بن چکا ہے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے شیطان کے ساتھ کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ نماز پڑھنے سے فارغ ہو گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ نے کہا

(الحمد للہ الذی اعطانی ثم اخذ منی. ثم قام وشرع فی صلاتہ)

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے مال و دولت عطا فرمایا پھر اس کو مجھ سے لے لیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنی نماز پڑھنی شروع کر دی۔

لعنتی شیطان ناکام' ذلیل اور اپنے فعل پر نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کل چودہ بچے تھے جن میں سے آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں وہ سب ہر دن صبح کا کھانا اپنے بھائی کے گھر میں کھاتے تھے ایک دن وہ اپنے بڑے بھائی ہرمل کے گھر میں موجود تھے۔ سارے شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور گھر کا احاطہ کر لیا۔ انہوں نے اس گھر کو حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کے اوپر گرا دیا۔ ایک ہی دسترخوان پر سارے کے سارے مر گئے کسی کے منہ میں لقمہ تھا تو کسی نے اپنے ہاتھ میں پیالہ پکڑا ہوا تھا اور وہ سب اسی حالت میں فوت ہو گئے۔

شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس جا پہنچا آپ کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا۔

(أتعبد ربک و قد طرح علی اولادک البیت فماتو اجمیعا. فلم یکلمه بشئ حتی فرغ من صلاته)

کیا آپ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کی ساری اولاد کے اوپر گھر کو گرا دیا گیا ہے اور وہ سب کے سب مر گئے ہیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس لعنتی کو کسی چیز کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پڑھنے سے فارغ ہو گئے۔

بعد از فراغت نماز آپ نے فرمایا:

(یالعین. الحمد لله الذی اعطانی ثم اخذ منی فالاموال والا ولا دفتنة للرجال والنساء فاخذها منی لا فرغ لعبادة ربی)

اے لعنتی! تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے عطا فرمایا پھر مجھ سے لے لیا۔ مال اور اولاد مردوں اور عورتوں کے لئے آزمائش ہے اللہ تعالیٰ نے میرے مال اور اولاد کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت دنیا کے تمام معاملات سے فارغ ہو کر کروں۔

اب بھی شیطان' ناکام' نامراد اور ذلیل و رسوا ہو کر واپس لوٹا

تیسری مرتبہ شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس آیا آپ نماز ادا کرنے میں مصروف تھے۔ جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس لعنتی نے آپ کے ناک اور منہ میں پھونک ماری جس سے حضرت ایوب علیہ السلام کا بدن پھول گیا۔ آپ کو بہت زیادہ پسینہ آ گیا آپ نے اپنی طبیعت کو بہت ہی بوجھل محسوس کیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی رحمہ نامی بیوی نے عرض کیا آپ کی یہ حالت مال کے غم اور اولاد کی مصیبت کی وجہ سے ہے آپ ساری ساری رات عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایک گھڑی نہ تو آپ آرام کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو سکون پہنچاتے ہیں۔

آزمائش بڑھتی گئی:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم پر چیچک نکل آئی اور اس نے سر سے لے کر پاؤں تک آپ کے تمام جسم کو گھیر لیا۔ جسم سے پیپ بہنی شروع ہو گئی اور آپ کے جسم میں

کیڑے پڑ گئے آپ کے قریبی رشتہ دار اور دوست ایک ایک کر کے آپ سے دور ہو گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں ان میں سے دو نے آپ سے طلاق مانگ لی ان کے طلاق مانگنے پر آپ نے ان دونوں کو طلاق دے دی صرف آپ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت رحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی رہ گئی وہ آپ کی خدمت کرتی اور دن رات آپ کے پاس رہتی تھی۔

ایک دن آپ کی بیوی کی جتنی قریبی رشتہ دار عورتیں تھیں وہ ان کے پاس آئیں اور آ کر کہنے لگیں۔

(یا رحمة نحن نخشی ان یسری بلاً ایوب علیه السلام الی اولادنا. اخرجیه من جوارنا. والا اخرجناک کرها)

''اے رحمہ! ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت ہماری اولاد تک نہ پہنچ جائے آپ ان کو ہمارے قرب و جوار سے دور لے جائیں ورنہ ہم تمہیں مجبور کر کے یہاں سے نکال دیں گی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ رحمہ وہاں سے تشریف لے جانے لگی اور اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر باندھ لیا پھر آپ نے بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات کہے۔

ہائے مسافری' ہائے جدائی انہوں نے ہمیں اپنے شہر سے نکال دیا اور اپنے گھروں سے دور کر دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ رحمہ نے آپ کو اپنی پشت پر اٹھایا (اور وہاں سے چل پڑیں) حالت یہ تھی کہ آپ زار و قطار رو رہی تھیں اور آپ کا چہرہ آنسو سے تر تھا۔ آپ وہاں سے روتی ہوئی ایک ایسے میدان کی طرف گئیں۔ جہاں لوگ اپنا کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ اس دیہات والے باہر نکلے جب انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کا حال دیکھا تو انہوں نے آپ کی بیوی سے کہا۔

(احملی عنا زوجک والا ارسلنا علیه ملابنا حتی یا کلوه)

''تم اپنے شوہر کو یہاں سے اٹھا کر چلی جاؤ ورنہ ہم ان پر اپنے کتوں کو چھوڑ دیں گے جو ان کو کھا لیں گے۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو اٹھایا جب کہ آپ رو رہی تھیں حضرت ایوب علیہ السلام کو لے کر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچیں جہاں سے دو راستے الگ الگ ہو رہے تھے۔

وہاں آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو بٹھا دیا بعد میں وہ ایک کلہاڑا اور رسی لے کر آئیں۔ وہاں انہوں نے لکڑیوں کا ایک گھر بنا لیا پھر آپ راکھ لائیں اور ان کے نیچے اس کو بچھا دیا حضرت ایوب علیہ السلام کا تکیہ بنانے کے لئے وہ ایک پتھر لے کر آئیں پھر آپ ایک بڑا پیالہ لے کر آئیں جس کے ساتھ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے۔

آپ کی زوجہ محترمہ ایک گاؤں کی طرف جانے لگیں۔تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو ایک نصیحت کرنے کے لئے واپس بلا لیا جب وہ واپس آئیں تو آپ نے فرمایا اگر آپ مجھ سے جانا چاہیں اور آپ مجھے یہاں چھوڑنا چاہیں (تو آپ جا سکتی ہیں)

(فقالت رحمة لا تخف یا سیدی فانی لا ادعک مادامت روحی فی جسدی)

رحمۃ نامی آپ کی بیوی نے عرض کیا اے میرے سردار آپ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں جب تک میرے جسم میں روح موجود ہے میں آپ کو بالکل نہیں چھوڑوں گی۔

آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئیں، ہر دن وہ ایک روٹی کو حاصل کرنے کے لئے دن بھر مزدوری کرتیں اور آ کر حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلا دیتیں۔ جب اس کا گاؤں والوں کو علم ہوا کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے تو انہوں نے ان کو کھانا دینا چھوڑ دیا مزید یہ کہ اس گاؤں والوں نے کہا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ ہمیں آپ سے گھن آتی ہے۔حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمۃ روئیں اور انہوں نے کہا۔

(یا رب تری حالی قد ضاقت بی الارض والناس قد فزرونا فی الدنیا ولا تقدزنا انت یا رب فی الآخر وطرد و نامن دارنا ولا تطردنا من دارک یوم القیامة)

اے میرے رب تو میرے حال کو دیکھ رہا ہے کہ مجھ پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی ہے۔ لوگوں نے دنیا میں ہم سے نفرت کر لی ہے اے میرے پروردگار! بروزِ قیامت تو ہم سے نفرت نہ فرمانا لوگوں نے ہمیں اپنے گھروں سے دھتکار دیا تو ہمیں قیامت کے دن اپنے گھر سے نہ دھتکار دینا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ایک نان بائی کی عورت کے پاس گئی اور ان سے کہا کہ میرے محبوب حضرت ایوب علیہ السلام بھوکے ہیں۔آپ مجھے بطور قرض کے روٹی دے دیں اس عورت نے کہا کہ تم یہاں سے دور چلی جاؤ کہیں میرے شوہر تمہیں نہ دیکھ لے لیکن

یہ کہ آپ مجھے اپنے بالوں کی زلفوں سے ایک زلف دے دیں۔ آپ کی لمبی لمبی بارہ زلفیں تھیں۔

آپ کی زوجہ محترمہ ایک حسین وجمیل خاتون تھیں ان کے حسن و جمال میں ان کے جداعلیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی جھلک تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان زلفوں سے بڑی محبت فرماتے تھے آپ کی باوفا بیوی نے مقراض لیا اس سے زلفوں میں سے ایک کو کاٹا اور اس عورت کو چار چپاتی روٹیوں کے بدلے میں دے دیا۔ نیز آپ کی زوجہ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

(یا رب ان هذا فی طاعة زوجی و فی طعام نبیک ایوب علیه السلام بعت ذوائبتی)

اے میرے رب! بیشک یہ سارا کچھ اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور تیرے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کے طعام کی وجہ سے ہوا کہ میں نے اپنی زلفوں تک کو بیچ دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے جب بالکل صحیح روٹی کو دیکھا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا اور آپ نے سوچا کہ شاید میری بیوی نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے۔ تو آپ نے قسم اٹھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں اپنی بیوی کو سو کوڑے لگاؤں گا یہ وہی ہے جس کے کفارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث)

''اے ایوب علیہ السلام آپ اپنے ہاتھ گھاس کے اتنے تنکے لے لیں اس کے ساتھ ان کو ماریں اور حانث نہ ہوں''۔

جب حضرت رحمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ سارا قصہ بیان کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام روئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

(یا رب ذهبت حیلتی حتی بلغ من امری لان زوجة نبیک باعت شعرها وانفقته علی نفسی) ''اے میرے رب میرا حیلہ چلا گیا یہاں تک کہ میرا معاملہ اس نہج تک جا پہنچا کہ تیرے نبی کی بیوی نے اپنی زلفیں بیچ دیں اور ان کو میری ذات پر خرچ کیا۔

آپ کی وفاشعار بیوی نے عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ آج کے دن پریشان نہ ہوں اگر میں نے اپنے بال کاٹ دیئے ہیں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اگ آئیں گے۔

حضرت رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روٹی کو توڑا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلایا اور آپ کے پاس بیٹھ گئیں۔

آزمائش اپنے عروج پر:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام صبر کے اس اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

(کان ایوب علیہ السلام کلما سقطت دودۃ من بدنہ وضعھا علی جسدہ و یقول! کلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ، فلم یبق لحمہ علی بدنہ حتی بقیت عظامہ و عروقہ واعصابہ فاذا طلعت علیہ الشمس نفذ شعاعھا من قدامہ الی خلفہ فما بقی من جسدہ الشریف الا قلبہ و لسانہ و کان لا یخلو قلبہ من شکر اللہ ولسانہ من ذکر اللہ)

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم سے جب کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ سے اٹھا کر اپنے جسم پر رکھ دیتے اور اس سے فرماتے اللہ تعالیٰ نے تمہارا جو رزق یہاں رکھا ہے اس میں سے کھاؤ۔ حتیٰ کے آپ کے جسم پر گوشت بالکل باقی نہ رہا۔ بلکہ آپ کے جسم کی صرف ہڈیاں، رگیں اور پٹھے رہ گئے جب سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں آپ کے جسم کے اگلے حصہ سے پچھلے حصہ کی طرف نکل جاتی تھیں۔ آپ کے جسم شریف پر سوائے زبان اور دل کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا دل شکر سے اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بند نہیں ہوتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کی بیماری کے اٹھارہ برس باقی رہ گئے۔ تو ایک دن آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رحمۃ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کریم نبی ہیں اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے تو وہ آپ کو ضرور شفا عطا فرماتا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے خوشحالی میں کتنے سال گزارے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اسی سال حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے دعا کروں حالانکہ میری مصیبت کی مدت میری خوشحالی کی مدت کو نہیں پہنچی۔ جب کہ آپ کے جسم مبارک پر بالکل گوشت نہ رہا تو آپ کے بدن پر جتنے کیڑے تھے انہوں نے اس میں ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا صرف دو کیڑے باقی رہ گئے وہ آپ کے سارے بدن میں گھومے گوشت کو طلب کیا انہوں نے

جب آپ کے رل، اور زبان کے سوا کسی چیز کو نہ پایا تو ان میں سے ایک کیڑا آپ کے دل کی طرف چلا گیا اور اسے کاٹنے لگا دوسرے نے آپ کی زبان کا رخ کیا اور اسے کاٹنے لگا اس وقت حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں فریاد کی اور عرض کیا۔

(انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین)

''بے شک مجھے سخت تکلیف نے چھوا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

یہ آپ کی طرف سے شکایت نہیں تھی اور نہ ہی اس سے آپ صبر کرنے والوں کی جماعت سے خارج ہوئے اس لئے رب ذوالجلال نے آپ کے حق میں فرمایا:

(انا وجدنا صابرا) ''بے شک ہم نے ان کو صبر کرنے والا پایا''۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے مال کے چلے جانے اور اولاد کی ہلاکت پر کوئی جزع فزع نہیں کی اگر آپ نے پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ تو صرف اس وجہ سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر مجھ سے منقطع نہ ہو جائے گویا کہ وہ اپنے مالک کی بارگاہ میں یوں عرض کناں تھے۔

(یا رب اصبر علی کل بلأ منک ما دام قلبی مشغولا لحبک و لسانی بذکرک واذا ذھب ھذان العضوان تحصل القطیعة وانا لا اصبر علی قطیعتک وانت ارحم الراحمین)

اے میرے رب تیری طرف سے مجھ پر جو بھی آزمائش آئے میں اس پر صبر کروں گا لیکن یہ اس وقت تک ہے جب تک میرا دل آپ کی محبت میں مشغول رہے میری زبان تیرے ذکر میں مصروف رہے جب یہ دونوں عضو (زبان' دل) ضائع ہو گئے تو مجھ سے تیرا ذکر منقطع ہو جائے گا اور میں اس بات پر صبر نہیں کر سکتا کہ مجھ سے تیرا ذکر جاتا رہے اور تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

اے ایوب علیہ السلام! تیری زبان میرے لئے دل اور کیڑے میرے لئے تکلیف میری طرف سے تو پریشان کیوں ہوتا ہے؟۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس چیز کو مجھ سے ستر انبیاء نے طلب کیا لیکن میں نے اس کے لئے آپ کی عزت اور

کرامت کی وجہ سے آپ کو منتخب فرمایا۔ یہ صورۃ تو آپ کے لئے آزمائش ہے لیکن حقیقتاً یہ آپ کے لئے کوئی آزمائش نہیں ہے۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے پریشانی کا اظہار صرف اس لئے کیا کہ کہیں ان کی زبان اور دل کو کھا ہی نہ لیا جائے کیونکہ آپ انہی دو چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے جب ان دونوں کو کھا لیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مصروف نہ رہ سکتے تھے۔ (دراصل پریشانی اس بات کی تھی)

بدن کے ساتھ لگنے والے کیڑوں کی شان:

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ دونوں کیڑے حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے گر پڑے۔ ان میں سے ایک پانی کے اندر گرا اور وہ لوتھڑا بن گیا جس کے ذریعے بیماریوں سے شفا طلب کی جاتی۔ دوسرا کیڑا خشکی میں گرا جس نے شہد کی مکھی کی صورت اختیار کر لی جس سے شہد نکلتا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے شفا رکھی۔

راحت کا دور شروع:

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام جنت سے دو انار لے کر حاضر ہوئے آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کیا میرے رب نے میرا ذکر فرمایا ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں اور ساتھ ہی بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور اس نے ان دونوں اناروں کو کھانے کا حکم فرمایا ہے جب آپ ان کو تناول فرمائیں گے تو اس سے آپ کا گوشت اور ہڈیاں درست ہو جائیں گی جب آپ دونوں انار کھا چکے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کھڑے ہو جائیں۔

(وقال ارکض برجلک) ''اور عرض کی کہ آپ اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائیں''۔

جب آپ نے اپنا دایاں پاؤں زمین پر مارا تو اس سے گرم پانی نکلا۔ جس سے آپ نے غسل فرمایا پھر بائیں پاؤں سے آپ نے ٹھوکر لگائی اس سے ٹھنڈا چشمہ جاری ہو گیا آپ نے اس میں سے پیا۔ اس چشمہ سے پانی پینے کی دیر تھی کہ آپ کی ظاہری اور باطنی تمام تکلیفیں دور ہو گئیں اچانک آپ کا جسم مبارک پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت بن گیا

آپ کا چہرہ مبارک چاند سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(فاستجبنا له فكشفنا مابه من ضرو آتيناه اهله و مثلهم معهم رحمة من عندنا و ذكرى للعبدين)
''پس ہم نے ان کی دعا کو قبول فرمایا ان سے تمام تکالیف کو دور کر دیا ہم نے ان کو اولاد عطا فرمائی اس کی مثل اور ان کو اپنی طرف سے رحمت عطا کی جو عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے''۔
مقاتل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو زندہ کر دیا اور ان کی مثل ان کو رزق عطا فرمایا۔
ضحاک کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اٹھاؤں؟
حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ ان کو جنت میں رہنے دے۔ اس قول کی بناء پر اللہ تعالیٰ ان کے اہل کو انہیں آخرت میں عطا کرے گا اور انہی کی مثل آپ کو دنیا میں بھی عطا فرمائے۔ بایں طور کہ اس طرح آپ کی اولاد ہوئی یہ رب ذوالجلال کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے نعمت تھی اور عبادت گزاروں کے لئے نصیحت ہے تاکہ وہ اس سے جان لیں کہ سب سے زیادہ مصائب انبیاء پر آئے۔ پھر اولیاء پر پھر ان کی مثل پھر ان کی مثل لوگوں پر ان کے ساتھ اس طرح کیا گیا جس طرح کہ انہوں نے کہا اور ان کو صبر کرنے کا اجر دیا گیا جس طرح کہ انہوں نے صبر کیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا راستہ محنت کا راستہ ہے۔ جو عطیات کے راستہ کی بانسبت زیادہ قریب کرنے والا ہے۔

دوست کو پہچاننے کا انوکھا انداز:

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ دارالشفاء میں محبوس تھے ان کے پاس ان کے دوستوں کی جماعت زیارت کرنے کے لئے آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی طرف پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب آپ نے سنگ باری کی تو وہ سارے کے

سارے بھاگ گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ محبت ہوتی تو تم میری طرف سے پہنچنے والی مصیبت پر صبر کرتے۔

صابر کا مقام:

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صبر ساعة علی المصیبة خیر من عبادة سنة)

''مصیبت پر ایک گھڑی کے لئے صبر کرنا ایک سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے''۔

یہی وجہ ہے بزرگان دین نے فرمایا صبر کرنے والا شکر کرنے والے سے افضل ہے اس لئے کہ شکر کرنے والا زیادتی کا حقدار ہوتا ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

(لئن شکرتم لازید نکم)

''اگر تم شکر کرو تو تحقیق میں نعمتوں میں اور اضافہ فرما دوں گا''۔

اور جو صبر کرنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ مع الصابرین) ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

حضرت محمد بن مسلمہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لاخیر لعبد لایذهب ماله ولایسقم جسمه ان الله تعالیٰ اذا احب عبداً ابتلاه واذا ابتلاه صبر)

کسی بندے کے لئے خیر نہیں کہ نہ ہی اس کا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ ہو اور نہ ہی اس کے جسم کو کوئی تکلیف ہو بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور جب اسے مبتلا کرتا ہے تو اسے صبر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ (کذافی زبدۃ الناصحین)

صبر کی اقسام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(الصبر ثلاثة) ''صبر کی تین قسمیں ہیں۔ یعنی اس کے مُتعَلَّق کے اعتبار سے''۔

(فصبر علی المعصیة) ''معصیت میں صبر کرنا''۔

یہاں تک کہ اس کی وجہ سے ناراضگی نہ حاصل کرلے۔
(صبر علی الطاعة) ''اطاعت پر صبر کرنا''
اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کو ادا کرے۔
(صبر عن المعصیة) ''مصیبت سے صبر کرنا''۔
اس کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ کے کام میں مبتلا نہ ہو۔

جس شخص نے معصیت پر صبر کیا یعنی ہلاک کرنے والی چیزوں پر اس طرح کہ ان کو اپنے اچھے عزائم کے ساتھ ٹال دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھ دیتا ہے یعنی اس کا اندازہ یا اس کا اجر لوح محفوظ میں اور صحائف میں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے لئے تین سو درجات ہوں گے یعنی اسے جنت میں بلند ترین درجات نصیب ہوں گے ان میں سے دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا۔ جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

جس شخص نے طاعت پر صبر کیا یعنی اطاعت کو بجالایا تکلیف کی مشقتوں کو برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ سو درجات عطا فرمائے گا دو درجوں کے درمیان اس طرح فاصلہ ہوگا جس طرح کہ اوپر والی زمین سے لے کر ساتویں زمین تک کا فاصلہ ہے۔

جس شخص نے گناہوں پر صبر کیا یعنی ان کو ترک کردیا تو اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو نو سو درجات عطا فرمائے گا ان دو درجوں کے درمیان ایسے طرح فاصلہ ہوگا۔ جس طرح کہ زمین کی اوپر والی حد سے لے کر عرش کی آخری حد تک کا فاصلہ ہے اور یہ اعلیٰ ترین مخلوق کے مراتب ہوں گے۔

محرمات سے صبر کرنا یہ نفس کی مخالفت کی مشکلات کا اعلیٰ مرتبہ ہے طبیعت جس چیز کو پسند نہ کرتی ہو اسے اس کا عادی بنانا ہے۔

اس سے کم درجے کا صبر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر صبر کرنا یعنی ان کو ادا کرنا۔ اس لئے کہ ان میں سے اکثر فضیلت والے نفس کو پسند ہوتے ہیں۔

اس سے کم درجے کا صبر۔ مکروہ بات پر صبر کرنا اس لئے کہ یہ صبر نیک اور فاجر ہر کوئی بجا لاتا ہے چاہے وہ اختیاراً ہو یا اضطراراً۔ (کذا فی التیسیر شرح جامع الصغیر)

حظیرۃ القدس میں کون ہوں گے:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ

کہا قسم بخدا اس مسلمان کو جو تکلیف ہوئی ہے اگر وہ اس پر صبر کرے تو اسے کوئی ضرر نہ ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ میں کافر کا ٹھکانہ بھی دکھایا فرشتے نے کہا قسم بخدا کافر کو دنیا میں جو کچھ بھی ملا ہے جب وہ اس مقام پر پہنچے گا تو اسے وہ کوئی بھی نفع نہ دے گا۔

(مثنوی شریف - از مولانا روم)

جلسہ نمبر ۵۱

دوزخ کا بیان

وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا بلٰی ولکن حقت کلمة العذاب علی الکفرین قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا فبئس مثوی المتکبرین

ترجمہ : '' اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے یہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے کہیں گے کیوں نہیں مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا''۔

(سورۃ الزمر آیت ۸۰ تا ۸۲)

دوزخ کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا)

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا''۔

مختلف گروہ بنا کر ان کو لے جایا جائے گا ان میں سے بعض بعض کے قدموں پر چلیں گے گمراہی اور شرارت میں ان کے اقدام جدا جدا ہونے کی وجہ سے۔

(زمراً. زمرۃ) کی جمع ہے اس کا لغوی معنی آواز ہے جب لوگوں کی جماعت اکٹھی ہو تو ان میں آواز موجود ہوتی ہے۔

یا یہ کلمہ عرب کے قول (شاۃ زمرۃ قلیلۃ الشعر و اجل زمر قلیل المرؤۃ) سے ماخوذ ہے۔

(حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا)

''جب دوزخی جہنم تک پہنچ جائیں گے تو جہنم کے دروازوں کو کھول دیا جائے گا''۔

دوزخ کے دروازوں کو اس لئے کھولا جائے گا تاکہ جہنمی اس میں داخل ہو جائیں۔

حتی کہ بعد اس جملہ کو ذکر کیا گیا جس کی حکایت بیان کی گئی۔

(و قال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا)

''(ان کو جھڑکتے ہوئے) دوزخ کا داروغہ کہے گا کہ کیا تمہاری جنس میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے کہ وہ تمہارے رب کی آیات کو پڑھتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے''۔

تو یہ ان کے جہنم میں داخل ہونے کا وقت ہو گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شریعت کے آنے سے پہلے کسی کو تکلیف نہیں دی جائے گی کیونکہ اس داروغہ نے رسولوں کے آنے اور کتابوں کی تبلیغ کے ذریعے ان کو جھڑکا اور اس چیز کو اس کا سبب قرار دیا۔

(قالوا بلی ولکن حقت کلمة العذاب علی الکافرین)
''وہ دوزخی لوگ کہیں کیوں نہیں (یعنی رسول آئے تھے اور کتابیں بھی لائے) لیکن عذاب کفار کے لئے ثابت ہو چکا تھا''۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب وہ کہیں گے کہ ہمارے لئے ثابت تھا یہ ان پر بدبختی کا حکم ہے کہ وہ دوزخی ہی ہیں اسم ظاہر کی جگہ یہاں پر ضمیر کو ذکر کیا گیا تا کہ اختصاص حاصل ہو جائے کہ یہ عذاب صرف کفار کے لئے ہے اور وہ ظاہر کلمہ کیا ہے علماء فرماتے ہیں۔ رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے۔

(لا ملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین)
''تحقیق میں دوزخ کو تمام جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا''۔

(قیل ادخلوا ابواب جهنم خالدین فیها فبئس مثوی المتکبرین) ''ان سے کہا جائے گا کہ تم جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو تکبر کرنے والوں کے لئے کیا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

المتکبرین پر الف لام جنس کا ہے۔ مخصوص بالذم محذوف ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور اس کا اس بات پر علامت ہونا حق سے تکبر کرنے کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کلمہ عذاب ان کے لئے ثابت ہو چکا تھا۔ کیونکہ کفار کا تکبر کرنا اور ان کے تمام برے کام اس چیز کا سبب تھے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان الله اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة حتی یموت علی عمل من اعمال اهل الجنة فیدخل به الجنة.)
(واذا خلق العبد للنار استعمله بعمل اهل النار حتی یموت علی عمل من اعمال اهل النار فیدخل به النار)

بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اسے جنتیوں جیسے کام کرنے کی توفیق مل جاتی ہے چنانچہ وہ اہل جنت کے اعمال میں سے کسی ایک عمل پر فوت ہو جاتا ہے اور وہ شخص جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس سے دوزخیوں جیسے کام ہی ہوتے رہتے ہیں چنانچہ جہنمیوں کے اعمال میں سے کسی ایک عمل پر اسے موت آ

جاتی ہے اور وہ بدنصیب انسان دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

عجیب وغریب فرشتہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی تعظیما جعل اللہ تعالیٰ من تلک الکلمة ملکا له جناحان جناح بالمشرق و جناح بالمغرب ورجلاه تحت الارض وعنقه ملتویة تحت العرش یقول اللہ تعالیٰ له صل علی عبدی کما صلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فیصلی علیه الی یوم القیامة)

جو شخص مجھ پر میری عظمت کے پیش نظر درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکات سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے اس فرشتہ کے دو پر ہیں۔ ایک اس کا پر مشرق میں جب کہ اس کا دوسرا پر مغرب میں ہے اور اس کے دونوں پاؤں زمین کے نیچے ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ٹکرا رہی ہے اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تو میرے اس بندے پر درود پڑھ جس طرح کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن تک وہ فرشتہ اس بندے پر درود شریف پڑھتا رہے گا۔

دوزخیوں کی کیا حالت ہوگی:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی ان کے منہ پر مہر لگی ہوگی۔

جب دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کا داروغہ ان کا زنجیروں اور طوقوں سمیت استقبال کرے گا وہ طوق ان کے منہ پر رکھے جائیں گے اور وہ ان کے پیچھے سے نکل جائیں گے۔ ان کے دائیں ہاتھوں کو ان کی گردنوں پر باندھ دیا جائے گا اور ان کے بائیں ہاتھ ان کے سینوں میں داخل کر دیئے جائیں گے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ان کو کھینچا جائے گا اور انہیں بیڑیوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا اس بیڑی میں ہر کافر کے ساتھ اس کا شیطان ساتھی باندھ دیا جائے گا اور اسے سامنے کی طرف کھینچا جائے گا۔ فرشتے ان کو لوہے کے گرزوں کے ساتھ ماریں گے جب بھی وہ باہر نکلنے کا ارادہ کریں

گے تو انہیں دوزخ میں واپس لوٹا دیا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها ○ قیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون)

"جب وہ جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں واپس لوٹا دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم دوزخ کے عذاب کو چکھو۔ جس عذاب دوزخ کا تم انکار کیا کرتے تھے"۔ (دقائق الاخبار)

مسلسل رونا:

حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ہمیشہ روتے رہتے تھے اور آپ کے آنسو بندھی نہیں ہوتے تھے جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ تعالیٰ لو اوعدنی ان اذنبت حبسنی فی الحمام ابداً لکان حقا علی ان لا تنقطع دموع عینی فکیف و قد اوعدنی ان یحبسنی فی النار التی قد او قد علیها ثلاثة آلاف سنة)

بے شک اللہ تعالیٰ اگر مجھ سے وعدہ فرماتا کہ اگر میں گناہ کروں تو وہ مجھ کو ہمیشہ کے لئے حمام میں بند کر دے گا تو مجھ پر یہ حق بنتا ہے کہ میرے آنسو بالکل نہ رکیں تو کیسے میرے آنسو رک سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے دوزخ میں قید رکھے گا۔ وہ دوزخ کہ جس کی آگ کو تین برس تک جلایا گیا۔ (مشکوٰۃ)

دوزخ کیسی ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أتانی جبرائیل علیه السلام فقلت یا جبرائیل صف لی جهنم قال: ان اللہ خلق النار فا وقدها الف عام حتی احمرت ثم اوقدها الف عام حتی ابیضت ثم اوقدها الف عام حتی اسودت فهی سوداء کاللیل المظلم لا یسکن لهبها ولا یطفأ جمرها)

میرے پاس حضور سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے میں نے ان سے کہا کہ آپ

مجھے بتائیں کہ جہنم کیسی ہے؟ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا بے شک اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا فرمایا اور اسے ایک ہزار سال تک جلایا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا پھر اسے ایک ہزار سال تک مزید بھڑکایا تو اس کا رنگ سفید ہو گیا پھر اسے مزید ایک سال کے لئے بھڑکایا تو اس کا رنگ انتہائی سیاہ ہو گیا۔

اب وہ جہنم تاریک رات کی طرح انتہائی سیاہ ہے نہ تو اس کی لپٹ ختم ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے انگارے بجھتے ہیں۔

دنیا کی آگ:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو دوزخ کے داروغہ مالک کی طرف آگ لینے کے لئے بھیجا تا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کھانا پکا سکیں۔

مالک داروغہ دوزخ نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام آپ کو کتنی آگ درکار ہے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف ایک کھجور کی مقدار آگ چاہئے۔

مالک نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اگر میں اتنی مقدار تجھے آگ دے دوں تو اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین پگھل جائیں گی۔

مالک نے پھر پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام کتنی مقدار میں آپ کو آگ چاہئے؟ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ نصف کھجور کی مقدار آگ دے دیں۔ مالک نے کہا کہ اگر میں آپ کو نصف کھجور کے برابر آگ دے دوں تو نہ آسمان سے ایک قطرہ پانی اترے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی سبزہ اگے گا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ میں کتنی آگ لے کر آؤں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام صرف ایک ذرہ کے برابر آگ لے لو۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے ایک ذرہ کے برابر آگ لی اور اسے ستر نہروں میں ستر بار دھویا پھر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس آگ کو ایک بلند پہاڑ پر رکھا اس آگ کے ذرہ کو رکھنے کی دیر تھی کہ سارا پہاڑ جل گیا اور آگ اپنے مقام کی طرف لوٹ گئی اور اس کا دھواں پتھروں اور لوہے میں آج تک موجود ہے یہ دنیا کی

آگ اس ذرہ کے دھواں میں سے ہے۔
(فاعتبروا یا اولی الالباب) ''اے عقل والو عبرت حاصل کرو۔

پانچویں مرتبہ جواب نہیں ملے گے :

حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں۔ دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف سے پانچ مرتبہ بلائے جائیں گے جن میں سے چار دفعہ جواب ملے گا لیکن جب وہ پانچویں مرتبہ پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا دوزخی عرض کریں گے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(ربنا امتنا اثنتین واحیتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فهل الی خروج من سبیل)

کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر حقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ نہیں۔ (المومن ۱۱)

اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرمائے گا۔

(ذلکم بانه اذا دعی اللہ وحده کفرتم وان یشرک به تومنوا فالحکم للہ العلی الکبیر)

یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تو حکم اللہ کے لئے ہے۔ جو سب سے بلند اور بڑا۔ (المومن ۱۲)

پھر وہ عرض کریں گے۔

(ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون)

اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا۔ (السجدۃ ۱۲)

اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔

(اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال)

تو کیا پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔ (ابراہیم ۴۴)

پھر وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔

(ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل)

اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔(فاطر ۳۷)

اللہ تعالیٰ ان سے جواباً ارشاد فرمائے گا۔

(اولم نعمرکم مایتذ کرفیہ من تذکر وجاء کم النذیر؟ فذوقوا فما للظلمین من نصیر)

اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(فاطر: ۳۷)

پھر دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

(ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین. ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون)

اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔

(المومنون:۱۰۶-۱۰۷)

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے اس فرمان کے ساتھ جواب دے گا۔

(اخسئوا فیہا ولا تکلمون)

دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔(المومنون ۱۰۸)

اس کے بعد ان کے ساتھ کبھی بھی کلام نہیں کیا جائے گا اور یہ عذاب کی سختی کی انتہا ہو گی۔

جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(لا یذوقون فیہا بردا ولا شرابا الا حمیما و غساقا)

اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔(النباء ۲۴'۲۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لو ان دلواً من ذلک الغساق القی علی الدنیا لاحرق اھل الدنیا کلھا)

اگر دوزخیوں کے جلتے ہوئے پیپ میں سے ایک ڈول دنیا پر گرا دیا جائے تو یقیناً تمام دنیا والے جل جائیں۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا۔

(کلما نضجت جلو دھم بدلنا ھم جلو داغیرھا لیذوقوا العذاب)

جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔(النساء:۵۶)

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تاکلھم النار کل یوم سبعین الف مرۃ و کلما اکلتھم قیل لھم عودو افیعو دون کما کانوا ولا یموتون فیھا)

ان دوزخیوں کو ہر روز ستر ہزار مرتبہ آگ کھائے گی جب آگ ان کو کھا لے گی تو ان سے کہا جائے گا پہلے والی حالت پر دوبارہ لوٹ آؤ پس وہ جس طرح پہلے تھے اس طرح بن جائیں گے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان پر موت طاری نہ ہوگی۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت)

اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔(ابراہیم ۱۷) (مشکوۃ الانوار)

جہنم کو لانے کا منظر:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جہنم کو ساتویں زمینوں کے نیچے سے لایا جائے گا اور اس کے اردگرد فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہوں گی۔ ہر صف ستر ہزار مرتبہ آدمیوں اور جنوں سے بڑی ہوگی وہ جہنم کو اس کی لگاموں سے کھینچیں گے۔ جہنم کے چار پائے ہوں گے ہر دو پائے کے درمیان لاکھ لاکھ برس کی مسافت ہوگی جہنم کے تیس ہزار سر ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ ہوں گے اور ہر منہ میں تیس ہزار داڑھیں ہوں گی ہر ایک داڑھ تیس ہزار احد پہاڑ جیسی ہوگی۔ ہر منہ میں دو لب ہوں گے ان مین سے ہر ایک لب دنیا کے طبقوں کی مثل ہے ہر ایک لب میں لوہے کی ایک زنجیر ہے اور ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقہ ہیں۔ ہر ایک حلقہ کو متعدد فرشتوں نے تھام رکھا ہوگا پس جہنم کو عرش کے بائیں جانب سے لایا جائے گا۔(دقائق الاخبار)

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا کان یوم القیامۃ یقول الکفار (ربنا ارنا اللذین اضلانا من الجن

والانس نجعلھما تحت اقدا منا لیکونا من الاسفلین)
جب قیامت کا دن ہوگا تو کفار عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں وہ دونوں (بدبخت) دکھا۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا وہ جن ہو اور انسان ہم ان دونوں کو اپنے قدموں کے نیچے روند دیں تا کہ وہ انتہائی نچلے طبقہ میں سے ہو جائیں۔

شیطان کی ذلت و رسوائی :

مقاتل نے کہا کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے منبر رکھا جائے گا تو وہ اس پر چڑھ جائے گا اس کے اردگرد کفار اور شیطان کے متبعین جمع ہو جائیں گے وہ کہیں گے اے ملعون تو نے ہمیں حق کے راستے سے گمراہ کیا۔

(وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم)۔

اور شیطان کہے گا جب ہو چکے گا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا۔ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا۔ مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو۔
نیز شیطان کہے گا میں تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں لایا تھا اور نہ ہی تم نے مجھے دیکھا تھا اس لئے (فلاتلومونی ولوموا انفسکم)
''پس تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو ملامت کرو''۔ (ابراہیم ۲۲)

(درۃ الواعظین)

جہنم کا دردناک عذاب :

بیان کیا جاتا ہے کہ دوزخی ہزار سال تک جزع فزع کریں گے پھر کہیں گے ہم جب دنیا میں صبر کرتے تو ہمیں کشادگی نصیب ہو جاتی چنانچہ وہ ایک ہزار سال تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔
پس وہ کہیں گے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔
(سواء علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص)
''ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں''۔

(ابراہیم ۲۱)

اس کے بعد دوزخی مالک داروغہ دوزخ اور اس کے نگہبان کو بلائیں گے آہ وزاری کریں گے چیخ و پکار کریں گے اے مالک! ہم پر وعید ثابت ہو چکی ہم پر سخت تخن ہو چکا ہے ہمارے چمڑے پگھل چکے ہیں اگر تو ہمیں یہاں سے نکال دے تو ہم گناہ کا کام ہرگز نہیں کریں گے۔

جہنم کا داروغہ مالک اور اس کا نگہبان کہے گا۔

(اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلی)

''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے بولے کیوں نہیں''۔

(مؤمن ۵۰)

پس انہیں کہا جائے گا۔

(فادعوا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال)

''تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو''۔ (المومن ۵۸)

چنانچہ وہ دوزخی کہیں گے۔

(ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین)

''کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے''۔

(المومنون ۱۰۶)

جتنا عرصہ وہ دوزخی دنیا میں رہے اس کی دہری مدت گزارنے جتنا عرصہ ان کو جواب نہیں ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان کے ساتھ رد فرمائے گا۔

(قال اخسؤا فیھا ولا تکلمون)

''رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو''۔

(المومنون ۱۰۸)

جہنمیوں کی مایوسی:

جب انہیں بارگاہ خداوندی سے جواب نہیں ملے گا تو وہ مایوس ہو جائیں گے دوزخ سے نکلنے سے مایوس ہونے پر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار برس تک بارش طلب کریں گے عرض کریں گے اے ہمارے رب تو ہم پر بارش برسا۔

جب بارش طلب کریں گے تو ان کے سامنے سرخ رنگ کا بادل ظاہر ہو گا پس وہ گمان کریں گے کہ ابھی ان پر بارش برسائی جائے گی۔

ان پر خچروں جیسے بچھوؤں کی بارش برسے گی جب ان بچھوؤں میں سے کوئی ان کو کاٹے گا تو سو سال تک اس کا درد ختم نہ ہو گا پھر وہ ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے لئے سوال کریں گے تو ایک سیاہ رنگ کا بادل ظاہر ہو گا وہ کہیں گے کہ اس بادل سے بارش برسے گی۔ بختی اونٹ کی گردن کی طرح ان پر سانپ برسیں گے جس دوزخی کو وہ سانپ پکڑیں گے تو ہزار سال تک ان کا درد ختم نہیں ہو گا یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب ہے۔

(زدناھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون)

''ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا''۔ (النحل ۸۸) (مشکوۃ الانوار)

دوزخ کے سات طبقات:

بعض اہل علم نے بیان فرمایا کہ دوزخ کے سات طبقات ہیں۔

۱- ان میں سے پہلا ''سعیر'' ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(فسحقا لا صحاب السعیر) ''تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو''۔ (الملک ۱۱)

جہنم کے اس طبقہ میں جھوٹے لوگ ہوں گے۔

ہم دوزخ کے اس طبقہ اور اس کے باقی طبقات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۲- دوزخ کا دوسرا طبقہ ''لظی'' ہے جو زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے بنایا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کلا انھا لظی ٥ نزاعۃ للشوی) (المعارج: ۱۵-۱۶)

''ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی''۔

۳- ان طبقات میں سے تیسرا ''سقر'' ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(عن المجرمین ٥ ما سلککم فی سقرہ قالوا لم نک من المصلین ٥ ولم نک نطعم المسکین٥)

''مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے''۔

شریعت کے امور میں سے افضل ترین امر نماز ہے۔

۴- دوزخ کے چوتھے طبقہ کا نام ''جحیم'' ہے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

(فا ما من طغیo و آثر الحیوۃ الدنیاo فان الجحیم هی الماوٰی) ''تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے''۔

(النازعات ۳۷'۳۹)

جہنم کا یہ طبقہ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۵- دوزخ کے پانچویں طبقہ کو ''جہنم'' کہتے ہیں جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:

(وان جهنم لموعد هم اجمعین) ''اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے''۔

(الحجر ۴۳)

۶- دوزخ کے چھٹے طبقہ کا نام ''ھاویہ'' ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فامه هاویهo وما ادرک ماهیی o نار حامیةo)

''وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی''۔

۷- جہنم کے ساتویں طبقہ کو ''الحطمۃ'' کہتے ہیں جس کو چغل خوروں کے لئے بنایا گیا ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں مذکور ہے۔

(کلا لینبذن فی الحطمة)

''ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا''۔ (۱ عرجیہ)

ہیبت ناک آواز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

(کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فسمعنا صوتا مع الهیبة والشرة فقال علیه الصلوٰۃ والسلام : أتدرون ماهذا؟ قلنا الله ورسوله اعلم)

(قال هذا حجر ارسل فی جهنم منذسبعین عاما. والآن انتهی الی قعرها)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اس دوران ہم نے شدت اور ہیبت والی آواز کو سنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس آواز کو جانتے ہو؟ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ ستر سال سے دوزخ میں ایک پتھر کو گرایا جا رہا تھا جو ابھی اپنی جگہ پر پہنچا ہے۔

دوزخیوں کی بھوک:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یلقی علی اهل النار الجوع. فیعدل الم الجوع ما فیها من العذاب فیستغیثون بالطعام فیطعمون الزقوم کما قال اللہ تعالیٰ (ان شجرت الزقوم ٥ طعام الاثیم ٥ کالمهل یغلی فی البطون ٥ کغلی الحمیم٥) وکذا قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما)

دوزخیوں کو ایسی بھوک لگے گی کہ اس بھوک کی شدت عذاب کی شدت کے برابر ہو گی دوزخی کھانا طلب کریں گے تو ان کو زقوم کھلایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بے شک تھوہر کا پیڑ۔ گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارے" اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس طرح فرمایا۔ (الدخان ۴۳، ۴۴)

زبانیہ فرشتہ کی طاقت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ زبانیہ فرشتے میں سے ہر ایک، ایک ہی دفعہ چالیس ہزار دوزخیوں کو جہنم کی طرف دھکیلے گا۔

زبانیہ ایسے فرشتے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے نرمی اور مہربانی کو ہرگز پیدا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں ان فرشتوں کے ہاتھوں سے اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل محفوظ فرمائے۔ (آمین)

کفار کے عذاب میں تجدد:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کفار کے عذاب کے تجدد میں اللہ

تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(بدلنا هم جلودا غیرها) ''ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے''۔
(النساء ۵۶)

آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے سفید چمڑے کو قراطیس کی طرح بدل دیں گے۔

ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیت (کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلوداً غیرها)

''جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے''۔ پڑھی گئی (النساء ۵۶)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک گھڑی میں ان کی کھالوں کو سو مرتبہ تبدیل کیا جائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ جلایا جائے گا جب ان کے چمڑے پک جائیں گے اور ان کے گوشت کو کھا لیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا کہ پہلے والی حالت پر ہو جاؤ۔ تو وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ (کذافی الدر المنثور)

دوزخی کی داڑھ:

امام مسلم نے ایک روایت ذکر کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ضرس الکافر کجبل احد و غلظ جلده مسیرة ثلاثة ایام)

کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین روز کی مسافت کے برابر ہو گی۔ (کذافی اللباب)

جلسہ نمبر ۵۲

جنت کا بیان

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً حتی اذا جاء وھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین ٥

ترجمہ: ”اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچے گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا“۔ (سورۃ الزمر آیت ۷۳، ۷۴)

جنت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنة زمرا)

''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی''۔

عزت و کرامت کے گھر کی طرف ان کو جلدی لے جایا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کو سوار کر کے لے جائیں گے کیونکہ وہ سوار ہو کر ہی جنت کی طرف پہنچیں گے۔

طبقات کی رفعت اور بزرگی کے لحاظ سے ان کے مراتب مختلف ہوں گے۔

(حتی اذا جاء وھا و فتحت ابوابھا)

''یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے''۔

اہل جنت کی اس وقت جو عزت و تکریم کی جائے گی وہ بیان نہیں ہوسکتی جنتیوں کے آنے سے پہلے بہشت کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے اس حال میں کہ وہ انتظار میں ہوں گے۔

(وقال لھم خزنتھا سلم علیکم طبتم فادخلوھا خالدین)

''اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر، تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے''۔

رضوان جنت کی طرف سے ان کو یہ خوشخبری ملے گی کہ آج کے بعد تمہیں ناپسندیدہ چیز سے پالا نہیں پڑے گا۔ خوش ہو جاؤ کہ تم گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف ہو چکے ہو اب جنت میں ہمیشہ رہنا یہ تمہارا مقدر ہے۔ جنتیوں کے خوش ہونے کا سبب ان کا جنت میں داخل ہونا اور اس میں ہمیشہ رہنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے معاف کر دینے کی وجہ سے گناہگاروں کو جنت میں داخل ہونے سے روکنے والا کوئی نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ماضی کی تمام آلائشوں سے صاف ستھرا فرما دے گا۔

(وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنة

حیث نشاء فنعم اجر العاملین)

"اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں۔ جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا"۔

جنتی لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور ثواب کے حاصل کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے۔

زمین کی وراثت سے مجازاً وہ مکانات مراد ہوں گے جو انہیں دنیاوی زندگی میں رہنے کے لئے ملے تھے۔

اس کی وراثت سے مراد اس کی ملکیت ہے جو ان کے اعمال کے سبب سے ان کو ملے گی۔

ایک اس کا مطلب مفسرین نے یہ ذکر فرمایا زمین میں تصرف کی قدرت ان کو اس طرح عطا ہوگی۔ جس طرح ایک وارث آدمی کو ملنے والی وراثت میں اسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ جنت میں اتنے وسیع مقامات ہیں کہ جن میں داخل ہونے سے ان کو منع نہیں کیا جائے گا بلکہ جہاں بھی وہ ٹھکانہ بنانا چاہیں گے ان کو اجازت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیاب لوگوں کو جنت کا ملنا یہ عمل کرنے والوں کی بہترین جزاء ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بہت بڑا اجر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی علی فی کل جمعة مائة مرة غفر اللہ ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر)

"جو شخص ہر جمعہ کے دن میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(زبدۃ الواعظین)

جنت کا راستہ کون بھول گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

(من نسی الصلوٰۃ علی نسی طریق الجنۃ)

''جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ وہ جنت کا راستہ بھول گیا''۔

جنت کے آٹھ دروازے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن کو سونے اور جواہرات کے ساتھ مزین کیا گیا۔

پہلا دروازہ: جنت کے پہلے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے یہ انبیاء' رسل' شہداء اور سخیوں کا دروازہ ہے اس دروازے سے یہ لوگ داخل ہوں گے۔

دوسرا دروازہ: دوسرا دروازہ ان نمازیوں کے لئے ہے جو اپنی نمازوں اور وضو کو مکمل کرتے ہیں۔

تیسرا دروازہ: تیسرا دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

چوتھا دروازہ: جنت کا چوتھا دروازہ ان خوش نصیب لوگوں کے لئے ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

پانچواں دروازہ: پانچواں دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا قلع قمع کرنے والے ہیں۔

چھٹا دروازہ: جنت کے چھٹے دروازے سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو حج اور عمرہ ادا کرنے والے ہیں۔

ساتواں دروازہ: جنت کے ساتویں دروازے سے مجاہدین جنت میں داخل ہوں گے۔

آٹھواں دروازہ: جنت کا آٹھواں دروازہ ان کامیاب لوگوں کے لئے ہو گا جو حرام کی طرف دیکھنے سے اپنی نظروں کو بچانے والے۔ نیکی کا کام کرنے والے' والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے صلہ رحمی کرنے والے اور ان کے علاوہ جتنے نیکی کے کام ہیں ان کو بجا لانے والے ہیں۔ (دقائق الاخبار)

آٹھ جنتیں: صاحب دقائق الاخبار نے نقل کیا بہشت آٹھ ہیں۔

۱- (دارالجلال وھی من اللؤلؤ الابیض) ''دارالجلال جو کہ انتہائی سفید موتیوں سے

بنا ہوا ہے"۔

۲- (دار السلام وھی من الیا قوت الاحمر) "دارالسلام جس کو یاقوت احمر سے تعمیر کیا گیا ہے"۔

۳- (دار القرار وھی من الذھب الاحمر) "دارالقرار جو سرخ سونے سے بنا ہوا ہے"۔

۴- (جنۃ المأوی وھی من الزبر جد الا خضر) "جنت ماوی جو سبز زبرجد سے بنی ہوئی ہے۔

۵- (جنۃ الخلد وھی من المرجان الاصفر) "جنت خلد جسے زرد مرجان سے بنایا گیا ہے"۔

۶- (جنۃ النعیم وھی من الفضۃ البیضاء) "جنت نعیم جس کو سفید چاندی سے تیار کیا گیا ہے"۔

۷- (جنۃ الفردوس وھی لبنۃ من فضۃ ولبنۃ من ذھب ولبنۃ من یا قوت ولبنۃ من زبر جد و ملاطھا المسک) "جنت الفردوس کو اس طرح مزین فرمایا گیا ہے کہ اس کی ایک اینٹ چاندی کی ایک سونے کی ایک یا قوت کی ایک زبر جد کی اور اس کا گارا کستوری کا ہے۔

۸- (جنۃ عدن وھی من درۃ بیضاء ومشرفۃ علی الجنان کلھا ولھا بابان من ذھب وما بینھما کما بین السماء والارض وبناء ھا لبنۃ من ذھب ولبنۃ من فضۃ و ترابھا العنبر و ملاطھا المسک و فیھا انھار تجری فی جمیع الجنان و مصی الانھار من اللؤلؤ وماء ھا ابرد من الثلج واحلی من العسل وفیھا نھر الکوثر وھو نھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و فیھا نھر الکافور و نھر التسنیم و نھر الرحیق المختوم ونھر الماء ونھر اللبن و نھر العسل) "جنت عدن کو اس طرح سجایا گیا ہے کہ وہ سفید موتیوں سے بنی ہوئی ہے اور تمام جنتوں سے بلند و بالا ہو گی اس جنت کے سونے کے دو دروازے ہیں۔ ان دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ اس قدر ہے جس طرح کہ زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے۔اس کی عمارت میں ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی لگی ہوئی ہے اس کی مٹی عنبر کی اور اس کا گارا کستوری کا ہے۔

جنت عدن میں نہریں ہیں جو تمام جنتوں میں جاری ہیں ان نہروں کے آس پاس کی دیواریں موتیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ ان نہروں کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

جنت عدن میں ایک نہر کوثر ہے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہر ہے۔ نیز اس جنت میں نہر کافور نہر تسنیم' نہر رحیق مختوم' پانی کی نہر دودھ کی نہر اور شہد کی نہر ہے۔ (دقائق الاخبار)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نہریں دیکھیں:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی طرف سیر کرائی گئی تو مجھ پر تمام جنتوں کو پیش کیا گیا اس میں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ ۱- پانی کی نہر ۲- دودھ کی نہر ۳- شراب کی نہر ۴- خالص شہد کی نہر۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهار من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمرلذة للشربین وانهار من عسل مصفی)

''احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں۔ جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں۔ جو صاف کیا گیا ہے''۔ (محمد: ۱۵)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟ اور کہاں جا رہی ہیں۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہریں حوض کوثر کی طرف جا رہی ہیں۔ لیکن مجھے اس بارے خبر نہیں کہ یہ کہاں سے آ رہی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کریں کہ وہ آپ کو ان کے بارے میں بتائے اور دکھائے کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی۔

چنانچہ ایک فرشتہ حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی آنکھیں بند فرمائیں حضور فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں کو بند کیا۔

اس فرشتہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں کو کھولیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی آنکھوں کو کھولا تو اچانک میں ایک درخت کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس درخت کے پاس میں نے سفید موتیوں کا ایک گنبد دیکھا۔ سبز یاقوت کا اس کا دروازہ تھا سرخ سونے کا اسے تالا لگا ہوا تھا۔ اگر ساری دنیا وما فیہا کو جمع کر کے اس گنبد کے اوپر رکھا جائے تو وہ ایسے معلوم ہو گا۔ جیسے پہاڑ کے اوپر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہو یا ایک انڈہ ہے جس کو اس کے اوپر گرا دیا گیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ چاروں نہریں اس گنبد کے نیچے سے نکل رہی ہیں میں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ فرشتے نے عرض کیا کہ آپ اس میں داخل ہوں؟ حضور فرماتے ہیں میں نے فرمایا کہ میں اس میں کیسے داخل ہو سکتا ہوں۔ حالانکہ اس کے اوپر تالا لگا ہوا ہے۔؟

فرشتے نے کہا اس کی چابی آپ کے ہاتھ میں ہے حضور نے فرمایا وہ چابی کہاں ہے۔

فرشتے نے عرض کیا اس تالے کی چابی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بسم اللہ شریف پڑھی تالا کھل گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ چاروں نہریں اس گنبد کے چار ستونوں سے نکل رہی تھیں۔

آپ نے جب وہاں سے باہر نکلنے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے فرشتے نے عرض کیا۔

(یا محمد هل رأیت فقلت رأیت فقال انظر ثانیا فنظرت فاذاً علی ارکان القبة مکتوب بسم الله الرحمن الرحیم)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دیکھا حضور فرماتے ہیں۔ میں نے جواباً فرمایا ہاں! میں نے دیکھا فرشتے نے عرض کیا دوسری مرتبہ دیکھیں جب میں نے دوبارہ دیکھا۔ تو اس گنبد کے ستونوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔

(فرایت نهر الماء یخرج من میم بسم الله ونهر اللبن من هاء الله ونهر الخمر من میم الرحمن و نهر انعسل من میم الرحیم فعرفت ان ماخذ هذه الانهار من البسملة فقال الله تعالیٰ : یا محمد صلی الله

علیه وسلم من ذکرنی بهذه الاسماء من امتک فانی اسقیه من هذه الانهار)

میں نے دیکھا کہ پانی کی نہر بسم اللہ کی میم سے دودھ کی نہر لفظ اللہ کی ہاء سے شراب کی نہر رحمٰن کی میم سے شہد کی نہر رحیم کی میم سے نکل رہی ہے میں نے پہچان لیا کہ ان نہروں کا ماخذ بسم اللہ شریف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھے میرے ان ناموں کے ساتھ یاد کرے۔تو میں اس خوش نصیب کو ان نہروں سے سیراب کروں گا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اپنی خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دینا:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ اے جبرائیل علیہ السلام جاؤ دیکھو میں نے اپنے بندوں اور دوستوں کے لئے کیا چیز پیدا فرمائی ہے۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے اور اس جنت کے اردگرد چکر لگایا۔ حورعین میں سے ایک دوشیزہ نے بعض محلات میں سے جھانکا اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر اس نے تبسم کیا۔ اس کے دانتوں کی چمک کی وجہ سے جنت عدن روشن ہوگئی۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اللہ رب العزت کا نور ہے۔اس دوشیزہ نے آواز دی ! اے اللہ کے امین اپنے سر کو اوپر اٹھائیں۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے سر کو اٹھایا اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

سبحان الذی خلقک	پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے پیدا کیا۔
فقالت الجاریة یا امین اللہ أتدری لمن خلقت؟	اس دوشیزہ نے عرض کیا! اے اللہ کے امین آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس کے لئے پیدا کیا گیا؟
فقال جبرائیل علیہ السلام لمن خلقت؟	حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ کس کے لئے تو پیدا کی گئی ہے؟

فقالت خلقنی اللہ تعالیٰ لمن آثر رضاء اللہ تعالیٰ علی ھوی نفسہ

اس دوشیزہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے لئے خوش بخت انسان کے لئے پیدا کیا ہے جو اپنی خواہشات نفس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دے۔ (مکاشفۃ القلوب)

جنت کے درخت کیسے ہیں؟:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کے درختوں کے بارے میں سوال کیا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی ان کے پتے نہیں گریں گے اور نہ ہی ان کے تازہ پھل ختم ہوں گے۔

جنت کے درختوں میں سے سب سے بڑا درخت ''طوبیٰ'' ہے جس کی بنیادیں موتیوں کی اس کا درمیان سرخ یاقوت کا اور اس کی چوٹی سونے کی ہے۔ اس درخت کی ٹہنیاں زبرجد کی اس کے پتے سندس کے اور اس پر سو ہزار ٹہنیاں ہیں اس کی آخری ٹہنی عرش کی ساق کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس کی نچلی ٹہنی آسمان دنیا تک پہنچی ہوئی ہے۔ جنت میں نہ ہی ایسا کوئی کمرہ ہے اور نہ ہی کوئی گنبد ہے کہ جس پر اس درخت کی ٹہنیوں کا سایہ نہ ہو۔

اس درخت پر ایسے پھل لگے ہوئے ہیں جن کی نفس خواہش کرتا ہے دنیا میں اس کی مثال دیکھنی ہو۔ تو وہ سورج ہے جس کی جڑیں آسمان میں ہیں اور س کی روشنی ہر جگہ پر موجود ہے۔ (دقائق الاخبار)

عجیب وغریب میدان:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ پل صراط کے پیچھے میدان ہیں۔ جس میں عمدہ قسم کے درخت ہیں۔ ہر درخت کے نیچے پانی کے دو چشمے ہیں۔ جو جنت سے نکلتے ہیں ایک دائیں طرف سے اور دوسرا بائیں طرف سے ایماندار لوگ جب پل صراط سے بخیر وعافیت گزر جائیں گے تو وہ ان دو چشموں میں سے ایک سے پانی پئیں گے جس کی برکت سے ان سے دھوکہ، خیانت، گندگی، خون اور پیشاب ختم ہو جائے گا۔ ان کا ظاہر و باطن پاک صاف ہو جائے گا پھر ایمان دار لوگ دوسرے چشمے پر آئیں گے اس میں وہ غسل کریں گے تو ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ ان کے

نفوس ریشم کی طرح نرم ہو جائیں گے ان کے جسم کستوری کی طرح خوشبودار ہوں گے۔ جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آگے سے حوریں نکلیں گی ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے شوہر کے ساتھ معانقہ کرے گی اور اس کے گھر میں داخل ہو جائیں گی ہر گھر میں ستر تخت ہوں گے ہر ایک تخت پر ستر بچھونے ہوں گے ہر ایک بچھونا پر اس کی بیوی ہو گی جس پر ستر قسم کے ریشمی حلے ہوں گے ان ریشمی حلوں کی لطافت کی وجہ سے ان سے بیوی کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حورعین کس طرح کی ہوگی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حورعین کے چہروں کو چار رنگوں سے پیدا فرمایا:

۱-سفید ۲-سبز ۳-زرد ۴-سرخ

ان کے جسموں کو زعفران' کستوری اور کافور سے بنایا۔ ان کے بالوں کو قرنفل سے ان کے پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنے تک کو خوشبودار زعفران سے پیدا فرمایا ان کے گھٹنوں سے لے کر ان کی چھاتی تک کو عنبر سے بنایا ان کی گردن سے لے کر سر تک کو کافور سے پیدا فرمایا۔

اگر حورعین میں سے کوئی ایک اس دنیا کے اوپر تھوک دے تو ہر طرف کستوری ہی کستوری ہو جائے۔ حورعین کے سینے کے اوپر اس کے شوہر کا نام اور اللہ تعالیٰ کے مبارک اسماء میں سے ایک اسم مبارک لکھا ہوا ہو گا ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں کنگن ہوں گے اور ان کی انگلیوں میں دس موتیوں اور جواہرات کی انگوٹھیاں ہوں گی۔ (دقائق الاخبار)

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور مکان کی تعمیر:

حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ایک محل تیار کر رہے تھے۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اچانک میں نے دیکھا کہ فرشتے تعمیر کرنے سے رک گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ تم اس محل کی تعمیر کرنے سے کیوں رک گئے؟ فرشتوں نے کہا کہ اس کا خرچ پورا ہو چکا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کا

خرچ کیا ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا اس کا خرچ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

اس محل کا مالک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف تھا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے رک گیا تو ہم اس کی تعمیر کرنے سے رک گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(من کان یرید حرث الآخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا و مالہ فی لآخرۃ من نصیب ٥) ''جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔ (الشوریٰ ۲۰)

جنت کی طرف جانے کا منظر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: **(وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا)** ''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی''۔

اہل جنت کو مختلف گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جایا جائے گا فضیلت اور درجات کی بلندی کے لحاظ سے ان کے گروہ مختلف ہوں گے یہ حساب و کتاب سے پہلے ہوگا یا اس کے بعد آسانی کے طور پر ہوگا یا سختی سے اور یہ اس کے مطابق ہوگا جس طرح کہ اس آیت سے پہلے دوسری آیت میں اسے ذکر فرمایا گیا۔

(واشرقت الارض بنور ربھا و وضع الکتب و جایئ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون٥)

''اور زمین جگمگا اٹھے گی۔ اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا''۔ (الزمر ۶۹)

اہل جنت کو پیچھے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے چلانے والے ہوں گے وہ فرشتے ان کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ لے جائیں گے نہ انہیں تھکاوٹ ہوگی اور نہ ہی پریشانی بلکہ وہ خوشی اور مسرت کے ساتھ جلدی جلدی اس اعزاز و اکرام والے گھر کی طرف بڑھ رہے ہوں گے۔

ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے آپ کو شرک جیسے عظیم گناہ سے بچاتے تھے اور یہی

اہل جنت کے کام ہیں۔ جو ان کو وہاں لے جانے کا سبب بنیں گے۔ ان سے درجہ میں بڑھ کر وہ لوگ ہوں گے جن کے حق میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

(وازلفت الجنة للمتقين غير بعيد) ''اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی''۔ (ق ۳۱)

ان لوگوں سے درجات کے اعتبار سے بڑھ کر وہ خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کے بارے میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

(يوم نحشر المتقين الى الرحمن وفدا) ''جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر''۔ (مریم ۸۵)

ایک گروہ اہل جنت کا وہ ہوگا جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور ایک گروہ ان خوش بخت لوگوں کا ہوگا کہ جنت خود ان کے قریب ہو جائے گی۔

حقیقت میں وہ لوگ جن کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

جن کے جنت قریب ہوگی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنت کا ارادہ کرنے والے ہوں گے اور اہل وفد سے مراد وہ جنتی لوگ ہوں گے جو سب سے سبقت کرنے والے ہوں گے۔

جب صور پھونکا جائے گا:

جب واپسی کا صور پھونکا جائے گا لوگوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی قبر پر اٹھ کر بیٹھ جائے گا ان میں سے ہر ایک عمل اس کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا تو اٹھ! اور میدان حشر کی طرف چل۔

جس شخص کا عمل عمدہ ہوگا تو اس بندے کے لئے وہ خچر کی شکل اختیار کرے گا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا عمل گدھے کی شکل اختیار کر لے گا۔

ان میں سے کچھ لوگ اس طرح کے ہوں گے کہ ان کا عمل مینڈھے کی شکل اختیار کرے گا کبھی وہ اس کو اٹھائے گا اور کبھی اسے گرائے گا۔

ان لوگوں میں سے ہر ایک کے سامنے نور ہوگا۔ جو چراغ کی طرح' ستارے کی طرح' چاند کی طرح اور سورج کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس نور کی روشنی کی کمی اور زیادتی ان کے

اعمال اور حالات کی درستگی کے اعتبار سے ہو گی ان کے دائیں طرف بھی اس طرح کا نور ہو گا لیکن ان کے بائیں طرف نور کی بجائے سخت تاریکی ہو گی۔ جس میں کفار اور شک کرنے والے گریں گے جب کہ مؤمن اس نور کے عطا ہونے پر اور اس تاریکی میں راستہ ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائیں گے۔

لوگوں میں سے کچھ لوگ اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے اور ان میں سے کچھ اپنے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر چل رہے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے گا؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے ایک اونٹ پر پانچ آدمی سوار ہوں گے اور ایک اونٹ پر دس آدمی سوار ہوں گے۔

یہ اس وقت ہو گا کہ جب وہ عمل کرنے میں شریک ہوں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے اعمال سے اونٹوں کو پیدا فرماتا ہے جس پر وہ سوار ہوں گے جیسا کہ ایک اونٹ کو چند آدمی مل کر خریدتے ہیں اور پھر باری باری اس پر سوار ہوتے ہیں۔

اے مخاطب تو ایک ایسا نیک عمل کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے وہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ خالص تیرے لئے ہی اونٹ ہو اور اس میں کوئی شریک نہ ہو۔

اس سے عمل کے ثواب میں شرکت بھی معلوم ہو گئی پس بہتر یہ ہے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے نام پر الگ الگ قربانی کا جانور ذبح کرے تاکہ اس میں دوسرے کو شریک کئے بغیر صرف اسی ایک آدمی کو اس کا ثواب ملے۔

ایک کامیاب انسان:

علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر روح البیان میں ایک روایت ذکر کی ہے۔

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس کو اپنے باپ کی طرف سے وراثت میں بہت زیادہ مال و اسباب ملا۔ اس نے ایک باغ کو فروخت کیا اور اس سے جتنی رقم حاصل ہوئی اس کو مساکین پر خرچ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لئے یہ باغ ہیں اسی طرح اس نے بہت سارے دراہم کمزور لوگوں پر خرچ کئے اور کہا کہ میں نے ان کے ساتھ بہت سے غلام

اور لونڈیاں خرید لی ہیں۔ ایسے ہی اس نے بہت سے غلام آزاد کر دیئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ میرے خدام ہیں ایک دن اس نے اندھے آدمی کو دیکھا کہ کبھی وہ چلتا ہے اور کبھی گر پڑتا ہے اس نیک آدمی نے اسے ایک سواری خرید کر دے دی۔ تا کہ وہ اس کے اوپر سوار ہو کر چلتا پھرتا رہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری یہ سواری ہے جس کے اوپر میں سواری کروں گا۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(والذی نفسی بیده لکانی انظر الیها و قد جیئ بها الیه مسرجه یرکبها ویسیر بها الی الموفق)

مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس سواری کی طرف دیکھ رہا ہوں اس آدمی کے پاس اس سواری کو اس حال میں لایا گیا کہ اس کے اوپر لگام اور زین رکھی ہوئی ہے۔ وہ آدمی اس کے اوپر سوار ہے اور اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے۔ (علامہ الشیخ اسمٰعیل حقی۔ تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۱۴۴۔ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

جلسہ نمبر ۵۳

فرشتوں کا مؤمنین کیلئے بخشش طلب کرنا

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شئ رحمة و علماً فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقهم عذاب الجحیم○

ترجمہ: ''وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راہ پر چلے۔ (سورہ المومن آیت ۷)

فرشتوں کا مومنین کیلئے بخشش طلب کرنا

آیت کی تفسیر:

(الذین یحملون العرش ومن حولہ)

''جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں''۔

عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو کروبیین کہتے ہیں۔ جن کا تعلق فرشتوں کے اعلیٰ طبقات کے ساتھ ہے۔ فرشتوں کو جب وجود عطا ہوا تو سب سے پہلے انہی کو وجود دیا گیا۔ ان فرشتوں نے خاص طور پر عرش کو اٹھایا۔ عرش کے اردگرد جو کچھ ہے وہ ان سے مخفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجازاً اسے مخفی فرمایا گیا کیونکہ وہ ہی ان کی حفاظت اور تدبیر کرتے ہیں نیز اس بات سے کنایہ ہے کہ وہ عرش والے کے قریب ہیں اور اس کے ہاں ان کا عظیم مرتبہ ہے اور اس کے حکم کے نافذ کرنے میں یہ واسطہ ہیں۔

(یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہ و یستغفرون الذین آمنوا)

''اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں''۔

ایمان والے اللہ تعالیٰ کی جلال و اکرام کی جامع صفات کے ساتھ تعریف اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تسبیح کو اصل اور حمد کو حال قرار دیا اس لئے کہ تعریف تسبیح کے علاوہ ان کے حال کا تقاضہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا اظہار کرتے ہوئے ان کے ایمان کی خبر دی نیز اس میں اہل ایمان کی عظمت بھی ہے اور اس آیت کریمہ کو لانے کا مقصد بھی یہی ہے رب ذوالجلال نے اپنے اس فرمان ''کہ وہ ایمانداروں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں''۔ کے ساتھ اس بات کی وضاحت فرما دی۔

آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ عرش کو اٹھانے والے عرش میں رہنے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں برابر ہیں۔

فرشتوں کے بخشش طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا شفاعت کرنا توبہ کرنے پر

لوگوں کو برانگیختہ کرنا لوگوں کو ایسی باتوں کا الہام کرنا کہ جو ان کے لئے بخشش کو واجب کرتی ہوں۔ نیز اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ ایمان میں مشارکت خیر خواہی اور شفاعت کو واجب کرتی ہے۔ اگرچہ اجناس مختلف ہی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ یہ قوی ترین مناسبت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(انما المومنون اخوۃ)۔ ''مسلمان مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ (الحجرات ۱۰)

(ربنا وسعت کل شیئ رحمۃ و علما فاغفر للذین تابوا و اتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم○)

اے ہمارے رب تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب۔

(ربنا۔ یستغفرون) کا بیان ہے یا اس سے حال ہے۔ خداوند قدوس کی رحمت اور اس کا علم وسیع ہے۔ اللہ کے علم اور اس کی رحمت کے وصف میں گہرائی تک جانے کی اصل کو زائل کر دیا گیا ہے نیز اس کے عموم میں مبالغہ کرنے کا احتمال کے زائل کر دیا۔

آیت کریمہ میں لفظ رحمت کو لفظ علم پر مقدم کیا گیا کیونکہ اس مقام پر مقصود بالذات یہی چیز ہے فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جن لوگوں کی توبہ اور ان کے راہ حق کے اختیار کرنے کو تو جانتا ہے۔ اس کی بخشش فرما انہیں عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔ ایک دفعہ ذکر کرنے کے بعد تاکید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تصریح ہے۔ نیز اس میں عذاب کی سختی پر بھی دلالت ہے۔ (قاضی بیضاوی)

عرش اور حاملین عرش کا حال:

حضرت امام محمد بن محمود سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (الذین یحملون العرش) کی تفسیر میں دو بزرگوں کے اقوال نقل فرمائے۔

۱- حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے پاؤں بالکل نچلی زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ان میں اتنی عاجزی ہے کہ وہ شرم وحیا کی وجہ سے اپنی نظروں تک کو نہیں اٹھاتے۔

۲- حضرت جعفر بن محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر کی طرف دیکھا۔ تو وہ سرخ ہو گیا پھر دوسری مرتبہ اس کی طرف دیکھا تو وہ پگھل گیا اور وہ اپنے رب کی ہیبت کی وجہ سے کانپ اٹھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ اس کی طرف دیکھا تو وہ پانی ہو گیا پھر چوتھی مرتبہ دیکھا تو اس کا آدھا حصہ منجمد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نصف سے عرش اور اس کے نصف سے پانی کو پیدا فرمایا۔ پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا اسی وجہ سے وہ قیامت کے دن تک کانپتا رہے گا۔

امام قرطبی رحمتہ اللہ کی وضاحت:

حضرت امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بارے اہل تفسیر نے یہ فرمایا ہے کہ عرش ایک تخت کی مانند ہے اس کا جسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ فرشتوں کو اسے اٹھانے کا حکم دیا۔ اس کی تعظیم کی وجہ سے فرشتوں کو اس طرف منہ کر کے عبادت کرنے اور اس کا طواف کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین بیت اللہ شریف کو پیدا فرمایا اور انسانوں کو اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے اور اس کا طواف کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک عرش کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں۔ ہر ایک فرشتہ کے چار منہ ہیں۔ ان کے پاؤں اس چٹان پر لگے ہوئے ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے جو کہ پانچ سو سال کی مسافت کے فاصلہ پر ہے۔

ابو اللیث سمرقندی کی تحقیق:

حضرت امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف کی اس آیت (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ متشابہات میں سے ہے جس کی تاویل کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حضرت یزید بن مروان سے اس کی تاویل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔

یہ بھی مذکور ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ

تعالیٰ کے فرمان (الرحمٰن علی العرش استوٰی) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سوال کرنے والے کو فرمایا کہ میں تجھے گمراہ سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ اسے باہر نکال دو۔ حضرت محمد بن جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

ہر وقت درود وسلام پڑھنے میں کچھ مضائقہ ہے؟:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام اللیل فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے اے لوگو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ رادفہ آنے والی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(یوم ترجف الراجفۃ ○ تتبعھا الرادفۃ ○ قلوب یومئذ واجفۃ)

''جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے''۔ (النزعات ۶ تا ۸)

جب پیچھے آنے والی آئے گی اس میں موت آ جائے گی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوں۔

فکم اجعل لک من صلاتی	یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات پر کتنا وقت درود پڑھوں؟
قال صلی اللہ علیہ وسلم: ماشئت	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جتنا تم چاہو۔
قال الربع.؟	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟
قال. ماشئت' وان زدت فھو خیر لک	آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جتنا وقت تم چاہو اگر اس سے زیادہ وقت درود پڑھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. الثلث

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہائی وقت؟

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ وقت درود پڑھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. النصف؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھا وقت درود شریف پڑھوں گا۔

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت درود شریف پڑھو۔ تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال. الثلثین؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تہائی وقت درود شریف پڑھوں گا؟

قال. ماشئت وان زدت فھو خیرلک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت درود شریف پڑھ سکو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجعل صلاتی کلھا لک؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا وقت آپ کی ذات پر درود شریف ہی پڑھوں گا؟

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام : اذن تکفی ھمک ویغفر ذنبک

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تب تو تیرے غموں کو دور کرنے کے لئے یہی درود کفایت کرے گا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ (شفا شریف)

صاحب تفسیر خازن کا قول:

اللہ تعالیٰ کے فرمان (ویؤمنون بہ) کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر خازن فرماتے

ہیں کہ وہ ایماندار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی مثل کوئی بھی نہیں۔

سوال: جو لوگ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں تو وہ اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس پر ایمان لانے کے بعد ہی ہوتی ہے تو آیت کریمہ میں یؤمنون بہ کہنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ایمان کی شرافت اس کی فضیلت پر تنبیہ کرنے کے لئے ان کلمات کو ذکر فرمایا گیا نیز اس میں ایمان کے بارے میں ترغیب دلانا مقصود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے جلال' جمال اور اپنی صفات کمال کی وجہ سے مؤمنوں سے پردہ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمان کے ساتھ صفت ذکر فرمائی۔ (تفسیر خازن)

صاحب کی تفسیر کشاف کا موقف:

صاحب تفسیر کشاف نے اس آیت کے تحت ایک سوال اور جواب ذکر کر کے اس کی وضاحت فرمائی۔

سوال: فرشتوں کا مؤمنین کے لئے بخشش طلب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے بخشش کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا؟

جواب: یہ شفاعت کا مرتبہ بیان کرنے کے لئے ہے ثواب اور کرامت کی زیادتی ہی اس کا فائدہ ہے۔ (تفسیر کشاف)

ایک جواب یہ بھی ہے کہ فرشتوں کا مؤمنوں کے لئے بخشش طلب کرنا ان کے اس قول کے مقابلہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(أتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدما ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک)

کیا ایسے کو نائب کرے گا جو ان میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں''۔

جب فرشتوں سے یہ بات سرزد ہوگئی اور انہوں نے اس کا ازالہ نہ کیا اس بات کا تدارک کرنے کے لئے انہوں نے دوسری مرتبہ بخشش طلب کی یہ ان کے علاوہ دوسرے کو

متنبہ کرنے کے لئے ہے۔ پس ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ جب بھی وہ کسی ایک کے بارے میں گفتگو کرے تو اپنی سابقہ بات پر معذرت کرنے کے لئے اس سے معذرت کرے۔ (تفسیر خازن)

جنت کے پانچ خزانے:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو حاملین عرش کو اسے اٹھانے کا حکم فرمایا عرش کا اٹھانا ان کے لئے بوجھل بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم سبحان اللہ کہو فرشتوں نے جونہی سبحان اللہ کہا تو وہ بوجھ ان کے لئے ہلکا ہو گیا۔ فرشتے طویل زمانے تک یہ کلمہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور آپ کو چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو الحمد للہ کے کلمات کو القاء فرمایا چنانچہ حضرت ابو البشر نے الحمد اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (**یرحمک اللہ لهذا خلقتک یا آدم**) ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اے حضرت آدم علیہ السلام میں نے اسی واسطے آپ کو پیدا کیا۔

فرشتوں نے کہا کہ الحمد اللہ ایک عظیم کلمہ ہے ہمیں اس کے ورد سے غافل نہیں ہونا چاہئے چنانچہ انہوں نے سبحان اللہ کے ساتھ الحمد اللہ کا بھی اضافہ کر لیا اور وہ طویل زمانے تک سبحان اللہ اور الحمد اللہ کہتے رہے ان کے لئے عرش کا اٹھانا پہلے کی بہ نسبت آسان ہو گیا۔

سبحان اللہ والحمد اللہ وہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ہی سب سے پہلے بتوں کو بنایا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم دیں اور اپنی قوم سے خوش ہو جائیں۔

فرشتوں نے کہا کہ یہ تیسرا بڑا کلمہ ہے انہوں نے اس کلمہ کو پہلے والے دو کلمات کے ساتھ ملا لیا چنانچہ فرشتے ایک طویل عرصہ تک۔

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ) کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جب آپ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ پھر ان کے بیٹے کا فدیہ ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو دیکھا تو آپ نے خوش ہو کر اللہ اکبر کہا فرشتوں نے کہا کہ یہ چوتھا عظیم کلمہ ہے۔ انہوں نے اس کلمہ کو پہلے والے تین کلمات کے ساتھ ملا لیا اور وہ ایک طویل عرصہ تک۔

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر) کہتے رہے۔ جب یہ حدیث حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیان کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ تم اس کلمہ کو بھی ان چار کلمات کے ساتھ ملا لو۔

گویا کہ یوں کہو

(سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) (تنبیہ الغافلین)

عرش اتنی بلندی پر:

حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض احادیث میں ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اے میرے رب میں عرش کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ رب ذوالجلال نے اس فرشتہ کو تیس ہزار پر عطا فرمائے وہ ان پروں کے ساتھ تیس ہزار سال تک اڑتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ سے فرمایا کہ تو عرش تک پہنچ گیا ہے؟ اس فرشتہ نے عرض کیا کہ میں نے ابھی عرش کے پائے کے دسویں حصہ کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا اور ساتھ ہی اس نے اللہ تعالیٰ سے واپس اپنے مقام کی طرف لوٹنے کی اجازت طلب کی۔ (ہیئتہ الاسلام)

حاملین عرش کی تعداد:

حضرت شہر ابن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی تعداد آٹھ ہے ان میں سے چار یہ کلمات کہتے ہیں۔

(سبحانک اللھم وبحمدک ولک الحمد علی حلمک و علمک)
''یا اللہ تو پاک ہے تیری تعریف ہے تیرے حلم اور علم کی بناء پر تیرے لئے حمد ہے''۔
چار فرشتے یہ کلمات کہتے ہیں۔
(سبحانک اللھم وبحمدک ولک الحمد علی عفوک بعد قدرتک)
''یا اللہ تو پاک ہے تیری تعریف ہے تیری قدرت کے بعد تیری معافی پر تیرے لئے حمد ہے''۔

حضرت شہر ابن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا گویا کہ وہ انسانوں کے گناہوں کو دیکھتے ہیں۔ جو مؤمن ہیں ان کے لئے وہ بخشش طلب کرتے ہیں نیز وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ (تفسیر خازن)

عجیب سانپ:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم کو پیدا فرمایا تو اس نے خیال کیا کہ میں ہی تمام مخلوق سے بڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی پس اس عرش نے حرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ کو پیدا فرمایا جس نے عرش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس سانپ کے ستر ہزار بازو ہیں ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں۔ ہر پر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں۔ ان کے منہ سے ہر روز بارش کے قطروں کی تعداد درخت کے پتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد دنیا کے دنوں کی تعداد اور تمام فرشتوں کی تعداد کے برابر تسبیحات نکلتی ہیں۔ وہ سانپ عرش کے ساتھ لپٹا ہوا ہے اور وہ عرش اس سانپ کا نصف ہے۔ (ہیئۃ الاسلام)

جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو:

بعض اہل علم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زمین کو پیدا کرنے سے پہلے عرش کی جگہ پر پانی تھا اور عرش اس پانی کے اوپر ٹھہرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عرش کو حکم ملا کہ وہ اس پانی سے بلند ہو جائے جونہی عرش نے بلندی کی طرف اٹھنا شروع کیا۔ تو پانی بھی اس کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف بلند ہوتا گیا جس جگہ پانی تھا اس جگہ کعبہ بن گیا پانی نے عرش کی اتباع کی اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ اس کے ساتھ بلند ہوتا گیا اللہ تعالیٰ نے پانی کو

اپنی جگہ پر واپس چلے جانے کے لئے حکم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی طرف وحی فرمائی کہ اے پانی جب تو نے عرش کی تعظیم کی میری وجہ سے تو اس کے پیچھے چلا تو میں نے تیرا مرتبہ و مقام ہر جگہ سے افضل بنا دیا ہے اور میں نے تجھے تمام مخلوق کا قبلہ بنا دیا اور لوگوں کی ضروریات کے پورا ہونے کو تیرے اندر رکھ دیا اسی وجہ سے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من شیع ضیفا سبع خطوات اغلق عنه سبعة ابواب جهنم واذا شيعه ثماني خطوات فتح الله عليه ثمانية ابواب الجنة حتى يدخلها من اى باب شاء)

جو شخص اپنے مہمان کے ساتھ سات قدم چلے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کے سات دروازے بند کرے گا اور جب وہ شخص اپنے مہمان کے ساتھ آٹھ قدم چلے تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کے آٹھ دروازے کھول دے گا یہاں تک کہ وہ ان دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (حقائق)

تخلیق اشیاء کی ترتیب:

حضرت امام محمد بن محمود سمرقندی نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اس کے بعد لوح کی تخلیق ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم فرمایا کہ قیامت کے دن تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اس لوح پر تحریر کر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی مشیت کے مطابق جس چیز کے بارے چاہا اس کی تخلیق فرمائی۔ پھر عرش کو اور حاملین عرش کو پیدا فرمایا پھر زمین اور آسمان کی تخلیق فرمائی۔

رب ذوالجلال نے عرش کو اپنے بندوں کی وجہ سے اس لئے پیدا فرمایا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے دعا کرتے ہوئے کس طرف متوجہ ہونا ہے تاکہ وہ دعا میں حیران نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو پیدا فرمایا تاکہ لوگ جان لیں کہ انہوں نے عبادت میں کس طرف متوجہ ہونا ہے۔

چار مختلف نور:

حضرت امام ثعلبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

(ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية)

''اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے''۔(الحاقہ ۱۷)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا اور اس سے پہلے صرف تین چیزیں پیدا فرمائیں۔

۱-ہوا۔۲-قلم۔۳-نون (مچھلی)

پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو مختلف انوار سے پیدا فرمایا ایک سبز نور۔ جس سے سبز اشیاء کا سبز رنگ ہے۔ ایک زرد نور۔ جس سے اشیاء کی زردی ہے۔ ایک سرخ نور۔ جس سے اشیاء کی سرخی ہے۔ ایک سفید نور۔ اور اسی سے پھر تمام انوار کا نور ہے۔

دن کی روشنی بھی اس سفید نور سے ہے پھر اس کے ستر ہزار طبقات بنائے ان طبقات میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اس کی حمد کرتا ہے مختلف آوازوں کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشیاء کو ان آوازوں کے سننے کی اجازت مل جائے تو اس سے پہاڑ اور محلات گر جائیں اور سمندر خشک ہو جائیں۔

ایک آیت کی تفسیر:

حضرت امام ثعلبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

(وان من شیئ الا عندنا خزائنه)

''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں''۔(الحجر ۲۱)

کے ضمن میں فرمایا کہ ہم سے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں جتنی چیزیں پیدا فرمائیں ان کی تصویریں عرش میں موجود ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وان من شیئ الا عندنا خزائنه) ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں''۔ کی تاویل ہے۔

نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ وہ صبح اور شام عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو سلام کریں کیونکہ انہیں تمام فرشتوں پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔(انتہی مانقلہ الثعلبی)

کرسی کا مقام کہاں ہے؟:

حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رب ذوالجلال کے فرمان:

(وسع کرسیه السموت والارض)

''اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین'' (البقرہ ۲۵۵)

کی تفسیر میں دو قول نقل فرمائے۔

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کرسی عرش کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ اور (وسیع) کا معنی ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کی طرح ہے۔

۲- حضرت علی اور حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کرسی کے ایک پائے کی لمبائی سات زمین اور آسمان کے برابر ہے اور وہ کرسی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے رکھی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کی تخریج ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے کی۔

۱- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیف عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یا ابا ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ ماالسموت السبع فی الکرسی الا کحلقة ملقاة فی فلاة و فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقة)

اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتوں آسمان کرسی میں ایک حلقہ کی مانند ہیں جسے ایک چٹیل میدان میں رکھا ہوا ہے عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح ہے جس طرح کہ اس چٹیل میدان کی فضیلت اس حلقہ کے اوپر ہے۔

۲- ابوالشیخ نے حماد سے تخریج کرتے ہوئے بیان فرمایا:

(خلق اللہ العرش من زمردة خضراء و خلق له اربع قوائم من یاقوتة حمراء وخق له الف لسان و خلق فی الارض الف امة تسبح کل امة بلسان من السن العرش)

اللہ تعالیٰ نے عرش کو سبز زمرد سے پیدا کیا اور اس کے لئے سرخ یاقوت سے چار ستون بنائے اور اس کے واسطے ایک ہزار زبانیں پیدا فرمائیں زمین میں ہزار امتیں پیدا کیں ان میں سے ہر ایک امت عرش کی زبانوں میں سے ایک زبان کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

۳- ابوالشیخ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کرتے ہوئے فرمایا:

(خلق اللہ تعالیٰ اربعة اشیاء بیده آدم علیه السلام والعرش والقلم وجنة عدن وقال لسائر الخلق کن فکان)

اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔

۱- حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام۔۲-عرش۔۳-قلم۔۴- جنت عدن۔

بعد ازاں سب مخلوق سے فرمایا ہو جا پس وہ ہوگئی۔

۴- ابوالشیخ نے حضرت عثمان بن سعد داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہمیہ کے رد میں تخریج کی انہوں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا آپ نے فرمایا:

(سید السموات العرش) ''عرش تمام آسمانوں کا سردار ہے''۔

حضرت عثمان بن حسن احمد الشاکر نے فرمایا کہ ہم نے اس مقام پر تفصیلی گفتگو کی۔ تاکہ مخلوق پر عرش کے اوصاف مخفی نہ رہیں۔

جلسہ نمبر ۵۴

استقامت کا مقام

ان الـذيـن قـالـوا ربـنـا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الاتـخـافـوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون نـحـن اوليـاؤكـم فـى الحيوة الدنيا وفى الاخرة ولكم فيها ماتشتهى انفسكم ولكم فيها ماتدعون نزلاً من غفور رحيمo

ترجمہ : ''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (سورۃ حم سجدہ: آیت ۳۰ تا ۳۲)

استقامت کا مقام

آیت کی تفسیر:

(ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا)

''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے''۔

اپنے رب کی ربوبیت کا اعتراف اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے انہوں نے عمل میں استقامت اختیار کی۔

آیت کریمہ میں لفظ ثم تراخی کے لئے ہے استقامت مرتبہ میں اقرار سے مؤخر ہے کیونکہ اقرار استقامت کا مبدء ہے

یا اس لئے کہ یہ ایک مشکل مرحلہ ہے اس وجہ سے اسے اقرار کے بعد ذکر فرمایا۔

خلفا راشدین سے استقامت کا جو معنی روایت کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے ایمان اخلاص عمل اور فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہنا۔ جب یہ سب کچھ ہو گا تو اس کی جزا ذکر فرمائی۔

(تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون)

''ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا''۔

استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول اس چیز کو ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے جس چیز کے بارے میں ان کو انشراح صدر حاصل ہو چکا ہوتا ہے نیز ان سے خوف اور غم کو دور کر دیا جاتا ہے۔

ایک قول یہ ذکر کیا گیا کہ فرشتوں کا نزول موت کے وقت یا قبر سے نکلنے کے وقت ہو گا۔ جو خوش نصیب استقامت کو اختیار کریں گے ان کو نہ تو آئندہ کا کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ اپنے گذشتہ اعمال پر غمگین ہوں گے ان کو دنیا میں ہی رسل عظام کی زبانی جنت کا وعدہ دے دیا گیا ہے۔

(نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ولکم فیھا ماتشھتی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون نزلاً من غفور رحیم)

''ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیاوی زندگی میں ہم تمہارے دوست ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہی تمہیں حق کا الہام کرتے ہیں نیکی کا کام کرنے پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے مقابل شیاطین تمہیں کفر کرنے کا کہتے ہیں۔

آخرت میں ان کے لئے شفاعت اور بزرگی ہو گی تاکہ کفار اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ دشمنی میں مقابلہ ہو سکے خالق کائنات نے فرمایا کہ تمہارے لئے آخرت میں لذتیں ہیں۔ اس کے علاوہ تمہیں وہ بھی سب کچھ ملے گا جس کو طلب کرنے کی تم تمنا رکھتے ہو یہ چیز پہلے کی بانسبت عام ہے۔

(نزلاً من غفور رحیم) اس آیت میں کلمہ نزلاً تدعون سے حال ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہیں جو کچھ عطا کیا جائے گا وہ اس کے سوا ہو گا جس کی تم تمنا کرتے ہو تمہیں عطا کردہ ایسی چیزیں ہوں گی جن کا تمہارے دل کے اندر کبھی بھی خیال نہیں گزرا ہو گا جس طرح کہ ایک مہمان کے لئے میزبان اشیاء پیش کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

مفسرین نے اس آیت کریمہ کے شان نزول کے سبب میں یہ روایت ذکر کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

مشرکین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور حضرت عزیز علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور کہنے لگے (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے وہ

وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور رسول ہیں آپ نے ان کفار سے یہ فرمایا اور اس پر استقامت اختیار کی (تب یہ آیت نازل ہوئی)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ استقامت اختیار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے شریک اور ہم سر اور اولاد کی نفی کی پھر دین میں خالص ہو کر مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور اس کی اطاعت کرنے پر کمر بستہ ہو گئے۔

ظاہری اور باطنی استقامت:

عوام کی ظاہری استقامت اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اور ممنوعات سے اپنے آپ کو روک لینا۔

عوام کی باطنی استقامت ایمان لانا اور تصدیق کرنا ہے۔

خواص کی ظاہری استقامت دنیا سے الگ تھلگ رہنا دنیا کی زینت اور اس کی خواہشات کو ترک کر دینا ہے۔

خواص کی باطنی استقامت جنت کی نعمتوں سے تنہائی اختیار کرتے ہوئے۔ رحمان کے دیدار کا شوق پیدا کرنا ہے۔

بعض نے کہا کہ استقامت سے مراد عالم ارواح میں عہد و پیمان لینا ہے۔ (شہاب الدین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا ہے آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے اس طرح کے آثار میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھتے تھے چنانچہ میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں اس کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زیادہ خوش ہونے سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام ابھی مجھ سے ہو کر تشریف لے گئے اور وہ مجھے میرے رب کی طرف سے ایک بشارت دینے کے لئے حاضر ہوئے تھے انہوں نے آ کر مجھے بتایا۔

(ان اللہ تعالیٰ بعثنی الیک ابشرک انہ لیس احد من امتک یصلی علیک الا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والملئکۃ بھاعشرا)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو خوش خبری سناؤں (انہوں نے کہا) کہ آپ کی امت میں سے آپ کا جو غلام آپ کی ذات اقدس پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ (شفا شریف)

استقامت خلفاء راشدین کی نظر میں:

جب استقامت کے بارے میں خلفاء راشدین سے سوال کیا گیا تو ہر ایک نے یوں اس کی وضاحت فرمائی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ استقامت یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استقامت کے بارے میں فرمایا اے مخاطب تو اوامر اور نواہی پر ثابت قدم رہ اور تو لومڑی کی طرح ادھر ادھر مائل نہ ہو۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت اخلاص کا نام ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت فرائض کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ (معالم التنزیل)

اہل حق استقامت کے بارے کیا کہتے ہیں:

بعض اہل حق نے فرمایا کہ استقامت کی تین قسمیں ہیں۔

۱- استقامت باللسان: زبان کی استقامت یہ ہے کہ کلمہ شہادت پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

۲- استقامت بالجنان: دل کی استقامت یہ ہے کہ ارادہ کی سچائی پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

۳- استقامت بالنفس: نفس کی استقامت یہ ہے کہ عبادات اور طاعات پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

بعض اہل علم نے فرمایا کہ استقامت چار چیزوں کا نام ہے۔

۱- امر کے مقابلہ میں اطاعت۔ ۲- نہی کے مقابلہ میں تقوی۔

۳-نعمت کے مقابلہ میں شکر۔ ۴- جنت کے مقابلہ میں صبر۔

مزید فرمایا کہ یہ چار چیزیں دوسری چار چیزوں کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔

۱- اطاعت اخلاص کے ساتھ تمام ہوتی ہے۔

۲- تقوی توبہ کے ساتھ تمام ہوتا ہے۔

۳- شکر عاجزی کی معرفت کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔

۴- صبر انقطاع کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ (امام نسفی)

استقامت کی دس نشانیاں:

حضرت فقیہ ابو اللیث ثمر قندی رحمتہ اللہ نے فرمایا استقامت کی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر دس چیزوں کو فرض خیال کرے۔

۱- غیبت سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ولا یغتب بعضکم بعضا) ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔ (الحجرات ۱۲)

۲- برے گمان سے اپنے آپ کو بچانا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (اجتنبوا کثیراً من الظن. ان بعض الظن اثم) ''بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔ (الحجرات ۱۲)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایاکم وسوء الظن فانہ اکذب الحدیث) ''تم اپنے آپ کو برے گمان سے بچاؤ کیونکہ یہ تمام باتوں سے جھوٹی بات ہے۔

۳- ٹھٹھ اور مذاق کرنے سے اجتناب کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرا منھم) ''نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں''۔ (الحجرات ۱۱)

۴- حرام چیزوں پر نظر ڈالنے سے اپنی نگاہوں کو بچانا۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم) ''مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں''۔ (النور ۳۰)

۵- استقامت کی ایک علامت زبان کی سچائی ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(واذا قلتم فاعدلوا) ''اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو''۔ (الانعام ۱۵۲)

۶- اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا استقامت کی عظیم نشانی ہے۔
جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا:
(یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم) ''اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو''۔

۷- استقامت اختیار کرنے والا انسان تب کہلا سکتا ہے کہ وہ فضول خرچی سے اجتناب کرے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:
(و آت ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیراً) ''اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا''۔ (بنی اسرائیل ۲۶)

۸- استقامت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنی ذات کے لئے بلندی اور مرتبہ کو طلب نہ کرے جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:
(تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین) ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے''۔ (القصص ۸۳)

۹- صاحب استقامت کے لئے پانچ نمازوں کی محافظت کرنا لازمی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:
(حفظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین) ''نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے''۔ (البقرہ ۲۳۸)

۱۰- استقامت کے لئے جو چیز انتہائی ضروری اور لازمی ہے وہ ہے مسلک حق اہلسنت والجماعت پر ثابت قدم رہنا۔ جیسا کہ رب لم یزل نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا:
(وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله) ''اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو یہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ (الانعام ۱۵۳) (تنبیہ الغافلین)

سات ٹہنیوں والا درخت:

حضرت ابوبکر رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مؤمن کے دل میں ایمان اس درخت کی طرح ہے جس کی سات ٹہنیاں ہیں۔

۱- ایک ٹہنی مومن کے دل تک پہنچتی ہے جس کا پھل ارادہ کی درستگی ہے۔
۲- ایک ٹہنی مؤمن کی زبان تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل گفتگو کی سچائی ہے۔
۳- ایک ٹہنی مؤمن کے دونوں پاؤں تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل جماعت کی طرف چلنا ہے۔
۴- ایک ٹہنی مؤمن کے دونوں ہاتھوں تک پہنچتی ہے اور اس کا پھل صدقات کا عطا کرنا ہے۔
۵- ایک ٹہنی مؤمن کی دونوں آنکھوں تک پہنچتی ہے جس کا پھل مسرت کی چیزوں کو دیکھنا ہے۔
۶- ایک ٹہنی مؤمن کے پیٹ تک جاتی ہے جس کا پھل حلال کا کھانا اور مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا۔
۷- ایک ٹہنی مؤمن کے نفس تک پہنچتی ہے اور جس کا پھل شہوات کو چھوڑنا ہے۔ (رجبیہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا۔ فرشتے مؤمنین کے سروں تک پہنچیں گے اور فرشتے مؤمنین کے سروں سے مٹی کو صاف کریں گے مؤمنین کی پیشانی کے علاوہ ان کی ساری مٹی صاف ہو جائے گی لیکن ان کے سجدہ کرنے کی جگہ کی مٹی صاف نہ ہو گی۔ فرشتے اس جگہ کو بھی صاف کریں گے لیکن ان کی پیشانیوں سے مٹی صاف نہ ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ندا دے کر فرمائے گا۔

(یا ملائکتی لیس ذلک التراب من قبورهم انما هو تراب محاريبهم دعوه عليهم حتى يعبروا الصراط ويدخلوا الجنة حتى ان من نظر اليهم يعرف انهم خواص عبادی)

اے میرے فرشتو! یہ ان کی قبروں کی مٹی نہیں ہے بلکہ یہ ان کے محرابوں کی مٹی ہے تو اس مٹی کو ان پر رہنے دو۔ یہاں تک کہ مؤمنین پل صراط کو عبور کر لیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔ حتی کہ جو بھی ان کو دیکھے وہ جان لے کہ یہ میرے خاص بندے ہیں۔

(زہرۃ الریاض)

تین بشارت دینے والے:

خوش خبری دینے والے تین ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ اپنے اس فرمان کے ساتھ بشارت عطا کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (یبشرھم ربھم برحمۃ منہ و رضوان) (التوبہ ۲۱)

۲- دوسرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری دینے والے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وبشر الصابرین) ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دیں''۔ (البقرہ ۱۵۵)

۳- فرشتے بھی نزع کے وقت خوشخبری دیتے ہیں جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا(وابشروا بالجنہ التی کنتم توعدون) (حم السجدہ ۳۰) (روضۃ العلماء)

بوقت مرگ پانچ خوشخبریاں:

علماء فرماتے ہیں کہ مرنے کے وقت پانچ طرح سے خوشخبری دی جاتی ہے۔

۱- عام مؤمنین کو اس طرح بشارت دی جاتی ہے کہ تم ہمیشہ کے عذاب کا خوف نہ کرو یعنی تمہیں ہمیشہ عذاب میں نہیں رکھا جائے گا۔ انبیاء اور صالحین شفاعت فرمائیں گے تم ثواب کے فوت ہونے پر غمگین نہ ہو اور تمہیں جنت کی بشارت ہو تمہارا ٹھکانہ بہشت ہے۔

۲- مخلصین لوگوں کو اس طرح خوشخبری دی جاتی ہے کہ تم اپنے اعمال کے رد ہونے کا خوف نہ کرو۔ یقیناً تمہارے اعمال مقبول ہیں تم ثواب کے فوت ہونے کا غم نہ کرو۔ بلکہ ثواب کو تمہارے لئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔

۳- امید رکھنے والوں کو اس طرح خوشخبری دی جائے گی کہ تم اپنے گناہوں کا خوف نہ کرو۔ بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا اس کے ثواب کے فوت ہونے پر تم غمگین نہ ہو اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما دے گا۔

۴- زاہد لوگوں کو اس طرح خوشخبری سے نوازا جائے گا کہ تم حشر اور حساب و کتاب کا خوف نہ کرو زیادتی کے نقصان پر تمہیں غمگین نہ ہونا چاہئے بلا حساب و بلا عذاب

جنت کے ملنے کی تمہیں بشارت ہو۔

۵- وہ علماء کرام جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں ان کو اس طرح خوشخبری سے سرفراز کیا جائے گا کہ تم قیامت کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرو جو کچھ تم نے کیا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا خیر عطا فرمائے گا جنت کی بشارت تمہارے لئے ہے اور ہر اس شخص کے لئے جس نے تمہاری اقتداء کی اور اس شخص کے لئے بھلائی ہے جس کی عمر بشارت پر ختم ہو۔ بشارت پر اس شخص کو ملے گی جو مؤمن ہو اور نیک کام کرنے والا ہو۔

ایسے خوش نصیب لوگوں پر فرشتوں کا نزول ہو گا یہ فرشتوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تم کون ہو؟ ہم نے تم سے بڑھ کر حسن و جمال اور بہترین خوشبو والا کوئی شخص نہیں دیکھا؟

وہ فرشتے کہیں گے کہ ہم تمہارے مددگار ہیں یعنی تمہارے محافظ ہیں ہم تمہارے اعمال کو دنیا میں لکھتے تھے عقل مند کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ غفلت سے بیدار ہو جائے۔

بیداری کی چار علامتیں:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بیداری کی چار نشانیاں ہیں۔

۱- انسان دیناوی امور کی قناعت اور تسویف (تاخیر کرنا) کے ساتھ تدبیر کرے۔

۲- آخرت کے معاملات کی حرص اور جلدی کے ساتھ تدبیر کرے۔

۳- دین کے معاملات کی علم اور اجتہاد کے ساتھ تدبیر کرے۔

۴- مخلوق کے معاملات کی نصیحت' محبت اور درگزر کے ساتھ تدبیر کرے۔

بہترین انسان:

دانا لوگوں کا قول ہے کہ بہترین وہ انسان ہے جس میں پانچ خصلتیں ہوں۔

۱- اپنے رب کی عبادت کو پابندی کے ساتھ ادا کرے۔

۲- ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پیکر اخلاص ہو۔

۳- لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

۴- جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اس سے مایوس ہو۔

۵- موت کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ (تنبیہ الغافلین)

موت کو یاد کرنے کا فائدہ:

موت کے لئے تیار رہنا اور اس کا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حاصل ہوتا ہے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات وھو الموت) ''لذتوں کو مٹانے والی چیز کا بکثرت ذکر کرو''۔ (اور وہ موت ہے۔)

حدیث کی تشریح:

علماء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت ہر لذت کو ختم کرنے والی ہے لہٰذا تم اسے کثرت کے ساتھ یاد کرو تاکہ تم اس کے لئے تیار ہوسکو۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات) ''اگرچہ ایک مختصر کلام ہے لیکن اس میں تمام قسم کی نصیحتیں موجود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص موت کو حقیقتاً یاد کرتا ہے اس کا دل اس دنیا کی تمام لذتوں سے اکتا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو آنے والے وقت میں ہر ایک تمنا سے روک لیتا ہے وہ اس طرح کی امیدیں باندھنے کی بجائے دنیا سے الگ تھلگ ہو جاتا ہے۔

ان کے مقابلے وہ لوگ جن کی طبیعتیں اچاٹ ہو چکی ہوں اور ان کے دل غافل ہوں وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ ان کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے الفاظ کثیر ہوں اور انہیں طویل وعظ کیا جائے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

(اکثروا ذکر ھازم اللذات) اور اس طرح رب ذوالجلال کا فرمان:

(کل نفس ذائقة الموت) ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے''۔ (العنکبوت ص ۵۷)

سننے والے اور عبرت حاصل کرنے والے کے لئے یہ آیت اور حدیث پاک ہی کافی ہیں۔ اس لئے کہ موت کو یاد کرنا ہی اس فانی دنیا سے دل کو اٹھا لینے اور ہر لحہ باقی رہنے والے گھر کی طرف متوجہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

موت کی حقیقت:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ موت عدم محض اور صرف فنا ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ موت تو جسم کے ساتھ روح کے تعلق کے منقطع اور جدا ہونے کا نام ہے اور ایک حالت سے

دوسری حالت کی طرف تبدیل ہونے کا نام موت ہے اسی طرح ایک دار سے دوسرے دار کی طرف سے منتقل ہونے کا نام موت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(المومنون لا یموتون بل ینقلبون) ''ایماندار لوگ مرتے نہیں بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں''۔

بہت بڑی مصیبت:

موت سب مصائب سے بڑھ کر ایک مصیبت ہے موت کو مصیبت خود خالق کائنات نے فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
(فاصابتکم مصبیة الموت) ''پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے''۔ (المائدہ ۱۰۶)
چنانچہ موت بہت بڑی مصیبت ہے اور اس سے بھی بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ انسان اس سے غافل ہو جائے اسے یاد نہ کرے اس کے بارے میں متفکر نہ ہو باوجود اس کے کہ موت کو یاد کرنے میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے درس عبرت ہے۔

علامہ قرطبی کا فرمان:

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تذکرہ میں بیان فرمایا کہ بے شک امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ موت کا سال موت کا زمانہ اور موت کی بیماری کسی کو معلوم نہیں اس کو اس طرح اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ ہر انسان موت کے لئے تیار رہے لیکن جس شخص کے دل و دماغ پر دنیا کی محبت اور لذتوں میں منہمک ہونا غالب آ چکا ہو تو یقیناً ایسا شخص موت کو یاد کرنے سے غفلت کرے گا اور بالکل اس کا ذکر نہیں کرے گا بلکہ اگر ایسے شخص کے پاس موت کا ذکر کیا جائے تو وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اس کی طبیعت ایسی باتیں سننے سے تنفر ہوتی ہے کیونکہ دنیا کی محبت اس کے دل پر غالب آ چکی ہوتی ہے اور اس کے جسم میں اس کا رچ بس جانا اسے موت کے بارے غور و فکر کرنے سے روک دیتا ہے کیونکہ موت کا ذکر ہی خواہشات کو جدا کرنے کا سبب ہے۔
غافل انسان موت کے ذکر کو پسند نہیں کرتا اگر اسے یاد بھی کرے تو پھر اسے دنیا پر افسوس کھانا یاد آ جاتا ہے اور اس کی برائیاں بیان کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے امن سے دور ہونے کے بعد ہی وہ اس چیز کی کثرت کرتا ہے۔ (مجالس رومی)

راہ مستقیم اختیار کرنے والے کی علامات:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راہ مستقیم کو اختیار کرنے والے کی چند نشانیاں ہیں۔

۱- بغیر کسی علاقہ (دکھلاوے) کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں کوشش کرنا۔

۲- بغیر لالچ کے عام مخلوق کی خیر خواہی چاہنا۔

۳- ڈرنے والے دل کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت کرنا۔

۴- بغیر شہوت کے دنیا کی چیزوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا۔

۵- بغیر غفلت کے مرنے کے بعد اٹھنے کے بارے میں غور وفکر کرنا۔

اوپر جس طرح کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے اگر یہ کسی خوش نصیب انسان میں موجود ہوں تو اسے مرنے کے وقت کرامت سعادت اور بزرگی کی بشارت دی جاتی ہے۔ (کذافی الخالصہ)

ایک بزرگ کی وفات کا منظر:

حضرت شیخ ابوعلی الرودباری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا

(ھذاہ ابواب السماء قد فتحت وھذہ الجنان قد زینت) ''یہ آسمان کے دروازے ہیں جن کو کھول دیا گیا یہ جنت ہے کہ جس کو مزین کر دیا گیا ہے''۔

اور ایک کہنے والا یہ کہہ رہا ہے

(یا ابا علی قد بلغناک الرتبۃ القصوی وان لم تسالھا واعطیناک درجۃ الاکابر وان لم ترجھا)

اے ابوعلی رحمہ اللہ تعالیٰ ہم نے آپ کو انتہائی اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا دیا ہے اگرچہ تو نے اس کا سوال نہیں کیا اور ہم نے تجھے اکابر کا درجہ عطا فرما دیا ہے۔ اگرچہ تو نے اس کی تمنا نہیں کی۔

حکایت:

حضرت سہل ابن عبداللہ التستری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوا تو لوگ آپ کے جنازے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس شہر میں ایک بوڑھا یہودی رہتا تھا۔ جس کی عمر ستر برس

تھی۔ اس نے ایک چیخ سنی اور باہر نکلا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ باہر کیا منظر ہے۔ جب اس کی نظر جنازے پر پڑی تو اس نے لوگوں سے کہا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم بھی اسے دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ تو اس جنازے سے کیا دیکھتا ہے؟ تو اس ستر سالہ بوڑھے یہودی نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کی طرف سے ایک قوم اترتی ہے اور وہ اس جنازے سے برکت حاصل کر رہی ہے پھر اس بوڑھے یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔ کتنا ہی اچھا اس کا اسلام کو قبول کرنا۔ (کذافی روض الریاحین)

جلسہ نمبر ۵۵

فضیلت توبہ

وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون ویستجیب الذین آمنوا و عملوا الصلحت ویزیدیھم من فضلہ والکفرون لھم عذاب شدید.

ترجمہ : ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے''۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵ تا ۲۶)

فضیلت توبہ

آیت کی تفسیر:

(وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ)

''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔

جن گناہوں سے انہوں نے توبہ کی' ان سے درگزر فرماتا ہے۔

اس آیت کریمہ کلمہ (یقبل) جس کا مصدر قبول ہے۔ یہ دوسرے مفعول کی طرف (من) یا (عن) کے ذریعے متعدی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لینے' رجوع کرنے کے معنی کو متضمن ہے۔ اس آیت مبارکہ میں توبہ کی حقیقت کو بیان فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ توبہ کے لئے چھ شرائط ہیں:

۱۔ گزرے ہوئے زمانے میں جتنے گناہ ہو چکے ان پر نادم ہونا۔

۲۔ لوٹانے کے ساتھ فرائض کے نقصان کو پورا کرنا۔

۳۔ مظلوموں سے معافی مانگنا۔

۴۔ نفس کو اطاعت کرنے میں اس طرح پگھلانا۔ جس طرح کہ اس نے گناہوں میں اپنے آپ کو پروان چڑھایا۔

۵۔ نفس کو اطاعت کا کڑوہ مزہ چکھانا۔ جس طرح کہ اس نے گناہوں کی حلاوت کو چکھا۔

۶۔ جہاں جہاں نفس نے ہنسی کی اس کے بدلے ہر ایک جگہ پر رونا اور آہ وزاری کرنا۔

(ویعفوا عن السیئات) ''اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے''۔

چاہے وہ صغیرہ گناہ ہوں یا کبیرہ۔ وہ جن سے چاہتا ہے' درگزر فرما دیتا ہے۔

(ویعلم ما تفعلون) ''اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

نیک کام ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی جزا اور خیر عطا فرماتا ہے اور برے کاموں سے درگزر فرماتا ہے۔

(ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصلحت)

''اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دعا قبول کرنا' ثواب عطا کرنا' فرمانبرداری کرنا' یہ مانگنے اور طلب کرنے کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس پر مرتب ہوتی ہیں۔ جب کوئی ان کو اس طرف بلاتا ہے۔

(ویزیدهم من فضله) ''اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے''۔

نیک کام کرنے والے اللہ تعالیٰ سے جو مانگتے ہیں۔ انہیں وہ عطا ہوتا ہے ان کا حق ان کے حوالے کیا جاتا ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ ان کو سرفراز کیا جاتا ہے۔

(والکافرون لهم عذاب شدید) ''اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے''۔

مؤمنین پر جو فضل ہوتا ہے ان کو جو ثواب دیا جاتا ہے اس کے مقابلے میں کافروں کے واسطے سخت ترین عذاب ہے۔ (الشوریٰ ۲۵/۲۶) (قاضی بیضاوی)

زیارت نبوی سے محروم لوگ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یری وجهی ثلاثة عاق الوالدین و تارک سنتی و من ذکرت عنده فلم یصل علی.

تین لوگوں کو میری زیارت کرنا نصیب نہیں ہوگا۔

۱- والدین کا نافرمان۔

۲- میری سنت کو چھوڑنے والا۔

۳- جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔

کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا سچ فرمایا۔

شیطان اور اس کی ذرّیت کی مایوسی:

علماء فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(ورحمتی وسعت کل شیئی) ''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے''۔

(الاعراف ۱۵۶)

تو شیطان لعنتی نے تکبر شروع کر دیا اور کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے

ہوئے ہے۔ تو میں اشیاء میں سے ایک شے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مجھے بھی حصہ ملے گا۔ اسی طرح شیطان کی ذریت یہود و نصاریٰ نے بھی تکبر کیا۔

جب قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(فساکتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوۃ) ''تو عنقریب میں ان نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا۔ جو ڈرتے اور زکوۃ دیتے ہیں''۔ (ایضاً)

یعنی یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے لکھا جائے گا جو شرک سے بچتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

(والذین بآیاتنا یؤمنون) ''اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں''۔ (ایضاً)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہماری آیات کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ آیات سن کر شیطان لعین اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

یہودی اور نصرانی کہنے لگے کہ ہم شرک کرنے سے بچتے ہیں' زکوۃ دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ (چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حقدار ہیں۔)

آخر کار اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

(الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل)

''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے' غیب کی خبریں دینے والے کی' جسے لکھا ہوا پائیں گے' اپنے پاس تورات اور انجیل میں''۔ (الاعراف ۱۵۶)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ سن کر یہودی اور نصرانی بھی مایوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص طور پر مؤمنین کے لئے باقی رہ گئی۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ کاموں میں جلدی کریں:

ایک قول یہ ہے کہ عجلت کرنا شیطان کے کاموں میں سے ہے لیکن پانچ جگہوں پر جلدی کرنا سنت ہے۔

۱- میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں۔

۲- بیٹیوں کی شادی کرنے میں جلدی سے کام لیں۔
۳- قرض کی ادائیگی میں ہرگز تاخیر نہ کریں۔
۴- گناہ کرنے کے بعد توبہ کرنے میں بہت ہی عجلت کریں۔
۵- مسافر کے لئے کھانا پیش کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کریں۔(تفسیر کبیر)

گناہوں کا علاج:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا۔

ان لکل داء دواء و دواء الذنوب الاستغفار

بے شک ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من لم یستغفر اللہ فی کل یوم مرتین فقد ظلم نفسه.

جو شخص ہر دن میں اللہ تعالیٰ سے دو مرتبہ بخشش طلب نہیں کرتا۔ تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

ایک اور حدیث پاک میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سید الاستغفار ان یقول العبد.

اللھم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک و وعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت. ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت.

سب سے عظیم استغفار یہ ہے کہ بندہ عرض کرے۔

یا اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔

یا اللہ میں تیرے وعدے اور تیرے عہد پر ہوں۔ جتنی تو نے مجھے قدرت عطا فرمائی۔

اس کے مطابق جو بھی میں نے برا کام کیا۔ اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔
تیری طرف سے مجھ پر جتنی نعمتیں ہیں۔ میں ان سب کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔
یا اللہ مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا اور کون ہے کہ میرے گناہوں کو معاف فرما سکے۔ (الحدیث)

گناہگار ہونے کے باوجود مقبول بارگاہ:

ایک روایت میں ہے۔
بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال تک ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی۔ ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی۔ تو اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا۔ یہ دیکھ کر وہ غمگین ہو گیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کی۔
یا اللہ میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ تیری نافرمانی کی۔ کیا اس کے باوجود میری تیری بارگاہ میں واپسی ممکن ہے؟
اس دوران اس نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:
ہم نے تیرے ساتھ محبت کی۔ تو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔
تو نے ہماری نافرمانی کی۔ ہم نے تجھے مہلت دی۔
اس گناہ گار نے عرض کیا۔ یا اللہ اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں۔ تو کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی؟
جواب ملا۔ (اے ہمارے سیاہ کار بندے) ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔ (حیاۃ القلوب)

نصیحت کرنے کا نرالا انداز:

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل نوجوان تھے۔ بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے۔ بصرہ شہر کا دورہ کرتے اور لوگوں کے لئے بھلائی کے کام سرانجام دیتے ایک دن آپ حسب معمول چل رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک ایسی خاتون پر پڑی۔ جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اس خاتون کے پیچھے چل پڑے تو نیک عورت آپ

کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا:

اما تستحی؟ کیا آپ کو شرم نہیں آتی۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا:

ممن؟ کس سے؟

اس نیک سیرت خاتون نے فرمایا:

فمن یعلم خائنۃ الاعین و ما تخفی الصدور

اس ذات سے جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز کو اچھی طرح جانتی ہے۔

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جواب سن کر وہ اس خاتون کی طرف متوجہ ہونے سے صبر نہ کر سکے اور اپنے آپ پر ان کو کنٹرول نہ رہا۔ چنانچہ اس وجہ سے وہ عورت کا پیچھا کرنے سے باز نہ آئے۔

اس نیک سیرت عورت نے کہا کہ کس وجہ سے تو میرے پیچھے آ رہا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اے خاتون! تیری آنکھوں کی وجہ سے میں اس آزمائش کے اندر مبتلا ہوا ہوں۔

اس عورت نے کہا کہ آپ بیٹھیں، میں آپ کی مطلوبہ چیز کو آپ کو بھیج دیتی ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سمجھ کر بیٹھ گئے۔ جس طرح اس کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی ہے۔ اسی طرح میری محبت اس کے دل میں ہے۔

اچانک حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کیا دیکھتے ہیں کہ لونڈی ایک طبق لائی۔ جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا۔ جب آپ نے اس طبق سے رومال کو ایک طرف کیا اور اسے کھولا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس طبق کے اوپر اس نیک خاتون کی آنکھیں رکھی ہوئی ہیں۔ لونڈی نے آپ کو اپنی مالکہ کی طرف سے یہ بات بتائی کہ میری مالکہ یہ کہتی ہے:

لا ارید عینا یفتتن بسببھا احد.

مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے جن کی وجہ سے کوئی آزمائش میں مبتلا ہو۔

جب حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ منظر دیکھا اور اس خاتون کی بات سنی تو آپ کا جسم کانپ اٹھا۔

وامسک لحیۃ بیدہ و قال لنفسہ. اف لک من لحیۃ تکون اقل من امرء ۃ. وندم و تاب فی تلک الساعۃ و رجع الی بیتہ باکیا.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کو پکڑا اور اپنے آپ سے کہا کہ تیری اس داڑھی پر افسوس ہے کہ تو ایک عورت سے بھی (خوف وخشیت الٰہی) میں کم ہے۔ آپ اسی وقت اپنے کیے پر نادم ہوئے۔ توبہ کی اور روتے ہوئے اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ آئے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اس نیک عورت کے گھر آئے تاکہ اس سے معذرت کر سکیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس عورت کے گھر کا دروازہ بند پڑا ہے اور رونے والیاں اس پر رو رہی ہیں۔ آپ نے اس خاتون کے بارے میں پوچھا؟ تو جواب ملا کہ اس گھر کی مالکہ فوت ہو چکی ہے۔ آپ وہاں سے واپس پلٹے اور تین دن تک مسلسل روتے ہیں۔ تیسری رات خواب میں آپ نے اس نیک عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں بیٹھی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے کہا کہ مجھے بھی آپ اس چادر میں کر لیں۔ اس نیک خاتون نے کہا کہ میں نے آپ کو چادر میں کر لیا کیونکہ مجھے آپ کے سبب سے خیر کثیر ملی ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس نیک عورت نے یہ نصیحت کی۔

اذا خلوت فاذكر الله تعالى واذا اصبحت و امسيت فاستغفر الله وتب الى الله.

جب تنہائی میسر آئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جب تو صبح اور شام کرے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک عورت کی نصیحت کو قبول فرمایا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر کرم ہوا کہ آپ زہد اور طاعت میں مشہور ہو گئے۔ بلند درجات حاصل کیے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اولیاء کرام میں سے تھے۔ (جواہر البخاری)

امت محمدیہ کی چار کرامتیں:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو چار کرامتوں سے سرفراز فرمایا جو کہ صرف اسی امت کو عطا

ہوئیں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول فرمائی جبکہ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

۲- میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جب شجر ممنوعہ کے پاس گیا تو مجھے بغیر لباس کر دیا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ننگے ہو کر گناہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو لباس عطا فرما دیتا ہے۔

۳- جب مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی کر دی گئی۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے لیکن ان کے اور ان کے اہل کے درمیان جدائی نہیں کی جاتی۔

۴- حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں غلطی کی تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا جبکہ امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لوگ جنت سے باہر گناہ کرتے ہیں تو جب وہ توبہ کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنبیہہ الغافلین)

توبہ کرنے کی برکات:

بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی۔ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی تھی۔ وہ بدکار عورت اپنے گھر کے دروازے کو کھول کر بالکل سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہتی تھی جو بھی انسان اس عورت کو دیکھتا' وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا۔ جو بھی مرد اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے اس کے پاس جاتا تو وہ دس دینار یا اس سے کچھ زیادہ دے کر اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد وہ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا۔

ایک دن اس بدکارہ کے دروازے کے سامنے سے ایک عابد کا گزر ہوا۔ جب اس کی نگاہ اس عورت پر پڑی جو کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تو وہ عابد اس بدکارہ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گیا۔ وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے دل ہی دل میں کوشش کرنے لگا۔ اس کے خیال کو اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ محبت زائل نہ ہو سکی۔ اپنے آپ پر اسے کنٹرول نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس جو کچھ سامان تھا۔ اسے فروخت کیا اور اس عورت کے حصول کے لئے جتنے دینار کی ضرورت تھی ان کو جمع کیا۔ آخر کار وہ اس

بدکار عورت کے گھر آ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کے مقرر کردہ وکیل کو سلام کرے، بہرحال اس کے آنے کا جو وقت مقرر ہوا، اس بدکارہ نے وعدہ دے دیا۔

وہ عابد اس وقت مقررہ پر آ گیا۔ اس فاحشہ نے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے گھر میں موجود ایک پلنگ پر بیٹھ گئی۔ رقم ادا کرنے والا عابد بھی وہاں پہنچ گیا اور اس فاحشہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا۔

جب اس نے اپنے ہاتھ کو فاحشہ کی طرف بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت، پہلے کرنے والی توبہ کی برکت اور اپنی رحمت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کو روک لیا اور عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہی بات سوچ کر اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

فاحشہ عورت نے جب اس کی طرف دیکھا (تو وہ حیران ہوئی) کہ اس کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ بالآخر عورت اس سے یوں گویا ہوئی۔

ما الذی اصابک؟ تجھے کیا ہوا؟

عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے۔

عورت نے کہا: تیرا برا ہو، جو کچھ ابھی تجھے میسر آیا ہے۔ بکثرت لوگ اس کی آرزو کرتے ہیں۔

کون سی چیز ایسی ہے کہ جس میں تو ابھی ابھی مبتلا ہو گیا ہے؟ عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو رقم میں تیرے سپرد کر چکا ہوں، اس کا خرچ کرنا تیرے لئے حلال ہے تو مجھے صرف باہر نکلنے کی اجازت دے۔

فاحشہ عورت نے اسے کہا کہ تو نے یہ برائی کا کام کبھی نہیں کیا؟

اس عابد نے کہا: "نہیں"۔

بدکارہ عورت نے کہا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟

عابد نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ تب اسے باہر جانے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ وہاں سے وہ چلا گیا۔

باہر آنے کے بعد اپنی ہلاکت اور بربادی کی دعا کر رہا تھا نیز وہ زار و قطار رو رہا تھا۔

عابد کے اس عمل کی برکت سے فاحشہ عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا۔ اپنے دل میں کہنے لگی کہ یہ شخص پہلا گناہ شروع کرنے لگا کہ اس کے دل اس میں قدر خوف خدا پیدا ہو گیا۔

جبکہ اپنے آپ سے کہنے لگی کہ میں تو سال ہا سال سے اس اس طرح کے گناہ کر چکی ہوں۔ جو عابد کا رب ہے۔ جس سے وہ اس قدر ڈرتا ہے۔ میرا تو بھی وہی رب ہے۔ جب میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں۔ مجھے تو کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے۔

بدکارہ عورت نے توبہ کی اور لوگوں کے آنے سے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ پرانا لباس زیب تن کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔ رب ذوالجلال کی عبادت کرنے لگی جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

عورت کے دل میں خیال آیا۔ اگر میں نیک آدمی کے پاس چلی جاؤں۔ شاید کہ وہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ میں اس کے پاس رہ جاؤں۔ اپنے دین کے معاملات اس سے سیکھوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بارے میں میرا مددگار ثابت ہو۔

رخت سفر باندھا' سامان اٹھایا۔ خادم اپنے ساتھ لئے۔ اس بستی میں آ پہنچی جہاں عابد رہتا تھا۔ وہاں جا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔

عابد کو عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ بستی میں ایک خاتون آپ کے بارے میں پوچھ رہی ہے۔ جب عابد عورت کی طرف آیا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا۔ اپنے چہرے سے پردہ کو ہٹایا تا کہ وہ عابد خاتون کو پہچان سکے۔ جب عابد نے اسے دیکھا تو پہچان لیا۔ اسے وہ سارا منظر یاد آ گیا۔ جو عورت اور عابد کے درمیان رونما ہو چکا تھا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ غمزدہ عورت باقی رہ گئی اور کہنے لگی کہ میں جس کے لئے آئی تھی وہ مر گیا۔ کیا عابد کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا ضرورت مند ہو؟ لوگوں نے عورت کو بتایا کہ مرنے والے کا ایک صالح مرد بھائی ہے لیکن وہ تنگدست ہے۔ عورت نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ میرے پاس مال موجود ہے۔ جس کی وجہ سے میں غنی ہوں۔ مرنے والے عابد کا بھائی آیا اور اس نے توبہ کرنے والی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سارے توبہ

کرنے کی برکت سے بنی اسرائیل میں انبیاء کرام ہوئے۔ الحمد للہ۔
(کذا نقل عن البخاری علیہ رحمۃ الباری)

چار چیزوں کا عطا ہونا:

حضرت امام زندوستی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ وہ ارشاد فرماتے تھے کہ حکماء نے فرمایا کہ جس کو چار چیزیں مل جائیں' وہ دوسری چار چیزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔

۱۔ جس آدمی کو دعا کرنے کی توفیق مل جائے وہ دعا کے قبول ہونے سے محروم نہیں ہوتا۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(ادعونی استجب لکم) ''مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔) (المومن ۶۰)

۲۔ جسے بخشش طلب کرنے کی توفیق مل جائے' وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:
(انہ کان غفارا) ''وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے''۔ (نوح ۱۰)

۳۔ جسے شکر کرنے کی توفیق مل جائے' وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(لئن شکرتم لا زیدنکم) ''اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا''۔
(ابراہیم ۷)

۴۔ جسے توبہ کرنے کی توفیق مل جائے وہ اس کے قبول ہونے سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:
(وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیئات) ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے''۔ (الشوریٰ ۲۵)
(کذا فی روضۃ العلماء)

مہمان کا حق:

حضرت ابو ہاشم صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:
میں نے ایک دفعہ شہر بصرہ آنے کا ارادہ کیا۔ ایک کشتی تک پہنچا تا کہ اس پر سوار ہو

سکوں۔ کشتی میں ایک آدمی تھا۔ جس کے ساتھ لونڈی بھی تھی۔

کشتی میں موجود آدمی نے کہا کہ اس کشتی میں گنجائش نہیں ہے۔ میں نے لونڈی سے کہا کہ وہ مجھے اس میں سوار کرا دے۔ جب لونڈی نے اس شخص سے مجھے سوار کرنے کے لئے کہا۔ تو وہ مان گیا اور مجھے سوار کر لیا۔ جب کشتی روانہ ہوگئی تو اس مرد نے ناشتہ کرنے کے لئے مجھے بھی بلایا۔ عورت نے بھی اس سے کہا کہ اس مسکین کو بلا لو تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ ناشتہ کر لے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں بھی بطور مسکین کے آیا جب ہم ناشتہ کر چکے۔ اس آدمی نے لونڈی سے کہا کہ شراب لاؤ اور اس نے لونڈی کو حکم دیا کہ وہ مجھے بھی شراب پلائے۔

لونڈی نے کہا کہ مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جب اس شخص میں شراب نے اثر کیا۔ تو اس نے لونڈی سے کہا کہ باجا لاؤ اور تو لے آ۔ جو کچھ تیرے پاس ہے۔ لونڈی نے باجا پکڑا اور گانا شروع کر دیا وہ شرابی میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ کیا آپ کے پاس بھی اس طرح کی کوئی چیز ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز ہے۔ شرابی نے کہا۔ تم بھی کہو۔ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے کے بعد ان قرآنی آیات کی تلاوت کی۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت و اذا الجبال سیرت) ''جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں''۔ (التکویر ۱ تا ۳)

آیات قرآنیہ کو سن کر شرابی زار و قطار رونے لگا۔ جب وہ بزرگ اس آیت پر پہنچے۔

(و اذا الصحف نشرت) ''اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں''۔ (التکویر ۱۰)

شرابی نے کہا کہ اے لونڈی آج کے بعد تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد ہے اور تو میرے پاس سے جا سکتی ہے۔

اس کے پاس جو کچھ شراب تھی۔ اسے گرا دیا اور باجا کو توڑ دیا' پھر مجھے بلایا اور میرے ساتھ معانقہ کیا اور کہنے لگا۔ اے بھائی یہ بتاؤ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے گا؟

حضرت ابوہاشم صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

(ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین)

''بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو''۔ (البقرہ ۲۲۲)

بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اسے اپنا بھائی بنا لیا اور چالیس سال تک اس کے ساتھ رہا۔ آخرکار وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تجھے کیا ملا؟ جواب دیا کہ مجھے جنت ملی۔

بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے مجھ پر واذا الصحف نشرت پڑھنے کی وجہ سے۔ خداوند قدوس نے مجھے بہشتی بنا دیا۔

(من الموعظہ)

جلسہ نمبر ۵۶

شعبان المعظم کے فضائل

الله لطیف ، بعبادہ یرزق من یشآء وھو القوی العزیز من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب.

ترجمہ : ''اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت وعزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔

(سورۃ الشوریٰ آیت ۱۹-۲۰)

شعبان المعظم کے فضائل

آیت کی تفسیر:

(اللہ لطیف بعبادہ)

''اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے''۔

رب ذوالجلال اپنے بندوں پر طرح طرح کے احسانات فرماتا ہے کہ انسانی فہم و فراست کی وہاں تک رسائی نہیں۔

(یرزق من یشاء)

''جسے چاہے روزی دیتا ہے''۔

کسی بندے کو رزق کا ملنا مشیت خدا پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ہر ایک کو نوع بہ نوع احسانات کے ساتھ خاص کرتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی حکمت کا تقاضہ ہو۔

(وھو القوی العزیز)

''اور وہی قوت وعزت والا ہے''۔

خداوند قدوس غالب قدرت والا جو مغلوب نہ ہو۔ اس پر غالب آنے والا۔

(من کان یرید حدث الآخرۃ)

''جو آخرت کی کھیتی چاہے''۔

جو بندہ آخرت میں ثواب کا ارادہ رکھتا ہو۔ آخرت کے ثواب کو کھیتی کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ آخرت میں یہ فائدہ دنیا کے عمل کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

الدنیا مزرعۃ الاخرۃ. ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''۔

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''حرث'' کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

الحرث فی الاصل القاء البذر فی الارض و یقال للزرع الحاصل منہ.

''حرث'' اصل میں زمین میں بیج ڈالنے کو کہتے ہیں اور ایک مطلب یہ ہے کہ زمین

سے حاصل ہونے والی کھیتی کو"حرث" کہتے ہیں۔

(نزدلہ من حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب)

"ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں"۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کھیتی میں اس طرح اضافہ ہوتا ہے کہ اسے ایک کے بدلے دس بلکہ سات سو تک اجر بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

جو کچھ ہم نے کسی کی قسمت میں لکھا ہے۔ دنیا میں اسے اس کے مطابق مل جائے گا۔ اس لئے کہ اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

(انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی) "بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (قاضی بیضاوی)

نوری سمندر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ خلق بحر امن نور تحت العرش ثم خلق ملکالہ جناحان احدھما بالمشرق والآخر بالمغرب وراسہ تحت العرش ورجلاہ تحت الارض السابعۃ فاذا صلی العبد علی فی شھر شعبان امر اللہ تعالی ذلک الملک ان یغمس فی ماء الحیاۃ. فیغمس ذلک الملک ثم یخرج منہ فینفض جنا حیہ فیقطر من کل ریشۃ قطرات، فیخلق اللہ تعالی من کل قطرۃ ملکا یستغفرلہ الی یوم القیامۃ.

(زبدۃ الواعظین)

بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نور کا سمندر پیدا فرمایا۔ بعد ازاں دو بازو والے فرشتوں کو تخلیق کیا۔ جس کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور دونوں پاؤں ساتویں زمین سے بھی نیچے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جب کوئی میرا غلام شعبان المعظم کے مہینہ میں میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ ماء حیات میں غوطہ لگائے۔ وہ فرشتہ حکم خداوندی کے مطابق غوطہ لگاتا ہے۔ پھر اس سے باہر نکلتا ہے۔ اپنے بازوؤں کو جھاڑتا ہے تو اس کے ہر ایک پر سے قطرات ٹپکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جو قیامت کے دن تک درود شریف پڑھنے والے کے لئے بخشش طلب کرتا رہے گا"۔

لَطِیف" کا معنیٰ:

اس لفظ کے علماء نے سات معانی ذکر کیے ہیں:

۱- **اللہ لطیف** اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو پاکیزہ چیزوں کے ساتھ رزق عطا فرمانے والا ہے۔ ان کو سب کی سب اشیاء (حرام و حلال) عطا نہیں کی گئیں۔

۲- **اللہ لطیف بعبادہ** کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر بھی اپنی مہربانی اور رحمت کے سبب رحم فرماتا ہے جو خود اپنی ذات کے اوپر رحم نہیں کرتا اور اس بندے کو اپنی اور پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا شوق اور ذوق عطا فرماتا ہے اور اسے شوق اطاعت منافقت کو ترک کرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔

۳- **اللہ لطیف بعبادہ** کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور بخشش طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من صوت احب الی اللہ تعالی من صوّت عبد مذنب تاب الی اللہ فیقول لبیک یا عبدی سل ما ترید.

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والے گناہگار بندے کی آواز سے بڑھ کر کوئی آواز پسندیدہ نہیں ہے۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ جو چاہتا ہے تو اس کا سوال کر۔

۴- علماء فرماتے ہیں کہ **اللہ لطیف** کا معنیٰ ہے رفیق۔

۵- **اللہ لطیف** کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان فرمانے والا ہے۔ اس طرح کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی جو نافرمانی

کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اے کریم کہ از خزانہ غیب گبر و ترسہ وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

۶- اللہ لطیف کا معنی ہے کہ وہ ذات جو کثیر کو اپنی عطا سے قلیل کر دیتی ہے اور اپنے بندوں کی اطاعت کے سبب سے قلیل کو کثیر کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(قل متاع الدنیا قلیل) ''تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے''۔ (النساء ۷۷)

۷- بعض علماء نے اللہ لطیف کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محاسبہ کرنے میں لطیف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بروز قیامت ایک بندہ کو حاضر کیا جائے گا۔ اس کے گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے فرمائے گا۔

اما استحییتَ فی اذ عصیتنی؟

کیا جب تو نے گناہ کیا۔ تو تجھ کو مجھ سے حیا نہیں آتی؟

وہ گناہگار بندہ بآواز بلند رونا شروع کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو اپنی آواز کو پست کر لے تا کہ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری آواز کو نہ سن سکیں اور نہ ہی ان کو یہ پتہ چلے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے ان گناہوں کو بخش دوں گا۔ تو وہ زیادہ خوش ہونے کی وجہ سے پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز کے ساتھ رونے لگا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آواز کو سن لیں گے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہگار بندے کے رونے کی آواز سن کر بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ یا اللہ تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ تو اپنے یہ گناہگار بندہ مجھے ہبہ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

وھب لک ولا تحزن یا حبیبی.

''میں نے اسے آپ کو ہبہ کر دیا۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غمزدہ نہ ہوں''۔ (زھرۃ الریاض)

شعبان کی منفرد شان:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فضل شعبان علی سائر الشھور کفضلی علی سائر الانبیاء و فضل رمضان علی سائر الشھور کفضل اللہ تعالیٰ علی عبادہ.

شعبان کی تمام مہینوں پر فضیلت ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ہے اور رمضان المبارک کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کے بندوں پر۔

قرآن مجید میں اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا گیا:

(ویختار ما کان لھم الخیرۃ) ''اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں''۔
(القصص ٦٨)

خود نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شعبان المعظم کے روزے رکھتے تھے اور ارشاد فرماتے :

(یرفع اللہ اعمال العباد کلھا فی ھذا الشھر)

''اللہ تعالیٰ اس ماہ مقدس (شعبان المعظم) میں اپنے تمام بندوں کے اعمال کو اٹھاتا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

أتدرون لم سمی شعبان؟ قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال لانہ یتشعب منہ خیر کثیر.

کیا تم جانتے ہو کہ شعبان المعظم کا نام شعبان کیوں رکھا گیا؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان المعظم کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر کثیر پھیلتی ہے۔ (روضۃ العلماء)

فقط ایک رحمت کے کرشمے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا:

جعل الله الرحمة مائة جزء فامسک عنده تسعة و تسعین و انزل فی الارض جزء واحد فمن ذلک تتراحم الخلائق حتی ترفع الدابة حافرها عن ولدها خشیة ان یصیبه الضرر.

و فی روایة لمسلم و اخر تسعة و تسعین یرحم الله تعالی بها عباده یوم القیامة.

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو اجزاء بنائے ہیں۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے اور زمین میں صرف ایک حصہ کو نازل کیا جس کی وجہ سے مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور مہربانی کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایہ جو ہے وہ بھی اپنے بچے سے کھر کو اٹھا لیتا ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے بچے کو تکلیف نہ ہو۔

امام مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ان سو حصوں میں سے ننانوے حصہ اپنے پاس روک لئے یعنی ان کو موخر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (طریقہ محمدیہ)

کن کی بخشش نہیں ہوتی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد صلی الله علیه و آله وسلم هذه لیلة تفتح فیها ابواب السماء و ابواب الرحمة. فقم وصل وارفع راسک ویدیک الی السماء.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں اپنے سر اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون سی رات ہے؟

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی : شعبان المعظم کی پندرہ کی رات وہ رات ہے کہ جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں ہر شخص کو بخش دیتا ہے۔ جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ اس قدر فضل وکرم ہونے کے باوجود ان بدبخت انسانوں کی بخشش نہیں ہوتی۔

۱- جادوگر۔ ۲- نجومی۔ ۳- کینہ پرور۔ ۴- شراب کا عادی۔ ۵- زنا کا رسیا۔
۶- سود خور۔ ۷- والدین کا نافرمان۔ ۸- چغل خور۔ ۹- قطع رحمی کرنے والا۔

یہ لوگ جب تک توبہ نہ کریں اور ان برے افعال کو ترک نہ کر دیں' ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف فرما ہوئے۔ نماز پڑھی اور سجدہ کرنے کے دوران زاروقطار روئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

اللھم انی اعوذبک من عقابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی.

یا اللہ میں تیری ناراضگی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف اس طرح نہیں کر سکا۔ جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔ تیرے لئے حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ (زبدۃ الواعظین)

دل کی صفائی کا مہینہ :

حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حرف ہیں۔ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ایمانداروں کو ایک نعمت عطا کی جاتی ہے۔

۱- شین سے شرف اور شرافت۔
۲- عین سے عزت اور کرامت۔
۳- با سے (نیکی)
۴- الف سے الفت (محبت)
۵- ن سے نور (روشنی)

اسی وجہ سے علماء کرام نے ارشاد فرمایا:

رجب المرجب جسم کو صاف کرنے کے لئے

شعبان المعظم   دل کو صاف کرنے کے لئے

رمضان المبارک   روح کو پاک وصاف کرنے کے لئے

جو خوش نصیب انسان رجب المرجب میں بدن کو پاک و صاف کرتا ہے وہ شعبان المعظم میں دل کو صاف کرتا ہے اور جو شعبان میں دل کو صاف کرتا ہے وہ رمضان المبارک میں روح کو پاک وصاف کرتا ہے۔

تو جو رجب المرجب میں بدن کو اور شعبان المعظم میں دل کو صاف نہ کرے تو وہ رمضان المبارک میں روح کو کیسے پاک وصاف کرے گا؟

چنانچہ بعض حکماء نے ارشاد فرمایا کہ

رجب المرجب   گناہوں سے بخشش طلب کرنے کے لئے

شعبان المعظم   عیبوں سے دل کی اصلاح کرنے کے لئے

رمضان المبارک   دل کو روشن کرنے کے لئے اور

لیلۃ القدر   اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ (زبدۃ الواعظین)

ستر انبیاء کے برابر ثواب:

ایک حدیث شریف میں ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام ثلاثة ايام من اول شعبان و ثلاثة من اوسطه و ثلاثة من آخره كتب له ثواب سبعين انبياء و كان لمن عبدالله تعالىٰ سبعين عاما وان مات فى تلك السنة مات شهيدا.

جس شخص نے شعبان المعظم کے پہلے عشرہ میں درمیانے عشرہ میں اور آخری عشرہ میں تین تین روزے رکھے تو اس کے لئے ستر انبیاء علیہم السلام کا ثواب لکھا جائے گا اور وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو اور اگر اس سال اس کا انتقال ہو گیا تو وہ درجہ شہادت پر فائز ہو گا۔

تعظیم شعبان کا فیضان:

ایک حدیث پاک میں اس طرح ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من عظم شعبان واتقى الله تعالى و عمل بطاعة وامسک نفسه عن المعصية غفر الله تعالى ذنوبه و آمنه من كل ما يكون فى تلك السنة من البلايا والامراض كلها.

جس خوش نصیب نے شعبان المعظم کی تعظیم کی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ رب ذوالجلال کی اطاعت کی۔ اپنے آپ کو معصیت سے روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اور اسے اس سال آنے والی ہر قسم کی مصائب اور بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔
(زبدۃ الواعظین)

دل نہیں مرے گا:

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

میرے ایک دوست ابوحفص الکبیر کا وصال ہوگیا۔ میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ ماہ تک میں اس کی قبر پر نہ جا سکا۔ پھر ایک دن میں نے اس کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ رات کو سو گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا رنگ تبدیل اور چہرہ زرد ہو چکا ہے۔

میں نے اسے سلام کیا لیکن اس نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اسے کہا۔ سبحان اللہ۔ آپ نے مجھے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے جواباً کہا کہ سلام کا جواب دینا عبادت ہے اور ہم عبادت کے مکلّف نہیں ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ میں نے ابوحفص کبیر سے کہا کہ مجھے آپ کا رنگ کیوں تبدیل ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ حالانکہ آپ تو حسین وجمیل چہرے والے تھے؟ ابوحفص کبیر نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھ دیا گیا تو ایک فرشتہ آیا اور میرے سر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے برائی کے شیخ اس نے میرے گناہوں اور میرے برے اعمال کو گننا شروع کر دیا۔ مجھے لکڑی کے ساتھ مارا۔ میرے جسم سے آگ کے شعلے نکلنے لگے پھر میرے ساتھ میری قبر نے کلام کیا۔ کیا تجھے میرے رب سے حیا نہ آئی؟

پھر قبر نے مجھے اتنا دبایا کہ میری پسلیاں ادھر ادھر ہوگئیں۔ میرے جسم کے جوڑ ٹوٹ پھوٹ گئے اور مجھے شعبان المعظم کی رات آنے تک مسلسل عذاب ہوتا رہا۔ جب شعبان المعظم کا مہینہ شروع ہوا تو میرے اوپر سے ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ اے فرشتے

اس بندے سے عذاب کو اٹھا لے کہ اس بندے نے اپنی زندگی کے دوران شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو عبادت کی اور اس کے دن میں روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اس ایک رات میں عبادت کرنے کی وجہ سے مجھ سے عذاب کو اٹھا لیا۔ مجھے رحمت اور جنت کی خوش خبری دی۔ اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من احیا لیلۃ العیدین و لیلۃ النصف من شعبان لم یمت قلبہ حین تموت القلوب.

جس نے دو عیدوں کی راتوں اور شعبان المعظم کی پندرہ کی رات میں عبادت کی تو اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا۔ جس دن سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔

(زہرۃ الریاض)

حضرت عطا بن یسار کا موقف:

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا:

ما من لیلۃ بعد لیلۃ القدر افضل من لیلۃ نصف شعبان.

لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات ایسی نہیں جو مرتبہ اور مقام میں شعبان المعظم کی پندرہویں رات سے افضل ہو۔

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شب برأت کی فضیلت میں دوسری بھی متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔

تابعین کا عمل:

ملک شام میں رہنے والے تابعین جیسے حضرت خالد بن معدان' حضرت مکحول اور حضرت لقمان بن عامر رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نیز ان کے علاوہ دیگر حضرات تابعین شب برأت میں وعظ و نصیحت فرماتے اور اس رات میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے۔ جب ان کا یہ عمل مختلف شہروں میں حد شہرت تک پہنچ گیا۔ تو اس ضمن میں ان سے بعض علماء نے اختلاف کیا۔ ان میں سے کچھ علماء ایسے تھے۔ جنہوں نے ان حضرات تابعین کی موافقت کی اور اس بابرکت رات کی ہر لحاظ سے تعظیم کرتے تھے جبکہ اہل حجاز کے اکثر علماء نے اس بات کا انکار کیا بلکہ انہوں نے اس رات میں ہونے والے امور کو بدعت قرار دیا۔

علماء فرماتے ہیں اس بارے میں حق بات یہ ہے کہ مؤمن جب اس خاص رات

(شب برأت) میں مختلف قسم کی عبادات میں مصروف ہوتا ہے جیسا کہ نماز پڑھنا' ذکر کرنا' دعا کرنا یہ سب چیزیں جائز ہیں۔ مکروہ نہیں ہیں۔ بہرحال اس موقع پر مساجد میں اور بڑی بڑی اجتماع گاہوں میں خلق کثیر کو نفلی نماز کے لئے اکٹھا کرنا جیسا کہ ہمارے زمانے میں اس کا عام رواج ہے۔ اس کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اہل شام کے امام' فقیہہ' عالم حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان ہے۔

یہ کام کرنے کیسے ہیں؟:

کچھ امور ایسے ہیں ان کو اگر شب برأت میں کیا جائے تو علماء نے ان کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔

۱- مساجد میں بکثرت چراغ روشن کرنا۔ اس رات میں بڑی اجتماع گاہ میں بکثرت قنادیل کو منور کرنا۔

قنیہ میں ذکر کیا گیا کہ شب برأت میں بازاروں' گلیوں اور مساجد میں بہت زیادہ چراغ جلانا بدعت ہے اور جو شخص ان چیزوں پر رقم خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کا ضمان دینا ہوگا۔ اگرچہ وقف کرنے والے نے اس کی اجازت دے دی ہو۔ وہ بھی شرعاً معتبر نہ ہوگی۔ اگر یہ اخراجات وقف کے مال میں سے نہ ہوں۔ بلکہ ویسے کسی نے اپنی خوشی سے یہ اخراجات کیے تو اسے فضول خرچی تصور کیا جائے گا نص قرآنی سے فضول خرچی کرنے میں مال کو ضائع کرنا حرام ہے اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فضول خرچی کرنے سے منع فرمایا۔ ان اخراجات کو عبادت سمجھ کر کرنا یہ تو اس سے بھی بڑی بدعت ہے اور تمام برائیوں میں سے قبیح ہے۔

۲- شب برأت میں نوافل کو باجماعت ادا کرنا۔ اسے بھی علماء نے بدعت قرار دیا۔ اس سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ نوافل کو باجماعت ادا کرنے کے مکروہ ہونے پر سب فقہاء کا اتفاق ہے۔ البتہ نماز تراویح' نماز استسقاء اور صلوٰۃ کسوف میں اس کی اجازت ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب امام کے علاوہ چار آدمی اور ہوں۔

جو نماز شب برأت میں بکثرت باجماعت ادا کی جاتی ہے جسے ''صلوٰۃ البرأۃ'' کہتے ہیں۔ اسے بھی علماء نے بدعت کہا ہے۔ کیونکہ یہ نماز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور مبارک میں نہیں تھی بلکہ اس نماز کی ابتداء چوتھی صدی ہجری

کے بعد ہوئی۔ اس نماز کا آغاز چار سو اڑتالیس ہجری میں مسجد اقصیٰ میں ہوا۔

شب برأت میں باجماعت نوافل کی ابتداء:

امام طرطوسی نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص بیت المقدس میں آیا اور شعبان المعظم کی پندرہ کی رات مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لئے قیام کیا۔ اس کے پیچھے ابتداء ایک شخص نے پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے پھر چوتھے آدمی نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جب اس نے اپنی نفلی نماز مکمل کی تو اس کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت نماز پڑھ رہی تھی۔ آئندہ سال جب یہ مذکورہ رات آئی تو حسب معمول وہ شخص آیا۔ نماز پڑھنی شروع کی۔ پھر بھی اس کے ساتھ باجماعت نوافل پڑھنے کے لئے کافی سارے لوگ جمع ہو گئے۔ شہروں میں یہ بات مشہور ہو گئی اور لوگوں نے اس عبادت کو سنت سمجھ لیا۔ جبکہ متاخرین میں سے بڑے بڑے علماء نے اس کی مذمت کی نیز اس بات کی تصریح کی کہ یہ قبیح بدعت ہے جو منکرات پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان منکرات کو تبدیل کرنے سے عاجز آنے والے شخص کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ شب برأت میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے حاضر نہ ہو۔ اگر اس بدعت سے کوئی مسجد محفوظ اسے نہ ملے تو وہ اپنے گھر میں عبادت کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا سنت ہے اور اہل بدعت کی جماعت کو زیادہ کرنا منھی عنہ ہے اور منھی عنہ کو ترک کرنا واجب ہے۔ فعل واجب متعین ہے۔

بڑے آدمی کی ذمہ داری زیادہ:

جب ایک آدمی اپنے علم اور زہد میں مشہور ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی مسجد میں حاضر نہ ہو جہاں پر منکرات میں سے کوئی کام کیا جا رہا ہو کیونکہ مشہور آدمی کا ان منکرات کا انکار نہ کرنا اور مسجد میں موجود ہونا عوام کو اس بات میں مبتلا کر دے گا کہ اس کام کا کرنا مباح ہے یا انہیں اس بات کا وہم ہو گا کہ یہ کام مستحب ہیں۔ مشہور آدمی کے آنے سے عوام عظیم شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کا ظن پختہ ہو جائے گا کہ یہ کام شرعاً مستحسن ہیں۔ جب وہ مشہور آدمی اس عادت کو ترک کر دے گا۔ مسجد میں شب برأت میں نہیں آئے گا اور اس نے اپنے دل کے ساتھ اس چیز کا انکار کیا کیونکہ وہ زبان اور ہاتھ کے ساتھ ان منکرات کو تبدیل کرنے سے عاجز تھا۔ ایک تو وہ گناہ سے محفوظ رہے گا دوسرا اس کی کوئی اقتداء نہیں

کرے گا بلکہ زہد و تقویٰ میں مشہور شخص کے نہ آنے کی وجہ سے بعض لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہیں۔ بلکہ بدعت ہیں نہ تو شریعت ان کے کرنے کی اجازت دیتی ہے اور نہ ہی دیندار اس سے خوش ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات کچھ لوگ اس سے منع کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے انہیں ثواب ملے گا کیونکہ انہوں نے وہ کام کیا ہے جس پر وہ قدرت رکھتے تھے۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے دل سے اس کا انکار کیا اور دوسرا وہاں جانے سے انہوں نے اپنے آپ کو روکا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگرچہ شب برأت کے بارے میں بکثرت احادیث مروی ہیں لیکن کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو عظیم سمجھے۔ جس سے شریعت نے منع کیا ہے اور اس کی مذمت بیان کی ہے۔ اس کے باوجود بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ شب برأت میں قیام کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس رات میں قیام کرنا ثابت ہے۔

ان مذکورہ شواہد کے پیش نظر اس زمانے کے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان امور میں مبتلا ہونے بدعات اور نئے امور میں رغبت رکھنے سے اپنے آپ کو بچائے اور بدعات سے اپنے دین کو محفوظ رکھے۔ جن بدعات سے وہ مانوس ہو چکا ہے اور جن کو وہ پروان چڑھاتا ہے کیونکہ یہ زہر قاتل ہے بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اس کی آفات سے محفوظ رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان پر حق ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ بدعات کے اندر ایسی چاشنی ہے جو اہل بدعت کے دلوں میں رچ بس چکی ہے ان کی طبیعتیں اسے اچھا سمجھتی ہیں اور اسے ترک کرنے کا نام نہیں لیتیں۔ (ہذا من مجالس رومی)

نوٹ: صاحب کتاب کے مضمون سے کسی قسم کی پیدا ہونے والی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ادیب اہلسنت استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

نوافل کی جماعت فقہائے کرام نے اعلانیہ طور پر منع فرمائی ہے۔ لیکن بعض نفلی نمازیں بالاتفاق باجماعت شرعاً جائز ہیں مثلاً نماز استسقاء' نماز کسوف' سورج گرہن کی نماز' حفاظ کرام کے لئے باجماعت نوافل میں قرآن کریم کی منزل سننا سنانا' نماز تراویح جو سنت مؤکدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں باجماعت ایک بار بھی ادا نہیں کی گئی۔ بناء علیہ آج کل عبادت

کا ذوق وشوق بڑھانے کے لئے نماز شبینہ اور نماز تسبیح نے بھی رواج پکڑ لیا ہے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے۔

تعلیم امت کے لئے اگر آئمہ مساجد یا عام مسلمان اپنے شوق سے یہ نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں تو انہیں اس الحاد و بے دینی کے اژدھام میں روکنا نہیں چاہئے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے آئمہ کرام کا شامل ہونا باعث برکت ہوگا۔

(زینت المحافل ترجمہ نزہتہ المجالس از علامہ محمد منشا تابش قصوری۔ شبیر برادرز لاہور۔ ج ۱ ص ۵۷۲)

اس نے
کوتبدیل کرتے

جلسہ نمبر ۵۷

دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے

الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين يعباد لاخوف عليكم اليوم ولا انتم تحزنون الذين امنوا بايتنا وكانوا مسلمين ادخلوا الجنة انتم وازواجكم تحبرون ٥

ترجمہ: ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں۔

(سورۃ الزخرف آیت ٦٦ تا ٧٠)

دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے

آیت کی تفسیر:

(الا خلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین)

"گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار"۔

مفسرین فرماتے ہیں الاخلاء کا معنی ہے الاحباء آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے۔ جس سبب سے وہ آپس میں محبت کرتے تھے۔ اس کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ان کی دشمنی ہو جائے گی اور اس وجہ سے وہ عذاب کے حقدار بن جائیں گے لیکن جو پرہیزگار لوگ ہیں۔ ان کی محبت چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی تھی۔ لہٰذا انہیں اس دوستی کا نفع ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔

(یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون)

"ان سے فرمایا جائے گا۔ اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو"۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے پرہیزگاروں کو جن کلمات کے ساتھ ندا دی جائے گی۔ اس کی حکایت کی جا رہی ہے۔

(الذین آمنوا بایتنا وکانوا مسلمین)

"وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے"۔

جن کو ندا دی جائے گی۔ یہ ان کی صفت ہے۔ یعنی اس سے مراد وہ مسلمان ہیں۔ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ایمان کو قبول کیا"۔

(ادخلوا الجنة انتم وازواجکم تحبرون) "داخل ہو جائیں جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں"۔

ان ایمانداروں کو یہ حکم ملے گا کہ تم اور تمہاری مؤمن عورتیں جنت میں داخل ہو جائیں۔ ازواج سے مراد وہ ہیں کہ جن سے تم مسرور ہو اور اس کا اثر تمہارے چہروں پر ظاہر ہو گا۔

تحبرون کا ایک معنی یہ ہے کہ تم حبر سے زینت حاصل کرو۔ اس سے مراد چہرے

اور ہیئت کی زیب و زینت ہے۔
ایک معنی حبـــر کا یہ بھی مذکور ہے کہ تمہاری عزت کی جائے گی اور اس میں مبالغہ کیا جائے گا۔
الحبرۃ. المبالغة فیما وصف بالجمیل. خوبصورتی کے ساتھ جس چیز کا وصف بیان کیا جائے اس میں مبالغہ کرنا۔ (قاضی بیضاوی)

قیامت کا نور:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
زینوا مجالسکم بالصلوۃ علی فان صلوتکم علی نور یوم القیامة.
تم اپنی مجالس کو میری ذات پر درود شریف پڑھنے کے ساتھ مزین کرو۔ کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود شریف پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

قابل رشک لوگ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ان للہ تعالٰی عبادا یوضع لھم یوم القیامة منابر یصعدون علیھا. ھم قوم لباسھم نور ووجوھھم نور لیسوا بانبیاء ولا شھداء. یغبطھم الانبیاء والشھداء فقالوا من ھم یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم؟ قال المتحابون فی اللہ والمتزاورون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ.
بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں۔ جن کے لئے قیامت کے دن منبر رکھے جائیں گے۔ جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے۔ وہ ایسے خوش نصیب ہوں گے کہ ان کا لباس اور ان کے چہرے نور کے ہوں گے۔ نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء جبکہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟
نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان سے وہ برگزیدہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے

لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور خالق کائنات کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے مل کر بیٹھتے ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کے لئے:

ایک حدیث پاک میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے کبھی میری ذات کے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی' تیرے لئے رزہ رکھا' تیرے لئے صدقہ کیا اور تیرا ہی ذکر کیا۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ان الصلوۃ لک برھان. والصوم لک جنۃ والصدق لک ظل والذکر لک نور.

نماز تیرے لئے برہان' روزہ تیرے لئے ڈھال' صدقہ تیرے لئے سایہ اور ذکر تیرے لئے نور ہوگا۔ تم بتاؤ کہ تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے؟

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ مجھے وہ عمل بتایا جائے جو صرف تیرے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے کبھی میری ذات کے لئے کسی سے دوستی کی ہے یا کیا تو نے میری ذات کے لئے کسی سے دشمنی کی ہے؟

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال میں سے جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے وہ ہے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ.

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اس کے لئے دشمنی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری وجہ سے کسی سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

فوعزتی و جلالی الیوم اظلھم بظلی یوم لا ظل الاظلی.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم آج وہ لوگ میرے سایہ میں رہیں گے۔ آج کا وہ

دن ہے میرے سایہ کے علاوہ کسی کا سایہ نہیں ہے۔ (رواہ الطبرانی)

دونوں دوست جنت میں:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

قیامت کے دن ایک مؤمن آدمی کو لایا جائے گا۔ جب اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ تو اس کی نیکیوں کے مقابلہ میں گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسے دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ آدمی بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا۔ اے میرے رب مجھے ایک گھڑی کے لئے مہلت دی جائے تا کہ میں ایک نیکی اپنی والدہ سے بطور ہبہ کے حاصل کر سکوں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اسے مہلت مل جائے گی۔ پس وہ گناہگار شخص اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا۔ اے میری امی جان! آپ کو اس چیز کی قسم ہے کہ جس کی بناء پر آپ نے دنیا میں میری پرورش کی اور مجھ پر ہر طریقہ سے احسان کیا۔ آپ مجھے اپنی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی دے دیں تا کہ میں دوزخ سے نجات حاصل کر سکوں۔ اس کی ماں اسے جواب دے گی۔ اے میرے لخت جگر میں اپنے اس معاملہ میں عاجز ہوں بلکہ میں تو اپنے معاملہ میں حیران اور پریشان ہوں۔ میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آج کے دن تجھے چھٹکارا دلا سکوں؟ آخر کار وہ شخص اپنی والدہ سے محروم و مایوس ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ شخص حسب مراتب اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کے پاس آئے گا اور تمام سے اسے سوائے مایوسی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس گناہگار کا ایک دوست اسے دیکھے گا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اس کا وہ دوست اسے کہے گا کہ میں تجھے اپنی تمام نیکیاں دیتا ہوں۔ تا کہ ہم دونوں میں سے ایک تو کم از کم نجات حاصل کر لے۔ یہ آسان ہے۔ اس بات سے کہ ہم دونوں کو دوزخ میں ڈالا جائے۔ جب اس گناہگار کو دوست کی طرف سے نیکی ملے گی تو اس کے بارے میں حکم ہو گا کہ اسے جنت کی طرف لے جایا جائے۔ پس وہ تیزی سے جنت کی طرف چل پڑے گا۔ راستے میں اسے ایک ندا دینے والے کی طرف سے ندا ملے گی۔ تو کیسا نوجوان ہے کہ تو نے اپنے دوست کو دوزخ میں بھلا دیا ہے کہ تو جنت میں داخل ہو جائے۔ پس وہ سجدہ میں گر جائے گا

اس کے لئے سفارش کرے گا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان دونوں کو جنت میں بھیج دیا جائے۔ (موعظہ)

دوست کی زیارت کرنے پر اجر:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرے۔ اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے واپس آنے تک ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ اسی چیز کے بدلے اس کے ہزار گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کے رب کے ہاں عرش کے نور کی طرح اس کے لئے ایک نور بلند کیا جاتا ہے۔ (رواہ الحارث ابن ابی اسامہ)

جنتی لوگ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا اخبركم برجالكم من اهل الجنة. قلنا بلىٰ يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النبى عليه الصلوة والسلام. النبى فى الجنة والصديق فى الجنة والشهيد فى الجنة والرجل يزور اخاره المسلم فى ناحية المصر لايزوره الا لله فى الجنة.

خبردار! میں تمہیں تمہارے جنتی مردوں کے بارے خبر نہ دوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے عرض کیا۔ کیوں نہیں؟ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور بتائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وہ چار قسم کے لوگ ہیں)

۱- نبی جنت میں۔
۲- صدیق جنت میں۔
۳- شہید جنت میں۔
۴- وہ آدمی کہ جو شہر کے دوسرے کنارے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرتا ہے اور اس کا یہ ملنا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے وہ بھی جنت میں ہوگا۔ (رواہ ابونعیم الحافظ)

جنت کا عالی شان گھر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان فی الجنة غرفا یری ظاهر ها من باطنها و بالعکس اعدها الله للمتحابین والمتزاورین والمتباذلین فیه.

بے شک جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کے اندر بیٹھ کر باہر کی ساری چیزیں اور باہر کھڑے ہو کر اس کے اندر کی ساری چیزیں نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے کہ جو آپس میں محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔ (رواہ الطبرانی)

سرخ یاقوت کا ستون:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ وہ (قیامت کے دن) سرخ یاقوت کے ستون پر ہوں گے۔ اس ستون کی چوٹی پر ستر ہزار کمرے ہوں گے اور وہ اہل جنت پر اس طرح روشن ہوں گے جس طرح کہ دنیا والوں پر سورج روشن ہوں گے جس طرح کہ دنیا والوں پر سورج روشن ہوتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ تم ہمارے سامنے چلو تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرنے والوں کو دیکھ سکیں جب وہ ان پر چڑھیں گے تو ان کے چہرے اس طرح چمک اٹھیں گے۔ جس طرح کہ اہل دنیا پر سورج روشن ہوتا ہے۔ ان پر سندس سے بنا سبز لباس ہو گا۔ اپنی پیشانیوں کے بل وہ جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کا مقام ہو گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

جب اولین و آخرین اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ دنیا میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو گا جو کہ جنت میں جانے کا ارادہ کرے گا۔ فرشتے ان سے کہیں گے۔ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

وہ لوگ کہیں گے۔ ہمارا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔ فرشتے کہیں گے۔ کیا حساب و کتاب سے پہلے؟ وہ لوگ کہیں گے۔ ہاں! فرشتے ان سے پوچھیں گے۔ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔ فرشتے ان سے پھر کہیں گے کہ تمہارا پڑوس کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

ایک کے طفیل دوسرے کی بخشش:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب قیامت کا دن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ دو مؤمن آدمیوں کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ ان دو میں سے ایک گناہگار جبکہ دوسرا فرمانبردار ہو گا۔ ان دونوں کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ وہ کلمہ پڑھ کر فوت ہوئے۔

رضوان جنت کو حکم ہو گا کہ جو فرمانبردار مؤمن ہے اسے جنت کی طرف لے جایا جائے اور اس کا اکرام کیا جائے۔ چنانچہ وہ مطیع کہے گا کہ میں اس بات سے راضی ہوں۔

دوزخ کے داروغے کو حکم ہو گا کہ وہ نافرمان کو جہنم کی طرف لے جائیں اور اسے عذاب دیا جائے۔ جب اسے ان کی طرف سے سخت عذاب دیا جائے گا تو وہ گناہگار کہے گا کہ وہ شراب پیتا تھا۔

مطیع اور فرمانبردار شخص جو ہے وہ خوشی خوشی مسکراتے ہوئے جنت کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ جب وہ جنت کے قریب ہو گا تو اسے اپنے پیچھے کی طرف سے ایک ندا سنائی دے گی۔ تو وہ ندا دینے والا کہے گا۔

باللہ یا صاحبی ویا حبیبی ارحمنی واشفع فی.

قسم باخدا! اے میرے دوست اور اے میرے پیارے آپ مجھ پر رحم کریں اور میرے بارے میں سفارش کریں۔

جب وہ اطاعت گزار شخص اس ندا کو سنے گا تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائے گا اور جنت

میں داخل نہیں ہوگا۔

رضوان جنت اس سے فرمائے گا کہ تو جنت میں داخل ہو۔ اس بات پر کہ تجھے دوزخ سے نجات ملی۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ وہ آدمی کہے گا کہ میں جنت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ آپ مجھے دوزخ میں لے چلیں۔

رضوان فرشتہ اس سے کہے گا۔ میں تجھے دوزخ کی طرف کس طرح لے جا سکتا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تجھ کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے نیز مجھے یہ امر ملا ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں؟ وہ آدمی اس فرشتے سے کہے گا کہ مجھے تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔

ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ اے رضوان میں جانتا ہوں کہ میرے اس بندہ کا راز کیا ہے لیکن اس سے سوال کر کہ کیا جو کچھ تمہارے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے۔

رضوان اس سے کہے گا کہ تو جنت میں کیوں داخل نہیں ہوتا اور دوزخ میں جانے پر تو کیوں راضی ہے؟

وہ عرض کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو گناہگار دوزخ کی طرف گیا وہ مجھے دنیا میں پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے ندا دی۔ میرے سامنے عذر پیش کیا اور مجھ سے سفارش کرنے کا مطالبہ کیا۔ میں اس بات پر تو قادر نہیں کہ اسے دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں۔ میں تو صرف یہی کر سکتا ہوں کہ اس کے ساتھ دوزخ میں چلا جاؤں اور دوزخ کے عذاب میں ہم دونوں اکٹھے رہیں۔

رحمٰن و رحیم رب کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔

یا عبدی انت بضعفک لم ترض ان یذھب ذلک الی النار لانہ رآک فی الدنیا رؤیة قلیلة و کان یعرفک و صاحبک ایاما قلیلة فکیف ارضی انا بدخول عبدی النار و قد کان یعرفنی فی جمیع عمرہ واتخزنی الھا سبعین سنة. فاذھب الی الجنة فقد عفوت عنہ و وھبت. لک.

اے میرے بندے تو اپنی کمزوری کے باوجود اس بات پر راضی نہیں ہوا کہ وہ (تمہارا ساتھی) دوزخ میں جائے۔ اس لئے کہ اس نے آپ کو دنیا کی زندگی میں تھوڑے عرصے

کے لئے دیکھا تھا۔ وہ تجھے جانتا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ کے لئے وہ تیرا ساتھی بنا رہا۔ تو میں اپنے بندے کو دوزخ میں بھیجنے پر کیسے راضی ہوسکتا ہوں؟ حالانکہ اس نے اپنی ساری زندگی میں مجھے پہچانا۔ ستر سال تک مجھے معبود سمجھتے ہوئے میری عبادت کرتا رہا۔ تو اپنے ساتھی کو جنت میں لے جا۔ میں نے اس کی خطاؤں کو معاف کر کے اسے تجھ کو ہبہ کر دیا۔ (موعظہ)

حج سے افضل کام:

ایک روایت میں ہے کہ دو بھائی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے ملے۔

ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی۔

دوسرے نے پہلے سے سوال کیا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی ملاقات کا ارادہ کیا جس کے ساتھ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔

پہلے بھائی نے دوسرے سے گزارش کی۔ کیا آپ مجھے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کا ثواب میرے حج کے ثواب کے بدلے دے دیں گے؟ دوسرے نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے سر کو جھکایا۔ اس دوران ہم نے ایک ہاتف غیبی سے یہ ندا سنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:

(زيارة اخ فی اللہ افضل عند اللہ من مائة حجة نافلة)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سو نفل حج کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (موعظہ)

حکایت: بعض علماء نے سورہ یوسف کی ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے:

(وجاء وا اباھم عشاء یبکون)

''اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے''۔ (یوسف ۱۶)

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی جب اپنے والد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے آ کر جھوٹ بولا اور اپنے ساتھ ایک بھیڑیئے کو لائے جس کو انہوں نے زبردستی پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے آ کر حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے

عرض کیا کہ اس بھیڑیئے نے ہمارے بھائی حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اس بھیڑیئے کو علیحدہ لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور بھیڑیئے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اے بھیڑیئے کیا تو نے میرے بیٹے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو کھایا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس بھیڑیئے کو بولنے کی قوت عطا فرمائی۔

فقال معاذ اللہ یا نبی اللہ فان لحوم الانبیاء لا تاکلھا الارض ولا النار ولا السباع ولکن اخذونی قھرا فجاؤ ا بی الیک.

اس بھیڑیئے نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی پناہ' اے اللہ تعالیٰ کے نبی بے شک انبیاء علیہم السلام کے گوشت کو نہ زمین اور درندے کھاتے ہیں اور نہ ہی ان کو آگ جلاتی ہے۔ لیکن انہوں نے مجھے زبردستی پکڑا اور آپ کے پاس لے آئے۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

ایھا الذئب کیف و قعت فی ایدھم؟

اے بھیڑیئے! تو ان کے ہاتھ کیسے آ گیا؟

من این اقبلت و این قصدت؟

کہاں سے تو آیا ہے اور کہاں کا ارادہ رکھتا تھا؟

بھیڑیئے نے جواباً حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جرجان کی سرزمین سے آیا ہوں اور میرے کنعان جانے کا ارادہ ہے۔ جانے کا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کر سکوں۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟

بھیڑیئے نے عرض کیا کہ میرے والد محترم سے میرے دادا نے اور میرے دادا جان نے آپ کے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہ بات بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من زار أخافی اللہ کتب اللہ لہ الف حسنۃ ومحا عنہ الف سیئۃ ورفع لہ الف درجۃ و انجاہ من عذاب یوم القیامۃ بزیارۃ اخیہ. وجمع بینہ و بین اخیہ فی الجنۃ کالسبابۃ مع الوسطی.

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کی تو اس کو رب ذوالجلال کی طرف سے ان انعامات سے نوازا جائے گا۔

۱- اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دے گا۔

۲- رب ذوالجلال اس کے ہزار گناہ معاف فرما دے گا۔

۳- ہزار اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔

۴- خداوند قدوس اسے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے سبب سے قیامت کے دن کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔

۵- خالق کائنات اس انسان کو اپنے بھائی کے ساتھ جنت میں اکٹھا کر دے گا۔ جس طرح کہ سبابہ انگلی وسطی کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

بھیڑیئے نے کہا کہ میں اپنے اس بھیڑیئے بھائی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے میرے ساتھ دودھ پیا۔ اب مجھے اس کے مرنے کی اطلاع ملی ہے۔ اس کی موت نے مجھے مغموم کر دیا۔

قال یعقوب علیه السلام. اکتبوا هذا الحدیث عن هذا الذئب.

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حدیث کو اس بھیڑیئے کی طرف سے لکھ لو۔

علماء فرماتے ہیں کہ اے ہمارے دینی بھائیو! جب ایک بھیڑیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر رب ذوالجلال سے ثواب طلب کرنے کے لئے اس کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے جنت میں اپنے بھائی کی معیت اختیار کرنے کے لئے اپنے بھیڑیئے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو ہم کیسے اس بات کو نہیں طلب کرتے۔ بلکہ تم بھی اپنے بھائیوں سے ملاقات کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب' اس کے عذاب سے نجات اور جنت میں اپنے بھائیوں کی معیت کو طلب کرو۔ (موعظہ)

اس قدر زیادہ ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد یزور اخاله فی الله الا قال الله تعالی فی ملکوت عرشه!

عبدی زارنی و علی قراہ ای ضیافتہ لا ارضی لعبدی قری دون الجنۃ.

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو اپنے بھائی سے ملاقات صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ملاقات کی۔ مجھ پر اس کی مہمان نوازی ہے۔ میں اپنے بندے کے لئے جنت کے علاوہ کی ضیافت پر راضی نہیں ہوں گا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے صرف اس لئے نکلتا ہے کہ وہ رب ذوالجلال کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائی سے ملاقات کرے گا۔ خداوند قدوس اپنی رحمت کی وسعت کے سبب سے اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں فلاں سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے۔ کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی رشتہ داری ہے؟ آدمی عرض کرتا ہے۔ نہیں۔

فرشتہ کہتا ہے۔ کیا اس نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ اسے ملنا چاہتے ہیں؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے۔ نہیں۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے۔ ملنے کا سبب کیا ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت رکھتا ہوں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ اے بندے میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ تجھ سے اور اس سے بھی محبت فرماتا ہے۔ (رواہ صاحب الفردوس)

افضل ترین عمل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبعض فی اللہ.

تمام اعمال سے افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے عداوت رکھنا۔ (ھذا من حسان المصابیح)

حدیث کی تشریح:

علامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ایک مؤمن کے لئے دوستوں کا ہونا ضروری ہے کہ جن کے ساتھ وہ رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر محبت کرے۔ ایک مؤمن کے لئے دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے کہ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو یہ شخص رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر ان سے دشمنی رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی سبب سے محبوب ہوگا تو بدیہی سی بات ہے کہ اس کے مخالف امر کے پائے جانے کی وجہ سے وہ مبغوض ہوگا۔ کیونکہ اس کا فعل بغض اور محبت کے درمیان دائر ہے اور یہ دونوں چیزیں اس کے دل میں موجود نہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کا غلبہ ہو جائے تو اس کا اظہار ایک فطری امر ہے۔ جب محبت غالب ہوگی تو اس سے محبت کرنے والوں کے اعمال کا اظہار ہوگا۔ جیسا کہ ایک دوسرے کا قرب حاصل کرنا' ایک دوسرے سے محبت کرنا۔ اس کو ہی دوستی کہا جاتا ہے۔ اگر عداوت کا غلبہ ہو جائے تو پھر اس آدمی سے ناراض رہنے والے لوگوں جیسے افعال کا صدور ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے سے دوری اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنا' اسی کا نام دشمنی رکھا جاتا ہے۔

کیا ناراضگی کا اظہار ممکن؟:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ناراضگی کا اظہار کس طرح ممکن ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ناراضگی کا اظہار یا تو قول کے ذریعے ہوگا یا فعل کے ذریعے۔

قول کے ذریعے ناراضگی کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ انسان دوسرے آدمی سے بات چیت کرنے سے اپنے آپ کو روک لے کہ نہ تو اس کے ساتھ مکالمہ ہو اور نہ ہی کوئی بات چیت ہو اور کبھی اس چیز کا اظہار گالی گلوچ کے ذریعے ہوتا ہے۔

فعل کے ذریعے ناراضگی کا اظہار یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ کبھی اس کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے۔ کبھی اس کے مقاصد پر قدغن لگائے یعنی ایسے ایسے کام کرے کہ جن کی وجہ سے اسے تکلیف پہنچے ایسے کام نہ کرے کہ جن کی وجہ سے اس پر کوئی اثر ہو۔ یہ طریقہ اس وقت اختیار کرنا چاہئے کہ جب وہ جان بوجھ کر گناہ کا

کام کرے۔ چاہے وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں۔

بدی رابدی سہل باشد جزا:

اگر ایک انسان سے کوئی لغزش ہو جائے وہ اس پر نادم ہو۔ اس پر اصرار کرنے والا بھی نہ ہو۔ تو اس بارے بہتر یہ ہے کہ انسان اس سے چشم پوشی کرے اور اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ بالخصوص جب وہ ایسی معصیت ہو۔ جو تیرے ساتھ متعلق ہو یا ایسے شخص سے متعلق ہو جو تیرا تعلق دار ہو تو ایسی لغزش سے اعراض کرنا اچھا ہے۔ اس لئے کہ ایسے شخص کو معاف کر دینا جو تجھ پر ظلم کرے یا تیرے ساتھ برائی کرے۔ یہ سچے لوگوں کے اخلاق کا حصہ ہے۔ جو شخص تیرے علاوہ دوسرے پر ظلم کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ اس کے عیب کو نہ چھپانا۔ یہ اس پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ تو اس موقع پر اس پر احسان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسے ظالم پر احسان کرنا' مظلوم کے ساتھ برائی کرنے کے مترادف ہے جبکہ مظلوم رعایت کا زیادہ مستحق ہے۔

ظالم سے اعراض کر کے مظلوم کے دل کو تقویت پہنچانا' ظالم کے دل کو تقویت پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ (من مجالس الرومی)

جلسہ نمبر ۵۸

شیطان کی عداوت

یایها الذین امنوا لا تتبعوا خطوٰت الشیطن ط ومن یتبع خطوٰت الشیطن فانه یامر باالفحشاء والمنکر ولولا فضل الله علیکم ورحمته ما زکیٰ منکم من احد ابدا و لکن الله یزکی من یشاء والله سمیع علیم o

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہیں ہوسکتا ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔ (سورۃ النور آیت ۲۱)

شیطان کی عداوت

آیت کی تفسیر:

(یایها الذین آمنوا لا تتبعوا خطوٰت الشیطن ط)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو''۔

شیطان کے قدموں پر چلنے سے مراد یہ ہے کہ بے حیائی کو نہ پھیلاؤ۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں کلمہ خطوٰت کے ''ط'' پرفتحہ کی بجائے نافع' البزی' ابوبکر' ابوعمرو اور حمزہ نے سکون پڑھا ہے۔

(ومن یتبع خطوٰت الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر ط)

''اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا''۔

آیت کریمہ کے ان کلمات میں شیطان کی پیروی کرنے سے ممانعت کی علت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

الفحشاء کا معنیٰ ہے۔ وہ برائی جس کی قباحت زیادہ ہو۔

المنکر کا معنیٰ ہے کہ جس کو شریعت نے برا کہا ہو۔

(ولولا فضل الله علیکم ورحمته مازکی منکم من احد ابدا ولکن الله یزکی من یشاء ط والله سمیع علیم) (النور ۲۱)

''اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا۔ ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد ہے۔ ایسی توبہ کرنے کی توفیق کہ جو گناہوں کو مٹانے والی ہے اور گناہوں کے لئے بطور کفارہ کے حدود کو ظاہر فرمانا۔

آخر زمانہ تک اس کی میل کچیل کو ختم نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انتہائی کرم نوازی فرمائی کہ اپنے بندے کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

بلا شک وشبہ درود پہنچتا ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اکثرکم علی صلوة اکثرکم ازواجا فی الجنة.
تم میں سے مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا' وہ بہشت میں سب سے زیادہ بیویاں پانے والا ہوگا۔

حضرت ابن ہشام سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے غلامو! تم میری ذات پر شب جمعہ اور بروز جمعہ بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ اس درود کو مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور بے شک زمین انبیاء کرام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
وما من مسلم یصلی علی الاحملها ملک حتی یودیها الی ویسمیه حتی انه یقول' ان فلانا یقول کذا وکذا.
جو مسلمان بھی میری ذات پر درود شریف پڑھتا ہے۔ فرشتہ اس درود کو اٹھا کر مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس درود پڑھنے والے کا نام لیتا ہے اور ساتھ ہی فرشتہ یہ کہتا ہے کہ فلاں اس اس طرح کہتا ہے۔ (شفا شریف)

تفسیری نکات:

مفسرین فرماتے ہیں کہ (خطوات الشیطن) سے مراد شیطان کی سیرت اور اس کا طریقہ ہے۔
آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تم شیطان کے راستے پر نہ چلو اور نہ ہی بے حیائی کو پھیلاؤ۔ جھوٹ اور جھوٹی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ نہ ہی اس کے وساوس اور آثار کی پیروی کرو۔ (شیخ زادہ)

(ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمته)
''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب کشاف نے ذکر فرمایا کہ اس سے مراد توبہ ہے کہ اگر توبہ کرنے کی توفیق نہ ملتی تو رب ذوالجلال آخر زمانہ تک لوگوں سے گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنے لطف وکرم کے طفیل ان کی توبہ قبول فرما کر پاک وصاف کرتا ہے۔ (تفسیر کشاف)

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟:

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ بصرہ کے بازار میں تشریف لے جارہے تھے کہ لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے انہوں نے آ کر عرض کیا۔ اے ابو اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرمایا: (**ادعونی استجب لکم**)

"تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا ہوں۔) (البقرہ)

لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم عرصہ دراز سے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بصرہ والو! تمہارے دل دس باتوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے تمہاری دعائیں کیسے شرف قبولیت حاصل کریں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ دس باتیں یہ ہیں:

۱- (**الاول عرفتم اللہ تعالی ولم تؤدوا حقه**) تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا لیکن اس کے حق کو ادا نہیں کیا۔

۲- (**الثانی قرأتم القرآن ولم تعملوا به**) تم نے قرآن پڑھا لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔

۳- (**الثالث ادعیتم حب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم و ترکتم سنته**) تم نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ تو ضرور کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا۔

۴- (**الرابع ادعیتم عداوۃ الشیطان واطعتموہ و وافقتموہ**) تم نے عداوت شیطان کا دعویٰ کیا' اس کے باوجود تم نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کی موافقت کی۔

۵- (الخامس ادعيتم دخول الجنة ولم تعملوا لها) جنت میں داخل ہونے کا تم نے دعویٰ کیا لیکن اس کے لئے عمل نہیں کیا۔

۶- (السادس ادعيتم النجاة من النار و رميتم فيها انفسكم) دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرنے کا دعویٰ تم نے ضرور کیا لیکن تم نے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں پھینک دیا۔

۷- (السابع قلتم ان الموت حق ولم تستعدوا له) تم نے کہا کہ بے شک موت حق ہے لیکن اس کے لئے تم نے تیاری نہیں کی۔

۸- (الثامن اشتغلتم بعيوب اخوانكم فلا ترون عيوب انفسكم) تم اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش کرنے میں مصروف ہوئے لیکن اپنی ذات کے عیوب کو نہیں دیکھتے۔

ظاہر میں تو اُجلا صحیح ملبوس چمکیلا صحیح
خود کو جو خود میں دیکھ لے میلا ہے تو گندا ہے تو

۹- (التاسع اكلتم نعمة ربكم ولم تشكروا له) تم اپنے رب کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰- (العاشر دفنتم موتاكم ولم تعتبروا بهم) تم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (حیاۃ القلوب)

شیطان کی ذرّیت کا کام:

حدیث شریف میں ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو شیطان اپنے لشکر کو زمین میں پھیلنے اور لوگوں کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے اور اپنی ذریت کو یہ حکم کرتا ہے کہ لوگوں کو نماز سے دور کرو۔ جو شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ جاتا ہے اور اسے اس قدر مصروف کرتا ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور نماز مؤخر ہو جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کام نہ کر سکے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ اس بندے کو تم قرأت، رکوع، سجود اور ان میں پڑھی جانے والی تسبیحات کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنے دو۔

اگر وہ شیطان یہ بھی نہ کر سکے تو پھر اسے نماز کے دوران ہی دنیاوی امور میں مصروف کر دیتا ہے۔

اگر وہ شیطان ان چیزوں میں سے کچھ نہ کر سکے تو وہ ناکام لوٹ جاتا ہے۔

بڑا لعنتی شیطان اپنے کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس ناکام لوٹنے والے شیطان کو باندھ دیا جائے اور اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔

اگر کوئی شیطان کا چیلا یہ سارے کام کر کے واپس لوٹتا ہے تو بڑا لعنتی شیطان اس کی تکریم و تعظیم کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

انسان کا قرب:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ساتھ شیطان کو قرب حاصل ہے اور ایک فرشتے کو بھی قرب حاصل ہے۔

شیطان کا قرب یہ ہے کہ وہ انسان کو حق کو جھٹلانے اور شر کا وعدہ کرتا ہے۔

فرشتہ کا قرب یہ ہے کہ وہ حق کی تصدیق کرنے اور بھلائی کا وعدہ کرتا ہے۔

اگر ایک خوش نصیب انسان کو فرشتے کا قرب حاصل ہو تو اسے یقین کر لینا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ رب ذوالجلال کی حمد و ثنا بیان کرے اور جو انسان دوسری چیز پائے تو اسے شیطان رجیم سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (مصابیح)

ضروری بات:

علماء فرماتے ہیں۔ اللمة. المام سے بنا ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے "قرب"

فرشتہ اور شیطان ان دو باتوں کی وجہ سے انسان کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ دو امور یہ ہیں۔ بھلائی کا وعدہ کرنا اور برائی کا وعدہ کرنا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دو الہام ہیں جو انسان کے دل میں واقع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ کے واسطہ سے اور دوسرا شیطان کے واسطہ سے۔

جو فرشتہ کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہوا اسے الہام کہتے ہیں اور جو شیطان کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہوا اسے وسوسہ کہتے ہیں اور انسانی دل ان دونوں چیزوں کو جذب کرنے والا ہے کیونکہ انسان اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے فرشتہ کے آثار اور شیطان کے آثار کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ دونوں چیزیں برابر ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ مگر جب خواہشات کی پیروی کرے گا اور

شہوات کو پورا کرے گا تو شیطان کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور اگر انسانی خواہشات سے اجتناب کرے اور شہوات کی مخالفت کرے تو فرشتہ کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی۔ (سنانیہ) .

انسان کے چار دشمن :

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے انسان! تیرے چار دشمن ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے خلاف ہمیں جہاد کرنا چاہئے۔

۱- انسان کا پہلا دشمن دنیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا) ''تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی''۔ (لقمان ۳۳)

۲- انسان کا دوسرا دشمن اس کا نفس ہے اور یہ تمام دشمنوں سے خطرناک دشمن ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک) ''اے انسان! تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے''۔

اسی طرح قرآن مجید میں خالق کائنات نے فرمایا:

(وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء) ''اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے''۔ (یوسف ۵۳)

نوٹ : بزرگان دین کی یہی تعلیم ہے کہ انسان اپنے اس موذی نفس کو مار لے تو یہ اس کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کفار کے ساتھ لڑنے کو جہاد اصغر اور اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنے کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

کسی شاعر نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا۔

نہنگ و اژدھا شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

۳- انسان کا تیسرا دشمن شیطان الجن ہے۔ جس کے بارے میں بندہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے جیسا کہ خود رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ان الشیطان لکم عدو فاتخذہ عدوا) ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو''۔ (فاطر ۶)

۶- انسان کا چوتھا دشمن شیطان الانس ہے۔ جس سے بچنے کا حکم ہے کیونکہ یہ انسان کے لئے شیطان الجن کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان الجن کا کام صرف وسوسہ پر برانگیختہ کرنا جبکہ شیطان الانس معائنہ کرنے' آمنا سامنا کرنے اور برائی پر مدد کرنے کا کام کرتا ہے۔ (تنبیہہ الغافلین)

شیطان کے پندرہ دشمن:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس سے سوال کریں وہ ان سوالوں کا جواب دے۔

شیطان لعین ایک بزرگ کی شکل اختیار کر کے عصا ہاتھ میں لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کون ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں ابلیس ہوں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں آیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ مجھے رب ذوالجلال نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ جو مجھ سے سوال کریں' میں ان سوالوں کا جواب دوں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے شیطان میری امت میں سے کتنے لوگ تیرے دشمن ہیں؟

شیطان نے کہا کہ پندرہ میرے دشمن ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱- شیطان نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سب سے پہلے دشمن آپ ہیں۔

۲- انصاف کرنے والا بادشاہ مؤمن۔

۳- تواضع کرنے والا غنی مؤمن۔

۴- سچا تاجر مؤمن۔

۵- خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا عالم۔

۶- خیر خواہ مؤمن۔

۷- رحم کرنے والا مؤمن۔
۸- ایسا توبہ کرنے والا جو اپنی توبہ پر ثابت قدم رہے۔
۹- حرام سے پرہیز کرنے والا مؤمن۔
۱۰- ہمیشہ باوضو رہنے والا مؤمن۔
۱۱- کثیر صدقہ دینے والا مؤمن۔
۱۲- اچھے اخلاق کا مالک مؤمن۔
۱۳- لوگوں کو نفع دینے والا مؤمن۔
۱۴- ایسا حامل قرآن جو ہمیشہ قرآن پڑھتا رہے۔
۱۵- رات کو قیام کرنے والا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

شیطان کے دس دوست:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان سے فرمایا کہ میری امت میں سے تیرے دوست کتنے ہیں؟

شیطان نے جواباً عرض کیا۔ ان کی تعداد دس ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱- ظالم حکمران۔
۲- متکبر غنی۔
۳- خیانت کرنے والا تاجر۔
۴- شراب کا پینے والا۔
۵- چغل خور۔
۶- ریاکار۔
۷- یتیم کا مال کھانے والا۔
۸- نماز میں سستی کرنے والا۔
۹- زکوٰۃ نہ دینے والا۔
۱۰- شیطان نے کہا کہ وہ شخص میرا دوست ہے جو لمبی امیدیں رکھتا ہے۔

آخر میں اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

بنی اسرائیل کے عابد کا عبرتناک انجام:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا۔ جو اپنے گرجا گھر میں عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس عبادت گزار کا نام برصیصا تھا۔ اس قدر وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ تھا کہ وہ مستجاب الدعوات بن چکا تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے اور اس کی دعا کرنے سے وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔

ابلیس لعین نے ایک دن اپنے شیطانوں کو بلایا اور کہا کہ اس برصیصا عابد کو تم میں سے کون آزمائش میں ڈال کر گمراہ کرے گا؟

شیاطین میں سے عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں اسے آزمائش میں ڈالوں گا۔ اگر میں اسے فتنہ میں مبتلا نہ کر سکا تو میں تم شیاطین میں سے نہیں ہوں گا۔ ابلیس لعین نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔

عفریت نامی شیطان بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس گیا جس کی حسین وجمیل بیٹی تھی جو اپنے والدین اور بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ شیطان نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اس وجہ سے اس لڑکی کے اہل خانہ انتہائی پریشان ہوئے اور لڑکی پر جنون کی کیفیت طاری ہوگئی اور کئی دن تک اس کی یہی کیفیت رہی۔

چند دن گزرنے کے بعد ایک انسان کی شکل بنا کر وہ شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تندرست ہو جائے۔ جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملا تو شیطان نے کہا کہ تم فلاں راہب کی طرف جاؤ وہ جب اس کے لئے دعا کرے گا تو یہ تندرست ہو جائے گی۔ چنانچہ اس مجنونہ لڑکی کے گھر والے اسے راہب کے پاس لے گئے۔ جب اس نے دعا کی تو لڑکی بالکل تندرست ہو گئی۔ جب وہ اسے واپس لے کر چلے تو شیطان نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ یہ لڑکی بالکل تندرست ہو جائے تو تم اسے کچھ دنوں کے لئے راہب کے پاس رہنے دو۔ وہ لڑکی کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گئے اور اسے کہا کہ کئی دنوں تک آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ راہب نے انکار کیا لیکن انہوں نے لڑکی کو اس کے پاس رکھنے پر اصرار کیا اور آخر کار اسے راہب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

راہب نماز پڑھتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا۔ راہب نے لڑکی کو اپنے پاس بٹھا لیا' اسے

کھانا کھلایا یہاں تک کہ کافی دیر تک اسے اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ ایک دن راہب نے اس کی طرف نظر کی۔ اس کے چہرے اور جسم کو دیکھا تو اسے یوں لگا کہ اسے تو آج تک اس سے زیادہ حسن و جمال والا کوئی نظر نہیں آیا۔ راہب کا دل شیطانی وسوسہ کی وجہ سے لڑکی کی طرف سے مائل ہو گیا اور وہ صبر نہ کر سکا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ راہب نے لڑکی کے ساتھ جماع کر لیا اور وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔

شیطان نے راہب کے پاس آ کر کہا کہ تو نے اس لڑکی کو حاملہ کر دیا ہے۔ یہ جو تو نے جرم کیا ہے' بادشاہ تجھے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ اگر تو اپنے اس جرم کو چھپانا چاہتا ہے تو لڑکی کو ذبح کر کے اپنے اس گرجے میں دفن کر دے۔ جب اس کے والدین آ کر تجھ سے اس کے بارے میں معلوم کریں تو ان سے کہنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ چنانچہ جب لڑکی کے اہل خانہ آئے۔ اس کے بارے میں پوچھا تو راہب نے کہا کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے راہب کی تصدیق کی۔

شیطان کے مشورہ دینے پر راہب نے لڑکی کو ذبح کر کے دفن کر دیا۔ جب لڑکی کے گھر والے آئے اس کے بارے میں پوچھا تو راہب نے کہا کہ آپ کی لڑکی بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہے۔ وہ سب اس کی تصدیق کر کے چلے گئے۔

شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا کہ راہب نے تمہاری لڑکی کے ساتھ جماع کیا جب اسے یہ خوف لاحق ہوا کہ تم میں سے کسی کو اس کا پتہ چل جائے گا تو اس نے لڑکی کو ذبح کرنے کے بعد اپنے گرجا گھر میں دفن کر دیا۔

بادشاہ لوگوں کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گیا۔ انہوں نے قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ذبح کی ہوئی وہاں دفن ہے۔ انہوں نے راہب کو پکڑا اور بطور سزا اسے سولی پر لٹکا دیا۔ جب راہب سولی پر لٹکایا ہوا تھا تو شیطان اس کے پاس آیا اور راہب سے کہا کہ تو اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے سجدہ کرے تو میں تجھے اس سولی سے بچا سکتا ہوں۔ راہب نے کہا کہ میں تجھے اس حالت میں کیسے سجدہ کر سکتا ہوں؟ شیطان نے کہا کہ تو صرف اپنے سر سے اشارہ کر دے میں تیرے اس طرح کرنے سے بھی راضی ہو جاؤں گا۔ راہب نے سر کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اسے سجدہ کیا۔ عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں تمام جہانوں کے رب سے ڈرتا ہوں۔

اس چیز کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے۔

(کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ٥ فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھاؕ و ذلک جزاء الظلمین ٥)

''شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر۔ پھر جب اس نے کفر کر لیا۔ بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ جو سارے جہان کا رب تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے''۔ (الحشر ١٦-١٧)

صحابی رسول کا فرمان:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اے انسان جب تو نے بنی اسرائیل کے عابد برصیصا کا حال جان لیا کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا تو تجھے یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اے انسان! جب تو شہوات کی پیروی کرے' غصہ کا اظہار کرے' تو تیرے دل پر خواہشات کے واسطہ سے شیطان کا تسلط ظاہر ہو جائے گا اور تیرا دل شیطان کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اس لئے کہ خواہشات شیطان کی چراگاہ ہیں۔

لیکن اگر انسان شیطان کے خلاف اپنے نفس سے جہاد کرے' خواہشات اور غضب کی پیروی نہ کرے تو انسان کا دل فرشتوں کے اترنے کی جگہ اور ان کا ٹھکانہ بن جائے گا لیکن جب دلوں میں سے کوئی دل شہوات' غضب' حرص' طمع اور اس کے علاوہ جتنی قبیح انسانی خصلتیں ہیں جو خواہشات سے جنم لیتی ہیں۔ ان سے خالی نہ ہو تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی دل اس بات سے خالی ہو کہ وہ شیطان کا مرکز نہ ہو۔ بلکہ وسوسہ کے سبب سے وہ دل شیطان کا ٹھکانہ ہوتا ہے اور اس کے وسوسے اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے کہ جب تک ان وساوس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہ کیا جائے تو اس سے پہلے جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ وہ سارے کا سارا ختم ہو جائے اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی یاد باقی رہ جائے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے متعلق ہیں وہ باقی رہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور جو چیزیں اس کے متعلق ہیں ان کے علاوہ ہر چیز شیطان کا مرکز بن سکتی ہے۔ پس رب ذوالجلال کا ذکر ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو تمام مصائب سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور جہاں ذکر خدا موجود ہو وہاں شیطان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اے

انسان! تو اس ہدایت کو قبول کر اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ بادشاہ اور مددگار ہے' تیری تمام مشکلات کو آسان کر دے۔

دل کی مثال:

علماء فرماتے ہیں کہ دل کی مثال ایک قلعہ کی مانند ہے جس کے بہت سارے دروازے ہیں۔ شیطان ان دروازوں میں سے ہر ایک سے داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا مالک اور متولی بننا چاہتا ہے جبکہ انسان کے لئے اس دل کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ انسان دل کی حفاظت پر اس وقت تک قادر نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دروازوں کی حفاظت نہ کرے۔ داخل ہونے والی چیزوں کو نہ روکے اور دروازوں کو بند نہ رکھے۔ دل میں داخل ہونے والی چیزیں بری صفات ہیں۔ جب ایک آدمی میں کوئی بری صفت پائی جاتی ہے تو وہ شیطانی قوتوں میں سے ایک قوت ہی ہوتی ہے اور اس کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور اس کے اندر داخل ہونے والی چیزوں میں سے ایک چیز ہوتی ہے۔ (من مجالس الرومی)

توبہ کی شرائط:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں:

۱- گناہ سے رجوع کر لینا۔

۲- گناہ پر نادم ہونا۔

۳- ہمیشہ ہمیشہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔

شیر خدا کے نزدیک توبہ کی شرائط:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا اور کہا: یا اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ بات کہی اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: اے اعرابی! زبان کی تیزی کے ساتھ توبہ کرنا' یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔ یہ جو تو نے توبہ کی ہے' یہ خود ایک اور توبہ کرنے کی محتاج ہے۔

اعرابی نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے لوگوں کی توبہ کس طرح ہوتی ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی توبہ یہ ہے جس میں یہ چھ باتیں پائی جائیں:

۱- زمانہ ماضی میں کئے ہوئے گناہوں پر ندامت۔

۲- جو فرائض ضائع ہو چکے ہوں' ان کا اعادہ۔

۳- ہر ایک ظلم کی معافی۔

۴- نفس کو اطاعت میں اس طرح پگھلانا جس طرح کہ گناہوں میں اسے پروان چڑھایا گیا۔

۵- نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا جس طرح کہ اسے معصیت کا مزہ چکھایا گیا۔

۶- نفس جس جس جگہ پر ہنسا' اس اس جگہ پر اسے رلانا۔ (کذا ذکرہ الوالسعود)

جب اس کا کرم ہو جائے:

حضرت نجم الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندے کو اسفل السافلین کی دوری سے اٹھا کر اعلیٰ علیین کا قرب عطا فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی عنایات کے جذبے کے تصرفات کے ساتھ عبادت میں اخلاص عطا فرما دیتا ہے پھر اسے اپنی بارگاہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اس کی طرف قرب حاصل کرنے کے لئے رجوع کو قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔ خود رب ذوالجلال نے فرمایا۔

من تقرب منی شبرا تقربت منه ذرالما و من تقرب فی ذراعا تقربت منه بالما.

جب میرا بندہ ایک بالشت کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک گز کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جو بندہ توبہ اور طاعت کے لحاظ سے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور مدد کرنے کے لحاظ سے قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ اس میں اضافہ کرے تو میں بھی اضافہ کر دیتا ہوں۔

جلسہ نمبر ۵۹

دار بقا کی طرف روانگی

یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون والذین امنوا وعملوا الصلحت لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الانهار خلدین فیها نعم اجر العلمٰلین ٥

ترجمہ : ''اے میرے بندو! جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔''

(سورۃ عنکبوت آیت ۵۶ تا ۵۸)

خدا حضرت
ساتھ توبہ کرنا' یہ بڑ
کی محتاج ہے۔

دارِ بقا کی طرف روانگی

آیت کی تفسیر:

(یعبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون O)

''اے میرے بندو! جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔'' (العنکبوت ۵۶)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ جب ایک انسان کے لئے ایک شہر میں عبادت کرنا آسان نہ ہو اور لوگوں کے لئے اپنے دین کا اظہار کرنا ممکن نہ ہو تو لوگ ایسے شہر اور مقام کی طرف ہجرت کر جائیں۔ جہاں ان کے لئے یہ سارے کام کرنا آسان ہوں۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من فربدینہ من ارض الی ارض ولو کان شبرا استوجب الجنة وکان رفیق ابراھیم و محمد علیھما الصلوة والسلام.

جو شخص ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کی طرف اپنے دین کی وجہ سے ہجرت کر گیا اگرچہ وہ ہجرت کرنا ایک بالشت کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اسے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت نصیب ہو گی۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (فاعبدون) پر جو (فا) ہے یہ شرط محذوف کا جواب ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری زمین تمہارے لئے وسیع ہے۔ اگر تم ایک زمین پر اخلاص کے ساتھ میری عبادت نہ کر سکو۔ تو تم اس زمین کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اخلاص کے ساتھ عبادت کر سکو۔

(کل نفس ذائقة الموت. ثم الینا ترجعون)

''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔'' (العنکبوت ۵۷)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اس چیز کا بیان ہے۔ موت نے یقینی طور

پر ہر نفس تک پہنچنا ہے اور جزا و سزا کے لئے اسے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اس لئے ہر جاندار کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ اس دن کے لئے تیاری کرے اور اس ضمن میں اسے بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

(والذین آمنوا وعملوا الصلحت لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الانهر خلدین فیها نعم اجر العلمین٥)

''اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔'' (العنکبوت ۵۸)

الفاظ کے معانی:

لنبوئنهم کا معنی ہے۔ لننزلهم ہم اتاریں گے۔

غرفا کا معنی ہے علالی چوبارے۔ امام حمزہ اور قصائی نے لنبوئنهم کو لنثوینهم پڑھا ہے۔ اب اس کا معنی ہوگا کہ ہم انہیں ضرور ضرور ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ ثوی. ثواءً ثواء کا معنی ہوتا ہے مقیم کرنا۔

اسی طرح نعم کو فنعم پڑھا گیا۔ اس صورت میں مخصوص بالمدح محذوف ہوگا۔ جس پر اس کا ماقبل دلالت کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

حضرت مقاتل، اور امام کلبی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ مکہ کے کمزور مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کو یہ حکم دیا گیا کہ اگر تم مکہ مکرمہ میں تنگی کی حالت میں ہو۔ اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتے تو تم وہاں سے مدینہ طیبہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کر جاؤ کیونکہ میری زمین یعنی مدینہ منورہ کی سرزمین وسیع اور امن والی ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان ارضـــی واسعة کا مطلب ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔ تم اس کی طرف ہجرت کر جاؤ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم ایک زمین میں گناہ کے کام کر رہے ہو تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں یہ حکم ہے کہ جب تم ایک جگہ پر گناہ کا کام کرنے پر مجبور ہو اور وہاں کے حالات کو بدلنا تمہارے بس میں نہیں ہے تو تم ایسے علاقہ کی طرف ہجرت کر جاؤ جہاں عبادات کرنا تمہارے لئے انتہائی آسان ہو۔

آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جو ہجرت نہ کر سکے اور مکہ میں پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہم نے ہجرت کی تو ہم بھوک اور معیشت کی تنگی کی وجہ سے مر جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور مدینہ منورہ کی طرف سے خروج کو ترک کرنے کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں کیا۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ان ارضی واسعة کا معنی یہ ہے کہ رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ میرا رزق تمہارے لئے وسیع ہے۔ پس تم اس کے حصول کے لئے اپنے ٹھکانوں سے نکلو۔ (معالم التنزیل)

تفسیری نکات:

(کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون)

''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔'' (العنکبوت ۵۷)

ذائقة الموت کا ایک معنی مفسرین نے یہ بیان فرمایا۔ موت کی کڑواہٹ کو محسوس کرنا' جدائی کے غم کو تھوڑا تھوڑا کر کے برداشت کرنا' جس طرح کہ چکھنے والا چکھی جانے والی چیز کی لذت کو محسوس کرتا ہے لیکن یہ اس بات پر مبنی ہے کہ چکھنا قلیل و کثیر دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (کما ذھب الیه الراغب)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اصل چکھنا منہ کے ساتھ ہے۔ بالخصوص اس چیز میں جو حصول کے اعتبار سے قلیل ہو۔

اب معنی یہ بنے گا کہ نفوس موت کے ایک جز کے ملنے کے ساتھ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے لئے ایک روح' ایک جسم اور لطیف بخارات ہوتے ہیں۔ ان لطیف بخارات اور جسم کے درمیان حیوانی روح ہوتی ہے۔ جب تک یہ لطیف بخارات اس طور پر باقی رہتے ہیں کہ جن کے ساتھ روح اور جسم کا تعلق برقرار رہے تو

حیات (زندگی) قائم رہتی ہے اور جب وہ بخارات اتنی صلاحیت کے نہ رہیں، تعلق ختم ہو جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔

اچانک روح کو جدا کر دیا جائے تو یہ صورت موت ہے۔ بدن میں روح کے ظاہر ہونے کی کیفیت کو نہیں پہچانا جا سکتا اور جب وہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے یہی اس بندہ کی موت کا وقت ہے مگر یہ کہ جب وہ مکمل طور پر علیحدہ ہو جائے۔ اس صفت کے جو لوگ ہیں ان کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ آخر کار انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی جزاء کی طرف لوٹنا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کی یہ حالت ہے کہ اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ زاد راہ کے حصول کے لئے اور اس کے لئے تیاری کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرے۔ جو اچھا علاقہ ہو اس کی طرف ہجرت کرے اور آسانی کے ساتھ سفر کے اخراجات کو برداشت کر سکے۔ یہ ہجرت کرنے کا کلمہ بھی اس وقت ہے کہ جہاں وہ رہتا ہے وہ دارالشرک ہے اور اس کے اپنے وطن کی سرزمین جو ہے گناہوں کی زمین ہو، بدعتیں وہاں عروج پر ہوں اور انسان ان بدعات کو تبدیل کرنے کی اور ان سے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا تو جہاں اطاعت کرنے والے لوگوں کی سرزمین ہو۔ اس طرف ہجرت کر جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے۔ (روح البیان)

نورٌ علیٰ نور:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری ذات پر درود شریف پڑھنے والے کے لئے صراط کے نور میں سے نور ہو گا اور نور والوں میں سے جو صراط پر ہو گا تو وہ اہل نار میں سے ہرگز نہیں ہو گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔

مرنے والے کی روح ارواح میں کب جاتی ہے؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات المؤمن جاء روحه حول داره شهرا فينظر الى من خلف

عیال کیف یقسم مالہ و کیف یودی دیونہ فاذا اتم شھرا رد الی حفرتہ فیحوم حول قبرہ سنۃ و ینظر من یاتیہ ویدعولہ و من یحزن علیہ۔ فاذا اتم سنۃ رفع روحہ الی حیث یجتمع فیہ الارواح الی یوم ینفخ فی الصور۔

جب ایک مومن مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک ماہ تک اپنے گھر کے اردگرد چکر لگاتی ہے اور مرنے والا اپنے عیال کو دیکھتا ہے کہ کیسے اس کے مال کو تقسیم کرتے ہیں؟ اور کیسے اس کے قرض کو ادا کرتے ہیں۔ جب ایک مہینہ مکمل ہو جاتا ہے تو اس کی روح قبر کی طرف واپس لوٹتی ہے۔ پھر وہ ایک سال تک قبر کے اردگرد گھومتی رہتی ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے (عزیز و اقارب) میں سے کون اس کی قبر پر آتا ہے اور دعا کرتا ہے اور کون اس کے لئے غمزدہ ہوتا ہے؟ جب ایک سال مکمل ہو جاتا ہے تو پھر اس مرنے والے کی روح کو اس مقام کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جہاں صور کے پھونکنے والے دن تک باقی ارواح مجتمع ہیں۔ (بہجۃ الانوار)

نوٹ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کی روح کو اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے عزیز و اقارب کی کس قدر انتظار ہوتی ہے اور وہ سب چیزوں کو ملاحظہ کر رہی ہوتی ہے کہ کون میرے لئے حزن و ملال میں ہے۔ کون میرے لئے ایصال ثواب کر رہا ہے؟ کون میرے لئے دعائیں کر رہا ہے؟ تو جب ان امور مستحبہ کو کیا جاتا ہے تو یقیناً اس مرنے والے کی روح خوش ہوتی ہے بلکہ کئی لوگ تو اپنا دوست ہی اس کو مانتے ہیں جو ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر جا کر ان کے لئے دعائے مغفرت و بخشش کرے۔

الحاج محمد علی ظہوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ؎

وہ ظہوری یار میرا وہی غمگسار میرا
جو قبر میری پہ آئے نعت نبی سنائے

(محبوب احمد چشتی)

ترک خوف کا نقصان:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سا بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایمان کے سلب ہونے کا خوف ہے۔

سائل کا سوال سن کر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترک الشکر علی الایمان و ترک خوف سوء الخاتمه و ظلم العباد.

وہ چیزیں جن کی وجہ سے ایمان کے ختم ہونے کا خوف ہے۔

آپ نے فرمایا۔ وہ تین چیزیں ہیں۔

۱- ایمان ملنے پر ناشکری کرنا۔

۲- خاتمہ بالخیر نہ ہونے کے خوف کو ترک کر دینا۔

۳- بندوں پر ظلم کرنے کے خوف کو ترک کر دینا۔ (کنز الاخبار)

بعد از موت چار فرشتوں کا بھیجا جانا:

بزرگ دین فرماتے ہیں:

یرسل الله تعالی الیه بعد موته عند حمل الجنازة اربعة ملئکته فاذا اتوا علی راس قبره نادی احدهم انقضت الاجال و القطعت الآمال. و نادی الثانی ذهبت الاموال و بقیت الاعمال و نادی الثالث زالت الاشغال و بقی الوبال و نادی الرابع طوبی لک ان کان مطعمک من الحلال و کنت مشغولا بخدمة ذی الجلال.

جب بندہ مر جاتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اور جنازہ اٹھانے کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار فرشتے بھیجتا ہے۔ جب وہ اس کی قبر کے سرہانے پہنچ جاتے ہیں تو ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ مدتیں ختم ہو گئیں اور امیدیں منقطع ہو گئیں۔

دوسرا فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مال و دولت ختم ہو گیا اور صرف اعمال باقی رہ گئے۔

تیسرا فرشتہ آواز دیتا ہے۔ مصروفیات اختتام پذیر ہوئیں اور وبال باقی رہ گیا۔

چوتھا فرشتہ مرنے والے سے مخاطب ہوتا ہے کہ اے مرنے والے تیرے لئے خوشخبری ہے اگر تیرا کھانا حلال کا تھا اور تو رب ذوالجلال کی خدمت میں مصروف رہا۔ (بہجتہ الانو)

اللہ کے سوا کون رزق دے سکتا ہے؟:

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب وسیع رزق عطا فرمایا۔ پرندوں، وحشی جانوروں، جنوں، انسانوں اور ہواؤں پر حکومت عنایت کی تو ان کے دل میں (تمام پر) غلبہ کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے رب ذوالجلال سے اجازت طلب کی اور عرض کیا:

یا رب ائذن لی حتی اعطی رزق کل مرزوق سنۃ کاملۃ.

اے میرے رب مجھے اجازت دیں تاکہ میں ہر رزق طلب کرنے والے کو مکمل ایک سال تک روزی دوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ اس چیز کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ صرف ایک دن کے لئے مجھے روزی دینے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ رب ذوالجلال نے آپ کو ایک دن کے لئے سب مخلوق کو روزی دینے کی اجازت دے دی۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جن و انس کو حکم دیا کہ جو کچھ زمین میں ہے اس کو لے آئیں اور حکم دیا کہ پکائیں جو کچھ پکایا جاتا ہے۔ حاضر کریں جو کچھ حاضر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سب کچھ چالیس دن پکایا اور حاضر کیا گیا پھر آپ نے صبا کو حکم فرمایا کہ وہ کھانا وغیرہ کے اوپر نہ چلے تاکہ کھانا خراب نہ ہو۔ نیز آپ نے حکم دیا کہ تمام کھانے ایک وسیع و عریض میدان میں ترتیب سے رکھ دیئے جائے۔ دسترخوان کی لمبائی ایک میل کی مسافت کے برابر تھی اور اتنا ہی اس کی چوڑائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ مخلوقات میں سے کس مخلوق سے ابتداء کریں گے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا۔ خشکی اور تری کی مخلوق سے آغاز کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کے اندر رہنے والی مخلوق میں سے ایک مچھلی کو حکم فرمایا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر آئے۔

مچھلی نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور دسترخوان کی طرف بڑھی اور زبان حال سے کہنے لگی۔

اے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے میری آج کی روزی آپ کے ذمہ لگائی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کھانا تیرے سامنے ہے تو کھانے کا آغاز کر دے۔

ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ مچھلی نے وہ سارا کچھ نگل لیا پھر اس نے ندا دی۔ اے سلیمان علیہ السلام مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں' میں بھوکی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو ابھی سیر نہیں ہوئی؟

مچھلی نے عرض کیا کہ میں ابھی تک سیر نہیں ہوئی۔ اسی وقت حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور عرض کیا۔

سبحان من تکفل برزق کل مرزوق من حیث لا یشعر.

پاک ہے وہ ذات جو تمام مخلوق کی روزی کی ضامن ہے۔ اس طور پر کہ کوئی جانتا بھی نہیں ہے۔ (بدیع الاسرار)

اللہ کے نبی کا چیونٹی سے سوال:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے سوال کیا۔

کم رزقک فی السنة؟ سال بھر کی تیری کتنی روزی ہے؟

چیونٹی نے اللہ کے نبی کو جواباً عرض کیا۔

حبة من حنطة. گندم کا ایک دانہ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو ایک شیشی میں ڈالا۔ اس کے ساتھ گندم کا ایک دانہ رکھ دیا نیز آپ نے اس شیشی کا ڈھکن بند کر دیا۔ جب ایک سال گزر گیا تو آپ نے اس شیشی کا ڈھکن کھولا تو آپ نے کیا دیکھا کہ چیونٹی نے سال بھر میں گندم کا نصف دانہ کھایا۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو چیونٹی سے فرمایا کہ تو نے گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا حصہ کیوں نہیں کھایا؟

چیونٹی نے کہا کہ جب میرا توکل اللہ تعالیٰ پر تھا تو میں سال بھر میں گندم کا ایک دانہ کھاتی کیونکہ وہ مجھے رزق دینے سے محروم نہیں کرتا لیکن جب میں اس شیشی میں بند تھی اور میرا توکل آپ کی ذات پر تھا تو میں نے گندم کے دانہ کا نصف حصہ چھوڑ دیا۔ یہ سوچ کر کہ اگر آپ نے مجھے اس سال بھلا دیا تو آئندہ سال گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا حصہ کھا لوں گی۔ (رجبیہ)

روح کے نکلنے کی کیفیت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب انسان پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے تو ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اسے چھوڑ دیں تاکہ یہ استراحت کر لے۔ روح نکلتے نکلتے جب سینے تک پہنچتی ہے تو حکم ہوتا

ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ اسے استراحت ملے۔ جب روح حلقوم تک آ پہنچتی ہے تو پھر ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ اعضاء ایک دوسرے کو الوداع کر سکیں۔ آنکھ آنکھ کو الوداع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ قیامت کے دن تک السلام علیکم۔ اسی طرح دونوں کان ایک دوسرے کو' دونوں ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کو الوداع کرتے ہیں۔ روح نفس کو الوداع کرتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اس بات سے کہ ایمان زبان کو اور معرفت دل کو الوداع کرے۔ اس کے بعد بدن کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ آنکھوں میں نظر نہیں ہوتی۔ کانوں میں قوت سماعت نہیں رہتی۔ جسم میں روح باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے۔ اگر دل بغیر معرفت کے رہ جائے تو قبر میں بندے کا کیا حال ہوگا؟

مرنے والا روح کے نکل جانے کے بعد کسی ایک کو بھی نہیں دیکھتا۔ نہ ماں باپ کو' نہ اولاد کو' نہ دوست احباب کو' نہ بھائی کو' نہ اسے کوئی بچھونا نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے حجاب نظر آتا ہے۔ خدا نہ کرے اگر اس نے اپنے کریم رب کو بھی نہ دیکھا تو یقیناً اس نے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔ (زہرۃ الریاض)

روح کیوں نہ نکلے:

ایک حدیث پاک میں ہے۔

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بندہ کہتا ہے کہ میں تجھے یہ روح ہرگز نہیں دوں گا جب تک کہ اس کا حکم نہ دیا جائے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے اس کا حکم دیا ہے۔ جب ملک الموت کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے تو روح نکلنے کے لئے اس سے علامت اور دلیل طلب کرتی ہے۔ روح کہتی ہے کہ میرے رب نے مجھے پیدا کیا۔ میرے جسم کے اندر مجھے داخل فرمایا تو اے ملک الموت تو اس وقت تو میرے ساتھ نہیں تھا۔ اب تو چاہتا ہے کہ مجھے میرے جسم سے نکال لے۔

روح کی یہ باتیں سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ تیرا فلاں بندہ اس طرح کہتا ہے اور دلیل طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (اے عزرائیل علیہ السلام) میرے بندے کی روح

سچ کہتی ہے۔

اے ملک الموت تو جنت کی طرف سے چلا جا۔ وہاں سے ایک عطیہ لے لو جس پر میری علامت موجود ہے اور وہ میرے بندے کی روح کو دکھاؤ۔

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام جنت میں جا کر اس مطلوبہ چیز کو لیتے ہیں اور اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ وہ بندے کی روح کو جا کر دکھاتے ہیں۔ جب بندے کی روح اس علامت کو دیکھتی ہے تو خوشی خوشی جسم سے باہر نکل آتی ہے۔ (زہرۃ الریاض)

اپنا اپنا ٹھکانہ دیکھ لیں گے:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اپنے جسم سے اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے۔ مومن اس مکان کی محبت کی وجہ سے نہ تو اپنی اولاد کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی طرف نظر کرتا ہے۔

منافق کی روح بھی اپنے جسم سے باہر نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں نہ دیکھ لے۔ اس مکان سے انتہائی خوفزدہ ہونے کی وجہ سے منافق نہ تو اپنے والدین کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد کی طرف نظر کرتا ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن جنت میں اپنا مکان کیسے دیکھ لیتا ہے؟ اسی طرح منافق جہنم میں اپنا ٹھکانہ کیسے دیکھ لیتا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو انتہائی حسین وجمیل صورت پر پیدا فرمایا۔ اس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پر ہیں اور ان پروں کے درمیان مور کے پروں کی طرح دو سبز پر ہیں۔ جب وہ ان دو پروں کو بقیہ پروں میں سے پھیلاتا ہے تو زمین وآسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کو بھر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے دائیں پر کے اوپر جنت کی صورت بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان تمام چیزوں کی صورتیں بنی ہوتی ہیں جو وہاں پر حوریں' محلات' خدام اور درجات موجود ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بائیں پر پر دوزخ کی صورت بنی ہوئی ہے اور اس میں

سانپ، بچھو دوزخ میں نیچے اترنے کے لئے درجات اور زبانیہ یعنی وہ فرشتے جو گناہگاروں کو دوزخ کی طرف ہانک کر لے جائیں گے۔ ان سب کی صورتیں اس میں موجود ہیں۔

جب کسی آدمی کے مرنے کا وقت آ جاتا ہے تو فرشتوں کی ایک پوری فوج اس کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ اس کی روح کو قدموں سے لے کر دونوں گھٹنوں تک نچوڑتے ہیں۔ یہ فوج چلی جاتی ہے پھر فرشتوں کی ایک دوسری فوج آ جاتی ہے جو مرنے والے کی روح گھٹنوں سے اس کے پیٹ تک نچوڑتے ہیں۔ پھر فرشتوں کی یہ فوج چلی جاتی ہے اور ایک تیسری فوج آ جاتی ہے جو اس کی روح کو پیٹ سے لے کر اس کے سینے تک نچوڑتے ہیں یہ فوج اپنا کام کر کے چلی جاتی ہے اور چوتھی فوج داخل ہو جاتی ہے جو مرنے والے کی روح کو سینے سے حلقوم تک نچوڑتے ہیں جب روح یہاں پہنچتی ہے تو یہ مرنے والے پر نزع کا وقت ہوتا ہے۔

اگر مرنے والا مومن ہو تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس کے لئے اپنے دائیں پر کو پھیلا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مومن جنت میں اپنے مکان کو دیکھ لیتا ہے اور اس کا عاشق ہو جاتا ہے۔ اس مکان سے عشق و محبت کی وجہ سے نہ وہ اپنی اولاد کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں، باپ کی طرف نظر کرتا ہے۔ بلکہ وہ ٹکٹکی لگا کر جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا رہتا ہے۔

اگر مرنے والا منافق ہو تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس کے لئے بائیں پر پھیلا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مرنے والے کو دوزخ میں اپنا مکان نظر آ جاتا ہے۔ اس مکان کے خوف کی وجہ سے وہ نہ تو اپنے والدین کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد پر نظر کر سکتا ہے بلکہ وہ مسلسل دوزخ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھتا رہتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طوبی لمن کان قبرہ روضۃ من ریاض الجنان وویل لمن کان قبرہ حفرۃ من حفرۃ النیران.

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو۔

(زهرۃ الریاض)

رب سے بڑھ کر کون زیادہ کریم ؟ :

ایک حدیث پاک میں ہے۔
جب جسم سے روح جدا ہو جاتی ہے تو آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں۔
اے انسان !
۱- کیا تو نے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے تجھے چھوڑ دیا؟
۲- کیا تو نے دنیا کو جمع کیا یا دنیا نے تجھے جمع کیا؟
۳- کیا تو نے دنیا کو قتل کیا یا دنیا نے تجھے قتل کیا؟
جب میت کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین آوازیں دی جاتی ہیں۔
اے انسان :
۱- تیرا قوی جسم کہاں ہے؟ کس چیز نے اسے کمزور کر دیا؟
۲- تیری فصیح و بلیغ زبان کہاں ہے؟ کس نے اُسے خاموش کر دیا؟
۳- تیرے سننے والے کان کہاں ہیں؟ کس چیز نے انہیں بہرہ کر دیا؟
۴- تیرے مخلص دوست کہاں ہیں؟ کس چیز نے تیرے اندر وحشت پیدا کر دی؟
جب میت کو کفن میں رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین صدائیں لگائی جاتی ہیں۔
اے انسان !
۱- تیرے لئے سعادت ہے' اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور تیرے لئے ہلاکت ہے' اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ملے۔
اے انسان !
۲- تیرے لئے خیر ہی خیر ہے' اگر تیرا ٹھکانہ جنت ہے اور تیرے لئے ہلاکت ہے' اگر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے۔
اے انسان !
۳- تو بغیر زاد راہ کے دور کے سفر کی طرف جانے کے لئے اپنے گھر سے نکلا ہے' جس کی طرف تو نے کبھی بھی نہیں لوٹنا بلکہ تو سخت ہولنا کیوں والے گھر میں رہے گا۔
جب میت کو جنازہ پر رکھا جاتا ہے تو آسمان کی طرف سے تین صدائیں دی جاتی

ہیں۔

اے انسان!

۱- تو رشک کے قابل ہے' اگر تیرا عمل اچھا ہے۔

۲- تیرے لئے سعادت ہے' اگر تو تائب ہے۔

۳- تیرے لئے خیر ہے' اگر تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔

جب نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جنازہ کو رکھا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین ندائیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان!

۱- جو تو نے عمل کیا' اس گھڑی اس کو دیکھ لے گا۔

۲- اگر تیرا نیک عمل ہوا' تو تو بھلائی کو دیکھے گا۔

۳- اگر تیرا برا عمل ہوا' تو تو برائی کو دیکھے گا۔

جب جنازہ کو قبر کے کنارے دفن کرنے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے تو اس وقت بھی آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں۔

اے انسان!

۱- اس ویرانی کے لئے اس آبادی سے کیا زادراہ لے کر آیا ہے؟

۲- اس محتاجی کے لئے اس مالداری سے کیا اٹھا لایا ہے؟

۳- اس تاریکی کے لئے اس نور سے کیا لایا ہے؟

جب میت کو لحد میں رکھا جاتا ہے تو قبر سے اس کے لئے تین صدائیں آتی ہیں۔

قبر کہتی ہے اے انسان!

۱- تو میری پشت پر ہنسنے والا تھا' میرے اندر آ کر تو رونے والا بن گیا۔

۲- میری پشت پر تو خوش تھا' میرے اندر آ کر غمزدہ ہو گیا۔

۳- میری پشت پر تو بولنے والا تھا' میرے اندر آ کر تو خاموش ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے ارشاد فرماتا ہے۔

اے میرے بندے! تو قبر میں تن تنہا رہ گیا ہے اور لوگ تجھے قبر کی تاریکی میں چھوڑ کر چلے گئے اور تو نے لوگوں کی وجہ سے میری نافرمانی کی۔ میں آج کے دن تجھ پر اس قدر

رحم فرماؤں گا کہ لوگ حیران رہ جائیں کے جبکہ میری ذات تجھ پر والدہ جو اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اس سے بھی کہیں زیادہ شفیق و مہربان ہے۔ (کذا فی دقائق الاخبار)

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر فرماتے ہیں کہ اے انسان دقائق الاخبار کے مضمون پر عمل کرنا بخشنے والے مالک کی مدد کے ساتھ تیرے ذمہ ہے تاکہ تو دارالسلام (جنت) میں نیک لوگوں کا رفیق بن کر رہے۔

جلسہ نمبر ٦٠

فضیلت شب برأت

حم والکتاب المبین انا انزلنه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم ○

ترجمہ: ''قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا۔ بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔'' (سورۃ الدخان آیت ۱ تا ۴)

فضیلت شب برأت

آیت کی تفسیر:

(حمٓ ○ والکتب المبین ○ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ○)
''قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بے شک ہم ڈرسانے والے ہیں۔'' (الدخان ۱-۳)

کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

واو کے بارے میں دو احتمال ہیں:

۱- واو عطف کے لئے ہے۔ اگر حم مقسم بہ.

۲- واو قسم کے لئے ہے اور جواب قسم انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ ہے۔

قرآن مجید کا نزول شب قدر میں ہوا یا شب برأت میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ شب برأت میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر مکمل قرآن نازل کر دیا گیا۔ پھر موقع محل کے مطابق عرصہ تئیس سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا نزول ہوتا رہا۔

وہ رات برکت والی اس لئے ہے کہ قرآن مجید کا نزول دینی اور دنیاوی منافع کا سبب ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو برکت والی اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں فرشتوں' رحمت' دعا کی قبولیت' نعمتوں کی تقسیم اور تمام بڑے امور کے فیصلہ کا نزول ہوتا ہے۔

انا کنا منذرین فرما کر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے مقتضی کو بیان کرنا ہے۔

(فیھا یفرق کل امر حکیم○) ''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔''
(الدخان ۴)

لیلۃ البرائۃ میں ہی حکمت بھرے امور کی تقسیم ہوتی ہے یا ایسے امور کی تقسیم ہوتی ہے جن کے ساتھ حکمت ملی ہوئی ہے تو یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ قرآن مجید کو اس میں

نازل کیا جائے کیونکہ حکمت بھرے جتنے معاملات ہیں۔قرآن مجید ان سب سے عظیم ہے۔
(قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات:

حم (حا۔میم) سے کیا مراد ہے؟

۱- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حم قرآن مجید کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۳- یہ کلمہ قسم ہے۔جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے۔

۴- ایک مفسر کی رائے اس کے معنی کے بارے میں یہ ہے کہ قیامت کے دن تک جو کچھ ہونے والا ہے' اس کا فیصلہ کرنا۔

۵- ''حا'' ہر اس نام کی چابی ہے جس کے شروع میں ''حا'' ہو۔جیسے حکیم. حلیم. میم ہر اس نام کی چابی ہے۔جس کے شروع میں ''میم'' ہو۔جیسے متین. ملک. مھیمن.

۶- تفسیر ابواللیث میں اس کا معنی یہ ذکر کیا گیا۔''حم'' یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بحق الحی القیوم.

(والکتاب المبین) اس کا معنی ہے۔حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے قرآن کے واسطے سے۔

(انا انزلناہ فی لیلة مبارکة) لیلة مبارکة سے مراد شب قدر یا شب برأت ہے۔
صاحب کشاف نے بھی اس سے مراد لیلۃ القدر مراد لی ہے اور کہا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شعبان المعظم کی پندرہ کی رات ہے۔

(انا کنا منذرین) یہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر جواب قسم کی تفسیر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ڈرانے اور دھمکانے کو کافروں کے لئے بطور عقاب اور عذاب کے نازل کیا۔

(فیھا یفرق) اس کا مطلب ہے۔شب قدر یا شب برأت میں امور کی تفصیل بیان کی جاتی ہے اور ان کو لکھا جاتا ہے۔

(کل امر حکیم) آئندہ سال میں اس شب برأت سے لے کر دوسری شب برأت تک جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے۔ مخلوق کی اجل' ان کا رزق' خیر اور شر جس کا وقوع ہونا ہوتا ہے۔ سب کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (شیخ زادہ)

حٰم کی اعرابی حالت:

اگر حٰم مقسم بہ ہو تو اس صورت میں حٰم حرف قسم کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے محلا مجرور ہوگا۔ لیکن حرف جار محذوف جان کر اور فعل کا اثر پہنچا کر حٰم کو منصوب قرار دینا جائز نہیں ہے۔

حرف جار کے حذف ہونے اور اس کے پوشیدہ ہونے میں فرق ہے جو حرف جار مضمر (پوشیدہ) ہو اگرچہ وہ لفظوں میں مذکور نہیں ہوتا لیکن کلام میں اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

جو حرف جار محذوف ہو وہ بالکل ہی متروک ہوتا ہے نہ تو اسے لفظ کے اعتبار سے بقا ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا اثر باقی ہوتا ہے۔

جبکہ اس مقام پر حٰم کا والکتاب پر عطف ہونے کی وجہ سے حرف جار کا اثر موجود ہے۔ لہٰذا اس کو محلاً مجرور کہیں گے نہ کہ منصوب۔

علامہ بیضاوی نے فرمایا والا فللقسم اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ زادہ نے فرمایا۔ حٰم کا مقسم بہ بننا درست نہ ہو تو اس صورت میں چاہے وہ سورت کا نام ہو یا اس کے کلمات کو الگ الگ شمار کیا جائے تو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے اس کو محلاً مرفوع پڑھیں گے۔ (شیخ زادہ)

جنت کا راستہ کون بھول گیا؟:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من نسی الصلوٰۃ علی فقد اخطاء طریق الجنۃ) جو شخص میری ذات پر درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

حدیث پاک میں جو نسیان مذکور ہوا ہے اس کا معنی ترک کرنا ہے جب درود شریف پڑھنے کو ترک کرنے والا جنت کے راستے کو بھولنے والا ہے۔ تو جو خوش نصیب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ وہ جنت کے راستے پر چلنے والا ہو

گا۔

شب برأت میں درود پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی بعثنی بالحق نبیا من صلی علی فی هذه اللیلة یعطی من ثواب النبیین والمرسلین والملئکة والناس اجمعین۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر بھیجا۔ جو شخص اس رات (شب برأت) میں میری ذات پر درود شریف پڑھے تو اس کو انبیاء کرام، مرسلین عظام، فرشتوں اور تمام لوگوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (مشکوۃ الانوار)

شب برأت کی وجہ تسمیہ:

اسلامی سال کے آٹھویں مہینہ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات کو شب برأت اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں دشمنوں اور بدبختوں کو جنت سے بری کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ **براءة من الله و رسوله.** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے برأت (بیزاری) جبکہ اللہ تعالیٰ نیک اور پرہیز گار لوگوں کو دوزخ سے بری کر دیتا ہے۔

اسی رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے زمین کے اعمال کو اٹھایا جاتا ہے اور اس رات میں رزق کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

(فیها یفرق کل امر حکیم) ''کہ اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔''

شب برأت میں کرنے کا کام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اذا کان لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها. فان الله تعالی ینزل فی تلک الساعة الی سماء الدنیا عند غروب الشمس فیقول. هل من سائل؟ فاعطیه سواله وهل من مستغفر؟

فاغفرله. وهل من مسترزق فارزقه؟ حتی یطلع الفجر.

جب شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے وقت (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہوتا ہے' ہے کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کر دوں' ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں' ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق عطا فرما دوں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے یہ آواز آتی رہتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (مجالس رومی)

علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب برأت کیسے گزاری:

حضرت ابونصر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان المعظم کی تیرہ کی رات ہوتی تو میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہوتے۔ انہوں نے عرض کیا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اٹھیں نماز تہجد کا وقت ہو چکا ہے آپ اپنی امت کے بارے میں اپنے رب سے سوال کریں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا' اسی طرح کیا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے وقت دوبارہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی قد وھب لک ثلث امتک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کا ایک تہائی حصہ آپ کو ہبہ کر دیا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ زاری فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ

السلام مجھے باقی دو تہائی امت کے بارے میں خبر دیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: میں دو تہائی کے بارے کچھ نہیں جانتا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام شعبان المعظم کی چودھویں کی رات کو پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھیں' نماز تہجد کا وقت ہو چکا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قد وھب اللہ لک ثلثی امتک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو تہائی امت ہبہ کر دی ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے گریہ زاری فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام مجھے میری ایک تہائی امت کے بارے میں خبر دیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں جانتا۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات یعنی شب برأت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم البشارۃ لک. فان اللہ تعالی قد وھب لک جمیع امتک من لا یشرک باللہ شیئا.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی تمام امت ہبہ کر دی ہے۔ ہر وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارفع راسک الی السماء فانظر ماذا تری.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائیں جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس کو دیکھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر فرمائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں' آسمان دنیا کے فرشتوں سے لے کر عرش کے فرشتوں تک سب سجدہ میں ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے بخشش

طلب کر رہے ہیں۔

آسمان کے ہر دروازے پر فرشتے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر فرمائی تو دیکھا کہ ہر ایک آسمان کے دروازے پر فرشتہ موجود ہے اور ندائیں لگا لگا کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے لئے دعائیں کر رہا ہے۔

۱- پہلے آسمان کے دروازے پر فرشتہ ان کلمات کے ساتھ ندا دے رہا تھا۔

طوبی لمن یرکع فی هذه اللیلة.

سعادت ہے اس شخص کے لئے جو اس رات (شب برأت) میں رکوع کرے۔

۲- دوسرے آسمان کے دروازہ پر فرشتہ یہ کہہ رہا تھا۔

طوبی لمن یسجد فی هذه اللیلة.

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اس رات میں سجدہ کرے۔

۳- تیسرے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ ندا دے رہا تھا۔

طوبی للذاکرین فی هذه اللیلة.

خیر ہو ان لوگوں کے لئے جو اس رات میں ذکر کرنے والے ہیں۔

۴- چوتھے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ ندا لگا رہا تھا۔

طوبی لمن دعا ربه فی هذه اللیلة.

قابل رشک ہے وہ شخص جو شب برأت میں اپنے رب سے دعا کرے۔

۵- پانچویں آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ صدا لگا رہا تھا۔

طوبی لمن بکی من خشیة الله فی هذه اللیلة.

سعادت مند ہے وہ شخص جو شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رویا۔

۶- چھٹے آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ کلمات پکار رہا تھا۔

طوبی لمن عمل خیرا فی هذه اللیلة.

بشارت ہو اس شخص کے لئے جو ہر آنے والی رات میں نیک عمل کرے۔

۷- ساتویں آسمان پر فرشتہ ان کلمات کے ساتھ دعا کر رہا تھا۔

طوبی لمن قرء القرآن فی هذه اللیلة.
بہتری ہو اس شخص کے لئے جو نصف شعبان کی رات قرآن مجید کو پڑھے۔
پھر ساتویں آسمان پر موجود فرشتہ مزید ندا دیتا ہے۔

هل من سائل فیعطی سواله؟	کیا ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کو منہ مانگی مراد عطا کر دی جائے؟
هل من داع یستجاب له دعائه؟	کیا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا جائے؟
هل من تائب فیتاب علیه؟	کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ کو قبول فرمایا جائے؟
هل من مستغفر فیغفرله؟	کیا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ اس کو بخش دیا جائے؟

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ابواب الرحمة مفتوحة علی امتی من اول اللیل الی طلوع الفجر' فان الله تعالی یعتق من النار فی هذه اللیلة اکثر من عدد شعر غنم لقبیلة بنی کلب.

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر رات کے شروع سے لے کر طلوع فجر تک رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ شب برأت میں قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔(زبدۃ الواعظین)

دعا کی قبولیت کے اوقات:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خمسة اوقات لایرد فیهن الدعاء: لیلة الجمعة و لیلة العشر من المحرم و لیلة النصف من شعبان و لیلة العیدین.

پانچ اوقات ایسے ہیں' جن میں دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔
۱-جمعۃ المبارک کی رات۔۲-محرم الحرام کی دسویں کی رات۔ ۳-شعبان المعظم کی

پندرہویں کی رات۔ ۴- عیدالفطر کی رات۔ ۵- عیدالاضحیٰ کی رات۔ (زبدۃ الواعظین)

محبوب کی تلاش:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ جب میں بیدار ہوئی تو میں نے اپنے بستر پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پایا اور میں حیرت زدہ ہو گئی۔ میں نے گمان کیا کہ میری باری ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا لیکن میں نے وہاں آپ کو نہ پایا۔ پھر میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حاضر ہوئی۔ ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر سے آواز دی گئی۔ دروازہ پر کون ہے؟ میں نے جواباً کہا کہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں۔ یہاں اس وقت میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کر رہی ہوں۔ میری یہ بات سن کر اہل بیت کے تمام حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے تاکہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں تلاش کریں؟ سب نے کہا کہ ہم آپ کو مساجد میں تلاش کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو سب مساجد میں تلاش کیا لیکن ہمیں آپ نہ ملے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے ہوں گے۔ چنانچہ ہم قبرستان کی طرف آئے تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ قبرستان کے اوپر نور ہی نور ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ ہم اس طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی حالت میں گریہ زاری کر رہے ہیں اور آپ کو آس پاس کسی کا احساس نہیں ہے۔ آپ آہ و زاری کر رہے ہیں اور سجدہ کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔

ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم.

یا اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو وہ آپ کے سر مبارک کے پاس کھڑی ہو گئیں اور آپ نے زمین سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور کو اٹھایا اور عرض کیا۔ اے میرے ابا جان! آپ کو کیا ہوا؟ کیا کوئی دشمن حاضر ہو گیا ہے یا وحی نازل ہو گئی ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ دشمن حاضر ہوا اور نہ ہی وحی نازل ہوئی لیکن آج کی رات شب برأت ہے۔ اس بابرکت رات میں میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں اور آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر قیامت قائم ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا۔ میں اپنے رب سے مانگوں گا اور شفاعت کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اردتم رضائی فاسجدوا واعینونی بالدعاء والتضرع.

اگر تم میری رضا چاہتے ہو تو تم سجدہ کرو نیز دعا اور خشوع وخضوع کے ساتھ میری مدد کرو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا:

یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسجد انت واطلب الرجال

اے علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو سجدہ کر اور مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر۔

یا فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و یا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسجدا انتما واطلبا الصبیان والنساء.

اے حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم دونوں سجدہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے بچوں اور عورتوں کے لئے بخشش طلب کرو۔

فسجدوا و بکوا الی انفجار الصبح.

سب نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق سجدہ کیا اور صبح صادق کے طلوع ہونے تک رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آہ وزاری کی۔

اس روایت کے بعد الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر نے فرمایا:

یا اهل المجلس انتم اولی بالتضرع لان ذنوبکم اکثر فانهم یکون

لاجلکم فاولی ان تبکوا علی انفسکم.

اے اہل مجلس تم آہ و زاری کرنے کے زیادہ لائق ہو۔ اس لئے کہ تمہارے گناہ زیادہ ہیں۔ یہ سب حضرات تمہارے لئے روتے اور آہ و زاری کرتے تھے۔ تو سب سے بہتر بات یہ ہے کہ تم ہی اپنے نفسوں پر زیادہ سے زیادہ آہ و زاری کرو۔ (روضۃ العلماء)

سنت رسول کی ہے زیارت قبور کی
کیجئے ان کے حق میں بھلائی شب برات

بکثرت لوگوں کی بخشش:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی سماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم لقبیلۃ بنی کلب.

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات کو اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پہ نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر اس قبیلہ کا ذکر اس لئے کیا کہ ان کی بکریوں کی تعداد تمام قبائل عرب سے زیادہ تھی۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس رات میں اپنی صفت جلال جو دشمن پر غضبناک ہونے اور گناہگاروں سے انتقام لینے کا تقاضہ کرتی ہے' کو چھوڑ کر صفت جمال جو کہ رحمت اور مغفرت کا تقاضہ کرتی ہے' کو اختیار فرماتا ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ کو ان معانی پر اس لئے محمول کیا گیا کہ نزول وصعود' حرکت و سکون جب جگہ گھیرنے والے اجسام کی صفات میں سے ہیں جبکہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے جگہ گھیرنے سے پاک ہے لہٰذا اس کی ذات کے حق میں نزول' صعود۔ اعلیٰ جگہ سے نچلی جگہ کی طرف سے ممتنع ہو گا۔ اب معنی یہ ہو گا جس کو اہل حق نے ذکر فرمایا۔ نازل ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس کی رحمت کا نزول مراد ہے۔ ان کی توبہ کو قبول کرنا مراد ہے۔ (شرح)

تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم هذه اللیلة تفتح فیها ابواب السماء و ابواب الرحمة فقم فصل و ارفع راسک ویدیک الی السماء.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں۔ اپنے دونوں ہاتھوں اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائیں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فقلت یا جبرئیل علیه السلام ما هذه اللیلة؟

میں نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون سی رات ہے؟

فقال هذه لیلة یفتح فیها ثلث مائة باب من الرحمة و المغفرة فیغفر اللہ تعالی لجمیع من لا یشرک به الا من کان ساحرا او کاهنا او مشاحنا او مذمن خمر او مصر علی الزنا او علی الربا او عاق لوالدیه او نماما او قاطع رحم. فان هؤلاء لا یغفرلهم حتی یتوبوا اویترکوا.

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ رات ہے جس میں رحمت اور بخشش کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے کے علاوہ ہر کسی کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اس قدر فضل و رحمت ہونے کے باوجود نو قسم کے افراد کی بخشش نہیں ہوتی۔

۱- جادوگر۔ ۲- نجومی۔ ۳- چغل خور۔ ۴- کینہ رکھنے والا۔ ۵- شراب کا عادی۔ ۶- زنا پر اصرار کرنے والا۔ ۷- سود پر اصرار کرنے والا۔ ۸- والدین کا نافرمان۔ ۹- قطع رحمی کرنے والا۔

فرمایا: ان لوگوں کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ یہ لوگ ان گناہوں کو ترک نہ کر دیں اور توبہ نہ کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ نماز پڑھی' سجدہ کی حالت میں گریہ زاری فرمائی اور یہ ارشاد فرمار ہے تھے:

اعوذبک من عقابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی.

یا اللہ میں تیری سختی اور تیرے عذاب سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں جس طرح تیری تعریف کرنے کا حق اور جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے اس طرح تعریف نہیں کر سکا۔ تیرے لئے ہی تعریف ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ (زبدۃ المجالس)

بعض دن رات کی فضیلت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مہینوں' دنوں اور اوقات کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے جس طرح کہ بعض رسولوں اور امتوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے تاکہ لوگوں کے نفوس اور قلوب میں ان دنوں اور راتوں کا احترام پیدا ہو۔ عبادت کرنے کے ساتھ ان کو زندہ کرنے کا لوگوں میں شوق اور ذوق پیدا ہو اور مخلوق ان کے فضائل میں زیادہ سے زیادہ رغبت رکھے۔

بہر حال ان میں سے بعض میں نیکیوں کا بڑھ جانا۔ خاص اللہ تعالیٰ کے عطیات اور اختصاصات ربانیہ میں سے ہے۔

(ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم)

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔'' (الجمعۃ ۴)

قاشانی نے شرح التائیہ میں فرمایا: محبوب کا مشاہدہ کرنے اور اس کے حاضر ہونے کی وجہ سے جن حالات میں یہ چیز حاصل ہو ان احوال کی شرافت کی وجہ سے اس زمانہ کو فضیلت اور شرافت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نیت کے خالص ہونے اور مقصد پر برانگیختہ کرنے کے لحاظ سے اعمال کو بزرگی حاصل ہو جاتی ہے۔

عمل میں نیت کی بزرگی یہ ہے کہ وہ محبوب تک پہنچا دے۔ اس کے لئے خالص نیت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسری غرض ملی ہوئی نہ ہو۔

عمر بن فارض قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

و عندی عیدی کل یوم اری بہ — جمال محیاھا بعین قریرة

و کل اللیالی لیلة القدر ان دنت — کما کل ایام اللقاء یوم جمعة

۱- میرے نزدیک ہر وہ دن عید کا دن ہے جس میں اپنے محبوب کے جمال کے ساتھ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں۔

۲- تمام راتوں میں سے ہر ایک رات لیلۃ القدر ہے۔ اگر اس کی قدر جانی جائے۔ جس طرح کہ تمام ملاقات والے دن جمعہ کے دن ہیں۔ (من روح البیان)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روزہ کی حالت میں مسجد میں رہنے والے تھے۔ آپ نے ایک بلند و بالا پہاڑ کو دیکھا تو وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر دودھ سے زیادہ سفید ایک چٹان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اس چٹان کے اردگرد گھومے اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے بڑے متعجب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا عیسیٰ علیہ السلام أتحب ان ابین لک اعجب من ھذا؟

اے عیسیٰ علیہ السلام کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب چیز آپ کے سامنے ظاہر فرما دوں؟

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جواباً عرض کیا: جی ہاں۔

فانفلقت الصخرة فاذا ھو بشیخ فیھا علیه مدرعة من الشعر و بین یدیه عکازة و بیده عنب. وھو قائم یصلی فتعجب عیسی السلام.

چنانچہ وہ چٹان پھٹ گئی تو اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں جن کے جسم پر بالوں کا بنا ایک جبہ ہے اس کے سامنے ایک ڈنڈا پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں انگور ہے اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ بزرگ کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔

فقال یا شیخ ما ھذا الذی اری؟ — حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے شیخ یہ کیا ہے، جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟

قال رزقي في كل يوم. بزرگ نے عرض کیا: یہ ہر روز کا میرا رزق ہے۔

فقال له منذ كم سنة تعبد في هذه الصخرة؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کتنے عرصہ سے تم اس چٹان میں عبادت کر رہے ہو۔

فقال منذر اربعمائة سنة. بزرگ نے کہا کہ چار سو سال سے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ کیا تو نے اس سے بھی کوئی افضل مخلوق پیدا فرمائی ہے؟'

فاوحى الله تعالى اليه: لو ان رجلا من امة محمد صلى الله عليه و آله وسلم ادرک شهر شعبان فصلى ليلة النصف صلوة البرأة لهى افضل عندى من عبادة عبدى هذا اربعمائة سنة.

فقال عيسى عليه السلام: ليتني كنت من امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم.

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی کہ اگر کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے شعبان المعظم کے ماہ مبارک کو پائے اور اس کی پندرہویں کی رات صلوۃ البرأۃ (دو رکعت نماز نفل) ادا کرنے تو وہ میرے نزدیک میرے اس بندے کی چار سو سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نئے فرمایا کہ کاش میں حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوتا۔ (زہرۃ الریاض)

شب برأت کی دعا:

بزرگ فرماتے ہیں کہ شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات (شب برأت) کی دعا یہ ہے:

اللهم ان كنت كتبت اسمى شقيا فى ديوان الاشقيا فامحه واكتبنى فى ديوان السعداء و ان كنت كتبت اسمى سعيدا فى ديوان السعداء فاثبته فانک قلت فى كتابک الكريم (يمحوا الله ما يشاء و يثبت وعنده ام الكتاب)

یا اللہ اگر تو نے میرا نام بدبختوں کے رجسٹر میں شقی لکھ دیا ہے تو اس کو وہاں سے مٹا

دے اور میرے نام کو خوش نصیب لوگوں کے رجسٹر میں لکھ دے اور اگر تو نے میرا نام سعید لوگوں کے رجسٹر میں سعادت مند لکھ دیا ہے تو اس کو ثابت رکھ کیونکہ تو نے خود ہی اپنی کریم کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے۔''

(الرعد ۳۹) (کذا فی علی القاری علیہ رحمۃ الباری)

شب برأت کے نوافل:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی مائه رکعة فی لیلة النصف من شعبان یقرء فی کل رکعة فاتحة الکتاب و الاخلاص خمس مرات انزل الله تعالی علیه خمس مائة الف ملک مع کل ملک دفتر من نور یکتبون خوابه الی یوم القیامة.

جو شخص شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات ایک سو رکعت اس طریقہ سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ شریف کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ فرشتہ نازل فرمائے گا۔ ہر ایک فرشتہ کے پاس ایک نورانی دفتر ہوگا جس میں وہ اس کے ثواب قیامت کے دن تک لکھتے رہیں گے۔ (مشکوۃ الانوار)

صلوٰۃ الخیر:

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شب برأت میں سو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ان میں ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ اس سورت کو پڑھے۔

اس صلوٰۃ الخیر کے ثواب کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیس صحابہ کرام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر نگاہ میں اس بندہ کی ستر حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ان میں سے ادنی حاجت اس خوش نصیب کے گناہوں کی بخشش ہے۔

جلسہ نمبر ۶۱

یوم قیامت کا بیان

وتری کل امة جاثية کل امة تدعی الی کتابها اليوم تجزون ما کنتم تعملون هذا کتابنا ينطق عليكم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون.

ترجمہ: ''اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوں کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا۔'' (سورۃ الجاثیہ: ۲۸ تا ۲۹)

یوم قیامت کا بیان

آیت کی تفسیر:

(وتری کل امة جاثیة ۗ کل امة تدعی الی کتابها ۗ الیوم تجزون ما کنتم تعملون ۝)

''اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوں کے بل گرے ہوئے۔ ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔'' (الجاثیہ ۲۸)

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جاثیة جثوة سے مشتق ہے اور اس کا معنی مجثیة ہوتا ہے۔ اجثی یجثی. اجثاء کا معنی ہوتا ہے۔ زانوں کے بل بٹھانا یعنی ایسی جماعت ہو گی جو اس طرح بیٹھی ہو گی۔

نیز فرمایا اس کا معنی ہوتا ہے گھٹنے کے بل بیٹھنے والی جماعت۔

جاثیة میں ایک قرأت جاذیة ہے۔ اس کا معنی ہو گا۔ انگلیوں کے کناروں پر بیٹھنا غیر مطمئن بیٹھنے یا اٹھنے کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے۔

آیت قرآنیہ میں کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے۔

یعقوب نے کل امة تدعی میں کل کو ان تین وجوہات کی وجہ سے منصوب پڑھا ہے۔

۱- کل امة دوسرا جو ہے یہ پہلے سے بدل ہے۔

۲- یا اس کی صفت واقع ہے۔

۳- یا تری کا یہ دوسرا مفعول ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ آج تمہیں اس چیز کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ یہ ان کے اعمال و اقوال پر محمول ہے۔

(هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق ۗ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون)

''ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا۔'' (الجاثیہ ۲۹)

رب ذوالجلال نے بندوں کے اعمال کے صحائف کے لکھنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی لکھنے والے فرشتوں کو بندوں کے اعمال کے لکھنے کا حکم دیا۔ وہ صحائف بغیر کمی بیشی کے تم پر حق کے ساتھ گواہی دیں گے تم نے جو جو اعمال کئے تمہارے اعمال ہم نے اپنے فرشتوں سے لکھوائے۔ (قاضی بیضاوی)

ایک کلمہ کی تشریح:

(قولا جاثیة) اس کا معنی ہے اکٹھے کرنے والی یا زانو کے بل بیٹھنے والی۔

اہل عرب کہتے ہیں۔ استوفزفی قعدته یعنی جب کوئی شخص گھٹنے کے بل غیر مطمئن ہو کر بیٹھے۔ (شیخ زادہ)

جماثیہ جوجثو سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ جھگڑا کرنے والے کا کسی کو حاکم کے سامنے بٹھا دینا۔ وہ چونکہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔ (شیخ زادہ)

نستنسخ اس کا معنی ہے ہم اس کا نسخہ لے لیں گے یہ اس وجہ سے ہے کہ دو فرشتے انسان کے عمل کو اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ثابت رکھتا ہے۔ چاہے اس میں ثواب ہو۔ چاہے اس پر عقاب ہو اور اس سے لغو وغیرہ کو پھینک دیا جاتا ہے جیسے اہل عرب کا قول ہے آؤ چلے جاؤ معالم التنزیل میں اسی طرح ہے۔ (سنانیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود سن رہے ہیں:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

ان اللہ تعالی وعدنی اذا مت ان یسمعنی صلاۃ من صلی علی وانا فی المدینة وامتی فی مشارق الارض و مغاربها.

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا وصال ہو جائے گا تو وہ مجھے میری ذات پر درود شریف پڑھنے والے شخص کا درود سنائے گا حالانکہ میں مدینہ منورہ کے اندر جلوہ گر ہوں جبکہ میرے غلام زمین کے مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ

نے تمام دنیا کو میری قبر انور کے اندر کر دیا ہے۔ رب ذوالجلال کی تمام پیدا کردہ مخلوق کو میں دیکھتا بھی ہوں اور ان کی آواز کو بھی سنتا ہوں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی علی صلوۃ واحدۃ صلی اللہ بھا عشرا. و من صلی علی عشرا صلی اللہ علیہ مائۃ.

جو شخص میری ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

کامیاب اور ناکام لوگ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تمام لوگوں کو ایک ہی راستے سے جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ سب لوگ اور گروہ گھٹنوں کے بل صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔

ندا دینے والا ندا دے گا۔ آج کے دن تم معزز لوگوں کو پہچان لو گے۔ حکم ہوگا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں حکم کے مطابق وہ سب خوش نصیب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے۔

پھر دوبارہ ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ عنقریب آج تم سراپا کرم لوگوں کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا۔ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے۔ خوف اور طمع کی حالت میں اپنے رب کو پکارتے تھے۔ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس میں سے خرچ کرتے تھے۔

حکم کی وجہ سے وہ سب سعادت مند لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

پھر تیسری مرتبہ منادی ندا کرے گا۔ عنقریب تم اصحاب کرام کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا۔ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت' زکوۃ ادا کرنے نماز قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے نیاز نہ کر سکی۔

اس حکم کے پیش نظر وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

جب یہ تین گروہ جنت کی طرف چلے جائیں گے اور اپنے اپنے ٹھکانے حاصل کر لیں گے۔

یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد آگ سے ایک گردن نمودار ہو گی جو تمام مخلوق پر چھا جائے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ نیز اس کی فصیح زبان ہو گی جس کے ساتھ وہ کہے گی۔ مجھے تین گروہوں پر مسلط کیا گیا ہے۔

۱- ہر سرکش متکبر پر ان لوگوں کو وہ صفوں میں سے تلاش کر کے اٹھا لے گی۔ ان کو جہنم میں چھپا دے گی۔

۲- پھر وہ آگ دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ مجھے اس پر مسلط کیا گیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی۔ ان سب لوگوں کو صفوں سے نکال کر دوزخ میں چھپا دے گی۔

۳- پھر تیسری مرتبہ وہ آگ نکلے گی:

ابوالمنہاج نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے تصویریں بنانے والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ وہ ان سب کو صفوں سے نکال کر جہنم میں چھپا دے گی۔

جب ان تینوں گروہوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ صحائف پھیلا دیئے جائیں گے۔ میزان مقرر کیا جائے گا اور سب مخلوق کو حساب و کتاب کی طرف بلایا جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

اعمال کا لکھا جانا:

اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ استنساخ (لکھنے کو کہنا) لوح محفوظ سے ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے ہر سال جتنے اعمال ہوتے ہیں فرشتوں کو ان کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ فرشتے اس کو اسی کے موافق پاتے ہیں۔ جس طرح کہ اولاد آدم عمل کرتی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ استنساخ "لکھنے کو کہنا" یہ اصل سے ہی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایک کتاب سے کتاب لکھ لے۔ (وسیط)

لوگوں پر سات گواہ:

علماء فرماتے ہیں کہ لوگوں پر سات گواہ ہیں۔

۱۔ لوگوں پر سب سے پہلے گواہ فرشتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (والملائکۃ یشھدون) ''اور فرشتے گواہ ہیں۔'' (النساء ۱۶۶)

۲۔ لوگوں پر دوسرا گواہ زمین ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (وقال الانسان مالھاہ یومئذ تحدث اخبارھا ۝) ''اور آدمی کہے گا اسے کیا ہوا۔ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔'' (الزلزال ۳-۴)

۳۔ لوگوں پر تیسرا گواہ زمانہ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ (ینادی کل یوم انا یوم جدید وانا علی ما تعمل شھید) ''ہر دن ندا دیتا ہے کہ (اے انسان) میں نیا دن ہوں اور تو جو کچھ عمل کرتا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

۴۔ لوگوں پر چوتھا گواہ ان کی زبان ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ (یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون) ''جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔''
(النور ۲۴)

۵۔ لوگوں پر پانچواں گواہ انسان کے اپنے اعضاء ہیں۔ جیسا کہ خود خالق کائنات نے ارشاد فرمایا: (الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجھلم بما کانوا یکسبون) ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔'' (یٰسین ۵:)

۶۔ لوگوں پر چھٹے گواہ فرمایا۔ کراماً کاتبین ہیں۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: (وان علیکم لحفظین ۝ کراماً کاتبین ۝ یعلمون ما تفعلون ۝) ''اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔ معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔''
(الانفطار ۱۰-۱۱-۱۲)

۷۔ لوگوں پر ساتویں گواہ دیوان ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ (ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق) ''ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے۔'' (الجاثیہ ۲۹)

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے گناہگار

انسان تیرا کیسا حال ہو گا۔ جب اتنے ڈھیر سارے گواہوں نے تیرے خلاف گواہی دے دی۔

چار کامیاب گروہ:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱- جب اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو جمع فرمائے گا تو منادی ندا دے گا۔ فضل والے کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلدی جلدی جنت کی طرف چلیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم جنت کی طرف جلدی جلدی جا رہے ہو تم کون ہو؟ وہ جواباً عرض کریں گے کہ ہم اہل فضل ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم پر ظلم کیا گیا لیکن ہم نے صبر کیا جب ہمارے ساتھ برائی کی جاتی تو ہم معاف کر دیتے۔ پس ان سے کہا جائے گا۔ کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ جنت عاملین کا کیا بہترین اجر ہے؟

۲- پھر منادی ندا کرے گا۔ اہل صبر کہاں ہیں؟ ان میں کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف جلدی جلدی چل پڑیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ فرشتے ان سے کہیں گے ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہو۔ تم کون لوگ ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اہل صبر ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا کیا صبر ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر کرتے تھے۔ انہیں حکم ہو گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۳- پھر منادی ندا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جنت کی طرف تیزی کے ساتھ چل پڑیں گے۔ فرشتے ان سے ملیں گے وہ کہیں گے کہ ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم جلدی جلدی جنت کی طرف جا رہے ہو۔ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا محبت کرنا کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے کہنے پر خرچ کرتے تھے۔ انہیں

حکم ہوگا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(وضع الميزان للحساب بعد دخول هو لاء الجنة.)

ان لوگوں کے جنت میں داخل ہو جانے کے بعد حساب و کتاب کے لئے میزان کو رکھا جائے گا۔

فائدہ: حساب و کتاب کی کیفیت مختلف اور اس کی حالت جداگانہ ہوگی۔

آسان حساب و کتاب	مشکل حساب و کتاب
پوشیدہ طور پر	ظاہری طور پر
عزت کے ساتھ	جھڑکنے کے ساتھ
فضل کے ساتھ	عدل کے ساتھ

مومن' کافر' انسانوں اور جنوں کا حساب الگ تھلگ ہوگا۔ البتہ جن کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ ان کا استثناء رہے گا۔

لوگوں کو کس طرح پیش کیا جائے گا:

اللقانی نے فرمایا کہ مجھے بچوں' پاگلوں اور اہل فترت کے حساب و کتاب کے بارے میں کوئی صریح نص نہیں ملی۔

پیش کئے جانے کے مراتب اس طرح ہوں گے۔

سب سے پہلے قبروں سے اٹھایا جائے گا پھر اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر تمام جہانوں کے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر پیش کیا جائے گا یعنی ہر ایک امت اپنے اپنے نبی کے ساتھ ممتاز ہو جائے گی۔ پھر صحائف اڑیں گے پھر انہیں دائیں یا بائیں ہاتھ سے پکڑا جائے گا۔ پھر سوال ہوگا۔ پھر حساب و کتاب اور پھر میزان قائم کیا جائے گا۔

جب تمام مخلوق میدان میں جمع ہو جائے گی اور حساب و کتاب کا ارادہ کیا جائے گا تو ان کے اعمال نامے عقاب کی طرح اڑیں گے۔

رحمٰن کی جانب سے منادی ندا کرے گا۔

يا فلان خذ كتابك بيمينك — اے فلاں تو اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ سے پکڑ۔

یا فلان خذ کتابک بشمالک	اے فلاں تو اپنا اعمال نامہ بائیں ہاتھ سے پکڑ۔
یا فلان خذ کتابک من وراء ظھرک.	اے فلاں تو اپنی پشت کے پیچھے سے اپنا نامہ اعمال پکڑ۔
فلا یقدر احد ان یاخذ کتابہ بیمینہ الا الاتقیاء.	پرہیزگار لوگوں کے سوا کسی کو بھی اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ مین پکڑنے کی قدرت نہ ہوگی۔
الاتقیاء یعطون کتابھم بیمینھم والاشقیاء بشمالھم والکفار من وراء ظھورھم.	پرہیزگاروں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا بدبختوں کو بائیں ہاتھ میں اور کفار کو ان کی پشت کے پیچھے سے نامہ اعمال دیا جائے گا۔

حساب کے لحاظ سے تین طبقات:

بزرگ فرماتے ہیں کہ حساب وکتاب کے اعتبار سے لوگوں کے تین طبقات ہوں گے۔

۱- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب وکتاب آسان لیا جائے گا اور وہ پرہیزگار لوگوں کا طبقہ ہے۔

۲- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے سخت حساب وکتاب لینے کے بعد ان کو ہلاک کر دیا جائے گا وہ کفار کا طبقہ ہے۔

۳- ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب ہوگا انہیں آزمائش میں رکھا جائے گا پھر وہ نجات پائیں گے۔ وہ گناہگاروں کا طبقہ ہے۔

چار سوال:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تزول قدما عبد یوم القیامۃ من یدی اللہ تعالی حتی یسال عن اربعۃ اشیاء عن عمرہ فیما افناہ و عن جسدہ فیم ابلاہ و عن علمہ

ما عمل به و عن ما له من این اکتسبه وفیم انفقه.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے سے بندے کے قدم اس وقت نہیں اٹھیں گے۔ جب تک کہ اس سے چار سوال نہ کر لئے جائیں۔

۱- زندگی کے بارے میں سوال ہو گا کہ اسے کہاں گزارا؟

۲- جسم کے بارے میں سوال ہو گا کہ اسے کہاں کمزور کیا؟

۳- علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کتنا اس پر عمل کیا؟

۴- مال کے بارے پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

نامہء اعمال کے بارے سوال:

حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یسأل عما فی کتابه فاذا بلغ آخر الکتاب یقول اللہ تعالی یا عبدی أعملت هذا کله ام ملائکتی زادوا علیک فی کتابک؟ فیقول لا یارب ولکن عملت ذلک کله فیقول اللہ تعالی: انا الذی سترتها فی الدنیا علیک وانا اغفرهالک الیوم اذهب انی قد غفرتهالک.

جو کچھ انسان کے نامہ اعمال میں ہو گا۔ بندے سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جب نامہ اعمال کے آخر میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائے گا:

اے میرے بندے کیا تو نے یہ سارے اعمال کئے ہیں یا میرے فرشتوں نے تیرے اس نامہ اعمال کے اندر اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے؟

بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا: نہیں اے میرے رب۔ میں نے یہ سارے اعمال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندے میں ہی وہ ذات ہوں جس نے دنیاوی زندگی میں تیرا پردہ رکھا اور آج کے دن میں تیرے ان سب گناہوں کو بخش دوں گا۔ جاؤ میں نے تیرے ان سب گناہوں کو بخش دیا ہے۔

یہ حال تو اس شخص کا ہو گا جس کی حساب و کتاب میں تفتیش ہو گی۔ بعد ازاں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات حاصل کرے گا۔

اور جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو بندوں کے تمام افعال کو لکھتے ہیں اچھے ہوں یا برے' مزاح میں ہوتے ہوں یا سنجیدگی میں' غلطی سے یا بھول کر' تندرستی میں یا بیماری میں۔ یہاں تک کہ بندے کے رونے اور اس کے سانسوں کو' بندہ چاہے مومن ہو یا کافر۔ (اس کا حال جو ہوگا وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکالمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سابقہ اُمتوں اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ گفتگو کے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ بات بیان فرمائی۔

اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا تاکہ وہ مجھے میری امت کے احوال کے بارے میں خبر دیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو حساب و کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے پھر وہ اس کے ساتھ اسی طرح کلام کریں گے۔ جس طرح ایک جھگڑا کرنے والا دوسرے جھگڑا کرنے والے سے کلام کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی اے جبرئیل علیہ السلام کیا کوئی ایک اس بات پر قادر ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا: اے میرے بھائی اے جبرئیل علیہ السلام ان کے بارے میں آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تفصیل بہت طویل ہے' میں اپنے رب سے (اس بارے میں) اجازت طلب کرتا ہوں اور پھر آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیتا ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ کچھ وقت کے لئے مجھ سے چلا گیا پھر وہ میرے سامنے آیا لیکن حالت یہ تھی کہ وہ مسکرا رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اے میرے بھائی' اے

حضرت جبرئیل علیہ السلام کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟

انہوں نے عرض کیا: اے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے خیال میں اس بارے میں عجیب وغریب حکایات آ رہی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بارے میں آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس بارے میں سب سے پہلی بات یہ ہے۔

اے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خیال فرمائیں۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کا اعمال نامہ عطا فرمائے گا۔ جس آدمی کے بارے میں وہ بات سنا رہے تھے۔ فرمایا: وہ بندہ بھی اپنا نامہ اعمال حاصل کرے گا' اس کی طرف دیکھے گا' اس کو پڑھے اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہو گا وہ اسے جان لے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندے کیا تو نے اپنا نامہ اعمال پڑھ لیا ہے۔ وہ عرض کرے گا: ''ہاں'' لیکن جو کچھ میرے نامہ اعمال میں ہے یہ عمل تو میں نے کبھی بھی نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے کیا تیرے علاوہ کسی اور کا یہ نامہ اعمال ہے؟

وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کراماً کاتبین نے تیرے ان اعمال کو شمار کیا اور تو اس وقت غفلت میں تھا۔ وہ بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب بے شک لکھنے والے فرشتے وہ تیرے ہی حکم کے پابند ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں' کہہ دیتے ہیں' میرے بارے میں تیری بارگاہ کے اندر وہ کسی چیز کو ترک نہیں کرتے۔ اگر تو نے یہ ضرور کرنا ہی ہے تو تو انصاف کرنے والا حاکم ہے تو مجھے گواہوں کے بغیر اس بارے میں نہ پکڑ۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے کون تیرے بارے میں گواہی دے گا اور وہ سارے میرے حکم کے پابند ہیں حالانکہ تو نے صرف کراماً کاتبین کو خاص کیا ہے؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں'' میرے رب' میں اپنے بارے میں وہی گواہ قبول کروں گا جو مجھ سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب ہم تجھ سے ہی گواہ پیش کر دیں تو کیا تو قبول کرے گا اور ان اعمال کا اعتراف کر لے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں'' اے میرے رب۔
اللہ تعالیٰ زبان سے حکم فرمائے گا:

بقدرتی انطق ولا تقل الاحقا. فان هذا یوم یموت فيه الباطل.

تو میری قدرت سے بول' صرف سچی بات کہہ کیونکہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں باطل مر جائے گا۔

فینطق بکل ما عمل في دار الدنیا من القبیح والحسن.

اس بندے کی زبان دار دنیا میں اس نے جو برا اور اچھا کام کیا ہوگا اس بارے میں وہ بولے گی۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الھی و سیدی و مولائی انت تعلم انی لا حکم لی علی اللسان وھو طبعه انه لا یزال ناطقا. ولا اقبل شهادة ذلک فانه کان عدوی فی الدنیا. و جمیع ما وقع لی من الاثم وقع بسببه و قد قال رسولک صلی الله علیه وآله وسلم مخبراً عنه اللسان عدوا الانسان. وانت تحکم بالعدل لا تقبل شهادة العدو علی عدوہ.

اے میرے معبود' میرے مالک' میرے مولا! تو جانتا ہے کہ زبان پر میرا کوئی اختیار نہیں۔ وہ اسی لکھے ہوئے کے تابع ہے اور وہ ہمیشہ بولتی ہے۔ میں اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دنیا میں بھی میری دشمن تھی اور جو کچھ مجھ سے گناہ سرزد ہوئے۔ ان سب کا سبب یہی زبان ہے اور تیرے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زبان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''زبان انسان کی دشمن ہے۔''

یقیناً تو انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور تو دشمن کے خلاف اس کے دشمن کی گواہی کو قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے پاس تجھ سے ہی اس کے علاوہ تیرے بارے اور گواہ موجود ہے۔

وہ بندہ عرض کرے گا: **لا اتکلم بعد ذلک یا رب.**

اے میرے رب اس کے بعد میں کلام نہیں کروں گا۔

فیقول الله تعالی لیدیه : انطقا بما فعل عبدی فتنطقان بکل ما فعل بهما و

تشهدان.

اللہ تعالیٰ اس بندے کے دونوں ہاتھوں سے فرمائے گا کہ جو کچھ میرے اس بندے نے تمہارے ساتھ کیا تم اس کے بارے بولو۔ وہ دونوں ہاتھ بولیں گے۔ جو کچھ اس نے ان دونوں کے ساتھ کیا ہو گا اور وہ دونوں ہاتھ گواہی دیں گے۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الهی و سیدی و مولائی انک ارسلت الینا رسولا فشرع فینا فاتبعناه باذنک حتی قلت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ.

اے میرے معبود' میرے مالک اور میرے مولا بے شک تو نے ہماری طرف اپنے رسول مبعوث فرمائے وہ ہمارے پاس شریعت لائے' ہم نے تیرے اذن سے ان کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ تو نے ارشاد فرمایا:

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔'' (النساء ۸۰)

اللہ اس بندے سے فرمائے گا:

یا عبدی وما شرع رسولی؟ اے میرے بندے میرے رسول کیا شریعت لائے؟

وہ بندہ بارگاہ میں عرض کرے گا:

پیارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

الشاهد الواحد فی البینة لا یکفی. گواہی میں ایک گواہ کافی نہیں۔

والیدان شاهد واحد فلا یکفی وبقی الشاهد الثانی

وہ بندہ عرض کرے گا یا اللہ میرے دونوں ہاتھ ایک گواہ ہیں۔ لہٰذا گواہی کے لئے یہ کافی نہیں لہٰذا دوسرا گواہ باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جب دوسرا گواہ تیرے بارے گواہی دے دی تو کیا تو اقرار اور اعتراف کر لے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں''

اللہ تعالیٰ اس بندے کے پاؤں سے فرمائے گا:

ما تقولین انطقی بما فعل ذلک العبد واشهدی بالحق

تم کیا کہتے ہو تم بولو جو اس بندے نے کیا اور تم حق کے ساتھ گواہی دو۔

اس بندے کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولیں اور کہیں گے۔

انه مشی و عمل من حسن و قبیح و تشهد بکل ما فعل.

یہ بندہ ہمارے ساتھ چلا۔ اس نے یہ اچھے اور برے اعمال کیے۔

المختصر جو کچھ اس نے کیا ہوگا' اس سب کی گواہی دے دیں گے۔

آخرکار وہ بندہ اپنے اعضاء پر حیران ہو کر ایک طرف کو متوجہ ہو جائے گا اور اپنے اعضاء کو جھڑکتے ہوئے کہے گا:

یا اعضائی ما انا غیرکم بل انا انتم و انتم انا و انما انا انا زع ربی لاجلکم فما رایت اجهل منکم ادا فع عنکم و انتم تطعمون انفسکم الی النار؟

اے میرے اعضاء میں کوئی تمہارا غیر تو نہیں بلکہ میں تم ہو اور تم میں ہوں۔ میں اپنے رب سے تمہاری وجہ سے منازعت کر رہا ہوں میں نے تم سے زیادہ جاہل کوئی نہیں دیکھا کہ میں تمہارا دفاع کر رہا ہوں اور کیا تم اپنے آپ کو جہنم میں پہنچانے کے متمنی ہو؟

جب یہ اپنے اعضاء کو اس طرح جھڑکے گا تو وہ اسے جواب دیتے ہوئے کہیں گے۔

انت نسبتنا الی الجهل و التقصیر و ما رأینا اجهل منک انما نحن مامورین انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی.

تو نے ہمیں جہالت اور کوتاہی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ہم نے تجھ سے بڑھ کر جاہل نہیں دیکھا۔ ہم تو حکم کے پابند ہیں۔ اس اللہ تعالیٰ نے ہمیں بولنے کا حکم دیا جو ہر چیز بولنے کی قوت دینے پر قادر ہے۔

آخرکار یہ بندہ حیران' شرمندہ اور ہکا بکا رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے حکم فرمائے گا کہ اس بندے کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

یا رب این رحمتک و انت ارحم الراحمین؟

اے میرے رب تیری رحمت کہاں ہے حالانکہ تیری ذات سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری رحمت ماننے والوں کے لئے ہے اگر تیری طرف سے اعتراف آجائے تو تجھے انصاف حاصل ہو جائے گا۔

وہ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ میں کوتاہی اور اعتراف کرنے والا ہوں لیکن دوزخ کے

خوف نے مجھے اس طرف مجبور کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا:

یا ملائکتی امضوا بعبدی الی الجنة فانی قد غفرت له وعفوت عنه فیمضون به الی الجنة.

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ بے شک میں نے اسے بخش دیا اس کی خطائیں معاف کر دیں۔ وہ فرشتے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔

وہ فرشتے کہیں گے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

(وکان الانسان اکثر شیئی جدلا) ''اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''
(الکہف ۵۴)

اے اللہ کے بندے تو اس کی رحمت میں داخل ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ادخلوھا بسلام آمنین) ''ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں۔''
(الحجر ۴۶)

جلسہ نمبر ۶۲

والدین کی خدمت کا ثواب اور نافرمانی کا انجام

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا و وضعتہ کرھا و حملہ وفصلہ ثلثون شھرا حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین ○

ترجمہ: ''اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا' تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔''

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

والدین کی خدمت کا ثواب اور نافرمانی کا انجام

آیت کی تفسیر:

(ووصينا الانسان بوالديه احسانا ط حملته امه كرها ووضعته كرها ط وحمله وفصله ثلثون شهرا ط) ''اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے۔ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔''

احسانا کا معنی ہے' اچھی وصیت کرنا۔

ماں نے بچے کو مشقت کے ساتھ اٹھائے رکھا یا وہ خود حمل جو ہے وہ تکلیف کا باعث ہے۔

نیز اس آیت کریمہ میں حمل اور بچے کے دودھ چھڑانے کی مدت کو بیان کیا گیا۔

الفصل اس کا معنی ہوتا ہے دودھ چھڑانا' اس سے مراد کل مدت رضاعت ہے۔ اس کلمہ کے ساتھ مدت کو تعبیر کیا گیا جس طرح کہ امد کے ساتھ مدت کو بیان کیا جاتا ہے۔

ماں چونکہ بچے کی تربیت کرتی ہے اس لئے ماں کے بارے میں وصیت کرنے میں مبالغہ کیا گیا۔

(حتى اذا بلغ اشده و بلغ اربعين سنة قال رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي و على والدي وان اعمل صالحا ترضه واصلح لي في ذريتي ط اني تبت اليك و اني من المسلمين ○)

''یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا۔ عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ۔ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔'' (الاحقاف ۱۵)

بلغ اشد. مفسرین فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جب بچے کی عمر ۳۳ سال ہو جائے اس کی قوت اور عقل پختہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو بھی اس وقت تک مبعوث نہیں فرمایا جب تک کہ اس کی عمر چالیس سال نہیں ہوگئی۔

اوزعنی کا معنی ہے الھمنی مجھے الہام فرمادے۔ اس کا اصل معنی ہے اولعنی مجھے تو اس کا گرویدہ بنادے۔ یہ اہل عرب کے قول اور زعتہ بکذا سے ماخوذ ہے۔

نعمت سے مراد دین کی نعمت ہے یا اس سے مراد وہ نعمت ہے جو دین اور غیر دین سب کو شامل ہو۔

وان اعمل صالحا میں صالحا پر تنوین ہے وہ تعظیم کے لئے ہے یا یہ کہ جنس کی ایک نوع ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ یا اللہ اس صلاح کو میری اولاد کے اندر جاری اور ساری فرما بلکہ ان میں راسخ فرمادے۔ خداوند قدوس نے آپ کی اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

انی تبت الیک. علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یا اللہ جن کاموں سے تو راضی نہ ہو یا جو کام مجھے تیرے ذکر سے مشغول کردیں میں تیرے لئے مخلص ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے والد گرامی حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑتیس سال کی عمر میں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ نے چالیس سال کی عمر میں ان سب کے لئے دعا فرمائی۔

مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایک صحابی نہیں ہے کہ جس کے والدین اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی ہو یہ شرف صرف اور صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ کے والدین

اولاد اور اولاد کی اولاد سب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ (من المدارک)

جمعہ کی رات درود پڑھنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کی رات ہوتی ہے تو ایک ہزار فرشتہ میرے روضہ انور کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ جب وہ زیارت کر لیتے ہیں تو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں اور جس شخص سے بھی میری ذات پر درود شریف پڑھنا سنتے ہیں اس کے درود شریف حاصل کر کے عرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب یہ درود شریف فلاں بن فلاں کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فرشتو میں نے اپنے حبیب پر درود شریف پڑھنے والے کے درود کے برابر اس پر رحمتیں برسا دی ہیں۔ اب تم اس درود شریف حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے سپرد کر دو کہ وہ اس کو اپنے پاس محفوظ رکھے۔ جب قیامت کے دن اس درود کا پڑھنے والا آئے گا تو میں اس درود کو اس کے پڑھنے والے کے میزان میں رکھنے کا حکم دوں گا۔ جب اس کے لئے یہ درود شریف اس کے نامہ اعمال میں رکھا جائے گا تو اس کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا جنت کی طرف چلا جائے گا یعنی جنت کا مستحق بن جائے گا۔ (موعظہ)

والدین کی زیارت کا ثواب:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

من مشى لزيارة والديه كتب الله تعالى له بكل خطوة مائة حسنة ومحا عنه مائة سيئة ورفع له مائة درجة. فاذا جلس بين يديهما و تكلم معهما بطيب الكلام اعطاه الله يوم القيامة نورا يسعى بين يديه فاذا خرج من عندهما خرج مغفورا له.

جو شخص اپنے والدین کی زیارت کرنے کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے بدلے سو نیکیاں عطا فرماتا ہے' سو اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور سو اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

جب وہ شخص اپنے والدین کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ ان کے ساتھ اچھی گفتگو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے قیامت کے دن ایسا نور عطا فرمائے گا جو اس کے آگے آگے چلتا ہوگا۔

جب وہ شخص اپنے والدین کی زیارت کر کے ان سے اٹھ کر واپس چلا جاتا ہے تو وہ اس حال میں نکلتا ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔

والدین کے ساتھ انسان کس طرح پیش آئے:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

انا بریئی ممن لم یود حق والدیہ. میں اس شخص سے بری ہوں جو اپنے والدین کے حق کو ادا نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ والدین اس کے ساتھ نہ ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب انسان اپنے والدین کی کوئی بات سنے تو اس کے جواب میں ان سے خیر خواہی اور فرمانبرداری کی بات کرے نہ تو انہیں اف کہے اور نہ ہی ان کو جھڑکے۔ بلکہ ان سے نرمی کے ساتھ بات کرے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما ۝) ''تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔'' (بنی اسرائیل ۲۳)

دنیا اور آخرت میں مفید وصیت:

ایک روایت میں ہے۔

ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسی وصیت فرمائیں جس سے میں دنیا اور آخرت میں نفع حاصل کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟

اس آدمی نے جواباً عرض کیا: ''ہاں''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(اذا اديت حقهما واطعمتهما لک بکل لقمة قصر فی الجنة)

جب تو ان دونوں (ماں باپ) کا حق ادا کرے اور ان کو کھانا کھلائے تو تیرے لئے ہر لقمہ کے بدلے جنت میں ایک محل ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا)

ایک اور آدمی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ محترمہ زندہ ہے۔ میں اس پر خرچ بھی کرتا ہوں جبکہ وہ مجھے اپنی زبان کے ساتھ اذیت دیتی ہے تو میں کس طرح کروں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ادحقها فوالله لو قطعت لحمک ما اديت ربع حقها اما علمت ان الجنة تحت اقدام الامهات؟

تو اپنی والدہ ماجدہ کے حقوق ادا کر اگرچہ تیرے گوشت کو کاٹ دیا جائے تب بھی تو اپنی والدہ کے حقوق میں سے ایک چوتھا حصہ بھی ادا نہیں کر سکتا کیا تو نہیں جانتا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

فسکت الرجل و قال والله لا اقول لها شيئاً. ثم اتى الرجل والدته وقبل قدميها و قال يا والدتى بذلک امرنى رسول الله صى الله عليه واله وسلم.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سن کر وہ شخص خاموش ہو گیا اور اس نے کہا: قسم بخدا میں اپنی والدہ سے کوئی چیز بھی نہیں کہوں گا۔ پھر وہ آدمی اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا' اس کے قدموں کو چوما اور عرض کیا: اے میری امی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طویل حدیث ذکر فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا:

والذى بعثنى بالحق نبيا ما من عبد رزقه الله مالا ثم بروالديه الا كان معى فى الجنة.

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر وہ اس میں سے اپنے والدین پر خرچ کرے مگر یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

ایک اور آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی کے والدین دنیا میں موجود نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یتصدق عنهما باطعام الطعام و قرأة القرآن او بالدعاء فان ترکها فقد عقهما و من عقهما فقد عصی.

وقال ما من عبد صلی الفریضة و دعا لوالدیه بالمغفرة الا استجاب اللہ تعالیٰ له دعائه و غفرلهٗ ببرکة دعائه لهما ولو کان فاسقین.

وہ اپنے والدین کی طرف سے کھانا کھلائے اور قرآن پڑھ کر صدقہ کرے یا فرمایا اپنے والدین کے لئے دعا کرے۔ اگر اس نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تو یقیناً اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی اور جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی' تحقیق وہ گناہگار ہوا۔

نیز آپ نے فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو فرض نماز کو پڑھے' اپنے والدین کے لئے بخشش کی دعا کرے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس کی دعا کی برکت سے اس کے والدین کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ دونوں فاسق ہی کیوں نہ ہوں؟ (موعظہ)

ماں کی نافرمانی کی سزا:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک تاجر شخص تھا۔ ایک دن تاجر کے پاس اس کی بوڑھی والدہ کوئی چیز مانگنے کے لئے آئی' جسے وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتی تھی۔

تاجر کی بیوی نے کہا: تیری ماں ہمیں فقیر بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ ہر روز ہی کچھ نہ کچھ لینے کے لئے آ جاتی ہے۔ اپنے بیٹے کی بیوی کی یہ بات سن کر تاجر کی ماں زاروقطار رونے لگی اور چلی گئی۔ جبکہ اس کے تاجر بیٹے نے بھی اسے کچھ نہ دیا۔

کچھ عرصہ گزرا کہ وہ تاجر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں سفر پر روانہ ہوا۔ سفر کے دوران ڈاکوؤں نے اس پر ڈاکہ ڈالا' جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب کچھ انہوں نے لے لیا۔ پھر انہوں نے تاجر کو پکڑا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے' اس کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور وہیں پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ راستہ پر خون میں لت پت اسے چھوڑ کر ڈاکو فرار ہو گئے۔ اس کے پاس سے کچھ لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ اسے اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ گئے۔ جب اس کے رشتہ دار اسے ملنے کے لئے آئے تو اس نے خود اعتراف کیا کہ یہ میرے جرم کی سزا ہے۔

اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنی والدہ کو درہم دے دیتا تو اس طرح میرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے اور نہ ہی میرا مال لوٹا جاتا۔ تاجر کی ماں اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اسے کہا:

اے میرے بیٹے! مجھے تجھ پر حسرت آ رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ دشمن نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

تاجر بیٹے نے کہا: اے میری ماں یہ سب کچھ اس گناہ کی وجہ سے ہے جو غلطی میں نے آپ کے ساتھ کی ہے۔ اب میں تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتا ہوں۔

بوڑھی ماں نے کہا: اے میرے بیٹے میں تجھ پر راضی ہوں۔ اسی دوران رات آ گئی۔ جب اس تاجر نے صبح کی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے ہاتھ پہلی حالت پر بالکل صحیح ہو کر واپس آ چکے تھے۔

یہ ہے ماں کو راضی کرنے کی برکت۔ (موعظہ)

حکایت: ایک بزرگ اپنے فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔ ایک دن اس نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا جبکہ اس کی والدہ اس بات پر راضی نہیں تھی کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر کرے۔ بزرگ اپنی والدہ کو جتنا راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر اس نے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب وہ روانہ ہوا تو اس کی ماں اس کے پیچھے آئی اور کہا:

یا رب ان ابنی احرقنی بنار الفرقة سلط علیه عقابا و تضرعت وناجت.

اے میرے رب بیشک میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر سزا کو مسلط کر۔ بزرگ کی والدہ نے بارگاہ الٰہی میں فریاد و مناجات کی۔

جب وہ بزرگ شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچا تو وہ رات کے وقت عبادت کرنے کے لئے ایک مسجد میں داخل ہوا۔

ایک چور اس شہر کے گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوا۔ گھر والے کو پتہ چلا کہ اسکے گھر میں چور ہے۔ جب مالک خانہ نے چور کا تعاقب کیا تو وہ چور مسجد کی طرف بھاگا۔ گھر والوں نے اس کا تعاقب کیا۔ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو چور غائب ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ چور مسجد میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ سب مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی وقت گھر والوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حاکم شہر کے پاس لے گئے۔

حاکم شہر نے حکم دے دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر اس کی

دونوں آنکھیں نکال لی جائیں۔

حاکم شہر کے کارندوں نے اس بزرگ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں۔ نیز انہوں نے شہر میں اعلان کرا دیا کہ چور کی یہ سزا ہے۔

بزرگ نے کہا یہ نہ کہو بلکہ اس طرح کہو کہ

هذا جزاء من قصد طواف مكة بلا اذن امه.

یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے اپنی ماں کی اجازت کے بغیر مکہ مکرمہ کے طواف کا ارادہ کیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ واقعی یہ تو شیخ ہے۔ جب انہیں اس حالت کا علم ہوا تو وہ زاروقطار روئے اور افسوس کا اظہار کیا نیز وہ اس بزرگ کو اس کی ماں کے پاس لائے اور اسے گرجا گھر کے دروازے پر رکھ دیا اور اس میں ہی اس کی ماں ندا دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

اے میرے رب میں نے اپنے بیٹے کو ایک آزمائش کے ذریعے آزمایا جو اس کو میرے پاس واپس لائی ہے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں۔

بزرگ نے ندا دی۔ میں بھوکا مسافر ہوں' مجھے آپ کھانا کھلائیں۔ اس خاتون نے کہا کہ دروازے کی طرف آؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے پاؤں نہیں ہیں جن کے ساتھ میں آپ کی طرف چل سکوں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ تم اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھاؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ اگر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو تیرے اور میرے درمیان حرمت ثابت ہو جائے گی۔ بزرگ نے کہا کہ آپ اس بات کا بھی خوف نہ کریں کیونکہ میری دونوں آنکھیں نہیں ہیں۔

بزرگ کی ماں نے ایک تازہ چپاتی روٹی اور ٹھنڈا پانی ایک برتن میں لیا اور اس کی طرف آ گئی۔

جب بزرگ نے اپنی ماں کے آنے کو محسوس کیا تو اس نے اپنے چہرے کو اپنی ماں کے قدموں کے اوپر رکھ دیا اور کہا:

اے میری ماں میں تیرا گناہگار بیٹا ہوں۔ اس کی ماں نے بھی جان لیا کہ واقعی وہ اس کا بیٹا ہے چنانچہ وہ روئی اور اس نے کہا:

يا رب اذا كانت الحالة كذلك ما قبض روحي و روحه حتى

لایری الناس سواد وجهنا. فلم تتم المناجاۃ الاوقد قبض روحهما.

اے میرے رب جب حالت اس طرح ہے تو کیوں میری اور اس کی روح قبض نہیں ہو گی تا کہ لوگ ہمارے چہرے کی سیاہی نہ دیکھ سکتے ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان دونوں کی روح قبض ہوگئی۔ (من تفسیر انا عرضنا الامانۃ)

جب تک ماں نے معاف نہیں کیا روح نہیں نکلی:

حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی دوران ایک شخص آیا۔ اس نے آتے ہی السلام علیکم کہا۔ ہم نے سلام کا جواب دیتے وعلیک السلام کہا۔

آنے والے شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے غلام حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ وہ بیمار ہیں اور ان کا آخری وقت ہے۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

قوموا بنا نزور اخانا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

صحابہ کرام تم ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم اپنے بھائی حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ سکیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے چلتے جب وہاں پہنچے تو حضور ان کے سر کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا:

یا عبداللہ قل: اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فقالها فی اذنه ثلاثا فلم یقلها.

اے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلمہ شہادت پڑھو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ کلمات ان کے کانوں میں کہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ان کی بیوی کے پاس جاؤ اور جا کر معلوم کرو کہ تمہارا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا اور اس کا کیا شغل تھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی زوجہ محترمہ کے پاس گئے اور جا کر پوچھا کہ آپ کا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا۔ ان کی بیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا:

وحق رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیه و آله وسلم ما اعرف من یوم تزوجنی انه ترک الصلوة خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم ولا مضی علیه یوم الاو تصدق فیه شیئی الا ان والدته غیر راضیة عنه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق ہونے کی قسم، جس دن سے میری ان کے ساتھ شادی ہوئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ترک کیا ہو۔ کوئی دن ان پر ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں وہ صدقہ نہ دیتے ہوں مگر ان کی والدہ ماجدہ ان سے راضی نہیں ہیں۔

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ان حالات کا پتہ چلا تو فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کو میرے پاس لایا جائے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔

خاتون نے کہا: کس لئے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد فرما رہے ہیں؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تاکہ آپ کے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے درمیان صلح کرا دیں کیونکہ ان کا دنیا سے جانے کا آخری وقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق ہونے کی قسم، نہ تو میں جاتی ہوں اور نہ ہی اسے دنیا اور آخرت میں معاف کروں گی۔ ان باتوں کی وجہ سے، جن سے اس نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ پھر وہ آنے سے رک گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آکر ساری باتیں بتائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ اور ان کی والدہ کو میرے پاس لاؤ۔

وہ دونوں حضرات چلے گئے۔ جب اس خاتون کے پاس پہنچے تو ان دونوں بزرگوں نے کہا: ایتھا العجوز انه علیه الصلوۃ والسلام یدعوک.

اے بوڑھی خاتون بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ حضور مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو میری حاجت ہے؟

ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ تمہیں ہمارے ساتھ لازمی چلنا ہوگا۔ آخرکار وہ ان حضرات کے ساتھ چل پڑی اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایتھا العجوز انظری الی ولدک وما ھو علیه. اے بوڑھی خاتون تو اپنے بیٹے کو دیکھ کہ اس کا کیا حال ہے؟

جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھا تو کہا:

یا ولدی واللہ لا اجعلک فی حل من حقی لا فی الدنیا ولا فی الآخرة.

اے میرے بیٹے! قسم بخدا میں نہ دنیا میں تجھے اپنا حق معاف کروں گی اور نہ ہی آخرت میں۔

بوڑھی خاتون کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایتھا العجوز خفی اللہ عزوجل واجعلیه فی حل.

اے بوڑھی خاتون اللہ عزوجل سے ڈر اور تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا:

کیف اجعله فی حل وھو ضربنی. و طردنی من بیته لاجل امرأته فھو آزانی وعصانی؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسے کیسے معاف کروں حالانکہ اس نے مجھے مارا اور اپنی بیوی کی وجہ سے مجھے گھر سے نکال دیا۔ میرے بیٹے نے مجھے اذیت پہنچائی اور میری نافرمانی کی؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بزرگ خاتون تیری مادری محبت کا یہ تقاضہ ہے کہ تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو اور آپ کے

تمام ساتھیوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کر دیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا عبداللہ: قل اشھد ان لا الہ الا اللہ.

اے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اب کلمہ شہادت پڑھو۔

انہوں نے بلند آواز کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا پھر اس کے بعد ان کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی اور ان کو دفن کر لیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا معشر المسلمین الا من کانت له والدة لم یبرھا. خرج من الدنیا علی غیر الشھادة.

اے مسلمانوں کی جماعت' خبردار! جس شخص کی والدہ زندہ ہو اور وہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے۔ تو اسے مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب نہیں ہوگا۔ (موعظہ)

والدین کی نافرمانی کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من رجل مات والداہ وھما غیر راضیین عنه الا اخرج اللہ روحه علی غیر الشھادة. ولا یخرج من قبرہ الا وعلی وجھه مکتوب ھذا جزاء من عق والدیه.

جس آدمی کے والدین اس حال میں فوت ہو گئے کہ وہ دونوں اس پر راضی نہیں تھے تو ایسے انسان کو مرتے وقت کلمہ شہادت نصیب نہیں ہوگا اور جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کی پیشانی پر یہ بات لکھی ہوگی کہ یہ اس کے والدین کی نافرمانی کی سزا ہے۔

مال ہونے کے باوجود والدین پر خرچ نہ کرنے کی برائی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد اتاہ اللہ تعالی مالاثم لم یود حق والدیه الا احبط اللہ

عزوجل عمله و اذاقه العذاب الالیم.

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اس کے ساتھ اپنے والدین کا حق ادا نہ کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو برباد کر دے گا اور اسے دردناک عذاب چکھائے گا۔

رب کی رضا اور ناراضگی کہاں ملتی ہے؟:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رضا الرب فی رضا الوالدین وسخط الرب فی سخط الوالدین.

رب کی رضا والدین کی رضا سے حاصل ہوتی ہے اور رب کی ناراضگی والدین کی ناراضگی سے ملتی ہے۔ (رواہ الترمذی)

علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ انسان اپنے ماں باپ کی اطاعت کرے اور ان کی عزت کرے تو جس خوش نصیب نے اپنے ماں باپ کی اطاعت کی تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ماں باپ کو غضبناک کیا تو اس نے رب ذوالجلال کو ناراض کیا۔ اس وعید شدید سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کتنا بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں تو اس سے بھی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے حقوق زیادہ ہیں۔

تو ایک عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کرنے سے احتراز کرے۔ (کذافی التیسیر)

ایک بزرگ کی نصیحت:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں والدین کی حرمت کو ذکر نہ کرتا اور ان کے بارے حکم نہ دیتا۔ تب بھی ہر ایک عقلمند آدمی پر اپنی عقل سے ان کے حقوق کی حرمت کو پہچاننا لازمی اور ضروری ہوتا۔ اسی لئے ایک عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی عزت کو پہچانے۔ ان کے حقوق کو ادا کرے۔ ان کی رضا حاصل کرنے میں کوشش کرے۔ وہ ایسا

کس طرح نہیں کرے گا؟ یعنی اسے یہ کرنا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے مرتبہ اور مقام کو اپنی تمام کتابوں تورات' انجیل' زبور اور قرآن مجید میں ذکر فرمایا اور اپنی تمام کتابوں میں ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کی طرف وحی بھیجی۔ والدین کی عزت کرنے اور ان کے حقوق کو پہچاننے کا ان کو حکم فرمایا۔

المختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا والدین کی رضا میں اور اپنی ناراضگی کو والدین کی ناراضگی میں رکھ دیا۔ (کذا فی تنبیہ الغافلین)

جلسہ نمبر ۶۳

غیبت اور بدگمانی کی برائی

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ٥

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

غیبت اور بدگمانی کی برائی

آیت کی تفسیر:

(یاایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم) ''اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم یکسوئی اختیار کرو۔ بہت زیادہ بچو تا کہ ہر گمان میں احتیاط ہو سکے نیز اسے ہر بات پر غور وفکر کرنا چاہئے تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ بات کس قبیل سے ہے۔

ظن (گمان) کی تین قسمیں ہیں۔

۱- پہلی قسم یہ ہے کہ جس کی اتباع کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حسن ظن ہے۔ اسی طرح ایسا ظن کہ عملیات میں سے کوئی چیز قطعی نہ ہو۔

۲- دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ظن حرام ہے جیسے الھیات اور نبوات میں گمان کرنا اور جوان چیزوں کے قطعی مخالف ہو اور مؤمنین کے بارے میں بدگمانی رکھنا۔

۳- تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ظن جو کہ مباح ہے جیسا کہ معاشی معاملات میں گمان رکھنا۔

گمان کرنے سے بچنے کی علت یہ ذکر فرمائی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ ان بعض الظن کو الگ ذکر فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا:

اثم کا معنی ہے۔ الذنب الذی یستحق العقوبة علیه.

اس سے مراد وہ گناہ ہے کہ جس کے کرنے کی وجہ سے انسان سزا کا مستحق ہو۔

اثم کا شروع کا ہمزہ واؤ سے تبدیل شدہ ہے۔

وثم یثم وثما کا معنی ہوتا ہے۔''توڑنا۔ کوٹنا) (مصباح اللغات ۹۲۹)

اثم کو اثم اس لئے کہتے ہیں۔ کانه یثم الاعمال گویا کہ گناہ اعمال کو توڑ دیتا ہے۔

(ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ط)

''اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔

عیب ڈھونڈنے سے مراد یہ ہے کہ تم مسلمانوں کی چھپی ہوئی باتوں کو مت کریدو۔

حدیث پاک میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ولا تتبعوا عوارت المسلمین. تم مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔

فان من تتبع عوراتھم تتبع اللہ تعالی عورته حتی یفضحه ولو فی جوف بیته.

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جوشخص اپنے مسلمان بھائیوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ باتوں کو آشکار کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ رسوا ہو جائے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

غیبت کا مطلب یہ ہے کہ ولا یذکر بعضکم بعضا بالسوء فی غیبته.

تم میں سے بعض دوسرے بعض کا اس کی عدم موجودگی میں برائی کے ساتھ ذکر نہ کرے۔

(أیحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرھتموہ ط واتقوا اللہ ط ان اللہ تواب رحیم O)

''کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت کریمہ میں غیبت کرنے والا جس کی غیبت کرتا ہے اس کو ایک مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ کتنی بری بات ہے۔ استفہام تقریری ذکر کر کے اس میں مزید مبالغہ بیان کر دیا نیز فعل کو ان میں سے کسی ایک کی طرف منسوب کرنا۔ یہ عموم کی وجہ سے ہے۔ محبت کو ایسی چیز کے ساتھ معلق کیا جو انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

غیبت کرنے کو انسان کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا اور جو چیز کھائی گئی اسے مردہ بھائی قرار دیا مزید اسے پختہ اور ثابت کرنے کے لئے دوبارہ فکرھتموہ فرمایا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بات درست ہو یا اسے تم پر پیش کر دیا جائے تو تم بھی یقیناً اسے ناپسند جانو گے۔

تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ جس چیز سے اسے منع کیا گیا وہ اس سے رک گیا اور جو اس سے زیادہ ہوگئی اس کے بارے میں توبہ کر لی تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ثواب ہے کیونکہ یہ چیز توبہ میں زیادہ مؤثر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جوشخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لے تو وہ اس شخص کی طرح بن جاتا ہے جس نے سرے سے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول :

مفسرین کرام نے اس آیت کے شان نزول میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ بنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر کے دوران دو مالدار شخصوں کے ساتھ ایک ضرورت مند آدمی کو کر دیا تاکہ وہ ان دونوں سے مل کر کھانا کھائے. تاکہ سفر کے دوران ان کے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور کھانے کا انتظام کرے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو مذکورہ شخصوں کے ساتھ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا دیا۔

ایک دن وہ سب ایک منزل پر ٹھہرے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے کھانا وغیرہ تیار نہ کیا۔

ان دونوں (مالداروں) نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے بچے ہوئے سالن کے بارے میں سوال کریں۔ جب حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے تو ان دو میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ بے شک وہ تو بمیحہ نامی کنواں پر پہنچ گیا۔ یہ کنواں پانی کی کثرت کے ساتھ مشہور تھا۔ وجہ شہرت یہ تھی کہ اس کا پانی بہت گہرا تھا۔

جب حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان دونوں شخصوں کا حضور کو پیغام پہنچایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ **قل لهما انكما قد اكلتما الادام.**

آپ ان دونوں سے جا کر کہیں کہ تم نے سالن کھا لیا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف واپس آئے اور انہیں خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو۔

وہ دونوں شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا:
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے سالن نہیں کھایا۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انی لاری حمرة اللحم فی افواهكما لاغتبا بكما صاحبكما.

تمہارے اپنے ساتھی کی غیبت کرنے کی وجہ سے میں تم دونوں کے منہ میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قیامت کا نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زينوا مجالسكم بالصلوة علي. فان صلاتكم علي نور لكم يوم القيامة.

اپنی مجالس کو مجھ پر درود شریف پڑھنے کے ساتھ مزین کرو کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود پڑھنا تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔ (رواہ صاحب الفردوس)

تین بدنصیب انسان:

حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لايرى وجهي ثلاثة : عاق الوالدين و تارك سنتي و من ذكرت عنده فلم يصل علي.

تین شخصوں کو میری زیارت نصیب نہ ہو گی۔

۱۔ والدین کا نافرمان۔

۲۔ میری سنت کا تارک۔

۳۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود نہ پڑھے۔

(یقیناً آپ نے سچ فرمایا)

سو مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلى علي يوم الجمعة مائة مرة جاء يوم القيامة ومعه نور لوقسم ذلك النور بين الخلائق كلهم لو سعهم.

جس شخص نے جمعہ والے دن میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہو گا اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کافی ہو جائے۔

چار جفا کرنے والے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اربعة من الجفاء : الاول ان يبول الرجل و هو قائم و الثانی ان يمسح جبهته قبل ان يفرغ من الصلوة. والثالث ان يسمع النداء فلا يتشهد مثل ما يتشهد المؤذن. والرابع ان ذكرت عنده لا يصلى علي.

چار آدمی جفا کرنے والے ہیں:

۱- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والا۔

۲- وہ جو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی کو صاف کر لے۔

۳- وہ شخص جو اذان سنے اور مؤذن کے شہادت دینے کی طرح شہادت نہ دے۔ (یعنی اذان سن کر اس کا جواب نہ دے)

۴- وہ شخص کہ اگر اس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (سید علی زادہ)

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رغم انف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي.

اس شخص کی ناک گرد آلود ہو کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود شریف نہ پڑھے۔ (قاضی بیضاوی)

زنا سے بدتر گناہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الغيبة اشد من الزنا. غیبت کا زنا سے بھی زیادہ سخت (گناہ) ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کیسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم؟

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

الرجل یزنی ثم یتوب فیتوب اللہ علیہ. واما صاحب الغیبۃ فلا یغفرلہ حتی یغفر صاحبہ.

آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جبکہ غیبت کرنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہ کرے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے۔

سب سے آخری جنتی:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

من مات تائبا من الغیبۃ فھو آخر من دخل الجنۃ و من مات مصرا علیہ فھو اول من دخل النار.

جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مر گیا تو وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے مر گیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کسے کہتے ہیں؟:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کسے کہتے ہیں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان تذکر اخاک بما یکرھہ فان کان ذلک الشیئی فیہ فقد اغتبتہٗ وان لم یکن ذلک الشیئی فیہ فقد بھتہ.

تیرا اپنے بھائی کی ایسی بات کو ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اگر واقعی وہ بری بات اس میں ہو تو تحقیق تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بری بات اس میں نہ ہو اور تو اس کے باوجود ذکر کرے تو یہ تیرا اس پر بہتان ہوگا۔ (قاضی بیضاوی)

سرور کائنات کی ناراضگی:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لمبے قد کی عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی۔ جب وہ واپس چلی گئی تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لمبے قد والی عورت ہے۔ ان کی یہ بات سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے غیبت کی ہے اور تو نے گوشت کا ٹکڑا کھایا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تو وہی بات کی ہے جو اس عورت میں موجود ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے وہی بری بات ذکر کی ہے جو عورت میں موجود ہے اور غیبت یہی چیز ہے کہ تیرا اپنے بھائی کی ایسی بری بات کو ذکر کرنا جو واقعی اس میں موجود ہو اور جو بری بات اس میں نہ ہو اور تو اس کو ذکر کرے تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ اس لئے فرمایا کہ غیبت کا زنا سے بھی زیادہ سخت (گناہ) ہے کیونکہ غیبت سے توبہ کرنے کے لئے تین باتوں کی ضرورت آتی ہے۔

۱- سب سے پہلے توبہ کرنے والا ان لوگوں کے پاس جائے گا جن کے سامنے اس نے کسی کی غیبت کی ہے یا اس پر بہتان لگایا وہ جا کر ان سے کہے گا کہ میں نے تمہارے سامنے فلاں کا ذکر اس اس طرح کیا تم یقین کر لو کہ میں نے آپ کے سامنے اس کے بارے میں جھوٹی بات کی ہے۔

۲- دوسرا اس شخص کے پاس جانا ضروری ہے جس پر اس نے بہتان لگایا' اس سے جا کر معافی مانگے۔

۳- تیسرا بہتان لگانے والا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

غیبت کن باتوں سے متحقق ہوتی ہے؟:

علماء فرماتے ہیں کہ غیبت ان باتوں کے کہنے سے متحقق ہو جاتی ہے۔

۱- کسی کو صفت نقصان سے یاد کرنا۔

۲- کسی کی عقل کی کوتاہی کو ذکر کرنا۔
۳- کسی کے کپڑوں یا باتوں میں عیب نکالنا۔
۴- کسی کے نسب یا عادات کی برائی بیان کرنا۔
۵- کسی ایسی بات کو ذکر کرنا جو اس کے متعلق ہو جس طرح کہ اس کے بارے میں کہنا کہ اس کی قمیص کی لمبی آستین ہے یا یہ کہنا کہ فلاں کا قد لمبا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصہ میں مروی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

برا حشر:

حضرت علاء بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المازون والمشائون بالنميمة الباغون للبراء العيب يحشرهم يوم القيامة في وجوه الكلاب.

تکبر کرنے والے، چغل خوری کرنے والے، نیک لوگوں پر عیب لگانے والے ان سب کا حشر قیامت کے دن کتوں کے چہروں جیسا ہوگا۔ (طریقہ محمدیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من مشى بالنميمة بين اثنين سلط الله عليه في قبره نارا تحرقه الى يوم القيامة.

جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر ایسی آگ مسلط کر دے گا جو قیامت کے دن تک اسے جلاتی رہے گی۔ (موعظہ)

مومن کی ‍ ‍ وری کرنے کا گناہ:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ساتھ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کر لیا۔ ان میں کتا اور بلی بھی موجود تھے۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے سب کو کشتی میں جماع کرنے سے منع کر دیا کہ کہیں اس تنگ سی کشتی میں توالد کا سلسلہ شروع نہ ہو جائے۔

کتے سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے جماع کر لیا۔ بلی نے اسے جماع کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس اس کی شکایت کر دی۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو بلایا' تنبیہ کرنے کے بعد ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

کتے نے دوبارہ وہی حرکت کی یعنی جماع کر لیا۔ بلی دوبارہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور کتے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے آپ کے منع کرنے کے باوجود جماع کر لیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو دوبارہ بلایا اور اس سے فرمایا کہ تو نے یہ حرکت دوبارہ کی ہے۔ کتے نے انکار کر دیا جبکہ بلی کا تقاضہ یہ تھا کہ اس نے آپ کے روکنے کے باوجود جماع کیا ہے اور اے اللہ کے نبی میں نے خود اسے اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ آپ کے لئے اس کی نشانی ظاہر کرے گا اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی پھر کتے نے جماع کیا اور یہ جماع کرنے کے لئے اتنا سخت ہوا کہ اس کا جدا ہونا ناممکن ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلی تیسری مرتبہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور خبر دی کہ حضور جو کچھ میں نے کہا تھا' وہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور آپ نے ان دونوں (کتے اور کتیا) کو دیکھا۔ وہ جماع کرنے میں مصروف ہیں۔ کتا اس سے بڑا شرمندہ اور رسوا ہوا۔ اس نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا:

یا رب اجعل لها فضیحة علی رؤوس الخلائق وقت الجماع کما فضحتنا۔

اے میرے رب تو اس بلی کو تمام مخلوق کے سامنے بوقت جماع رسوا کر جس طرح کہ اس نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتے کی دعا کو قبول فرمایا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب بلی کے ساتھ جماع کیا جاتا ہے تو وہ چیختی اور چلاتی ہے یہاں تک کہ اس کی چیخ و پکار کی وجہ سے تمام کو اس کے جماع کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ یہ بلی کے لئے بطور سزا کے ہے کہ جو اس نے کتے کی پردہ دری کی تھی۔ اسی طرح انسان جب کسی مؤمن کا پردہ چاک کرتا ہے تو اللہ

تعالیٰ قیامت کے دن اس بندہ کی پردہ دری فرمائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

چغل خور کی نحوست:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے جا کر تین دن تک بارش کی دعا کرتے رہے لیکن بارش نہ برسی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ تیرے بندے تین دن سے بارش طلب کر رہے ہیں لیکن تو نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ علیہ السلام میں ایسی قوم کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ جن میں چغل خور آدمی ہو اور وہ چغل خوری کرنے پر اصرار کرنے والا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب وہ کون شخص ہے، اس کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ ہم اسے نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں چغل خوری سے منع کر رہا ہوں تو یہ قبیح کام میں خود کیسے کر سکتا ہوں۔ آخر کار بنی اسرائیل کے سب لوگوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش عطا فرمائی۔ (زبدۃ الواعظین)

چغل خور کی دس سزائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زندگی میں ایک مرتبہ چغل خوری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دس سزائیں دے گا۔

۱- وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گا۔

۲- فرشتے اس کی صحبت کو ترک کر دیں گے۔

۳- مرنے کے وقت اس کی روح شدت سے نکلے گی۔

۴- دوزخ کے بہت زیادہ قریب ہو گا۔

۵- جنت سے بہت دور ہو گا۔

۶- اس پر عذاب قبر انتہائی سخت ہو گا۔

۷- اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

۸- اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو تکلیف ہو گی۔

۹- اللہ تعالیٰ اس پر سختی فرمائے گا۔

۱۰- میزان کے وقت بروز قیامت وہ انتہائی مفلس ہو گا۔ (زبدۃ الواعظین)

جس کی غیبت کی جائے نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندے کو قیامت کے دن ایک نامہ اعمال دیا جائے گا اس میں اس کے لئے نیکیاں ہوں گی جب وہ نیکیوں کو دیکھے گا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا۔ اے میرے رب یہ میرے لئے نیکیاں کہاں سے آ گئی ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے نامۂ اعمال کے اندر فلاں شخص کا عمل ہے۔ جس نے لوگوں میں سے تیری غیبت کی اور تجھے علم تک نہیں ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے مختلف اشیاء سے بھرا ہوا ایک طبق اس کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے مجھے اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے تو اس کے بدلے میں آپ کو یہ تحفہ بھیج رہا ہوں۔

سخت ترین سزا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اغتاب اخاه المسلم حول الله قبله الی دبره یوم القیامة.

جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اگلے حصہ کو پیچھے کی طرف تبدیل کر دے گا۔

تین مصیبتیں:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم والغیبة لان فیها ثلاث آفات الاولی لایستجاب له الدعاء

والثانية لا تقبل له الحسنات والثالثة تزداد عليه السيئات.

اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین مصیبتیں ہیں:

۱- غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

۲- اس کی نیکیاں قبول نہیں کی جاتیں۔

۳- اس پر برائیوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کی بدترین بدبو:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک مردار کی بدبو کی طرح بدبو پھیل گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون سی بدبو ہے؟

صحابہ کرام نے حسب معمول عرض کیا: اللہ و رسول اعلم.

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ریح الذین یغتابون الناس من المومنین.

یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنین میں سے لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔

سوال: اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ غیبت کی بو اور اس کی بدبو پھیلتی کیوں نہیں۔ جس طرح کہ ہم سے پہلے والی امتوں میں ظاہر ہو جاتی تھی ہمارے زمانے میں اس کا ظہور کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: ہمارے زمانے میں غیبت بکثرت موجود ہے۔ جس کے ساتھ ہمارے ناک بھر چکے ہیں۔ چنانچہ اس کی بدبو جو ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ ایک آدمی چمڑے رنگنے والوں کے پاس چلا جائے تو اس کی بدبو کی شدت کی وجہ سے ایک گھڑی بھی وہاں نہیں ٹھہر سکتا حالانکہ چمڑے رنگنے والے وہیں رہتے ہیں کھانے کھاتے ہیں لیکن ان کو بدبو محسوس تک نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ناک چمڑے کی بدبو سے بھر چکے ہوتے ہیں۔ (زبدۃ الواعظین)

غیبت کی چار قسمیں:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ غیبت کی چار قسمیں ہیں:

۱- مباح۔ ۲- معصیت۔ ۳- نفاق۔ ۴- کفر۔

ان میں سے ہر ایک کی وضاحت درج ذیل ہے۔

۱- مباح غیبت سے مراد ان لوگوں کی غیبت ہے جن کا فسق ظاہر و باہر ہو اور بدعتی لوگوں کی غیبت کرنا جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس. فاسق فاجر شخص میں جو کچھ ہے اس کو ذکر کرو تا کہ لوگ اس سے بچ سکیں۔

۲- معصیت غیبت سے مراد عیب والے انسان کا ذکر ایک جماعت میں اس کا نام لے کر کرنا اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ گناہ ہے تو ایسا کرنے والا شخص گناہگار ہے اور اس پر توبہ کرنا ضروری ہے۔

۳- نفاق سے مراد وہ غیبت ہے کہ عیب والے انسان کا ذکر کیا جائے لیکن اس کا نام نہ لیا جائے۔ ایسے شخص کے پاس کہ جو اس کو جانتا ہے بلکہ وہ اس طرح ہے کہ اس سے فلاں شخص مراد ہے جبکہ اس کے بارے دل میں وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ پرہیزگار آدمی ہے یہی تو نفاق ہے۔

۴- وہ غیبت جس کو کفر قرار دیا۔ وہ ہے کہ انسان ذکر کرے۔ دوسرے شخص کے ایسے عیب کا کہ جو اس میں موجود نہ ہو اور اس کا یہ فعل پوری جماعت کے سامنے ہو۔ اس انسان کا نام لے کر جب اسے غیبت کرنے سے منع کیا جائے تو وہ جواباً یہ کہتا ہے کہ یہ غیبت نہیں ہے بلکہ میں فلاں شخص کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہی کفر ہے کیونکہ غیبت کرنے والا اس چیز کو حلال سمجھ رہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنۃ قتات وفی روایۃ نمام.

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک روایت میں قتات کی بجائے نمام کا لفظ موجود ہے۔ (طریقہ محمدیہ)

برا انجام:

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے غلام کو بیچا اور خریدار سے کہا کہ یہ غلام چغل خور ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی عیب نہیں ہے۔ مشتری نے اس عیب کو حقیر سمجھتے ہوئے اس عیب سمیت غلام کو خرید لیا۔

غلام کچھ دن نئے خریدار کے پاس رہا۔ ایک دن اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت نہیں کرتا اور اس کا ارادہ ہے کہ وہ رات کے وقت آپ سے چلا جائے۔ تو کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت کرے۔ آقا کی بیوی نے اثبات میں جواب دیا۔ چغل خور غلام نے اسے کہا کہ تو استرا لے لے اور جب تمہارا شوہر سویا ہوا ہو تو اس کی داڑھی میں سے چند بال کاٹ لینا۔

پھر وہ چغل خور غلام اس کے شوہر کے پاس آیا اور اسے آ کر کہا کہ آپ کی بیوی کے آپ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں ہیں۔ وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھتی ہے اور آپ کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ بات آپ پر واضح ہو جائے؟ آپ نے کہا: ''ہاں'' اس نے کہا کہ تو اپنی بیوی کے لئے سو جا۔ آقا نے اس طرح کیا۔ اس کی بیوی استرا لے کر آئی تا کہ آس کی داڑھی کے چند بال کاٹ لے جبکہ اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے سوچا کہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے استرا لیا اور اس کے ساتھ اس کو قتل کر دیا۔ جب عورت کے ورثاء آئے تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اسی دوران مرد کے ورثاء آ گئے اور دونوں گروہوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ (موعظہ)

حکایت: حضرت ابو اللیث بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ آپ ایک مرتبہ حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی جیب میں دو درہم رکھ لئے کہ اگر وہ مکہ کی طرف آتے اور جاتے ہوئے کسی کی غیبت کریں گے تو ان دو درہم کو صدقہ کر دیں گے۔ جب آپ اپنے گھر کی طرف واپس لوٹے تو وہ دو درہم ان کی جیب میں اس طرح موجود تھے۔ جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

لان ازنی مائة مرة احب الی من ان اغتاب مرة واحدة.

اگر میں سو مرتبہ زنا کروں تو یہ میرے نزدیک ایک مرتبہ کسی کی غیبت کرنے سے زیادہ

پسندیدہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا:

من اغتاب رجلا فقیها جاء یوم القیامة مکتوبا علی جبهته آیس من رحمة الله. ومن اغتاب نبیا کان کمن قتل نفسا بغیر حق ومن اغتیب فبلغه فصبر علیها غفرله نصف ذنوبه.

جس شخص نے کسی فقیہہ آدمی کی غیبت کی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے۔

جس بدنصیب نے کسی نبی کی غیبت کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا اور جس شخص کی غیبت کی جائے' اسے یہ بات پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے نصف گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے توبہ کرے' قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ذکر احدکم اخاه المسلم بسوء فلیستعذ بالله تعالی فانه کفارة.

جب تم میں سے کوئی ایک اپنے مسلمان بھائی کو برائی کے ساتھ یاد کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہئے۔ اس کا یہ تعوذ پڑھنا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا۔

پانچ وہ مقامات جہاں غیبت کی اجازت ہے:

علماء فرماتے ہیں کہ پانچ مقامات ایسے ہیں جہاں غیبت کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

۱- مظلوم بادشاہ وقت کے پاس جا کر ظالم کے ظلم کا ذکر کرے تا کہ اس سے وہ ظالم کے ظلم کو دور کرے لیکن بادشاہ کے علاوہ کسی کے پاس اس چیز کا ذکر نہ کرے۔

۲- فتویٰ طلب کرنے والا ظالم کے حال کو بیان کرے' جب وہ اس کی برائی بیان کرنے کی طرف محتاج ہو اور تحقیق یہ حضرت ابوسفیان کی بیوی کے بارے ذکر کیا گیا جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فتویٰ طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا:

ان ابا سفیان رجل لا یعطینی ما یکفینی.

بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے کہ وہ مجھے اتنا بھی نہیں دیتا کہ جو میری ضرورت کے لئے کافی ہو۔

۳- جب کسی کو علم ہو تو مسلمان کو غیر مسلم کے شر سے ڈرانا۔

۴- جب کوئی کسی برے نام سے مشہور ہو تو اس کے دوسرے اچھے نام سے پکارنا جیسے اعمش (بھینگا) اعرج (لنگڑا)

۵- جب وہ اس عیب میں مشہور ہو اور وہ اسے ناپسند نہ کرتا ہو جیسے مخنث (ہیجڑا)۔

اسلاف نے کہا کہ جس نے اپنے آپ سے زندگی کی حیاء کی چادر اتار دی' اس کی کوئی غیبت نہیں ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۶۴

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر و کذبوا واتبعوا اھوآء ھم و کل امر مستقر.

ترجمہ: ''پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھے کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔''

(سورۃ القمر آیت ۱ تا ۳)

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیت کی تفسیر:

(اقتربت الساعة وانشق القمر ٥ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ٥) ''پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔''

ایک روایت میں ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ کا سوال کیا تو اس موقع پر چاند شق ہو گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے۔ عنقریب قیامت کے دن چاند شق ہو گیا۔

پہلے قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس میں ایک قرأت وقد انشق القمر ہے۔ یقیناً شق قمر ہو چکا۔ معنی یہ ہے کہ قیامت قریب ہے اور اس کے قریب ہونے کی نشانیاں حاصل ہو چکی ہیں جیسے چاند کا شق ہونا۔

اگر وہ کافر کوئی نشانی یا معجزہ دیکھتے ہیں نہ تو اس میں غور وفکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس کو جادو کہتے ہوئے اس کا انکار کر دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی ان کا کہنا ہے کہ یہ تو مسلسل چلتا جادو ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے بھی کئی اس قسم کے معجزات دیکھے اور نشانیاں دیکھیں۔ جن کی بناء پر انہوں نے یہ کہا کہ یہ دائمی جادو ہے یا اس بات کو پختہ کرنے کے لئے انہوں نے یہ بات کہی جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں۔ امررتہ فاستمر۔ میں نے اسے گزرنے دیا پس وہ گزر گیا اسی طرح کہتے ہیں۔ احکمتہ فاستحکم میں نے اسے پختہ کیا پس وہ پختہ ہو گیا۔

مستمر کا ایک معنی ذکر کیا گیا مستبشع بے مزہ ہونا استمر الشی اس وقت کہتے ہیں جب اس کی کڑواہٹ زیادہ ہو جائے یعنی ایسا گزرنے والا کہ جس کا اثر باقی نہ رہے۔

(وکذبوا واتبعوا اھوائھم و کل امر مستقر) ''اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔''

جھٹلانے اور خواہشات کی پیروی کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ ان کے لئے شیطان نے مزین کر دیا۔ حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد اس کو رد کر دینا۔

آیت کریمہ میں دونوں ماضی کے صیغے ذکر کئے گئے۔ یہ بتانے کے لئے کہ یہ کفار کی پرانی عادت ہے۔ ہر ایک کام اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

دنیا میں رسوائی یا مدد آخرت میں شقاوت یا سعادت کیونکہ جب کوئی چیز اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو وہ ثابت اور پختہ ہو جاتی ہے۔

منستقر کو مستقر پڑھا گیا۔ معنی ہو گا قرار پکڑا ہوا۔ قاف پر کسرہ ہو یا فتحہ دونوں صورتوں میں اس کے آخر پر جر ہو گی کیونکہ یہ امر کی صفت واقع ہو رہا ہے اور ان تمام کلمات کا الساعۃ پر عطف ہے۔ (قاضی بیضاوی)

پاکیزہ ہوا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ کرام سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مجلس یصلی فیہ علی محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام الاقامت منہ رائحۃ طیبۃ حتی تبلغ عنان السماء. فتقول الملائکۃ ھذہ رائحۃ مجلس صلی فیہ علی محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام.

جس مجلس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھا جائے تو اس مجلس سے ایک پاکیزہ قسم کی ہوا چلتی ہے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس مجلس کی پاکیزہ ہوا ہے کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات)

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ:

ایک روایت میں ہے کہ حبیب بن مالک زمانہ جاہلیت میں ملک شام کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اہل عرب کے نزدیک ریحانۃ قریش اس کا لقب تھا۔ اس کے پاس ابوجہل کا خط گیا۔ اس میں اس طرح کا مضمون تھا کہ جونہی اس نے اسے حاصل کیا۔ اس وقت وہ ابوجہل کی طرف اپنے بارہ ہزار گھوڑا سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچا تو مکہ مکرمہ کے قریبی مقام ابطح میں اس نے ڈیرہ لگایا۔

جب اہل مکہ کو اس کے بارے علم ہوا تو ابوجہل بمع رؤساء مکہ بہت سارے تحائف' غلاموں اور خدمتگاروں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا۔ حبیب ابن مالک نے ابوجہل کو اپنے دائیں جانب بٹھایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔

ابوجہل نے کہا: اے ہمارے سردار آپ ان کے بارے میں بنو ہاشم سے سوال کریں۔

حبیب بن مالک نے بنی ہاشم سے کہا کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے صادق اور امین ہی جانتے ہیں لیکن جب ان کی عمر چالیس برس ہوئی تو وہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے لگے نیز ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے علاوہ ایک اور دین کا پرچار کرنے لگے۔

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں بلایا جائے۔ وہ خوشی سے تشریف لائیں تو فبہا ورنہ ان کو مجبور کر کے لایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

یہ دونوں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے: ہمیں آپ پر کفار کے تسلط کا خوف ہے یعنی ان کے قہر' غضب اور غلبہ کا خوف ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ دونوں میرے بارے میں کوئی خوف نہ کریں بلکہ آپ لوگ میرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ چادر اور سیاہ عمامہ لائے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو زیب تن فرمایا اور وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ آپ حبیب بن مالک یمنی کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں طرف اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پیچھے موجود تھیں۔

جب حبیب بن مالک یمنی نے آپ کو دیکھا تو عزت و احترام کرنے کے پیش نظر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے بیٹھنے کے لئے سونے کی بنی ہوئی کرسی آگے کر دی۔

حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر رہی تھیں: اللھم انصر محمدا صلی اللہ علیہ وسلم و اوضح حجته.

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو مدد فرما اور ان کی حجت (دلیل) کو واضح فرما۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب بن مالک یمنی کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس وقت نور کی شعاعیں آپ کے چہرہ انور سے نکل رہی تھیں۔ حبیب خاموش ہو گیا۔ متکبر گردنیں جھک گئیں اور لوگوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنا سر اٹھایا اور عرض کیا:

یا محمد انت تعلم ان للانبیاء کلھم معجزات ألک معجزة؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کو معجزات عطا فرمائے گا تو کیا آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کون سا معجزہ چاہتے ہو؟

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے' چاند نکل آئے' زمین کی طرف اترے' اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں' آپ کی ازار کے نیچے داخل ہوں۔ چاند کا ایک نصف آپ کی دائیں آستین سے اور چاند کا دوسرا نصف آپ کی بائیں آستین سے نکلے پھر چاند کے دونوں حصے آپ کے سر انور پر اکٹھے ہو جائیں۔ چاند آپ کی رسالت کی گواہی دے پھر مکمل چاند بن کر آسمان کی طرف لوٹ جائے' چاند غائب ہو جائے اور اس کے بعد سورج نکل آئے۔ وہ سورج پہلے کی طرح اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔

حبیب بن مالک یمنی کی یہ بات سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ان فعلت ذلک کله أتو من بی؟

اگر میں یہ سب کچھ کر دوں تو کیا تو میری ذات پر ایمان لے آئے گا؟

حبیب بن مالک یمنی نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: حضور میں آپ کی ذات پر ضرور ایمان لے آؤں گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ آپ میرے دل میں

جو پوشیدہ بات ہے اس کی بھی خبر دیں گے۔
اتنا بڑا سوال سن کر ابو جہل اپنی جگہ سے اٹھ کر حبیب بن مالک کے پاس گیا اور کہا:

احسنت یاایھا السید لقد قلت وابلغت.

اے سردار بہت اچھے جو آپ نے کہا ٹھیک کہا اور آپ بات کی گہرائی تک پہنچ گئے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اٹھ کر جبل ابوقیس پر تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو بڑھا دیا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارہ ہزار ایسے فرشتوں کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ انہوں نے عرض کیا:
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نہ تو خوف کریں اور نہ ہی غمگین ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں آپ جہاں بھی ہوں میرے علم میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ ازل میں میری قضا اس طرح جاری ہو چکی ہے۔ حبیب بن مالک آج کے دن آپ سے یہی سوال کرے گا۔ آپ ان کی طرف تشریف لے جائیں۔ حجت (دلیل) پہنچائیں اپنی شان دکھائیں اور اپنی رسالت کا خوب چرچا کریں۔
اے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سورج چاند دن اور رات کو مسخر کر دیا ہے۔
حبیب بن مالک یمنی کی ایک معذور لڑکی ہے یعنی انتہائی معذور ہے کہ نہ تو اس کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں اور نہ ہی اس کی دونوں آنکھیں ہیں اور آپ اسے خبر دیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کی لڑکی کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور دونوں آنکھوں کو تندرست فرما دے گا۔
رب ذوالجلال کی طرف سے یہ بشارت ملنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ سے نیچے تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے کا نور اور دیکھنے والوں کا سرور بڑھ چکا تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور باقی فرشتے فضا میں صفیں بنا کر کھڑے تھے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا اشارہ فرمایا۔ سورج جلدی جلدی چلنے لگا یہاں تک کہ غروب ہو

گیا۔ چاروں طرف سخت اندھیرا چھا گیا۔ پھر چاند نکل آیا اور ایسا کہ جس طرح چودہویں رات کا چاند چمک رہا ہو جب چاند بلند ہوا تو آپ نے اپنی انگلی مبارک کے ساتھ اشارہ کیا' جس کے ساتھ ہی چاند تیز تیز چل کر زمین کی طرف اترنے لگا اور وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آ کر ٹھہر گیا۔ نیز چاند بادل کی طرح کانپ رہا تھا۔ پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب بظاہر تو انگلی سے اشارہ ہو رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ انگلی چاند کے جگر میں لگ رہی تھی۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

پھر وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس کا ایک آدھا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں آستین سے اور دوسرا آدھا حصہ آپ کی بائیں آستین سے نکل گیا۔ پھر وہ دونوں حصہ اس طرح آپس میں مل گئے کہ جس طرح چمکتا ہوا چاند ہوتا ہے اور اس نے بلند آواز کے ساتھ کلمات شہادت پڑھتے ہوئے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور رسول ہیں۔

قد افلح من صدقک و قدخاب من خالفک.

(چاند نے کہا) اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے آپ کی تصدیق کی وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی مخالفت کی وہ ناکام اور نامراد ہو گیا۔

پھر وہ چاند قمر منیر بن کر آسمان کی طرف واپس لوٹ گیا اور غائب ہو گیا۔ پھر سورج نکل آیا اور اسی طرح رواں دواں ہو گیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ سب کفار سمیت حبیب بن مالک یمنی بھی دیکھ رہا تھا۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارہ سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حبیب بن مالک یمنی نے عرض کیا: حضور میری ایک شرط ابھی باقی ہے۔ وہ میرے دل کی بات ہے جو آپ نے بتائی ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لک بنتا سطیحة وان الله قدرد علیها جوارحها.

بے شک تیری ایک انتہائی معذور بیٹی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو اپنی اصلی حالت پر کر دے گا۔

جب حبیب بن مالک یمنی نے یہ عظیم معجزہ دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

یا اهل مکة لا کفر بعد الایمان ولا شک بعد الایقان اعلموا انی اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله. واسلم معه اصحابه.

اے اہل مکہ ایمان کے بعد کفر نہیں اور یقین کے بعد شک نہیں تو سب کے سب جان لو۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور سچے رسول ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی کے ساتھ جتنے لوگ آئے ہوئے تھے' وہ بھی سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ابوجہل ازلی بدبخت نے کہا:

ایها السید آتو من بهذا الساحر اذا رآیت سحره؟

اے سردار کیا تو اس جادوگر پر ایمان لایا جبکہ تو نے اس کے جادو کو دیکھ لیا ہے؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

حبیب بن مالک یمنی مسلمان ہو کر اپنے ملک شام کی طرف چلا گیا۔ جب وہ اپنے محل میں داخل ہوا تو اس کی اس معذور بیٹی نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے باپ کا استقبال کیا۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنی لخت جگر سے کہا:

یا بنتی من این تعلمت هذه الکلمات.

اے میری بیٹی تو نے یہ کلمات کہاں سے سیکھ لئے ہیں؟

بیٹی نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا:

اتی الی فی المنام رجل فقال لی ان اباک قد اسلم فان کنت مسلمة فقد رددنا علیک اعضائک سالمة فاسلمت فی منامی واصبحت کما ترانی۔

خواب کی حالت میں میرے پاس ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ تیرے باپ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اگر تو بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو ہم تیرے تمام اعضاء بالکل صحیح حالت میں لوٹا دیں گے۔

اے میرے ابا جان! جونہی میں نے خواب کی حالت میں اسلام قبول کیا تو میری یہ حالت ہوگئی۔ جو آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گئے۔ ایمان کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کا یقین مزید بڑھ گیا۔

ابوجہل کی رسوائی:

حبیب بن مالک یمنی نے پانچ اونٹ سونے چاندی اور قماش سے لاد کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں غلاموں سمیت بھیجے۔ جب اس کے کارندے اونٹوں کو لے کر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ اچانک ابوجہل شکار کرنے کی غرض سے انہیں کہنے لگا۔ کس نے تمہیں بھیجا ہے اور کس طرف جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حبیب بن مالک یمنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا ہے' ہم ادھر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابوجہل نے ان پر چڑھائی کر دی تاکہ وہ ان اونٹوں کو ان سے لے لے لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اہل مکہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چچا اکٹھے ہو گئے تو حبیب بن مالک یمنی کے غلاموں نے کہا کہ ہمارے آقا حبیب نے یہ مال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا ہے اور ابوجہل کہتا ہے کہ اس نے یہ مال میرے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اے اہل مکہ کیا تم میری بات

کو مان لو گے؟

سب نے کہا: ''ہاں''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم اونٹوں کو حکم دیتے ہیں کہ جس کے لئے یہ مال بھیجا گیا ہے وہ اس کے حق میں بول پڑیں۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم اس معاملہ کو کل تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بات پر راضی ہو گئے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ کل تک اس کو مؤخر کر دیں۔

ابوجہل بت خانہ میں گیا۔ رات اس نے بتوں کے پاس گزاری۔ ان کے لئے قربانی دی۔ بتوں سے دعا کی۔ صبح تک آہ و زاری کرتا رہا۔ جب اگلے دن کی صبح روشن ہوگئی تو تمام اہل مکہ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چچا بھی آ گئے۔ ابوجہل آیا اور اس نے اونٹوں کے گرد چکر لگا کر کہا۔ اے اونٹ تجھے لات' عزی اور منات کی قسم بول! ابوجہل اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا لیکن اس نے اونٹوں سے کوئی چیز نہ سنی یہاں تک کہ اہل مکہ نے کہا کہ اے ابوجہل تیرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ آگے بڑھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹوں کی طرف تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

یا ایتھا المخلوقة بخلق الله انطقی بقدرة الله تعالی.

اے رب ذوالجلال کی مخلوق تجھے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی قسم تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بول۔

ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ آگے بڑھا اور اس نے بلند آواز سے کہا:

یا قوم نحن هدیة من حبیب بن مالک الی محمد علیه الصلوة والسلام

اے قوم! ہم حبیب بن مالک کی طرف سے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہدیہ ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کی لگام کو پکڑا اور اسے جبل ابی قیس پر لے گئے۔ آپ نے سونا اور چاندی کو نکالا' اسے توڑا اور اسے فرمایا کہ تو مٹی ہو جا۔ آج تک وہ اسی طرح ہو گیا یعنی جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وہ سارا سونا اور چاندی مٹی ہو گیا۔

کسی کے لئے کنواں کھودنے والا خود اس میں گرتا ہے:

حضرت شیخ ابوحفص عمر بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مذکورہ بالا واقعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان میں اضافہ ہوا تو ابوجہل نے ایک تدبیر بنائی کہ کسی طرح سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ ہلاک کیا جائے۔ چنانچہ ابوجہل نے پوری اپنی رعایا کو اس بات پر متفق کر لیا کہ بہت بڑا گڑھا کھودا جائے اوپر سے اس گڑھے کو ہلکے گھاس اور معمولی مٹی کے ساتھ بند کر دیا جائے' اس کے کہنے پر اس طرح کر دیا گیا اور اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرف آنا ہو' وہ اس گہرے گڑھے میں گر پڑیں تو تم اوپر سے مٹی ڈال دینا۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ابوجہل کی بیماری کی اطلاع پہنچی تو آپ اپنے کریمانہ اخلاق کے پیش نظر اٹھے تاکہ عیادت کر آئیں۔ جب اس کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو گڑھے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اس میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ ابوجہل کو اس بات کی خبر دی گئی تو وہ جلدی سے اپنے بستر سے اٹھا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے دوڑا تاکہ آپ سے کہہ سکے کہ آپ واپس کیوں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس جلدی کے اندر وہ اپنے ہاتھ سے کھودا ہوا کنواں بھول گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس گہرے کنوئیں کے اندر ابوجہل گر گیا۔

کفار نے ابوجہل کو نکالنے کے لئے ایک رسی لٹکائی لیکن وہ اس تک نہ پہنچ سکی۔ کافروں نے لمبے لمبے رسے اور ڈوریں اکٹھی کیں لیکن جتنا وہ رسی کو بڑھاتے اتنا ہی وہ اور نیچے چلا جاتا۔

ابوجہل نے گہرے کنوئیں سے آواز دی کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ ان کو لے کر آؤ کیونکہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس مقام پر تشریف لانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ اس گہرے کنوئیں کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ابوجہل سے ارشاد فرمایا:

ان اخرجتک من هذا البئر أ تومن بالله ورسوله.

اگر میں تجھے اس گہرے کنوئیں سے نکال دوں تو کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گا؟

ابوجہل نے کہا: ''ہاں''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک نیچے کی طرف بڑھایا اور ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر اسے گہرے کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ جب ابوجہل اوپر آ گیا تو کہنے لگا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی بڑا جادوگر نہیں دیکھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من حفر بئرا لاخیه المسلم وقع فیه.

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے تو وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ (موعظہ)

شق صدر:

بعض احادیث کے اندر یہ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے پاس وحی کی کہ آپ جنت میں جائیں وہاں سے ایک طشت لیں اور سونے کا ایک لوٹا لے لیں اور اس کو حوض کوثر کے پانی سے بھر لیں۔ اس کے بعد آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر ان کے سینے کو چاک کریں۔ بعد ازاں آپ کے قلب مبارک کو نکال لیں پھر حوض کوثر کے پانی سے اس قلب مبارک کو طشت میں رکھ کر دھولیں اور وہی لوٹے میں موجود پانی استعمال کریں۔ بعد ازاں اس قلب مبارک کو ایمان اور حکمت سے بھر دیں۔ پھر آپ اپنے مکان کی طرف واپس چلے جائیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام فضا میں پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے گویا کہ آپ ایک پرندے کی مانند ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچوں کے درمیان سے اٹھایا اور آپ کو وہ صحرا کی طرف لے گئے۔ ایک درخت کے نیچے آپ کو لٹا دیا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مبارک آپ کے سینے پر مارا اور سینے کو چاک کر دیا۔ آپ کے قلب مبارک کو باہر نکال لیا۔ اس پر پانی کو چھڑکا۔ پھر اسے طشت میں رکھ کر

لوٹے میں موجود آب زمزم کے ساتھ اس کو دھو دیا اور اس دل مبارک میں جو کچھ تھا وہ سب کچھ نکال دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے پھر اس دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ وہ دل ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے عیوب سے پاک بنایا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہیں درخت کے نیچے چھوڑ گئے۔

وہ بچے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھیل رہے تھے۔ وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر کہا:

ان محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رفعہ طیر و ذھب بہ فی الھواء.

بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پرندہ نے اٹھایا اور وہ ان کو لے کر فضاء میں چلا گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بات سن کر زاروقطار رونے لگی' پریشان ہو گئیں اور کہنے لگیں۔ **وا محمداہ.** ان کی غم کی یہ حالت دیکھ کر لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا اور قریبی رشتہ دار بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے ان سب کو آپ کے بارے میں بتایا۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے آپ کو درخت کے سائے میں پا لیا کہ حضور وہاں ایسے لیٹے ہوئے تھے جس طرح کوئی سو رہا ہو۔ پسینہ سے آپ شرابور تھے۔ جب انہوں نے آپ کا حال دریافت کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وہ مکمل قصہ بتایا۔ اس معاملہ کی تہہ تک پہنچنے سے وہ تھک گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ عجیب چیز ہے۔ (موعظہ)

ایک عظیم معجزہ:

الشیخ ابوحفص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے سردار اکٹھے ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ایک ایسا دین ظاہر کیا جو ہمارے دین کے خلاف ہے۔ وہ ہمارے معبودان باطلہ کو گالیاں دیتا ہے۔ اے ابوطالب آپ کی شرافت کی وجہ سے ہم اسے معاف کر دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے جس مخالفت کو جاری کیا ہوا ہے' اسے ترک نہ کیا۔ اتفاق واتحاد کی طرف نہ لوٹے تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان صرف تلوار ہی رہ جائے

گی۔

ابوطالب نے ان سے کہا کہ تم بیٹھو میں ان کو بلاتا ہوں۔ اس بات کی انہیں خبر دیتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ ان باتوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟

ابوطالب نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے۔

ابوطالب اس وقت چارپائی کے اوپر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤساء قریش کے سروں کو پھلانگتے ہوئے چارپائی تک پہنچ گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چارپائی کے اوپر چڑھے اور ابوطالب کے پہلو میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

قریش کے سرداروں نے ابوطالب سے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ انہوں نے رؤساء قریش کی عزت کو کس طرح پامال کیا ہے کہ ہماری گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آپ کی چارپائی پر آپ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔

ابوطالب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو وہ دعویٰ کرتے ہیں اگر اس میں وہ سچے ہیں۔ آج تو صرف وہ چارپائی پر بیٹھے ہیں کل تمہاری گردنوں پر بیٹھیں گے۔

قریش کے سرداروں نے کہا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ کے اندر سچے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ آپ کے سامنے ہی کوئی معجزہ دکھائیں تاکہ ہم اقرار اور تصدیق کر سکیں۔

ابوطالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو تم چاہتے ہو آج اس کی تمنا کرو۔ جہاں یہ بیٹھے ہوئے تھے اس گھر کے صحن میں ایک بہت بڑی چٹان تھی۔ وہ سب کے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس چٹان سے ایک درخت نکلے اس کا سر پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے ان دو میں سے ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا آدھا حصہ مغرب میں پہنچے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرنے میں مصروف ہو گئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سے میں نے اس چٹان کو پیدا فرمایا' مجھے یقینی طور پر معلوم تھا کہ یہ قریش کے سردار اسی چٹان کے بارے میں آپ سے معجزہ طلب کریں گے۔ تحقیق میں نے درخت کو اس چٹان کے پیٹ میں پیدا کیا۔

جب کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کے ساتھ اشارہ کیا تو وہ چٹان دو حصوں میں پھٹ گئی۔ جس سے درخت نکل آیا اور وہ اتنا بلند ہوا کہ جتنا وہ قریش کے سردار اس درخت کا بلند ہونا چاہتے تھے۔ اسی کے مطابق وہ آسمان کی بلندیوں کی طرف بلند ہو گیا۔ سب قریش کے سردار کہنے لگے کہ کتنا اچھا معجزہ ہے جو آپ نے دکھایا ہے لیکن ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ یہ درخت اس چٹان میں اسی طرح واپس نہ ہو جائے جس طرح کہ پہلے تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے فکرمند ہو گئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبریئل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

ان اللہ تعالی یقرئک السلام ویقول: الدعاء منک والاجابة منی.

اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہے کہ پیارے محبوب دعا کرنا آپ کا کام ہے اور اس کو قبول کرنا میرا کام ہے۔

جب کالی کملی والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو درخت چٹان میں اپنی اصلی حالت کی طرف واپس لوٹ آیا۔

اس موقع پر قریش کے سرداروں نے کہا:

ما اسحرک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما رأینا قط مثلک.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ جیسا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔ (معجزات)

جلسہ نمبر ۶۵

رونے کا بیان

یـایها الذین امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغدواتقوا الله. ان الله خبیـر م بما تعملون ولا تکونوا کالذین نسوا الله فانسهم انفسهم اولئک هم الفسقون.

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہ ہی فاسق ہیں۔''

(سورۃ الحشر آیت ۱۸-۱۹)

رونے کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد ج واتقو اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ٥)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

غد آئندہ کل کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ قیامت کے دن کو غداس کے قریب ہونے کی وجہ سے کہا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا دن کی طرح جبکہ آخرت آئندہ کل کی طرح ہے۔

غد کونکرہ ذکر کیا گیا اور یہ تنوین تعظیم کی ہے۔

نفس کونکرہ ذکر فرمایا کیونکہ نفوس اپنے اعمال کو دیکھنے میں مستقل ہوں گے یعنی جو کچھ انہوں نے آخرت کے لئے بھیجا ہے۔ وہ اس کو دیکھ لیں گے گویا کہ یہ فرمایا گیا کہ ہر ایک نفس جو ہے وہ اپنے اعمال کو ملاحظہ فرمالے گا۔

اتقوا اللہ کو دوبارہ تکریم کی تاکید کے لئے ذکر کیا گیا۔ پہلا اتقوا اللہ واجبات کو ادا کرنے کے بارے میں ہے کیونکہ وہ عمل کے ساتھ متصل ہے جبکہ دوسرا اتقوا اللہ ترک محارم کے بارے میں ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ان اللہ خبیر بما تعملون کے ساتھ متصل ہے اور وہ گناہوں پر وعید کی طرح ہے۔

(ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسھم انفسھم ط اولئک ھم الفسقون ٥)

''اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے ان کو بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔'' (الحشر ۱۸-۱۹)

اللہ تعالیٰ کو بھلانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے حق کو بھلا دیا تو رب ذوالجلال نے انہیں ایسا کر دیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ یہاں تک کہ وہ وہ بات بھی نہیں سن سکتے جوان کے لئے نفع مند ہو اور نہ انہوں نے وہ کام کیا جوان کو چھٹکارا دلا سکے۔

ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو ایسا خطرناک عذاب نظر آئے گا جس سے انہیں اپنے نفس بھول جائیں گے یہی لوگ مکمل فاسق ہیں۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نسیان کا معنی ہے جو کچھ انسان کو قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا ہے۔ اس کے ضبط کو ترک کر دینا۔ دل کے ضعف کی وجہ سے یا غفلت کی وجہ سے یہاں تک کہ اس کا ذکر دل سے حذف ہو جائے۔

نسیان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱- جان بوجھ کر بھلا دینا۔ ۲- عذر سے بھول جانا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نسیان کی پہلی قسم مذموم ہے یعنی جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان قصدا اس کو بھلا دے۔ اگر وہ بھولنا عذر کی وجہ سے ہے تو اس بارے میں انسان معذور ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (رفع عن امتی الخطاء والنسیان) میری امت سے خطا اور بھول کو اٹھا لیا گیا ہے۔

جس بھولنے کا عذر نہ ہو اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم هذا. انا نسینکم وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون ٥)

"اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے۔ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کیے کا بدلہ۔" (السجدہ ۱۴)

آیت کریمہ میں اس نسیان کا ذکر ہے جس کا سبب قصد ہو اور اسے اہانت کے طور پر چھوڑ دیا ہو اور جب اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ خاص طور پر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا چھوڑ دینا ہے۔ ان کی اہانت کرتے ہوئے اور جس چیز کو انہوں نے ترک کیا۔ اس کا بدلہ دیتے ہوئے جیسا کہ لباب میں ذکر کیا گیا۔

کبھی نسیان کا اطلاق مطلقا ترک پر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(نسوا الله فنسیهم ط ان المنافقین هم الفاسقون ٥)

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بے شک منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔"

یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اس طرح ترک کر دیا جس طرح کہ وہ لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ترک کر دیا۔ اس آیت کریمہ میں نسیان ترک کے معنی میں ہے۔

سوال: بعض مفسرین فرماتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نسیان ذکر کے بعد ہوتا ہے اور یہ چیز ذکر کی ضد ہے کیونکہ یہ ایسا سہو ہے جو حصول علم کے بعد ہوتا ہے تو پھر کیا کفار اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعد میں انہوں نے اس چیز کو بھلا دیا؟

جواب: علماء کرام نے اس کا جواب دیا کہ واقعی انہوں نے اعتراف کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میثاق والے دن انہوں نے بلیٰ (کیوں نہیں) کہا۔ پھر جب انہیں پیدا کیا گیا تو انہوں نے اپنے اس وعدہ کو فراموش کر دیا جبکہ مومنین نے اپنے پیدا ہونے کے بعد اس چیز کا اعتراف کیا جس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے اس سے پہلے وہ اعتراف کر چکے تھے انہوں نے عہد میثاق کے حق کی رعایت کی۔ چاہے کم تھے یا زیادہ بڑے تھے یا چھوٹے۔

اس بات کی تائید حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔ آپ سے مقام میثاق (الست بربکم ط قالوا بلی ج) ''کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں۔'' (الاعراف ۱۷۲) کے بارے میں پوچھا گیا تو لوگوں نے کہا: کیا ہم اس کو یاد کرتے ہیں۔

تو حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(کان الآن فی اذنی) ''گویا کہ وہ عہد میثاق اب بھی میرے کان میں گونج رہا ہے۔'' (روح البیان)

دن رات کے گناہ معاف:

حضرت ابوکاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا ابا کاهل من صلی علی کل یوم ثلاث مرات و کل لیلة ثلاث مرات حبالی وشوقا الی کان علی الله ان یغفر له ذنوبه ذلک الیوم

و ذنوب تلک الیلة.

اے ابو کاھل جو شخص میری ذات پر میری محبت کی وجہ سے اور میری ذات کے ساتھ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ہر دن میں تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ وہ میرے اس غلام کے اس دن اور رات کے گناہوں کو معاف کر دے۔ (زبدۃ الواعظین)

اپنا احتساب کرنے کا بہترین طریقہ:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا۔ آپ ہفتہ کے آغاز سے اس کے اختتام تک جو کوئی اچھا یا برا کام کرتے سب کو اس میں تحریر کر لیتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو ہفتہ بھر کے اعمال کو اپنے آپ پر پیش کرتے جب آپ کوئی ایسا کام اس میں لکھا ہوا دیکھتے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ کیا گیا ہوتا تو آپ اپنے آپ کو سزا دیتے ہوئے اپنے جسم کو درہ کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے اور اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہتے کہ کیا تو نے یہ کام کیا ہے؟ جب آپ کا وصال ہوا۔ دوستوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کی پشت مبارک اور دونوں پہلوؤں پر اپنے آپ کو بکثرت کوڑے مارنے کی وجہ سے سیاہ نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی قرآن مجید کی کوئی عذاب دینے والی آیت سن لیتے تو غش کھا کر گر پڑتے۔ آپ بیمار ہو جاتے اور صحابہ کرام آپ کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے مبارک پر آپ کی دونوں آنکھوں سے بکثرت آنسو بہنے کی وجہ سے دو نشان پڑ گئے تھے اور ارشاد فرماتے کہ کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی قاری قرآن سے قرآن مجید کی یہ آیت سن لی۔

(ان عذاب ربک لواقع ○ ماله من دافع ○)

"بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

(الطور ۷-۸)

آپ اس وقت سواری پر سوار تھے، غش کھا کر اپنی سواری سے نیچے گر پڑے۔ لوگ اٹھا کر آپ کو آپ کے گھر لے گئے اور آپ اپنے کاشانۂ اقدس سے ایک مہینہ تک باہر تشریف نہیں لائے۔ (مجالس الابرار)

رونے کا اجروثواب:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روؤں یہاں تک کہ میری آنکھوں سے آنسو بکثرت بہیں تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس بات سے کہ میں اپنے جسم کے وزن کے مطابق سونا صدقہ کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتا ہے یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کے آنسو سے زمین پر قطرے بہہ پڑتے ہیں تو ایسے خوش نصیب انسان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (مجالس الابرار)

رونے والوں کا مقام:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ارشاد فرمایا: کسی چیز میں بے رغبتی کرنے والے دنیا سے بے رغبتی کر کے اس کو ترک کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرنے والے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتے۔ جس نے میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دیا۔ جو لوگ بھی میری عبادت کرنے والے ہیں وہ رحم کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ تو ان لوگوں کو ان کی ان عبادات پر کیا ثواب عطا فرمائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو زاہد لوگ ہیں میں ان کے لئے اپنی جنت مباح کر دوں گا۔ وہ جہاں چاہیں گے اس میں آ جا سکیں گے۔ جو میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کرنے والے ہیں۔ میں ان کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروں گا۔ جو میری خشیت کی وجہ سے رونے والے ہیں وہ جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوں گے۔ (موعظہ)

ایک بال کو آنسو سے تر کرنے پر جنت کا ملنا:

ایک حدیث پاک میں ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اسے دے دیا جائے گا۔ وہ بندہ اپنے اس نامۂ اعمال میں بہت سارے گناہ پائے گا وہ بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: یا اللہ میں نے تو یہ گناہ نہیں کئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تیرے اس گناہوں پر میرے پاس مضبوط قسم کے گواہ موجود ہیں۔ وہ بندہ اپنے دائیں اور بائیں جانب متوجہ ہوگا لیکن اسے کوئی گواہ نظر نہ آئے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب گواہ کہاں ہیں؟

اللہ تعالیٰ اس بندے کے اعضاء کو اس کے خلاف گواہی دینے کے لئے حکم فرمائے گا۔ چنانچہ اعضاء گواہی دیں گے۔

بندے کے دونوں کان کہیں گے کہ ہم نے سنا اور جانا کہ اس نے گناہ کیا۔

بندہ کی دونوں آنکھیں کہیں گی کہ ہم نے اس گناہ کو دیکھا۔

زبان کہے گی کہ میں نے یہ گناہ کی بات کہی تھی۔

اسی طرح اس بندے کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں گواہی دیں گے۔

اس کی شرمگاہ کہے گی کہ میں نے زنا کیا۔

بندہ اپنے اعضاء کی یہ گواہی سن کر حیران رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔ اسی دوران اس کی دونوں آنکھوں سے ایک بال ظاہر ہوگا۔ اس کا وہ بال اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے جب اسے گفتگو کرنے کی اجازت مل جائے گی تو وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا:

یا رب ألست قلت. ای عبد اغرق شعرة واحدة من اجفانه بدموع عینیه من خشیتی الا انجیناه من النار؟

اے میرے رب کیا تیرا یہ فرمان نہیں ہے کہ جو بندہ اپنی پلکوں کے بالوں میں سے صرف ایک بال کو اپنی آنکھوں کے آنسو سے میری خشیت سے روتے ہوئے تر کرے تو ہم اسے دوزخ سے نجات دیں گے؟

اللہ تعالیٰ جواباً فرمائے گا بلی کیوں نہیں۔

فتقول انا اشھد ان ھذا العبد المذنب قد اغرقنی بالدموع من خشیتک.

وہ بال عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے اس گناہگار بندے نے مجھے تیری خشیت کی وجہ سے اپنے آنسو کے ساتھ تر کیا تھا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہو گا کہ میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں۔

حکم خداوندی سن کر منادی ندا کرے گا۔

الا ان فلاں بن فلاں قدنجا من النار بشعرۃ واحدۃ من اجفان عینیہ.

خبردار فلاں بن فلاں کو دوزخ سے اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے بالوں میں سے ایک بال کی وجہ سے نجات مل گئی۔ (حیات القلوب)

آنکھ کا پانی دوزخ کی آگ بجھا دیتا ہے:

حضرت عطاء سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا:

اے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی عجیب بات سنائیں۔ آپ روئیں اور فرمایا:

ایک رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے اور وہ میری باری کی رات تھی۔ آپ کا جسم مبارک میرے جسم کے ساتھ مل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی خواہشات سے محبت نہیں بلکہ میں تو آپ کی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو زیادہ پسند کرتی ہوں۔

چنانچہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بستر سے اٹھے اور گھر میں موجود مشکیزہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے اعضاء مبارک پر بہت سا پانی

گرایا۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی اور آپ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔ اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے وہ بھی رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کس چیز نے رلا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقہ سے آپ کے غلاموں کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا بلال افلا اکون عبدا شکورا.

اے بلال کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

مجھے رونے سے کون سی چیز منع کر سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ شب مجھ پر یہ آیت کریمہ نازل کی۔

(ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب ہ الذین یزکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔'' (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخ کی آگ کو آنکھ کا آنسو ہی بجھا سکتا ہے۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں اور اس میں غور وفکر نہیں کرتے۔

(مجالس الابرار)

گناہ کس طرح جھڑتے ہیں؟:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا اقشعر جلد العبد من خشیة اللہ تعالی سقطت عنه ذنوبه کما

تحلت عن الشجرة اليابسة اوراقها.

جب اللہ تعالیٰ کی خشیت سے کسی بندے کا جسم کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (حیات القلوب)

خلوت میں رونے کا اثر:

ایک روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو دوزخ سے پہاڑوں کی مثل ایک آگ نکلے گی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف بڑھے گی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آگ کو اپنی امت سے روکنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ نہ رکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو آواز دے کر فرمائیں گے: توبہ کریں، آگ کی طرف متوجہ ہوں کہ اس آگ نے میری امت کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے تا کہ ان کو جلا دے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام پانی کا ایک پیالہ لائیں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے دیکھیں گے نیز وہ عرض کریں گے:

یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم خذ هذا الماء ورشه عليها فاذا رشه عليها تطفاء في الحال.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پانی کو لیں اور اس آگ پر چھڑکیں۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی کو چھڑکیں گے تو آگ اسی وقت بجھ جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

يا جبرئيل عليه السلام ما هذا الماء لم ارمثله في اطفاء النار.

اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیسا پانی ہے؟ میں نے آگ بجھانے کے لئے اس قسم کا پانی کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جواباً عرض کریں گے:

ما هذا الا دموع امتک الذين يبكون من خشية الله تعالى في الخلوة فامر ربي ان آخذه واحفظه الى وقت احتياجک اليه لتطفى به النار التي قصدت امتک.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کے آنسو کا پانی ہے جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہیں۔ میرے رب نے حکم دیا کہ میں اس پانی کو لے لوں اور جب آپ کو اس کی ضرورت پڑے اس وقت کے لئے محفوظ کرلوں تا کہ آپ اپنی امت کی طرف بڑھنے والی آگ کو اس پانی کے ذریعے بجھاسکیں۔ (موعظہ)

لذیذ ترین چیز:

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حکم خداوندی کے تحت جنت سے باہر تشریف فرما ہوئے تو آپ تین سو سال تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف سر تک کو نہ اٹھایا۔ جبل ہند پر آپ نے سو سال تک سجدہ کیا اور اس قدر زار و قطار روئے کہ وادی سرندیپ میں آپ کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کا پانی جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے پانی سے دارصینی اور قرنفل کو اگا دیا۔

پرندوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے آنسو کا پانی پیا نیز انہوں نے کہا کہ ہم نے اس سے بہترین پانی آج تک نہیں پیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے سوچا کہ پرندے ان کی لغزش کی وجہ سے نعوذ باللہ ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے حضرت آدم علیہ السلام

انی لم اخلق شرابا الذا واعظم من ماء عیون العصاۃ.

بے شک میں نے عاصی لوگوں کی آنکھوں کے پانی سے بڑھ کر بڑا اور لذیذ ترین اور کوئی پانی پیدا نہیں کیا۔ (زہرۃ الریاض)

حکایت: رباح عبسی نے ایک سیاہ فام غلام چار دینار کے بدلے خریدا۔ نہ وہ غلام خود سوتا اور نہ ہی آقا کو چھوڑتا کہ وہ سو جائے۔ جب رباح عبسی پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے سیاہ فام غلام سے کہا:

یا غلام لا تنام ولا تدعنا ننام

اے غلام نہ تو تو خود سوتا ہے اور نہ ہی ہمیں چھوڑتا ہے کہ ہم سو جائیں؟

سیاہ فام غلام نے اپنے آقا کو جواب دیتے ہوئے کہا:

یا مولای اذا جن ظلام اللیل ذکرت ظلمة القبر و ظلمة جهنم فیطیر نومی. فاذا ذکرت الوقوف بین یدی ربی عظم غم قلبی. و اذا اذکرت الجنة و نعیمها تضاعفت شوقی فکیف لی بالنوم یا مولای؟

اے میرے آقا جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو مجھے قبر کی تاریکی اور دوزخ کی تاریکی یاد آ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے میری نیند اڑ جاتی ہے۔ جب میں اپنے رب کے سامنے اپنے کھڑے ہونے کو یاد کرتا ہوں تو میرے دل کا غم بڑھ جاتا ہے۔ اور جب میں جنت اور نعمتوں کو یاد کرتا ہوں تو جنت کے لئے میرا شوق بڑھ جاتا ہے۔

تو اے میرے آقا مجھے نیند کس طرح آ سکتی ہے؟

جب رباح عبسی نے یہ باتیں سنیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو اس نے کہا:

یا غلام مثلی لا یصلح ان یملک ذلک' اذهب فانت حر لوجه الله تعالی.

اے میرے غلام مجھ جیسے کے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ وہ آپ جیسے کا آقا بنے۔ آپ جائیں آج کے بعد میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا ہے۔ (مجالس رومی)

طالب علم کا خوف:

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ بستر میں وہ اپنے والد کے ساتھ سوتا تھا۔ ایک رات وہ پریشان رہا اور سو نہ سکا۔ باپ نے اپنے بچہ سے کہا کہ اے میرے بیٹے کیا تجھے کہیں درد ہے؟

بچہ نے کہا: نہیں ابا جان۔ لیکن کل خمیس کا دن ہے اور یہ وہ دن ہے۔ جس میں میں نے جو کچھ علم حاصل کیا اس سب کو پیش کیا جائے گا اور میرے استاد محترم ہفتہ بھر کا سبق مجھ سے سنیں گے میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو استاد محترم مجھے ماریں گے اور ناراض ہوں گے۔

بیٹے کی یہ بات سن کر باپ چیخ اٹھا اور اپنے سر کے اوپر مٹی ڈالنے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ میں اس خوف کا زیادہ حقدار ہوں کہ جو کچھ دنیا میں مجھ سے گناہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو رحمٰن کے سامنے ایک دن پیش کیا جائے گا تو مجھے اس دن کا زیادہ سے

زیادہ خوف رکھنا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وعرضوا علی ربک صفاً) ''اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے۔'' (الکہف ۴۸) (موعظہ)

چار چیزوں کو دھونے کے لئے چار چیزیں:

اہل معرفت نے فرمایا کہ

اغسلوا اربعا باربع وجوهكم بماء اعينكم. والسنتكم بذكر خالقكم وقلوبكم بخشية ربكم وذنوبكم بالتوبة الى مولاكم.

چار چیزوں کو چار چیزوں کے ساتھ دھوؤ۔

۱- اپنے چہروں کو اپنی آنکھوں کے پانی کے ساتھ۔

۲- اپنی زبانوں کو اپنے خالق کے ذکر کے ساتھ۔

۳- اپنے دلوں کو اپنے رب کی خشیت کے ساتھ۔

۴- اپنے گناہوں کو مالک کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے ساتھ۔

گناہ کی دو قسمیں:

حضرت فقیہہ اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ایک وہ گناہ ہے جو تیرے اور تیرے اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔

۲- دوسرا وہ گناہ ہے جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہے۔

وہ گناہ جو انسان اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ

زبان سے بخشش طلب کرنا۔

دل اور ضمیر سے نادم ہونا۔

اس گناہ کے نہ کرنے کا ہمیشہ کے لئے قصد کرنا۔

اگر اس بندہ نے گناہ دوبارہ کر لیا تو اسے یہ توبہ کوئی نفع نہیں دے گی۔ جب تک کہ جو کچھ فوت ہو چکا اس کی تلافی نہ کرے پھر ندامت کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔

وہ گناہ جو ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہے۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ جب تک جس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کو راضی نہ کرے تو اسے توبہ کرنا کوئی نفع نہ دے گا۔ جب ایسا کرے گا تو اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔ (موعظہ)

بارگاہ الٰہی میں کھڑا رہنا پڑے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تزال قدما عبد یوم القیامة حتی یسأل عن اربع عن عمره فیما افناه و عن جسمه فیما ابلاه وعن علمه ما عمل به و عن ما له من این اکتسبه و فیما انفقه.

قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے۔ جب تک کہ اس سے چار باتوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے۔

۱- زندگی کے بارے میں کہ کہاں اسے ختم کیا۔
۲- جسم کے بارے میں کہ کہاں اسے بوسیدہ کیا۔
۳- علم کے بارے میں کہ کتنا اس پر عمل کیا۔
۴- مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔

اس مذکورہ بالا حدیث میں جس عبد کا ذکر کیا گیا۔ وہ عام ہے۔ کیونکہ یہاں نکرہ تحت النھی واقع ہے لیکن وہ مخصوص عبد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب.

میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

تو اس بنا پر سوال ہو گا۔ ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ان ستر ہزار افراد کے علاوہ ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے جاننا چاہئے کہ قیامت کے دن اس سے سوال کیا جائے گا حساب و کتاب میں تفتیش کی جائے گی۔ اعمال اور افعال میں سے ایک ذرے کے برابر کا مطالبہ کیا جائے گا

اور اسے یہ پختہ یقین کر لینا چاہئے کہ ان تمام خطرات سے اسے نجات نہیں ملے گی جب تک کہ اپنے نفس کا محاسبہ لازمی طور پر نہ کرے۔ اس چیز میں جو وہ آخرت کے لئے تجارت کر رہا ہے اور اپنی ذات کے بارے میں اپنے آپ سے ضرور پوچھ گچھ کرے۔ بلکہ تمام ساعات' حرکات اور سکنات کا محاسبہ کرتا رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص حساب ہونے سے پہلے اپنا حساب کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا حساب ہلکا ہو گا۔ نیز اسے سوالات کے وقت جوابات دینے کی توفیق مل جائے گی۔ اس کا ٹھکانہ اور پلٹنے کی جگہ بہتر ہو گی۔

جو شخص اپنا محاسبہ نہ کرے تو اسے ہمیشہ حسرت رہے گی۔ قیامت کے میدان میں اسے لمبے عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔ ذلت و رسوائی اور برے انجام کی طرف اس کی برائیاں اسے ہانک کر لے جائیں گی۔

ان حالات میں ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخرت کے بارے تجارت کے بارے میں غافل نہ ہو۔ بلکہ اپنی حرکات و سکنات' لمحات اور قدموں کے بارے میں مراقبہ کرتا رہے۔ اس لئے کہ اس تجارت کا نفع فردوس اعلیٰ ہے۔ نیز انبیاء کرام' صدیقین اور شہداء کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتا ہے۔ (من مجالس الرومی)

جلسہ نمبر ٦٦

فضیلت جمعۃ المبارک

یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون.

ترجمہ: ”اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔“

(سورۃ الجمعۃ آیت ۹)

فضیلت جمعۃ المبارک

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا اذانودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ط ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ٥)

"اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔" (الجمعۃ ۹)

من یوم الجمعۃ سے اذا کا بیان ہے۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ:

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ نماز ادا کرنے کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔

اہل عرب جمعہ کے دن کو عروبہ کہتے تھے اور اس دن کا یہ نام کعب بن لوی نے رکھا کیونکہ اس دن میں لوگ جمع ہوتے تھے۔

سب سے پہلا جمعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس میں لوگوں کو جمع کیا وہ جمعہ کا وقت تھا کہ جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ قبا میں قیام کیا اور وہیں آپ نے جمعہ تک قیام کیا پھر مدینہ میں داخل ہوئے دار بنوسالم میں آپ نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

فاسعوا الی ذکر اللہ کا مطلب ہے۔ ارادہ کر کے جمعہ کے لئے چل پڑو۔ عزت و وقار کے ساتھ چلو۔ اس میں دوڑنا وغیرہ نہ ہو۔

ذکر سے مراد جمعہ کا خطبہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز جمعہ ہے۔

جمعہ کے لئے سعی کرنے کا حکم دینا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے نیز فرمایا کہ معاملات وغیرہ کو ترک کر دیا جائے۔

مزید فرمایا کہ معاملات کو ترک کر کے سعی الی الجمعہ کرنا یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اس میں آخرت کا نفع ہے اور آخرت کا نفع بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

اے لوگو اگر تم خیر اور شر کی حقیقت کو جانتے ہو تو تمہیں اس طرح کرنا چاہئے۔

یا ان کنتم تعلمون کا معنیٰ ہے ان کنتم من اهل العلم. یعنی اگر تم اہل علم میں سے ہو۔ (قاضی بیضاوی)

شانِ نزول:

(یاایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة)

''اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو۔''

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کا سبب مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اس دوران دحیہ کلبی ملک شام کی تجارت سے آیا۔ اس نے طبل بجایا تا کہ لوگوں کو اس کے آنے کا علم ہو جائے لوگ اس کی طرف چلے گئے اور مسجد میں صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے۔

اس وقت یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی:

(واذا راوا تجارة او لهو ان انفضوا اليها و تركوك قائما)

''اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا۔ اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔'' (الجمعۃ ۱۱)

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیده لو لم یبق هؤلاء الا ثنا عشر رجلا منکم لسال الوادی نارا.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے صرف بارہ آدمی بھی باقی نہ رہتے تو آگ کی ایک وادی بہہ جاتی۔

اس کی تائید آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے۔

(ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض)

''اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔''

(البقرہ ۲۵۱)(سبعیات)

اسی سال کے گناہ معاف:

ایک روایت میں ہے۔
نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
من صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین سنة.
جو شخص میری ذات پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔
اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اکثروا من الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود یشهده الملائکة وان احد یصلی علی الاعرضت علی صلوته حتی یفرغ منها.
جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایک بھی مجھ پر درود شریف پڑھے۔ تو اس کا درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ بندہ درود شریف پڑھنے سے فارغ نہ ہو۔ (الحدیث)

جمعہ کس پر واجب؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:
جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جمعہ اور اس کے درمیان اتنی مسافت ہو کہ جمعۃ المبارک کو ادا کرنے کے بعد اس کے لئے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹنا ممکن ہو۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
من ترک جمعة بلا عذر فلیتصدق بدینار فان لم یجد فبنصف دینار و من ترک ثلاث جمع موالیات لا تقبل شهادته.
جو شخص بغیر کسی عذر کے ایک جمعہ چھوڑ دے تو چاہیے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر اتنا میسر نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے اور جو شخص تین جمعہ پے در پے ترک کر دے تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (مصابیح)

اجر و ثواب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اغتسل یوم الجمعة کفرت ذنوبه واذا مشی الی الجمعة الله تعالیٰ له بکل خطوة عبادة عشرین سنة فاذا صلیٰ الجمعة اجر کتب مائتی سنة.

جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کا یہ غسل کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور جب وہ جمعہ پڑھنے کی غرض سے جامع مسجد کی طرف چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے بدلے بیس سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے۔ جب وہ جمعہ کی نماز پڑھتا ہے تو اسے دو سو سال کے عمل کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک نماز جمعہ ادا کرنا نفلی حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چار حج:

حضرت میسرہ نے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسلمانوں کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے کہا:

السلام علیکم یااھل القبور انتم لنا سلف و نحن لکم تبع.

اے قبروں والے تم پر سلام ہو۔ تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے۔ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس دوران میں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ ایک کہنے والا یہ کلمات کہہ رہا تھا:

اے دنیا والو! تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم ہر مہینے چار حج کرتے ہو۔

میں نے کہا: ہم کیسے اس طرح حج کرتے ہیں؟

اس نے کہا کہ اس سے مراد جمعہ ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ جمعہ کا ثواب ایک مقبول حج کا ثواب ہے؟ کاش کہ ہم بھی تمہاری مساجد کے دروازوں پر چکر لگاتے یہاں تک کہ ہم

تمہارے اعمال کو دیکھتے، تمہارے ذکر اذکار کو سنتے لیکن اے دنیا والو ہم تمہاری صرف اس بات سے راضی ہیں کہ جب تم ہمارے لئے یہ کہتے ہو۔

(رحم الله فلانا المتوفی)

اللہ تعالیٰ فلاں فوت شدہ پر اپنا رحم فرمائے۔ (زبدۃ الواعظین)

فرشتوں کی استدعا:

حضرت ابوعمرو اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبل قاف کے پچھلی طرف ایک سفید قسم کی زمین ہے جس میں کسی قسم کی جڑی بوٹیاں نہیں ہیں گویا کہ وہ چاند کی طرح سفید ہے۔ اس کی وسعت سات دنیا کے برابر ہے جس کا میدان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر کوئی سوئی بھی گر جائے تو وہ انہی فرشتوں پر گرے۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے۔ جس کی لمبائی چالیس فرسخ کے برابر ہے اور ہر ایک جھنڈے کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ وہ سب فرشتے ہر جمعہ کی رات کو جبل قاف کے اردگرد جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی سلامتی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جب صبح روشن ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں:

اللهم اغفر لمن اغتسل و حضرا الجمعة فيرفعون اصواتهم بالبكاء.

فيقول الله تعالى : يا ملائكتي ما ذا تريدون؟ فيقولون نريد ان تغفر لامة محمد صلى الله عليه و آله وسلم فيقول الله تعالى قد غفرت لهم.

یا اللہ تو ہر اس شخص کو بخش دے جو جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر ہو۔ وہ فرشتے بلند آواز کے ساتھ رونا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یا اللہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوتا ہے کہ تحقیق میں نے ان کو بخش دیا۔ (مشکاۃ الانوار)

جمعہ کی نماز پڑھنے والے سب بخشے گئے :

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی ایک جانب سفید چاندی کا ایک مینار پیدا کیا ہے۔ اس مینار کی لمبائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر اذان پڑھتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے امامت کرتے ہیں۔ جب یہ سب فرشتے نماز جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رب ذوالجلال میں عرض کرتے ہیں : یا اللہ مجھے اذان دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے مؤذنین کو ہبہ کرتا ہوں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ مجھے خطبہ دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر خطبہ دینے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو یہ ثواب ہبہ کرتا ہوں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ امامت کرانے سے مجھے جو ثواب حاصل ہوا ہے میں روئے زمین پر امامت کرانے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو ہبہ کرتا ہوں۔

نماز پڑھنے والے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہمیں نماز جمعہ ادا کرنے سے جو ثواب حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے جتنے روئے زمین پر امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے والے ہیں، ہم یہ ثواب ان کو ہبہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : اے میرے فرشتو کیا تم میرے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو؟

وعزتی و جلالی قد غفرت الیوم لمن صل من عبادی صلوۃ الجمعۃ امتثالاً لامری واقتداء بحبیبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میرے بندوں میں سے جس جس نے بھی میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے نماز جمعہ ادا کی ہے۔ میں نے آج کے دن ان سب کو بخش دیا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

سب کام خود بخود ہو گئے:

ایک آدمی نے گدھے کے اوپر گندم رکھی اور اسے چکی کی طرف لے گیا۔ وہ کہتا ہے کہ وہاں جا کر جب میں نے گدھے سے گندم اتاری تو وہ گدھا مجھ سے بھاگ گیا۔ میرا ایک ایسا پڑوسی تھا کہ اس کی اور میری زمین قریب قریب تھی۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ آج پانی کی تمہاری باری ہے لہٰذا اپنی زمین کو سیراب کر لے ورنہ تجھے پھر اپنی پانی کی باری کا انتظار کرنا پڑے گا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ جمعہ کی نماز میرے نزدیک ہر چیز سے افضل اور پسندیدہ ہے۔ میں نے اپنے تمام کام چھوڑ دیئے اور نماز جمعہ ادا کر لی۔ جب گھر کی طرف واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گندم پس چکی ہے' روٹی پک چکی ہے' زمین سیراب ہو چکی ہے اور گدھا بھی واپس گھر پہنچ چکا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ سب کام کس طرح ہو گئے؟

اس نے کہا کہ ہمارا ایک پڑوسی اپنے دانے پسوانے کے لئے چکی پر لے گیا تاکہ وہ گندم کی بوری کا آٹا بنوا کر لائے۔ وہ ایک بوری پسوا کر وہاں سے اٹھا لایا اور اس کا گمان یہ تھا کہ یہ میری ہی بوری ہے جب وہ گھر لایا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تو ہماری بوری تھی چنانچہ میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آئی۔

ہماری زمین میں پڑوسی کی زمین سے پانی آ گیا جس وجہ سے وہ ساری کی ساری سیراب ہو گئی۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اپنی تمام دنیا داری کی مصروفیات ترک کر کے عبادات اور طاعات پر ہمیشگی اختیار کر لی۔ (مطالع الانوار)

فرشتہ کی دعا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو عرش کے نیچے کھڑا ہے۔ اس کے چالیس ہزار سینگ ہیں۔ ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک کا درمیانی فاصلہ ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے۔ ہر ایک سینگ پر چالیس ہزار فرشتوں کی صفیں ہیں۔ اس کے چہرے میں

سورج' اس کی گدی پر چاند اور اس کے سینے پر ستارے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہے اور سجدہ کی حالت میں کہتا ہے:

اللهم اغفر لمن صلى صلوة الجمعة من امت محمد صلى الله عليه وآله وسلم ويقول الله تعالى يا ملائكتي اشهدوا انى قد غفرت لمن صلى صلوة الجمعة.

یا اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہر اس شخص کو بخش دے جس نے نماز جمعہ ادا کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ہر اس شخص کو بخش دیا جس نے بھی نماز جمعہ ادا کی۔ (کنز الاخبار)

دو بھائیوں کی حکایت:

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں دو مجوسی بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے سینتیس سال تک اور دوسرے نے پینتیس سال تک آگ کی پوجا کی۔ ایک دفعہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم اتنے اتنے عرصہ سے آگ کی پوجا کر رہے ہیں۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں۔ ہم آزمائش کرتے ہیں کہ اگر یہ آگ تمام لوگوں کی طرح ہمیں بھی جلا دیتی ہے تو ہم کبھی بھی اس کی پرستش نہیں کریں گے۔ اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم مرتے وقت تک اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے۔

چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے آگ جلائی۔ تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔ کیا پہلے آپ آگ میں ہاتھ رکھتے ہیں یا میں رکھوں؟

بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ پہلے تم آگ میں ہاتھ رکھو۔ بالآخر چھوٹے نے اپنے ہاتھ کو جونہی آگ میں رکھا تو اس نے اپنا کام دکھایا اور اس کے ہاتھ کو جلا دیا۔ اس نے کہا کہ اے آگ تجھ پر افسوس ہے نیز اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچتے ہوئے آگ سے کہا:

يا نار اعبدك منذ كذا و كذا افتؤذيني يا ظالمة

اے آگ میں اتنے اتنے عرصہ سے تیری عبادت کر رہا ہوں اے ظالم کیا تو مجھے بھی اذیت دیتی ہے؟

پھر اس نے اپنے بڑے بھائی سے کہا: اے میرے بھائی جان آپ آئیں اور ہم اس کی عبادت کرنا ترک کر دیں۔

بڑے بھائی نے کہا کہ میں آگ کی پرستش کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

چھوٹے بھائی نے آگ کی پوجا کرنا چھوڑ دی اور حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر اپنے بچوں کو لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ اس شخص نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔

حضرت مالک بن دینار نے اس شخص پر اور اس کے اہل و عیال پر اسلام کو پیش کیا۔ سارے لوگ فرط مسرت سے رونے لگے۔ (اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں تا کہ میں اپنے ساتھیوں سے آپ کے لئے کوئی مالی امداد جمع کروں۔

اس شخص نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچنا چاہتا ہوں۔

وہ شخص اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں سے چلا گیا اور اس نے شہر کی ویران جگہوں میں سے ایک ویران جگہ تلاش کی۔ اس مقام پر اپنے اہل و عیال سمیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ آپ بازار کی طرف جائیں کوئی کام تلاش کریں اور کھانے پینے کا کوئی سامان خرید کر لائیں۔ وہ شخص بازار گیا لیکن اسے مزدوری کرنے کے لئے کوئی کام نہ مل سکا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیوں کام نہ کریں۔ مسجد میں گیا اور رات تک وہاں نمازیں پڑھتا رہا۔ پھر جب گھر لوٹا تو اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ بیوی نے اس سے کہا کہ کیا کوئی کام آپ کو نہیں مل سکا؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے آج ایک کی مزدوری کی ہے اور اس نے کہا کہ آپ کو اس کی اجرت کل ملے گی۔ سب گھر والوں نے بھوکے رات گزاری۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص بازار کی طرف چلا گیا لیکن آج بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا۔ آج بھی اس نے کل کی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے کام کیا یعنی مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتا رہا اور رات کو اپنے گھر کی طرف خالی ہاتھ لوٹ گیا۔ بیوی نے جب اس سے سوال کیا تو اس نے کل والا جواب دے دیا۔ یہ رات بھی انہوں نے بھوک کی حالت میں گزاری۔

جب صبح ہوئی تو یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس میں بھی اسے کوئی عمل نہ مل سکا۔ تو وہ مسجد کی طرف چلا گیا اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ادا کیں اور اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رب بحرمة هذا الدين وبحرمة هذا اليوم ارفع حزن نفقة عيالي عن قلبي و اني استحيٰ من عيالي و اخاف عليهم ان يرجعوا الى دين اخي الاكبر لغلبة الجوع عليهم.

اے میرے رب اس دین کی حرمت کے طفیل' اس دن کی عزت و کرامت کے صدقہ سے میرے دل سے میرے عیال کے نفقہ کے غم کو دور کر دے مجھے اپنے گھر والوں سے حیا آتی ہے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ شدت بھوک کی وجہ سے کہیں وہ میرے بڑے بھائی کے دین کی طرف دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔

ظہر کے وقت ہی ایک شخص اس ویرانے کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص کی بیوی باہر نکلی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک حسین و جمیل چہرے والے شخص نے سونے کا ایک طبق اٹھایا ہوا ہے' اور اسے رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا ہے۔ آنے والے شخص نے وہ طبق اس کی بیوی کو دیتے ہوئے یہ کہا:

خذی هذا و قولی لزوجک' هذا اجرة عملک لله تعالى يوم الجمعة فان العمل القليل فی هذا اليوم كثير عند الله اجره.

تو اس کو لے لے اور اپنے شوہر سے کہنا کہ یہ تیرے جمعہ والے دن اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنے کی اجرت ہے۔ کیونکہ جمعہ کا دن وہ ہے کہ جس میں عمل قلیل کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔

جب اس نے وہ طبق لے لیا اور اس سے رومال کو ایک طرف کیا تو کیا دیکھتی ہے کہ اس میں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے ہیں۔

اس عورت نے ان میں سے ایک دینار کو لیا اور صراف کے پاس لے گئی۔ جب صراف نے اس کا وزن کیا تو اس کا وزن دنیا کے دینار سے کہیں زیادہ تھا بلکہ اس ایک دینار کا سونا دنیا کے دو دیناروں کے سونے کے برابر تھا۔

جب صراف نے اس دینار کے نقوش کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ دنیا کا دینار نہیں ہے۔ صراف نے خاتون سے کہا کہ یہ دینار آپ کہاں سے لائی ہیں۔ تو اس نے سارا قصہ بیان

کیا۔ صراف نے کہا کہ آپ مجھ پر بھی اسلام کو پیش کریں۔ اس خاتون نے صراف پر جونہی اسلام پیش کیا۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس نے اسے دنیا کے سونے کے دیناروں میں سے ایک ہزار دینار دیئے۔ جب وہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا۔ تو خالی ہاتھ گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنے رومال میں تھوڑی سی مٹی رکھ لی اور اپنے دل میں کہنے لگا۔ اگر بیوی نے سوال کیا کہ تو نے کیا کام کیا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ میں نے آٹے کا کام کیا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے کھانے کی خوشبو محسوس کی۔ اپنا رومال دروازے کے پاس رکھا تاکہ اسے پتہ نہ لگے پھر جو کچھ اس نے گھر کے اندر دیکھا اپنی بیوی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کیا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ ملنے کی وجہ سے سجدہ ریز ہو گیا اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کیا۔

بیوی نے اس سے کہا کہ تو رومال میں کیا لایا ہے؟ اس شخص نے اسے کہا کہ تو اس کے بارے میں نہ پوچھ۔ جب اس نے رومال کو کھولا تو وہ مٹی نماز جمعہ کی حرمت وعزت کے صدقے سے اللہ تعالیٰ کے اذان سے آٹا بن چکی تھی۔ اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ (هذه حكاية مختصرة من حديث الاربعين)

دو رکعتوں کی فضیلت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے پہاڑ کی طرف گئے۔ آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جو کوشش اور محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی۔ جب آپ نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کی امت کے لوگ ہیں۔ ہم اس مقام پر ستر برس سے محنت اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ ہمارا لباس صبر کا لباس ہے۔ زمین کی جڑی بوٹیاں ہمارا طعام ہیں۔ بارش کا پانی ہمارے پینے کے لئے ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کی اس طرح عبادت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

يا موسى لامة محمد صلى الله عليه و آله وسلم يوم فيه ركعتان خير من هذا كله فقال يا رب اى يوم هو؟ قال يوم الجمعة.

اے موسیٰ علیہ السلام میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے

ایک دن ایسا ہے کہ جس میں ان کی صرف دو رکعتیں اس سے بہتر ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب وہ کون سا دن ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ جمعہ کا دن ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی کہ کاش یہ جمعہ کا دن ہمیں مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام

یوم السبت لک. و یوم الاحد لعیسی علیه السلام والاثنین للخلیل ابراهیم علیه السلام والثلاثاء لزکریا علیه السلام والاربعاء لیحیی علیه السلام والخمیس لآدم علیه السلام. والجمعة لمحمد صلی الله علیه وآله وسلم فتعجب موسی علیه السلام من فضل هذه الامة.

ہفتہ کا دن آپ کے لئے ہے۔ اتوار کا دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ سوموار کا دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے۔ منگل کا دن حضرت زکریا علیہ السلام کے لئے۔ بدھ کا دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے۔ خمیس کا دن حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اور جمعہ کا دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس امت کی فضیلت پر تعجب فرمانے لگے۔ (زبدۃ الواعظین)

تمام دنوں کا سردار:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کی ہتھیلی مبارک میں سفید قسم کا آئینہ تھا اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ آپ کا رب اس کو آپ پر پیش کرتا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے عید بن جائے اور آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد آپ کی امت کے لئے عید بنے۔ اس آئینہ کے درمیان میں ایک نقطہ تھا۔ حضور فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ یہ نقطہ کیا ہے؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ چوبیس گھنٹے کے اندر ایک ساعت ہے۔ جو شخص اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

زمین پر فرشتوں کا بھیجا جانا:

ایک حدیث پاک میں ہے۔
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

اذا کان یوم الجمعة یبعث اللہ تعالی الملائکة علی وجه الارض وفی ایدیهم اقلام من ذهب و قراطیس من فضة یقضون علی ابواب المساجد ویکتبون اسم من دخل المسجد و صلی الجمعة فاذا فرغوا من الصلوة یرجعون الی السماء فیقولون یا ربنا کتبنا اسم من دخل المسجد و صلی الجمعة فیقول اللہ تعالی یا ملائکتی و عزتی و جلالی انی قد غفرت لهم و ما علیهم شئی من ذنوبهم۔

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ روئے زمین پر فرشتوں کو بھیجتا ہے ان کے ہاتھ میں سونے کے قلم اور چاندی کے رجسٹر ہوتے ہیں۔ مساجد کے دروازے پر آ کر وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ آسمان کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے مسجد میں داخل ہونے والے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے ہر ایک شخص کا نام لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اب ان پر گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔ (رونق المجالس)

جمعہ کے لئے جلدی جانے کا ثواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص پہلی ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا۔ اسے اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملے گا۔

جو شخص دوسری ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا۔ اسے ایک گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

جو تیسری گھڑی میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں حاضر ہوا۔ اسے ایک مینڈھا صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

جو شخص چوتھی ساعت میں نماز جمعہ کی غرض سے آیا اسے ایک مرغی صدقہ کرنے سے

برابر ثواب ملے گا۔

جو پانچویں ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے آیا اسے ایک انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو رجسٹر لپیٹ لئے جاتے ہیں۔ قلمیں اٹھالی جاتی ہیں سب فرشتے منبر کے پاس کھڑے ہو کر امام کا خطبہ سنتے ہیں جو شخص اس کے بعد آیا تو وہ صرف نماز کا حق ادا کرنے کے لئے آیا اور جس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں آنے والا اس سے محروم رہتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عبادت کی قبولیت کے اعتبار سے جمعہ کی نماز کے لئے جلدی آنے کے لحاظ سے ہیں۔

علماء کا فرمان ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلی جو بدعت ایجاد ہوئی' وہ تھی:

ترک البکور الیٰ الجمعة.

جمعۃ المبارک کی طرف جلدی آنے کا ترک۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ بے شک فرشتے اس بندے کے بارے میں مشتغل ہو جاتے ہیں۔ جو جمعہ کے دن اس کے وقت سے مؤخر ہو جائے اور وہ کہتے ہیں: یا اللہ اگر وہ بندہ فقر کی وجہ سے مؤخر ہوا ہے تو اسے غنی کر دے۔ اگر مرض کی وجہ سے ہوا ہے تو اسے شفا عطا فرما۔ اگر کسی اور مصروفیت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کو اپنی عبادت کے لئے فراغت عطا فرما۔ اگر وہ کسی لھو کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کے دل کو یہ توفیق عطا فرما کہ وہ تیری طاعت کی طرف متوجہ ہو۔

پہلے زمانہ میں طریقہ کار یہ تھا فجر کے بعد ہی مسجدیں لوگوں سے بھر جاتی تھیں بلکہ لوگ آنے کے لئے چراغ استعمال کرتے تھے اور عید کے دنوں کی طرح جامع مسجد میں بھیڑ ہوتی تھی یہاں تک کہ اب وہ چیز منقطع ہو چکی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۶۷

دوزخ اور زبانیہ کا بیان

یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون ما یؤمرون.

ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے۔'' (سورۃ التحریم آیت ۶)

دوزخ اور زبانیہ کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ٥)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت کرے فرشتے مقرر ہیں۔ جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔'' (التحریم ۶)

اپنے نفسوں اور اہل کو گناہوں کو ترک کر کے اور فرمانبرداری کر کے دوزخ کی آگ سے بچاؤ نیز اپنے اہل وعیال کے بارے میں خیر خواہی رکھو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

اھلیکم کو قوا کی واؤ پر عطف کرتے ہوئے اھلو کم پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں مخاطبین کو غلبہ دینے کی حالت پر انفسکم انفس القبیلین ہو جائے گا۔

جس آگ سے بچنے کا حکم ہے۔ وہ آگ ہے کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ لکڑی کے علاوہ دوسری چیزوں سے وہ آگ بھڑکائی جائے گی۔

اس پر ایسے فرشتے ہیں جو ہمارے حکم کے پابند ہیں اور فرشتوں سے مراد زبانیہ ہیں۔ زبانیہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو گناہگاروں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

غلاظ کا معنی سخت ہے یعنی وہ فرشتے باتوں میں سخت اور افعال میں قوی ہیں

یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خلق کے اعتبار سے سخت ہیں اور افعال شدیدہ پر قوی ہیں۔

جتنے ان کے افعال گزر چکے ہیں ان میں انہوں نے کوئی نافرمانی نہیں کی اور آئندہ بھی انہیں جو حکم دیا جائے گا وہ اسے کر گزریں گے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ (ویفعلون ما یؤمرون) کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے اوامر کو قبول کرنے اور ان کو لازم کرنے سے رکتے نہیں ہیں بلکہ جس چیز کے بھی کرنے کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو ادا کرتے ہیں۔ (قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات:

آیت کریمہ لفظ الناس سے مراد کفار ہیں۔
الحجارۃ سے مراد وہ جاہل ہیں جو نصیحت کو قبول نہیں کرتے۔
حجارۃ خلاف قیاس حجر کی جمع ہے اور اس بارے میں قیاس تو یہ ہے کہ حجر کی جمع احجار ہو۔ جس طرح کہ شجر کی جمع اشجار ہے۔ (تفسیر نسفی)
بعض مفسرین نے فرمایا کہ حجارۃ سے مراد وہ بت ہیں جن کو لوگ پتھروں اور درختوں سے بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم ط انتم لھا واردون ٥)
''بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو۔ سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔'' (الانبیاء ۹۸)
ان چیزوں کو عذاب کا سبب اس لئے بنایا گیا تا کہ بتوں والوں کے نزدیک یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ چیزیں عبادت کے لائق نہیں ہیں تا کہ وہ ان کی ذات اور اہانت کو دیکھ لیں جبکہ کافروں نے بتوں کی عزت اور عظمت کا اعتقاد رکھا ہوا ہے۔
بتوں کو دوزخ میں داخل کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کو عذاب ہو گا نہ کہ بتوں کو کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے خود اس چیز کو عذاب نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:
(یوم یحمی علیھا فی نار جہنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ط ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون ٥)
''جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔'' (التوبۃ ۳۵)
مالوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب دیا جا سکے۔ عذاب مال والوں کو ہو گا نہ کہ مال کو۔ (تفسیر نسفی)

درود شریف کی وجہ سے پہچان:

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیردون علی حوضی یوم القیامة ما اعرفھم الا بکثرة صلوتھم علی.

قیامت کے دن میرے حوض پر کئی ایسی قومیں آئیں گی جن کو میں صرف اپنی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھنے کی وجہ سے جانتا ہوں گا۔ (شفا شریف)

سعادت و شفاعت کا درخت:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

جب بندہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتا ہے تو اس کی دونوں آنکھوں سے جو آنسو نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں سے ایک درخت پیدا کرتا ہے۔ جسے شجرة السادة (سعادت کا درخت) کہا جاتا ہے جب اس درخت پر خوف اور حزن کی ہوا چلتی ہے تو اس سے ایک آواز وا محمداہ کی سنائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آواز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور میں آپ پر لوٹا دیتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی وجہ سے جو گریہ زاری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی چشمان مبارک سے نکلنے والے آنسو سے ایک درخت پیدا فرماتا ہے جسے شجرة الشفاعة (شفاعت کا درخت) کہا جاتا ہے۔ جب اس درخت پر نبوت و رسالت کی ہوا چلتی ہے تو اس سے وا امتاہ کی آواز نکلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس آواز کو آسمانوں پر پہنچا دیتا ہے اس آواز کو فرشتے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں، روتے ہیں، آہ و زاری کرتے ہیں اور وہ فرشتے وا امة محمداہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے رونے اور آہ و زاری کو سنتا ہے تو فرماتا ہے:

یا ملائکتی ما یبکیکم؟ اے میرے فرشتو تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟

وہ فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

ربنا انت اعلم ببکائنا و تضرعنا لامة محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم.

اے ہمارے رب! تو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ ہمارا رونا اور آہ و زاری کرنا صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

یا ملائکتی اشھدوا انی قد غفرت لمن بکی من خشیتی من امة محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم.

اے میرے فرشتو تم گواہ ہو جاؤ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو شخص میری خشیت کی وجہ سے روئے۔ تحقیق میں نے اس کو بخش دیا۔ (حیات القلوب)

حکایت: حضرت زکریا علیہ السلام جب وعظ و نصیحت کرنے کے لئے بیٹھتے تو وہ پہلے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ لیتے جب آپ کو آپ کے صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام نظر نہ آتے تو پھر آپ عذاب والی آیات کا ذکر کرتے اور جب آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھ لیتے۔ تو ان پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر نہ کرتے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دوزخ کا ذکر بھی نہیں سن سکتے تھے۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کرنے کے لئے بیٹھے تو آپ نے پوری قوم کو دیکھ لیا لیکن لوگوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے کوٹ کے ساتھ اپنا سر لپیٹے ہوئے لوگوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر کیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ دوزخ میں سکران نامی ایک پہاڑ ہے اور اس کی بنیادوں میں غضبان نامی وادی ہے۔ جس کو رحمٰن کے غضب سے پیدا کیا گیا ہے اور اس وادی میں آگ کے گہرے کنوئیں ہیں جن میں سے ہر ایک کنوئیں کی گہرائی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کنوؤں میں آگ کے بنے ہوئے توابیت ہیں اور ان توابیت میں بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سنا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔ آہ من السکران آہ من الغضبان.

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ اٹھے اور اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پر چلتے ہوئے باہر تشریف لے گئے لیکن ان دونوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان دونوں نے ایک چرواہے کو دیکھا اور اس سے کہا: کیا تو نے اس اس طرح کا نوجوان دیکھا ہے؟

چرواہے نے کہا کہ شاید آپ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ "ہاں"

چرواہے نے کہا کہ میں اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور وہ یہ کہہ رہے تھے:

لا اطعم طعاما ولا اشرب شرابا حتی اعلم أمنزلی فی الجنة ام فی النار؟

میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ میں کچھ پیوں گا جب تک کہ مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ کیا میرا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں؟

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ واقعی یہی آواز لگا رہے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ اے میرے بیٹے میں تجھے اپنے اس حق کا واسطہ دیتی ہوں کہ میں نے تجھے اتنا عرصہ تک اپنے پیٹ میں رکھا اور اتنا عرصہ اپنی چھاتی سے تجھے دودھ پلایا۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارے ساتھ گھر کی طرف چلیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کی طرف آئے اور اپنے والدین کے ساتھ گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ اپنا یہ کوٹ اتار کر یہ جبہ پہن لیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے اپنے بیٹے کے لئے مسور کی دال کا شوربہ پکایا۔ آپ نے اسے کھایا' اسی دوران آپ کو نیند آ رہی تھی۔ چنانچہ آپ سو گئے۔ نیند کی حالت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہ ندا دی گئی۔ اے یحییٰ علیہ السلام آپ نے میرے دار سے بہتر دار پالیا ہے اور میرے جوار سے بہتر جوار پالیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پریشانی کی حالت میں روتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرا کوٹ مجھے واپس کر دو اور تم اپنا جبہ مجھ سے لے لو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ بیشک تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بیٹے کو چھوڑ دو تا کہ وہ اپنے لئے جو چاہے عمل کرے تا کہ وہ دوزخ سے نجات حاصل کریں۔ جب ان کی عبادت بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک میں نے تم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے پھر ان کے دل مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مزید اضافہ کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

فاستجبنا له ووهبنا له يحيى واصلحنا له زوجه ط انهم كانوا

يسارعون في الخيرات ويدعوننا رغبا و رهبا ط و كانوا لنا خاشعين ٥

”تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحیٰ عطا فرمایا اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری۔ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔“ (الانبیاء ۹۰) (ذخیرۃ العابدین)

دوزخ کی آگ کی تھوڑی سی مقدار:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو دوزخ کے خازن مالک کے پاس بھیجا کہ ان سے ایک کھجور کی مقدار آگ لاکر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو دیں تاکہ وہ اس کے ساتھ کھانا پکا سکیں۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو کتنی مقدار میں آگ چاہیے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کھجور کی مقدار۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام اگر میں آپ کو کھجور کے برابر آگ دے دوں تو اس کی گرمی کی وجہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں جل جائیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ چلو آدھی کھجور کے برابر دے دیں۔

مالک نے کہا کہ جتنی مقدار آپ چاہتے ہیں اگر وہ آپ کو دے دی جائے تو آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برسے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی سبزہ اگے گا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں دوزخ کی آگ میں سے کتنی مقدار لوں؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام ایک ذرہ کی مقدار آگ لے لیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے ایک ذرہ کے برابر دوزخ کی آگ لی اور اسے جنت کی ستر نہروں میں ستر مرتبہ دھویا پھر اسے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے اسے ایک بلند و بالا پہاڑ پر رکھا۔ اس کے رکھنے سے وہ پہاڑ پگھل گیا اور دوزخ کی آگ کا ذرہ اپنی جگہ میں چلا گیا جبکہ اس کا دھواں آج تک پہاڑوں میں موجود ہے۔ یہ دنیا کی آگ جو ہے اس ذرے کے دھواں کی ہے۔ اے بھائیو عبرت حاصل کرو۔ (دقائق الاخبار)

دوزخ کا ہلکاترین عذاب:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اهون اهل النار عذابا ان يعذب الرجل وله نعلان من النار يغلی منهما دماغه كانه مرجل علی جمرة يشتمل منه لهب النار و يخرج جشاء بطنه من قدميه وانه ليری انه من اشد اهل النار عذابا وهو من اهون اهل النار.

دوزخیوں میں سے جس شخص کو ہلکا ترین عذاب ہو گا۔ وہ یہ ہے کہ آدمی کو عذاب دیا جائے گا: اس چیز کا کہ اسے دوزخ کی آگ کے جوتے پہنا دیئے جائیں گے۔ جن سے اس آدمی کا دماغ کھول رہا ہو گا گویا کہ جس طرح آگ کے اوپر دیگ رکھی ہوئی ہو۔ اس سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے اس کے پیٹ کی انتڑیاں اس کے دونوں قدموں سے نکلیں گی اور یوں محسوس ہو گا کہ اسے سخت ترین عذاب ہو رہا ہے حالانکہ عذاب کے لحاظ سے یہ ہلکا ترین عذاب ہو گا۔ (دقائق الاخبار)

آیت عذاب کا اثر:

حضرت منصور ابن عمار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں کوفہ کی گلیوں میں چکر لگا رہا تھا۔ ایک گلی کے گھروں میں سے ایک گھر سے میں نے یہ آواز سنی۔ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

الهی بعزتک و جلالک لا تنظر الی معصيتی واغفر ذنبی واقبل عذری فان لم تقبل عذری فكيف يكون حالی.

یا اللہ تجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم تو میری خطاؤں کی طرف نہ دیکھ تو میرے گناہوں کو بخش دے میرا عذر قبول فرما اگر تو نے میرا عذر قبول نہ فرمایا تو میرا حال کیسے ہو گا؟

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ آواز سنی تو میں نے اس آیت کو پڑھا:

(يايها الذين آمنوا قوا انفسكم واهليكم نارا)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم ۶)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک آواز اور سخت قسم کی حرکت سنی۔ پھر وہ حرکت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے زندگی آثار میں سے کوئی چیز نہ سنی۔ میں وہاں سے چلا گیا۔

جب صبح ہوئی تو میں اس راستہ کی طرف پلٹا' جہاں سے میں گیا تھا۔ ایک مکان میں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ مرنے والے کی ماں ایک بوڑھی عورت بھی رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

لا یجازی اللہ قاتل ابنی خیرا وھو من تلا آیة العذاب وھو قائم یصلی فی المحراب فلما سمعھالم یتحمل قلبه حتی صاح وخرمیتا.

اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کے قاتل کو جزائے خیر نہ دے۔ وہ وہ شخص ہے کہ جس نے آیت عذاب کو پڑھا جبکہ میرا بیٹا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے آیت عذاب کو سنا تو اس کا دل برداشت نہ کر سکا یہاں تک کہ اس نے چیخ ماری اور فوت ہونے کے بعد گر گیا۔

منصور ابن عمار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس خاتون کی یہ بات سنی اور میں ہی اس واقعہ کا سبب تھا۔ جب رات ہوئی تو اس رات میں نے مرنے والے کو دیکھا کہ وہ بلند مقام پر فائز ہے۔ میں نے اس سے کہا:

(**ما فعل اللہ بک؟**) اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

اس شخص نے جواب دیا:

(**فعل اللہ بی ما فعل بشھداء احد و بدر**) اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وہی معاملہ کیا جو اس نے شہداء احد اور شہداء بدر کے ساتھ کیا تھا۔

منصور ابن عمار کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟

اس نے جواباً کہا:

لانھم قتلوا بسیف الکفار وانا قتلت بسیف الملک الغفار.

اس لئے کہ شہداء احد و بدر تو کفار کی تلوار سے شہید کئے گئے جبکہ میں بخشنے والے بادشاہ کی تلوار سے قتل کیا گیا۔ (مشکاۃ الانوار)

دوزخ کی مخلوق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان فی النار حیات و عقارب مثل اعناق الابل فتلسع احدکم لسعة یجد حرارتها اربعین خریفا.

بے شک دوزخ میں اونٹ کی گردن کی طرح سانپ اور بچھو ہیں۔ جب وہ تم میں سے کسی ایک کو ڈسیں گے تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی حرارت کو محسوس کرے گا۔

(دقائق الاخبار)

حکایت: ایک بزرگ نہر کے کنارے چل رہے تھے کہ آپ نے ایک بچے کو نہر کے پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ جو اس حال میں رو رہا تھا۔ بزرگ نے کہا کہ اے بچہ تجھے کس چیز نے رلایا؟ بچے نے کہا کہ میں نے قرآن مجید کو پڑھا یہاں تک کہ دوران تلاوت یہ آیت کریمہ آ گئی:

(یایها الذین آمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم ۶)

بچے نے کہا کہ میں یہ آیت کریمہ پڑھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے نہ آگ میں ڈال دے۔

بزرگ نے کہا کہ اے بچے تو معصوم ہے تو خوف نہ کر یقیناً تو آگ کا مستحق نہیں ہو گا۔

بچے نے عرض کیا: اے بزرگ آپ تو عقلمند ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جب لوگ اپنی ضرورت کے لئے دنیا کی آگ جلاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ چھوٹی لکڑیاں رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں رکھتے ہیں۔ بزرگ زاروقطار رونے لگا اور فرمایا کہ بچہ ہم سے دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ خوف رکھتا ہے۔ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہو گا؟

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے عقل والو عبرت حاصل کرو۔

اے انسان تو روتا کیوں نہیں ہے؟ حالانکہ تیرا نفس آگ کے پاس بطور رہن رکھا ہوا

ہے' موت تیرے کندھوں پر سوار ہے' قبر تیری منزل ہے' قیامت تیرا موقف ہے' دشمن قوی ہیں' قاضی جبار ہے' منادی جبرئیل علیہ السلام ہیں' قید خانہ جہنم ہیں' دوزخ کے داروغ زبانیہ ہیں۔

تیری حالت یہ ہے کہ تو سورج کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتا' تو تو سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے پر کیسے صبر کرے گا؟ (جامع الجوامع)

دوزخ کی گہرائی:

ایک روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے ایک آواز سنی۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا آواز ہے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آواز ایک پتھر کے گرنے کی ہے جس کو ستر برس سے دوزخ کی گہرائی میں گرایا جا رہا تھا تو اب وہ جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

كنامع الرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسمعنا صوتا مع الهيبة والشدة قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : اتدرون ما هذا؟ قلنا الله ورسوله اعلم. قال هذا حجر ارسل في جهنم منذ سبعين عاما والآن انتهى الى قعرها.

ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے ایک ہیبت اور شدت سے بھرپور آواز کو سنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس قسم کی آواز ہے؟ ہم نے جواباً عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر کی آواز ہے جس کو جہنم میں ستر برس سے گرایا جا رہا تھا تو وہ ابھی جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

(زبدۃ الواعظین)

تھوڑی سی لاپرواہی:

ایک عابد نے کافی مدت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ دنوں میں سے ایک دن اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: اے میرے رب تو میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ رحمٰن کی جانب سے ایک منادی نے ندا دی۔ اے ملعون مت بول۔ تیری عبادت مردود ہے۔ عابد نے کہا کہ اے میرے رب کس وجہ سے؟

منادی نے کہا کہ تیری بیوی نے میرے حکم کے خلاف ایک کام کیا اور تو ایسی اپنی بیوی سے راضی ہے۔

عابد گھر آیا اور اپنی بیوی سے اسی حالت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں لہو ولعب کی مجلس میں گئی اور میں نے وہاں جا کر لہو ولعب کی باتیں سنی ہیں اور نماز کو میں نے چھوڑ دیا۔

عابد نے کہا کہ تجھے میری طرف سے آزادی ہے میں تجھے ہمیشہ کے لئے قبول نہیں کروں گا۔

عابد نے اپنی بیوی کو آزاد کیا۔ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: یا اللہ میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اب ندا دی گئی کہ تحقیق میں نے تیری اطاعت کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ (عیون)

ریا کار قاری:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تعوذوا باللہ من جب الحزن قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ماجب الحزن؟ قال واد فی جھنم تتعوذ جھنم منہ کل یوم سبعین مرۃ اعدہ اللہ تعالیٰ للقراء المرائین.

غم کے کنواں سے پناہ مانگو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم ہر دن میں ستر مرتبہ پناہ طلب کرتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ریاکار قاریوں کے لئے

تیار کیا ہے۔(زبدۃ الواعظین)

مالک خازن دوزخ اور اس کے کارندے:

حضرت منصور ابن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مالک جو جہنم کا خازن ہے' دوزخیوں کی تعداد کے برابر اس کے ہاتھ ہیں۔ اس کے ہر پاؤں کے ساتھ ایک ہاتھ ہے جس کے ساتھ وہ اٹھاتا' بٹھاتا اور زنجیروں کو باندھتا ہے جب وہ جہنم کی طرف دیکھتا ہے تو بعض تو اس مالک کے خوف سے کھائے جاتے ہیں۔

بسم اللہ شریف کے حروف انیس ہیں اور زبانیہ کی تعداد بھی اسی طرح ہے (یعنی انیس) ان میں سے ایک مالک خازن نار اور باقی اٹھارہ بھی اس کی مثل ہیں۔

زبانیہ کا معنی: زبانیہ ان فرشتوں کو کہتے ہیں جو گناہگاروں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ (مصباح اللغات ۳۳۱)

ان فرشتوں کو زبانیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں کے ساتھ بھی اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک اپنے ایک ہاتھ کے ساتھ دس ہزار کافروں کو پکڑ لے گا اور دس ہزار کفار کو دوسرے ہاتھ کے ساتھ۔ دس ہزار کافر اپنے ایک پاؤں کے ساتھ اور اسی طرح دس ہزار کافر اپنے دوسرے پاؤں کے ساتھ پکڑ لے گا۔ چنانچہ وہ ایک ہی دفعہ چالیس ہزار کافروں کو عذاب دے گا۔ اس سے اندازہ کریں کہ وہ کتنی قوت اور شدت والے ہیں۔

ان انیس فرشتوں کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں جن کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح' ان کے دانت گائے کے سینگوں کی سفیدی کی طرح' ان کے ہونٹ ان کے پاؤں تک لٹکے ہوئے ہیں' ان کے منہ سے دوزخ کی آگ کے شعلے نکلتے ہیں' ان کے ایک کندھے سے دوسرے کندھے کا فاصلہ ایک سال کی مسافت کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہربانی اور نرمی کو ذرہ برابر بھی پیدا نہیں کیا۔

ان میں سے ہر ایک جہنم کے سمندر میں چالیس سال اپنے آپ کو جھکائے رکھتا ہے لیکن دوزخ کی آگ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے کہ ان کے نور کی گرمی دوزخ کی آگ کی گرمی سے زیادہ ہے۔

نعوذ باللہ من النار. ہم دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

دوزخ میں ڈالنے کا حکم:

مالک خازن جہنم زبانیہ سے کہتا ہے کہ ان دوزخیوں کو جہنم میں گرا دو۔ تو وہ ان سب لوگوں کو دوزخ میں گرا دیتے ہیں۔ جب انہیں دوزخ میں ڈالا جاتا ہے تو سب اجتماعی طور پر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔

مالک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم کے رب نے شاید اس لئے مجھے ان کو ڈالنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرشتے ان کو پکڑ لیں گے۔

ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جن کو ان کے قدموں سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو گھٹنوں سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو پیٹھ سے پکڑا جائے گا۔ ان میں سے بعض کو ان کے حلق سے پکڑا جائے گا۔ جب آگ ان کے چہروں کو گھیرنے لگے گی تو مالک کہے گا:

اے آگ ان کے چہرون کو نہ جلا کیونکہ انہوں نے عرصہ دراز تک رحمان کے لئے سجدہ کیا تھا اور ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ کافی عرصہ تک انہوں نے ماہ رمضان کی شدت کی وجہ سے پیاس کو برداشت کیا تھا۔ (دقائق الاخبار)

جلسہ نمبر ۶۸

توبہ کا بیان

یایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا عسٰی ربکم ان یکفر عنکم سیٰاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهار یوم لا یخزی الله النبی والذین امنوا معه نورهم یسعی بین ایدیهم و بایمانهم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئی قدیر.

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔'' (سورۃ التحریم آیت ۸)

توبہ کا بیان

آیت کی تفسیر:

(یایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاؕ عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر)

''اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔''

توبۃ کی صفت نصوحا ذکر فرمائی۔ یعنی ایسی توبہ جو خیر خواہی تک پہنچانے والی ہو اور یہ توبہ کرنے والے کی صفت ہے کیونکہ تائب توبہ کر کے اپنی ذات کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے۔ مبالغۃً بطور اسناد مجازی کے اس کے ساتھ موصوف کہا گیا۔ یا یہ نصاحۃ ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے الخیاطۃ سی دینا گویا کہ توبہ اس چیز کو سی دیتی ہے جس کو گناہ نے پھاڑ دیا تھا۔

اس آیت مقدسہ میں امید والے کلمات ذکر فرمائے گئے کیونکہ بادشاہوں کی یہی عادت ہوتی ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ باقی توبہ اس چیز کو واجب کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے بندے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان اپنے آپ کو رکھے۔

(یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئی قدیر ۝)

''جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو ان کا نور دوڑتا ہو گا۔ ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔'' (التحریم ۸)

نحوی تحقیق:

(یوم لا یخزی) یہ ید خلکم کا مفعول فیہ ہے۔ والذین آمنوا کا عطف کلمہ نبی پر۔ ایمان والوں کی تعریف کرنے کے لحاظ سے یا یہ تعریض ہے ان لوگوں کے لئے جو مومنین کا مقابلہ کریں۔

والذین آمنوا الخ کے بارے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر نورھم یسعی الخ ہے۔

بین ایدیھم کا معنی ہے راستہ۔ جب منافقین کا نور بجھ جائے گا تو پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو مکمل فرما۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کے نور کا تفاوت ان کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا تو وہ اپنے نور کے اتمام کا سوال کریں گے۔ رب ذوالجلال کا فضل مانگتے ہوئے۔

(قاضی بیضاوی)

تفسیری نکات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ التوبۃ النصوح سے مراد وہ توبہ ہے کہ ایک گناہگار شخص اپنے گزشتہ گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے۔ فوراً گناہ کو ترک کر دے اور اس بات کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ آئندہ ہمیشہ ہمیشہ گناہ نہیں کرے گا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

(انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم و كان الله عليما حكيما ○)

''وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے۔ وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں۔ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔'' (النساء ۱۷)

مفسرین فرماتے ہیں۔ توبہ کا معنی ہے ممنوعات سے رجوع۔

علی اللہ میں علی وجوب کے لئے نہیں۔ جیسا کہ معتزلہ نے کہا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں بلکہ یہاں علی عند کے معنی میں ہے۔

یعملون السوء میں السوء کا معنی معصیت ہے۔

جلدی توبہ کرتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ موت کی سکرات لگنے سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں یعنی قریب کے زمانہ میں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کی توبہ کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

جیسا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(التائب من الذنب کمن لا ذنب له) گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس پر کوئی گناہ نہ ہو۔

(و کان اللہ علیما حکیما) مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو جاننے والا ہے ان کی توبہ کو قبول کرنے کا حکم فرمانے والا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ یقبل التوبة من العبد ما لم یغرغر قبل توبته.

بے شک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی توبہ سے پہلے سکرات نہ لگی ہو۔ (مصابیح)

الغرغرة کا معنی ہے۔ حلق میں روح کا متردد ہونا۔ موت کی نزدیکی قبولیت توبہ سے مانع نہیں۔ جب تک کہ وہ آخرت کو دیکھ نہ لے اور اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسوفین اور منافقین کی توبہ کو قبول نہیں کرتا۔ جس طرح کہ ناامیدی کی حالت میں کافروں کے ایمان کو قبول نہیں کرتا جس طرح کہ فرعون کا ایمان جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن ولا الذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما ٥)

''اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا۔'' (النساء ۱۸)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول نہیں فرماتا کہ جو شرک کے علاوہ گناہ پر اصرار کرنے والا ہو۔

اذا حضر احدھم الموت اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کی علامات کے علاوہ سکرات موت میں واقع ہو کیونکہ توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب موت کی علامات ہوں

کیونکہ اس حالت میں آخرت کے حالات کا معائنہ نہیں ہوتا۔

جب ایک شخص مرنے لگتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ یہ تو ناامیدی کی حالت ہے نا کہ اختیار کی۔ اس طرح ان لوگوں کا ایمان بھی قابل قبول نہیں۔ جو کفر کی حالت میں مر گئے جس طرح کہ ان کا ایمان قبر میں جانے اور وہاں سے اٹھنے کے بعد قابل قبول نہیں بلکہ انہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

صاحب تفسیر کشاف نے کہا کہ یہ آیت کریمہ موت کے آنے کے وقت تک توبہ کو مؤخر کرنے والوں اور کفر پر مر جانے والوں کے درمیان برابر ہے۔ اس بات میں کہ ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هلک المسوفون. عنقریب کہنے والے ہلاک ہو گئے۔

المسوف سے مراد وہ شخص ہے کہ جو کہے کہ میں عنقریب توبہ کروں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (**بل یرید الانسان لیفجر امامه ۵**)

"بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے۔" (القیامہ ۵)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہ کرے اور توبہ کرنے کو مؤخر کرے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اذا تاب المؤمن کتب اللہ تعالی له بکل یوم مرفی فقه عبادة سنة واعطاه ثواب شهید و یتوج یوم القیامة بالف تاج و فتح له فی قبره باب الی الجنة و یقوم یوم القیامة ملک عن یمینه و ملک عن شماله و ملک من بین یدیه و ملک من خلفه یبشرونه بالجنة.

جب ایک مومن اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فسق و فجور کے اندر گزرے ہوئے ہر دن کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور اسے شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

ایسے شخص کو بروز قیامت ایک ہزار تاج پہنایا جائے گا اس کی قبر میں اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا قیامت کے دن ایک فرشتہ اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ بائیں جانب ایک فرشتہ اس کے آگے اور ایک فرشتہ اس کے پیچھے ہوگا۔ یہ سب

فرشتے اس آدمی کو جنت کی بشارت دیں گے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات شاب تائب یرفع اللہ العذاب عن مقابر المسلمین اربعین عاما لکرامتہ علی اللہ.

جب کوئی نوجوان توبہ کرتے ہوئے مر جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی جو عزت وکرامت ہے اس کے سبب سے رب ذوالجلال مسلمانوں کے قبرستان سے چالیس سال تک عذاب اٹھالیتا ہے۔ (خالصہ)

بروز جمعہ سو مرتبہ درود پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة ومعه نور لو قسم ذلک النور بین الخلائق کلهم لو سعهم.

جو شخص مجھ پر جمعۃ المبارک کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ نور ہو گا۔ اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان سے وسیع ہو جائے۔ (زبدۃ الواعظین)

توبہ کے لئے آٹھ چیزیں:

حدیث پاک میں ہے:

التوبة علی الذنب کالصابون علی الثوب.

گناہ پر توبہ اس طرح ہے جس طرح کپڑے کے اوپر صابن ہو۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ توبہ کا قبول ہونا ان آٹھ چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔

۱- گناہ کی وجہ سے جو کچھ گزر چکا' اس پر ندامت۔

۲- فرائض کو ادا کرنا۔

۳- مظلوم کا حق لوٹا دینا۔

۴- دشمنوں سے رہائی طلب کرنا۔

۵- گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

۶- نفس کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تربیت کرنا جس طرح کہ انسان گناہ کو اس میں پروان چڑھاتا ہے۔

۷- نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا جس طرح کہ اسے گناہ کی حلاوت چکھائی۔

۸- ماکولات ومشروبات کی اصلاح کرنا۔ (موعظہ)

تائب کون:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أتدرون ما التائب؟ کیا تم جانتے ہو تائب کون ہے؟

قلنا الله و رسوله اعلم. صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تاب ولم يتعلم العلم فليس بتائب.

ومن تاب ولم يزد في العبادة فليس بتائب.

ومن تاب ولم يرض الخصماء فليس بتائب.

ومن تاب ولم يغير لباسه و زينته فليس بتائب.

ومن تاب ولم يبدل اصحابه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يغير خلقه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يطو فراشه وبساطه فليس بتائب.

ومن تاب ولم يتصدق اى ولم يتصدق بفضل ما في يده فليس بتائب.

فاذا استبان من العبد هذه الخصال فهو تائب حقا.

جس نے توبہ کی اور علم نہیں سیکھا وہ توبہ کرنے والا نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اس نے عبادت میں اضافہ نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور دشمن کو راضی نہیں کیا وہ توبہ کرنے والا نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنے لباس اور زینت کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنے برے ساتھیوں کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔

اور جس نے توبہ کی اور اپنی بری عادات کو تبدیل نہ کیا وہ تائب نہیں۔
اور جس نے توبہ کی اور اپنا لباس وفرش نہ لپیٹا وہ تائب نہیں۔
اور جس نے توبہ کی لیکن صدقہ نہیں کیا یعنی جو زائد مال اس کے ہاتھ میں ہے اسے صدقہ نہ کیا وہ بھی توبہ کرنے والا نہیں۔
فرمایا کہ جب ایک بندے پر یہ خصلتیں ظاہر ہو جائیں تو وہ سچی توبہ کرنے والا ہے۔

مخلص توبہ کرنے والا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔
نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا قال العبد انی اخاف من اللہ ولم یکف عن الذنوب فھو کذاب عند اللہ غیر تائب.

واذا قال العبد انی اشتاق الی الجنۃ ولم یعمل لھا فھو کذاب غیر تائب

واذا قال العبد انی احب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیر اتباع السنۃ فھو کذاب غیر تائب.

واذا قال العبد انی اشتاق الی معانقۃ الحور ولم یقدم لھا مھرا فھو کذاب غیر تائب.

فان التائب حبیب اللہ و حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم.

جب ایک بندہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ اپنے آپ کو گناہوں سے نہ روکے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا ہے اور توبہ کرنے والا نہیں ہے۔
جب ایک بندہ کہے کہ میں جنت کا مشتاق ہوں اور اس کے لئے عمل نہ کرے تو وہ جھوٹا غیر تائب ہے۔
جب بندہ سنت کی پیروی کرنے کے بغیر کہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو وہ جھوٹا توبہ کرنے والا نہیں ہے۔
اور جب بندہ کہے کہ میں حور کے ساتھ معانقہ کرنے کا اشتیاق رکھتا ہوں لیکن حور کا حق مہر آگے نہ بھیجے تو وہ جھوٹا توبہ کرنے والا نہیں ہے۔

اس لئے کہ توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین O) ''بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (البقرہ ۲۲۲) (زبدۃ الواعظین)

کریم کا معاف کرنا:

ایک روایت میں ہے:

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک دن فرمایا:

یا کریم العفو. اے معاف کرنے والے کریم۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

أتدری ما کرم عفوہ؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ معاف کرنے والے کا کرم کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

اذا عفا عن عبدلم یرض بذلک حتی یبدل سیئاتہ حسنات.

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو معاف کرتا ہے تو وہ اس سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل نہ کر دے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات ط و کان اللہ غفورا رحیما O)

''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (الفرقان ۷۰)

حکایت: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوقات میں سے کسی وقت میں مدینہ طیبہ کی گلی میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کے سامنے ایک ایسا نوجوان آ گیا جس نے اپنے کپڑے کے نیچے کوئی چیز اٹھائی ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

ایها الشاب ما الذی تحمل تحت ثیابک؟

اے نوجوان یہ کیا ہے جو تو نے اپنے کپڑے کے نیچے اٹھا رکھا ہے؟

اس نوجوان نے شراب اٹھا رکھی تھی۔ لیکن اس نوجوان کو حیا آئی کہ وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہے کہ یہ شراب ہے۔ نوجوان نے اپنے دل میں کہا:

الھی ان لم تخجلنی عند عمر رضی اللہ تعالی عنہ ولم تفضحی و سترتنی عندہ فلا اشربُ الخمر ابدا.

یا اللہ اگر تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ کرے اور اس کے سامنے میرا پردہ رکھ لے (تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں) کہ میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا۔

نوجوان نے کہا: **یا امیر المؤمنین الذی احملہ خل.**

اے امیر المؤمنین جو چیز میں نے اٹھا رکھی ہے' یہ سرکہ ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ارنی حتی ازاہ. فکشفھا بین یدیہ فرآھا عمر وقد صارت خلا نقیعا.

مجھے دکھاؤ تاکہ میں دیکھوں۔ نوجوان نے ان کے سامنے اس چیز سے پردہ ہٹایا۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چیز کو دیکھا تو وہ خالص سرکہ بن چکی تھی۔

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فاعتبروا ایھا الاخوان حیث ان مخلوقا تاب من خوف عمر وھو ایضا مخلوق' فبدل اللہ خمرہ بالخل.

فلو تاب العاصی المفلس المذنب عن الاعمال الفاسدۃ خوفا من اللہ تعالی لبدل اللہ تعالی خمر سیئاتہ بخل الطاعات لا یکون عجبًا من لطفہ و کرمہ.

اے بھائیو! عبرت حاصل کرو۔ اس طرح کہ ایک مخلوق حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف سے توبہ کرے حالانکہ وہ بھی مخلوق ہیں تو اللہ تعالیٰ نوجوان کی شراب کو سرکہ سے بدل دیتا ہے۔

پس اگر ایک مفلس گناہگار اپنے اعمال فاسدہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ

کرے تو وہ یقیناً اس گناہگار بندے کے گناہوں کی شراب کو طاعات کے سرکہ کے ساتھ تبدیل فرما دے گا اور یہ بات اس کے لطف و کرم سے کوئی عجیب تر بھی نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنت ط و کان اللہ غفورا رحیما O)

''تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان ۷۰)(من اساس الدین)

گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا:

اخطأت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فما الحیلة؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا ہو گئی (اس کی معافی کا) کیا حیلہ ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

التوبة فان التوبة تغسل الحوبة.

(گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ) توبہ ہے کیونکہ توبہ گناہ کو دھو ڈالتی ہے۔

(کذا فی خلصۃ الحقائق)

رحیم و کریم رب:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ زاروقطار رو رہے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما یبکیک یا عمر رضی اللہ تعالی عنه؟	اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟
فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه.	عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا:
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فی الباب شابا و قد احرق فؤادی بکاہ.	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے میں ایک نوجوان ہے جس کے رونے نے میرے دل کو جلا دیا۔

فقال علیه الصلوٰة والسلام ادخله علی. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ شخص رو رہا تھا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رونے کا سبب پوچھا:

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میرے گناہوں کی کثرت نے رلا دیا اور مجھے جبار کا خوف ہے کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوگا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تو نے شرک کیا ہے؟

اس نے جواباً عرض کیا ''نہیں''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے کسی انسان کو ناحق قتل کیا ہے۔

اس نے کہا ''نہیں''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سات زمینوں اور سات آسمانوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گناہ ساتوں آسمانوں اور قائم پہاڑوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیرے گناہ کرسی سے بڑے ہیں؟

اس نے کہا: ہاں میرے گناہ اس سے عظیم ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیرے گناہ عظیم ہیں یا عرش؟

اس نے کہا: میرے گناہ اس سے عظیم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے گناہ بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ یعنی رب ذوالجلال کی رحمت اور بخشش۔

اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عظیم وجلیل رب ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے اپنا ایک گناہ تو بتاؤ۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے شرم نہ کرو بلکہ اپنا ایک گناہ مجھے بتاؤ۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سات برس سے کفن چرا رہا تھا یہاں تک کہ انصار کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اس کی قبر سے کفن چرایا اور میں نے اسے کفن سے باہر نکال لیا۔ مجھ پر شیطان غالب آ گیا۔ میں اس کی طرف واپس پلٹا اور اس کے ساتھ جماع کیا۔ مجھے انصار کی فوت شدہ لڑکی نے کہا :

اما تستحیی من دیوان اللہ یوم یضع کرسیہ للقضاء و یاخذ حق المظلوم من الظالم و قد ترکتنی عریانۃ فی عسکر الموتی واوقفتنی جنبا بین یدی اللہ.

کیا تجھے اللہ تعالیٰ کی عدالت سے حیا نہیں آتا کہ جس دن اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے کے لئے اپنی کرسی رکھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا۔ تحقیق تو نے مجھے مردوں کی جماعت میں ننگا کر کے چھوڑ دیا ہے اور تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جنابت کی حالت میں کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گناہ کو سن کر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے ارشاد فرمایا: اے فاسق یہاں سے چلے جاؤ۔ واقعی تیرا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔

وہ نوجوان روتے آہ و زاری کرتے ہوئے صحرا کی طرف نکل گیا۔ سات دن تک نہ اس نے کچھ کھایا' پیا اور نہ وہ سویا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم میں جو طاقت تھی وہ ختم ہو گئی اور ایک مقام پر وہ گر پڑا۔ اس نے سجدہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو مٹی پر رکھا اور کہنے لگا:

یا اللہ میں تیرا گناہگار' خطاکار بندہ ہوں۔ میں تیرے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر گیا تاکہ وہ تیری بارگاہ میں میری سفارش کریں لیکن جب انہوں نے میرے عظیم گناہ کو سنا تو اپنے دروازے سے مجھے چلے جانے کا حکم فرمایا۔ آج میں یا اللہ تیرے دروازے پر آ گیا ہوں تاکہ تو اپنے حبیب کو سفارش کرے۔ اس لئے کہ تو اپنے بندوں پر بے پناہ رحم فرمانے والا ہے۔ اب میری امید صرف اور صرف تیری ذات سے وابستہ ہے۔ اگر اس طرح نہیں کرتا تو اپنی طرف سے ایک آگ بھیج اور تو ہی مجھے اپنی اس دنیا میں جلا دے۔ اس سے پہلے کہ تو مجھے اپنی آخرت میں جلائے۔

پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے۔

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے اس کی طرف سے سلام ہے اور اسی کی طرف سلام لوٹتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ نے میرے بندے کو پیدا کیا؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور اپنے بندے کو پیدا فرمایا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ بندوں کو رزق دیتے ہیں؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے اور مجھے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا آپ ان کی توبہ کو قبول کرتے ہیں؟

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو آپ کی طرف بھیجا اور اس نے اپنے گناہوں میں سے صرف ایک گناہ کو آپ کے سامنے ظاہر کیا اور آپ نے صرف اس کے ایک گناہ کے سبب سے اس قدر شدید اعراض فرمایا ہے تو کل ان آنے والے گناہگاروں کا کیا حال ہوگا جو آپ کے پاس پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر سفارش کرانے کے لئے حاضر ہوں گے۔ حالانکہ آپ میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ مومنین کے لئے رحیم بنیں، گناہگاروں کے لئے شفیع بنیں اور میرے بندہ کی لغزش کو معاف کر دیں۔ پس بے شک میں نے اپنے بندے کے گناہ کو بخش دیا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کو اس بندہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جب اسے پا لیا تو اسے بخشش اور گناہ کے معاف ہونے کی خوشخبری سنائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز مغرب پڑھا رہے تھے۔ اس نماز کی حالت میں آنے

والوں نے آپ کو پایا۔ سب آنے والوں نے نماز مغرب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی۔ آپ نے نماز کے دوران قرأت کرتے ہوئے سورہ فاتحہ شریف کے ساتھ سورۃ التکاثر کو ملایا۔ جب آپ نے قرآن کی تلاوت کی:

الھاکم التکاثر ○ حتی زرتم المقابر ○

''تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔''

(التکاثر ۱-۲)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کرتے کرتے حتی زرتم المقابر پر پہنچے تو اس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا۔ جب لوگوں نے نماز مکمل کی تو انہوں نے دیکھا کہ نوجوان مر چکا ہے اور دنیا چھوڑ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

(مشکوٰۃ الانوار)

جلسہ نمبر ۶۹

سعادت اور شقاوت کا بیان

کل نفس بما کسبت رھینة الا اصحب الیمین فی جنت یتسائلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین و کنا نخوض مع الخائضین و کنا نکذب بیوم الدین حتی اتنا الیقین فما تنفعھم شفاعة الشافعین.

ترجمہ: ''ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بے ہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔''

(سورۃ المدثر آیت ۳۸ تا ۴۸)

سعادت اور شقاوت کا بیان

تفسیری نکات:

(کل نفس بما کسبت رھینة ٥ الا اصحب الیمین ٥ فی جنت یتسائلون ٥ عن المجرمین ٥ ما سلککم فی سقر ٥)

"ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے۔ تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر جان اللہ تعالیٰ کے پاس گروی ہے۔

رھینة. شیتمة کی طرح مصدر ہے اور یہ مفعول کے معنی میں ہے۔ جس طرح رہن مصدر مفعول کے معنی میں ہوتا ہے۔

اگر رھینة صیغہ صفت مشبہ ہوتا تو پھر یہ رھین ذکر کیا جاتا ہے۔

اصحاب الیمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اعمال کر کے اپنی گردنوں کو آزاد کرالیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ نہیں اس سے مراد بچے ہیں۔

وہ ایسے باغات میں ہوں گے کہ جن کی صفات کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جنات اس کی نحوی تحقیق کے بارے میں دو قول ہیں۔

۱- یہ اصحاب الیمین سے حال ہے۔

۲- یتسائلون میں جو ضمیر ہے۔ اس سے حال ہے۔

یتسائلون عن المجرمین اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ دوزخی آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مجرموں کے علاوہ دوسرے لوگ جو ہیں۔ وہ ان سے پوچھیں گے۔ جس طرح کہ مخاطب کے قول توعدناہ میں۔ اس کا معنی یہ ہے ہم نے اس سے وعدہ لیا یا ہم نے اس کو ڈرایا۔

(قالوا لم نک من المصلين ٥ ولم نک نطعم المسكين ٥ وكنا نخوض مع الخائضين ٥ وكنا نكذب بيوم الدين ٥ حتى اتنا اليقين ٥ فما تنفعهم شفاعة الشافعين ٥)

''وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بے ہودہ فکر کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔''

جب سوال کرنے والے مجرموں سے سوال کریں گے تو ان کے درمیان جو بات چیت ہوگی اور جو وہ جواب دیں گے اس کا یہاں ذکر فرمایا۔

مجرمین سائلین کو درج ذیل جواب دیں گے۔

۱- ہم نماز واجبہ کو ادا نہیں کرتے تھے۔

۲- ہم پر جن کے بارے میں خرچ کرنا واجب تھا' ہم وہ خرچ نہیں کرتے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کفار فروع کے مخاطب ہیں۔

۳- جو برائی کا کام کر رہے ہوتے تھے' ہم بھی ان کے ساتھ شروع ہو جاتے تھے۔

۴- یوم قیامت کا انکار کر کے اسے جھٹلاتے تھے۔

یہی امور قبیحہ کرتے کرتے ہمیں موت آ گئی یا اس کی نشانیاں ہم نے دیکھ لیں۔

ان لوگوں کی اگرچہ سب بھی سفارش کریں تو سفارش کرنے والوں کی سفارش قبول نہیں ہوگی۔

یوم قیامت کا ذکر اس کی تعظیم کے پیش نظر مؤخر کیا یعنی دوزخی لوگ کہیں گے کہ یہ سارے بے ہودہ کام کرنے کے باوجود ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔

(قاضی بیضاوی)

چند آیات کی تفسیر:

حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو صالح کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون.

''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل

دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔" (البقرہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے یہ دوزخیوں کے لئے فرمایا جبکہ وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔ تم نکلو۔ ان کے لئے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے پس جب وہ جہنمی ان کو کھلا ہوا دیکھیں گے تو نکلنے کا ارادہ کرتے ہوئے ان دروازوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ایمان دار لوگ جنت میں اپنے تختوں پر بیٹھ کر ان کو دیکھ رہے ہوں گے۔ جب وہ دوزخی نکلنے کے لئے دوزخ کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو ان کے سامنے دروازوں کو بند کر دیا جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(اللہ یستھزئ بھم) اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

جب دوزخیوں کے سامنے دوزخ کے دروازے بند ہو جائیں گے تو اس سے ایماندار لوگ مسکرا رہے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون ○ علی الآرائک ینظرون ○ ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون ○)

"تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں۔ تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں کیونکہ کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے کیے کا۔" (المطففین ۳۴-۳۶)

حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن بشار نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خبر دی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

(فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون ○)

"تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں۔" (المطففین ۳۴)

کے بارے میں فرمایا کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بے شک جنت اور دوزخ کے درمیان ایک روشندان ہے۔ پس جب ایک مومن اپنے دنیاوی دشمن کو دیکھنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اس روشندان کے بعض حصہ سے اس کو دیکھ لے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں فرمایا:

(فاطلع فراہ فی سواء الجحیم ○)

"پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا۔" (الصفت ۵۵)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ اس نے جھانکا۔ پس دیکھا کہ قوم بکثرت جوش دی جارہی ہے۔ (تذکرۃ القرطبی)

دوزخیوں کا سخت ترین عذاب:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں پر عذاب کو مسلط کیا جائے گا اور ان پر بھوک کا عذاب تمام عذابوں میں سے سخت ترین عذاب ہوگا۔ دوزخی روئیں گے۔ کھانا طلب کریں گے۔ زبانیہ (عذاب پر مامور فرشتے) ان کو ضریع کھلائیں گے۔

نوٹ: ضریع سے مراد وہ جھاڑی ہے جو جنگل میں ہوتی ہے۔ جب اونٹ اسے کھاتا ہے تو وہ اس کے حلق میں پھنس جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اونٹ مر جاتا ہے۔

جب دوزخی ضریع نامی جھاڑی کو کھائیں گے تو وہ ان کے حلق میں جا کر ٹھہر جائے گی۔ پھر وہ اسے نیچے اتارنے کے لئے پانی طلب کریں گے۔ پس انہیں کھولتے ہوئے گرم پانی کا ایک پیالہ دیا جائے گا جب وہ اس پیالہ کو اپنے منہ کے قریب کریں گے تو دوزخیوں کے منہ کا چمڑا اس پانی کی شدت حرارت کی وجہ سے اس پیالہ کے اوپر پڑے گا۔ جب دوزخی اس پانی کو پئیں گے تو ان کے پیٹ میں ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ پس وہ دیکھیں گے اور زبانیہ کے سامنے آہ و زاری کریں گے تو وہ کہیں گے کہ

الم یاتکم نذیر فی الدنیا؟ فیقولون بلی ولکن لم نسمع کلام الرسل ولم نصدقھم.

کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والے نہیں آیا تھا؟ دوزخی کہیں گے کیوں نہیں (یعنی ضرور آیا تھا) لیکن ہم نے رسولوں کے کلام کو نہیں سنا اور نہ ہی ان کی تصدیق کی۔

زبانیہ فرشتے ان سے کہیں گے کہ اب تمہارا یہ جزع فزع کرنا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا۔

پھر دوزخی مالک داروغہ جہنم کے پاس فریاد کریں گے لیکن وہ ایک ہزار سال تک ان کو جواب نہیں دے گا۔ جب ایک ہزار سال ہو جائے گا تو مالک داروغہ دوزخ ان سے کہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ونادوا یملک لیقض علینا ربک ط قال انکم ماکثون o)

''اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔'' (الزخرف ۷۷)

پھر وہ دوزخی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اور کہیں گے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

(قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوماً ضالین٥)

''کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔'' (المؤمنون ۱۰۶)

یعنی جو شقاوت بدبختی تو نے ہمارے مقدر میں لکھ دی تھی ہم اس سے جان چھڑا کر ہدایت حاصل نہ کر سکے اور ہم ہدایت سے منہ موڑنے والی قوم کے لوگ تھے۔

پھر وہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔

(ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظالمون ٥)

''اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔'' (المؤمنون ۱۰۷)

مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں دوزخ کی آگ سے تو ایک دفعہ نکال دے۔ اس کے باوجود معصیت کا کام کریں یا ہم سے ایسا کام ہو جائے جس کو تو ناپسند کرتا ہو۔ تو پھر یقیناً ہم ظالم لوگ ہیں یعنی دوزخی کہیں گے کہ ہمارے رب اگر ہم اس کے بعد بھی معصیت کا کام کریں تو تو ہمیں دوزخ میں داخل فرما دینا اور دوزخ کے عذاب میں سے جو عذاب دینا چاہے ہمیں دینا۔ ایک ہزار سال گزرنے کے بعد رب ذوالجلال کی طرف سے دوزخیوں کو یہ جواب ملے گا۔

(قال اخسوا فیھا ولا تکلمون ٥)

''رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔''

(المومنون ۱۰۸)

اے دوزخیو تم دوزخ میں خاموش پڑے رہو اور عذاب کو رفع کرنے کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو۔ بے شک میں تم سے عذاب کو رفع نہیں کروں گا کیونکہ دوزخ سوال کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت دوزخی مایوس' ذلیل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں بات کرنے پر قدرت نہ رہے گی۔ کتے کی آواز کی طرح ان

کی آواز کو داغ دیا جائے گا بالآخر دوزخی ہر قسم کی خیر سے محروم ہو جائیں گے۔

(تفسیر یٰسین)

سعید ترین شخص:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اسعد الناس بشفاعتک یوم القیامۃ؟ قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الہ الا اللہ مخلصا من قلبہ.)

قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے سب سے زیادہ سعادت مند کون ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بروز قیامت میری شفاعت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر وہ سعادت مند ہوگا جس نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا۔

ایک اور روایت میں ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وما اخلاصھا؟ قال تحجزہ عن محارم اللہ تعالی.

جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا' وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے محارم سے اپنے آپ کو بچانا۔ (تذکرۃ القرطبی)

دوزخ کی آگ کا فدیہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا جمع اللہ تعالی الخلائق یوم القیامۃ اذن لامۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی السجود. فیسجدون فیسبحون فیہ طلویلا ثم یقال ارفعوا رؤسکم فقد جعلنا اعداء کم فدائکم من النار.

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو سجدہ کرنے کا اذن ملے گا' وہ سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ تحقیق ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہاری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ بنا دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان ھذہ الامۃ مرھونۃ عذابھا بایدیھا. فاذا کان یوم القیامۃ دفع اللہ الی کل رجل من المسلمین رجلا من المشرکین فیقال ھذا فدائک من النار.

بے شک یہ ایسی امت ہے کہ جس کا عذاب اس کے ہاتھوں میں رہن رکھا گیا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان مرد کو ایک مشرک مرد دے گا اور ساتھ یہ کہا جائے گا کہ یہ مشرک مرد اے مسلمان مرد تیری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی عطا فرما دے گا اور حکم ہوگا اے مسلمان یہ یہودی یا عیسائی تیری طرف سے دوزخ کی آگ کا فدیہ ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لایموت رجل مسلم الا ادخل اللہ مکانہ من النار یھودیا او نصرانیا.

(الحدیث)

جب بھی کوئی مسلمان مرد مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر ایک یہودی یا عیسائی کو دوزخ میں داخل فرما دیتا ہے۔ (تذکرۃ القرطبی)

دنیا کا حال:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الزھد فی الدنیا یریح القلب والجسد والرغبۃ فیھا تتعب القلب والبدن.

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا' دل اور جسم کی راحت کا باعث ہے۔ دنیا میں رغبت رکھنا دل اور جسم کو تھکا دیتا ہے۔ (طریقہ محمدیہ)

حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان :

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابویزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

ما غلبنی احد الا واحد من اهل بلخ قدم علینا فقال لی. یا ابا یزید ماحد الزهد عندکم؟ قال اذا وجدنا اکلنا واذا فقدنا صبرنا. فقال تفعل هذا کلاب بلخ قلت فما حد الزهد عنکم؟ فقال اذا فقدنا صبرنا واذا وجدنا آثرنا.

اہل بلخ میں سے ایک شخص کے علاوہ کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکا۔ وہ ایک دن میرے پاس آیا اور مجھے کہا: اے ابویزید رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک زہد کی حد کیا ہے؟ آپ نے جواباً کہا کہ جب ہمیں مل جائے تو ہم کھا لیتے ہیں اگر نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ بلخ کے کتے جو ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ (مل گیا تو کھا لیا ورنہ صبر کر لیا)

حضرت ابویزید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک زہد کی حد کیا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ ہمیں نہ ملے تو صبر کرتے ہیں جب مل جائے تو اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من بات فی طلب الحلال اصبح مغفورا له.

جس شخص نے حلال رزق طلب کرنے میں رات گزاری تو جب وہ صبح کرے گا تو اس کی بخشش ہو چکی ہو گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت والنار اولی به.

جو گوشت حرام سے بڑھا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا بلکہ آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سعادت مندی کی گیارہ علامتیں :

بزرگ فرماتے ہیں کہ سعادت مندی کی گیارہ علامتیں ہیں:

۱- دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں دلچسپی۔
۲- انسان کی طاقت عبادت اور تلاوت قرآن میں صرف ہو۔
۳- بہت ہی کم گفتگو کرنے والا ہو۔
۴- پانچ نمازیں باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے۔
۵- حرام اور مشتبہ امور چاہے زیادہ ہوں یا کم ان میں پرہیزگاری۔
۶- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔
۷- تکبر سے دور ہو عاجزی کا پیکر ہو۔
۸- کرم نوازی کرنے والا سخی ہو۔
۹- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ رحم کرنا۔
۱۰- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچائے۔
۱۱- موت کو بکثرت یاد کرنے والا ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

بدبختی کی گیارہ نشانیاں :

علماء فرماتے ہیں کہ بدبختی کی بھی گیارہ نشانیاں ہیں :

۱- مال کے جمع کرنے کا حرص۔
۲- اس کی طاقت دنیا کی لذات اور شہوات میں خرچ ہو۔
۳- بکثرت غیبت اور بے ہودہ گفتگو کرنے والا ہو۔
۴- پانچ نمازوں کی ادائیگی میں سستی کرنے والا ہو۔
۵- برے لوگوں کی مجلس کو اختیار کرے۔
۶- بداخلاق ہونا۔
۷- تکبر اور غرور کرنے والا ہونا۔
۸- لوگوں کی منفعت کو روک لینا۔
۹- ایمان داروں پر بہت کم رحم کرنے والا ہونا۔

۱۰- بخیل ہونا۔

۱۱- موت کو بھلانے والا ہونا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کو موت یاد ہو تو وہ کھانا کھلانے اور مسلمان مرد و عورتوں پر رحم کرنے سے روک نہیں سکتا۔ (تنبیہ الغافلین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علامة الشقادة اربعة : نسيان الذنوب الماضية وهى عند الله محفوظة و ذكر الحسنات الماضية ولا يدرى أقبلت ام ردت. والنظر الى فوقه فى الدنيا والنظر الى من دونه فى الدين. يقول سبحانه و تعالىٰ : اردنك فلم تردنى فتركتك.

بدبختی کی چار علامات ہیں:

۱- گزشتہ گناہوں کو بھلا دینا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہیں۔

۲- گزشتہ نیکیوں کو یاد کرنا حالانکہ نیکی کرنے والا یہ نہیں جانتا کہ اس کی وہ نیکیاں مقبول ہیں یا مردود۔

۳- دنیا داری میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھنا۔

۴- دین کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تیرا ارادہ کیا لیکن تو نے میرا ارادہ نہ کیا لہٰذا اے انسان میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ (منہاج المتعلم)

ضرورت مندوں کا خیال کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ايما مسلم كسا مسلما ثوبا على عرى كساه الله تعالى من خضر الجنة وايما مسلم اطعم مسلما على جوع اطعمه الله تعالى من ثمار الجنة وايما مسلم سقى مسلما على ظماء سقاه الله تعالى من الرحيق المختوم.

جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے ننگے ہونے کی وجہ سے کپڑے پہنائے تو اللہ تعالیٰ

اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کی بھوک کی وجہ سے کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی وجہ سے پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے رحیق مختوم سے سیراب فرمائے گا۔

جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

اذا لمرء کان لہ فکرۃ
ففی کل شئی لہ عبرۃ

(مشکوٰۃ المصابیح)

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دن کو خرید و فروخت کا کاروبارہ کرتا تھا اور وہ اپنے نفس سے کہتا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

ایک دن وہ اپنے گھر سے اپنے سامان کو بیچنے کے لئے نکلا۔ وہ ایک امیر کے دروازے پر آیا۔ اپنے سامان کا نام لے کر اس نے آواز دی۔ امیر کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر ایک انتہائی خوبصورت تاجر کھڑا ہے۔ اس نے اس جیسا حسین و جمیل پہلے نہیں دیکھا تھا۔ امیر کی بیوی کا دل اس پر عاشق ہو گیا۔

عورت نے اس تاجر کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور کہنے لگی کہ اے تاجر مجھے تیرے ساتھ محبت ہے۔ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے' بہت سارے ریشم کے اور اس کے علاوہ کپڑے ہیں۔ تو اپنے اس تھوڑے ساز و سامان کو چھوڑ' اپنا لباس اتار دے' مجھ سے لے کر ریشم کا لباس پہن' مجھ سے ہی بہت سارا مال لے لے۔ تاجر کا دل بھی اس کی طرف راغب ہو گیا۔

لیکن اس تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس اللہ تعالیٰ سے ڈر پھر اس نے کہا کہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

عورت نے کہا: قسم بخدا میں اس وقت تک دروازہ نہیں کھولوں گی جب تک کہ تو اپنے نفس کو میرے حوالے نہ کر دے۔ تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پھر اس نے ایک لمحہ کے لئے اس عورت سے نجات حاصل کرنے کے لئے غور و فکر کیا۔ پھر کہا:

اے امیر شخص کی زوجہ! تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ چنانچہ اس نے وضو کیا' گھر کے اوپر چڑھ کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس نے جب

زمین کی طرف نظر کی تو اسے زمین بیس ہاتھ کی مقدار دور نظر آئی۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے اپنے رب سے نجات طلب کرنے کے لئے مناجات کی اور عرض کیا:

اے میرے رب میں نے ستر سال تیری عبادت کی۔ تو مجھے اس عورت کے شر سے چھٹکارا عطا فرما ورنہ پھر میں بھی اس کے ساتھ ہی تیری بارگاہ میں آؤں گا اور اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر' اے میرے نفس تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

چنانچہ اس نے اسی وقت اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام تو جلدی سے میرے اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس نے میرے خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو زمین پر گرایا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جلدی سے نیچے اترے اور اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اٹھا لیا۔ جس طرح کہ ماں اپنے بچے کو اٹھا لیتی ہے اور پرندہ کی طرح اسے زمین پر بٹھا دیا۔

پھر وہ شخص اس عورت کے شر سے چھٹکارا حاصل کرنے اور رہائی ملنے پر خوش خوش ہوتا ہوا گھر چلا گیا۔ اسی دوران اس کے گھر والے انتہائی سخت بھوک' غم اور پریشانی کی حالت میں اس کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔ اس کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص اس عابد کے پاس آیا تاکہ اس سے ایک روٹی بطور قرض لے۔

عابد نے کہا: قسم بخدا ہمارے پاس تو اتنے دنوں سے روٹی نہیں ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ہمارے تنور کو دیکھ لیں۔ جب قرض لینے والے نے عابد کے تنور کو جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں پکی ہوئی روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس نے عابد کو اطلاع دی۔ سب نے وہ روٹیاں کھائیں۔ گھر والے تعجب کرنے لگے اور اسے کہا کہ یہ تیری کرامت ہے۔ ہماری طرف سے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن اس میں راز کیا ہے؟ عابد نے راز کو منکشف کیا۔ اس کے تمام اہل و عیال نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاہ و یرزقہ من حیث لا یحتسب)

''اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔'' (الطلاق ۲-۳) (زبدۃ الواعظین)

بچوں کی سفارش:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت قائم ہو گی۔ لوگ' فرشتے اور جن صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔ اس دوران مسلمانوں کے بچے آئیں گے اور وہ بھی صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ مسلمانوں کے بچوں کو لے جا کر جنت میں داخل کر دیں۔ مسلمانوں کے سب بچے جنت کے دروازے پر آ جائیں گے اور وہیں رک جائیں گے اور سب کہیں گے:

این آبائنا و امهاتنا؟ وان دخول الجنة بغير آبائنا و امهاتنا ليس بمناسب لنا.

ہمارے باپ اور ہماری مائیں کہاں ہیں؟ بے شک ہمارا باپ اور ماؤں کے بغیر جنت میں داخل ہونا ہمارے لئے مناسب نہیں۔

فرشتے ان بچوں سے کہیں گے:

ان آبائكم و امهاتكم ليسوا مثلكم لانهم عصوا ربهم واتبعوا انفسهم وشياطينهم واستوجبوا النار.

بے شک تمہارے باپ اور تمہاری مائیں تمہارے جیسے نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی' اپنے نفسوں اور شیاطین کی پیروی کی۔ جس کی وجہ سے وہ جہنم کے حقدار بن گئے۔

جب مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے بارے میں یہ جواب سنیں گے تو وہ سخت قسم کی چیخ ماریں گے اور بکثرت رونا شروع کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر رب ہے۔ وہ فرمائے گا:

يا جبرئيل عليه السلام ما هذه الصيحة؟

اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا چیخ و پکار ہے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ یا اللہ یہ مسلمانوں کے بچوں کی چیخ و پکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جنت کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اپنے باپ اور ماؤں کے بغیر جنت کی لذت کی حاجت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید

رکھتے ہیں کہ ہمارے والدین کو معاف فرما دے گا اور ان کے گناہوں سے ہماری وجہ سے درگزر فرمائے گا اور انہیں ہمارے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا ورنہ ہمیں بھی اپنے والدین کے ساتھ دوزخ میں داخل فرما دے۔ اسی وقت رب ذوالجلال کی طرف سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہو گا:

اذهب واجلب آبائهم وامهاتهم من اى مكان كانوا. فسلمهم الى اطفالهم لانى قد غضرت ذنوبهم بشفاعتهم وادخلهم معهم الجنة.

آپ جائیں اور ان بچوں کے والدین جہاں بھی ہوں' ان کو وہاں سے تلاش کر کے لا کر ان کے ان بچوں کے سپرد کر دیں کیونکہ میں نے ان کے بچوں کی سفارش کی وجہ سے ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور میں نے ان کو ان کے بچوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیا ہے۔

فاذا سمعوا هذا الكلام من الله تعالى فرحوا سروا ووجدوا آبائهم وامهاتهم واخذوا بايديهم ودخلوا الجنة معهم.

جب مسلمانوں کے بچے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کلام کو سنیں گے تو وہ خوش اور مسرور ہوں گے۔ بچے اپنے باپ اور ماؤں کو پا لیں گے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں ان کے ساتھ داخل ہوں گے۔ (یہ ایک حدیث پاک کا مضمون ہے)

جلسہ نمبر ۰ ۷

احوال نفس کا بیان

ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیره.

ترجمہ: ''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے۔'' (سورۃ القیامۃ آیت ۱۳ تا ۱۵)

احوال نفس کا بیان

آیت کی تفسیر:

(ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخرہ بلا الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ○)

''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے۔ جب بھی نہ سنا جائے گا۔'' (القیامۃ ۱۳-۱۴-۱۵)

مقدم اور مؤخر کرنے سے کیا مراد ہے۔ اس میں چند اقوال ہیں۔

۱- جو اس نے عمل کر کے آگے بھیجا اور وہ چیز کہ جس پر عمل نہ کر کے اس کو مؤخر کر دیا۔

۲- اس سے مراد وہ عمل ہے کہ جو اس نے کر کے مقدم کیا اور مؤخر کرنے سے وہ اچھی سنت ہے۔ جو اس نے ترک کر دی یا وہ برا طریقہ کہ جس پر اس نے بعد میں عمل کیا۔

۳- آگے بھیجنے سے مراد وہ مال ہے جو اس نے صدقہ کر دیا اور مؤخر کرنے سے مراد وہ مال ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا۔

۴- مقدم کرنے سے مراد اس کا اولیں عمل ہے اور مؤخر کرنے سے مراد اس کا آخری عمل ہے۔

بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ سے مراد یہ ہے کہ یہ انسان کے اعمال پر واضح دلیل ہے کیونکہ اس نے اپنے اعمال کا مشاہدہ کیا۔ بصارت کے ساتھ اسے مجازی طور پر متصف کیا گیا یا بعینہ دیکھنا مراد ہے لہٰذا اس کی خبر دینے کی محتاجی نہیں ہے۔

ولو القی معاذیرہ سے مراد یہ ہے کہ جتنا اس کے لئے ممکن ہو کہ وہ اپنے عذر پیش کرے۔

معذرۃ کی جمع معذار ہے۔ جو کہ خلاف قیاس ہے جیسا کہ مناکیر منکر کی خلاف قیاس جمع ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اس کی جمع معاذیر آئے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ بہر حال اس میں نظر ہے۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات:

(ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر)

''اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا۔'' (القیامۃ ۱۳)

قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وہ عمل کہ جس کے بارے میں دوسرے کو بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ عمل خود انسان کی ذات کے اوپر دلیل ہوتا ہے۔ (تفسیر)

(حتّٰی اذا ما جاء وھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون)

''یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔'' (حم السجدہ ۲۰)

(وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا ط قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی وھو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون)

''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے۔'' (حم السجدہ ۲۱)

کلمہ طیبہ کی برکت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے میرے رب! میں چاہتا ہوں کہ میں دار دنیا میں ہی پل صراط اور میزان کو دیکھ لوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت داؤد علیہ السلام آپ اس طرح کی وادی کی طرف چلے جائیں۔

(جب آپ وہاں گئے) تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سارے حجابات دور فرما دیئے اور آپ نے پل صراط اور میزان کو انہی صفات پر دیکھا جو ان کی صفات احادیث میں بیان کی گئی تھیں۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ان کو دیکھنے کے بعد زار و قطار رونے لگے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

الهی من یقدر من عبادک ان یملأ کفة المیزان بالحسنات.

یا اللہ تیرے بندوں میں سے کون اس بات پر قادر ہے کہ وہ میزان کے پلڑے کو نیکیوں سے بھر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فوعزتی و جلالی من قال لا اله الا الله محمد رسول الله مرة واحدة بالاعتقاد عبر علی الصراط کالبرق الخاطف و من تصدق بمثل تمرة لاجلی یملأ المیزان. المیزان اعظم من جبل قاف.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جس شخص نے سچے اعتقاد کے ساتھ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ تو وہ اچکنے والی بجلی کی طرح پل صراط سے گزرے گا اور جس شخص نے میری رضا کو حاصل کرنے کی خاطر ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا تو اس کا یہ صدقہ کرنا میزان کو بھر دے گا۔ ''میزان جبل قاف سے بہت بڑا ہے۔'' (مشارق الانوار)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

(انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا و آثارهم و کل شئی احصیناه فی امام مبین)

''بے شک ہم مردوں کو بلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔''

(یٰسین ۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبروں سے اٹھانے کے وقت مردوں کو زندہ کریں گے نیز انہوں نے جو اچھے یا برے اعمال کئے ہیں ہم ان کو لکھ رہے ہیں نیز ان کے نشانات بھی محفوظ ہو رہے ہیں جو انہوں نے اپنی حیات مستعار میں اچھا طریقہ جاری کیا یا برا طریقہ جاری کیا۔

موت سے پہلے صدقہ کرنے کی فضیلت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لان یتصدق المرء فی حیاته بدرهم خیر له من ان یتصدق بمائة درهم عند موته.

ایک انسان اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے۔ یہ اس کے لئے موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (مشکٰوۃ المصابیح)

سورہ یٰسین شریف کی آیت کا شان نزول:

(ونکتب ما قدموا و آثارھم) ''اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔'' (یٰسین ۱۲)

مفسرین فرماتے ہیں آثار سے مراد مسجد کی طرف چلنے والے قدم مراد ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بن سلمہ کے لوگوں نے آقا علیہ الصلٰوۃ والسلام سے مسجد نبوی سے اپنے گھروں کے دور ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالٰی نے (ونکتب ما قدموا و آثارھم) آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں کو مسجد نبوی کے قریب منتقل کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو جائے۔

آقا علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

یا بنی سلمة الا تحبون آثارھم فاقاموا.

اے بنی سلمہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارے قدموں کے نشانات کو لکھا جائے۔ حضور کا یہ فرمان سن کر وہ لوگ اپنی اپنی جگہ مقیم ہو گئے۔

مسجد کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت:

حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اعظم الناس اجرا فی الصلٰوۃ ابعدھم ممشی والذی ینتظر الصلٰوۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام.

نماز کے بارے میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس شخص کے لئے ہے کہ جو دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جماعت کا وقت آنے پر باجماعت نماز ادا کرتا ہے وہ اس شخص سے اجر کے لحاظ سے زیادہ ہے جو نماز پڑھتا ہے پھر سو جاتا ہے۔

(وکل شئی احصیناه) ''اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے''

مفسرین فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں محفوظ کر لیا ہے اور ان کو شمار کر لیا ہے اور اسے بیان کر دیا ہے۔

(فی امام مبین) ''ایک بتانے والی کتاب میں۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

غموں کا علاج:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من عسرت علیه حاجته فلیکثر من الصلوة علی فانها تکشف الهموم والغموم والکروب وتکثر الارزاق و تقضی الحوائج۔

جو شخص تنگدست ہو جائے پس وہ میری ذات پر بکثرت درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف پڑھنا پریشانیوں' غموں اور تکالیف کو دور کر دیتا ہے اور رزق کی فراوانی اور ضروریات کے پورا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

درود پڑھنے کی برکت:

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ان میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک کاتب میرا پڑوسی تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کاتب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ بزرگ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ کاتب نے جواباً کہا کہ میں جب بھی کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کو لکھتا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر درود شریف ضرور پڑھتا تو میرے رب نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا۔ (من دلائل الخیرات)

میزان کا پلڑا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: میزان کے دو پلڑے ہیں۔ ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ (تبصرہ)

دو کلمات کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان. حبیبتان الی الرحمن: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.

دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہوں گے۔ رحمٰن کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں اور وہ دو کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ اللہ پاک ہے اور اس کے لئے حمد ہے۔ سبحان اللہ العظیم عظیم اللہ پاک ہے۔ (بخاری شریف)

اچھا کام جاری کرنے کا ثواب:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ایک طریقہ رائج کیا یعنی اسلام میں اور اس اچھے طریقے کی اقتداء کی جاتی ہے تو اس اچھے طریقہ کو جاری کرنے والے کے لئے اپنے عمل کا اور اس پر دیگر عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔

یعنی اس شخص کے اچھے طریقہ کو جاری کرنے کے بعد جس جس شخص نے بھی اس کو اپنایا تو ان تمام کے نیک اعمال کرنے کا ثواب جہاں انہیں ملے گا وہاں اس کام کے جاری کرنے والے کو بھی ملے گا۔

اور جس شخص نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو جہاں اسے خود برے کام کا گناہ ہوگا وہاں اس برے کام کو اپنانے والوں کا گناہ بھی اس کو ہوگا۔ یعنی جہاں اس شخص کو برے عمل کی وجہ سے گناہ ہوگا وہاں جس جس نے اس کی اقتداء کی، اسے بھی اس کا گناہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

ان چار باتوں سے غافل نہ ہوں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے ان چار چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی۔

۱- اس کی زندگی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا؟
۲- اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں بوسیدہ کیا؟
۳- اس کے علم کے بارے میں کہ کتنا اس پر عمل کیا؟
۴- اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

(تنبیہ الغافلین)

بروز قیامت چار لوگوں کی معذرت قبول نہ ہوگی:

حضرت فقیہہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار قوموں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک قوم معذرت کرے گی لیکن اس کی معذرت کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

۱- قیامت کے دن غنی آدمی معذرت کرے گا کہ وہ مالدار تھا اور اپنے مال کے حقوق کے بارے میں مشغول رہا۔ جس کی وجہ سے یا اللہ تیری عبادت نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ اس غنی سے فرمائے گا کہ بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام مشرق و مغرب کے درمیان کے مالک تھے لیکن انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ لہٰذا تیرا عذر غیر مقبول ہے حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے۔

۲- فقیر اپنے فقر کی وجہ سے معذرت کرے گا لیکن اس کے عذر کو رد کرتے ہوئے حکم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لازمی دیکھو۔ جب کہ انہوں نے اس حالت میں بھی ہمیں یاد رکھا۔ دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

۳- غلام اپنے آقا کی خدمت کرنے کا عذر پیش کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھنے کا حکم ہوگا کہ انہوں نے اس آزمائش میں بھی اپنے رب کی نافرمانی نہ کی۔ فرشتوں کو اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

۴- مریض اپنے مرض کی وجہ سے معذرت پیش کرے گا لیکن اسے کہا جائے گا کہ لازمی طور پر حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھو۔ انہوں نے اس حالت میں بھی یاد رب ذوالجلال کو ترک نہ کیا عذر کو غیر مقبول کرتے ہوئے فرشتے سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔ (تنبیہ الغافلین)

چار انبیاء کی وجہ سے حجت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چار اشخاص سے چار اجناس پر حجت پیش کرے گا۔

۱- اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام پر حضرت سلیمان داؤد علیہ السلام کے ساتھ حجت پیش فرمائے گا۔

مالدار آدمی عرض کرے گا: اے میرے رب میں مالدار تھا۔ پس مالداری نے مجھے تیری عبادت سے مشغول کیے رکھا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے زیادہ مالدار نہیں تھا لیکن ان کو مالداری نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۲- اللہ تعالیٰ غلاموں پر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

غلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: اے میرے رب میں غلام تھا اور اس غلامی نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو غلامی نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۳- اللہ تعالیٰ فقراء پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے حجت لائے گا۔

فقیر کہے گا: اے میرے رب میری حاجت نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فقیر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ ضرورت مند تھے یا تم؟ لیکن ان کے فقر نے انہیں میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

۴- اللہ تعالیٰ بیماروں پر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

مریض کہے گا: اے میرے رب بیماری نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے مریض تیرا مرض شدید تھا یا حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا؟ حالانکہ ان کو ان کی بیماری نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

المختصر ان میں سے کسی ایک لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

(تنبیہ الغافلین)

ہر سانس لینے میں سوال:

بزرگ فرماتے ہیں کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ ہر انسان ایک گھنٹے میں ایک سو اسی مرتبہ سانس لیتا ہے تو انسان دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں چار ہزار تین سو بیس مرتبہ سانس لیتا ہے اور ہر سانس کے نکلنے اور داخل ہونے کے وقت اس سے دو سوال کئے جاتے ہیں کہ اے انسان تو نے ہر سانس کے نکلنے اور داخل ہونے کے وقت کون سا عمل کیا؟

(روضۃ العابدین)

برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے کا عذاب:

حضرت الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر فرماتے ہیں کہ جب یہ حالت ہے کہ ہر سانس لینے میں دو سوال ہوتے ہیں تو ایک عالم زاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایک بستی والوں کو عذاب ہوگا جبکہ اس میں اٹھارہ ہزار ایسے افراد تھے کہ ان کے اعمال انبیاء کے اعمال کی طرح تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لم یکونوا یغضبون للہ تعالی ولا یامرون بالمعروف ولا ینھون عن المنکر. فکل من شاھد منکراً من احد ولم ینھہ فھو شریک لہ فیہ کالمستمع للغیبۃ فھو شریک مع المغتاب وکذا کل المعاصی.

مثلاً من جلس فی مجلس الشرب فھو فاسق وان لم یشرب.

وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے نہ وہ نیکی کا حکم کرتے اور نہ ہی برائیوں سے منع کرتے تھے۔

پس ہر وہ شخص کسی ایک برائی کو دیکھے اور اس سے لوگوں کو منع نہ کرے تو وہ بھی اس میں شریک ہے۔ جس طرح کہ کسی کی غیبت کو سننے والا' وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ

شریک ہے اور اسی طرح ہر گناہ میں۔

مثلاً ایک شخص مجلس شراب میں بیٹھتا ہے تو وہ فاسق ہے اگر چہ وہ شراب نہ پئے۔

خود نہیں کر سکتا دوسروں کو ضرور کہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الا نامر بالمعروف حتی نعمل به کله والاننهیٰ عن المنکر حتی نجتنبه کله؟

قال بل مروا بالمعروف وان لم تفعلوا به کله وانهوا عن المنکر وان لم تجتنبوه کله.

کیا ہم نیکی کا حکم اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ مکمل طور پر نیکی کا کام نہ کریں اور کیا ہم برائی سے منع نہ کریں یہاں تک کہ ہم مکمل طور پر اس سے اجتناب کریں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم کرو اگر چہ تم مکمل طور پر اسے کر نہیں سکتے اور برائی سے منع کرو اگر چہ مکمل طور پر تم اس سے اجتناب نہیں کر سکتے۔

برائی کا کام کرنے والے کو برائی سے منع کرنا چاہئے تاکہ اس میں دو گناہ جمع نہ ہو جائیں۔ جس طرح کہ کہا جاتا ہے:

خذوا اقوال العالم السوء ولا تاخذو افعله. لان قوله من الحق و فعله من الشیطان.

تم علماء سوء کے اقوال پر عمل کرو اور ان کے افعال کو اختیار نہ کرو کیونکہ اس کی بات حق ہے اگر چہ اس کا فعل شیطانی کام ہے۔

علماء کا وعظ و نصیحت:

ایک آدمی نے حضرت ابوالقاسم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء اس طرح لوگوں کو وعظ و نصیحت نہیں کرتے جس طرح کہ سلف صالحین لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔

حضرت ابوالقاسم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان علماء السلف کانوا ایقاضاً و کان الناس نیاماً فینبه الایقاظ

النیام. و علماء زماننا نیام والناس موتی فکیف یحیی النیام الموتی؟
بے شک علماء سلف بیدار تھے اور لوگ سوئے ہوئے تھے۔ بیدار آدمی سوئے ہوئے کو بیدار کرسکتا ہے اور ہمارے زمانے کے علماء سوئے ہوئے ہیں جبکہ لوگ مردہ ہیں تو سویا ہوا آدمی مردہ آدمی کو کیسے زندہ کرسکتا ہے جیسا کہ کتب الٰہیہ میں مکتوب ہے۔

تورات میں لکھا ہے:

من یزرع الخیر یحصد السلامة.

جو نیکی کو بوئے گا تو سلامتی سے کاٹ لے گا۔

انجیل میں لکھا ہوا ہے:

من یزرع الشر یحصد الندامة.

جو برائی کو بوئے گا وہ ندامت کی فصل کاٹ لے گا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں لکھا ہوا ہے:

من یعمل سوء ایجز به.

''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔'' (النساء ۱۲۳)

حکایت: حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ میرا گزر ایک شخص سے ہوا کہ جو درخت کی پوجا کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس درخت پر ناراض ہوگیا۔ کلہاڑا لیا، گدھے پر سوار ہوا اور درخت کی طرف چل پڑا تاکہ اسے جڑ سے اکھاڑ دے۔

دوران سفر اسے شیطان انسانی شکل میں ملا۔ اسے کہا کہ تم کہاں جارہے ہو؟

اس نے کہا کہ میرا ایک درخت ہے کہ جس کی میں اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتا رہا۔ اب میں نے اپنے اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کیا کہ میں اس درخت کو کاٹ دوں گا۔ لعنتی شیطان نے اس سے کہا۔ آپ کو کیا ہے اس درخت کے کاٹنے کا ارادہ ترک کردیں لیکن اس شخص نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیطان اور اس شخص کی لڑائی ہوگئی۔ اس نے تین دفعہ شیطان کو پچھاڑ لیا۔

جب شیطان عاجز آگیا تو اس نے کہا کہ تم اس درخت کو نہ کاٹو۔ میں تمہیں ہر روز چار درہم دوں گا۔ اس شخص نے کہا: کیا تو واقعی اس طرح کرے گا؟ شیطان جو انسانی شکل میں تھا اس نے کہا: ''ہاں''

وہ شخص اپنے گھر واپس چلا گیا۔ جب وہ اپنی سجدہ گاہ کی طرف لوٹا تو وہ اس کے نیچے

تین دن تک چار درہم پاتا رہا جب چوتھا دن آیا تو اس کو اپنے مصلے کے نیچے کوئی چیز نہ ملی۔ یعنی وہ دراہم سے محروم رہا۔ اس نے حسب معمول کلہاڑا اٹھایا' گدھے پر سوار ہوا اور درخت کی طرف چل پڑا۔

شیطان اسی پہلے والی صورت پر پھر آ گیا۔ اس نے اس شخص سے کہا کہ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

اس آدمی نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شیطان نے کہا کہ تو اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔ تکرار ہوئی اور دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس آدمی کو تین مرتبہ پچھاڑ لیا۔

اس آدمی نے تعجب کرتے ہوئے شیطان سے کہا کہ تو مجھ پر کیسے غالب آ گیا حالانکہ اس سے پہلے تو میں تجھ پر غالب تھا؟

لعنتی شیطان نے جواب دیتے ہوئے کہا:

کان خروجک اول مرة لله تعالي فلوا جتمع اعواني كلهم عليك لا يقاومونك. واما الآن فانما خرجت ميت لم تجد الدراهم تحت سجادتك. فلا جرم كنت غالبا عليك فارجع والا اضرب عنقك فرجع الرجل و ترك قطع الشجرة.

پہلی مرتبہ تیرا نکلنا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تھا اگر میرے ساتھ میرے تمام مددگار مل بھی جاتے تو وہ تجھ پر غالب نہیں ہو سکتے تھے لیکن اب تو درخت کو کاٹنے اس غرض سے نکلا ہے کہ تو نے اپنے مصلے کے نیچے دراہم نہیں پائے۔ تو اب یقیناً میں نے تجھ پر غالب آ جانا تھا اب واپس چلے جاؤ ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ بالآخر وہ آدمی واپس لوٹ آیا اور اس نے درخت کو کاٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ (زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر ۷۱

فضیلت لیلۃ القدر

انا انزلنه فی لیلة القدر o وما ادرک ما لیلة القدر o لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلم هی حتی مطلع الفجر.

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔''

(سورۃ القدر مکمل ۱ تا ۵)

فضیلت لیلۃ القدر

آیت کی تفسیر:

(انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ○ وما ادراک ما لیلۃ القدر ○ لیلۃ القدر خیر من الف شھر)

''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔'' (القدر ۱ تا ۳)

انزلناہ میں ہٗ ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ پہلے قرآن کا ذکر ہونے کے بغیر ضمیر اس کے لئے ذکر کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اس پر ظاہر شہادت موجود ہے جو صراحۃً پہلے ذکر کرنے سے بے نیاز کر دیتی ہے جس طرح کہ قرآن مجید کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کے نازل کرنے کو اپنی طرف منسوب کیا نیز اس وقت کی بھی عظمت کو بیان فرمایا جس میں قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا گیا۔

لیلۃ القدر میں قرآن کے نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔

لیلۃ القدر میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانی دنیا تک کاتبین پر اتار دیا گیا پھر وہاں سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے رہے۔

بعض نے کہا کہ نازل کرنے کا معنی ہے لیلۃ القدر کی فضیلت میں اس کو اتارنا اور وہ رمضان المبارک کے مہینے کی آخری طاق راتیں ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات ہو۔

لیلۃ القدر کو پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ جو شخص اس کو تلاش کرنا چاہے وہ ماہ رمضان کی بہت زیادہ راتوں میں عبادت کرے۔

لیلۃ القدر کا یہ نام یا تو اس کی شرافت و بزرگی کی وجہ سے ہے یا اس لئے کہ اس میں تمام امور کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے:
(فیھا یفرق کل امر حکیم ٥) ''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔''
(الدخان ۴)

آیت کریمہ میں الف شھر کا ذکر ایک تو یہ ہے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے ہوا۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے تعجب کو رفع کرنے کے لئے مذکور ہوا۔
جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ جو اسلحہ زیب تن کرتا اور ہزار مہینہ تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا رہا تو مومنین نے اس شخص کی اس قدر بکثرت عبادت کا سن کر تعجب کیا اور اس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو بہت کم خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو لیلۃ القدر جیسی ایک رات عطا فرمائی کہ جس میں عبادت کرنا اس غازی کی مدت عبادت سے کہیں بہتر ہے۔

(تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر ہ سلام ھی حتی مطلع الفجر ٥)

''اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے' وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔'' (القدر ۴-۵)

ان آیات میں لیلۃ القدر کے ہزار مہینہ سے افضل ہونے کا بیان ہے کہ اس میں فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اترتے ہیں۔ ان کا نزول زمین تک یا آسمان دنیا تک ہوتا ہے یا ان کی نزدیکی مومنین تک ہوتی ہے۔

فرشتوں کے اترنے کا سبب یہ ہے کہ اس سال میں آئندہ سال تک جتنے خیر و برکت کے امور ہوتے ہیں۔ ان سب کی تقسیم کرنا ہوتی ہے۔ ایک قرأت میں من کل امرء ط اس کے مطابق معنی ہوگا کہ فرشتوں کا نزول ہر انسان کے سبب سے ہوتا ہے۔

سلام خبر مقدم ہے۔ ھی خیر کا مرجع لیلۃ القدر ہے اور وہ مبتداء مؤخر ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ لیلۃ القدر صرف سلامتی ہی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں صرف سلامتی ہی تقسیم فرماتا ہے جبکہ شب قدر کے علاوہ باقی راتوں میں سلامتی اور مصیبت دونوں کا فیصلہ فرماتا ہے۔

ایک قول لیلۃ القدر کو سلام کہنے کی وجہ میں یہ ہے کہ اس رات میں چونکہ مومنین پر بکثرت سلامتی بھیجی جاتی ہے۔ یہ سلامتی طلوع فجر تک رہتی ہے۔

مطلع کو مجرور پڑھا گیا کیونکہ یہ مرجع کی طرح یا خلاف قیاس مشرق کی طرح ظرف زمان ہے۔ (قاضی بیضاوی)

سورۃ القدر کا شان نزول:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سورت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی اسرائیل کے شمعون غازی نامی ایک عابد کا ذکر کیا کہ جس نے کافروں کے ساتھ ہزار مہینہ تک جہاد کیا۔ اس کے پاس اسلحہ کے طور پر اونٹ کا ایک جبڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس لڑائی کرنے کا کوئی ہتھیار نہ تھا۔ جب بھی وہ اسی جبڑا کے ساتھ کافروں پر حملہ کرتا تو اس سے بے شمار لوگ قتل ہو جاتے جن کی تعداد کو شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جب لڑائی کے دوران اسے پیاس لگتی تو اسے اونٹ کی کوہان کی جگہ سے میٹھا پانی پینے کو ملتا۔ جسے وہ پی لیتا اور اس کی پیاس بجھ جاتی۔ جب اسے بھوک لگتی تو اونٹ کی اسی جگہ ایک گوشت کا ٹکڑا پیدا ہو جاتا۔ جس کو غازی شمعون کھا لیتا تھا۔ اس کا پوری زندگی یہی معمول رہا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی کے ہزار مہینہ گزر گئے۔ جو کہ تراسی سال اور چار مہینے بنتے ہیں۔ اس پورے لڑائی کے عرصہ میں کفار اس کو شکست دینے سے عاجز آ گئے اور ان میں مقابلہ کی سکت نہ رہی۔

کفار نے شمعون غازی کی کافرہ بیوی سے کہا کہ اگر تو اپنے شوہر کو قتل کر دے تو ہم تمہیں بکثرت مال دے دیں گے۔ آپ کی بیوی نے ان سے کہا کہ میں اس کو قتل نہیں کر سکتی۔ کفار نے اس سے کہا کہ ہم تمہیں ایک مضبوط قسم کی رسی دیتے ہیں جس کے ساتھ تو اس کے سونے کی حالت میں اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں باندھ دینا' جب تو اس طرح مضبوطی سے اسے باندھ لے گی پھر ہمیں بتلانا' ہم خود ہی اس کو قتل کر دیں گے۔

بے وفا بیوی نے جب شمعون غازی سوئے ہوئے تھے تو اس رسی کے ساتھ آپ کے اعضاء کو باندھ دیا' آپ کی آنکھ کھل گئی اور فرمایا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟

بیوی نے (ان کیدکن عظیم کا مظاہرہ کرتے ہوئے) کہا کہ میں نے باندھا۔ اس بات کا تجربہ کرنے کے لئے کہ آپ کے پاس کتنی طاقت ہے؟

شمعون غازی نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا جس کے نتیجے میں وہ مضبوط رسی ٹوٹ گئی۔

کافروں نے اسے دوبارہ ایک اور مضبوط قسم کی رسی لا کر دے دی۔ بے وفا بیوی نے پھر دوبارہ اس رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ بیدار ہو گئے سوال کیا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟

بے وفا بیوی نے پھر کہا کہ حضور آپ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے میں نے ہی باندھا ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور مضبوط قسم کی رسی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

کافر تیسری مرتبہ رسی لائے۔ بدبخت بیوی نے پھر باندھ دیا۔ پوچھنے پر وہی پہلا جواب دیا۔

شمعون غازی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہوں۔ مجھ پر میرے ان بالوں کے سوا دنیا کی کوئی دوسری چیز غالب نہیں آ سکتی۔

ان کے بڑے بڑے لمبے بال تھے۔ آپ کی بے وفا بیوی نے اپنے شوہر کی یہ بات سنی جب آپ سو گئے تو بے وفا بیوی نے ان کی مینڈھیوں کو نیند کی حالت میں کاٹ لیا ان کے سر کے بالوں کے یہ کوئی آٹھ ٹکڑے تھے۔ یہ سب کے سب ان کے سر سے زمین کی طرف لٹکے ہوئے تھے۔ بیوی نے ان میں سے چار مینڈھیوں کے ساتھ اپنے غازی شوہر کے نیند کی حالت میں دونوں ہاتھ اور دوسری چار مینڈھیوں سے دونوں پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھ دیئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو پوچھا کہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ بدبخت بیوی نے کہا کہ حضور آپ کی طاقت کا تجربہ کرنے کے لئے میں نے ہی آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو باندھا ہے۔

آپ نے ان کو توڑنے کی کوشش کی لیکن ان سے ایسا نہ ہو سکا۔ بیوی نے کفار کو خبر دی۔ وہ آئے اور آپ کو مقتل گاہ کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک ستون تھا۔ اس ستون پر انہوں نے آپ کو باندھ دیا۔ پھر ان کے دونوں کان، دونوں آنکھیں، دونوں ہونٹ، زبان، دونوں ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ دیا۔ سارے کافر اس جگہ میں تماشہ دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ جن کے ساتھ آپ کی بیوی بھی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شمعون غازی کو حکم ہوا کہ اے میرے بندے تو کیا چاہتا ہے کہ میں ان سب کے ساتھ کیا کروں؟

شمعون غازی نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ مجھے اتنی طاقت مل جائے کہ میں اس مکان کے ستون کو جب حرکت دوں تو مکان ان پر گر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی طاقت عطا فرمائی کہ آپ نے جب اپنے آپ کو حرکت دی تو مکان کی چھت ان سب کفار پر گر گئی جس کے نتیجہ میں وہ سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔ آپ کی بیوی بھی انہی کفار کے ساتھ ہلاکت کے گڑھے میں اتر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے شمعون غازی کو نہ صرف ان کافروں سے نجات عطا فرمائی بلکہ رب ذوالجلال کے فضل و کرم سے ان کے سب اعضاء بھی تندرست ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ہزار مہینہ تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار کے ساتھ جہاد بھی کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے اشتیاق عبادت کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اس کو ملنے والے ثواب کو جانتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نفی میں جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو یہ سورت عطا فرما کر اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیجا۔ انہوں نے آ کر عرض کیا۔ اے پیارے حبیب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعطینک وامتک لیلة القدر. العبادة فیھا افضل من عبادة سبعین الف شھر.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو اور آپ کی اُمت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی ہے۔ جس میں عبادت کرنا ستر ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔

بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا محمد رکعتان فی لیلة القدر خیر لک ولامتک من ضرب السیف الف شھر في زمان بنی اسرائیل.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر میں دو رکعت نماز آپ کے لئے اور آپ کی (گناہگار) امت کے لئے بنی اسرائیل کے زمانے میں ہزار مہینہ تک تلوار چلانے سے بہتر

ہے۔ (سنانیہ)

دوسرا شان نزول:

اس سورت مبارکہ کے شان نزول میں بعض حضرات نے یہ روایت ذکر کی ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ آپ کی امت سے آپ کے فراق کا وقت نزدیک ہوا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمزدہ اور پریشان ہو گئے اور فرمایا:

اذا خرجت من الدنیا فمن یبلغ سلام اللہ علی امتی واغتم قلبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ففرح اللہ قلبہ لقولہ (تنزل الملائکۃ والروح فیھا) حتی یبلغوا سلامی ولا امنع عنھم فلا تحزن یا حبیبی.

جب میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے جاؤں گا۔ تو میری امت کو اللہ تعالیٰ کا سلام کون پہنچائے گا۔ (یہ سوچ کر) حضو اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک غمگین ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان ''اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔'' (القدر ۴) کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل مبارک کو خوش کر دیا اور فرمایا کہ اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے فرشتے میرا سلام آپ کی امت کو پہنچائیں گے اور میں آپ کے ناموں سے اپنا فضل وکرم ہرگز نہیں روکوں گا اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غمگین نہ ہوں۔ (موعظہ)

درود وسلام کے فیوض وبرکات:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوٰۃً.

بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ نزدیک وہ شخص ہو گا کہ جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھے۔

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک کاتب فوت ہو گیا۔ ایک عالم نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ اے کاتب اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

کاتب نے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔

عالم نے کہا: کس سبب سے؟ کاتب نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے بعد درود شریف لکھنے کی وجہ سے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو کاتب ایک کاغذ پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کے بعد درود شریف لکھتا ہے' اسے بخش دیا جاتا ہے تو جو اپنے دل اور زبان کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کیسے نہیں بخشے گا۔ (انشاء اللہ العزیز یقیناً اسے بخش دے گا۔) (کذافی زبدۃ الواعظین)

عظمت قرآن:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کو تین وجہ سے عظمت عطا فرمائی:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کو اپنی طرف منسوب کیا اور اسے اپنی ذات کے ساتھ مختص فرمایا نہ کہ کسی اور کے ساتھ۔

۲۔ سورۃ القدر میں صـــراحۃ لفظ قرآن ذکر فرمانے کی بجائے ضمیر کو لایا گیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ شرف کامل' رفعت قدر و منزلت میں شہرت کی شہادت موجود ہونے کی وجہ سے اسم ظاہر کے بجائے ضمیر کو ذکر فرمایا گیا۔

۳۔ اس وقت کی قدر و منزلت کی رفعت کی وجہ سے کہ جس میں قرآن کو نازل فرمایا۔ (کشاف)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ:

شب قدر کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عمر' رزق' احکام اور تمام امور کا اندازہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ موجودہ سال سے آئندہ سال تک ہونے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شہروں اور بندوں میں مقرر فرماتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو فرشتوں کے لئے ظاہر فرماتا ہے اور ان کو اپنے اپنے کام کرنے کا حکم دیتا ہے کہ اس سال میں جو کچھ بندوں کے لئے مقرر ہے وہ اس کو لکھ لیں اور خاص طور پر اسے پہچان لیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جملہ امور کو اس رات میں پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہی ازل میں ان تمام مقادیر کو مقرر فرما لیا ہے۔

حضرت حسین بن فضل سے کہا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہی ان تمام مقادیر کو مقرر کر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: ''ہاں''

ان سے سوال کیا گیا کہ لیلۃ القدر کا کیا معنی ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے:

سوق المقادير الى المواقيت و تنفيذ القضاء المقدر

اوقات تک مقادیر کو چلانا اور قضاء مقدر کو نافذ کرنا۔ (تفسیر اللباب)

بعض علماء نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کا نام لیلۃ القدر رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں موجودہ سال سے آنے والے سال تک تمام احکام اور معاملات کو مقرر فرما دیا جاتا ہے۔ چنانچہ رحمت اور عذاب کے دفتر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔

نباتات اور رزق کے تمام دفاتر حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔

بارش اور ہواؤں کے تمام دفاتر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ لگا دیئے جاتے ہیں۔

ارواح کو قبض کرنے اور عمروں کے پورا ہونے کا دفتر حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے

(وفيها يفرق كل امر حكيم) ''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔'' (الدخان ۴)

القدر کا ایک معنی ہوتا ہے الضیق یعنی تنگ ہونا۔

اس لحاظ سے لیلۃ القدر کو قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (مشکاۃ الانوار)

فرشتے کیوں اترتے ہیں؟:

لیلۃ القدر میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کہا:

(قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک ط قال انی اعلم مالا تعلمون)

"بولے کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔" (البقرہ ۳۰)

رب ذوالجلال فرشتوں کو زمین پر اتار کر ان پر اس معاملہ کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جو انہوں نے کہا تھا اور مومنین کے حال کو واضح کر دیا۔ جب فرشتے اترتے ہیں تو مومنین پر سلام کرتے ہیں اور اپنی کہی ہوئی بات کی معذرت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

محروم القسمت لوگ:

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب شب قدر کی فجر طلوع ہوتی ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ندا دیتے ہیں۔ اے فرشتوں کے گروہ کوچ کرو، کوچ کرو۔ فرشتے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں: اے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے مسلمانوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام فرشتوں سے فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالی نظر الیھم بالرحمۃ عفاعنھم وغفرلھم الا اربعۃ نفر.

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نظر رحمت فرمائی۔ ان کو معاف فرما دیا۔ انکو بخش دیا سوائے ان چار گروہوں کے۔ فرشتے روح الامین سے کہتے ہیں: وہ چار محروم القسمت لوگ کون ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا:

۱- شراب کا رسیا۔

۲- والدین کا نافرمان۔

۳- قطع رحمی کرنے والا۔

۴- بہت سخت دشمنی رکھنے والا۔ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی سے

تین دن سے زیادہ کلام نہ کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

روح سے کیا مراد ہے؟:

آیت میں کلمہ روح مذکور ہے۔ مفسرین کے اس کی مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

۱۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ میں اتنے فرشتے ہیں کہ جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیلۃ القدر میں وہ فرشتے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ حضرت روح الامین کا مقام ان فرشتوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ وہ سب فرشتے مومن مرد وعورت کے لئے خیر و برکت کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تمام لوگوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں جس کے ساتھ ان کا مصافحہ ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے دل میں رقت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے مصافحہ کرنے کی برکت سے ہوتا ہے۔

۲۔ مفسرین کا ''روح'' کے بارے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے ایک عظیم فرشتہ مراد ہے۔ اگر وہ زمین و آسمان کو نگلنا چاہے تو یہ سب اس کا صرف ایک لقمہ ہوں۔ اسے فرشتے صرف لیلۃ القدر میں ہی دیکھتے ہیں۔ جو باقی فرشتوں کے ساتھ مومنین کی خدمت کے لئے اترتا ہے تاکہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر مطلع ہو سکے۔

۳۔ ایک قول یہ ہے کہ روح سے مراد فرشتوں کی ایک جماعت ہے جس کو باقی فرشتے صرف لیلۃ القدر میں ہی دیکھتے ہیں۔

۴۔ روح سے مراد ایک اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہے کہ جو کھاتی ہے' لباس پہنتی ہے' نہ وہ فرشتوں سے ہے اور نہ ہی انسانوں سے شاید کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں۔

۵۔ روح سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لئے کہ روح ان کا اسم گرامی ہے۔ آپ بھی فرشتوں کی موافقت میں زمین پر اترتے ہیں تاکہ وہ حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر مطلع ہوسکیں۔

۶۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ روح سے ایک ایسا فرشتہ مراد ہے کہ جس کے دونوں پاؤں ساتوں زمینوں سے نیچے اور اس کا سر عرش اعلیٰ کے نیچے اس فرشتہ کے دنیا سے بڑے ایک ہزار سر ہیں ہر سر میں ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ہزار زبانیں ہیں وہ فرشتہ ہر زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ لیلۃ القدر میں اترتا ہے تاکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لئے بخشش طلب کرے۔ (تفسیر التیسیر)

۷۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ روح سے اللہ تعالیٰ کی رحمت مراد ہے کہ جس رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے کہ وہ اس رحمت رب ذوالجلال کو زندہ بندوں پر نچھاور کریں لیکن وہ اس قدر وسیع رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے زندہ بندوں سے وہ بچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا کہ اے جبرائیل علیہ السلام باقی ماندہ رحمت کو مردوں پر نچھاور کر دیں لیکن وہ ان سے بھی زائد ہو جاتی ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: اے میرے رب تیری رحمت ان سے بھی زائد ہوگئی ہے اور باقی ماندہ رحمت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل علیہ السلام میری رحمت کے خزانے بھرے پڑے ہیں اس باقی بچی ہوئی رحمت کو دارالحرب میں رہنے والے کفار پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ہر اس شخص پر اس کو تقسیم کرتے ہیں کہ جس کو معلوم ہوگیا کہ وہ مسلمان ہو کر مرے گا۔ (شیخ زادہ)

شب قدر کون سی رات ہے؟:

شب قدر کے وقت کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ رات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں تھی پھر اس کو اٹھا لیا گیا۔

عام مشائخ کا اس ضمن میں فرمان یہ ہے کہ لیلۃ القدر قیامت کے دن تک باقی ہے۔

یہ کون سی رات ہے۔ اس بارے میں بعض کا قول یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔

بعض نے فرمایا کہ یہ ماہ رمضان کی سترہ کی رات ہے۔

اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ بابرکت رات ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کوئی نہ کوئی رات ہے۔

ایک بزرگ کا تجربہ:

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں، ماہ رمضان میں شب قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے۔ اگر رمضان المبارک کے مہینہ کی پہلی تاریخ سوموار کو ہو تو ماہ رمضان کی ۲۱ کیسویں شب کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو ماہ رمضان کی پچیسویں رات شب قدر ہوتی ہے اور اگر جمعۃ المبارک یا منگل کے دن ماہ رمضان کی پہلی ہو تو ماہ رمضان کی ستائیسویں شب شب قدر ہوتی ہے۔ اگر پہلی تاریخ اتوار یا بدھ کو ہو تو شب قدر انتیسویں رات کو ہوتی ہے۔ (بحوالہ دین مصطفیٰ اضافہ از محبوب احمد چشتی)

شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں ہی ہے:

شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کے ہونے میں مختلف دلائل موجود ہیں۔

۱- عام صحابہ کرام اور علماء نے متفقہ طور پر فرمایا کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی ہے۔

۲- حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے اپنی تمام عمر میں دو مرتبہ لیلۃ القدر نصیب ہوئی اور یہ ماہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی تھی۔

۳- حقائق الحنفی میں مذکور ہے کہ کلمہ لیلۃ القدر کے نو حرف ہیں اور یہ کلمہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ واقع ہوا ہے۔ جب نو کو تین سے ضرب دی جائے تو ستائیس حاصل ہوتے ہیں۔

۴- سورۃ القدر میں شب قدر کے ستائیسویں رات ہونے سے اس طرح بھی اشارہ ملتا ہے کہ سورہ قدر تیس کلمات پر مشتمل ہے ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ ہی ہے جو لیلۃ القدر کی تعبیر ہے۔

۵- سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کے مہینہ کی ستائیسویں رات ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجہ:

بزرگ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر لیلۃ القدر کے مخفی رکھنے میں یہ راز ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پانے کے لالچ میں ماہ رمضان کی تمام راتوں میں عبادات کے اندر زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

جیسا کہ جمعہ کے دن میں دعا کی مقبولیت کی گھڑی کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

نماز وسطیٰ کو پانچ نمازوں میں مخفی رکھا گیا ہے۔

اسم اعظم کو اسماء میں پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔

اللہ کی رضا کو اس کی اطاعت میں مخفی رکھا گیا ہے تا کہ لوگ ان چیزوں میں رغبت کریں اور ان تمام کو حاصل کرنے میں کوشش کریں۔ (مشکوٰۃ الانوار)

لیلۃ القدر میں کی جانے والی عبادات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی فی لیلة القدر رکعتین یقرء فی رکعة بفاتحة الکتاب مرة والاخلاص سبع مرات. فاذا سلم یقول استغفر اللہ واتوب الیه سبعین مرة فلا یقوم من مقامه حتی یغفر اللہ له و لا بویه. ویبعث اللہ تعالیٰ ملائکة الی الجنان یغرسون له الاشجار ویبنون القصور ویجرون الانهار ولا یخرج من الدنیا حتی یری ذلک کله.

جو شخص شب قدر میں دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے تو ستر مرتبہ یہ کلمات کہے استغفر اللہ واتوب الیه (میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) تو ایسے شخص کے لئے تین انعامات ہیں:

۱- وہ اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخش دے گا۔

۲- جنت کی طرف اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کے لئے بہشت میں درخت کاشت کریں گے اور نہریں جاری کریں گے۔

۳- وہ شخص دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہو گا جب تک کہ ان تمام اشیاء کو دیکھ نہ لے۔ (تفسیر الحقی)

عجیب وغریب نکتہ:

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف تیئس برس تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام سے بہتر ہیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی قلیل مدت حضرت نوح علیہ السلام کی کثیر مدت سے افضل ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ماننے والے حضرت نوح علیہ السلام کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگرچہ ہزار مہینہ تک لڑائی کرنے والے ہزار مہینہ تک راتوں کو قیام کرنے والے اگرچہ ان کی مدت عبادت زیادہ ہے اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت کی لیلۃ القدر میں صرف دو رکعتیں اگرچہ قلیل ہیں۔ لیکن ان کی ہزار مہینہ کی عبادت سے کہیں افضل واعلیٰ ہے۔

خالق کائنات نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی امت پر میرا افضل اور میری رحمت تمام مخلوق کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔ (تفسیر الحقی)

ایک عابد کی امید:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ جس نے تین سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور یہ امید کر لی کہ اس کی طرف وحی کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک درخت اگایا۔ جس پر ہر رات اس کی ضرورت کے مطابق کھجوریں لگ جاتی تھیں۔ جس کی وجہ سے اس عابد کا دل مطمئن تھا۔ اس کی طرف وحی نہ کی گئی۔ اسے ندا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس بندہ کی طرف وحی نہیں کرتا کہ جس کا دل میرے علاوہ کسی اور پر مطمئن ہو جائے۔

عبادت گزار نے عرض کیا: یا اللہ میرا دل تیرے علاوہ کس پر مطمئن ہے؟

جواباً کہا گیا: اس درخت پر تیرا اطمینان ہے کہ جس سے تو ہر روز پھل کھاتا ہے۔ عابد نے اس درخت کو کاٹ دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عابد سے فرمایا: میرے بندوں کے لئے ایک رات ہے اور وہ لیلۃ القدر ہے۔ اس ایک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا عبادت کرنا اے عابد تیری تمام عبادات سے کہیں افضل ہے۔

تھوڑے عمل کا زیادہ اجر:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیلۃ القدر میں آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو شخص بھی اس رات میں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس نماز کی ہر رکعت کے بدلے جنت میں ایک بہت بڑا درخت لگا دیتا ہے۔ اس درخت کا عظیم ہونا اس سے سمجھیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر ایک سوار سو سال تک اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے سائے میں چلتا رہے تو اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔

نیز اس نماز کی ہر رکعت کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں چھوٹے اور بڑے موتی، یاقوت اور زبرجد سے بنا ایک گھر بناتا ہے۔

لیلۃ القدر میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں تلاوت کردہ ہر آیت کے بدلے جنت میں اس شخص کو تاج پہنائے گا۔ نماز کے دوران ہر جلسہ کے بدلے جنت کے درجات میں سے ایک درجہ اس نماز پڑھنے والے کو عطا ہو گا جبکہ ہر تسبیح کے بدلے جنت کے محلات میں سے ایک محل اسے نصیب ہو گا۔ (زبدۃ الواعظین)

چار جھنڈے:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیلۃ القدر میں چار جھنڈے اترتے ہیں:

۱- لواء الرحمة. ۲- لواء الحمد.

۳- لواء المغفرة. ۴- لواء الكرامة.

ہر ایک جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک جھنڈے کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قال فی تلک اللیلۃ ثلاث مرات لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ غفرلہ بواحدۃ وانجاہ من النار بواحدۃ و ادخلہ الجنۃ بواحدۃ.

جو شخص لیلۃ القدر میں تین مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ یہ کلمات کہنے سے اس کی بخشش فرما دے گا۔ دوسری دفعہ کہنے سے اسے آگ سے نجات عطا فرمائے گا اور تیسری مرتبہ کہنے سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

ان چار جھنڈوں میں سے

لواء الحمد کو زمین و آسمان کے درمیان نصب کیا جاتا ہے۔

لواء المغفرۃ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کے قریب نصب کیا جاتا ہے۔

لواء الرحمۃ کو کعبہ کے اوپر نصب کیا جاتا ہے۔

لواء الکرامۃ کو بیت المقدس میں ایک چٹان پر نصب کیا جاتا ہے۔

جھنڈوں کے ساتھ اترنے والے ستر ہزار فرشتوں میں سے ہر ایک لیلۃ القدر میں ہر مسلمان کے دروازے پر ستر مرتبہ آتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے۔ (سنانیہ)

رحمت الٰہی جوش میں:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر لیلۃ القدر میں ایک ایسی رحمت نازل فرماتا ہے کہ جس میں مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام مسلمانوں کا حصہ ہوتا ہے اور ان سب کو وہ رحمت ملنے کے بعد بھی باقی بچ جاتی ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: اے میرے رب میں نے تیری رحمت تمام تک پہنچا دی ہے لیکن کچھ باقی بچ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اے جبرئیل اس رحمت کو لیلۃ القدر میں پیدا ہونے والے بچوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اسی بقیہ رحمت کو مسلمان اور کافروں کے بچوں میں تقسیم فرما دیتے ہیں اور یہ رحمت جن کفار کے بچوں کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے وہ ان کو دارالاسلام کی طرف کھینچتی ہے چنانچہ وہ اس رحمت کے سبب سے مومن ہو کر مرتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: یا اللہ میں تیرا قرب چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا قرب لیلۃ القدر میں بیدار رہنے والوں کے لئے ہے۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں تیری رحمت چاہتا ہوں۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ میری رحمت اس شخص کے لئے ہے جو لیلۃ القدر میں مسکین پر رحم کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں بجلی کی طرح پل صراط سے گزرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ چیز اس شخص کو عطا فرمائی ہے کہ جو لیلۃ القدر میں صدقہ کرے۔

انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ میں جنت کے درختوں کے سائے میں بیٹھنا اور جنت کے درختوں کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یہ نعمت اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں میری تسبیح بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: یا اللہ میں دوزخ سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

رب ذوالجلال نے فرمایا کہ یہ چیز اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں صبح تک بخشش طلب کرتا رہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ میں تیری رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رضا اس شخص کے لئے ہے کہ جو لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز ادا کرے۔ (زبدۃ الواعظین)

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایک بکری دوھنے والی کی

دیر جتنا قیام کرے یعنی جتنی دیر بکری کا دودھ دوہنے میں لگتی ہے اتنی دیر تک وہ قیام کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا یہ تھوڑی دیر کا قیام سارا زمانہ روزہ رکھنے سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ لیلۃ القدر میں قرآن کی ایک آیت پڑھنا رمضان المبارک کے مہینے کے علاوہ باقی راتوں میں مکمل قرآن مجید ختم کرنے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ (موعظہ)

لیلۃ القدر کا وظیفہ :

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو وافقت لیلۃ القدر فما اقول؟ قال قولی : اللہم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو پھر میں کیا کہوں (یعنی کون سی دعا مانگوں) تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عائشہ تو یہ کلمات پڑھا کر۔ یا اللہ تو معاف کرنے والا کریم ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی معاف فرما دے۔ (ترمذی شریف)

جلسہ نمبر۲۷

عیدالفطر کا بیان

قد افلح من تزکّٰی O و ذکر اسم ربہ فصلی O بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا O والاخرۃ خیر وابقی O ان ھذا لفی الصحف الاولٰی O صحف ابراھیم و موسٰی O

ترجمہ: ''بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسٰی کے صحیفوں میں۔''

(سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۴ تا ۱۹)

عیدالفطر کا بیان

آیت کی تفسیر:

(قد افلح من تزکی ٥ وذکر اسم ربه فصلی ٥ بل تؤثرون الحیاة الدنیا ٥ والآخرہ خیر وابقی ٥ ان ھذا لفی الصحف الاولی٥ صحف ابراھیم وموسی ٥)

''بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جنتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی۔ بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

مفسرین فرماتے ہیں:

۱- تزکیہ کا معنی کفر اور معصیت سے پاک ہونا۔

۲- صاف ستھرا ہونے اور پرہیزگاری حاصل کرنے میں کثرت مراد ہے۔

۳- نماز کے لئے طہارت حاصل کرنا۔

۴- زکوٰۃ ادا کرنا۔

فلاح حاصل کرنے والے کو تزکیہ نفس تب حاصل ہو گا کہ جب وہ اپنی زبان اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

ذکر سے تکبیر تحریمہ مراد لینا بھی جائز ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ تزکیہ اسے حاصل ہوا جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔

فصلی ''اس نے نماز پڑھی''

اسی طرح ایک اور مقام پر آیا ہے:

(اقم الصلوٰۃ لذکری) ''اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔'' (طٰہٰ ۱۴)

نیز (وذکر اسم ربہ) ''اور اپنے رب کا نام یاد کیا'' کو لایا گیا جس سے عید والے دن تکبیر کہنا اور نماز عید پڑھنا مفہوم ہوتا ہے۔

دنیاوی زندگی کو ترجیح دینے سے یہ کہنا مقصود ہے کہ وہ ایسے کام نہیں کرتے جو ان کے

لئے آخرت کے دن معاون ثابت ہوں۔

اس میں خطاب اشقیاء کو ہے کہ جو ان معاملات کی طرف توجہ کرتے ہیں یا تھوڑا بہت دل میں اسے چھپاتے ہیں یا تمام تر خیال ان کا اس طرف ہے کیونکہ بدبخت لوگوں کا دنیا کے حصول کے لئے رجحان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں بالذات لذیذ ہیں۔ بری چیزوں کی ملاوٹ سے خالص ہیں اور ان کے لئے کبھی بھی انقطاع نہیں ہے۔

ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ. سے اس طرف اشارہ ہے کہ پہلے جن لوگوں نے فلاح و کامیابی حاصل کی۔ ان کا دارومدار بھی انہی چیزوں پر تھا۔ کیونکہ اس میں دیانت کے تمام امور کو مجتمع فرمایا گیا اور یہ تمام کتب منزلہ کا خلاصہ ہے۔

(صحف ابراھیم و موسی) یہ **الصحف الاولی** سے بدل ہے۔

سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کا ثواب:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورة الاعلی اعطاه الله عشر حسنات بعدد كل حرف انزله الله علی ابراهيم و موسی و محمد عليهم الصلوة والسلام.

جس شخص نے سورہ اعلیٰ کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کی تعداد کے مطابق دس نیکیاں عطا فرمائے گا کیونکہ یہ وہ سورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا۔ (قاضی بیضاوی)

دس اقوال: اللہ تعالیٰ کے فرمان **قد افلح من تزکی** سے کیا مراد ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس بارے میں دس قول ہیں:

۱- **قد افلح من تزکی** سے وہ شخص مراد ہے جس نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وقضی ربک ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا)

”اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔“ (بنی اسرائیل ۲۳)

۲- (قد افلح من تزکّی) یعنی وہ شخص جس نے ظلمت کی طرف میلان کو ترک کر دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون ○)

''اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔'' (ھود ۱۱۳)

۳- (قد افلح من تزکی) یعنی وہ خوش نصیب انسان جس نے غیبت کو ترک کر دیا۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے:

(ولا یغتب بعضکم بعضا) ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔'' (الحجرات ۱۲)

۴- (قد افلح من تزکی) یعنی وہ کہ جس نے دنیا کی محبت کو چھوڑ دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

(یوم لا ینفع مال ولا بنون ○ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ○) ''جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور ہوا سلامت دل لے کر۔'' (الشعراء ۸۸-۸۹)

۵- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے:

(یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا)

''اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔'' (الاحزاب ۴۱)

۶- (قد افلح من تزکّی)

وہ شخص کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب آنے پر صبر کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب)

''صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔'' (الزمر ۱۰)

۷- (قد افلح من تزکّی) وہ شخص کہ جس نے اپنے ظاہر اور باطن کو پاک کیا۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

(ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی

عملوا لعلهم يرجعون) ''چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تا کہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں۔'' (الروم ۴۱)

۸- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے تلاوت قرآن سے کامیابی حاصل کی۔ جیسا کہ خالق کائنات کا فرمان ہے:

(انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم اٰيته زادتهم ايمانا و على ربهم يتوكلون)

''ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کریں۔'' (الانفال ۲)

۹- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے اخلاص کے ساتھ عمل کیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(الا من تاب و آمن وعمل عملا صالحا فاولئک يبدل الله سياتهم حسنت ط و كان الله غفورا رحيما o)

''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔'' (الفرقان ۲۵)

۱۰- (قد افلح من تزکی) وہ شخص کہ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى o فان الجنة هى الماوى

''اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔'' (النازعات ۴۰-۴۱) (شیخ زادہ)

رحمت الٰہی سے دور شخص:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر ایک درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔ دوسرے درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔ تیسرے درجہ پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین۔

جب حضور منبر پر اطمینان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ منبر پر تشریف لائے اور تین مرتبہ آمین فرمایا' اس کی کیا حکمت ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ادرک شھز رمضان ولم یصم الی آخرہ ولم یغفرلہ دخل النار فابعدہ اللہ منھا فقلت آمین.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کو پایا اور اس کے آخر تک روزے نہ رکھے اور اس کی بخشش نہ ہو اور وہ دوزخ میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرما دے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: آمین۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ادرک ابویہ او احدھما ولم یبرھما فمات. دخل النار فابعدہ اللہ منھا. فقلت آمین.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ نیکی نہ کر سکا اور مر گیا تو وہ بھی دوزخ میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے آمین کہی۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذکر عندہ اسمک ولم یصل علیک دخل النار فابعدہ اللہ منھا فقلت آمین.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ کی ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ دوزخ میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ (زبدۃ الواعظین)

صدقہ فطر کی شرعی حیثیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر بڑے چھوٹے پر واجب ہے۔ چاہے وہ تندرست ہو یا مجنوں۔

حضرت امام محمد اور حضرت امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹے اور مجنوں پر صدقہ فطر واجب نہیں اگر چہ ان کے لئے دو گھر ہوں ایک گھر میں رہتے ہوں اور دوسرے

گھر میں ان کی رہائش نہ ہو بلکہ وہ اجرت پر دیا ہوا ہو۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں دوسو درہم کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جو بھی اتنی صلاحیت رکھتا ہے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح اگر ایک تو آدمی کے پاس رہائش کا گھر ہو اور کچھ چیزیں اس کی رہائش سے زائد ہوں تو اس زائد کی بھی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ اس طرح کپڑوں اور گھر کے دوسرے سامان کا حکم ہے۔ (حیط البرھان)

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر عملاً واجب ہے نہ کہ اعتقاداً۔ صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے جو اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو۔ اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو۔ اتنی مالیت والے پر صدقہ فطر دوسرے سے وصول کرنا ناجائز ہے۔

آدمی صدقہ فطر کس کس کا ادا کرے گا:

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے وہ اپنا ادا کرے گا۔ اسی طرح اپنے چھوٹے بچہ کا اگرچہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو۔ وہ غلام جو اس نے خدمت کے لئے رکھا ہوا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح اپنے مدبر غلام و رام ولد لونڈی کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کے لئے ضروری ہے۔

آدمی پر اپنی بیوی' بڑے لڑکے اور مالدار چھوٹے بچہ کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے بلکہ جو مالدار چھوٹا بچہ ہے اس کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔ مجنوں چھوٹے بچہ کی طرح ہے۔ انسان پر اپنے مکاتب غلام اور ان غلاموں کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے جو اس نے تجارت کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔

صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت:

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے۔ مؤخر کرنے سے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ جب ادا کرے گا تو اس وقت ہی اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہوگا۔ صدقہ فطر نصف صاع گندم' گندم کا آٹا یا ستو واجب ہے۔ ایک صاع کھجور اور جو کا واجب ہے۔ منقی گندم کی طرح ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ جو کی طرح ہے۔

ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ آج کے موجودہ دور میں نصف صاع تقریباً سوا دو کلو کے برابر ہے تو جو شخص صدقہ فطر ادا کرنا چاہے وہ اس وزن کے حساب سے گندم یا اس

کے آٹے کی قیمت ادا کرے۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے چار کلو کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص کھجور سے صدقہ فطر ادا کرے تو اس وزن کے حساب سے کھجور یا اس کی قیمت دے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں ان اجناس کو دینے کی بجائے ان کی قیمت کا دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ نقدی فقیر کی ضروریات کو زیادہ بہتر طریقہ سے پورا کر سکتی ہے بلکہ فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔ (ملتقی الابحر)

نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر دے دینا یہ بہت ہی بہتر ہے تا کہ فقراء بھی امیروں کے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اور پھر اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید الفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گئے۔ تو آپ نے اس چیز کے کفارے میں ایک غلام کو آزاد فرمایا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز عید الفطر ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گیا۔ اس بھولنے کے کفارے میں میں نے ایک غلام کو آزاد کر دیا ہے۔ آپ کی یہ بات سن کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لو اعتقت یا عثمان مائة رقبة لم تبلغ ثواب زکوة الفطر قبل صلوة العید.

اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آپ سو غلام بھی آزاد کریں لیکن آپ وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتے جو نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا ملتا ہے۔ (زبدة الواعظین)

صدقہ فطر کے وجوب کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں رکوع ایک اور سجدہ دو ہیں حالانکہ جس طرح سجدہ فرض اسی طرح رکوع بھی فرض ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ رکوع انسان کو عبادت کی طرف بلاتا ہے جبکہ دو سجدے اس پر دو گواہ ہیں جس طرح رکوع بغیر سجدے کے قبول نہیں ہوتا اسی طرح روزہ بھی صدقہ فطر کے بغیر قبول نہیں ہوتا کیونکہ صدقہ فطر روزے پر گواہ ہے۔ (زبدة الواعظین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صوم العبد معلق بین السماء والارض حتی یودی صدقة الفطر واذا

ادى صدقة الفطر جعل الله له جناحين اخضرين. يطير بهما الى السماء السابعة ثم يامر الله تعالى ان يجعل فى قنديل من قناديل العرش حتى ياتيى صاحبه.

بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ فطر ادا کرے۔ جب وہ بندہ صدقہ فطر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزہ کو دو سبز پر عطا فرما دیتا ہے ان دو پروں کے ساتھ وہ روزہ ساتویں آسمان تک پرواز کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس روزہ کو عرش کی قندیلوں میں سے ایک قندیل میں رکھ دیا جائے یہاں تک کہ اس روزہ کا رکھنے والا آ جائے۔

صدقہ فطر دینے والے کے لئے دس انعام:

ایک حدیث شریف میں ہے

نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا اسے دس چیزیں نصیب ہوں گی

۱- اس کا جسم گناہوں سے پاک ہوگا۔

۲- دوزخ کی آگ سے آزاد ہوگا۔

۳- اس کا روزہ درجہ مقبولیت حاصل کرے گا۔

جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان صدقة الفطر للصوم كسجدة السهو للصلوة فكما تجبر سجدة السهو كل واقع فى الصلوة فكذا الصوم يجبر بصدقة الفطر كل واقع فيه وبالتراويح لان الحسنات يذهبن السيئات.

بے شک صدقہ فطر روزے کے لئے اس طرح ہے جس طرح سجدہ سہو نماز کے لئے ہوتا ہے جس طرح سجدہ سہو نماز میں واقع ہونے والی کمی کوتاہی اور نقصان کو پورا کرتا ہے اسی طرح روزہ کا نقصان صدقہ فطر سے پورا کیا جاتا ہے اور نماز تراویح سے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

۴- جنت کا حقدار ہوگا۔

۵- قبر سے امن کی حالت میں نکلے گا۔

۶- اس سال میں جتنے نیکی کے کام کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب اعمال کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

۷- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر ادا کرنے والے کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

۸- پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔

۹- اس کا میزان نیکیوں سے بھر جائے گا۔

۱۰- اللہ تعالیٰ صدقہ فطر ادا کرنے والے کا نام بدبخت لوگوں کے رجسٹر سے مٹا دے گا۔

(شیخ زادہ)

ایک اور حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اعطى صدقة الفطر كان له لكل حبة يعطيها سبعون الف قصر طول كل قصر ما بين المشرق والمغرب.

جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا اس کے ہر دانے کے بدلے کہ جو اس نے صدقہ فطر میں ادا کیا ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل کی لمبائی اتنی ہوگی جتنا کہ مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ ہے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

مومن کے لئے پانچ عیدیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے پانچ عیدیں ہیں:

۱- **كل يوم يمر على المؤمن ولا يكتب عليه ذنب فهو يوم عيد.**

ہر وہ دن کہ جو مومن پر اس طرح گزر جائے کہ اس پر کوئی گناہ نہ لکھا جائے تو یہ اس کے لئے عید کا دن ہے۔

۲- **اليوم الذى يخرج فيه من الدنيا بالايمان والشهادة والعصمة من كيد الشيطان فهو يوم عيد.**

مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہوگا جس دن وہ اس دنیا سے باایمان، کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اور شیطان کے مکر و فریب سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے رخصت ہو

گا۔

جس طرح کہ کسی شاعر نے کہا۔

خلق گوید کہ فردا روز عید است
خوش در روح ہر مومن پرید است
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرداں در خلق خود آں روز عید است

۳۔ **الیوم الذی یجاوزفیہ الصراط ویامن من اھوال القیامۃ و یخلص من ایدی الخصوم والذبانیۃ فھو یوم عید۔**

جس دن پل صراط سے گزر جائے گا۔ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا۔ زبانیہ اور دشمنوں کے ہاتھوں سے چھٹکارا حاصل کرلے گا' مومن کے لئے وہ عید کا دن ہو گا۔

۴۔ **الیوم الذی یدخل فیہ الجنۃ و یامن من الجحیم فھو یوم عید۔**

جس دن جنت میں داخل ہو گا اور دوزخ سے محفوظ رہے گا' مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہو گا۔

۵۔ **الیوم الذی ینظر فیہ الی ربہ فھو یوم عید۔**

مومن کے لئے وہ بھی عید کا دن ہو گا جس دن اسے اپنے رب کریم کا دیدار نصیب ہو گا۔ (ابو اللیث)

دوزخ سے آزادی کا دن:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا صاموا شھر رمضان وخرجوا الی عیدھم یقول اللہ تعالی۔

جب لوگوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھ لئے اور عید گاہ کی طرف نماز عید ادا کرنے کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے فرشتو! ہر کام کرنے والا جب کام کرلیتا ہے تو وہ اپنا اجر طلب کرتا ہے۔ میرے جن بندوں نے رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے رکھے اور عید گاہ کی

طرف نماز عید ادا کرنے کے لئے گئے۔ اب وہ اپنے اجر کو طلب کرتے ہیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ' میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔

اس دوران ایک منادی ندا دیتا ہے:

یا امة محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم ارجعوا الی منازلکم قد ابدلت سیئاتکم بالحسنات.

اے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تم اس حال میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ کہ تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یا عبادی صمتم لی وافطر تم لی. فقوموا مغفورا لکم

اے میرے بندو تم نے میرے لئے روزہ رکھا اور میرے لئے ہی تم نے افطار کیا۔ تم اس حال میں کھڑے ہو کہ تمہاری بخشش ہو چکی ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ماہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت' دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کے ہر دن اور رات میں ایسے چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ سے آزادی عطا فرماتا ہے کہ جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر تک یہی فضل و کرم جاری و ساری رہتا ہے اور صرف لیلۃ القدر میں اتنے لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہین کہ جتنے شروع ماہ رمضان سے لیلۃ القدر تک آزاد ہو چکے ہوتے ہیں جبکہ عید الفطر والے دن اللہ تعالیٰ جتنے لوگ ماہ رمضان کی ابتداء سے اور لیلۃ القدر میں آزاد ہو چکے ہوتے ہیں' ان کے مجموعے کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

عید والے دن شیطان کی چیخ و پکار:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ہر عید والے دن لعنتی شیطان چیختا اور چلاتا ہے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر اس کے چیلے اپنے گرو کے اردگرد اکٹھے ہو کر کہتے ہیں۔ اے ہمارے سردار آپ کو کس چیز نے غضبناک کیا ہے' ہم اسے توڑ دیتے ہیں۔

شیطان جواباً کہتا ہے کہ کوئی چیز نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ عید والے دن اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بخش دیا ہے۔ اے میرے چیلو! اب تم پر یہ بات لازم ہے کہ تم حضور کی امت کو لذات' شہوات اور شراب کے پینے میں مصروف رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو جائے۔

عقلمند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو عید والے دن شہوات' برے کاموں سے روکے رکھے اور عبادات میں مصروف رہے۔

اس وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اجتھدا یوم الفطر فی الصدقة و اعمال الخیر و البر من الصلوة والزکٰوة والتسبیح والتحلیل. فانه الیوم الذی یغفر الله تعالی فیه ذنوبکم و یستجیب دعاؤکم و ینظر الیکم بالرحمة.

عید والے دن صدقہ' اچھے اعمال کرنے' نماز پڑھ کر' زکوٰۃ ادا کر کے اور تسبیح و تہلیل وغیرہ کے ساتھ نیکی کرنے میں کوشش کرو کیونکہ عیدالفطر کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیتا' تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا اور تمہاری طرف نظر رحمت کرتا ہے۔ (درۃ الواعظین)

حکایت: حضرت صالح بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب عیدالفطر کا دن ہوتا تو آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب اپنے گھر کی طرف واپس لوٹتے تو آپ کے اہل و عیال ان کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ وہ اپنی گردن میں لوہے کی ایک زنجیر ڈال کر اپنے سر کے اوپر ریت ڈالتے اور انتہائی گریہ و زاری کرتے۔

گھر والے ان سے کہتے کہ اے صالح علیہ الرحمۃ یہ خوشی اور مسرت کا دن ہے' آپ کا کیا حال بنا ہوا ہے؟

حضرت صالح بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو جانتا ہوں لیکن

میں وہ بندہ ہوں کہ جس کو رب نے نیک عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ میں نے عمل کیا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میرا وہ عمل مقبول ہوا ہے یا مردود۔ آپ جائے نماز کے ایک کونے پر بیٹھے تھے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ مصلے کے درمیان میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ تو آپ جواباً فرماتے کہ میں تو رحمت حاصل کرنے کے لئے سائل بن کر آیا ہوں جبکہ جائے نماز کے درمیان میں بیٹھنا بڑے لوگوں کا کام ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

عید والے دن فرشتوں کا زمین پر اترنا:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا کان یوم الفطر یبعث اللہ الملائکۃ فیھبطون الی الارض فی کل البلاد. فیقولون یا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجوا الی رب کریم. فاذا برزوا الی مصلاھم یقول اللہ اشھدوا یا ملائکتی انی قدجعلت ثوابھم علی صیامھم رضائی ومغفرتی.

جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ زمین پر ہر شہر میں اترتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تم اپنے کریم رب کی طرف نکلو۔ جب وہ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کو ان کے روزے کے ثواب میں اپنی رضا اور بخشش عطا فرمائی ہے۔

عید ملنے کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا کی عید دینے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے آخرت کی عید یاد آ جائے۔

جس طرح کہ اے مخاطب تو لوگوں کو دیکھتا ہے کہ ان میں سے بعض پیدل چل رہے ہوتے ہیں۔ بعض سواریوں پر سوار ہو کر، بعض سواریوں پر سوار ہو کر، بعض لباس پہنے ہوئے بعض پھٹے پرانے لباس میں، بعض اطلس پہنے ہوئے ہیں جبکہ بعض ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے کھیل کود کرنے والے، ہنسنے والے اور بعض رونے والے ہوتے ہیں۔ ان سب کو دیکھ کر قیامت کے دن چلنے کو یاد کر۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا و نسوق المجرمین الی

جهنم وردا)

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔'' (مریم ۸۵-۸۶)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا)

''جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔'' (النساء ۱۸)

اور رب ذوالجلال نے فرمایا:

(یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ) ''جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔'' (آل عمران ۱۰۶)

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عید یتیموں کے لئے مصیبت ہے اور بعض مرنے والوں کے لئے بھی مصیبت ہے۔

خوش نصیب بچہ:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک ایسا بچہ بیٹھا ہوا تھا کہ جس پر (عید والے دن بھی) پرانے کپڑے تھے اور وہ رو رہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رونے والے بچے سے فرمایا:

ایها الصبیی مالک تبکی فلا تلعب معهم؟ فلم یعرفه الصبیی.

اے بچے تجھے کیا ہوا کہ رو رہا ہے اور باقی بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں ہے؟ اس بچے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچانا۔

بچے نے جواباً عرض کیا:

ایها الرجل مات ابی بین یدی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی غزوة کذا و تزوجت امی واکلت اموالی و اخرجنی زوجها من بیتی و لیس لی طعام ولا شراب ولاثیاب ولا بیت. فلما نظرت

اليوم الى الصبيان ذوى الآباء اخزتنى مصيبة ابى فلذلك ابكى.

اے بزرگ! فلاں غزوہ میں میرا والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہو گیا۔ میری ماں نے دوسرے آدمی سے نکاح کیا' میرا مال واسباب سب کھا لیا اور اس کے شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرے لئے کھانا ہے نہ کچھ پینے کے لئے ہے نہ ہی میرے پاس کپڑے اور گھر ہے۔ آج (عید والے دن) جب میں نے اپنے ماں باپ والے بچوں کو دیکھا تو مجھے میرے والد کے دنیا سے جانے کا غم یاد آ گیا جس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوش نصیب بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس سے ارشاد فرمایا:

یا صبی هل ترضانی ان اکون ابا. وعائشة رضی الله عنها اما و علیا رضی الله تعالیٰ عما. والحسن والحسین رضی الله تعالی عنهما اخوین و فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها اختالک؟ فعرف الصبی انه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم.

اے بچے کیا اس بات پر راضی نہ ہو گا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا باپ' حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ماں' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے چچا' حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیرے بھائی اور حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری بہن بن جائیں۔ بچے نے پہچان لیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بچے نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیوں راضی نہ ہوں گا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کو اپنے ساتھ لیا۔ کاشانۂ اقدس پر تشریف لائے' اسے اچھے کپڑے پہنانے' پیٹ بھر کر کھانا کھلانے' خوبصورت بنانے اور اسے خوشبو لگانے کا حکم فرمایا۔ بچہ بن سنور کر جب گھر سے نکلا تو خوش اور اپنی قسمت پر بڑا نازاں تھا۔ جب باقی بچوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہنے لگے:

کنت قبل هذا الآن تبکی فما بالک صرت الآن مسرورا؟

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو رو رہا تھا تو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بڑا ہی خوش دکھائی دے رہا ہے؟

بچے نے ان دوسرے بچوں کو جواب دیتے ہوئے کہا:

كنت جائعا فشبعت و كنت عاريا فلبست و كنت يتيما فكان رسول الله ابی و عائشة امی والحسن والحسین اخوی و علی عمی و فاطمة اختی افلا افرح؟

میں بھوکا تھا مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ میرے کپڑے نہیں تھے مجھے لباس مل گیا۔ میں یتیم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے بھائی' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے چچا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری بہن بن گئیں۔ تو کیا میں خوش ہو کر اپنی قسمت پر ناز نہ کروں؟

جن بچوں کے والدین زندہ تھے اور وہ عید کی خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بچہ کا یہ جواب سن کر کہنے لگے:

یا لیت آبائنا قتلوا فی سبیل الله فی تلک الغزو فتکون کذلک.

کاش کہ ہمارے باپ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہوتے' آج ہمارے لئے اس طرح ہو جاتا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا۔

خرج الصبی وهو یحثو التراب علی راسه فاستغاث وقال الآن صرت غریبا و یتیما. فضمه ابوبکر الصدیق رضی الله تعالی عنه الی نفسه.

وہ بچہ باہر نکلا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا' مدد طلب کر رہا تھا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہا تھا کہ اب میں غریب اور یتیم ہو گیا ہوں۔ اس کی یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ (زبدۃ الواعظین)

شوال کے چھ روزے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر کله.

جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرم میں

چھ روزے رکھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو سارا زمانہ روزے سے رہا۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کے بعد شوال المکرّم کے چھ روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ اسے ان چھ انبیاء کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔

۱ - حضرت سیدنا آدم علیہ السلام

۲ - حضرت سیدنا یوسف علیہ السلامُ

۳ - حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام

۴ - حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام

۵ - حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

۶ - حضرت سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(زبدۃ الواعظین)

جلسہ نمبر۴۳

عشرۃ ذی الحجہ کی فضیلت

والفجر o ولیال عشر o والشفع والوتر o والیل اذا یسر o
ھل فی ذالک قسم الذی حجر o الم تر کیف فعل ربک
بعاد o

ترجمہ: ''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات
کی جب چل دے کیوں اس میں عقلمند کے لئے قسم ہوئی کیا تم نے نہ
دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا۔''

(سورۃ الفجر آیت ۱ تا ۶)

عشرۃ ذی الحجہ کی فضیلت

آیت کی تفسیر:

(والفجر○ ولیال عشر○ والشفع والاوتر○)
''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی 'ور جفت اور طاق کی۔'' (الفجر ۱ تا ۳)
مفسرین فرماتے ہیں:
فجر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صبح کی قسم یا صبح کے روشن ہونے کی'
جس طرح ایک اور مقام پر فرمایا:
(والصبح اذا تنفس)
''اور صبح کی جب دم لے۔'' (التکویر ۱۸) یا فرمایا یہ صبح کی نماز کی قسم اٹھاتا ہوں۔
ایک قول یہ ہے کہ ان دس راتوں سے ماہ رمضان کی آخری دس راتیں مراد ہیں۔
لیال عشر کی تنوین تعظیم کے لئے ہے۔
ایک قرأت میں لیال عشر پڑھا گیا ہے یعنی اس کو مضاف مضاف الیہ قرار دیا ہے۔
بایں طور کے اس سے مراد دس دن بھی ہیں۔
جفت اور طاق سے تمام اشیاء کا جوڑا اور طاق مراد ہے یا تمام مخلوق کا جوڑا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون)
''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔'' (الذاریات ۴۹)
ان تمام اشیاء کا خالق وہ اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ وہ یکتا ہے۔
بعض مفسرین نے جفت اور طاق سے عناصر اربعہ وافلاک بروج وسیارات' تمام نمازوں کا جفت وطاق اور عرفہ ونحر کا دن مراد لیا ہے۔
ان کلمات کو مرفوع اور اس کے علاوہ بھی پڑھا گیا ہے نیز یہ کلمات مفرد ذکر فرمائے گئے تا کہ یہ اپنے مدلولات کی تمام انواع پر دلالت کر سکیں کیونکہ اس لحاظ سے یہ توحید پر دلالت کرنے کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے یا دین میں اس چیز کا دخل ہے یا ماقبل کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے

یا منفعت کے اعتبار زیادہ ہونے کی وجہ سے جو کہ شکر کا باعث ہے۔

(والليل اذا يسر O هل فی ذلک قسم لذی حجر O)

''اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقلمند کے لئے قسم ہوئی۔''

مفسرین فرماتے ہیں۔ رات کے چل دینے سے مراد ہے کہ جب رات گزر جائے جیسا کہ ایک اور مقام پر قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

(والليل اذا ادبر)

''اور رات کی جب پیٹھ پھیرے۔'' (المدثر ۳۳)

رات کو چلے جانے کے ساتھ اس لئے مقید کیا کہ کمال قدرت اور نعمتوں کی زیادتی پر قوی دلیل تعاقب میں ہے۔

بعض اقوال میں یسری بھی ہے جبکہ یہاں پر تخفیف کے پیش نظر یا کو حذف کیا گیا ہے۔

رات کے چلے جانے سے اس کا گزرنا مراد لیا تا کہ ہر نماز اپنے مقام پر ادا ہو۔

(هل فی ذلک) قسم اور مقسم بھی (قسم) حلف یا محلوف بہ مراد لیا گیا۔

(لذی حجر) اس کا اعتبار کیا جاتا ہے نیز اس کے ساتھ اس چیز کو پختہ کیا جاتا ہے کہ جس کو ثابت کرنے کا ارادہ ہو۔

الحجر کا معنی عقل ہے۔

عقل کو بھی عقل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان کو ہر اس کام سے روکتی ہے جو اس کے مناسب نہ ہو نیز انسانی عقل کو نھی' حصاۃ جو کہ احصاء سے بنا ہے' کہتے ہیں اور اس کا معنی ہوتا ہے ضبط کرنا (یاد کرنا)

اس مقام پر مقسم علیہ محذوف ہے یعنی وہ کہ جس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس پر الم ترکیف دلالت کرتا ہے۔ (قاضی بیضاوی)

چند تفسیری نکات:

(والشفع والوتر) کی مراد میں کئی اقوال ہیں۔

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ الشفع سے یوم الترویہ اور یوم عرفہ جبکہ والوتر سے یوم العید مراد ہے۔

۲- حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ الشفع سے تمام مخلوق اور الوتر سے اللہ تعالیٰ کی

ذات مراد ہے۔
رب ذوالجلال نے فرمایا:
(ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون)
''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔'' (الذاریات ۴۹)
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا اس لئے بنایا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ خود یکتا ہے۔

۳۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ الشفع سے چار نمازیں فجر ظہر عصر عشاء جبکہ الوتر سے مغرب کی نماز مراد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان پانچ نمازوں کی قسم یاد فرمائی جن کو اہل اسلام پڑھتے ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا کہ الشفع سے سوموار اور خمیس کا دن اور الوتر سے جمعہ کا دن مراد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان تین دنوں کی قسم اٹھائی کیونکہ ان کو باقی تمام ایام پر فضیلت و شرافت حاصل ہے۔

۵۔ بعض نے کہا الشفع سے رجب شعبان اور الوتر سے رمضان کا مہینہ مراد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ تین مہینے باقی تمام مہینوں پر کرامت و شرافت رکھتے ہیں۔

۶۔ بعض کا قول یہ ہے کہ الشفع سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبکہ الوتر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ باقی تمام پر فضیلت و بزرگی رکھتے ہیں۔
(واللیل اذا یسر) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مزدلفہ کی رات مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی قسم اٹھائی کیونکہ اس رات حجاج کرام کے چلنے کی وجہ سے اس کو باقی تمام راتوں پر فضیلت حاصل ہے۔
الشیخ ابو سعید نے فرمایا کہ اس رات سے معراج کی رات مراد ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:
(سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی) ''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔'' (بنی اسرائیل ۱) (تفسیر حنفی)
والفجر کے دو معانی مفسرین نے ذکر فرمائے۔

۱- فجر صبح کا نام ہو یعنی مشرق کی جانب میں سورج کی روشنی کے ظاہر ہونے کا پہلا وقت۔
۲- فجر مصدر ہو بمعنی تاریکی کے ختم ہونے کے ساتھ صبح کا نکلنا۔ فلقت الشیئی فلقا کا معنی ہوتا ہے شققته میں نے اسے توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کی قسم اس لئے اٹھائی کیونکہ رات کے مکمل ہونے کے ساتھ روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ جس میں لوگ تمام حیوانات' پرندے اور وحشی جانور رزق کو طلب کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور یہ مردوں کے اپنی اپنی قبروں سے اٹھنے کے مشابہ ہے اور اس میں غور وفکر کرنے والے شخص کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ (شیخ زادہ)

ولیال عشر یعنی ذوالحجہ شریف کی دس راتیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم اس لئے اٹھائی کہ یہ حج کو ادا کرنے اور حج کے اعمال میں مشغول رہنے کے دن ہیں۔ مقبول حج تمام اعمال سے افضل ہے کیونکہ ایسا حج زندگی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من ایام العمل الصالح فیها افضل من ایام هذا العشر.

دنوں میں سے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں عمل کرنا ان دس دنوں سے افضل ہو۔

اس لئے دس راتوں کی تفسیر ذی الحجہ کے دس دنوں کے ساتھ کی گئی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ فجر سے مراد یوم معین کی فجر ہے اور یوم عرفہ اور یوم نحر کی فجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوم عرفہ کی فجر کی قسم اس کی شرافت کی وجہ سے اٹھائی کیونکہ حجاج کرام وقوف عرفہ کے لئے جبل عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوم نحر کی فجر کی قسم اٹھائی کیونکہ دسویں ذوالحجہ کا دن ایک عظیم دن ہے کہ جس میں انسان قربانی کرنے کیلئے آتا ہے۔ (شیخ زادہ)

والشفع والوتر. اس سے تمام اشیاء کا جفت اور طاق ہونا مراد ہے۔

شفع اور **وتر** کو اکٹھا ذکر کرنا تمام اشیاء کے ذکر سے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے جتنی اشیاء کی اجناس' انواع' اصناف اور اشخاص ہیں۔ اسی طرح اشیاء کے جواہر واعراض اسی وقت متصور نہیں ہوسکتے کہ جب تک ان دونوں میں سے کسی ایک کا تصور نہ کیا جائے۔ کوئی بھی شے ان دونوں سے خالی ہو ایسا نہیں ہوسکتا اس لحاظ سے ان دونوں چیزوں کی قسم اٹھانا ایسے ہے جیسا کہ تمام

اشیاء کی قسم اٹھائی گئی ہو۔

علماء فرماتے ہیں: الشفع کو تمام مخلوقات سے کنایہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مونث' ناطق ہو یا صامت' عالم ہو یا جاہل' قادر ہو یا عاجز' گرم ہو یا سرد' خشک ہو یا تر' فلکی ہو یا عنصری یا اس کے علاوہ باقی جتنی چیزیں ہیں ان میں بھی یہی حالت ہے۔

وتر خالق سے کنایہ ہے اس لئے کہ وہ ذات یکتا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔

بعض متکلمین نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی اس کا ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر عظیم ہے۔ اس لئے اسے ایسے انداز سے کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے علاوہ دوسرے سے ممتاز ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

انہ علیہ الصلوۃ والسلام سمع من یقول : اللہ و رسولہ فنهاہ عنہ فقال قل اللہ ثم رسولہ.

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اللہ و رسولہ (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول) کہتے ہوئے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کہنے سے منع کر دیا۔ پس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تم اس طرح کہو اللہ ثم رسولہ (اللہ پھر اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (شیخ زادہ)

درود و سلام پڑھنے کا حکم:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے مخاطب جب بھی تو مسجد میں داخل ہو تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر درود و سلام پڑھ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لا تتخذوا بیتی عیدا ولا تتخذوا بیوتکم قبوراً وصلوا علی حیث کنتم فان صلوتکم تبلغنی.

میرے گھر کو عید نہ بناؤ اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ کیونکہ تم میری ذات پر درود پڑھو چاہے تم جہاں بھی ہو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھے پہنچتا ہے۔

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اکثروا علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فان صلوتکم معروضۃ علی.

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان بن تیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب کی حالت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ جو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس پر سلام پڑھتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں'' اور آپ نے ان کا ارادہ فرمایا۔ (شفا شریف)

ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس چیزوں سے معزز فرمائے گا۔

۱- عمر میں برکت۔
۲- مال میں زیادتی۔
۳- اہل وعیال کی حفاظت۔
۴- گناہوں کا مٹا دیا جانا۔
۵- نیکیوں کا دوگنا کیا جانا۔
۶- موت کی سکرات سے آسانی۔
۷- قبر کی تاریکی میں روشنی۔
۸- میزان کا بھاری ہونا۔
۹- جہنم کے نچلے درجوں سے نجات۔
۱۰- جنت کے اعلیٰ درجات پر چڑھنا۔

تین عشرے افضل ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سال میں سے تین عشروں کو منتخب فرمالیا ہے:

۱- ماہ رمضان کے آخری دس دن کیونکہ اس میں لیلۃ القدر کی برکات ہیں۔

۲- ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن کیونکہ ان میں یوم الترویہ یوم عرفہ' قربانی' تلبیہ' حج اور قسم قسم کے مناسک حج ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ تعالٰی یباھی ملائکتہ فیقول : انظروا الی عبادی جاء و امن کل فج عمیق شعثا غبرا لیشھدوا منافع لھم اشھدوا یا ملائکتی انی قد غفرت لھم.

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور اس کی طرف سے فرمان ہوتا

ہے۔میرے ان بندوں کو دیکھو یہ ہر دور کے علاقہ سے آتے ہیں' پراگندہ بال اور چہرے گرد آلود ہیں تاکہ حج سے حاصل ہونے والے منافع کو حاصل کرسکیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ تحقیق میں نے ان سب کی بخشش فرمادی ہے۔

۳- محرم الحرام کے دس دن کیونکہ ان میں یوم عاشورہ کی برکات ہیں۔ اس ضمن میں آثار وارد ہیں اور ان آثار کی مثل اور بھی روایات موجود ہیں۔

فقہاء کرام نے فرمایا: اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اس سال میں ماہ رمضان کے بعد افضل ترین دنوں کے روزے ہیں تو ایسے شخص پر ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے واجب ہوں گے۔ اسی لئے کہ پورے سال میں سے افضل ترین یہی دس دن ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام یوم عرفة من ذی الحجة کتب الله تعالی له صیام ستین سنة و کتبه الله تعالی من القانتین.

جس شخص نے ماہ ذوالحجہ میں سے یوم عرفہ کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا نیز اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ فرمانبرداری کرنے والوں میں لکھ دے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

ایک روایت میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من ایام العمل الصالح فیها احب الی الله تعالی من هذه الایام. یعنی ایام عشر ذی الحجة قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله؟ قال ولا الجهاد فی سبیل الله الا رجل خرج بنفسه وما له فلم یرجع بذلک.

کوئی ایام ایسے نہیں کہ جن میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہو' سوائے ماہ ذوالحجہ کے ان دس دنوں کے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ۔ ہاں وہ شخص کہ جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ آئے۔

ایک اور روایت میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من ایام احب الی اللہ تعالی ان یعبد فیھا من عشر ذی الحجة یعدل صوم کل یوم منھا صیام سنة و قیام کل لیلة منھا قیام لیلة القدر.

ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسے دن نہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال پسندیدہ ہوں' ان دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ان کی راتوں میں سے ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

قبولیت دعا کا نسخہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

یا رب دعوت فلم تجب دعوتی فعلمنی شیئا ادعوک به فاوحی اللہ تعالی الیه یا موسی علیه السلام اذا دخل ایام العشر من ذی الحجة قل لا اله الا اللہ اقض حاجتک' قال یا رب کل عبد یقولھا' قال یاموسی من قال لا اله الا اللہ فی ھذه الایام مرة لو وضعت السموت السبع و الارضون السبع فی کفة المیزان ولا اله الا اللہ فی الکفة الاخری لثقلت ورجحت ھذه المقاله علیھن جمیعا.

اے میرے رب میں دعا کرتا ہوں لیکن تو اسے قبول نہیں فرماتا مجھے کوئی ایسی چیز سکھا کہ جس کے ذریعے میں تیری بارگاہ میں دعا کروں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ علیہ السلام جب ماہ ذوالحجہ کے دس دن داخل ہوں تو تو یہ کلمات کہہ لا الہ الا اللہ (نہیں ہے کوئی معبود مگر

اللہ تعالیٰ) اقض حاجتک میں تری حاجت کو پورا کروں گا۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ چاہے ان کلمات کو تیرا جو بندہ بھی کہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جس شخص نے ان دنوں میں یہ کلمات کہے یعنی فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ ان دنوں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہے اگر سات آسمان اور سات زمینوں کو میزان کے ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کے کلمات کو رکھ دیا جائے تو ان کلمات والا پلڑہ دوسرے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہونے والے عظیم واقعات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱- ماہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو معافی عطا فرمائی تو جو شخص اس ماہ مقدس کی یکم کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

۲- اس ماہ مبارک کی دو تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس نے آنکھ کے جھپکنے کی دیر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انقطاع نہیں کیا۔

۳- ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا تو جس خوش نصیب انسان نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

۴- اس ماہ مقدس کی چار تاریخ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس سے محتاجی اور تنگدستی کو دور فرما دے گا اور وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے معزز نیک بندوں کے ساتھ ہوگا۔

۵- اس بابرکت ماہ کی پانچ تاریخ کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے نفاق اور عذاب قبر سے بری کر دے گا۔

۶- اس مہینہ کی چھ تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے خیر کے دروازے کھول دیئے تو

جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اس کے بعد اس بندے کو ہمیشہ تک عذاب نہیں دے گا۔

۷- اس ماہ کی سات تاریخ کو دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جب تک یہ دس دن گزر نہ جائیں ان کو کھولا نہیں جاتا۔

۸- ماہ ذوالحجہ کے آٹھویں دن کو یوم الترویہ کہتے ہیں جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اسے اتنا اجر عطا کیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۹- ذوالحجہ کے نویں دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں جس خوش نصیب نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گا اور یہی وہ دن کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

(الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ط) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ ''اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔'' (المائدہ:۳)

۱۰- ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو یوم الاضحیٰ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس دن میں قربانی کرے تو اس قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے اور اس کے اہل و عیال کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جو شخص اس دن میں کسی مومن کو کھانا کھلائے یا اس پر صدقات میں سے کوئی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر خوف سے امن دے کر اٹھائے گا اور اس کا میزان جبل اُحد سے بھی زیادہ وزنی ہو گا۔ (مجالس)

قبر میں نور:

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشرہ ذوالحجہ کی ان راتوں میں بصرہ کے اندر مسلمانوں کے قبرستان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا تو اچانک میں نے ایک آدمی کی قبر میں نور دیکھا تو میں سوچ و بچار کرتے ہوئے ٹھہر گیا۔ اسی دوران کسی کہنے والے کو میں نے بلند آواز کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنا:

یا سفیان علیک بصیام عشر ذی الحجة یعط لک نور مثل هذا.

اے سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تو اپنے آپ پر ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھنا

لازم کرلے تو تجھے بھی اس کی مثل نورعطا کیا جائے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

صرف دودنوں کا روزہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

من صام اليوم الاخير من ذى الحجة واليوم الاول من المحرم فقد ختم الحسنة الماضية و فتح السنة القابلة بالصوم وجعل الله له كفارة خمسين سنة.

جس شخص نے ذوالحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن کا روزہ رکھا تو تحقیق اس نے گزشتہ سال کو ختم اور آئندہ سال کو روزے کے ساتھ شروع کیا اور اللہ تعالیٰ اس کے ان دو روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے۔

سب سے زیادہ دوزخ سے آزادی:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من يوم يعتق الله تعالىٰ فيه من النار اكثر مما يعتق فى يوم عرفة.

عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے سب سے زیادہ لوگوں کو آزاد کرتا ہو۔ (کذافی زبدۃ الواعظین)

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اے مخاطب جتنا ہو سکے ان دنوں میں نیک عمل کرنے کو اختیار کر اور تو انکار کرنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

افضل ترین بات:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سب سے افضل میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا کلام ہے۔ آپ نے جو ان دس دنوں میں کلام کہنے کے لئے فرمایا' وہ یہ ہے:

لا اله الا الله وحده لا شريك له.

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

ایک روایت میں ہے نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں عمل کرنا افضل ہو۔
صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ماہ رمضان بھی؟
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
بل العمل في رمضان افضل ولكن هذه الايام حرمتهن اعظم.
بلکہ عمل کرنا ماہ رمضان میں افضل ہے جبکہ عشرہ ذوالحجہ کے دنوں کی حرمت زیادہ ہے۔
(موعظہ)

جلسہ نمبر ۴۷

قربانی اور تکبیرات عید

انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک والنحر ○ ان شانئک هو الابتر ○

ترجمہ: ''اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔'' (سورۃ الکوثر)

قربانی اور تکبیرات عید

آیت کی تفسیر:

(انا اعطیناک الکوثر)

"اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔" (الکوثر:۱)

مفسرین فرماتے ہیں کہ "کوثر" کی مراد میں مختلف اقوال ہیں:

۱- کوثر، خیر کثیر کو کہتے ہیں۔ یعنی علم، عمل اور دارین کی بزرگی کی کثرت۔

جیسا کہ حدیث میں مروی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انہ نہر فی الجنۃ و عدنی ربی فیہ خیر کثیر احلی من العل و اشد بیاضا من اللبن و ابرد من الثلج و الین من الذبد حافتاہ الزبر جدوا وانیہ من الفضۃ. لا یظماء من شرب منہ.

کوثر سے مراد جنت میں ایک نہر ہے۔ جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے۔ وہ نہر شہد سے زیادہ میٹھی، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ نہر کے دونوں کنارے زبرجد کے اور اس کے برتن چاندی کے ہیں۔ جس خوش نصیب کو بھی اس نہر سے پینا نصیب ہو گیا۔ وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہو گا۔

۲- کوثر سے مراد حوض ہے۔

۳- کوثر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد۔ آپ کے متبعین آپ کی امت کے علماء کرام یا قرآن عظیم مراد ہے۔

(فصل لربک وانحرہ)

"تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔" (الکوثر ۲)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے۔ ایسی مداومت ہو کہ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو نہ ہی اس کے بارے میں سہو ہو اور نہ ہی اس میں دکھاوا ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا ہو سکے اور نماز ہی ایسی عبادت ہے جو شکر کی تمام اقسام کے لئے جامع ہے۔

قربانی سے مراد پسندیدہ جانور ہے کیونکہ اہل عرب بدن کا اطلاق اس جانور پر کرتے ہیں کہ جوان کا پسندیدہ مال ہوتو اسے محتاجوں پر صدقہ کرنے کا حکم ہے۔اس سے وہ لوگ مراد نہیں کہ جومحتاجوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور عام استعمال کی چیزیں ان کو مانگنے سے بھی نہیں دیتے۔ گویا کہ سورۃ الکوثر پہلے والی سورۃ الماعون کے لئے ایک مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ صلوۃ سے نماز عید اور نحر سے عید الاضحیٰ مراد ہے۔

(ان شانئک هو الابتر) ''بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔''

(الکوثر ۳)

مفسرین فرماتے ہیں کہ ابتر اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا اس کے پیچھے کوئی نہ ہو۔اس کی نسل باقی نہ رہے اور نہ ہی اس کا اچھا ذکر باقی رہے۔تو اے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اولاد باقی رہے گی آپ کی اچھی شہرت اور آپ کے فضل وکرم کے آثار قیامت کے دن تک باقی رہیں گے اور آخرت میں آپ کے لئے وہ مقام ومرتبہ ہوگا جو وصف بیان سے باہر ہے۔

سورۃ الکوثر کی فضیلت:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قرء سورة الكوثر سقاه الله من كل نهر في الجنة و يكتب له عشر حسنات بعدد كل قربان قربه العباد في يوم النحر.

جس شخص نے سورۃ الکوثر کو پڑھا۔اللہ تعالیٰ اسے جنت میں موجود ہر نہر سے سیراب فرمائے گا اور قربانی کے دن ہر بندے کی قربانی کی تعداد کے برابر دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں تحریر فرمائے گا۔(قاضی بیضاوی)

فرشتہ کی ڈیوٹی:

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلى على تعظيما لى جعل الله تعالى من تلك الكلمة ملكا له جناحان جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ورجلاه تحت العرش. يقول له الله تعالى صل على عبدى كما صلى على نبيى فصلى عليه الى يوم القيامة.

جو شخص میری تعظیم کے پیش نظر مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ درود شریف کے اس کلمہ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے کہ جس کے دو پر ہیں۔ ان میں سے ایک پر مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں جبکہ اس کے دونوں پاؤں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تو میرے اس بندے پر رحمت بھیجنے کی دعا کر جس طرح کہ اس نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا ہے۔ لہٰذا وہ فرشتہ اس بندے کے لئے قیامت کے دن تک رحمت کی دعا کرتا رہے گا۔ (زبدۃ الواعظین)

شانِ نزول:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلکی نیند فرما رہے تھے۔ نیند سے اٹھے۔ تبسم فرماتے ہوئے اپنے سرانور کو اٹھایا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی۔ صحابہ کہتے ہیں کہ حضور نے وہ سورت ہمیں پڑھ کر سنائی تو آپ نے جو سورت ہم پر پڑھی وہ یہ تھی۔

انا اعطیناک الکوثر. فصل لربک وانحر. انا شانئک ھو الابتر.

اسی طرح ایک اور روایت ہے جس کو ابو صالح نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

عاص بن وائل ابن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا اور وہ مسجد میں داخل ہو رہا تھا۔ دونوں کی مسجد کے دروازے پر ملاقات ہوگئی۔ آپس میں باتیں ہوتی رہیں۔ قریش کی ایک پوری جماعت مسجد میں موجود تھی۔ جب عاص ان پر داخل ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے؟

عاص بدبخت نے کہا: اس ابتر (مقطوع النسل) سے۔

عاص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ کلمہ اس لئے استعمال کیا کیونکہ قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو ابتر کہتے تھے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی مرد کا لڑکا زندہ نہ ہوتا تو وہ اسے ابتر کہتے تھے۔

عاص ابن وائل ابن ہشام نے جو بات قریش سے کہی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اس کو سن لیا اور غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تسلی دینے اور دشمنوں کو جواب دینے کے لیے اس سورۃ مبارکہ کو نازل کیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وضآلہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہتے تو دو ہی صورتیں تھیں یا وہ بھی اللہ کے نبی ہوتے یا نہ ہوتے۔ اگر وہ نبی نہ ہوتے تو یہ ان کے لئے کوئی عظمت کی بات نہ تھی اور اگر وہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خاتم النبیین نہ ہوتے۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب میں نے آپ کے نام کو کلمہ توحید، اذان، نماز اور بہت ساری چیزوں میں اپنے ساتھ ملالیا ہے۔ آپ تو صاحبِ کوثر ہیں اور آپ ابتر کیسے ہو سکتے ہیں؟ (روضۃ العلماء)

اولادِ مصطفیٰ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین صاحبزادے ہیں:

۱- حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲- حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مدت رضاعت میں ہو گیا ور یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی عمر مبارک سترہ دن یا اس سے کچھ زائد تھی۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل ہوئی اور ان کا وصال بھی صحیح ترین قول کے مطابق سترہ دن بعد ہوا اور یہ ابھی قبل از اعلان نبوت کا وقت تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کا نام طیب وطاہر بھی تھا۔ ان کی ولادت باسعادت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے بعد مکہ میں ہوئی اور ان کا بھی صغرسنی کی حالت میں وصال ہو گیا۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ حضرت طیب وطاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضور کے صاحبزادے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

۱- حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲- حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۴- حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ جملہ صاحبزادیاں اور صاحبزادے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جبکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے فوت ہوگئی جبکہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے کے چھ ماہ بعد ہوا۔ آقا کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تمام صاحبزادیوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ (کذافی شرح ابرکوی للقنوی)

کوثر کے مزید معانی:

ایک روایت میں ہے کہ

۱- کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔

۲- کوثر سے مراد جنت میں ایک حوض ہے۔

۳- کوثر موقف کا نام ہے۔

۴- کوثر بمعنی فضائل کثیرہ۔

۵- کوثر مقام محمود کو کہتے ہیں۔

۶- کوثر بمعنی حسن خلق اور رفعت ذکر۔

۷- کوثر سے سورۃ الکوثر مراد ہے۔

۸- کوثر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ کے متبعین مراد ہیں۔

۹- آپ کی امت کے علماء مراد ہیں۔

۱۰- کوثر سے مراد قرآن عظیم ہے۔

۱۱- آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے علماء مراد ہیں۔

۱۲- کوثر سے مراد ہر وہ چیز جس کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔

۱۳- کوثر سے مراد نبوت ہے۔

۱۴- کوثر سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم صحابہ مراد ہیں۔

۱۵- قرآن کی تفسیر اور شرائع کی تحقیق کا نام کوثر ہے۔

۱۶- کوثر سے حضور کی امت کی کثرت مراد ہے۔

۱۷- کوثر سے واقع ہونے والی کرامات مراد ہیں۔

۱۸- کوثر سے شفاعت کبریٰ مراد ہے۔ (شہاب الدین)

ایک اہم نکتہ:

سورۃ الکوثر سے پہلے سورۃ الماعون میں منافقین کے جن قبیح امور کو ذکر کیا گیا۔اس سورت میں اس کے مقابلہ میں اچھے اوصاف کا ذکر ہوا۔

پہلی سورت میں منافقین کی قبیح بات ذکر کی وہ بخل ہے۔جس کی طرف اس آیت سے اشارہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(الذی یدع الیتیم ولا یحض) ''جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور رغبت نہیں دلاتا۔''
(الماعون۲)

منافق کی دوسری علامت ذکر کی ترک صلوۃ (نماز کا چھوڑنا) اس کی طرف اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے:

(الذین ھم عن صلاتھم ساھون) ''جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔''
(الماعون۵)

منافق کی تیسری علامت ریاکاری ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

(الذین ھم یرائون) ''وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔'' (الماعون۶)

منافق کی چوتھی علامت ترک زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ دینا) ہے جس کی طرف رب ذوالجلال کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

(یمنعون الماعون) ''برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔'' (الماعون۷)

۱- سورۃ الکوثر میں عن صلاتھم ساھون کے مقابلہ میں فصل کو ذکر کیا۔
۲- سورۃ الکوثر میں الذین ھم یرائون کے مقابلہ میں لربک کو ذکر کیا۔
۳- سورۃ الکوثر میں الذی یدع الیتیم کے مقابلہ میں وانحر کو ذکر کیا۔
۴- سورۃ الکوثر میں ویمنعون الماعون کے مقابلہ میں وانحر کو ذکر کیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پسندیدہ مال کا خرچ کرنا بخل کے مقابلہ میں ہے اور ضرورت مندوں پر مال کو خرچ کرنا ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے کہ برتنے کی چیزیں مانگے بھی نہیں دیتے۔ (شیخ زادہ)

قربانی نہ کرنے پر وعید:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من کان له سعة فلم یضح فلیمت ان شاء یهود یا وان شاء نصرانیا.
جس شخص کو طاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
من کان له سعة فلم یضح فلا یقر بن مصلانا.
جو شخص طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے تو فرمایا کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
من صلی صلاتنا ونسک نسکنا فهو منا. و من لم یصل صلاتنا فلم یضح فلیس منا فان کان غنیا.
جو شخص ہماری نماز پڑھے اور قربانی کرے وہ ہم میں سے ہے اور جو نہ ہمارے طریقہ پر نماز پڑھے اور نہ قربانی کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
خیار امتی یضحون و شرار امتی لا یضحون.
میری امت کے نیک لوگ قربانی کرتے ہیں جبکہ میری امت کے شریر لوگ قربانی نہیں کرتے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
الا ان الاضحیة من الاعمال المنجیة تنجی صاحبهم من شر الدنیا والآخرة.
خبردار قربانی نجات دینے والے اعمال میں سے ہے۔ قربانی کرنے والا دنیا اور آخرت کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

قربانی کرنے کا عظیم اجر:

ایک روایت میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
من خرج من بیته الی شراء الاضحیة کان له بکل خطوة عشر حسنات ومحی عنه عشر سیئات و رفع عشر درجات. واذ تکلم

فی شرائها کان کلامه تسبیحا واذا نقد ثمنها کان له بکل درهم سبعمائة حسنة واذا طرحها علی الارض یرید ذبحها استغفرله کل خلق من موضعهاالی الارض السابعة واذا اهرق دمها خلق الله بکل قطرة من دمها عشرة من الملائکة یستغفرون له یوم القیامة واذا قسم لحمها کان له بکل لقمة مثل عتیق رقبة من ولد اسماعیل علیه الصلٰوة والسلام۔

جو شخص اپنے گھر سے قربانی کا جانور خریدنے کے لئے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم اٹھانے کے بدلے دس نیکیاں دی جاتی ہیں' دس اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور دس اس کے درجات بلند کردیئے جاتے ہیں۔ جب وہ آدمی جانور کو خریدنے کے لئے گفتگو کرتا ہے تو اس کا کلام تسبیح بن جاتا ہے اور جب وہ اس جانور کی قیمت ادا کردیتا ہے تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو نیکیاں مل جاتی ہیں اور جب وہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر گراتا ہے تو اس جگہ سے لے کر نیچے ساتوں زمینوں تک کی جگہ اس کے لیئے بخشش طلب کرتی ہے اور جب وہ خون کو بہاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خون کے ہر قطرہ سے دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت کے دن تک بخشش طلب کرتے رہیں گے اور جب قربانی کے گوشت کو تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام کو آزاد کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ (جواہرزادہ)

ایک حدیث شریف میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تو اپنے لئے قربانی آگے بھیج اور اس کے ذبح ہونے کے وقت موجود رہ کیونکہ قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ تیری زندگی کے گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النا خاصة ام للمؤمنین عامة؟

یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ہمارے لئے خاص ہے یا تمام مومنین کیلئے عام ہے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل لنا وللمؤمنین عامة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ ہمارے لئے اور تمام مومنین کے لئے عام

حکم ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

الھی ما ثواب من ضحی من امة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو شخص قربانی کرے اس کا کیا ثواب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ثوابہ ان اعطیہ بکل شعرة علی جسدہ عشر حسنات وامحو عنہ عشر سیئات وارفع لہ عشر درجات ولہ بکل شعرة قصر فی الجنة وجاریة من الحور العین ومرکب من ذوات الاجنحة خطوھا مدالبصر یرکبھا اھل الجنة فیطیربھا حیث یشاء. اما علمت یا داؤد ان الضحایا ھی المطایا وترفع البلایا یوم القیامة؟

قربانی کرنے والا کا ثواب یہ ہے کہ میں قربانی کے جسم کے اوپر ہر بال کے بدلے اسے دس نیکیاں عطا کروں گا' دس اس کے گناہ معاف فرمادوں گا اور دس اس کے درجات بلند کروں گا۔ قربانی کے ہر بال کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک محل ہوگا۔ حور عین سے ایک خادمہ ہوگی۔ پروں والی ایک سواری اسے عطا ہوگی جس کی رفتار کا یہ عالم ہوگا کہ تاحد نگاہ اس کا قدم جائے گا اس سواری پر اہل جنت سوار ہوں گے جنت میں جہاں چاہیں گے اڑتے پھریں گے۔

اے داؤد علیہ السلام کیا آپ جانتے نہیں کہ بے شک قربانیاں سواریاں ہیں اور قربانیاں قیامت کے دن مصائب کو دور کردیں گی؟ (زہرۃ الریاض)

فقیر کی بخشش ہوگئی:

حضرت احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرا ایک فقیر بھائی تھا۔ وہ اپنے فقر کے باوجود ہر سال قربانی کے موقع پر قربانی کرنے کی نیت سے بکری کو ذبح کرتا۔ جب وہ فوت ہوا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ یا اللہ مجھے خواب میں میرا بھائی دکھادے تاکہ میں اس کا حال دریافت کرسکوں۔

فرماتے ہیں کہ یہ دعا کرکے اسی طرح باوضو میں سو گیا تو میں نے نیند کی حالت میں خواب

دیکھا۔ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان قیامت کی طرف آ رہے ہیں۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا وہ غریب فوت شدہ بھائی بھی ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر آ رہا ہے جس کے سامنے بہت سارے شرفاء ہیں۔

میں نے کہا: اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فقیر بھائی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟

بھائی نے جواباً کہا: صرف ایک درہم کے بدلے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک انتہائی بوڑھی فقیر عورت کو بطور صدقہ دیا تھا۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تمہارے سامنے شرفاء کون ہیں؟

کہا کہ یہ وہ قربانیاں ہیں جو میں اپنی دنیاوی زندگی میں کیا کرتا تھا اور جس پر میں سوار ہوں یہ میری پہلی قربانی ہے۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

بھائی نے کہا کہ جنت جانے کا اردہ ہے۔ اس کے بعد میرا بھائی میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ (سنانیہ)

بزرگ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاس قربانی کے جانور کی سواری نہ ہوگی تو اس کے لئے اس کا نیک عمل سواری بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ میں سے ایک اونٹ پیدا فرمائے گا کہ جب وہ آدمی قبر سے اٹھے گا تو اس پر سوار ہو کر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا۔ (سنانیہ)

یہ ہمیشہ سوار رہا ہے:

حضرت انس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومنین کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو پیدل نہ چلنے دو بلکہ ان کو ان کی سواریوں پر سوار کرو کیونکہ دنیا میں ان کے سوار ہونے کی عادت رہی ہے۔

کان فی الابتداء صلب ابیھم مرکبھم. ثم بطن امھم مرکبم. فحین ولدتھم امھم فحجر امھم مرکبھم الی ان یتم الرضاع. ثم عنق

ابیھم مرکبھم. ثم الفرس والبغال مراکبھم فی البراری والسفن والزوارق فی البحار. وحین ما توافا عناق اخوانھم و حین قاموا من قبورھم لا تمشُوا راجلین فانھم اعتادوا الرکب و قدموا نجانبھم وھی الاضحیۃ. لقولہ تعالی (یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا) ای رکبانا. ولذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظموا ضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم.

ابتداء میں ان کے باپ کی پشت ان کی سواری تھی پھر ماں کا پیٹ ان کی سواری تھا جب ان کی ماں نے ان کو جنا تو ان کی ماں کی گود ان کی سواری تھی۔ مدت رضاعت کے مکمل ہونے تک ان کے پاس یہ سواری رہی پھر ان کے باپ کی گردن ان کی سواری تھی پھر خشکی میں سفر کرنے کے لئے ان کے پاس گھوڑے اور خچر کی سواری تھی اور سمندروں میں سفر کے لئے ان کے لئے کشتیوں اور بحری جہازوں کی سواری تھی اور جب یہ مر گئے تو ان کے واسطے ان کے بھائیوں کے کندھے ان کی سواری تھی تو جب یہ اپنی قبروں سے اٹھے ہیں تو اے فرشتو ان کو پیدل لے کر نہ چلو کیونکہ سواری پر سوار ہونا ان کی عادت بن چکی ہے۔ لہٰذا انہیں سواریاں پیش کرو اور اس وقت قربانیاں ہی ان کی سواریاں بنیں گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔'' وفداً کا معنی ہے رکبانا (مریم ۸۵)

اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو موٹا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہارے لئے سواریاں بنیں گی۔ (رجیہ)

حسین وجمیل سواری:

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے قربانی کی جب وہ اپنی قبر سے اٹھے گا تو قبر کے سرہانے ایک حسین وجمیل سواری کھڑی ہوئی پائے گا۔

فاذا لہ شعرۃ من الذھب وعیناہ من یواقیت الجنۃ و قرناہ من الذھب.

فیقول من انت وای شئی انت وما رائیتہ احسن منک؟ فیقول انا

قربانک الذی قربتنی فی الدنیا ثم یقول ارکب علی ظهری. فیرکب علیه ویذهب به ما بین السماء والارض الی ظل العرش.

جس کے بال سونے کے، آنکھیں جنت کے یواقیت کی اور اس کے پاؤں بھی سونے کے ہوں گے۔ قبر سے اٹھنے والا اس سے کہے گا کہ تو کون ہے تو کیا چیز ہے تجھ سے بڑھ کر حسین و جمیل میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی؟ پوچھنے پر وہ سواری جواب دے گی۔ میں تیری وہ قربانی ہوں جو تو نے اپنی دنیاوی زندگی میں کی تھی پھر وہ سواری اس سے کہے گی کہ آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جائیں۔ وہ شخص اس سواری پر سوار ہو جائے گا وہ اسے زمین و آسمان کے درمیان سے عرش کے سائے تک لے جائے گی۔ (رجیہ)

قربانی کس پر واجب ہے:

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ قربانی ہر مسلمان مقیم مالدار پر واجب ہے کہ جو صاحب نصاب ہو یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان دونوں کی مالیت کے برابر اس کے پاس مال ہو اور یہ مال اس کی اصلی حاجات کے علاوہ ہو۔ اس میں زکوٰۃ کی طرح سال کے گزرنے اور مال کے بڑھنے کی شرط نہیں۔

اگر ایک شخص فقیر تھا قربانی کے دنوں میں اس کے پاس مال آ گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور اگر مالدار تھا لیکن قربانی کے دنوں میں مال ضائع ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس دو سو درہم تھے اس نے بیس درہم سے منگل والے دن قربانی کا جانور خریدا۔ بدھ والے دن وہ جانور ہلاک ہو گیا۔ جمعرات کو عید الاضحیٰ ہو تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی کیونکہ قربانی کرنا واجب ہوتا ہے۔ قربانی والے دن اور وہ اس دن میں فقیر ہو گیا۔ (کذا فی فتاوی الواقعات)

قربانی کے جانور:

قربانی جن جانوروں سے کرنا جائز ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔ یعنی وہ چار قسم کے جانور ہیں۔ ۱۔ اونٹ۔ ۲۔ گائے۔ ۳۔ بکری۔ ۴۔ بھیڑ۔

ان میں مذکر و مونث دونوں شامل ہیں۔

بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے اور چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ گائے، بھینس دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا ہونا

ضروری ہے۔ان عمروں سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔
بکرا، دنبہ، بھیڑ کی ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے۔ گائے، بھینس، بیل، اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ سب کی نیت قربانی کی ہو۔ کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو اور ان سات میں کوئی کافر بھی نہ ہو ورنہ سب کی طرف سے قربانی جائز نہ ہوگی۔

قربانی اندھے جانور کی ناجائز ہے کہ جس کی دونوں آنکھیں ہی نہ ہوں اور نہ ہی لنگڑے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جو تین پاؤں پر چلتا ہو اور نہ ہی بھینگے کی قربانی جائز ہے اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جس کی ایک آنکھ ہو اور نہ ہی ایسے جانوروں کی قربانی دی جا سکتی ہے کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل ہی مغز نہ رہا ہو اور جس جانور کا تیسرا حصہ کان، تیسرا حصہ آنکھ اور تیسرا حصہ دم کا ضائع ہو چکا ہو اس کی قربانی دینا بھی ناجائز ہے۔

قربانی کا گوشت:

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ ان سب کا حصہ برابر ہوگا کسی کا حصہ بھی کم نہ ہوگا۔ لہٰذا جب سات آدمی شریک ہوں تو وہ گوشت کو وزن کر کے تقسیم کریں۔

اندازہ سے تقسیم نہ کریں اور آخر میں یہ کہہ دینا کہ اگر کسی کو کم یا زائد مل گیا ہو تو معاف کر دینا یہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ انسان اپنا حق معاف کر سکتا ہے۔ جب یہ اس کا حق ہی نہیں تو معاف کرنا چہ معنی دارد۔

گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کئے جائیں۔ ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لئے رکھے۔ ایک حصہ احباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کر دے۔ (کذا فی کتب الفقہ)

قربانی کرنے کا سنت طریقہ:

ہر انسان کے لئے اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت اس جگہ اس کا خود موجود رہنا افضل ہے۔

قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

انی وجهت و جهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین. ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین.

جب جانور کو ذبح کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

القوا ما فی ایدیکم فی السکین ثم ارکعوا رکعتین فانہ ما رکعھما احد و سال شیئا الا اعطاہ و یقول بعد السلام. اللھم ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک امرت وانا اول المسلمین.

تمہارے ہاتھوں میں جو چھری ہے اس کو پھینک دو۔ پھر دو رکعت نماز پڑھو۔ تم میں سے جس نے بھی ان کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ نماز سے جب سلام پھیر لے تو بعد از سلام یہ کہے:

یا اللہ بے شک میری نماز' قربانی' زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں ہی پہلا مسلمان ہوں۔

(ضیاء الدین)

نیز یہ دعا بھی پڑھنا مستحب ہے۔

اللھم تقبلہ من کما تقبلت من حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلیک ابراھیم علیہ السلام.

یا اللہ اس کو مجھ سے قبول فرما جس طرح کہ تو نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قربانی کو قبول فرمایا۔

قربانی کا وقت:

جن بستیوں' شہروں میں نماز جمعہ جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہوتی یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

عید الاضحیٰ کا طریقہ:

نماز عید کا وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔

جب سورج کے بلند ہونے اور مکروہ وقت کے نکلنے کے ساتھ نماز عید کا وقت ہو جائے تو امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید الاضحیٰ بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائے۔

سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے ثناء پڑھے اور تین زائد تکبیریں کہے۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین مرتبہ تسبیح کہنے کی مقدار ٹھہرے۔ ہر تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کہنے کے دوران دونوں ہاتھوں کو چھوڑتا رہے۔ جب تیسری تکبیر کہے تو دونوں ہاتھوں کو باندھ لے۔ سورہ فاتحہ شریف پڑھے اس کے ساتھ سورت ملائے۔ رکوع اور سجدہ کرے۔ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو پہلے قرأت کرے۔ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں کہے۔ پھر رکوع اور سجدہ کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور بعد میں امام خطبہ پڑھے گا۔ خطبہ سے فراغت کے بعد دعا کی جائے گی۔

نماز عید کے دوران کل نو تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

ان میں سے تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ پہلی رکعت کے رکوع کی تکبیر سنت ہے۔ چھ زائد اور دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر یہ سات تکبیریں واجب ہیں۔ (کذا فی کتب الفقہ)

قربانی کی کھال:

قربانی کے جانور کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلی بنا لیا جائے یا چمڑہ کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے یہ جائز ہے۔ لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو صدقہ کی نیت کرنے کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں۔

کسی کام کی اجرت میں قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔ مدارس اہلسنت کے نادار اور غریب طلباء کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی۔ (دین مصطفیٰ از علامہ محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

جلسہ نمبر ۷۵

فضیلت سورۃ اخلاص بمع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل هو الله احدo الله الصمدo لم يلد ولم يولدo ولم يكن له كفوا احدo

ترجمہ: ''تم فرماؤ وہ اللہ ہی وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(سورۃ اخلاص)

فضیلت سورۃ اخلاص بمع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت کی تفسیر:

(قل هو الله احد ٥ الله الصمد ٥)

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے' وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔'' (الاخلاص ۱-۲)

هو ضمیر۔ ضمیر شان ہے۔ جس طرح کہ مخاطب کے قول هو زید منطلق میں ہے اور یہ ضمیر مرفوع منفصل ہے کیونکہ ترکیب میں یہ مبتداء ہے اور بعد والا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس کی طرف ضمیر لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے یہ پہلی چیز تھی۔ جس کے بارے کفار نے آپ سے پوچھا۔ یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوال کرتے ہو۔ هو الله. وہ اللہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

یا محمد صف لنا ربک الذی تدعونا الیه فنزلت هذه الآیة.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے اپنے اس رب کی تعریف بیان کریں جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

الله الصمد کا معنی ہے السید المصمود الیه فی الحوائج.

وہ سردار کہ جس کی طرف ضروریات میں ارادہ کیا جاتا ہے۔

یہ صمد الیه سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی ہے قصد الیه کہ اس نے اس کی طرف قصد کیا اور اللہ تعالیٰ اس صفت کے ساتھ مطلقا موصوف ہے کیونکہ وہ اپنے ماسوا سے مطلقا بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے وہ اپنی تمام جہات میں اس کی طرف محتاج ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی تعریف صمدیت کے وصف کے ساتھ کی گئی نہ کہ احدیت کے لفظ کے ساتھ۔

ان دو آیتوں میں لفظ اللہ کو مکرر ذکر کرنا شاید اس وجہ سے ہے کہ جو اس صفت کے ساتھ متصف نہ ہو وہ معبود ہونے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ان دو جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کا نتیجہ ہے یا اس پر دلیل ہے۔

(لم یلد ولم یولد ٥ ولم یکن له کفوا احد ٥)

''نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔''

(الاخلاص ۳-۴)

مفسرین فرماتے ہیں لم یلد کا معنی ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی کوئی جنس نہیں نہ ہی اسے مددگار کی ضرورت ہوتی ہے۔ حاجت نہ ہونے اور فنا ہونے کی وجہ سے باقی ہر کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔

نفی جحد کا کلمہ ذکر ہوا جو کہ معنوی طور پر فعل ماضی کے معنی میں ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں اس کو لانے کی وجہ ہے یہ ہے کہ ان لوگوں کا رد ہو جائے جو نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں نیز یہ کلمہ آئندہ کلمہ کے مطابق ہو جائے۔

ولم یولد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رب ذوالجلال کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ ہی عدم اس سے سبقت کرتا ہے۔

ولم یکن له کفوا احد اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ مخلوق میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ جو اس کے مماثل ہو۔ بیوی یا اس کے علاوہ میں سے۔

له جو کہ ظرف بن رہا ہے۔ اس کے لئے اصل یہ تھا کہ اس کو کفوا سے مؤخر کیا جاتا کیونکہ یہ اس کا صلہ ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کے مماثل ہی کی نفی کرنا مقصود تھا تو اس اہمیت کے پیش نظر اسے مقدم کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ کفوا کی پوشیدہ چیز سے حال بنے یا خبر واقع ہو اور کفوا احد سے حال بن جائے۔

ان تین جملوں کے درمیان عطف کے ذریعے ربط پیدا کیا گیا ہے کیونکہ اس سے مراد تمام امثال کی اقسام کی نفی کرنا ہے یہ ایک ہی جملہ کی طرح ہیں کہ جن پر تنبیہہ تین جملوں سے کی گئی ہے۔ (قاضی بیضاوی)

سورۃ الاخلاص کا شانِ نزول:

حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن عبداللہ ابو العالیہ، شعبی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کفار مکہ عامر بن طفیل' زید بن قیس وغیرہ کے علاوہ جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا:

يا محمد صف لنا ربک من ای شئی هو؟ أهو من ذهب ام من فضة ام من حديد ام من نحاس؟ فان آلهتنا من هذه الاشياء.

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لئے اپنے رب کی تعریف بیان کریں کہ وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ کیا سونے' چاندی' لوہے یا پیتل کا بنا ہوا ہے؟ کیونکہ ہمارے معبود تو انہی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تلقاء نفسه هو لايشبه شيئا. وہ اپنی ذات کے اعتبار سے کسی چیز کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔

تو اس موقع پر سورۃ الاخلاص نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل يا محمد صلی الله عليه وآله وسلم۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیں (هو الله احد. الله الصمد) وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

الصمد اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا پیٹ نہ ہو نہ وہ کھائے اور نہ پیئے۔ اگر اس کا پیٹ ہوتا تو وہ کسی نہ کسی چیز کی طرف محتاج ہوتا حالانکہ وہ کسی چیز کا بھی محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج ہوتا تو وہ ربوبیت کے لائق نہیں ہوسکتا تھا۔ (من حدیث الاربعین)

چار کام کر کے سویا کرو:

ایک روایت میں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت تک نہ سو جب تک کہ تو ان چار چیزوں پر عمل نہ کر لے۔

۱- قرآن مجید کو ختم کر۔

۲- قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام تیری سفارش کریں۔

۳- دو مسلمانوں کو تو اپنے سے راضی کر کے سو۔

۴- ایک حج اور عمرہ کر کے سویا کر۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو وہ بستر پر تھیں۔ یہاں تک کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل کی۔ جب حضور نے نماز مکمل فرمالی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے مجھے چار چیزوں کے کرنے کا حکم دیا لیکن اس گھڑی میں میں ان چار کاموں کو نہیں کر سکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا:

۱- اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے **قل ھو اللہ احد** کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا کہ تو نے مکمل قرآن مجید کو ختم کر لیا۔

۲- جب تو نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کرام پر درود شریف پڑھا تو ہم سب قیامت کے دن تیری سفارش کریں گے۔

۳- جب تو نے تمام مومنین کے لئے بخشش طلب کی تو وہ سب کے سب تجھ سے راضی ہو گئے۔

۴- جب تو نے **سبحان اللہ والحمد للہ** اور **لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کہا تو تحقیق تو نے حج اور عمرہ کر لیا۔ (تفسیر حنفی)

شیطان ناکام:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء قل ھو اللہ احد بعد صلوۃ الفجر عشر مرات لم یصل الیہ ذنب وان جھدہ الشیطان.

جس شخص نے **قل ھو اللہ احد** کو فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھا تو اس تک کوئی گناہ نہیں پہنچے گا اگرچہ شیطان اس کی کوشش بھی کرے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من قرء سورة قل هو الله احد مرة واحدة اعطاه الله تعالى من الا جر كمثل اجر مائة شهيد.

جس شخص نے ایک مرتبہ **قل هو الله احد** کی سورت کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو سو شہیدوں کے اجر کی مثل اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

نوٹ: سورہ اخلاص مکیہ ہے۔ اس کی چار آیات' پندرہ کلمات اور سینتالیس حرف ہیں۔ (من حدیث الاربعین)

اس سورت کو سورۃ اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی دنیا اور آخرت کی تکالیف' موت کی سکرات' قبر کی تاریکی اور قیامت کی ہولناکیوں سے چھٹکارا عطا کرتی ہے۔

جنت کا ایک درخت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جنت میں حواب نامی ایک درخت ہے جس پر سیب سے بڑے اور انار سے چھوٹے شہد سے زیادہ میٹھے' دودھ سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم پھل لگے ہوئے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پھلوں کو کون کھائے گا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من سمع اسمى فصلى على فهو يا كلها. کہ جو شخص میرا نام سن کر میری ذات پر درود شریف پڑھے' وہ اس درخت کا پھل کھائے گا۔ (زہرۃ الریاض)

تین دفعہ سورہ اخلاص کا کمال:

ایک آدمی قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ جس دن مرا۔ اسی رات اس کے باپ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ میں ہے اور اسے بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔

اس کے باپ نے جب دوسری رات اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں ہے۔ تو باپ نے اسے کہا کہ کل رات میں نے تجھے دیکھا کہ تو جہنم میں تھا اور آج بہشت میں موجود ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ باپ کو جواب دیتے ہوئے اس نے کہا:

مر علينا رجل فقرء قل هو الله احد ثلاث مرات و وهب اجره لنا

فقسم علينا فهذا الذی تراه نصیبی منه.

ایک آدمی ہم پر گزرا تو اس نے تین دفعہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تو اس میں سے میرا حصہ یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (تفسیر خازن)

دس دفعہ پڑھنے کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورة الاخلاص مرة فكانما قرء ثلث القرآن و من قرء ها مرتين فكانما قرء ثلثي القرآن و من قرء ثلاثا مرات فكانما قرء القرآن كله. و من قرء ها عشر مرات بنى الله تعالىٰ له بيتا فى الجنة من ياقوته حمراء.

جس شخص نے سورہ اخلاص کو ایک دفعہ پڑھا تو گویا کہ اس نے قرآن مجید کا تیسرا حصہ پڑھا جس نے اسے دو دفعہ پڑھا گویا کہ اس نے دو تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے تین دفعہ پڑھا گویا کہ اس نے مکمل قرآن مجید کو ختم کیا اور جس خوش نصیب نے اسے دس دفعہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بنائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

من قرء سورة الاخلاص فى الفرائض غفر الله له ولوالديه و محا اسمه من ديوان الاشقياء و كتبه فى ديوان السعداء.

جس شخص نے فرائض میں سورہ اخلاص کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے اور اس کے والدین کو بخش دے گا اس کے نام کو بدبختوں کے رجسٹر سے مٹا کر خوش نصیب لوگوں کے رجسٹر میں لکھ دے گا۔ (مجالس)

نیکیوں کا نچھاور ہونا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات اور دن اپنی امت پر عذاب کا خوف رکھتا تھا یہاں تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سورہ اخلاص کو لے کر حاضر ہوئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ میری امت کو عذاب نہیں دے گا کیونکہ یہ سورت اللہ

کی طرف منسوب ہے۔ جس شخص نے اس سورت کو پڑھنے کی مسلسل عادت بنالی تو اس کے سر پر آسمان کے کنارے سے نیکیاں نچھاور ہوں گی اس پر اطمینان وسکون نازل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپ لے گی۔ اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص کو پڑھنے والے کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اس کو اس طریقہ سے بخش دے گا کہ اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادے گا۔ (تفسیر حنفی)

فرشتوں کا نزول:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاویہ کے جنازے پر حاضر ہوں۔ یہ معاویہ حضرت امیر معاویہ ابن ابوسفیان کے علاوہ ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے تشریف لے گئے۔ تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر اپنے پر رکھ دیئے اور ان کو جھکایا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف نظر فرمائی اور آپ نے معاویہ پر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام معاویہ کو یہ مرتبہ کس طرح ملا؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کو یہ مرتبہ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے سورہ اخلاص کے پڑھنے کی وجہ سے ملا۔

سراقہ ابن مالک کے ایمان لانے کا واقعہ:

ایک روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ دارالندوہ کے دروازے پر سارے کافر جمع ہوئے اور یہ ابوجہل لعنتی کی گلی میں تھا۔ سب کافروں نے کہا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نعوذ باللہ شہید کرے اور ان کا سر ہمارے پاس لائے تو ہم اسے سو بہترین قسم کے سرخ اونٹ' سو رومی لونڈیاں اور ایک سو عربی گھوڑے دیں گے۔ ان میں سے سراقہ ابن مالک نامی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یہ کام میں کروں گا۔ تب سب کفار نے اسے اس مال کی ضمانت دی۔ چنانچہ وہ بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے نکلا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیا تو آپ کو شہید کرنے کے لئے اس

نے تلوار نکالی تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لئے زمین کو مسخر کر دیا گیا ہے یعنی جو آپ حکم دیں گے زمین اسی طرح کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے زمین تو سراقہ کو پکڑ لے۔ چنانچہ اس کا گھوڑا گھٹنے تک زمین میں دھنس گیا۔

سراقہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا برا ارادہ نہیں کروں گا۔ مجھے امن دے دیں امن دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے حضور کی دعا کی برکت سے نجات عطا فرما دی۔

سراقہ اسی وقت چل پڑا' تلوار سونتی اور دوبارہ آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کا گھوڑا دوبارہ زمین میں دھنس گیا اور زمین نے گھوڑے کو پشت تک پکڑ لیا۔ اس نے دوبارہ الامان الامان کی آواز لگائی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دوبارہ دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کے سامنے گر گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اپنے معبود کے بارے میں خبر دیں کہ وہ اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے۔ کیا وہ سونے سے بنا ہے یا چاندی سے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی کے ساتھ اپنے سر انور کو نیچے کر لیا تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد)

اور اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(قل اللهم مالك الملك توتي الملك من تشاء)

"یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔" (آل عمران ۲۶)

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

(فاطر السموات والارض جعل لكم من انفسكم ازواجا ومن

الانعام ازواجا یذرئکم فیہ ؕ لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر)
''آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔''
(الشوریٰ ۱۱)

سراقہ بن مالک نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر اسلام کو پیش فرمائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اسلام کو پیش کیا چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کیا ہی ان کا اچھا اسلام ہے۔ (من حدیث الاربعین)

ہر دکھ کی دوا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ سورہ اخلاص کو معوذتین کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جب آپ کو درد ہوتا تو اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے اور سوتے وقت دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر مارتے اور دوسروں کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیتے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص سورہ اخلاص کے پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرے تو اس کے پڑھنے سے ہر بھلائی کو حاصل کرے گا۔ دنیا اور آخرت کے شر سے محفوظ رہے گا اگر اسے کوئی بھوکا پڑھے تو وہ سیراب ہو جائے گا۔ اگر پیاسا اسے پڑھے تو اس کی پیاس ختم ہو جائے گی۔

سورج کا متغیر ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام تبوک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سورج اپنی چمک دمک کے ساتھ طلوع ہوا اتنا اس کا نور تھا کہ اس سے پہلے اتنا اس کا نور نہیں دیکھا گیا تھا۔ مقام تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ماہ کی مسافت تھی۔ ایک دن سورج طلوع ہوا تو وہ متغیر تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں سورج کو متغیر دیکھ رہا ہوں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے سورج متغیر ہو گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کس وجہ سے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مدینہ منورہ میں

معاویہ کا انتقال ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے۔

فرمایا کہ وہ کس وجہ سے؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے بکثرت سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے کہ وہ رات دن، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے ہر حال میں قل ھو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ فرمائیں تو میں زمین سکیڑ دوں تو کیا آپ ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ہاں''

حضرت روح الامین علیہ السلام نے اپنے دونوں پروں کو زمین پر مارا تو وہ تنگ ہو گئی۔ ان کے جنازے کی چارپائی کو اوپر کر دیا گیا۔ تو آپ نے اسے دیکھ لیا اور ان کے پیچھے فرشتون کی صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتہ تھا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا اور قل ھو اللہ احد کو قرآن کے اجزاء میں سے ایک جزو بنایا تو یہ قرآن کی تقسیم ثواب کے اعتبار سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس سورت کے پڑھنے والے کو تہائی قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اس اجر کو کم کئے بغیر۔ (کذا قالہ النووی)

قرآن مجید میں تین قسم کے امور مذکور ہوئے۔

۱۔ قصص۔ ۲۔ احکام۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفات۔

قل ھو اللہ احد۔ ان تین میں سے ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات۔

(ابن ملک علی المشارق)

مقروض کا قرض ادا ہونے کے بعد حضور نے نماز جنازہ پڑھی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران ایک آدمی کا جنازہ گزرا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا اس کے ذمہ قرض تو نہیں ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذمہ چار درہم ہیں جن کو یہ ادا

کرنے کے بغیر ہی مر گیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ جو شخص اپنا قرض ادا کرنے کے بغیر ہی مر گیا ہے میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا:

یا محمد صلی الله علیه و آله وسلم ان الله تعالی یقرء ک السلام ویقول بعثت جبرئیل علیه السلام بصورته وادی دینه. قم فصل فانه مغفورله. ومن صلی علی جنازته غفر الله له.

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس شخص کی شکل وصورت پر بھیجا ہے اور وہ ان کا قرض ادا کر کے آئے ہیں لہٰذا آپ کھڑے ہوں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں کیونکہ وہ بخش دیا گیا ہے اور جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا جبرئیل من این له هذه الکرامة؟

اے جبرئیل علیہ السلام اسے یہ عزت وکرامت کہاں سے ملی ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کی یہ کرامت اور بزرگی ہر دن میں سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات اس میں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک مرتبہ سورہ اخلاص شریف کو پڑھا وہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوگا جب تک کہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے اور جو شخص اس کو خاص طور پر پانچ وقت کی نماز میں ایک مرتبہ پڑھے تو وہ قیامت کے دن اپنے تمام نزدیکیوں کی شفاعت کرے گا اور ایسے خاندان کے لوگوں کی سفارش کرے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ (حدیث الاربعین)

ایک حدیث شریف میں ہے:

من قرء قل هو الله احد مع التسمیة غفر الله له ذنوب خمسین سنة.

جو شخص قل ھو اللہ احد کو بسم اللہ شریف کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا۔ (تفسیر حنفی)

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں مکہ کے اندر سو کبوتر دیکھے کہ جن کے سر کٹے ہوئے تھے۔ جب وہ بزرگ بیدار ہوا تو اس نے خواب کی تعبیر بیان کرنے والے سے اس کی تعبیر دریافت کی تو تعبیر بتانے والے نے اسے بتایا کہ شاید تو نے سو مرتبہ سورہ اخلاص بغیر بسم اللہ کے پڑھی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے تعبیر بتانے والے سے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ (تفسیر حنفی)

صحابہ کرام کا تعجب:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں تک سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر تین لاکھ ساٹھ ہزار ستون دیکھے۔ ایک ستون سے دوسرے ستون کی مسافت تین لاکھ برس کی ہے۔ ہر ستون کے نیچے مشرق سے مغرب تک بارہ ہزار میدان ہیں۔ ہر میدان میں اسی ہزار ایسے فرشتے ہیں جو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں۔ جب وہ فرشتے اس سورت کو پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے مالک ہم نے یہ ثواب ہر اس شخص کو بخش دیا ہے کہ جو مرد و عورت میں سے سورہ اخلاص کی تلاوت کرے۔

صحابہ کرام نے جب یہ بات سنی تو وہ تعجب کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان (قل ھو اللہ احد) مکتوب علی جناح جبرئیل علیہ السلام (اللہ الصمد) مکتوب علی جناح میکائیل علیہ السلام (لم یلد ولم یولد) مکتوب علی جناح عزرائیل علیہ السلام (ولم یکن لہ کفوا احد) مکتوب علی جناح اسرافیل علیہ السلام. فمن قرء من امتی سورۃ اخلاص اعطاہ اللہ تعالی ثواب من قرء التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان العظیم.

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک (قل ھو اللہ احد) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ (اللہ الصمد) حضرت میکائیل علیہ

السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ (لم یلد ولم یولد) حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے اور (ولم یکن لہ کفوا احد) حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے سورہ اخلاص کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو۔ سب نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ہاں"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان (قل ھو اللہ احد) مکتوب علی جبھۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ (اللہ الصمد) مکتوب علی جبھۃ عمر الفاروق رضی اللہ تعالی عنہ (ولم یلد ولم یولد) مکتوب علی جبھۃ عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ (ولم یکن لہ کفوا احد) مکتوب علی جبھۃ علی السخی رضی اللہ تعالی عنہ فمن قرء سورۃ الاخلاص اعطاہ اللہ تعالی ثواب ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیھم اجمعین.

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک (قل ھو اللہ احد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر (اللہ الصمد) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر (لم یلد ولم یولد) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر اور (ولم یکن لہ کفوا احد) حضرت علی السخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ تو جو شخص سورہ اخلاص کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (حیاۃ القلوب)

فقر کی شکایت دور:

ایک شخص نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں فقر و محتاجی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ

اذا دخلت منزلک فاقرء سورۃ الاخلاص ففعل ذلک فوسع اللہ علیہ الرزق.

جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سورہ اخلاص کو پڑھ۔ اس نے اس طرح کیا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں وسعت عطا فرمادی۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قرء سورۃ الاخلاص فی مرضہ الذی یموت فیہ لم نیتن فی قبرہ وامن مع ضیق القبر و حملتہ الملائکۃ باجنحتھم حتی یجوز بہ من الصراط الی الجنۃ.

جس شخص نے مرض موت میں سورہ اخلاص شریف کو پڑھا اس کی قبر میں بدبو نہیں ہوگی' قبر کی تنگی سے وہ محفوظ رہے گا' فرشتے اسے اپنے پروں کے ساتھ اٹھا کر پل صراط سے گزار کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔

(کذا فی تذکرۃ القرطبی لکن شرطہ مع البسلملۃ)

الحمد للہ آج بروز جمعرات ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء کو نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین کی دوسری جلد بوقت سحری ۴ بج کر ۱۰ منٹ پر پایہ تکمیل کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ اس کو مترجم اس کے والد گرامی مرحوم و مغفور اور اس کے اساتذہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

بجاہ سید المرسلین

محبوب احمد چشتی

بمقام شاہ جمال تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

حال مقیم: کوکب سٹریٹ نمبر ۳

ملک پارک بلال گنج لاہور



